1A

جلد دوم

تالیف

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

ترجمہ متن قرآن

ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ

مترجمین

سید محمد اقبال شاہ ۞ محمد بوستان ۞ محمد انور مگھالوی

ادارہ ضیاء المصنفین بھیرہ شریف

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور۔ کراچی ۞ پاکستان

نام کتاب	تفسیر در منثور مترجم (جلد دوم)
مصنف	امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ متن قرآن مجید	ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ
مترجمین	مولانا سید محمد اقبال شاہ، مولانا محمد بوستان، مولانا محمد انور مگھالوی
	من علماء دارالعلوم محمدیہ غوثیہ، بھیرہ شریف
زیر نگرانی	ادارہ ضیاء المصنفین، بھیرہ شریف
	قاری اشفاق احمد خان، انور سعید، لاہور
سال اشاعت	نومبر 2006ء
ناشر	الحاج محمد حفیظ البرکات شاہ
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	1Z 31
قیمت	کامل سیٹ

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون: 021-2212011-2630411۔ فیکس:۔ 021-2210212

e-mail:- sales@zia-ul-quran.com

zquran@brain.net.pk

Visit our website:- www.zia-ul-quran.com

فہرست مضامین

سورۂ ال عمران

یہ سورت، سورۂ انفال کے بعد نازل ہوئی۔

امام ابن ضریس نے فضائل میں النحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۂ آل عمران مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے جمعہ کے روز اس سورت کو پڑھا جس میں ال عمران کا ذکر ہے شام تک اللہ تعالیٰ اس پر رحمتیں نازل فرماتا ہے اور فرشتے مغفرت طلب کرتے ہیں (1)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ جس نے سورۂ بقرہ، آل عمران اور نساء کی تلاوت کی وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حکیموں میں لکھ دیا جاتا ہے (2)۔

امام دارمی، محمد بن نصر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس نے آل عمران کی تلاوت کی وہ غنی ہے اور سورۂ نساء زینت عطا کرنے والی ہے (3)۔

امام دارمی، ابوداؤد نے فضائل اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سورۂ آل عمران محتاج کا کتنا اچھا خزانہ ہے جس کے ساتھ وہ رات کے آخری حصہ میں قیام کرتا ہے (4)۔

حضرت سعید بن منصور نے ابوعطاف سے نقل کیا ہے کہ تورات میں آل عمران کا نام طیبہ ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب وہ بصرہ پر امیر تھے تو سورج کو گرہن لگ گیا تو آپ نے دو رکعت نماز ادا کی جن میں آپ نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد الملک بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی تلاوت کی تو کعب نے کہا کہ اس نے ایسی دو سورتیں پڑھی ہیں جن میں ایسا اسم ہے جب اس کے واسطہ سے دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا کو قبول فرماتا ہے۔

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 48 (11002)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1023 (485)، مطبوعہ دار الصمیعی بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 529 (2615) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ ایضاً، (2615)

5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1138 (553)

آیاتہا ۲۰۰ | سُوْرَۃُ اٰلِ عِمْرٰنَ مَدَنِیَّۃٌ ۳ | رکوعاتہا ۲۰

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

الٓمّٓ ۝۱ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۝۲ نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَاَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝۳ مِنْ قَبْلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنْزَلَ الْفُرْقَانَ ۬ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ۝۴ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ۝۵ هُوَ الَّذِيْ يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ كَيْفَ يَشَاۗءُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۶

”الف، لام، میم، اللہ (وہ ہے کہ) کوئی عبادت کے لائق نہیں بغیر اس کے زندہ ہے سب کو زندہ رکھنے والا ہے نازل فرمائی اس نے آپ پر یہ کتاب حق کے ساتھ، تصدیق کرنے والی ہے ان (کتابوں) کی جو اس سے پہلے (اتری) ہیں اور اتاری اس نے تورات اور انجیل اس سے پہلے لوگوں کی ہدایت کے لئے اور اتار افرقان کو، بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اللہ کی آیتوں کے ساتھ، ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پوشیدہ رہتی اس پر کوئی چیز زمین میں اور نہ آسمان میں۔ وہی ہے جو تمہاری تصوریں بناتا ہے (ماؤں کے) رحموں میں جس طرح چاہتا ہے۔ کوئی معبود نہیں بغیر اس کے (وہی) غالب ہے حکمت والا ہے“۔

امام ابن انباری نے مصاحف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا قیوم سے مراد ہر چیز کا نگہبان ہے۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس لفظ کو اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ، پڑھتے۔

امام ابو عبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی داؤد اور ابن انباری نے مصاحف میں، ابن منذر اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز پڑھائی اور سورۂ آل عمران کے آغاز میں الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیَّامُ پڑھا۔

امام ابن ابی داؤد نے اعمش رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ، ہے۔

امام ابن جریر اور ابن انباری نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ قرأت کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن انباری نے حضرت ابو معمر سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا میں نے علقمہ کو اَلْحَیُّ الْقَیِّمُ پڑھتے ہوئے سنا جب کہ عبداللہ کے شاگرد اَلْحَیُّ الْقَیَّامُ قرأت کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت عاصم بن کلیب سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کو سورۂ آل عمران کی قرأت بہت پسند تھی۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے محمد بن جعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ نجران کا ایک وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جو ساٹھ افراد پر مشتمل تھا۔ اس وفد میں چودہ افراد ان کے معززین میں سے تھے۔ ان میں سے ابو حارثہ بن علقمہ، عاقب، عبدالمسیح اور ایہم سید نے گفتگو کی۔ وہ (ایہم) نصرانیت میں اپنے بادشاہ کے دین پر تھا جب کہ ان کا آپس میں باہم اختلاف تھا۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے وہی اللہ ہیں، کبھی کہتے وہ اللہ کے بیٹے ہیں اور کبھی کہتے آپ تین میں سے تیسرے ہیں (نعوذ باللہ)۔ نصرانیوں کا نقطہ نظر یہی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اللہ ہونے کا استدلال وہ ان چیزوں سے کرتے کہ آپ مردوں کو زندہ کرتے ہیں، بیماروں کو تندرست کرتے ہیں، غیب کی خبریں دیتے ہیں، مٹی سے پرندے کی شکل کی چیز بناتے ہیں، اس میں پھونک مارتے تو وہ پرندہ بن جاتا ہے حالانکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو لوگوں کے لئے ایک معجزہ بنادے۔

بیٹا ہونے کا استدلال وہ اس سے کرتے کہ وہ کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں تھا، آپ نے پنگھوڑے میں گفتگو کی جب کہ آپ سے قبل حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے کسی نے بھی گفتگو نہیں کی، وہ تین میں تیسرے کا استدلال اس سے کرتے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَعَلْنَا۔ اَمَرْنَا، خَلَقْنَا، قَضَیْنَا۔ یعنی جمع متکلم کے صیغے استعمال فرمائے اگر اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہوتی تو یوں ارشاد ہوتا: فَعَلْتُ، اَمَرْتُ، قَضَیْتُ، خَلَقْتُ لیکن وہ تین اللہ، عیسیٰ اور مریم ہیں۔ ان تمام کے عقیدہ کے مطابق قرآن حکیم نازل ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدہ کا ذکر فرمایا۔ جب دو علماء نے حضور ﷺ سے گفتگو کی تو حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تم دونوں اسلام قبول کرلو۔ انہوں نے جواب دیا ہم پہلے ہی مسلمان ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ تمہیں اسلام قبول کرنے سے یہ چیز مانع ہے کہ تم نے یہ عقیدہ بنا رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے اور تم صلیب کی عبادت کرتے ہو اور خنزیر کھاتے ہو۔ ان دونوں نے کہا اے محمد ﷺ بتاؤ پھر مسیح کا باپ کون ہے؟ آپ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدہ اور اختلاف کے بارے میں سورۂ آل عمران کی اسی سے زائد آیات کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے سورت کے آغاز میں ان کے عقائد سے اپنی پاکی، یکتا خالق ہونے اور لا شریک ہونے کا ذکر کیا۔ انہوں نے اپنی طرف سے جو کفر گھڑ رکھا تھا اور جو اللہ تعالیٰ کے شریک بنا رکھے تھے اس کا رد کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو وہ اعتقادات رکھتے تھے ان سے ان کے خلاف استدلال کیا تا کہ اس کے ذریعے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 193، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

ان پر ان کی گمراہی واضح کردے ارشاد فرمایا۔

الٓمّٓ۝ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۔یعنی معبود برحق ہونے میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔اللہ تعالیٰ حی ہے، اس پر موت طاری نہیں ہوتی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام (ان کے عقیدے کے مطابق) مر چکے ہیں، ان کے عقیدہ کے مطابق قیوم اسے کہتے ہیں جس کی بادشاہت قائم رہے جب کہ عیسیٰ علیہ السلام تو جا چکے (1)۔

امام ابن اسحاق نے کہا مجھے محمد بن سہیل بن ابی امامہ نے بتایا جب نجران کا وفد حضور ﷺ کی بارگاہ میں آیا تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے گفتگو کرے تو انہیں کے بارے میں سورۂ آل عمران کی ابتدائی اسی آیات نازل ہوئیں۔امام بیہقی نے اس روایت کو دلائل میں ذکر کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ نصرانی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں جھگڑنے لگے۔انہوں نے پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور بہتان لگایا۔حضور ﷺ نے انہیں فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اولاد، باپ کے مشابہ ہوتی ہے۔انہوں نے کہا بات اسی طرح ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ حی ہے جس پر موت طاری نہیں ہوئی جب کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر توفنا طاری ہوگی۔حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا نگہبان ہے، ہر چیز کی حفاظت کرتا ہے، اسے رزق بہم پہنچاتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا بات اسی طرح ہے۔حضور ﷺ نے دریافت کیا کیا عیسیٰ علیہ السلام ان میں سے کسی چیز کے مالک ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کسی چیز کے بھی مالک نہیں۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، کیا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان میں سے کوئی بھی چیز مخفی نہیں۔انہوں نے جواب دیا بات اسی طرح ہے۔فرمایا کیا عیسیٰ علیہ السلام اس کے علاوہ بھی کوئی جانتے ہیں جو انہیں علم دیا گیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا علم دیئے گئے کے علاوہ تو کچھ نہیں جانتے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہمارے رب نے رحم میں جیسی چاہی حضرت عیسیٰ کی صورت بنائی کیا تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ ہی اس سے نجاست خارج ہوتی ہے؟ انہوں نے جواب دیا بات اسی طرح ہے۔حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ نے انہیں اپنے رحم میں اسی طرح اٹھائے رکھا ہے جس طرح عام عورت بچے کو رحم میں اٹھاتی ہے پھر آپ کی والدہ نے آپ کو جنا جس طرح ایک عورت اپنے بچے کو جنتی ہے۔ پھر آپ کو اسی طرح غذا دی گئی جس طرح بچے کو غذا دی جاتی ہے پھر بعد میں بھی آپ غذا کھاتے، پانی پیتے اور قضاء حاجت کرتے؟ سب نے کہا بات اسی طرح ہے۔تو آپ نے فرمایا جو تم گمان رکھتے ہو وہ کیسے درست ہوسکتا ہے؟ انہوں نے حقیقت حال کو پہچان لیا پھر محض عناد کی وجہ سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت الٓمّٓ۝ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ کو نازل فرمایا (2)۔

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 191، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً، جلد 3، صفحہ 192

امام سعید بن منصور اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آپ القیوم کو القیام پڑھتے۔ ابن جریر نے علقمہ سے روایت کیا ہے کہ وہ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ پڑھتے (1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد آپ سے پہلے آنے والے رسول اور کتابیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ معجزات ہیں جو حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت ہود علیہم السلام اور دوسرے انبیاء کو دیئے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے نَزَّلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں نقل کیا اس سے مراد قرآن اور مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ سے مراد وہ کتابیں ہیں جو اس سے قبل گزر چکی ہے وَ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ﴿۳﴾ مِنْ قَبْلُ هُدًى سے مراد تورات اور انجیل دو کتابیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر چیز کی وضاحت ہے اور جنہوں نے ان کتابوں کو لیا ان کی تصدیق اور ان میں موجود احکامات پر عمل کیا ان کی عصمت کا وعدہ ہے اور اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ سے مراد قرآن ہے جس نے حق اور باطل میں تفریق کر دی۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیزوں کو حلال کیا گیا اور اس کی حرام کردہ چیزوں کو حرام قرار دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو بیان کیا گیا، اس کی حدود کی وضاحت کی گئی، فرائض کو فرض قرار دیا گیا اس کے بیان کو بیان کیا گیا اس کی اطاعت کا حکم دیا اور اس کی نافرمانی سے منع کیا گیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے اَنْزَلَ الْفُرْقَانَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جن گروہوں نے اختلاف کیا تھا ان کے اختلاف میں حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے اور اس کے فرمان اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو آدمی آیات کا علم رکھنے اور ان میں موجود احکام کی معرفت کے بعد انکار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لینے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللّٰهَ لَا یَخْفٰى عَلَیْهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَآءِ سے مراد یہ ہے کہ وہ جو ارادہ کرتے ہیں، جو مکر کرتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو ناحق باتیں کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رب اور معبود مانتے ہیں جب کہ ان کے پاس اس کے برعکس علم ہے سب اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ وہ یہ سب اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے اور اس کا انکار کرنے کی وجہ سے کرتے ہیں۔ هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ سے مراد یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصویر بنائی گئی وہ نصاریٰ اس کا انکار نہیں کرتے تھے جس طرح دوسرے انسانوں کی رحم میں تصویر بنائی گئیں تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کیسے الٰہ ہو سکتے ہیں جب کہ ان کی یہ شان ہے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ ؕ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مذکر اور مؤنث ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 193 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 196 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 98-196

امام ابن جریر نے حضرت سدی کی سند سے ابو مالک، ابو صالح، حضرت ابن عباس، مرہ، حضرت ابن مسعود اور کئی صحابہ رضی اللہ عنہم سے هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جب رحم میں نطفہ پڑتا ہے تو چالیس دن تک اسی طرح رہتا ہے پھر چالیس روز جما ہوا خون رہتا ہے پھر چالیس روز گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے۔ جب وہ پیدائش کے مرحلہ کو پہنچتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ تصویر بنانے کے لئے بھیجتا ہے۔ فرشتہ دو انگلیوں کے درمیان مٹی لاتا ہے مٹی کو گوشت کے لوتھڑے میں ملا دیتا ہے۔ پھر اسے گوندھتا ہے پھر جیسا حکم ہوتا ہے اس کی تصویر بنا دیتا ہے پھر عرض کرتا ہے کیا یہ مذکر ہے یا مؤنث، بدبخت ہے یا سعادت مند، اس کا رزق، عمر، اثر اور مصائب کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں حکم دیتا ہے فرشتہ سب لکھ لیتا ہے جب وہ جسم مرتا ہے تو اسے وہاں ہی دفن کیا جاتا ہے جہاں سے اس کی مٹی لی گئی تھی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ سے هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُكُمْ فِی الْاَرْحَامِ كَیْفَ یَشَآءُ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مذکر، مؤنث ہے، سرخ، سفید، سیاہ، مکمل یا نامکمل ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ سے الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ جب وہ انتقام لیتا ہے تو انتقام لینے میں غالب اور اپنے حکم میں حکیم ہے۔

هُوَ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلَیْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰیٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ؕ فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَآءَ تَاْوِیْلِهٖ ۚ وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ یَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا یَذَّكَّرُ اِلَّاۤ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝

”وہی ہے جس نے نازل فرمائی آپ پر کتاب اس کی کچھ آیتیں محکم ہیں وہی کتاب کی اصل ہیں اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے سو وہ پیروی کرتے ہیں (صرف) ان آیتوں کی جو متشابہ ہیں قرآن سے (ان کا مقصد) فتنہ انگیزی اور (غلط) معنی کی تلاش ہے اور نہیں جانتا اس کے صحیح معنی کو بغیر اللہ تعالیٰ کے اور پختہ علم والے کہتے ہیں ہم ایمان لائے ساتھ اس کے سب ہمارے رب کے پاس ہے اور نہیں نصیحت قبول کرتے مگر عقل مند“۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُّحْكَمٰتٌ کے بارے میں یہ قول نقل کیا کہ اس سے مراد ناسخ، حلال، حرام، حدود، فرائض اور جن پر ایمان لایا جاتا ہے اور متشابہات سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 199 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 202

منسوخ، مقدم، مؤخر، امثال، اقسام اور جن پر ایمان لانا تو ضروری ہے لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا (1)۔

امام ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ محکمات سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کی پیروی کی جاتی ہے اور ان پر عمل کیا جاتا ہے اور متشابہات سے مراد جن کی پیروی نہیں کی جاتی (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی حاتم اور حاکم نے یہ روایت کیا ہے حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا اور ابن مردویہ نے عبداللہ بن قیس سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سورۂ انعام کی آخری تین آیات محکمات ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیات محکمات کے متعلق یہ سنا کہ قُلْ تَعَالَوْا (انعام: 151) سے لے کر آخری تین آیات ہیں اور وَ قَضٰى رَبُّكَ (الاسراء: 23) سے لے کر بعد کی تین آیات ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے سدی کے واسطہ سے ابو مالک اور ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت مرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز کئی اور صحابہ سے یہ نقل کیا ہے کہ مُّحْكَمٰتٌ سے مراد وہ ناسخ آیات ہیں جن پر عمل کیا جاتا ہے اور مُتَشٰبِهٰتٌ سے مراد منسوخ آیات ہیں (4)۔

عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ مُّحْكَمٰتٌ سے مراد حلال وحرام کے احکام ہیں۔

امام عبد بن حمید اور فریابی نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ محکمات سے مراد حلال وحرام کے احکام ہیں ان کے علاوہ متشابہات ہیں قرآن کا بعض، بعض کی تصدیق کرتا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (البقرہ: 26) اللہ تعالیٰ کا فرمان كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ (الانعام: 125) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان وَ الَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّ اٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ (محمد: 17)

امام ابن ابی حاتم نے ربیع سے نقل کیا ہے کہ محکمات سے مراد ایسی آیات ہیں جن میں حکم اور جھڑک پائی جاتی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ضریس، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسحاق بن سوید سے نقل کیا ہے کہ یحییٰ بن یعمر اور ابوفاختہ نے اس آیت هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ کے بارے میں باہم گفتگو کی۔ ابوفاختہ نے کہا اس سے مراد سورتوں کے آغاز ہیں۔ انہیں سے قرآن شروع ہوتا ہے الٓمّٓ ۚ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ ان کلمات سے سورۂ بقرہ کا آغاز ہوتا ہے الٓمّٓ ۙ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ان سے سورۂ آل عمران کا آغاز ہوتا ہے۔ یحییٰ نے کہا اُمُّ الْكِتٰبِ سے مراد وہ آیات ہیں جن میں فرائض، امر، نہی، حلال، حدود اور دین کی بنیادی چیزیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے نقل کیا ہے کہ ام الکتاب سے مراد کتاب کی اصل ہے کیونکہ یہ چیزیں تمام کتابوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 202 — 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 199

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 202 — 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 203

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، دارمی، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا اور ارشاد فرمایا جب تم ایسے لوگوں کو دیکھو جو اس کی تعبیر میں جھگڑ رہے ہیں تو وہی اس آیت کا مصداق ہیں ایسے لوگوں سے محتاط رہو(1) بخاری کے الفاظ یہ ہیں جب تو ایسے لوگوں کو دیکھے جو متشابہ آیات کی اتباع کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں انہیں ذکر کیا ہے پس ان لوگوں سے محتاط رہو۔ ابن جریر کے یہ الفاظ ہیں جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو متشابہ آیات کی پیروی کر رہے ہیں تو ان سے محتاط رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لوگوں کا ذکر کیا ہے۔ ابن جریر کے یہ الفاظ بھی ہیں جب تم ایسے لوگ دیکھو جو متشابہ آیات کی اتباع کر رہے ہیں اور ان لوگوں کو دیکھو جو ان کے بارے میں باہم جھگڑ رہے ہیں تو ان کی مجلس میں نہ بیٹھو کیونکہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی مراد یہی ہے۔

امام عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ سے مراد خارجی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ (آل عمران: 106) سے مراد خارجی ہیں۔

امام طبرانی نے ابو مالک اشعری سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا مجھے اپنی امت کے بارے میں تین باتوں کا خوف ہے(1) ان کے پاس مال زیادہ ہوگا تو وہ آپس میں حسد کریں گے اور ایک دوسرے کو قتل کریں گے(2) کتاب کے اسرار ان کے سامنے بیان کئے جائیں گے، مومن اس میں تاویل کرنا شروع کر دیں گے وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ (3) ان کے علم میں اضافہ ہوگا تو وہ اسے ضائع کریں گے اور اس کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔

امام حاکم نے اس روایت کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جن چیزوں کے بارے میں امت کے متعلق ڈرتا ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے پاس مال کی کثرت ہو جائے گی تو وہ آپس میں مقابلہ شروع کر دیں گے پھر آپس میں لڑ پڑیں گے۔ اپنی امت کے بارے میں مجھے جس چیز سے خوف ہے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے لئے قرآن عام کر دیا جائے گا یہاں تک کہ مومن، کافر اور منافق سب اسے پڑھیں گے صرف مومن اس کے حلال کو حلال قرار دے گا(2)۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ابْتِغَآءَ تَاْوِيْلِهٖ کی وضاحت یہ ہے ابو یعلی نے حضرت حذیفہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کیا ہے کہ میری امت ایک جماعت ہوگی جو قرآن پڑھے گی۔ اسے یوں بکھیرے گی جس طرح ردی کھجوریں بکھیری جاتی ہیں۔ وہ اس کے ایسے معانی کریں گے جو اس کے معانی نہیں ہوں گے۔

امام ابن سعد، ابن ضریس نے فضائل میں اور ابن مردویہ نے عمر بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 210 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 316 (3139)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

دادا سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ ایک قوم کی طرف نکلے جو قرآن کے معانی میں گفتگو کر رہی تھی جب کہ آپ سخت غصہ میں تھے۔ فرمایا اسی وجہ سے تم سے پہلی امتیں بھی گمراہ ہوئیں۔ وہ انبیاء پر اختلاف کرتے اور کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکراتے تھے۔ فرمایا قرآن اس لئے نازل نہیں ہوا کہ اس کا بعض، بعض کو جھٹلائے بلکہ اس لئے نازل ہوا ہے کہ اس کا بعض، بعض کی تصدیق کرے۔ اس میں سے جس کی حقیقت کو تم پہچان لو اس پر عمل کرو اور جس کا معنی تم پر واضح نہ ہو سکے اس پر ایمان رکھو۔

امام احمد نے ایک اور سند سے عمرو بن شعیب سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے کچھ لوگوں کو اپنی رائے سے قرآن حکیم کے معانی بیان کرتے ہوئے سنا فرمایا تم سے پہلے لوگ بھی اسی وجہ سے ہلاک ہوئے انہوں نے کتاب کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکرایا اللہ تعالیٰ کی کتاب تو اس لئے نازل ہوئی کہ اس کا بعض، بعض کی تصدیق کرتا ہے اس کے بعض حصہ کے ساتھ بعض حصہ کی تکذیب نہ کرو۔ اس میں جس کا علم رکھتے ہو اس کے بارے میں بات کرو جس سے ناواقف ہو اس کا معاملہ عالم کے سپرد کر دو (1)۔

امام ابن جریر اور حاکم نے اسے نقل کیا حاکم نے اسے صحیح قرار دیا اور ابونصر سجزی نے ابانہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ پہلی کتابیں ایک دروازے سے ایک قسم میں نازل ہوئی تھیں قرآن حکیم سات دروازوں سے سات قسموں میں نازل ہوا یہ جھڑ کنے والا ہے، حکم دینے والا ہے، اس میں حلال و حرام کے احکام ہیں، اس میں محکم، متشابہ اور امثال والی آیات ہیں، اس کے حلال کو حلال جانو، اس کے حرام کردہ کو حرام جانو جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرو جس سے تمہیں منع کیا گیا ہے اس سے رک جاؤ، اس کی امثال سے عبرت حاصل کرو اس کی محکم آیات پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ اور یہ کہو ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (2) ابن ابی حاتم نے اسے حضرت ابن مسعود سے موقوفاً نقل کیا ہے۔

امام طبرانی نے عمر بن ابی سلمہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا آسمان سے کتابیں ایک دروازے سے اترتی تھیں اور قرآن حکیم سات دروازوں سے سات قسموں میں اترا اس میں حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال، امر اور نہی ہے، اس کے حلال کو حلال جانو اس کے حرام کو حرام جانو، اس کے محکم پر عمل کرو متشابہ پر رک جاؤ، اس کی امثال سے عبرت حاصل کرو، یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں تاہم نصیحت دانش مند ہی حاصل کرتا ہے۔

امام ابن نجار نے تاریخ بغداد میں کمزور سند کے ساتھ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب محکم میں تمہارے لئے حلال اور حرام کردہ چیزوں کو واضح کر دیا ہے۔ پس اس کی حلال کردہ چیزوں کو حلال جانو اور حرام کردہ چیزوں کو حرام جانو، اس کی متشابہ پر ایمان لاؤ، محکم پر عمل کرو اور اس کی امثال سے عبرت حاصل کرو۔

1۔ مسند احمد، جلد 2، صفحہ 185، مطبوعہ دار صادر بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 318 (3144)

امام ابن ضریس، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قرآن حکیم پانچ انداز میں نازل ہوا حرام، حلال، محکم، متشابہ اور امثال۔ اس کے حلال کو حلال جانو، حرام کو حرام جانو، متشابہ پر ایمان لاؤ، محکم پر عمل کرو اور امثال سے عبرت حاصل کرو۔

حضرت امام ابن ابی داؤد رحمہ اللہ نے مصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم تمہارے نبی پر سات درروازوں سے سات انداز میں نازل ہوا ہے جب کہ تم سے پہلے کتاب ایک دروازے سے ایک اسلوب میں نازل ہوئی تھی۔

امام ابن جریر اور نصر مقدسی نے الحجہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن حکیم سات انداز میں نازل ہوا، قرآن حکیم میں شک کرنا کفر ہے، اس میں جو تم جان لو اس پر عمل کرو، جس کو نہ جان سکو اسے عالم کے پاس لے جاؤ۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قرآن کے مطالب کو کھول کر بیان کرو، اس کے غرائب کو دریافت کرو، اس کے غرائب اس کے فرائض اور حدود یعنی قرآن حکیم پانچ انداز میں نازل ہوا ہے حلال، حرام، محکم، متشابہ، امثال، اس کے حلال پر عمل کرو حرام سے اجتناب کرو، محکم کی اتباع کرو، متشابہ پر ایمان لاؤ اور امثال سے عبرت حاصل کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن ذو معنی، کئی فنون کا حامل اور اس میں ظہور و خفاء ہے اس کے عجائب ختم نہیں ہوتے نہ اس کی انتہاء کو پایا جاسکتا ہے جو اس میں نرمی سے داخل ہوا نجات پاگیا اور جو سختی سے داخل ہوا گمراہ ہوگیا۔ اس میں اخبار، امثال، حرام، حلال، ناسخ، منسوخ، محکم، متشابہ، ظہر اور بطن ہے اس کے ظہر سے مراد اس کی تلاوت اور بطن سے مراد اس کی تاویل ہے، اس کے اسرار کو جاننے کے لئے علماء کی مجلس میں بیٹھو اور سفہاء سے دور رہو عالم کی لغزش سے بچو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ نصرانیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کیا آپ یہ نہیں کہتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں، فرمایا کیوں نہیں، میں یہی کہتا ہوں۔ تو انہوں نے کہا ہمارے لئے یہی کافی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ والی آیت نازل کی (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن انباری نے کتاب الاضداد میں نقل کیا ہے حاکم نے اسے نقل کیا اور صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت طاؤس نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کو یوں تلاوت کرتے وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗۤ اِلَّا اللّٰهُ وَیَقُوْلُ الرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ اٰمَنَّا بِهٖ۔

امام ابوداؤد نے مصاحف میں حضرت اعمش سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ کی قرأت میں اس طرح ہے۔ وَاِنْ حَقِیْقَةُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 208

تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن ابی ملیکہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے ان آیات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر پڑھا۔ انہوں نے فرمایا علم میں ان کا رسوخ یہ کہ تو اس کی محکم اور متشابہ پر ایمان لائے، اللہ تعالیٰ ہی اس کی تاویل کو جانتا ہے، تم اس کی تاویل کو نہیں جانتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرات ابوشعثاء اور ابونہیک سے نقل کیا ہے دونوں کہتے کہ تم اس آیت کو ملا کر پڑھتے ہو جب کہ یہ مقطوع ہے وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ يَقُولُونَ آمَنَّا بِهِ۔ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ان کا علم ان کے قول پر ختم ہو گیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عروہ سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والے متشابہ آیات کی تاویل نہیں جانتے بلکہ وہ یہ کہتے ہیں آمَنَّا بِهِ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی جانب سے ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عمر بن عبد العزیز سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والوں کا علم قرآن حکیم کی تاویل میں یہاں آ کر ختم ہو جاتا ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے، یہ سب ہمارے رب کی جانب سے ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابی سے نقل کیا ہے کہ کتاب اللہ میں سے جو ظاہر ہو اس پر عمل کرو، جو تم پر مشتبہ ہو جائے اس پر ایمان لے آؤ اور اس کو جاننے والے کی طرف سپرد کر دو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے قرآن کے مینار ہیں جس طرح راستہ کے مینار (علامت، نشانی) ہوتے ہیں، جو تم پہچان لو اس کو مضبوطی سے پکڑ لو اور جو تم پر مشتبہ ہو جائے اس کو چھوڑ دو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قرآن کے مینار اس طرح ہیں جس طرح راستہ کے مینار ہوتے ہیں، جو کسی پر بھی مخفی نہیں، اس میں سے جو تم پہچان لو اس کے بارے میں کسی سے سوال نہ کرو، جس کے بارے میں تمہیں شک ہو اس کا معاملہ جاننے والے کے سپرد کر دو۔

امام ابن جریر نے اشہب کے واسطہ سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ متشابہ کی تاویل اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور علم میں رسوخ رکھنے والے اس کی تاویل کو نہیں جانتے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت انس سے ابو امامہ، واثلہ بن اسقع اور ابو درداء نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم میں رسوخ رکھنے والوں کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو ہاتھوں سے نیکی کرے، جس کی زبان سچ بولے، جس کا دل استقامت کا مظاہرہ کرے، جس کا پیٹ اور شرم گاہ پاک دامن ہوں تو وہ راسخ فی العلم ہے (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن یزید اودی سے نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم میں رسوخ رکھنے والے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا جو گفتگو میں سچا، قسم کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 214 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 215 4۔ ایضاً۔ جلد 3،

پورا کرنے والا، جس کا پیٹ اور شرم گاہ پاک دامن ہوں تو وہ علم میں راسخ ہے۔

امام ابن منذر نے کلبی کے واسطہ سے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم کی تفسیر کی چار صورتیں ہیں (1) جسے علماء جانتے ہیں (2) جس کی عدم واقفیت سے لوگ معذور نہیں سمجھے جاتے جیسے حلال وحرام کے احکام (3) عرب اپنی زبان سے اسے پہچانتے ہیں (4) اس کی تاویل صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، جس نے اس کے علم کا دعویٰ کیا اس نے جھوٹ بولا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن حکیم سات صورتوں میں نازل ہوا ہے، حلال وحرام کوئی بھی ان سے عدم واقفیت کی بناء پر معذور نہیں ہوتا۔ اس کی ایک تفسیر وہ ہے جو عرب کرتے ہیں۔ اس کی ایک تفسیر علماء کرتے ہیں۔ متشابہ جس کی تاویل صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے، جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اس کے جاننے کا دعویٰ کیا وہ جھوٹا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن انباری نے مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں اس کی تاویل جانتا ہوں (1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے ربیع سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والے اس کی تاویل جانتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ ہم محکم پر ایمان لاتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں ہم متشابہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کی اطاعت نہیں کرتے یہ سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا کا مفہوم یہ ہے کہ جو کچھ منسوخ کیا گیا ہے اور جو منسوخ نہیں کیا گیا سب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے (4)۔

امام دارمی نے اپنی مسند میں نصر مقدسی نے الحجۃ میں سلیمان بن یسار سے نقل کیا ہے کہ صبیغ نامی آدمی مدینہ طیبہ آیا، وہ قرآن حکیم کی متشابہات کے بارے میں سوال کرنے لگا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بلا بھیجا۔ آپ نے اس کے لئے کھجور کی شاخوں کی چھڑیاں تیار کر لیں، پوچھا تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا میں عبد اللہ صبیغ ہوں۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا بندہ عمر ہوں آپ نے ان چھڑیوں میں سے ایک چھڑی پکڑ لی، اسے مارا یہاں تک کہ اس کے سر سے خون بہنے لگا۔ اس نے عرض کی اے امیر المومنین کافی ہے میرے سر میں جو فتور تھا وہ نکل گیا ہے۔

امام دارمی نے حضرت نافع سے روایت کیا ہے کہ صبیغ عراقی مسلمانوں کے لشکروں میں قرآن حکیم کی بعض اشیاء کے بارے میں سوال کرتا تھا یہاں تک کہ مصر آگیا۔ حضرت عمرو بن عاص نے اسے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ جب صبیغ عراقی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے تر چھڑیاں منگوائیں، اسے مارا یہاں تک کہ اس کی پشت کو سراپا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 215 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 218 4۔ ایضاً

زخم بنا دیا پھر اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گیا پھر اسے مارا پھر چھوڑا، یہاں تک وہ صحت مند ہو گیا پھر بلایا تاکہ اسے ماریں صبیغ نے کہا اگر آپ مجھے قتل کرنا چاہتے ہیں تو اچھے طریقے سے مجھے قتل کر دیں، اگر میرا علاج مقصود ہے تو اللہ کی قسم ہے میں بالکل ٹھیک ہو گیا ہوں۔ اب مجھے اپنے علاقے میں جانے کی اجازت دے دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی آدمی اس کی مجلس میں نہ بیٹھے۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے صبیغ کوفی کو قرآن حکیم کے ایک حروف کے بارے میں سوال کرنے پر مارا تھا یہاں تک کہ اس کی پشت خون آلود ہو گئی تھی۔

امام ابن انباری نے مصاحف میں نصر مقدسی نے الحجۃ میں اور ابن عساکر نے سائب بن یزید سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرا جو قرآن حکیم کے شکالات کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔ حضرت عمر نے دعا کی اے اللہ مجھے اس پر قدرت عطا فرما۔ ایک دن وہ حضرت عمر کے پاس آیا اور آپ سے سوال کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے، آپ نے اپنی آستینیں چڑھا لیں، اسے کوڑے مارنے لگے۔ پھر فرمایا اسے بنیان جانگیا پہنا دو اونٹ کے کجاوے پر سوار کر دو اور اسے اس کے قبیلہ تک پہنچا دو پھر ایک خطیب کھڑا ہو اور کہے صبیغ نے علم کی طلب کی اور اس میں غلطی کی وہ اپنی قوم میں ہمیشہ ذلیل ورسوا رہا جب کہ پہلے ان کا سردار تھا۔

امام نصر مقدسی نے الحجۃ میں ابن عساکر نے ابوعثمان نہدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل بصرہ کی طرف خط لکھا کہ وہ صبیغ کے پاس نہ بیٹھا کریں۔ کہا اگر وہ آتا اور ہم سو افراد ہوتے تو اٹھ کر چلے جاتے۔

امام ابن عساکر نے محمد بن سیرین سے نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ وہ صبیغ کے ساتھ نہ بیٹھا کرے اس کو عطیات اور روزینہ نہ دیا کرے۔

امام نصر نے الحجۃ میں اور ابن عساکر نے زرعہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے صبیغ کو بصرہ میں دیکھا گویا وہ خارش زدہ اونٹ ہے، وہ لوگوں کے حلقہ کی طرف آتا ہے، ان کے پاس بیٹھتا ہے تو لوگ اسے پہچانتے تک نہیں۔ دوسرا حلقہ پہلے حلقے والے کو ندا دیتا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عزمہ...... تو پہلے حلقے والے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور اسے وہیں چھوڑ دیتے ہیں۔

امام نصر نے الحجۃ میں ابواسحاق سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ صبیغ نے مخفی امور میں تکلف سے کام لیا، جس کا والی تھا اس کو ضائع کیا، جب میرا خط تیرے پاس پہنچے تو اس سے تجارت نہ کرو اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت نہ کرو اگر مر جائے تو اس کا جنازہ نہ پڑھو۔

امام ہروی نے علم کلام کی معرفت میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ علم کلام والوں کے بارے میں میرا وہی نقطہ نظر ہے جو صبیغ کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تھا کہ انہیں چھڑی سے مارا جائے اونٹ پر بٹھایا جائے اور قبائل میں پھرایا جائے اور یہ اعلان کیا جائے جس نے کتاب وسنت کو چھوڑا اور علم کلام کی طرف متوجہ ہوا اس کی یہ جزا ہے۔

امام دارمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ تمہارے پاس لوگ آئیں گے جو تمہارے ساتھ قرآن

حکیم کی متشابہ آیات کے بارے میں جھگڑا کریں گے، تم ان کا مقابلہ احادیث کے (علماء) ذریعے کرو کیونکہ احادیث کے علماء کتاب اللہ کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔

امام نصر مقدسی نے الحجۃ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لاتے جب کہ وہ قرآن حکیم کے بارے میں جھگڑ رہے تھے ایک، ایک آیت سے استدلال کر رہا تھا، دوسرا، دوسری آیت سے استدلال کر رہا تھا۔ آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا گویا آپ کے چہرے پر انار نچوڑ دیا گیا ہو۔ فرمایا کیا تمہیں اس لئے پیدا گیا ہے کیا تمہیں اس چیز کا حکم دیا گیا ہے کہ قرآن حکیم کے ایک حصہ کو دوسرے حصہ سے ٹکراتے رہو ذہن نشین کر لو، جس چیز کا تمہیں حکم دیا گیا ہے اس کی اتباع کرو اور جس چیز سے تمہیں روکا گیا ہے اس سے رک جاؤ۔

امام ابوداؤد اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قرآن حکیم میں جھگڑنا کفر ہے۔

امام نصر مقدسی نے الحجۃ میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ باہر تشریف لاتے جب کہ آپ کے حجرہ کے باہر لوگ قرآن حکیم کے بارے میں جھگڑ رہے تھے، آپ سخت غصے کے عالم میں باہر تشریف لائے، محسوس ہوتا کہ آپ کے رخساروں سے خون بہہ رہا ہے، فرمایا قرآن حکیم کے بارے میں جھگڑا نہ کرو، تم سے پہلی قومیں بھی آسمانی کتابوں میں جھگڑنے کی وجہ سے ہلاک ہوئی تھیں، قرآن حکیم اس لئے نازل نہیں ہوا کہ اس کا کچھ حصہ دوسرے حصہ کی تکذیب کرے بلکہ اس لئے نازل ہوا کہ اس کا بعض حصہ بعض حصہ کی تصدیق کرے، اس میں سے محکم آیات پر عمل کرو اور متشابہ پر ایمان لاؤ۔

امام نصر نے الحجۃ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک آدمی آیا جو قرآن حکیم کے بارے میں پوچھ رہا تھا کہ کیا قرآن حکیم مخلوق ہے یا مخلوق نہیں۔ حضرت عمر اٹھے۔ اسے کپڑوں سے پکڑا اور حضرت علی شیر خدا کے پاس لے گئے۔ فرمایا اے ابو الحسن، کیا تم وہ نہیں سنتے جو یہ کہتا ہے؟ آپ نے پوچھا یہ کیا کہتا ہے؟ فرمایا یہ میرے پاس آیا ہے اور پوچھتا ہے کیا قرآن حکیم مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے؟ حضرت علی نے فرمایا یہی وہ بات ہے جس پر بہت بڑا فتنہ رونما ہو گا، جس منصب پر آپ فائز ہیں اگر میں اس منصب پر فائز ہوتا تو میں اس کی گردن اڑا دیتا۔

۔ امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے فَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ قوم نے اس کا معنی جاننے کی خواہش کی اس کا معنی تو نہ جان سکے اور فتنہ کو جا پہنچے، انہوں نے قرآن کی متشابہ آیات کی پیروی کی اور اس میں ہلاک ہو گئے۔

امام ابن انباری نے کتاب الاضداد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ علم میں رسوخ رکھنے والے اس کی تاویل کو جانتے ہیں اور کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لائے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿٨﴾

''اے ہمارے رب نہ ٹیڑھے کر ہمارے دل بعد اس کے کہ تو نے ہدایت دی ہمیں اور عطا فرما ہمیں اپنے پاس سے رحمت بے شک تو ہی سب کچھ بہت زیادہ دینے والا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ فرماتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت قدم کر دے پھر اس آیت کو پڑھا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ترمذی، ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر یہ دعا کرتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم کر دے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا دل الٹ پلٹ ہوتے ہیں؟ فرمایا ''بنی آدم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان نہ ہو اللہ چاہے تو اسے سیدھا رکھے چاہے تو اسے ٹیڑھا کر دے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے التجا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمیں گمراہ نہ کرے۔ ہم اس کی بارگاہ میں یہ التجا کرتے ہیں کہ وہ اپنی طرف سے ہمیں خصوصی رحمت سے نوازے۔ بے شک وہ وہاب ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مجھے ایسی دعا نہیں سکھاتے جو میں اللہ تعالیٰ کے حضور کیا کروں؟ فرمایا کیوں نہیں، فرمایا اے اللہ جو محمد نبی کا رب ہے میرے گناہ بخش دے میرے دل کے غصہ کو دور کر دے، جب تک تو مجھے زندہ رکھے مجھے گمراہی کے فتنہ سے محفوظ رکھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر دعا کرتے تھے اے دلوں کے پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر مضبوط کر دے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ یہ دعا کتنی ہی زیادہ کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہر دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے، جب وہ اسے درست کرنا چاہتا ہے تو درست کر دیتا ہے، جب اسے گمراہ کرنا چاہتا ہے تو گمراہ کر دیتا ہے، کیا تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنتی اے ہمارے رب ہمیں ہدایت دینے کے بعد ہمارے دلوں کو گمراہ نہ کر، ہمیں اپنی طرف سے خصوصی رحمت سے نواز، بے شک تو ہی عطا فرمانے والا ہے۔ ابن ابی شیبہ کے یہ الفاظ ہیں جب وہ اسے ہدایت کی طرف پھیرنا چاہتا ہے ہدایت کی طرف پھیر دیتا ہے جب گمراہی کی طرف پھیرنا چاہتا ہے تو گمراہی کی طرف پھیر دیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں امام احمد اور امام بخاری نے ادب مفرد میں اور امام ترمذی نے اسے روایت کرنے کے ساتھ حسن قرار دیا ہے اور ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر یہ کہا کرتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین کی طرف پھیر دے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ پر ایمان لائے اور اس پر بھی ایمان لائے جو پیغام حق آپ لائے ہیں، کیا آپ کو ہمارے بارے میں خوف رہتا ہے؟ فرمایا ہاں، فرمایا دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں جنہیں وہ الٹ پلٹ کرتا ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 220

2۔ ایضاً

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 25، (29199) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 25 (29196)

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن جریر اور طبرانی نے سبرہ بن فاتک سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جب چاہتا ہے انہیں سیدھا کر دیتا ہے، جب چاہتا ہے انہیں ٹیڑھا کر دیتا ہے(1)۔

امام ابن ابی دنیا نے اخلاص میں حاکم نے روایت کرنے کے ساتھ اسے صحیح قرار دیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کا دل چڑیا کے دل کی طرح ہے جو دن میں سات دفعہ الٹتا ہے(2)۔

امام ابن ابی دنیا نے اخلاص میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ دل کو قلب اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے۔ دل کی مثال اس پر کی مانند ہے جو کھلی زمین میں پڑا ہو۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضور ﷺ سے روایت کیا ہے کہ یہ دل کھلے میدان میں پڑے ایک پر کی مانند ہے جس کو ہوا اوپر نیچے الٹ پلٹ کرتی رہتی ہے۔

امام مالک، امام شافعی، ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوعبداللہ صنابحی سے روایت کیا ہے کہ وہ حضرت ابوبکر صدیق کی خدمت میں مدینہ طیبہ آیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور قصار مفصل میں سے ایک ایک سورۂ پڑھی پھر آپ تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہوئے تو سورۂ فاتحہ اور ساتھ ہی یہ آیت پڑھی (رَبَّنَا لَا تُزِغْ الخ)

امام ابن جریر، طبرانی نے سنن اور حاکم نے حضرت جابر سے روایت کی حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ اکثر یہ دعا کرتے اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دل اپنے دین پر مضبوط رکھ۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے بارے میں ڈرتے ہیں جب کہ ہم آپ پر ایمان لا چکے ہیں؟ فرمایا تمام لوگوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان اس طرح ہیں جس طرح ایک دل ہوتا ہے۔ آپ اس طرح فرماتے۔ طبرانی کے الفاظ اس طرح ہیں کہ انسان کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں، جب وہ انہیں سیدھا کرنا چاہتا ہے تو سیدھا کر دیتا ہے، جب انہیں ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے تو ٹیڑھا کر دیتا ہے(3)۔

امام احمد، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت نواس بن سمعان سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرماتے ہیں میزان اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے جب سیدھا کرنا چاہتا ہے سیدھا کر دیتا ہے، جب ٹیڑھا کرنا چاہتا ہے ٹیڑھا کر دیتا ہے اور آپ دعا فرماتے اے دلوں کو پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر ثابت رکھ(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 221　2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 342 (7850) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 317 (3140)　4۔ ایضاً، (3141)

امام حاکم نے مقداد سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا انسان کا دل الٹ پلٹ ہونے میں ہنڈیا سے بھی بڑھ کر ہے جب وہ جوش مار رہی ہو(1)۔

امام ابن جریر حضرت محمد بن جعفر سے رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا کی تفسیر بیان فرماتے ہیں ہمارے دل کو مائل نہ کر اگرچہ ہم اپنے جسموں کے ساتھ حق سے بھٹک جائیں (2)۔

امام ابن سعد نے اپنے طبقات میں ابو عطاف سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے اے میرے رب میں بدکاری نہ کروں، اے میرے رب میں چوری نہ کروں، اے میرے رب میں ناشکری نہ کروں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی کیا آپ ڈرتے ہیں تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا میں دلوں کے پھیرنے والے پر ایمان لایا ہوں۔ یہ آپ نے تین دفعہ کہا۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابو درداء سے روایت کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن رورحہ جب مجھے ملتے تو کہتے اے عویمر بیٹھو تاکہ ہم ایک گھڑی کے لئے ایمان دار بنیں۔ ہم بیٹھ جاتے، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے جتنا اللہ تعالیٰ چاہتا پھر فرماتے اے عویمر یہ ایمان کی مجالس ہیں، تیرے ایمان اور تیری مثال تیری قمیض جیسی ہے، تو اسے پہنے ہوتا ہے، تو اسے اتار دیتا ہے، تو اتارے ہوتا ہے پھر پہن لیتا ہے۔ اے عویمر دل ہنڈیا سے بھی زیادہ جلدی پھرنے والا ہے جب وہ جوش مار رہی ہو۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت عتبہ بن عبد اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان قمیض کے قائم مقام ہے، کسی وقت اسے تو پہن لیتا ہے اور کسی وقت تو اسے اتار دیتا ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ انصاری سے روایت کیا ہے انسان پر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس کی جلد میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی نفاق کی جگہ نہیں ہوتی۔ اس پر ایسا وقت بھی آتا ہے کہ اس میں سوئی کے ناکے کے برابر بھی ایمان کی جگہ نہیں ہوتی۔

امام ابو داؤد، نسائی اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رات کے وقت نیند سے بیدار ہوتے تو لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّیْ اِسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَاَسْاَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَاِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ پڑھتے۔

تو ہی معبود برحق ہے، تو پاک ہے، میں تیری بارگاہ میں گناہوں کی بخشش کا طلب گار ہوں، تیری رحمت کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ میرے علم میں اضافہ فرما، مجھے صلاحیت دینے کے بعد میرے دل کو گمراہ نہ کر، اپنی بارگاہ خاص سے مجھے رحمت عطا فرما تو بہت زیادہ عطا کرنے والا ہے۔

امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ تمام انسانوں کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان اس طرح ہیں جس طرح

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 317 (3142)　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 221

ایک دل ہوتا ہے، وہ جس طرح چاہتا ہے پھیرتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ اے دلوں کو پھیرنے والے ہمارے دل اپنی اطاعت کی طرف پھیر دے (1)۔

امام طبرانی نے السنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کے درمیان ہیں۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ جَامِعُ النَّاسِ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝۹ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ وَقُوْدُ النَّارِ ۝۱۰

”اے ہمارے پروردگار بے شک تو جمع کرنے والا ہے سب لوگوں کو اس دن کے لئے نہیں کوئی شبہ جس (کے آنے) میں، بے شک اللہ تعالیٰ نہیں پھرتا اپنے وعدہ سے۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا نہ بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے کچھ بھی اور وہی (بدبخت) ایندھن ہیں آگ کا“۔

امام ابن نجار نے اپنی تاریخ میں حضرت جعفر بن محمد خلدی سے روایت کیا ہے کہ حضور ﷺ سے مروی ہے کہ جس کی کوئی چیز گم ہو اس نے اس آیت (نویں) کو اس پر پڑھا تو اللہ تعالیٰ وہ چیز اس پر لوٹا دیتا ہے اے میرے مولا اے لوگوں کو ایسے دن جمع کرنے والے جس کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں میرے اور میرے مال کو جمع فرما دے تو ہر چیز پر قادر ہے۔

كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝۱۱

”(ان کا طریقہ) مثل طریقہ آل فرعون کے اور ان لوگوں کے تھا جو ان سے پہلے تھے انہوں نے جھٹلایا ہماری آیتوں کو پس پکڑ لیا انہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آل فرعون کے اعمال کی طرح (2)۔ ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس سے اس کا معنی اٰلِ فِرْعَوْنَ کا معنی نقل کیا ہے ابو الشیخ نے مجاہد سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے ربیع سے اس کا معنی ان کی سنت نقل کیا ہے (3)۔

قُلْ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَتُغْلَبُوْنَ وَتُحْشَرُوْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ ؕ وَبِئْسَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 221　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 223　3۔ ایضاً

الْمِهَادُ ﴿۱۲﴾ قَدْ كَانَ لَكُمْ اٰيَةٌ فِيْ فِئَتَيْنِ الْتَقَتَا ؕ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاُخْرٰى كَافِرَةٌ يَّرَوْنَهُمْ مِّثْلَيْهِمْ رَاْيَ الْعَيْنِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤَيِّدُ بِنَصْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّاُولِي الْاَبْصَارِ ﴿۱۳﴾

''(اے میرے رسول) فرمادو ان لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا کہ عنقریب تم مغلوب کیے جاؤ گے اور ہانکے جاؤ گے جہنم کی طرف اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔ بے شک تھا تمہارے لئے (عبرت کا) نشان (ان) دو گروہوں میں جو ملے تھے (میدان بدر میں) ایک گروہ لڑتا تھا اللہ کی راہ میں اور دوسرا کافر تھا دیکھ رہے تھے (مسلمان) انہیں اپنے سے دو چند (اپنی) آنکھوں سے اور اللہ مدد کرتا ہے اپنی نصرت سے جس کی چاہتا ہے یقیناً اس واقعہ (بدر) میں بہت بڑا سبق ہے آنکھ والوں کے لئے''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ غزوۂ بدر میں مشرکین مکہ کو رسول اللہ ﷺ نے جو تکلیف پہنچائی اور پھر مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے تو آپ نے بنی قینقاع کے بازار میں یہودیوں کو جمع کیا کہا اے جماعت یہود اسلام قبول کر لو اس سے پہلے کہ تمہیں بھی اللہ تعالیٰ اسی قسم کی مصیبت سے دوچار کرے جیسی مصیبت اس نے قریش کو پہنچائی ہے۔ یہودیوں نے کہا اے محمد (ﷺ) تجھے یہ چیز دھوکے میں نہ ڈال دے کہ آپ نے قریش کی ایک جماعت سے جنگ کی وہ اناڑی تھے اور جنگ کے فن سے آشنا ہی نہ تھے، اللہ کی قسم اگر تم نے ہم سے جنگ کی تو خوب پہچان لو گے کہ ہم ہی بہادر جنگجو لوگ ہیں اور ہماری مثل لوگوں سے آپ کا واسطہ نہیں پڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان دو آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عاصم بن عمر سے وہ قتادہ سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر نے عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ فنحاص یہودی نے غزوۂ بدر کے موقع پر کہا اے محمد (ﷺ) آپ کو یہ چیز دھوکے میں نہ ڈال دے کہ آپ قریش پر غالب آ گئے ہیں اور انہیں آپ نے قتل کر دیا ہے، قریش تو اچھی طرح جنگ نہیں کر سکتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی(2)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ قَدْ كَانَ لَكُمْ آیہ میں آیت سے مراد عبرت اور تفکر ہے(3)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فِئَةٌ تُقَاتِلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ ہیں اور اُخْرٰى كَافِرَةٌ سے مراد قریش کی کافر جماعت ہے(4)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اہل بدر کے متعلق سورۂ انفال کی آیت نمبر ۷، سورۂ قمر کی آیت نمبر ۴۵، سورۂ مومنون کی آیت نمبر ۶۴، سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲۷ اور آیت نمبر ۱۲۸، سورۂ ابراہیم کی آیت نمبر ۲۸، سورۂ انعام کی آیت نمبر ۴ اور سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۲، ۱۳ نازل ہوئیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 225 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 226 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 227

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ یہاں لفظ آیت سے مراد عبرت یعنی تمہارے لئے اس میں نصیحت اور سوچ و بچار کا موقع ہے، اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر میں مسلمانوں کو ان کے دشمنوں کے خلاف مدد کی اور انہیں فتح سے نوازا مشرکوں کی تعداد نوسو پچاس تھی جب کہ صحابہ کی تعداد تین سو تیرہ تھی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے قَدۡ كَانَ لَكُمۡ اٰيَةٌ فِىۡ فِئَتَيۡنِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ بدر کے روز ظاہر ہوا ہم نے مشرکوں کو دیکھا وہ ہم سے دوگنا دکھائی دیتے تھے پھر ہم نے انہیں دیکھا تو وہ ہمیں ہماری تعداد سے صرف ایک آدمی زائد محسوس ہوئے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اِذۡ يُرِيۡكُمُوۡهُمۡ اِذِ الۡتَقَيۡتُمۡ فِىۡۤ اَعۡيُنِكُمۡ قَلِيۡلًا وَّيُقَلِّلُكُمۡ فِىۡۤ اَعۡيُنِهِمۡ (الانفال: ۴۴) میں یہی مراد ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان قَدۡ كَانَ لَكُمۡ اٰيَةٌ فِىۡ فِئَتَيۡنِ میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یوم بدر کو مومنوں پر جو تخفیف ہوئی تھی اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اس روز مومن تین سو تیرہ افراد تھے اور مشرک ان سے دوگنا تھے یعنی چھ سو چھبیس۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی مدد کی تو یہ مومنوں پر تخفیف کی صورت تھی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ تھی، ان میں سے مہاجر چھتر تھے۔ یہ جنگ رمضان شریف 17 تاریخ کو ہوئی جب کہ جمعہ کا دن تھا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مسائل میں نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے يُؤَيِّدُ بِنَصۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ کے متعلق پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا جس کے بارے میں چاہتا ہے اپنی مدد سے انہیں قوی کر دیتا ہے۔ پوچھا کیا عرب اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حضرت حسان بن ثابت کا قول نہیں سنا؟

فَنَزَلَ نَصۡرًا جِبۡرِيۡلَ اَيَّدُوۡا بِرِجَالٍ لَسۡتُمۡ اَمۡثَالَهُمۡ

تم ان لوگوں جیسے نہیں ہو سکتے، انہوں نے جبرئیل کی مدد کی تو وہ نازل ہوئے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَالۡبَنِيۡنَ وَالۡقَنَاطِيۡرِ الۡمُقَنۡطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالۡفِضَّةِ وَالۡخَيۡلِ الۡمُسَوَّمَةِ وَالۡاَنۡعَامِ وَالۡحَرۡثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ وَاللّٰهُ عِنۡدَهٗ حُسۡنُ الۡمَاٰبِ ﴿۱۴﴾

”آراستہ کی گئی لوگوں کے لئے ان خواہشوں کی محبت یعنی عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کیے ہوئے سونے اور چاندی کے اور گھوڑے نشان لگائے ہوئے اور چوپائے اور کھیتی۔ یہ سب کچھ سامان ہے دنیوی زندگی کا اور اللہ ہے جس کے پاس اچھا ٹھکانہ ہے“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابو بکر بن حفص بن عمر بن سعد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 230 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 229 3۔ ایضاً

تو حضرت عمر نے عرض کی یا رب جب تو نے انہیں مزین کر دیا ہے تو اب کیا ہو گا تو پھر اگلی آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے اسی طرح روایت نقل کی ہے کہ جب یہ دونوں آیات نازل ہوئیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے، عرض کی اے ہمارے رب جب تو نے انہیں مزین کر دیا ہے تو اب کیا ہو گا؟

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے سیار بن حکم سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی عرض کی اے ہمارے رب اب کیا ہو گا جب کہ تو نے انہیں دلوں میں مزین کر دیا ہے؟

امام ابن ابی شیبہ اور عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں اور ابن ابی حاتم نے اسلم سے روایت کیا ہے کہ میں نے عبد اللہ ارقم کو دیکھا جو حضرت عمر بن خطاب کی خدمت میں خوبصورت منقش برتن لائے۔ حضرت عمر نے فرمایا اے اللہ تو نے اس مال کا ذکر کیا میں نے عرض کیا زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ اور میں نے کہا لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ (الحدید: 23) ہم تو طاقت نہیں رکھتے مگر یہ کو جو تو نے ہمارے لئے مزین کیا ہے اس سے خوش ہوں۔ اے اللہ ہمیں یوں بنا دے کہ ہم اسے حق میں خرچ کریں اور اس کے شر سے محفوظ رہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان زُيِّنَ لِلنَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کس نے اسے مزین کیا؟ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر اس کی مذمت کرنے والا کوئی نہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان زُيِّنَ لِلنَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں روایت نقل کی کہ شیطان نے ان کے لئے اسے مزین کیا۔

امام نسائی، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری دنیا کی دو چیزیں میرے لئے محبوب بنادی گئی ہیں عورتیں اور خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھ دی گئی ہے (2)۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ ہزار اوقیہ ہے (3)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا قنطار سے مراد ہزار اوقیہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قنطار سے مراد ہزار دینار ہے۔

امام ابن جریر نے ابی بن کعب سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 233
2۔ سنن نسائی، جلد 7، صفحہ 16، مطبوعہ دار الحدیث القاہرہ
3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 363، مطبوعہ دار صادر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 234
5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایک رات میں سو آیات پڑھیں تو وہ غافلوں میں نہیں لکھا جائے گا، جس نے دو سو آیات پڑھیں وہ قانتین میں اٹھایا جائے گا، جس نے رات میں پانچ سو سے ایک ہزار تک آیات پڑھیں تو اس کے لئے اجر کا ایک قنطار ہوگا اور قنطار بڑے ٹیلے کو کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ سو اوقیہ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت کی ہے (3)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ ہزار یا ہزار دینار ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد بارہ سو درہم اور بارہ سو مثقال ہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قنطار سے مراد اتنا سونا ہے جو بیل کی کھال میں آجائے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ سے قنطار کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ستر ہزار (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد ستر ہزار دینار ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد اسی ہزار ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو صالح سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد سو رطل ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہم گفتگو کرتے تھے کہ قنطار سے مراد سونے کے سو رطل اور چاندی کے اسی ہزار (7)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا مجھے قناطیر کے بارے میں بتایئے۔ آپ نے فرمایا اہل بیت کے ہاں قنطار سے مراد دس ہزار مثقال ہیں۔ جہاں تک بنو حسل کا تعلق ہے ان کے نزدیک قنطار سے مراد اتنا سونا یا چاندی ہے جو بیل کے چمڑے میں آجائے۔ اس نے پوچھا کیا عرب اس کو جانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں عرب اسے جانتے ہیں۔ کیا تم نے عدی بن زید کو کہتے ہوئے نہیں سنا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 234 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 236 7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 235

وَكَانُوا مُلُوكَ الرُّوْمِ تُجْبیٰ اِلَيْهِمْ قَنَاطِيْرُهَا مِنْ بَيْنِ قَلٍّ وَ زَائِلٍ

روم کے بادشاہ ان کی طرف اپنے خزانے لاتے تھوڑے تھے یا زیادہ۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابوجعفر سے نقل کیا ہے کہ قنطار سے مراد پندرہ ہزار مثقال ہے اور مثقال چوبیس ہزار قیراط ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے قناطیر مقنطرہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ کثیر مال خواہ سونے کا ہو یا چاندی کا(1)۔

امام ربیع سے قناطیر مقنطرہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ کثیر مال جو ایک دوسرے پر پڑا ہو۔ سدی سے نقل کیا کہ مقنطرہ سے مراد سونا اور چاندی ہے جس سے دراہم اور دنانیر بنا دیئے گئے ہوں۔

امام ابن جریر نے عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد چرنے والے ہیں(2)۔ یہی ابن منذر نے مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے علی کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد نشان لگائے گئے گھوڑے ہیں(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد نشان لگائے گئے گھوڑے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد چرنے والے موٹے گھوڑے ہیں پھر یہ آیت پڑھی شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد موٹے خوبصورت گھوڑے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ تسویم سے مراد ان کا حسن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مکحول سے نقل کیا ہے کہ خیل مسومہ سے مراد وہ گھوڑے ہیں جو پنج کلیاں ہوں۔

امام مسلم اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد بن عمرو رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ دنیا متاع ہے اور اس کا بہترین سامان صالح عورت ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے پلٹنے کی بہترین جگہ وہ جنت ہے(5)۔

قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ ۭ لِلَّذِيْنَ اتَّقَوْا عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَاَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَّرِضْوَانٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 237 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 238 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 239

4۔ صحیح مسلم، جلد 5، صفحہ 10-48/9 (64) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 241

مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۚ﴿۱۵﴾ اَلَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اِنَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۚ﴿۱۶﴾

"(اے میرے رسول) آپ فرمائیے کیا میں بتاؤں تمہیں اس سے بہتر چیز ان کے لئے جو متقی بنے ان کے رب کے ہاں باغات ہیں رواں ہیں ان کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے (متقی) ان میں اور ان کے لئے پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور حاصل ہوگی انہیں خوشنودی اللہ کی اور اللہ تعالیٰ خوب دیکھنے والا ہے اپنے بندوں کو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے رب یقیناً ہم ایمان لائے تو معاف فرما دے ہمارے لئے ہمارے گناہ اور بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے"۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے اے اللہ تو نے ہمارے لئے دنیا کو مزین فرمایا اور ہمیں یہ بتایا کہ آخرت اس سے بہتر ہے، ہمارا حصہ اس میں رکھ جو بہترین اور باقی رہنے والی ہے۔

اَلصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْمُنْفِقِيْنَ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ ﴿۱۷﴾

"(یہ مصیبتوں میں) صبر کرنے والے ہیں اور (ہر حالت میں) سچ بولنے والے ہیں اور (عبادت میں) عاجزی کرنے والے ہیں اور (اللہ کی راہ میں) خرچ کرنے والے ہیں اور (اپنے گناہوں کی) معافی مانگنے والے ہیں سحری کے وقت"۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے نقل کیا ہے کہ صابرین سے مراد ایسی قوم ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر صبر کرے اور اپنی محارم پر صبر کرے۔ صادقین سے مراد ایسی قوم ہے جس کی نیتیں سچی ہیں ان کے دل اور زبانیں مستقیم ہیں، وہ مخفی اور ظاہر دونوں حالتوں میں سچ بولنے والی ہے۔ قٰنِتِيْنَ سے مراد اطاعت شعار ہیں۔ مُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ سے مراد نمازی ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے زید بن اسلم سے نقل کیا ہے کہ وَالْمُسْتَغْفِرِيْنَ بِالْاَسْحَارِ سے مراد وہ لوگ ہیں جو صبح کی نماز میں حاضر ہوئے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ ساری رات عبادت کرتے۔ پھر حضرت نافع سے فرماتے کیا صبح ہوگئی ہے؟ وہ جواب دیتے نہیں۔ تو آپ پھر نماز پڑھنا شروع کر دیتے۔ جب وہ کہتے ہاں صبح ہوگئی ہے تو آپ بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے استغفار اور دعا کرتے یہاں تک کہ صبح ہو جاتی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 245

دیا کہ ہم سحری کے وقت ستر دفعہ استغفار کریں(1)۔

امام ابن جریر نے جعفر بن محمد سے نقل کیا ہے کہ جس نے رات کو نماز پڑھی پھر رات کے آخری حصہ میں ستر دفعہ استغفار کہی تو وہ استغفار کرنے والوں میں سے لکھ لیا جاتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد نے زہد میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کون سی رات افضل ہے؟ تو حضرت جبرئیل امین نے جواب دیا اے داؤد میں اور تم کچھ نہیں جانتے مگر عرش سحری کے وقت جھومنے لگتا ہے۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ وَ اُولُوا الْعِلْمِ قَآىِٕمًۢا بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۸﴾ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۫ وَ مَا اخْتَلَفَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹﴾ فَاِنْ حَآجُّوْكَ فَقُلْ اَسْلَمْتُ وَجْهِیَ لِلّٰهِ وَ مَنِ اتَّبَعَنِ ؕ وَ قُلْ لِّلَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْاُمِّیّٖنَ ءَاَسْلَمْتُمْ ؕ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا ۚ وَ اِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّمَا عَلَیْكَ الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۲۰﴾

''شہادت دی اللہ تعالیٰ نے (اس بات کی کہ) بے شک نہیں کوئی خدا سوائے اس کے اور (یہی گواہی دی) فرشتوں نے اور اہل علم نے (ان سب نے یہ بھی گواہی دی کہ وہ) قائم فرمانے والا ہے عدل و انصاف کو نہیں کوئی معبود سوائے اس کے (جو) عزت والا حکمت والا ہے۔ بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے اور نہیں جھگڑا کیا جن کو دی گئی تھی کتاب مگر بعد اس کے کہ آ گیا تھا ان کے پاس صحیح علم (اور یہ جھگڑا) باہمی حسد کی وجہ سے تھا اور جو انکار کرتا ہے اللہ کی آیتوں کا تو بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے۔ پھر اگر (اب بھی) جھگڑا کریں آپ سے تو آپ کہہ دیجئے کہ میں نے جھکا دیا ہے اپنا سر اللہ کے سامنے اور جنہوں نے میری پیروی کی اور کہیے ان لوگوں سے جن کو کتاب دی گئی اور ان پڑھوں سے کہ کیا تم اسلام لائے؟ پس اگر وہ اسلام لے آئیں تب تو ہدایت پا گئے اور اگر منہ پھیر لیں تو اتنا ہی آپ کے ذمہ تھا کہ آپ پیغام پہنچا دیں (جو آپ نے پہنچا دیا) اور اللہ خوب دیکھنے والا ہے (اپنے) بندوں کو''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 245 2۔ ایضاً

امام ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں اور ابو منصور شجامی نے اربعین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی اور سورۂ آل عمران کی دو آیات شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اور قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ اللہ تعالیٰ کے عرش کے ساتھ لٹک رہی ہیں، ان کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔ یہ آیات کہتی ہیں اے ہمارے رب تو ہمیں زمین اور اپنے نافرمان کی طرف نازل کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ بھی فرض نماز کے بعد تمہیں پڑھے گا وہ جیسا بھی ہو جنت میں اس کا ٹھکانہ بناؤں گا، اسے فردوس میں جگہ دوں گا، ہر روز ستر دفعہ اس کی طرف نظر رحمت کروں گا، ہر روز ستر حاجتیں پوری کروں گا، ان میں سے سب سے کم درجہ کی حاجت بخشش ہوگی اور ہر دشمن سے اسے محفوظ رکھوں گا اور اس کے خلاف اس کی مدد کروں گا۔

امام دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ فاتحہ، آیۃ الکرسی آیات شَهِدَ اللّٰهُ اور قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ نازل ہوئیں تو عرش کے ساتھ چمٹ گئیں۔ عرض کیا تو نے ہمیں ایسی قوم کی طرف نازل کیا ہے جو تیری نافرمانیاں کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب ارشاد فرمایا میری عزت، جلال اور مکان کی رفعت کی قسم جو بندہ بھی فرض نماز کے بعد تمہاری تلاوت کرے گا اس کا عمل جیسا بھی ہو میں اس کے گناہ بخش دوں گا، اسے جنت الفردوس میں رہائش دوں گا، اس کی طرف ہر روز ستر دفعہ نظر رحمت کروں گا اور اس کی ستر ضرورتیں پوری کروں گا جن میں سے سب سے کم درجہ کی حاجت مغفرت ہے۔

امام احمد، طبرانی اور ابن سنی نے عمل یوم ولیلہ میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا جب کہ آپ عرفہ میں تشریف فرما تھے، آپ شَهِدَ اللّٰهُ والی آیت تلاوت فرما رہے تھے، فرمایا اے میرے رب میں اس پر شہادت دیتا ہوں (1) طبرانی کے الفاظ میں ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبود برحق ہے تو عزیز و حکیم ہے۔

امام ابن عدی، طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں نیز آپ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، خطیب نے اپنی تاریخ میں اور ابن نجار نے حضرت غالب قطان سے راویت کیا ہے کہ میں تجارت کی غرض سے کوفہ آیا میں اعمش کے ہاں ٹھہرا جب رات ہوگئی تو میں نے ارادہ کیا کہ نیچے اتروں تو حضرت اعمش اٹھے اور تہجد کی نماز ادا کی آپ تلاوت کرتے ہوئے اس آیت پر پہنچے شَهِدَ اللّٰهُ تو عرض کی اللہ تعالیٰ نے جس کی گواہی دی، میں بھی اس کی گواہی دیتا ہوں اور اس شہادت کو اللہ تعالیٰ کے ہاں ودیعت رکھتا ہوں، یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں میری طرف سے ودیعت ہے۔ آپ نے کلمات بار بار دھرائے۔ میں نے دل میں کہا آپ نے ان آیات کے بارے میں کوئی خصوصی بات سن رکھی ہے تو میں نے آپ سے پوچھ لیا تو آپ نے فرمایا مجھے ابووائل نے حضرت عبد اللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ان آیات کو پڑھنے والا لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا میرے بندے نے مجھ سے وعدہ لیا تھا پس میں وعدہ پورا کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہوں،

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 166، مطبوعہ دار صادر بیروت

میرے بندے کو جنت میں داخل کر دو۔

امام ابو شیخ نے العظمۃ میں حضرت حمزہ زیات سے نقل کیا ہے کہ میں ایک روز کوفہ جانے کے ارادے سے نکلا، میں ایک کھنڈر تک پہنچا، اس میں داخل ہو گیا، میں اس میں تھا کہ دو جن میرے پاس آئے، ایک نے دوسرے سے کہا یہ حمزہ بن حبیب زیات ہے جو لوگوں کو کوفہ میں پڑھاتا ہے، دوسرے نے کہا ہاں بات اسی طرح ہے، اللہ کی قسم میں اسے ضرور قتل کروں گا، پہلے نے کہا اسے چھوڑ دو بے چارہ مسکین ہے اور مسکین کی زندگی گزار رہا ہے۔ دوسرے نے کہا میں اسے ضرور قتل کروں گا۔ جب اس نے میرے قتل کا ارادہ کیا میں نے پڑھا بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الخ اور کہا میں اس پر گواہ ہوں تو اس نے ساتھی سے کہا اب تو صبح تک نہ چاہتے ہوئے بھی اس کی حفاظت کرو۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ کی جگہ شَہِدَ اللّٰہُ اَنۡ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ قَآئِمًۢا بِالۡقِسۡطِ کا معنی ہے اے ہمارے رب عدل قائم فرما۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ قسط کا معنی عدل ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود، فرشتوں اور لوگوں میں سے علماء نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ دین اسلام ہے (1)۔

امام محمد بن جعفر بن زبیر نے نقل کیا ہے کہ نصاریٰ نے جو کچھ کہا اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور علماء نے اس کے برعکس گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ کی وضاحت میں نقل کیا ہے کہ اسلام سے مراد لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دینا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو پیغام حق لاتے ہیں اس کا اقرار کرنا ہے، اسلام وہ دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے پسند کیا، اس کے ساتھ رسولوں کو مبعوث کیا، اولیاء نے اس کی طرف لوگوں کی راہنمائی کی، اللہ تعالیٰ اس کے علاوہ کوئی دین قبول نہیں فرمائے گا اور اس پر جزائے خیر دے گا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ کی تفسیر میں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے ہر رسول کو اسلام کے ساتھ ہی مبعوث کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بیت اللہ شریف کے ارد گرد تین سو ساٹھ بت تھے، ہر قبیلہ کا ایک یا دو بت تھے تو اللہ تعالیٰ نے شَہِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ نازل فرمائی تو صبح کے وقت سارے بت کعبہ کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ کی تفسیر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 246 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 249

میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ بَغۡیًۢا بَیۡنَهُمۡ میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ دنیا کی محبت اور اس کی حکمرانی اور سلطنت کی طلب کے بعد ہی وہ گمراہ ہوئے، انہوں نے دنیا کے لالچ میں ایک دوسرے کو قتل کیا جب کہ وہ علماء تھے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے بنی اسرائیل کے ستر علماء کو بلایا، آپ نے انہیں تورات امانت کے طور پر دی اور ان علماء کو اس پر امین بنایا، ہر عالم کو ایک حصہ دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت یوشع بن نون کو اپنا نائب بنایا۔ جب پہلا دوسرا اور تیسرا قرن (صدی یا چالیس، چالیس سال) گزر گیا تو یہودیوں میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ یہ وہی علماء تھے جو ان ستر علماء کی اولاد تھے یہاں تک کہ انہوں نے خون بہائے اور ان میں فتنہ وفساد پیدا ہو گیا۔ یہ سب کچھ ان کی طرف سے ہوا جنہیں علم دیا گیا تھا۔ اس کا بنیادی سبب دنیا کی محبت، اس کی بادشاہی، خزانوں اور زیب وزینت کی طلب تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے نتیجے میں ان پر جابر لوگوں کو مسلط کر دیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے وَمَا اخۡتَلَفَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡكِتٰبَ سے مراد نصاری ہیں اور اِلَّا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡعِلۡمُ سے مراد ہے کہ انہیں یہ علم عطا کر دیا گیا تھا کہ معبود برحق صرف اللہ ہے، کوئی بھی اس کے ساتھ شریک نہیں (3)۔

امام ابن جریر نے مجاہد سے فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِیۡعُ الۡحِسَابِ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ ان کا احاطہ کیے ہوئے ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ سے مراد یہ ہے کہ اگر آپ سے یہودی اور نصرانی جھگڑا کریں۔

امام ابن منذر نے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ سے مراد یہود ونصاری آپ سے جھگڑا کریں انہوں نے کہا تھا دین تو یہودیت اور نصرانیت ہے تو اے محمد ﷺ آپ کہہ دیں میں نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا دیا ہے۔

امام ابن جریر نے محمد بن جعفر بن زبیر سے فَاِنۡ حَآجُّوۡكَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اگر وہ خَلَقۡنَا، فَعَلۡنَا، جَعَلۡنَا اور اَمَرۡنَا کے قول سے باطل استدلال کریں تو آپ کہیں اَسۡلَمۡتُ وَجۡهِیَ لِلّٰهِ کیونکہ ان کا شبہ باطل ہے اور وہ حق کو خوب پہچانتے ہیں (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَمَنِ اتَّبَعَنِ کے بارے نقل کیا ہے کہ جو آپ کی اتباع کرتے ہیں انہیں بھی آپ کی طرح ہی قول کرنا چاہیے۔

امام حاکم نے حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے نقل کیا ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی میں اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے کس چیز کے ساتھ آپ کو مبعوث کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اسلام کے ساتھ۔ میں نے پوچھا اس کی نشانی کیا ہے؟

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 250 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 251 5۔ ایضاً

فرمایا اسلام کی نشانی یہ ہے کہ تو کہے میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دیا پھر تو ہر چیز سے الگ تھلگ ہو جائے، تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، مسلمان دوسرے مسلمان پر حرام ہے، یہ دونوں آپس میں بھائی بھائی ہیں، یہ آپس میں مددگار ہیں، جس نے اسلام قبول کیا اس کے بعد شرک کیا اللہ تعالیٰ اس سے کوئی عمل قبول نہیں کرے گا یہاں تک کہ مشرکوں کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف آجائے، میرا یہ کام نہیں کہ میں تمہاری کمروں سے پکڑ کر تمہیں جہنم کی آگ سے بچاؤں، خبردار میرا رب مجھے بلانے والا ہے اور مجھ سے پوچھنے والا ہے کیا تو نے میرے بندوں تک پیغام حق پہنچا دیا ہے؟ میں عرض کرنے والا ہوں اے میرے رب میں نے انہیں تیرا پیغام حق پہنچا دیا ہے پس تم میں سے جو لوگ موجود ہیں وہ ان لوگوں تک پیغام حق پہنچا دیں جو موجود نہیں۔ پھر تمہیں اس حال میں لایا جائے گا کہ تمہارے منہ کو فدام سے بند کر دیئے گئے ہوں گے، سب سے پہلے تمہارے بارے جو چیز بیان کرے گی وہ ران اور ہتھیلی ہوگی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ہمارا دین ہے؟ فرمایا یہ تمہارا دین ہے جب تو اس پر اچھی طرح عمل کرے گا یہ تیرے لئے کافی ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد یہود ونصاریٰ ہیں اور امیین سے مراد جو نہیں لکھتے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے نقل کیا ہے کہ فَاِنْ اَسْلَمُوْا فَقَدِ اهْتَدَوْا سے مراد یہ ہے کہ جس نے صدق دل سے ایمان کو قبول کیا وہ ہدایت پا گیا اور اگر انہوں نے ایمان سے اعراض کیا تو آپ پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ يَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝۲۱ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۡ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝۲۲

”بے شک جو لوگ انکار کرتے ہیں اللہ کی آیتوں کا اور قتل کرتے ہیں انبیاء کو ناحق اور قتل کرتے ہیں ان لوگوں کو جو حکم کرتے ہیں عدل وانصاف کا لوگوں میں سے تو خوشخبری دو انہیں دردناک عذاب کی۔ یہ ہیں وہ (بدنصیب) اکارت گئے جن کے اعمال دنیا میں اور آخرت میں اور نہیں ہے ان کے لئے کوئی مددگار“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے روز سب سے سخت عذاب کن لوگوں کو ہوگا؟ فرمایا اس آدمی کو جس نے نبی کو قتل کیا یا اس آدمی کو جس نے برائی کا حکم دیا اور نیکی سے منع کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وَيَقْتُلُوْنَ سے ان آیات کی تلاوت کی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوعبیدہ بنی اسرائیل نے دن کے پہلے پہر ایک ہی وقت میں تینتالیس انبیاء کو قتل کیا، بنی اسرائیل میں سے ایک سو ستر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 252

آدمی اٹھے، انہوں نے نیکی کا حکم دیا اور برائی سے منع کیا تو بنی اسرائیل نے پچھلے پہر ان سب کو قتل کر دیا، اللہ تعالیٰ نے انہیں کا یہاں ذکر کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے من عاش بعد الموت میں، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو اپنے بارہ حواریوں کے ساتھ لوگوں کو تعلیم دینے کے لئے بھیجا، آپ بھتیجی کے ساتھ نکاح کرنے سے منع کرتے، بادشاہ کو اپنی بھتیجی بڑی خوبصورت لگتی تھی، بادشاہ نے اس لڑکی کا ارادہ کر لیا ہر روز اس کی کوئی نہ کوئی خواہش پوری کرنے لگا۔ اس لڑکی کی والدہ نے لڑکی سے کہا اگر اب بادشاہ تجھ سے کسی کام کے بارے میں پوچھے تو کہنا میرا کام یہ ہے کہ تو یحییٰ بن زکریا کو قتل کردے۔ بادشاہ نے پوچھا کوئی کام؟ تو لڑکی نے کہا میرا کام یہ ہے کہ تو یحییٰ بن زکریا کو قتل کر دے۔ بادشاہ نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور کام کہو تو لڑکی نے کہا میں تجھ سے اس کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کہوں گی۔ جب لڑکی نے کوئی اور سوال کرنے سے انکار کر دیا تو بادشاہ نے حضرت یحییٰ کے قتل کا حکم دے دیا تو آپ کو ایک ہاتھ دھونے والے برتن میں ذبح کر دیا گیا۔ آپ کے خون کا ایک قطرہ جلدی سے نکلا وہ لگاتار جوش مارتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو بھیجا۔ ایک بڑھیا نے بخت نصر کی اس پر راہنمائی کی تو بخت نصر نے اپنے دل میں فیصلہ کر لیا کہ وہ لگاتار قتل عام کرتا رہے گا یہاں تک خون جوش مارنا چھوڑ دے گا تو اس نے ایک دن میں ایک ہی وار سے اور ایک ہی برچھے سے ستر ہزار آدمی قتل کر دیئے تو وہ خون ساکن ہو گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے معقل بن ابی مسکین سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وحی بنی اسرائیل کے لئے آتی تو انبیاء اپنی قوم کو نصیحت کرتے کوئی کتاب لے کر آتا تو بنی اسرائیل اسے قتل کر دیتے کچھ لوگ ان انبیاء کی اتباع کرتے ان کی تصدیق کرتے اور اپنی قوم کو نصیحت کرتے یہ وہ لوگ ہوتے جو لوگوں کو انصاف کرنے کا حکم دیتے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ اہل کتاب ہیں، انبیاء کے پیروکار انہیں برے اعمال سے روکتے اور اچھی باتوں کی نصیحت کرتے تو بنی اسرائیل انہیں قتل کر دیتے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ کے دور میں لوگوں پر قحط آ گیا بادشاہ نے کہا وہ ہم پر بارش برسائے ورنہ ہم اسے اذیت دیں گے اس کے ہم نشینوں نے اسے کہا تو اللہ تعالیٰ کو کیسے اذیت دے گا یا اس پر ناراضگی کا اظہار کرے گا جب کہ وہ تو آسمانوں میں ہے۔ تو بادشاہ نے کہا میں زمین میں اس کے دوستوں کو قتل کر دوں گا تو یہ چیز اللہ تعالیٰ کے لئے تکلیف کا باعث ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بارش نازل کر دی۔

امام ابن عساکر نے زید بن اسلم کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ ۙ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 254 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 253 3۔ ایضاً

اَلِیْمٍ فرمایا یہاں الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ سے مراد عدل کرنے والے ہیں جیسے حضرت عثمان اور ان جیسے لوگ۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں ہے وَیَقْتُلُوْنَ النَّبِیّٖنَ بِغَیْرِ حَقٍّ وَقَاتَلُوْا لْقِسْطِ الَّذِیْنَ یَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِیَحْكُمَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ یَتَوَلّٰى فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ وَهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۲۳﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّاۤ اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ۪ وَغَرَّهُمْ فِیْ دِیْنِهِمْ مَّا كَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَكَیْفَ اِذَا جَمَعْنٰهُمْ لِیَوْمٍ لَّا رَیْبَ فِیْهِ ۫ وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

”کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا کچھ حصہ کتاب کا (جب) بلائے جاتے ہیں کتاب الٰہی کی طرف تاکہ تصفیہ کردے ان کے باہمی جھگڑوں کا تو پیٹھ پھیر لیتا ہے ایک گروہ ان میں سے درآنحالیکہ وہ روگردانی کرنے والے ہوتے ہیں۔ اس (بیباکی) کی وجہ یہ تھی کہ وہ کہتے تھے کہ بالکل نہ چھوئے گی ہمیں دوزخ کی آگ مگر چند دن گنے ہوئے اور فریب میں مبتلا رکھا انہیں ان کے دین کے معاملہ میں ان باتوں نے جو وہ خود گھڑا کرتے تھے سو کیا حال ہوگیا (ان کا) جب ہم جمع کریں گے انہیں اس روز جس کے آنے میں کوئی شک نہیں اور پورا پورا بدلہ دیا جائیگا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا“۔

امام ابن جریر، ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ یہودیوں کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے۔ آپ نے انہیں پیغام حق کی دعوت دی تو نعمان بن عمرو اور حرث بن زید نے آپ سے پوچھا اے محمد ﷺ آپ کس دین پر ہیں؟ فرمایا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت اور دین پر ہوں۔ دونوں کہنے لگے حضرت ابراہیم تو یہودی تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا تورات کی طرف آؤ، وہ ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے گی۔ تو دونوں نے انکار کردیا تو اللہ تعالیٰ نے 24,23 نمبر آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم سے نقل کیا ہے کہ الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ سے مراد یہودی ہیں جن کو کتاب اللہ کی طرف دعوت دی گئی تاکہ کتاب ان کے درمیان فیصلہ کردے اور اللہ کے اس نبی کی طرف دعوت دی گئی جس کی صفات وہ اپنی کتاب تورات میں پاتے تھے۔ پھر انہوں نے رخ پھیر لیا جب کہ وہ اعراض کرنے والے تھے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اہل کتاب کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف دعوت دی جاتی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 255، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

تھی تا کہ کتاب ان کے درمیان اور حدود میں حق کے ساتھ فیصلہ کرے۔ حضور ﷺ انہیں اسلام کی طرف دعوت دیتے تھے تو وہ اس سے اعراض کرتے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے نصیبًا کا معنی حصہ نقل کیا ہے اور کتاب سے مراد تورات ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان کی باتوں نے انہیں اس بات سے دھوکے میں ڈالا تھا کہ ہمیں گنتی کے چند روز ہی آگ چھوئے گی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وُفِّیَتْ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہر نیک اور بد نفس نے مرنا ہے اور انہوں نے اچھا یا برا جو عمل کیا ہوگا اسکے بارے میں ان پر کوئی ظلم نہ کیا جائے گا۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۭ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۡ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٢٧﴾

"(اے حبیب یوں) عرض کرو اے اللہ اے مالک سب ملکوں کے تو بخش دیتا ہے ملک جسے چاہتا ہے اور چھین لیتا ہے ملک جس سے چاہتا ہے اور عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ذلیل کرتا ہے جس کو چاہتا ہے تیرے ہی ہاتھ میں ہے ساری بھلائی بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ تو داخل کرتا ہے رات (کا حصہ) دن میں اور داخل کرتا ہے تو دن (کا حصہ) رات میں اور نکالتا ہے تو زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے رب العالمین سے سوال کیا کہ فارس اور روم کے ملک آپ کی امت کو عطا کر دیئے جائیں تو اللہ تعالیٰ نے قُلِ اللّٰهُمَّ الخ والی آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جبرئیل امین نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 256 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 257 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 260

عرض کی اپنے رب سے یوں سوال کیجئے قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۲۶﴾ تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۫ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ ۫ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ پھر جبرئیل امین حاضر ہوئے عرض کی اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب سے یوں سوال کیجئے قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ (الاسراء:80) آپ نے اپنے رب سے ان کلمات کے ساتھ سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرما دیا۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے وہ اسم اعظم جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی جائے تو اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے وہ آل عمران کی اس آیت میں ہے قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ۔(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ...... بِغَيْرِ حِسَابٍ ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے الدعا میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں قرض کی شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو قرض ادا کرنا پسند کرتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں آپ نے فرمایا: قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۫ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ پڑھ ساتھ ہی یہ کلمات کہ رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مِنْهُمَا مَا تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْهُمَا مَا تَشَاءُ اِقْضِ عَنِّيْ دَيْنِيْ۔ اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم تو جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے روک لیتا ہے، میرا قرض ادا فرما۔ اگر تجھ پر زمین بھر سونا بھی قرض ہوگا تو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرما دے گا۔

امام طبرانی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز انہیں نہ پایا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے تو حضرت معاذ کے پاس آئے، فرمایا اے معاذ کیا وجہ ہے میں نے تمہیں نماز میں نہیں دیکھا؟ عرض کی ایک یہودی کا میں نے ایک اوقیہ سونا قرض دینا ہے، میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے نکلا تو یہودی نے مجھے روک لیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں دعا نہ سکھاؤں جس کے ساتھ تم دعا کرو اگر صبیر پہاڑ جتنا بھی تم پر قرض ہو اللہ تعالیٰ تیری طرف سے اسے ادا کر دے گا، اے معاذ ان الفاظ کے ساتھ دعا کرو، یہ آیت پڑھی اور ان کلمات کا اضافہ کیا رَحْمٰنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِيْمَهُمَا تُعْطِيْ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا وَ تَمْنَعُ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُمَا اِرْحَمْنِيْ رَحْمَةً تُغْنِيْنِيْ بِهَا عَنْ رَّحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ اَللّٰهُمَّ اَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ وَاقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَ تَوَفَّنِيْ فِيْ عِبَادَتِكَ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِكَ۔ اے دنیا و آخرت کے رحمٰن و رحیم ان میں سے جو جسے چاہتا عطا فرماتا ہے اور ان میں سے جو جس سے چاہتا ہے روک لیتا ہے مجھ پر ایسی رحمت فرما جو مجھے غیر کی رحمت سے غنی کر دے، مجھے فقر سے غنی کر دے۔ میری طرف سے قرض ادا فرما

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 172 (12792)، مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

دے، اپنی عبادت اور اپنی راہ میں جہاد کرنے کے ساتھ مجھے موت عطا کر۔

امام طبرانی نے صغیر میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ سے فرمایا کیا میں تجھے ایسی دعا نہ سکھاؤں جس کے ساتھ تم دعا کرو، اگر احد پہاڑ کے برابر تم پر دین ہو تو اللہ تعالیٰ اسے ادا فرما دے گا، اے معاذ یوں دعا کیا کرو پھر مذکورہ الفاظ ذکر فرمائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے الملك کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد نبوت ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت کیا ہے کہ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ سے مراد اے بندوں کے رب جو مالک ہے ان کے بارے میں تیرے سوا کوئی فیصلہ نہیں کرتا تو تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ یہ سب کچھ تیرے قبضۂ قدرت میں ہے کسی اور کے قبضۂ قدرت میں نہیں۔ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ تیرے سوا کوئی اس پر قادر نہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان تُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ موسم سرما سے موسم گرما اور موسم گرما سے موسم سرما نکالتا ہے۔ تُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ سے مراد زندہ انسان مردہ نطفہ سے نکالتا ہے اور تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ سے مراد زندہ انسان سے مردہ نطفہ نکالتا ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد موسم سرما کی طویل راتوں میں دونوں کو چھوٹا کرنا اور موسم گرما کے لمبے دنوں میں راتوں کو چھوٹا کرنا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ رات میں سے جو کم کرتا ہے اسے دن میں بڑھا دیتا ہے اور دن میں جو کم کرتا ہے اسے رات میں داخل کر دیتا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ رات کو دن میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ رات پندرہ گھنٹوں اور دن نو گھنٹوں کا ہو جاتا ہے اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے یہاں تک کہ دن پندرہ گھنٹوں کا ہو جاتا ہے اور رات نو گھنٹوں کی ہو جاتی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے دن اور رات دوسرے سے حصہ لیتا ہے۔ عبد بن حمید نے ضحاک سے نقل کیا ہے دن رات سے حصہ لیتا ہے یہاں تک کہ دن لمبا ہو جاتا ہے اور رات دن سے حصہ لیتی ہے یہاں تک کہ رات دن سے لمبی ہو جاتی ہے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ تُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ سے مراد ہے کہ زندہ انسان سے مردہ نطفہ نکالتا ہے پھر نطفہ سے زندہ انسان نکالتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ زندہ لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 61-260 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 261 3۔ ایضاً

نطفوں سے نکالتا ہے اور نطفے مردہ ہیں، انہیں زندہ لوگوں سے نکالتا ہے، جانوروں اور نباتات کی بھی یہی حالت ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو انڈے کو زندہ سے نکالتا ہے جب کہ انڈہ مردہ ہوتا ہے پھر اس سے زندہ جانور نکالتا ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ تو گٹھلی سے کھجور کا درخت اور کھجور کے درخت سے گٹھلی نکالتا ہے، سٹے سے دانا اور دانے سے سٹہ نکالتا ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے اور ابوشیخ نے حضرت ابو مالک سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابوشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کافر سے مومن اور مومن سے کافر نکالتا ہے مومن اللہ تعالیٰ کا ایسا بندہ ہے جس کا دل زندہ ہے اور کافر ایسا بندہ ہے جس کا دل مردہ ہے(4)۔

امام سعد بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت سلیمان رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس دنوں تک خمیر دیا پھر اس میں اپنا ہاتھ رکھا تو اس مٹی پر ہر اچھی اور ہر خبیث چیز اوپر اٹھ آئی پھر اسے اس کے ساتھ ملا دیا پھر اس سے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی۔ اس وجہ سے فرمایا کہ مومن کو کافر سے اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے(5)۔

امام ابن مردویہ نے ابوعثمان نہدی کے واسطہ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آپ کی اولاد نکالی، دائیں ہاتھ کی مٹھی بھری، فرمایا یہ جنتی ہیں مجھے کوئی پرواہ نہیں، بائیں ہاتھ میں ایک مٹھی بھری اس میں تمام ناکارہ لوگ آ گئے، فرمایا یہ سب جہنمی ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ آپ نے بعض کو بعض سے ملا دیا۔ پس کافر کو مومن سے نکالتا ہے اور مومن کو کافر سے نکالتا ہے۔ اس آیت کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوعثمان نہدی کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یا حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تو مومن کو کافر اور کافر کو مومن سے نکالتا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن سعد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے زہری کے واسطہ سے اس آیت کی تفسیر میں عبداللہ بن عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ خالدہ بنت اسود حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہ کون ہے؟ عرض کی گئی خالدہ بنت اسود ہے۔ فرمایا پاک ہے وہ ذات جو مردہ کو زندہ سے نکالتی ہے وہ ایک نیک عورت تھی اس کا والد کافر تھا(6)۔

ابن منذر نے ابوسلمہ کے واسطہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل روایت کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ وہ اس آیت میں لفظ میت کو مخفف پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے یحییٰ بن وثاب سے نقل کیا ہے کہ آپ اسے اور سورۂ فاطر کی آیت نمبر 9 میں لفظ میت کو مشدد پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 263 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 264 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 265

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ کی تفسیر میں بیان کیا ہے وہ اس طرح حساب سے نہیں نکالتا کہ اسے اپنے پاس کمی کا خوف ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی حاتم نے میمون بن مہران سے بِغَيْرِ حِسَابٍ کا معنی نقل کیا ہے کہ بہت زیادہ۔ امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے تُوْلِجُ الَّيْلَ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس قدرت کے ساتھ جس کے حق میں چاہتا ہے ملک عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے اس سے چھین لیتا ہے، جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے، کوئی دوسرا اس پر قادر نہیں ہوتا اور تو ہی یہ کرتا ہے یعنی اگر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بعض چیزوں جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مریضوں کو تندرست کرنا، مٹی سے پرندہ بنانا، غیب کی خبریں دینا پر اختیار اور حاکمیت دی ہے تاکہ تمہارے لئے انہیں معجزہ بنادے اور اس نبوت کی تصدیق بنادے جس کے ساتھ میں نے انہیں مبعوث کیا ہے۔ جہاں تک میری قدرت کا تعلق ہے میں نے اسے یہ طاقت عطا نہیں کی نبوت کے ساتھ ملکوں کا مالک بنانا یا نبوت کو جہاں چاہوں رکھنا، رات کو دن میں داخل کرنا، دن کو رات میں داخل کرنا، زندہ کو مردہ سے نکالنا اور مردہ کو زندہ سے نکالنا اور فاسق و نیک جس کو چاہوں اسے رزق دینا، اس پر میں نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو اختیار نہیں دیا اور نہ ہی اس چیز کا مالک بنایا ہے کیا ان کے لئے اس میں کوئی عبرت نہیں، اگر وہ اللہ ہوتے تو یہ سب چیزیں ان کے اختیار میں ہوتیں۔ جب کہ ان نصاریٰ کے علم میں ہے کہ وہ بادشاہوں سے بھاگتے تھے اور ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل ہوتے رہتے تھے (1)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً ۭ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ۝

"نہ بنائیں مومن کافروں کو اپنا دوست مومنوں کو چھوڑ کر اور جس نے کیا یہ کام پس نہ رہا (اس کا) اللہ سے کوئی تعلق مگر اس حالت میں کہ تم کرنا چاہو ان سے اپنا بچاؤ اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ اپنی ذات سے (یعنی غضب سے) اور اللہ ہی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے"۔

امام ابن اسحٰق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج بن عمرو، کعب بن اشرف، ابن ابی الحقیق اور قیس بن زید کا حلیف تھا ان لوگوں نے انصار میں سے چند آدمیوں کے ساتھ خفیہ دوستانہ بنا رکھا تھا ان لوگوں کا مقصود یہ تھا کہ انہیں دین اسلام سے برگشتہ کردیں۔ حضرت رفاعہ بن منذر، عبداللہ بن جبیر اور سعید بن خیثمہ نے اس جماعت سے کہا یہودیوں کی اس جماعت سے اجتناب کیا کرو ان کے ساتھ خفیہ دوستی کرنے سے محتاط رہو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ تمہیں دین سے برگشتہ کردیں تو ان انصاریوں نے اپنے مسلمان بھائیوں کی بات ماننے سے انکار کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ان دو آیات (۲۸، ۲۹) کو نازل فرمایا (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 266 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 267

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع فرمایا کہ وہ کفار کے ساتھ نرمی اور شفقت کریں اور مومنوں کو چھوڑ کر انہیں دوست بنائیں، ہاں یہ صورت ہو کہ کفار تم پر غالب ہوں ان کے لئے نرمی کا اظہار کریں اور دین میں ان کی مخالفت کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلَّآ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً کا یہی مفہوم ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نقل کیا ہے کہ جو آدمی اس طرح کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے لاتعلق ہو جاتا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ زبان سے تقیہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک آدمی کو ایسی گفتگو کرنے پر مجبور کیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی معصیت ہو تو وہ لوگوں کے ڈر سے زبان سے وہ بات کر دیتا ہے جب کہ اس کا دل مطمئن ہوتا ہے۔ یہ اسے کچھ نقصان نہیں دیتا کیونکہ تقیہ تو زبان کے ذریعے ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم انہوں نے اسے صحیح کہا ہے اور بیہقی نے سنن میں عطاء کے طریق سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ تُقٰىةً کا معنی ہے زبان سے گفتگو کرنا جب کہ دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو اور وہ اپنا ہاتھ نہ پھیلائے مبادا کہ اسے قتل کر دیا جائے اور نہ کسی گناہ کا ارتکاب کرے کیونکہ اس کے لئے کوئی عذر نہیں(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مگر تم دنیا میں ایک دوسرے کے ساتھ نرمی اور حسن خلق سے پیش آؤ(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تقیہ زبان سے ہوتا ہے دل سے نہیں ہوتا(6)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ تیرے اور اس کے درمیان رشتہ داری ہے تو تو اس کے ذریعے صلہ رحمی کرتا ہے(7)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ تقیہ قیامت تک جائز ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو رجاء سے نقل کیا ہے کہ وہ تَتَّقُوۡا کو يَتَّقُوۡا پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوبکر بن عیاش سے انہوں نے حضرت عاصم سے نقل کیا ہے کہ وہ تقیہ کو تقاۃ پڑھتے۔

قُلۡ اِنۡ تُخۡفُوۡا مَا فِیۡ صُدُوۡرِكُمۡ اَوۡ تُبۡدُوۡهُ يَعۡلَمۡهُ اللّٰهُ ؕ وَيَعۡلَمُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۲۹﴾ يَوۡمَ تَجِدُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 267 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 268 3۔ ایضاً

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 319 (3149) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 268

6۔ ایضاً۔ 7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 269

كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ۖ وَّمَا عَمِلَتْ مِنْ سُوْٓءٍ ۚ تَوَدُّ لَوْ اَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهٗٓ اَمَدًۢا بَعِيْدًا ۗ وَيُحَذِّرُكُمُ اللّٰهُ نَفْسَهٗ ۗ وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۳۰﴾

''فرما دیجئے اگر تم چھپاؤ جو کچھ تمہارے سینوں میں ہے یا ظاہر کرو اسے جانتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اور جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ جس دن موجود پائے گا ہر نفس جو کی تھی اس نے نیکی اپنے سامنے اور جو کچھ کی تھی اس نے برائی تمنا کرے گا کہ کاش اس کے درمیان اور اس دن کے درمیان (حائل ہوتی) مدت دراز اور ڈراتا ہے تمہیں اللہ اپنے (عذاب) سے اور اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو خبردار کیا کہ وہ جس بات کو رازدارانہ کریں گے یا اعلانیہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مُّحْضَرًا کا معنی موفو ہے یعنی وافر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ ہر ایک کو یہ بات پسند ہوگی کہ وہ اپنے عمل سے کبھی ملاقات نہ کرے کیونکہ یہ ملاقات اس کے لئے موت ہے۔ جہاں تک دنیا کا معاملہ ہے اس میں وہ گناہ سے لذت حاصل کرتا تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَمَدًۢا بَعِيْدًا سے مراد دور جگہ ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہما اللہ سے امد کا معنی اجل بیان کیا ہے (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و شفقت یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی پکڑ سے خبردار کرتا ہے (5)۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۗ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ قُلْ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾

''(اے محبوب) آپ فرمایئے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت کرتے ہو اللہ سے تو میری پیروی کرو (تب)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 270 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 271 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 272

محبت فرمانے لگے گا تم سے اللہ اور بخش دے گا تمہارے لئے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔ آپ فرمایئے اطاعت کرو اللہ کی اور (اس کے) رسول کی پھر اگر وہ منہ پھیریں تو یقیناً اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا کفر کرنے والوں کو''۔

امام ابن جریر نے بکر بن اسوف کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں ایک جماعت نے یہ کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ ان میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اطاعت کو اپنی محبت کی نشانی بنایا اور جو آپ کی مخالفت کرے اس کے لئے عذاب مقدر کیا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ابو عبیدہ ناجی کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مختلف جماعتوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی قسم ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت عباد بن منصور کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں کچھ لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ ان کے قول کی تصدیق ان کے عمل سے ہو تو یہ آیت نازل فرمائی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ان کے قول کی تصدیق ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے نقل کیا ہے کہ لوگوں نے کہا ہم اپنے رب سے محبت کرتے ہیں تو ان کا امتحان لینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ گمان کرتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں وہ کہتے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا حکم دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کو اللہ تعالیٰ کی محبت کی نشانی قرار دیا گیا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ اگر تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں یہ بات اس لئے کرتے ہو کہ تمہیں اللہ تعالیٰ سے محبت ہے اور تم اس کی تعظیم بجالاتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تعالیٰ تمہارے گزشتہ گناہ معاف فرمادے گا، اللہ تعالیٰ غفور و رحیم ہے (4)۔

امام علامہ اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کا ایمان اس وقت تک مکمل نہیں ہوگا جب تک اس کی خواہش نفس اس پیغام حق کے تابع نہ ہوگی جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو نیکی،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 272 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 273

تقوی میں میری اتباع کرو، تواضع اختیار کرو اور نفس کو مطیع بناؤ۔

امام حکیم ترمذی، ابونعیم، دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہی الفاظ نقل کیے ہیں۔

ابن عساکر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی الفاظ تقدیم وتاخیر کے ساتھ نقل کیے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم، ابونعیم نے حلیہ اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تاریک رات میں صفا پہاڑی پر چیونٹی کے حرکت کرنے سے بھی زیادہ خفیف ہے۔ شرک کا ادنی درجہ یہ ہے کہ وہ معمولی سا ظلم بھی پسند کرے اور عدل پر بغض کرے۔ دین تو صرف اللہ کے لئے محبت اور اس کے لئے ناراضگی میں ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حوشب کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ان کی محبت کی نشانی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ کی وضاحت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا انہوں نے اللہ تعالیٰ کا فرمان قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ تمہیں اپنے قریب کرلے گا۔ محبت سے مراد قرب ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا یعنی انہیں اپنے قریب نہیں کرتا۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے نقل کیا ہے کہ فرماؤ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ کی اطاعت کریں کیونکہ وہ پہلے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوب پہچانتے تھے۔ یہاں ان لوگوں سے مراد نجران کا وفد ہے اور وہ اپنی کتابوں میں آپ کے اوصاف پاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے کفر پر قائم رہتے ہوئے بھی واپس چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ کفر کرنے والوں کو محبوب نہیں رکھتا (2)۔

امام احمد، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو رافع سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں تم میں سے کسی کو نہ پاؤں کہ وہ اپنے تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہو اور اس کے پاس میرا حکم پہنچے جس کا مجھے حکم دیا گیا یا اس سے منع کیا گیا ہو تو وہ کہے ہم کچھ نہیں جانتے ہم تو صرف اسی پر عمل کریں گے جو ہم کتاب اللہ میں پاتے ہیں (3)۔

اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰۤى اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۳۳﴾ ذُرِّیَّةًۢ بَعْضُهَا مِنْۢ بَعْضٍ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۳۴﴾ اِذْ قَالَتِ امْرَاَتُ عِمْرٰنَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَكَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۵﴾ فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 319 (3148)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 274
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 190 (368)

وَضَعَتۡهَاۤ اُنۡثٰىؕ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِمَا وَضَعَتۡؕ وَلَيۡسَ الذَّكَرُ كَالۡاُنۡثٰىۚ وَاِنِّىۡ سَمَّيۡتُهَا مَرۡيَمَ وَاِنِّىۡۤ اُعِيۡذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِ ﴿۳۶﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ نے چن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم (علیہم السلام) کے گھرانے کو اور عمران کے گھرانے کو سارے جہان والوں پر۔ یہ ایک نسل ہے بعض ان میں سے بعض کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ جب عرض کی عمران کی بیوی نے اے میرے رب! میں نذر مانتی ہوں تیرے لئے جو میرے شکم میں ہے (سب کاموں سے) آزاد کر کے سو قبول فرمالے (یہ نذرانہ) مجھ سے، بے شک تو ہی (دعائیں) سننے والا (نیتوں کو) جاننے والا ہے۔ پھر جب اس نے جنا اسے (تو حیرت وحسرت سے) بولی اے رب میں نے تو جنم دیا ایک لڑکی کو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا اور نہیں تھا لڑکا (جس کا وہ سوال کرتی تھی) مانند اس لڑکی کے اور (ماں نے کہا) میں نے نام رکھا ہے اس کا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود (کے شر) سے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے آل ابراہیم کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد آل ابراہیم، آل عمران، آل یاسین اور آل محمد میں سے مومن ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو صالح گھرانوں اور دو صالح افراد کا ذکر کیا ہے جن کو جہانوں پر فضیلت دی گئی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم آل ابراہیم سے تعلق رکھتے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبوت عطا فرما کر تمام لوگوں پر فضیلت عطا کی، یہ انبیاء، اتقیا اور اپنے رب کی اطاعت کرنے والے ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ نیت، عمل، اخلاص اور توحید میں ایک دوسرے سے ہیں (4)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی حاتم نے حضرت جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے دادا سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے فرمایا اٹھو لوگوں کو خطبہ دو۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ خطبہ دوں اور آپ میرے سامنے ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا ایسی جگہ بیٹھ گئے جہاں وہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی گفتگو سن رہے تھے مگر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو نظر نہیں آتے تھے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی گفتگو کی پھر نیچے اترے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے انہیں الفاظ کو پڑھا ذُرِّيَّةًۢ بَعۡضُهَا مِنۡۢ بَعۡضٍؕ وَاللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۳۴﴾۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 274　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً

امام اسحٰق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللّٰہَ اصۡطَفٰۤی کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رسالت کے لئے لوگوں میں سے حضرت آدم، حضرت نوح، حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب علیہم السلام اور ان کی اولاد کو پسند فرمایا اور آل عمران کو بھی نبوت و رسالت کے لئے جہان والوں پر منتخب فرمایا، اس طرح ان میں سے بعض بعض کی ذریت ہیں۔ یہ سب حضرت آدم کی اولاد ہیں۔ پھر حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ پھر حضرت ابراہیم کی اولاد ہیں۔ فرمایا یاد کرو اس وقت جب عمران کی بیوی نے کہا۔ عمران ماتان کے بیٹے تھے۔ اس عورت کا نام حسنہ بنت فاقوذ تھا۔ یہی حضرت مریم کی والدہ تھیں۔ انہوں نے التجا کی اے میرے رب میرے پیٹ میں جو ہے میں نے اسے تیرے لئے وقف کر دیا ہے، وہ آزاد ہے۔ اس التجاء کی وجہ یہ بنی کہ حضرت مریم کی والدہ سن ایاس کو پہنچ چکی تھی۔ ایک روز جب وہ ایک درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی تھی کہ ایک مادہ پرندے کو دیکھا جو بچے کو خوراک دے رہی تھی، ان کے دل میں بھی اولاد کی خواہش پیدا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی بچہ عطا فرمائے۔ انہیں اس وقت حیض آیا۔ جب یہ حیض سے پاک ہوئیں تو ان کے خاوند نے ان سے حقوق زوجیت ادا کیے۔ جب اسے بچے کی ولادت کے عمل کا یقین ہو گیا تو اس نے دعا کی۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے نجات عطا فرمائی اور میں نے بچہ جن دیا تو میں اسے ہر ذمہ داری سے آزاد کر دوں گی۔ بنو ماثان حضرت داؤد علیہ السلام کے خاندان میں سے تھے اور بنی اسرائیل کے حاکم تھے۔ محرر اسے کہتے ہیں جو دنیا کا کوئی کام نہیں کرتا تھا اور نہ ہی شادی کرتا وہ اپنی آخرت کو بہتر بنانے میں ہی مشغول رہتا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا اور کنیسہ کی خدمت کرتا اس زمانہ میں صرف لڑکوں کو ہی اس کام کے لئے مختص کیا جاتا تھا۔ حضرت مریم کی والدہ نے اپنے خاوند سے کہا کہ انبیاء کی جنس میں سے محرر ہوتے ہیں اور ہمارا خاندان تو بادشاہوں کا خاندان ہے، انبیاء کا خاندان تو نہیں جب کہ میں نے تو اپنے پیٹ میں جو کچھ ہے اسے نذر کر دیا ہے تو اس کے خاوند نے کہا اگر تیرے پیٹ میں بچی ہوئی تو پھر کیا کرو گی۔ یہ بات سن کر حضرت مریم کی والدہ غمگین ہو گئیں تو اس موقع پر اس نے یہ دعا کی اے میرے رب میں نے اسے تیرے لئے نذر مانا ہے جو میرے پیٹ میں ہے پس اسے قبول کر لے، بے شک تو سمیع و علیم ہے۔

جب اس نے بچے کو جنا تو عرض کی اے میرے رب میں نے تو اسے مؤنث جنا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو اس نے جنا وہ مذکر جو اس کے دل میں تھا۔ اس مؤنث کے مقام و مرتبہ کا حامل نہیں جو اس نے جنی ہے۔ پھر عرض کی میں نے اس کا نام مریم رکھا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی اس کا یہی نام تھا۔ میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان ملعون کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کر لی۔ شیطان اس بچی اور اس کی اولاد (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کے قریب نہ گیا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا شیطان ہر بچے کو اپنی انگلی سے کچوکہ لگاتا ہے جس وجہ سے بچہ روتا ہے مگر حضرت مریم اور اس کے بیٹے تک شیطان نہ پہنچ سکا۔ حضرت ابن عباس نے کہا جب حضرت مریم کی والدہ نے بچی جنی تو اسے ڈر ہوا کہ بچی تو کنیسہ کی خدمت کے لئے قبول نہ کی جائے گی۔ انہوں نے حضرت مریم کو کپڑے میں

لپیٹا اور بیت المقدس میں قراء کے پاس چھوڑ آئیں۔ قاریوں نے اس کی خدمت کے بارے میں قرعہ اندازی کی کہ کون اسے پرورش میں لے کیونکہ یہ ان کے امام کی بیٹی تھی۔ قاریوں کے امام حضرت ہارون علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے کہا جو علماء کے سردار تھے میں اسے اپنی گود میں لوں گا کیونکہ میں اس خدمت کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ اس کی خالہ میری بیوی ہے جو حضرت یحییٰ علیہ السلام کی والدہ تھیں۔ قاریوں نے کہا کیا اس صورت میں بھی جب کہ قوم (قراء) میں کوئی ایسا بھی ہو جو اس کا زیادہ ضرورت مند ہو، اگر اسے زیادہ حق دار کے لئے چھوڑا جاتا تو اسے اس کے باپ کے لئے چھوڑا جاتا۔ لیکن یہ تو آزاد ہے ہم قرعہ اندازی کریں گے جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ اس کا زیادہ مستحق ہوگا۔ وہ قاری جن قلموں سے وحی لکھتے تھے ان سے تین دفعہ قرعہ ڈالا کہ کون اس کی کفالت کرے گا تو حضرت زکریا کے نام قرعہ نکلا۔

ان کے قلموں کے قرعہ کا طریقہ یہ تھا کہ انہوں نے اپنی قلمیں ایک جگہ جمع کیں پھر انہیں ڈھانپ دیا پھر ایک لڑکا جو ابھی تک بالغ نہیں ہوا تھا اور بیت المقدس کی خدمت کرتا تھا اسے کہا اپنا ہاتھ اس میں داخل کرو اور ان قلموں میں سے ایک قلم نکالو اس نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا اور حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم اس سے نکالا۔ دوسرے قاریوں نے کہا ہم اس طریقہ پر راضی نہیں بلکہ ہم اپنی قلمیں پانی میں ڈالیں گے جس کا قلم جاری پانی سے نکلے گا اور اوپر اٹھ آئے گا وہ حضرت مریم کی کفالت کرے گا۔ انہوں نے اپنی قلمیں نہر اردن میں ڈال دیں تو چلتے پانی سے حضرت زکریا کا قلم اوپر اٹھ آیا۔ دوسرے قاریوں نے کہا ہم تیسری دفعہ قرعہ اندازی کریں گے جس کی قلم پانی کے ساتھ چل پڑے گی وہ مریم کی کفالت کرے گا تو حضرت زکریا کی قلم پانی کے ساتھ چلنے لگی اور دوسروں کی قلمیں چلتے پانی سے اوپر اٹھ آئیں۔ اس وقت حضرت زکریا نے انہیں اپنی کفالت میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کا معنی ہے کہ حضرت زکریا نے حضرت مریم کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ پھر فرمایا: فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کی عبادت میں اس کو اچھی طرح پروان چڑھایا یہاں تک کہ وہ بڑی ہوگئی۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے لئے بیت المقدس میں ایک کمرہ بنایا اور دیوار کے درمیان اس کا دروازہ رکھا جس تک بغیر سیڑھی کے نہیں چڑھا جا سکتا تھا۔

حضرت مریم کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام نے ایک دائی اجرت پر حاصل کی۔ جب دو سال پورے ہوگئے تو اس نے دودھ چھوڑ دیا۔ حضرت زکریا حضرت مریم کے کمرے کا دروازہ بند رکھتے جب کہ چابی آپ کے پاس ہی ہوتی۔ آپ کسی کو بھی ان کے پاس آنے کی اجازت نہ دیتے۔ آپ کی ضروریات کے لئے بھی حضرت زکریا کے علاوہ کوئی بھی کمرے میں نہ آتا یہاں تک کہ آپ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت مریم کی والدہ کا نام حنہ تھا۔

حاکم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ حنہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ حضرت مریم کو جنم دیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے نَذَرْتُ لَكَ مَا فِيْ بَطْنِيْ مُحَرَّرًا کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ حضرت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 648، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

مریم کی والدہ نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ اپنے بچہ کو کنیسہ میں عبادت کے لئے مختص کر دے گی، وہ امید رکھتی تھی کہ وہ مذکر ہوگا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ یہ ارادہ رکھتی تھیں کہ وہ عبادت کے لئے ہر کام سے اسے آزاد کر دیں گی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان مُحَرَّرًا کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے وہ کنیسہ کا خادم ہوگا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مُحَرَّرًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ عبادت کے لئے خالص ہوگا، دنیا کا کوئی کام اس کے ساتھ خلط ملط نہ ہوگا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ عمران کی بیوی نے اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے لئے آزاد کر دیا تھا، وہ مذکر اولاد کو ہی مختص کرتے تھے۔ جب کسی بچے کو مختص کر دیا جاتا تو وہ بیت المقدس میں ہی رہتا۔ اس کی خدمت کرتا، صفائی کا انتظام کرتا۔ عورت حیض کی وجہ سے یہ خدمت سرانجام نہیں دے سکتی تھی۔ اسی وجہ سے کہا مذکر مؤنث جیسا نہیں ہو سکتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مُحَرَّرًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ میں نے اسے اللہ تعالیٰ اور کنیسہ کے لئے آزاد کر دیا ہے اب اس کے اور عبادت کے درمیان کوئی ذمہ داری حائل نہیں ہو سکتی۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کے زمانہ میں جب کوئی عورت بچہ جنتی تو ماں اسے دودھ پلاتی جب وہ خدمت کے قابل ہو جاتا تو ماں بچے کو ان کے حوالے کر دیتی جو کتابیں پڑھاتے تو ساتھ ہی کہتی یہ آزاد ہے تمہاری خدمت کرے گا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے نقل کیا ہے کہ عمران کی بیوی بوڑھی اور بانجھ تھی جس کا نام حنہ تھا، اس کی اولاد نہ ہوتی تھی، وہ عورتوں پر اولاد کی وجہ سے رشک کرتی تھی۔ اس نے دعا کی اے اللہ مجھ پر بطور شکر نذر ہے، اگر تو مجھے بچہ عطا فرمائے تو میں اسے بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف کروں گی، وہ اس کے خادموں میں سے ہوگا۔ جب اس نے بچی کو جنا تو عرض کی میں نے تو بچی جنی ہے اور مذکر مؤنث کی طرح نہیں کیونکہ عورت کو حیض آتا ہے نیز کسی عورت کو یہ زیب نہیں کہ وہ مردوں کے ساتھ رہے۔ پھر حضرت مریم کی والدہ حضرت مریم کو لے کر بنی کاہن بن ہارون کے پاس گئی، یہ ان دنوں بیت المقدس کی خدمت کے ذمہ دار تھے۔ حضرت مریم کی والدہ نے کہا یہ نذر وصول کرو۔ میں نے اسے ہر ذمہ داری سے آزاد کر دیا ہے۔ یہ میری بیٹی ہے جب کہ کنیسہ میں تو حیض والی داخل نہیں ہو سکتی جب کہ میں تو اسے واپس نہیں لے جاؤں گی۔ وہاں کے علماء نے کہا یہ ہمارے امام کی بیٹی ہے۔ عمران انہیں نماز پڑھایا کرتے تھے۔ حضرت زکریا نے کہا یہ بچی میرے حوالے کر دو کیونکہ اس کی خالہ میرے عقد میں ہے۔ دوسرے علماء نے کہا ہمارے دل اس پر راضی نہیں۔ اس وجہ سے انہوں

1 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 276 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 277

نے ان قلموں کے ساتھ قرعہ اندازی کی جن کے ساتھ وہ تورات لکھتے تھے۔ قرعہ حضرت زکریا کے نام نکلا جس کے نتیجہ میں آپ نے حضرت مریم کو اپنی کفالت میں لے لیا (1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ وہ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ قرأت کرتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ وہ بِمَا وَضَعْتُ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم بن ابی نجود سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَضَعْتُ کو تاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔ عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں سفیان بن حسین سے ان الفاظ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ عمران کی بیوی نے یہ کلمات اللہ تعالیٰ کے حضور بطور شکایت عرض کیے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اسود سے نقل کیا ہے کہ وہ وَضَعَتْ کو عین کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ وَضَعَتْ کو عین کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے شیطان اسے مس کرتا ہے، شیطان کے چھونے سے وہ چیختا ہے مگر حضرت مریم اور اس کا بیٹا شیطان کے چھونے سے محفوظ رہے۔ اگر تم چاہو تو اس آیت کو پڑھو وَاِنِّیۡۤ اُعِیۡذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ۔ (2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے نیز حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر بچے کو شیطان کچوکہ مارتا ہے جس کی وجہ سے وہ چیختا ہے مگر عمران کی بیٹی مریم اور ان کا بیٹا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے محفوظ رہے کیونکہ جب حضرت مریم کی والدہ نے اسے جنا تھا تو اس وقت یہ عرض کیا تھا میں اسے اور اس کی اولاد کو شیطان مردود کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان اور ان کے درمیان پردہ ڈال دیا تو شیطان صرف حجاب میں کچوکہ مارسکا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بچہ بھی پیدا ہوتا ہے شیطان اسے دو یا تین دفعہ نچوڑتا ہے مگر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ اس سے محفوظ رہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کو تلاوت فرمایا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہر نومولود بچہ چیخا مگر حضرت عیسیٰ بن مریم کیونکہ نہ شیطان اس پر مسلط ہوا اور نہ ہی شیطان نے اسے کچوکہ مارا (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 278 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 280 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 280
4۔ ایضاً۔ 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 281

عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تو شیاطین، ابلیس کے پاس آئے، کہا بتوں نے اپنے سر جھکا لیے ہیں۔ شیطان نے کہا یہ تو بہت بڑا واقعہ ہے، تم یہیں ٹھہرو۔ وہ اڑا اس نے کوئی چیز نہ پائی۔ پھر سمندر کی طرف آیا تو ان میں بھی کوئی چیز نہ پائی۔ پھر اڑا تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پایا کہ ان کی ولادت ہو چکی ہے۔ فرشتوں نے انہیں ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ ابلیس شیطانوں کے پاس آیا اور کہا آج رات ایک نبی کی ولادت ہوئی ہے۔ اسے صرف ایک عورت نے جنا ہے، کوئی بچہ بھی نہیں جنا گیا مگر میں اس کے پاس حاضر تھا۔ صرف یہ بچہ ایسا ہے جس کے پاس میں موجود نہیں تھا۔ شیطان اس بات سے مایوس ہو گئے کہ اس رات کے بعد بتوں کی پوجا کی جائے گی۔ ابلیس نے انہیں کہا انسانوں کے پاس جاؤ اور ان پر جلد بازی اور خفت کے حوالے سے حملہ آور ہو جاؤ (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے پہلو میں شیطان نے ضرب لگائی مگر حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ اس سے محفوظ رہیں، ان کے اور شیطان کے درمیان پردہ ڈال دیا گیا، اس کا وار حجاب میں لگا اور ان دونوں تک کوئی چیز نہ پہنچی۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ وہ دونوں گناہ نہیں کر سکتے تھے جس طرح دوسرے لوگ گناہ کر سکتے ہیں۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ وہ سمندر پر بھی اسی طرح چلتے تھے۔ جس طرح وہ خشکی پر چلتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یقین اور اخلاص عطا فرمایا تھا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کے پہلو میں شیطان نے ضرب لگائی مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی ماں اس سے محفوظ رہے، وہ گناہ پر قادر نہ تھے جس طرح دوسرے لوگ گناہ پر قادر ہیں۔ یہ بھی فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتے تھے، یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری ماں کو مردود شیطان سے محفوظ رکھا اس کا ہم پر کوئی بس نہیں چلتا تھا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عمران کی بیوی نے دعا کرتے ہوئے اگر ذریتھا کے الفاظ نہ کہے ہوتے تو حضرت مریم کی اولاد نہ ہوتی۔

فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۷﴾

”پھر قبول فرمایا اسے اس کے رب نے بڑی ہی اچھی قبولیت کے ساتھ اور پروان چڑھایا اسے اچھا پروان چڑھانا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 281　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 281

اور نگران بنا دیا اس کا زکریا کو جب بھی جاتے مریم کے پاس زکریا (اس کی) عبادت گاہ میں (تو) موجود پاتے اس کے پاس کھانے کی چیزیں، (ایک بار) بولے اے مریم! کہاں سے تمہارے لئے آتا ہے یہ (رزق)؟ مریم بولیں یہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے جسے چاہتا ہے بے حساب''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُولٍ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی ماں سے اس مقصد کے لئے اس کو قبول کیا جو اس کی ماں کا ارادہ تھا کہ وہ کنیسہ کی خدمت کرے اور حضرت مریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی غذا میں پروان چڑھیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع سے كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو اپنی حفاظت میں لے لیا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے نیز امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ حضرت زکریا نے حضرت مریم کو اپنی نگہداشت میں لیا۔ آپ حضرت مریم کے حجرہ میں داخل ہوئے تو وہاں انگور پائے جو ایک ٹوکری میں تھے جب کہ انگوروں کا کوئی موسم نہ تھا تو کہا یہ انگور کہاں سے آئے ہیں؟ حضرت مریم نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں، اللہ تعالیٰ حساب کے بغیر رزق عطا فرماتا ہے تو اس وقت حضرت زکریا نے کہا وہ ذات جو بغیر موسم کے پھل عطا کرتی ہے وہ مجھے بانجھ بوڑھی عورت سے بچہ بھی دے سکتی ہے، وہاں ہی انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی جب آپ کو حضرت یحییٰ کی بشارت دی گئی تو اس وقت حضرت زکریا نے عرض کی اے میرے رب میرے لئے ایک نشانی بنا دے فرمایا تیرے لئے نشانی یہ ہے کہ تو لوگوں سے کلام نہیں کرے گا تو صحیح سالم ہوگا مگر تیری زبان بول نہ سکے گی (3)۔

امام عبد بن حمید، آدم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَكَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے اپنے قلم کے ساتھ ان کے ساتھ قرعہ اندازی کی (4)۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نیز چند اور صحابہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم ان علماء کے سردار اور امام کی بیٹی تھی۔ اس وجہ سے علماء نے اس کے بارے میں بخل سے کام لیا اور اس بارے میں قرعہ اندازی کی کہ کون اس کو اپنی نگرانی میں لے گا اور تعلیم دے گا۔ حضرت زکریا ان دنوں سب سے افضل تھے۔ وہ بھی ان علماء کے ساتھ ہوتے تھے۔ حضرت مریم کی خالہ ان کے عقد میں تھیں۔ جب وہ اس کو لائے تو حضرت زکریا نے فرمایا میں اس کی کفالت کا زیادہ حق رکھتا ہوں، میرے عقد میں اس کی خالہ ہے۔ تمام علماء دریائے اردن کی طرف نکلے۔ انہوں نے اپنی وہ قلمیں اس میں پھینکیں جن کے ساتھ وہ تورات لکھا کرتے تھے۔ فیصلہ یہ کیا جس کی قلم ٹھہر جائے گی وہ مریم کی کفالت کرے گا۔ تمام قلمیں بہ گئیں حضرت زکریا کی قلم ٹھہر گئی گویا وہ مٹی میں گڑھی ہوئی ہے تو آپ نے حضرت مریم کو کفالت میں لے لیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 282
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 284
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 286
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 284

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کو اپنے حجرہ میں رکھ لیا (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم بن ابی نجود سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے كفلها کو مشدد پڑھا ہے اور زَكَرِيَّا الف ممودہ کے ساتھ منصوب پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ایک ٹوکرا پایا جس میں بے موسے انگور تھے۔

امام عبد بن حمید نے ابن جریر سے انہوں نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ بے موسے انگور پائے۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے ہاں موسم سرما میں موسم گرما کے پھل اور موسم گرما میں موسم سرما کے پھل پائے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہاں رزق سے مراد علم ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا نے حضرت مریم کے ہاں جنت کے پھل پائے اور موسم گرما کے پھل موسم سرما میں اور موسم سرما کے پھل موسم گرما میں پائے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کسی کے پاس کوئی پھل نہ ہوتا تو حضرت مریم کے پاس تازہ پھل ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک سے انّی کا معنی این کیا ہے کہ کہاں سے پھل آتے ہیں۔

امام ضحاک سے نقل کیا ہے کہ اَنّٰى لَكِ هٰذَا کا معنی یہ ہے کہ کون تیرے پاس یہ پھل لاتا ہے۔

امام ابو یعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند روز کھانا تناول نہ فرمایا، آپ اپنی ازواج مطہرات کے پاس تشریف لائے مگر ان کے پاس کوئی چیز نہ پائی۔ پھر آپ فاطمہ کے پاس تشریف لائے، پوچھا اے بیٹی کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے جس کو میں کھالوں کیونکہ میں تو بھوکا ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر تشریف لے آئے تو آپ کی ایک پڑوسن نے دو روٹیاں اور گوشت کا ایک ٹکڑا بھیجا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے یہ کھانا لے لیا اور اسے برتن میں رکھ لیا، کہا میں اس کھانے کے بارے میں اپنے آپ اور گھر والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ترجیح دوں گی جب کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سب گھر والے سخت بھوکے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھیجا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ نے ایک چیز عطا فرمائی ہے جسے میں نے آپ کے لئے چھپا کر رکھا ہوا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بیٹی وہ پیالہ لے آؤ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 285　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 287　3۔ ایضاً

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے پیالہ سے پردہ ہٹایا تو وہ روٹیوں اور گوشت سے بھرا ہوا تھا۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ دیکھا تو حیران ہو گئیں اور جان گئیں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی برکت ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور کھانا حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا۔ جب حضور ﷺ نے اسے دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی۔ پوچھا اے بیٹی یہ تیرے پاس کہاں سے آیا ہے؟ عرض کی اے ابا جان یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی پھر کہا تمام تر تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے تجھے بنی اسرائیل کی عورتوں کی سیدہ کی طرح بنایا کیونکہ جب اللہ تعالیٰ انہیں رزق حسن عطا فرماتا اور اس سے پوچھا جاتا کہ یہ رزق کہاں سے آتا ہے؟ تو وہ کہتی یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِيَّا رَبَّهٗ ۚ قَالَ رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً ۚ اِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ ﴿۳۸﴾

”وہیں دعا مانگی زکریا نے اپنے رب سے، عرض کی اے میرے رب عطا فرما مجھ کو اپنے پاس سے پاکیزہ اولاد، بے شک تو ہی سننے والا ہے دعا کا“۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس موسم گرما کے پھل موسم سرما میں اور موسم سرما کے پھل موسم گرما میں دیکھے تو کہا وہ ذات پاک جو مریم کے پاس بے موسم پھل لا سکتی ہے وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ مجھے اولاد عطا کرے، اسی وجہ سے انہوں نے وہاں یہ دعا کی (1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم کے پاس موسم سرما کے پھل موسم گرما میں اور موسم گرما کے پھل موسم سرما میں دیکھے جو جبریل امین لاتے تو حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت مریم سے پوچھا یہ بے موسم پھل تیرے پاس کہاں سے آتے ہیں؟ تو حضرت مریم نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے رزق ہے، اللہ تعالیٰ ہی اسے لاتا ہے، بے شک اللہ تعالیٰ بغیر حساب کے رزق عطا فرماتا ہے تو حضرت زکریا علیہ السلام نے اولاد کی خواہش کی اور کہا وہ ذات پاک جو حضرت مریم کے پاس بغیر موسم کے پھل لا سکتی ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ میری بیوی کو تندرست کر دے اور اس سے مجھے اولاد عطا کر دے، اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ یہ واقعہ اس وقت ہوا جب محرم کے تین دن باقی تھے۔ حضرت زکریا اٹھے غسل کیا پھر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آہ و زاری سے التجاء کی۔ عرض کی اے مریم کو موسم سرما میں موسم گرما کے اور موسم گرما میں موسم سرما کے پھل عطا کرنے والے مجھے اپنی بارگاہ سے متقی اولاد عطا کر۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً کا معنی مبارک نقل کیا ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ ۙ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 290

بِيَحْيٰى مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّ حَصُوْرًا وَّ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۳۹﴾

"پھر آواز دی ان کو فرشتوں نے جب کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے (اپنی) عبادت گاہ میں کہ بے شک اللہ تعالیٰ خوشخبری دیتا ہے آپ کو یحییٰ کی جو تصدیق کرنے والا ہوگا اللہ کی طرف سے ایک فرمان کی اور سردار ہوگا اور ہمیشہ عورتوں سے بچنے والا ہوگا اور نبی ہوگا صالحین سے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہاں ملائکہ سے مراد حضرت جبرئیل امین ہیں (1) ابن جریر نے عبدالرحمٰن بن حماد سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں ہے جب جبرئیل امین نے حضرت زکریا کو آواز دی جب کہ وہ اپنے حجرے میں عبادت کر رہے تھے (2)۔

امام ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا ملائکہ کو مذکر ذکر کرو پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ لَيُسَمُّوْنَ الْمَلٰٓئِكَةَ تَسْمِيَةَ الْاُنْثٰى (النجم: 27) وہ اس آیت میں فَنَادَاهُ الْمَلَائِكَةُ پڑھتے۔

امام خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (فَنَادَاهُ الْمَلَائِكَةُ) کو تاء کے ساتھ پڑھا۔ ابن منذر نے ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود قرآن حکیم میں ملائکہ کو مذکر ذکر کرتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم بن ابی نجود سے نقل کیا ہے کہ وہ فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ تاء کے ساتھ پڑھتے ان اللہ کو الف کے نصب کے ساتھ اور يُبَشِّرُكَ کے شین کو مشدد پڑھتے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ نماز زمین میں اللہ تعالیٰ کی خدمت ہے، اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں نماز سے بڑھ کر کوئی فضیلت والی چیز ہوتی تو یہ نہ فرماتا: فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ محراب کا معنی نماز پڑھنے کی جگہ ہے۔

امام طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان قربان گاہوں سے بچو یعنی مجالس میں بلند جگہ بیٹھنے سے بچو۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت موسیٰ جہنی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت اس وقت تک بہتر حالت میں رہے گی جب تک وہ اپنی مساجد میں اسی طرح قربان گاہیں نہ بنائے گی جس طرح نصاریٰ نے قربان گاہیں بنائی تھیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا ان محاریب (قربان گاہوں) سے بچو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 292 2۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبید بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ کہا کرتے تھے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے یہ بھی نشانی ہے کہ مساجد میں عبادت کے لئے حجرے بنالیے جائیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ مساجد میں قربان گاہیں بنالی جائیں گی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ طاق میں نماز کو ناپسند کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ وہ طاق میں نماز کو مکروہ جانتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مساجد میں قربان گاہوں کو ناپسند کرتے تھے۔ ابن ابی شیبہ نے کعب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مسجد میں قربان گاہوں کو ناپسند کرتے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت معاذ کوفی سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے یُبَشِّرُ کی شین کو شدد پڑھا ہے۔ اس وقت یہ بشارت سے مشتق ہوگا۔ اس کا معنی بشارت ہوگا جس نے اسے مخفف پڑھا ہے اور باء پر زبر پڑھی اس وقت اس کا معنی سرور ہوگا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ فرشتوں نے آپ سے بالمشافہ گفتگو کی اور براہ راست حضرت یحییٰ کی بشارت دی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے راویت نقل کی ہے کہ حضرت یحییٰ کا نام یحییٰ اس لئے رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ایمان کے ساتھ زندگی عطا کی (3)۔

امام ابن عدی، دارقطنی نے افراد میں، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرعون کو اس کی ماں کے پیٹ میں کافر بنایا اور حضرت یحییٰ کو آپ کی ماں کے پیٹ میں مومن بنایا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں کلمہ اس لئے نام دیا کیونکہ وہ اللہ کے کلمہ سے پیدا ہوئے (4)۔

امام احمد نے زہد میں اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی نے حضرت مریم علیہا السلام سے کہا میں اپنے پیٹ میں وہ پاتی ہوں جو اس کے لئے حرکت کرتا ہے جو تیرے پیٹ میں ہے۔ حضرت زکریا کی بیوی نے حضرت یحییٰ کو اور حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو جنم دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان مُصَدِّقًۢا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ علیہما السلام کی تصدیق کرنے والے ہیں (5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک سے انہیں الفاظ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ کی تصدیق کرنے والوں میں سب سے پہلے حضرت یحییٰ ہیں۔ انہوں نے اس بات کی گواہی دی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 294　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 295　3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 296　5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 295

حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خالہ کے بیٹے تھے اور وہ حضرت عیسیٰ سے بڑے تھے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کرنے والے ہیں اور ان کی سنت اور راستہ پر چلنے والے ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام خالہ زاد بھائی تھے۔ حضرت یحییٰ کی والدہ حضرت مریم سے کہتی میں یہ محسوس کرتی ہوں کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ تیرے پیٹ میں بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ یہی ماں کے پیٹ میں حضرت عیسیٰ کی تصدیق ہے۔ انہوں نے ہی سب سے پہلے حضرت عیسیٰ کی تصدیق کی کلمہ سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں اور حضرت یحییٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بڑے ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت یحییٰ کی والدہ حضرت عیسیٰ کی والدہ سے ملیں جب کہ ان کے پیٹ میں حضرت یحییٰ تھے جب کہ حضرت عیسیٰ کی والدہ حضرت عیسیٰ کو اپنے پیٹ میں اٹھائے ہوئے تھیں۔ حضرت زکریا کی زوجہ نے کہا میں دیکھتی ہوں کہ میرے پیٹ میں جو بچہ ہے وہ تیرے پیٹ میں بچے کو سجدہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے (4)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے سیدا کی وضاحت میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حلیم اور متقی ہے (5)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ہے (6)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الغضب میں اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ سیدا سے کہتے ہیں جس پر غصہ غالب نہ آسکے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سید سے مرد فقیہ اور عالم ہے (8)۔

امام احمد نے زہد میں اور خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ضحاک سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد اچھے اخلاق والا اور حصور سے مراد جو عورتوں سے دور رہتا ہو۔

امام احمد اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد سے نقل کیا ہے کہ حَصُوْرًا سے مراد وہ مرد ہے جو عورتوں کے پاس نہ آتا ہو۔

امام احمد نے زہد میں وہب بن منبہ سے نقل کیا ہے کہ آسمان سے ندا کرنے والے نے ندا کی کہ یحییٰ بن زکریا ان کا سردار ہے جنہیں عورتوں نے جنم دیا ہے اور جورجیس شہداء کا سردار ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے زہد میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد حلیم اور حصور سے مراد وہ مرد ہے جو عورتوں کے پاس نہیں آتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 296 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 297 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 298 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

امام عبدالرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ سید سے مراد حلیم اور حصور سے مراد جو عورتوں کے پاس نہ آئے (1)۔

امام احمد نے زہد میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حصور سے مراد وہ مرد ہے جسے انزال نہ ہوتا ہو (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حصور سے مراد وہ مرد ہے جو عورتوں کے قریب نہیں جاتا۔ ابن منذر کے الفاظ ہیں جو عنین ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے جو بندہ بھی اللہ سے ملاقات کرے گا اس کا کوئی نہ کوئی قصور ہوگا مگر حضرت یحییٰ بن زکریا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا ان کی شرم گاہ کپڑے کے پلو کی طرح تھی وہ انگلیوں سے اشارہ کرتے (3)۔

اسے امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور سند سے حضرت ابن عمرو سے موقوف روایت نقل کی ہے جب کہ یہ روایت مرفوع سے بھی زیادہ قوی ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہر انسان اللہ تعالیٰ سے گناہ کی حالت میں ملے گا اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اسے سزا دے گا چاہے گا تو اس پر رحم فرمائے گا مگر یحییٰ بن زکریا کیونکہ وہ سید، حصور اور صالح نبی تھے پھر حضور ﷺ زمین پر پڑے ایک تنکے کی طرف متوجہ ہوئے اسے اٹھایا فرمایا ان کی شرم گاہ اس تنکے جیسی تھی۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار آدمیوں پر دنیا اور آخرت میں بددعا کی گئی اور فرشتوں نے اس پر آمین کہی (1) وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مذکر پیدا کیا تو اس نے اپنے آپ کو مونث بنایا اور عورتوں کی مشابہت اختیار کی (2) وہ عورت جسے اللہ تعالیٰ نے مؤنث بنایا تو اس نے اپنے آپ کو مذکر پیش کیا اور مردوں کی مشابہت اختیار کی (3) وہ آدمی جو نابینا کو غلط راستے پر لگائے (4) جو مرد حصور بنے اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت یحییٰ کو حصور بنایا ہے (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت معاویہ بن صالح سے انہوں نے ایسے راوی سے حدیث نقل کی ہے جس نے حدیث کو مرفوعا ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور فرشتوں نے ایسے آدمی پر لعنت کی ہے جو حضرت یحییٰ بن زکریا کے بعد خود کوشش سے حصور بنا۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن میسب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حصور سے مراد ایسا مرد ہے جو عورتوں کی

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 393، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 301

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 299

4۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 204 (7827) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

خواہش نہ رکھتا ہو پھر اپنا ہاتھ زمین پر مارا، ایک گٹھلی اٹھائی اور کہا ان کے پاس ایسی ہی شرمگاہ تھی (1)۔

امام طستی نے اپنی تصنیف ''مسائل'' میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان حصور کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن عباس نے فرمایا جو عورتوں کے پاس نہ جاتا ہو۔ ابن ازرق نے پوچھا کیا عرب بھی اس چیز کو جانتے ہیں تو حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا تم نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَحَصُوْرٌ عَنِ الْخَنَا يَامُرُ النَّاسَ بِفِعْلِ الْحِرَابِ وَالتَّشْمِيْرِ

وہ فحش گوئی سے بچنے والا ہے وہ لوگوں کو جنگ کرنے اور اس کی تیاری کا حکم دیتا ہے۔

قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّقَدْ بَلَغَنِيَ الْكِبَرُ وَامْرَاَتِيْ عَاقِرٌ ۭ قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ﴿۴۰﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً ۭ قَالَ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ اِلَّا رَمْزًا ۭ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّسَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۴۱﴾

''زکریا کہنے لگے اے رب! کیونکر ہوگا میرے ہاں لڑکا حالانکہ آلیا ہے مجھے بڑھاپے نے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ فرمایا بات اسی طرح ہے (جیسی تم نے کہی) لیکن اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ عرض کی اے میرے رب! مقرر فرما دے میرے لئے کوئی نشانی۔ فرمایا تیری نشانی یہ ہے کہ نہ بات کر سکو گے لوگوں سے تین دن مگر اشارہ سے اور یاد کرو اپنے پروردگار کو بہت اور پاکی بیان کرو (اس کی) شام اور صبح''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت زکریا نے ندا کو سنا تو آپ کے پاس شیطان آیا پوچھا اے زکریا جو آواز تم نے سنی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے نہیں تھی یہ تو شیطان کی جانب سے تھی جو تم سے مذاق کرنا چاہتا تھا مگر یہ آواز اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی تو آپ پر اسی طرح وحی کی جاتی جس طرح دوسرے معاملات میں تیری طرف وحی کی جاتی ہے تو اس موقع پر انہیں شک گزرا تو کہا میرے ہاں بیٹا کیسے ہو سکتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے پاس شیطان آیا، اس نے ارادہ کیا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کو مکدر کر دے۔ اس نے پوچھا کیا تو جانتا ہے کہ کس نے تجھے ندا کی تھی؟ تو آپ نے فرمایا ہاں میں جانتا ہوں، میرے رب کے فرشتوں نے نداء کی ہے۔ تو شیطان نے کہا یہ تو شیطان کی جانب سے تھی، اگر یہ ندا تیرے رب کی جانب سے ہوتی تو وہ اپنی ندا کو مخفی رکھتا جس طرح تو نے اپنی ندا کو مخفی رکھا۔ تو اس وجہ سے حضرت زکریا نے عرض کی اے میرے اللہ میرے لئے کوئی نشانی بنا دے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعیب جبائی سے روایت نقل کی ہے کہ یحییٰ کی ماں کا نام اشیع تھا (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 300 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 302 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان كَذٰلِكَ کا معنی ھکذا نقل کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان رَبِّ اجْعَلْ لِّيْٓ اٰيَةً کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب اگر یہ آواز تیری جانب سے ہے تو میرے لئے کوئی نشانی بنادے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ میرے لئے ایک ایسی نشانی بنادے کہ میں یہ محمول کرسکوں کہ یہ آواز تیری جانب سے ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اٰيَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس صورتحال سے بطور سزا گزارا گیا تھا کیونکہ فرشتوں نے براہ راستہ آپ سے گفتگو کی تھی اور حضرت یحییٰ کی بشارت دی تھی۔ حضرت زکریا نے فرشتوں کی گفتگو کے بعد یہ التجاء کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو بولنے سے روک دیا(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے عبدالرحمٰن سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی زبان کسی مرض کے بغیر بولنے سے رک گئی تھی۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی زبان تین دن اور تین رات بولنے سے رک گئی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت جبیر بن نفیر سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کی زبان پھول گئی تھی یہاں تک کہ آپ کے منہ کو بھر دیا تھا اور کلام سے روک دیا تھا، تین دنوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان کو بولنے کے قابل بنادیا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اِلَّا رَمْزًا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ ہونٹوں سے اشارہ کرتے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِلَّا رَمْزًا کی وضاحت میں یہی نقل کیا ہے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس لفظ کی وضاحت میں نقل کیا ہے کہ اشارہ کرنا۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے نقل کیا ہے کہ رمز کا معنی یہ ہے کہ وہ ہاتھ یا سر سے اشارہ کرے اور گفتگو نہ کرے(4)۔

امام ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ رمز کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی زبان کو پکڑ لے اور اپنے ہاتھ سے لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے لگے(5)۔

امام طستی نے اپنی تصنیف مسائل اور ابن الانباری نے الوقف والا بتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اِلَّا رَمْزًا کے بارے میں سوال کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کا معنی ہاتھ اور سر سے اشارہ کرنا ہے نافع نے سوال کیا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں تو حضرت ابن عباس نے فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

مَا فِي السَّمَاءِ مِنَ الرَّحْمٰنِ مُرْتَمَزٌ   اِلَّا اِلَيْهِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ وِزْرٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 304 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 305

4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 306 5۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ تو جنتی عورتوں کی سردار ہے مگر حضرت مریم بتول کے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمار بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہ میری امت کی کئی عورتوں پر یوں فضیلت رکھتی ہیں جس طرح حضرت مریم جہاں بھر کی عورتوں پر فضیلت رکھتی ہیں (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنتی عورتوں کی سردار حضرت مریم بنت عمران پھر حضرت فاطمہ پھر حضرت خدیجہ پھر حضرت آسیہ زوجہ فرعون ہیں (3)۔

امام ابن عساکر نے مقاتل کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی کہ چار عورتیں اپنے اپنے زمانے کی عورتوں کی سردار ہیں حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ بنت مزاحم، حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد ﷺ ان میں سے علم کے اعتبار سے سب سے افضل حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں (4)۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت فاطمہ، حضرت مریم بنت عمران، حضرت آسیہ زوجہ فرعون اور حضرت خدیجہ بنت خویلد کے بعد جہان بھر کی عورتوں کی سردار ہیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مکحول سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورتیں اونٹ کے ہودجوں میں سوار ہوئیں ان میں سے بہترین قریش کی عورتیں ہیں، وہ اپنے چھوٹے بچوں پر حد درجہ شفیق ہوتی ہیں اور خاوند کے مال کی حد درجہ نگہبانی کرتی ہیں، اگر میں جانتا ہوتا کہ حضرت مریم بنت عمران بھی اونٹ پر سوار ہوئی تھیں تو میں ان پر کسی کو فضیلت نہ دیتا (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِصۡطَفٰكِ وَطَهَّرَكِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے اعتبار سے تجھے پاکیزہ بنایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ تجھے حیض سے پاک کیا اور تجھے اس زمانے کی عورتوں پر فضیلت دی جس میں وہ رہ رہے تھے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم کنیسہ میں ہی عبادت کرتی رہتی تھیں ان کے ساتھ کنیسہ میں ایک نوجوان تھا جس کا نام یوسف تھا، اس کے والدین نے بھی اس کے بارے میں نذر مانی تھی اور وہ کنیسہ میں عبادت میں مصروف رہتا تھا۔ یہ دونوں کنیسہ میں ہی رہتے۔ جب حضرت مریم اور یوسف کا پانی ختم ہو جاتا تو دونوں اپنے گھڑے اٹھاتے اور اس جگہ چلے جاتے جہاں سے پانی ملتا وہ گھڑے بھرتے پھر واپس لوٹتے۔ اسی دوران فرشتے حضرت مریم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 309 — 2۔ ایضاً

3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 70، صفحہ 107، مطبوعہ دار الفکر بیروت — 4۔ ایضاً

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 388 (32272) مطبوعہ مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ — 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 403 (32402)

کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَ اصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِیْنَ جب حضرت زکریا نے یہ بات سنی تو کہا عمران کی بیٹی کی تو بڑی شان ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یٰمَرْیَمُ اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ سے مراد یہ ہے کہ لمبا قیام کرو (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت مریم کو لمبا قیام کرنے کا حکم ہوا تو آپ نے قیام کیا یہاں تک ان کے قدموں میں سوجن آ گئی۔

ابن جریر نے اوزاعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم اتنا قیام کرتی تھیں کہ ان کے قدموں سے پیپ بہہ نکلتی (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مریم اتنی دیر نماز پڑھتی رہتیں کہ ان کے قدموں میں سوجن آ جاتی۔

امام ابن جریر نے سعید بن جبیر سے اقْنُتِیْ لِرَبِّكِ کی تفسیر یہ نقل کی ہے کہ اپنے رب کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کرو (4)۔

حضرت قتادہ سے تفسیر نقل کی گئی ہے کہ اپنے رب کی اطاعت کرو ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے وَارْكَعِیْ وَاسْجُدِیْ فِی السّٰجِدِیْنَ۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ میں تاء سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات لی ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَ مَا كُنْتَ لَدَیْهِمْ اِذْ یُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَیُّهُمْ یَكْفُلُ مَرْیَمَ سے مراد یہ ہے کہ حضرت مریم کو جب مسجد میں رکھا گیا تو علماء نے ان کے بارے میں قرعہ اندازی کی جب کہ یہ علماء وحی کی کتابت کیا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے قلموں کے ساتھ قرعہ اندازی کی کہ کون اس کی کفالت کرے گا تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت آپ وہاں نہ تھے (6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی قلمیں پانی میں پھینکیں، وہ پانی کے بہاؤ کے ساتھ بہہ گئیں جب کہ حضرت زکریا کی قلم اوپر اٹھ آئی پھر حضرت زکریا نے آپ کی کفالت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی قلمیں پھینکیں، یہ بھی کہا جاتا ہے کہ انہوں نے پانی میں اپنے عصا پھینکے جو پانی کے بہاؤ میں بہہ گئے جب کہ حضرت زکریا کا عصا پانی کے بہاؤ کے سامنے ٹھہر گیا تو اس طرح قرعہ اندازی میں آپ غالب رہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے انہوں نے وہ قلم پھینکے جن کے ساتھ وہ تورات لکھا کرتے تھے۔ عبد بن حمید نے مجاہد سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَقْلَامَهُمْ سے مراد پیالے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 310 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 311 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 313 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 314

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا کو حضرت یحییٰ عطا فرمایا اور اس کی عمر تین سال ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت عطا فرمائی۔ ایک روز وہ اپنے حجرے میں تھیں کہ فرشتوں نے یعنی جبرئیل امین نے ان سے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ نے تمہیں منتخب کر لیا ہے اور فحش باتوں سے آپ کو پاک کر دیا ہے اور آپ کی امت کی عورتوں پر تمہیں فضیلت دی ہے، اے مریم اپنے رب کے لئے نماز پڑھ۔ یہ بھی معنی کیا جاتا ہے کہ اپنے رب کے لئے نماز میں طویل قیام کر آپ نماز میں کھڑی رہتیں یہاں تک کہ ان کے قدم سوج جاتے اور بیت المقدس میں جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرو۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے فرماتا ہے جب وہ علماء حضرت مریم کی کفالت کے لئے اپنی قلمیں پھینک رہے تھے اس وقت آپ ان کے پاس نہ تھے۔ پھر فرمایا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کی خبر دیتا ہے۔ جب فرشتوں نے کہا اے مریم اللہ تعالیٰ تمہیں کلمہ خاص کی بشارت دیتا ہے جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا جو دنیا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں معزز اور آخرت میں مقربین میں شامل ہوگا۔ وہ پنگھوڑے میں خلاف عادت لوگوں سے گفتگو کرے گا اور پختہ عمر میں بھی لوگوں سے کلام کرے گا اور جب آپ کو آسمان پر اٹھائے جانے سے قبل آپ کے پاس جمع ہوں گے۔ یہاں صالحین سے مراد مرسلین ہے یعنی آپ رسولوں میں سے ہیں (1)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے جب حضرت مریم کو حمل ہو گیا اور جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو بشارت دی تو انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے معزز کئے جانے کا یقین ہو گیا، آپ مطمئن ہو گئیں، آپ خوش ہو گئیں، آپ نے کمر کس لی بیت المقدس کی خدمت کے لئے وقف لوگوں میں آپ کے آپ کا ساتھ خالہ زاد بھائی بھی وہاں رہتا تھا جس کا نام یوسف تھا وہ پردہ کے پیچھے سے آپ کی خدمت کرتا تھا آپ سے گفتگو کرتا اور کوئی چیز لینی ہوتی تو پردہ کے پیچھے سے ہی چیز لیتا یہی سب سے پہلے آپ کے حاملہ ہونے پر مطلع ہوا، اس معاملہ کی وجہ سے وہ دل گرفتہ ہوا اور اس نے اسے کو غمگین کر دیا اور وہ اس حمل کی وجہ سے اس الزام سے ڈرنے لگا جس کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا، اسے یہ محسوس نہ ہو سکا کہ یہ حمل حضرت مریم کو کیسے ہوا، اس حمل نے یوسف کو اپنی ذات اور اپنے عمل کے بارے میں نظر و فکر کرنے سے غافل کر دیا کیونکہ وہ ایک عبادت گزار اور حکیم آدمی تھا جب تک حضرت مریم نے پردے کا اہتمام نہ کیا تھا تو حضرت مریم اس کے ساتھ ہوتی تھیں اور یوسف انہیں کے ساتھ پروان چڑھا تھا۔

حضرت مریم کا معمول تھا جب ان کا اپنا اور یوسف کا پانی ختم ہو جاتا تھا تو یہ دونوں اپنے گھڑے لیتے اور جنگل میں جہاں پانی ہوتا، وہاں جاتے اپنے گھڑے بھرتے۔ پھر گرجا میں واپس آجاتے، فرشتے حضرت مریم کو یہ بشارت دیتے اے مریم اللہ تعالیٰ نے تجھے منتخب کر لیا ہے اور تجھے ہر آلائش سے پاکیزہ کیا ہے۔ یوسف یہ سنتا تو خوش ہوتا۔ جب یوسف پر حضرت مریم کا حمل ظاہر ہوا تو آپ کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے۔ قریب تھا کہ وہ حضرت مریم پر تہمت لگا دیتا۔ جب

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 348، مطبوعہ دار الفکر بیروت

حضرت مریم پر تہمت لگانے کا ارادہ کیا تو وہ بات یاد آئی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر عیب سے پاک بنایا ہے اور آپ کو منتخب کیا ہے اور یہ یاد آیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی والدہ سے وعدہ کیا تھا کہ اسے بھی اور اس کی اولاد کو مردود شیطان سے محفوظ رکھے گا۔ ساتھ ہی وہ فضائل یاد آئے جن سے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو نوازا تھا۔ کہا حضرت زکریا نے تو اسے عبادت گاہ میں محفوظ کر دیا تھا نہ مرد اس کے پاس جا سکتا ہے نہ ہی شیطان کو اس پر اختیار ہے تو پھر یہ حمل کہاں سے آگیا۔

جب یوسف نے حضرت مریم کا رنگ بدلتے ہوئے اور حمل ظاہر ہوتے ہوئے دیکھا تو اسے سخت صدمہ ہوا تو آپ سے یوں گفتگو کی اے مریم کیا بیج کے بغیر بھی کھیتی ہو سکتی ہے؟ حضرت مریم نے جواب دیا ہو سکتی ہے، یوسف نے پوچھا وہ کیسے تو حضرت مریم نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے پہلا بیج بغیر کسی پودے کے پیدا کیا، تم شاید یہ کہنا چاہتے ہو کہ کسی نے بیج کے ذریعے کیوں غلبہ نہ چاہا کہ وہ غلبہ پالیتا تا کہ اللہ تعالیٰ تخلیق کرنے اور فصل اگانے پر قادر نہ ہوتا۔ یوسف نے کہا میں ایسی بات کہنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں تو نے سچی بات کہی ہے اور نور و حکمت کے ساتھ گفتگو کی ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ وہ پہلی فصل کو بغیر بیج کے پیدا کرے اور اگائے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ وہ بیج کے بغیر فصل اگائے، مجھے یہ بتاؤ کیا درخت پانی اور بارش کے بغیر اگ سکتا ہے تو حضرت مریم نے کہا کیا تمہیں یہ معلوم نہیں کہ بیج، فصل، پانی، بارش اور درخت کا خالق ایک ہی ہے، شاید تم یہ کہنا چاہتے ہو اگر پانی اور بارش نہ ہوتی تو وہ درخت اگانے پر قادر نہ ہوتا۔ یوسف نے کہا میں ایسی بات کرنے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں تو نے بالکل صحیح بات کی ہے، اب مجھے بتاؤ کیا مذکر کے بغیر کوئی بچہ ہو سکتا ہے؟ حضرت مریم نے کہا ہاں پوچھا کیسے حضرت مریم نے کہا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت حوا کو حمل، عورت اور مذکر کے بغیر پیدا کیا ہے۔ تو یوسف نے کہا بات اسی طرح ہے، اب مجھے اپنے بارے میں بتاؤ تو حضرت مریم نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے ایک کلمہ کی جس کا نام مسیح عیسیٰ بن مریم ہوگا تو یوسف کو معلوم ہو گیا کہ یہ بھی ایک اللہ کا امر ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے بارے میں ارادہ کیا ہے، جس کے باعث یوسف خاموش ہو گیا۔

حضرت مریم اسی طرح رہیں یہاں تک کہ حضرت مریم علیہا السلام کو دردِ زہ ہوا، آپ کو ندا کی گئی اپنی عبادت کی جگہ سے نکلو تو حضرت مریم اپنے حجرہ سے باہر نکل گئی۔

ابن ابی حاتم نے قتادہ سے اِذۡ قَالَتِ الۡمَلٰٓئِكَةُ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ فرشتوں نے حضرت مریم کو براہ راست خبر دی تھی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (كَلِمَةٍ مِّنۡهُ) کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی اللہ کا کلمہ ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی کے بھی دو نام نہ تھے، صرف حضرت عیسیٰ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسیح سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 316

صدیق ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام مسیح اس لئے رکھا گیا کیونکہ آپ کو برکت کے ساتھ چھوا گیا تھا(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے یحیٰ بن عبدالرحمٰن ثقفی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاحت کرتے رہتے تھے، اسی وجہ سے آپ کا نام مسیح ہے، آپ ایک جگہ شام گزارتے اور دوسری صبح آپ نے آسمانوں پر اٹھائے جانے تک شادی نہ کی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مقربین کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں مقربین میں ہوں گے(3)۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ وَّلَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ؕ قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۴۷﴾

''اور گفتگو کرے گا لوگوں کے ساتھ گہوارے میں بھی اور پکی عمر میں بھی اور نیکو کاروں میں سے ہوگا۔ مریم بولیں اے میرے پروردگار! کیونکر ہوسکتا ہے میرے ہاں بچہ؟ حالانکہ ہاتھ تک نہیں لگایا مجھے کسی انسان نے۔ فرمایا بات یونہی ہے (جیسے تم کہتی ہو لیکن) اللہ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے۔ جب فیصلہ فرماتا ہے کسی کام (کے کرنے) کا تو بس اتنا ہی کہتا ہے اسے کہ ہوجا تو وہ فوراً ہوجاتا ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت پہنچی کہ مہد سے مراد دودھ پینے کے عرصہ میں بچے کا بستر ہے(4)۔

امام بخاری اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کی ہے کہ پنگھوڑے میں صرف تین بچوں نے گفتگو کی ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، بنی اسرائیل میں سے ایک آدمی تھا جسے جریج کہتے، وہ نماز پڑھ رہا تھا تو اس کی ماں آگئی۔ ماں نے اسے بلایا۔ جریج نے خیال کیا کہ میں ماں کو جواب دوں یا نماز پڑھتا رہوں۔ اس کی ماں نے بددعا دی اے اللہ اسے موت نہ دینا یہاں تک تو اسے موسات (بدکار عورتیں) کے چہرے دکھائے۔ جریج اپنے گرجے میں تھا۔ ایک عورت اس کے سامنے آگئی اور جریج سے خواہش پوری کرنے کو کہا۔ جریج نے اس سے انکار کردیا۔ وہ ایک چرواہے کے پاس آئی۔ اس سے اپنی خواہش پوری کی۔ اس نے ایک بچہ جنا اور کہا یہ جریج کا بیٹا ہے۔ لوگ جریج کے پاس آئے اور اس کی عبادت گاہ کو توڑ دیا، اسے نیچے اتارا اور اسے گالیاں دیں۔ جریج نے وضو کیا، نماز پڑھی پھر اس بچے کے پاس آیا۔ اس سے پوچھا تیرا باپ کون ہے؟ بچے نے جواب دیا چرواہا۔ لوگوں نے کہا ہم تیری عبادت گاہ سونے سے بنائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 317　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 318

دیتے ہیں۔ جریج نے کہا نہیں مٹی سے بنادو۔

بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی۔ ایک خوبصورت سوار اس کے پاس سے گزرا۔ عورت نے دعا کی اے اللہ میرے بیٹے کو اس کی طرح بنادے۔ بچے نے پستان چھوڑ دیا اور سوار کی طرف متوجہ ہوا۔ دعا کی اے اللہ مجھے اس کی مثل نہ بنانا پھر دوبارہ ماں کے پستان کی طرف متوجہ ہوا اور اسے چوسنے لگا۔ پھر دونوں ماں بیٹا ایک لونڈی کے پاس سے گزرے جو گوشت کاٹ رہی تھی اور اس کے ساتھ تمسخر کیا جارہا تھا۔ اس کی ماں نے کہا اے اللہ میرے بیٹے کو اس کی مثل نہ بنانا۔ بچے نے پستان کو چھوڑ دیا اور کہا اے اللہ مجھے اس کی مثل بنانا۔ ماں نے کہا ایسا کیوں تو بچے نے کہا سوار ایک جابر شخص ہے، یہ لونڈی جس کے بارے میں لوگ یہ کہتے ہیں کہ تو نے زنا کیا ہے۔ یہ عورت کہتی ہے میرے لئے میرا اللہ کافی ہے۔ لوگ اسے کہتے ہیں تو نے چوری کی ہے۔ یہ کہتی ہے مجھے اللہ کافی ہے (1)۔

امام ابوشیخ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پنگھوڑے میں صرف حضرت عیسیٰ، یوسف کے گواہ، جریج کے گواہ اور فرعون کے ہاں کنگھی کرنے والے کے بیٹے نے گفتگو کی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھوٹی عمر اور پکی عمر میں گفتگو فرماتے تھے (3)۔

امام ابن ابی حاتم، ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وَ كَهْلًا کا مطلب یہ ہے کہ وہ کہولت کی عمر میں گفتگو کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الكهل کا معنی الحلیم ہے (4) ابن ابی حاتم نے یذیر بن حبیب سے نقل کیا ہے کہ الکھل سے مراد حد درجہ کی بردباری ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پنگھوڑے میں گفتگو کی، جب دجال ظاہر ہوگا اس وقت بھی آپ گفتگو کریں گے۔ اس وقت آپ پکی عمر کے ہوں گے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ جو ارادہ فرماتا ہے اسے کرتا ہے اور بشر میں سے جسے چاہتا ہے اسے تخلیق فرماتا ہے، جب وہ کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے تو فرماتا ہے کن تو وہ چیز ہو جاتی ہے یعنی جو چیز جیسے چاہتا ہے اس کے ارادہ کے مطابق ہو جاتی ہے (6)۔

وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ ﴿۴۸﴾

"اور اللہ تعالیٰ سکھائے گا اسے کتاب و حکمت اور تورات و انجیل"۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 489، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 650 (4161) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 319 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6، ایضاً، جلد 3، صفحہ 320

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ کی تفسیر میں نقل کرتا ہے کہ وہ قلم کے ساتھ لکھنا سکھائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے اس کی تفسیر میں نقل کیا کہ وہ ہاتھ سے لکھنا سکھائے گا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر سے صحیح سند کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام بڑے ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو کاتب کے پاس لے آئیں اور حضرت عیسیٰ کو اس کے سپرد کیا۔ کاتب (مدرس) نے کہا کہو "بسم" تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اللہ۔ معلم نے کہا کہو الرحمٰن تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا الرحیم۔ معلم نے کہا کہو ابو جاد۔ حضرت نے کہا وہ کتاب میں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ الف کیا ہے؟ معلم نے کہا نہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نعمتیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ باء کیا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا بہاء اللہ (اللہ تعالیٰ کا جمال) پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ جیم کیا ہے؟ عرض کی نہیں فرمایا اللہ تعالیٰ کا جلال۔ پوچھا کیا تم جانتے ہو کہ لام کیا ہے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی عنایات (آلاء اللہ) آپ اس طریقہ پر اس کی تفسیر کرنے لگے۔

معلم نے کہا میں اسے کس طرح تعلیم دوں جو مجھ سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے۔ حضرت مریم نے کہا اسے بچوں کے پاس بیٹھنے کی اجازت دے دو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بچوں کو اس کھانے کے بارے میں بتا دیتے تھے جو وہ گھر سے کھا کر آتے تھے اور اس کے بارے میں بھی باخبر کرتے جو ان کی مائیں ان کے لئے گھروں میں ذخیرہ کرتی تھیں۔

امام ابن عدی اور ابن عساکر نے حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ عالم کے پاس لے گئیں تا کہ وہ اسے تعلیم دے۔ معلم نے آپ سے کہا بسم اللہ لکھو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال (بہاء اللہ) سین سے مراد اس کی چمک (سناءہ) میم سے مراد اس کی مملکت، اللہ سے مراد معبودوں کا معبود، الرحمٰن سے مراد دنیا اور آخرت پر رحم کرنے والا، رحیم سے مراد آخرت میں رحم فرمانے والا، ابو جاد میں الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں (آلاء اللہ) باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال (بہاء اللہ) جیم سے مراد اللہ تعالیٰ کا جلال، دال سے مراد دائم، ھوز میں ھاء سے مراد ہاویہ، واؤ سے مراد جہنمیوں کے لئے جہنم میں ایک وادی، زاء سے مراد اہل دنیا کی زینت، حطی میں حاء اللہ سے مراد حکیم ہے، طاء یعنی ہو حق کا طالب یہاں تک کہ اس پر وارد ہو، کلمن کاف سے مراد اللہ کافی ہے، لام سے مراد اللہ قائم ہے، میم سے مراد اللہ مالک ہے، نون سے مراد اللہ سمندر ہے، سعفص یہاں سین سے مراد سلام، صاد سے مراد اللہ صادق ہے، عین سے مراد اللہ تعالیٰ عالم ہے، فاء سے مراد اللہ ذکر ہے، صاد سے مراد اللہ بے نیاز ہے، قرشت قاف سے مراد وہ پہاڑ ہے، جس نے دنیا کو احاطہ میں لے رکھا ہے جس پہاڑ کی وجہ سے آسمان سرسبز ہے، راء سے مراد لوگوں کا اس کی وجہ سے ریاء کاری کرنا ہے، سین سے مراد اللہ تعالیٰ کا پردہ پوشی فرمانا ہے، تاء سے مراد وہ ہمیشہ ہمیشہ مکمل ہے۔ ابن عدی نے کہا یہ روایت اس سند کی وجہ سے باطل ہے، اسے اسماعیل بن یحییٰ کے علاوہ کوئی روایت نہیں کرتا(2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 321 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 374، مطبوعہ دار الفکر بیروت

امام اسحاق بن بشر اور ابن عسا کر نے جو یبر کے واسطہ سے اور حضرت مقاتل نے ضحاک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے چھوٹی عمر میں گفتگو کی۔ پھر گفتگو سے رک گئے یہاں تک کہ آپ بلوغت کی عمر کو پہنچ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکمت و بیان کے ساتھ گفتگو کرنے کی قوت عطا فرمائی۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ کے متعلق بہت زیادہ جھوٹی باتیں کیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کا دودھ پیا کرتے تھے۔ جب آپ نے دودھ چھوڑا تو آپ نے کھانا کھانا اور مشروب پینا شروع کیا۔ جب آپ کی عمر سات سال کی ہو گئی تو آپ کی والدہ نے آپ کو ایک ایسے آدمی کے سپرد کیا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوسرے بچوں کی طرح تعلیم دے۔ وہ معلم آپ کو کچھ تعلیم نہیں دیتا تھا مگر اس کی تعلیم سے پہلے آپ اس پر عمل کرنے کی طرف متوجہ ہو جاتے۔

معلم نے آپ کو ابوجاد پڑھایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ابوجاد کیا ہوتا ہے معلم نے کہا میں تو اس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھے اس کی کیسے تعلیم دے گا جسے تو کچھ جانتا ہی نہیں معلم نے پھر تم مجھے ہی تعلیم دے دو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا پھر اپنی جگہ سے اٹھ جاؤ۔ معلم اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی جگہ بیٹھ گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے پوچھو۔ معلم نے کہا ابجد سے کیا مراد ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا حسن، جیم سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال، معلم ان باتوں سے متعجب ہوا، حروف ابجد کی تفسیر سب سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کی۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ابجد سے کیا مراد ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا ابجد کی تفسیر سیکھو کیونکہ اس میں تمام اسرار عجیب وغریب ہیں۔ اس عالم پر افسوس ہے جو ان کی تفسیر سے ناواقف رہا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ابجد کی کیا تفسیر ہے؟ فرمایا الف سے مراد اللہ تعالیٰ کی نعمتیں، باء سے مراد اللہ تعالیٰ کا جمال وجلال، جیم سے مراد اللہ تعالیٰ کی بزرگی، دال سے مراد اللہ تعالیٰ کا دین، ہوز کی تفسیر ہاء سے مراد ہاویہ، اس آدمی کے لئے ہلاکت ہے جو اس میں گر گیا، واؤ سے مراد جہنمیوں کی ہلاکت ہے، زاء سے مراد جہنم کا ایک کونہ ہے۔

حطی کی تفسیر حاء سے مراد لیلۃ القدر میں بخشش طلب کرنے والوں کے گناہوں کی بخشش اور وہ نعمتیں ہیں جو قدر کی رات جبرئیل امین فرشتوں کے ساتھ لے کر آتے، طاء سے مراد ان کے لئے طوبیٰ اور اچھا ٹھکانہ ہے، یہ وہ درخت ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ سے لگاتا ہے، یاء سے مراد مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا دست شفقت ہے۔ کلمن کی تفسیر، کاف سے مراد اللہ تعالیٰ کا کلام اس کے احکام میں کوئی تبدیلی نہیں، لام سے مراد جنتیوں کا آپس میں ملاقات کرنا اور سلام کرنا اور جہنمیوں کا ایک دوسرے کو ملامت کرنا ہے، میم سے مراد اللہ تعالیٰ کی بادشاہت جو کبھی ختم نہ ہوگی اور ایسا دوام ہے جو کبھی فنا نہ ہوگا، نون سے مراد (نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ) ہے۔ صعفص کی تفسیر، صاد سے مراد صاع کے بدلے صاع اور جزاء کے بدلے جزاء ہے یعنی جیسا کرو گے ویسا بھرو گے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر کوئی ظلم نہیں کرتا۔ قرشت کی تفسیر، یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انہیں جمع کرے گا

ان کے درمیان فیصلہ فرمائے گا اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ فرمائے گا(۱)۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کچھ حکیمانہ باتیں

امام ابن مبارک نے زہد میں ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عیینہ نے خلف بن حوشب سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے کہا جس طرح بادشاہوں نے تمہارے لئے حکمت کو چھوڑ دیا ہے اسی طرح تم ان کے لئے دنیا کو چھوڑ دو۔

امام ابن عساکر نے حضرت یونس بن عبید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے تم میں سے کوئی بھی ایمان کی حقیقت تو نہیں پاسکتا یہاں تک کہ وہ دنیا کی چیزوں سے لاپرواہ نہ ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور امام احمد نے زہد میں حضرت ثابت بنانی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کاش آپ ایک گدھا لے لیتے جس پر آپ ضرورت کے وقت سوار ہو جاتے۔ تو آپ نے فرمایا میں اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے لئے ایک ایسی چیز بنائے جو مجھے اللہ تعالیٰ سے غافل کر دے(2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے ساتھیو اللہ تعالیٰ کی خشیت اور جنت سے محبت، مشقت پر صبر کرنے کا حکم دیتی ہیں اور دنیا کی چیزوں سے دوری پیدا کرتی ہیں(3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عتبہ بن یزید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے کہا اے کمزور ابن آدم! جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈر، مسجد کو اپنا گھر بنا، دنیا میں کمزور بن کر رہ، اپنے نفس کو رونے، دل کو سوچ و بچار کرنے اور اپنے جسم کو صبر کا عادی بنا۔ کل کے رزق میں غم نہ کر کیونکہ یہ خطا ہے جو تیرے نامہ اعمال میں لکھی جائے گی(4)۔

امام ابن ابی دنیا اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت محمد بن مطرف سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت وہیب بن کلیب سے نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ غلطی کی جڑ دنیا کی محبت ہے، کئی خواہشات ایسی ہوتی ہیں جو خواہش کرنے والے کو طویل دکھ دے جاتی ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا سے گزر جاؤ، اس میں آباد نہ ہو، دنیا کی محبت ہی ہر خطا کی جڑ ہے، کسی چیز کو دیکھنا دل میں شہوت پیدا کرتا ہے(5)۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سفیان بن سعید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے دنیا کی محبت ہر غلطی کی جڑ ہے، اس کا مال بڑی بیماری ہے، لوگوں نے پوچھا مال میں کیا بیماری ہے؟ فرمایا مال دار فخر اور تکبر سے محفوظ نہیں ہوتا۔ لوگوں نے عرض کی اگر وہ محفوظ رہے۔ آپ نے فرمایا مال کی نگہداشت اسے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل کر دیتی ہے(6)۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 375، مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ کتاب الزہد امام احمد، جلد 1، صفحہ 37، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 422 4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 426 5۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 428
6۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 323، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مبارک نے حضرت عمران کوفی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے حواریوں سے کہا جنہیں تم تعلیم دیتے ہو ان سے ایسا اجر نہ لو جو تم نے مجھے دیا ہے۔ اے زمین کے علماء تم خراب نہ ہو جاؤ کیونکہ جب ہر چیز خراب ہو جاتی ہے تو اس کا علاج نمک سے کیا جاتا ہے۔ جب نمک بھی خراب ہو جائے تو اس کی کوئی دوا نہیں۔ یاد رکھو تم میں جہالت کی دو خصلتیں ہیں حیرانی کے بغیر مسکرانا اور بغیر رات کی بیداری کے صبح کرنا۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ صالح دلوں کے ذریعے زمین کو آباد فرماتا ہے اور جب دل صالح نہ ہو تو زمین کو برباد کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی دنیا اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی ایسے گھر کے پاس سے گزرتے جس کے رہنے والے مر چکے ہوتے تو آپ اس گھر کے پاس کھڑے ہو جاتے، فرماتے تیرے مالکوں پر افسوس جو باہم وارث بنتے رہے، انہوں نے سابقہ بھائیوں کے اعمال سے عبرت حاصل نہ کی (1)۔

امام بیہقی نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی یاروح اللہ کیا ہم آپ کے لئے گھر نہ بنا دیں؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں بناؤ، تا ہم اسے سمندر کے کنارے پر بناؤ۔ لوگوں نے عرض کی وہاں اچانک پانی آئے گا اور گھر کو بہا کرلے جائے گا۔ پوچھا کیا بنانا چاہتے ہو؟ کیا تم پل پر میرا گھر بنانا چاہتے ہو؟ (2)

امام احمد نے زہد میں حضرت بکر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسی علیہ السلام کو نہ پایا تو تلاش میں نکل کھڑے ہوئے دیکھا تو آپ پانی پر چل رہے تھے۔ ایک نے عرض کی کیا میں آپ کی طرف چل کر آؤں؟ فرمایا ہاں اس نے ایک قدم پانی میں رکھا، جب دوسرا پانی میں رکھنے لگا تو اس میں ڈوب گیا تو آپ نے فرمایا اے کوتاہ ایمان والے مجھے اپنا ہاتھ دے، اگر انسان میں دانے یا ذرہ کے برابر بھی یقین ہوتا تو وہ پانی پر چلتا (3)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن نمیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سنا فرمایا یہ تھی میں نہ تھا یہ ہوگی میں نہیں ہوں گا۔

امام احمد نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو آپ نے دنیا کو منہ کے بل گرادیا، جب آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا تو بعد میں لوگوں نے اسے اٹھایا۔

امام عبداللہ نے زوائد میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے دنیا کو منہ کے بل گرایا، اس کی پشت پر سوار ہوا، میرا کوئی بیٹا نہیں جو مرے، نہ گھر ہے جو برباد ہو، لوگوں نے عرض کی کیا ہم آپ کے لئے گھر نہ بنائیں؟ تو فرمایا بر سر راہ گھر بنا دو۔ لوگوں نے عرض کی وہاں تو یہ قائم نہ رہے گا۔ لوگوں نے عرض کی کیا ہم آپ کے لئے بیوی کا اہتمام نہ کریں؟ فرمایا میں اس بیوی کو کیا کروں گا جو مر جائے گی۔

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 385 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 399

3۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 74، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزری، کہنے لگی وہ پستان کتنا مبارک ہے جس نے تجھے دودھ پلایا، وہ گود کتنی مبارک ہے جس نے تجھے اٹھایا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہ کتنا مبارک ہے جس نے کتاب اللہ کی تلاوت کی پھر اس پر عمل کیا (1)۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ میں نے تجھے مساکین کی محبت اور ان کی رحمت ہبہ کی ہے تو ان سے محبت کر وہ تجھ سے محبت کریں گے، وہ تجھے امام اور قائد بنانے پر راضی ہیں تو انہیں اپنا ساتھی اور تابع بنانے پر راضی ہو، یہ دونوں اخلاق ہیں، جان لو جو مجھے ان دونوں کے ساتھ ملے گا وہ مجھے بہترین اور محبوب ترین اعمال کے ساتھ ملے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت میمون بن سیاہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے کہا اے حواریوں کی جماعت مساجد کو اپنا گھر بناؤ، اپنے گھروں کو مہمان خانہ کی طرح سمجھو، جہاں بھر میں تمہارا کوئی گھر نہیں تم محض مسافر ہو۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں یہ سچ کہہ رہا ہوں کہ آسمان کے اطراف اغنیاء سے خالی ہیں، جنت میں داخل ہونے سے اونٹ کا سوئی کے ناکے میں داخل ہونا آسان ہے۔

امام عبداللہ نے زوائد میں حضرت جعفر بن حرفاس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سب سے بڑی غلطی دنیا کی محبت ہے، شراب ہر برائی کی چابی ہے اور عورتیں شیطان کی ڈوری ہیں۔

امام احمد نے حضرت سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ حکمت کی بھی کوئی نہ کوئی جگہ ہوتی ہے، اگر تو اسے ایسی جگہ رکھے گا جو اس کا محل نہ ہوگی تو تو اسے ضائع کردے گا، اگر تو اسے اس کی جگہ سے روک دے گا تو پھر بھی تو اسے ضائع کردے گا، طبیب کی طرح ہو جا جو وہاں ہی دوا رکھتا ہے جو اس دوا کا محل ہوتا ہے۔

امام احمد نے حضرت محمد بن واسع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل میں تمہارے بارے میں اس امر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم اہل کتاب کے لئے عار بنو، تمہارا قول شفاء ہے جو بیماری کو ختم کر دیتا ہے اور تمہارے اعمال ایسی بیماری ہیں جو دوا کو قبول نہیں کرتے۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کے علماء سے فرمایا تم لوگوں کے لئے چور، لٹیرے، مکار لومڑی اور اچکنے والی چیل نہ بنو۔

امام احمد نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے علماء کی جماعت تم میں سے کون اس بات کی طاقت رکھتا ہے کہ وہ سمندر کی موج پر اپنا گھر بنائے۔ علماء نے عرض کی اے روح اللہ اس پر کوئی قادر ہو سکتا ہے؟ فرمایا اس دنیا سے بچو اسے اپنی قرارگاہ نہ بنالو (3)۔

امام احمد نے حضرت زیاد بن عمرو سے روایت کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تجھے یہ

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 75، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 76

چیز کچھ فائدہ نہ دے گی کہ تو وہ علم حاصل کرے جس پر تو عمل نہ کرے اور جو تو عمل کرے اسے نہ جانتا ہو بے شک علم کی زیادتی بھی تم میں تکبر کو پیدا کر دے گی جب تو اس پر عمل نہ کرے گا (1)۔

امام احمد نے حضرت ابراہیم بن ولید عبدی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا زہد تین دنوں میں گردش کرتا رہتا ہے گزرا ہوا کل جس سے تو نے نصیحت حاصل کی آج جس نے تیرے اندر زہد میں اضافہ کر دیا اور آنے والا کل جس کے بارے میں تو نہیں جانتا کہ اس میں تیرے لئے کیا ہے؟ فرمایا معاملہ کی بھی تین ہی صورتیں ہیں ایک وہ جس کا ہدایت ہونا تجھ پر ظاہر ہو چکا ہے، اس کی اتباع کر، دوسرا وہ جس کی گمراہی تم پر واضح ہو چکی ہے، اس سے اجتناب کر، تیسرا وہ جو تم پر مشتبہ ہو گیا تو اسے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے (2)۔

امام احمد نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا مجھ سے سوال کرو، میرا دل نرم ہے، میں اپنے نفس میں بہت حقیر ہوں (3)۔

امام احمد نے حضرت بشیر دمشقی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قوم کے پاس سے گزرے تو یہ کلمات تین دفعہ کہے اے اللہ ہمیں بخش دے۔ لوگوں نے عرض کی اے روح اللہ ہم تو آج آپ سے نصیحت سننا چاہتے تھے جب کہ ہم آپ سے ایسی بات سن رہے ہیں جو پہلے ہم نے نہیں سنی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ انہیں کہو کہ میں جس کے لئے ایک مغفرت کرتا ہوں میں اس ایک مغفرت کے ساتھ اس کی دنیا اور آخرت کو درست کر دیتا ہوں۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ نے قراء کو دعوت دی تو ان کی خدمت کے لئے آپ ان پر کھڑے ہو گئے پھر فرمایا تم بھی قراء کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرنا۔

امام احمد نے حضرت یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تم یہ پسند کرتے ہو کہ تم اللہ تعالیٰ کے اصفیاء بن جاؤ اور بنی آدم کے نور بن جاؤ تو پھر اسے معاف کر دو جو تم پر ظلم کرے اور اس کی عیادت کرو جو تمہاری عیادت نہیں کرتا۔ اس کے ساتھ احسان کرو جو تم پر احسان نہیں کرتا اور اسے قرض دو جو تمہیں بدلہ نہیں دیتا۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عبید بن عمیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالوں سے بنا ہوا لباس زیب تن کرتے، درختوں کے پتے کھاتے، جہاں شام ہوتی وہیں رات گزار لیتے، نہ شام کے لئے کھانا ساتھ رکھتے اور نہ ہی اگلے دن کے لئے کھانا ذخیرہ کرتے فرماتے ہر روز اپنا رزق ساتھ لاتا ہے۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے گھر جو تباہ و برباد ہونے والا ہے اور تیرے مکین فنا ہونے والے ہیں، اے نفس کام کر تجھے رزق دیا جائے گا، اے جسم اپنے آپ کو تھکاوٹ میں ڈال تو آرام پائے گا۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 76 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

حواریو جو کی روٹی اور زمین کی نباتات کھاؤ، خالص صاف پانی پیو، گندم کی روٹی کھانے سے پرہیز کرو کیونکہ تم اس روٹی کا شکر نہ بجالاسکو گے جان لودنیا کی مٹھاس آخرت کی کڑواہٹ ہے اور دنیا کی سخت کڑواہٹ آخرت کی مٹھاس ہے(1)۔

امام احمد کے بیٹے نے زوائد میں حضرت عبداللہ بن شوذب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے کہا عمدہ لباس دل کے تکبر کی علامت ہے۔

امام احمد نے حضرت سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تم سے باتیں اس لئے نہیں کرتا کہ تم تعجب کرو بلکہ اس لئے باتیں کرتا ہوں کہ تم علم حاصل کرو۔

امام احمد کے صاحبزادے نے حضرت ابوحسان سے رایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا صاحب علم طبیب کی طرح ہو جاؤ جو دوائی وہاں ہی تجویز کرتا ہے جہاں وہ دوائی نفع مند ہوتی ہے۔

امام احمد کے صاحبزادے نے عمران بن سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل دنیا کو حقیر جانو، وہ تم پر حقیر ہو جائے گی دنیا کو ذلیل جانو تمہارے لئے آخرت معزز ہو جائے گی، دنیا کی تعظیم نہ کرو ورنہ آخرت تم پر حقیر ہو جائے گی کیونکہ دنیا کریم لوگوں کے لئے نہیں ہر روز دنیا فتنہ اور خسارہ کی طرف دعوت دیتی ہے۔

امام ابن مبارک اور امام احمد نے حضرت ابوغالب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وصیت میں روایت نقل کی ہے اے حواریو نافرمانوں سے بغض رکھ کر اللہ تعالیٰ سے محبت کرو ان سے ناراض ہو کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرو ان سے ناراضگی اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا تلاش کرو لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی ہم کن سے مجلس کریں فرمایا جب کسی کی گفتگو تمہارے علم میں اضافہ کر دے اس کے پاس بیٹھو جس کا دیدار تمہیں اللہ تعالیٰ کی یاد دلا دے جس کا عمل تمہیں دنیا میں زاہد بنا دے(2)۔

امام احمد نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اپنے نفس کو نصیحت کرو، اگر تم خود نصیحت حاصل کرو تو پھر لوگوں کو نصیحت کرو ورنہ مجھ سے حیا کرو(3)۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا جس قدر تم یہاں تھکتے ہو اتنا ہی وہاں (آخرت میں) آرام پاؤ گے۔ جس قدر تم یہاں آرام پاؤ گے وہاں تم تھکو گے۔

امام ابن مبارک اور امام احمد نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس آدمی کے لئے مبارک ہو جس کی زبان نے غم کا اظہار کیا، اس کا گھر اس کے لئے وسیع ہوا اور وہ اپنی غلطی یاد کر کے رو دیا(4)۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ہلال بن یساف سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے تم میں سے جب کوئی اپنے دائیں ہاتھ سے صدقہ کرے تو اسے اپنے بائیں ہاتھ سے مخفی رکھے، جب کوئی روزہ رکھے تو تیل لگائے اور اپنے ہونٹوں پر بھی تیل مس کرے تا کہ دیکھنے والا یہ خیال کرے کہ وہ روزے سے نہیں جب نماز پڑھے تو اپنے دروازے کا پردہ نیچے کر دے کیونکہ اللہ تعالیٰ ثناء کو اسی طرح تقسیم کرتا ہے جس طرح رزق کو تقسیم کرتا ہے(5)۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 78 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً جلد، صفحہ 71　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً جلد 1، صفحہ 72　5۔ ایضاً

امام احمد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت خالد ربعی سے روایت کی ہے کہ یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا مجھے بتاؤ تم میں سے کوئی اگر مسلمان بھائی کے پاس آئے جب کہ وہ سویا ہوا ہو جب کہ ہوا نے اس کے کپڑے کو اس کے جسم سے کچھ ہٹا دیا ہو تو تم کیا کرو گے؟ تو آپ کے صحابہ نے کہا ہم اس کپڑے کو واپس اس کے جسم پر لوٹا دیں گے۔ فرمایا نہیں بلکہ تم اس کا باقی ماندہ جسم بھی ننگا کر دو گے۔ آپ نے یہ ارشاد بطور ضرب المثل کے ذکر کیا ہے کہ لوگ جب کسی آدمی کی برائی کو سنتے ہیں تو اسے بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں۔

امام احمد نے حضرت ابوجلد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے مخلوق میں غور وفکر کیا تو جسے پیدا نہیں کیا گیا وہ میرے نزدیک پیدا کئے گئے سے زیادہ قابل رشک تھا۔ فرمایا لوگوں کے عیب نہ دیکھو گویا کہ تم مالک ہو بلکہ اپنے گناہوں کو دیکھو گویا کہ تم غلام ہو۔ لوگ دو قسم کے ہیں ایک وہ جسے آزمائش میں ڈالا گیا ہے، دوسرا وہ جو امن وعافیت میں ہے جو مصیبت کا شکار ہے اس پر رحم کرو اور عافیت پر اللہ تعالیٰ کی حمد کرو۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ابو ہذیل سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام سے ملے کہا مجھے کچھ نصیحت کی جائے۔ کہا غصہ نہ کیجئے۔ کہا میں اس کی تو طاقت نہیں رکھتا۔ کہا مال کی آزمائش میں نہ پڑیئے کہا شاید یہ کام کرلوں (1)۔

امام احمد اور ابن ابی دنیا نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے صحابہ ایک مرے ہوئے کتے کے پاس سے گزرے۔ صحابہ نے عرض کی یہ کتنا بدبودار ہے۔ آپ نے فرمایا اس کے دانت کتنے سفید ہیں۔ یہ لوگوں کو نصیحت کر رہے ہیں اور غیبت سے منع کر رہے ہیں۔

امام احمد نے حضرت اوزاعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس آدمی کو پسند کرتے تھے جو ہنر سیکھتا جس کے ذریعے لوگوں سے مستغنی ہو جاتا اور ایسے آدمی کو ناپسند کرتے جو علم سیکھتا تاکہ اسے رزق حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن ابی دنیا نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی رضا کی خاطر کام کرو، اپنے پیٹوں کے لئے کام نہ کرو، اس پرندے کو دیکھو وہ صبح گھونسلے سے نکلتا ہے اور شام کو واپس آتا ہے نہ ہل چلاتا ہے اور نہ ہی کوئی فصل کاٹتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بھی رزق بہم پہنچاتا ہے، اگر تم کہو ہمارے پیٹ پرندوں کے پیٹوں سے بڑے ہیں تو ان بیلوں اور گدھوں کو دیکھو جو صبح جاتے ہیں اور شام کو پلٹتے ہیں، نہ ہل چلاتے ہیں اور نہ ہی کوئی فصل کاٹتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں رزق دیتا ہے۔ دنیا کی ضرورت سے زائد چیزوں سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ سب عذاب کا باعث ہیں۔

امام احمد نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو مردوں کو زندہ کرتا ہے، اگر تو ایسا کر سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دعا کر کہ وہ اس پہاڑ کو روٹی بنا دے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 75، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

فرمایا کیا تم روٹی کھا کر زندگی گزارتے ہو تو ابلیس نے کہا اگر تو ایسا ہی ہے جس طرح تو کہتا ہے تو یہیں بیٹھو فرشتے (موت کے) عنقریب تجھے ملیں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے نفس کا تجربہ نہ کروں کیونکہ میں اپنے انداز سے کچھ نہیں جانتا کیا وہ مجھے محفوظ رکھے گا کہ نہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سوال کرنے والے کا حق ہے اگر چہ ایسے گھوڑے پر سوار ہو کر آئے جس کے گلے میں چاندی کا طوق ہو۔

بعض علماء سے یہ مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی ہے کہ اگر تیرا نفس اس بات پر خوش نہ ہو کہ لوگ میری وجہ سے تجھے زاہد کہیں تو میں تجھے اپنی بارگاہ میں راہب نہیں لکھوں گا۔ جب میں تم پر راضی ہوں تو لوگوں کا تجھ پر ناراض ہونا تجھے کوئی نقصان نہ دے گا۔ اگر میں تجھ سے ناراض ہوں تو لوگوں کی تجھ سے محبت تجھے کوئی نفع نہ دے گی۔

امام احمد نے حضرت حضرمی سے اور ابن ابی الدنیا اور حضرت ابن عساکر نے حضرت فضیل بن عیاض سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا تم پانی پر کس طرح چلتے ہو؟ فرمایا ایمان اور یقین کے ساتھ۔ لوگوں نے عرض کی ہم بھی اس طرح ایمان لائے جس طرح تم ایمان لائے ہو اور ہم نے بھی اسی طرح یقین کیا جس طرح تم نے یقین کیا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو پھر تم بھی چلو وہ آپ کے ساتھ چلے موج آئی تو سب غرق ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا تمہیں کیا ہوا تو انہوں نے عرض کی ہم موج سے ڈر گئے تھے۔ فرمایا کیا تم موج کے رب سے نہیں ڈرتے تھے۔ آپ نے انہیں باہر نکالا پھر اپنے ہاتھ زمین پر مارے انہیں بند کیا پھر کھول دیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں سونا اور دوسرے میں مٹی ہے۔ پوچھا ان میں سے کون سی چیز تمہارے دلوں میں قابل قدر ہے۔ لوگوں نے عرض کی سونا۔ آپ نے فرمایا میرے نزدیک تو دونوں برابر ہیں (2)۔

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن عساکر نے امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جب قیامت کا ذکر کیا جاتا تو آپ چیخ مارتے اور کہتے ابن مریم کے پاس قیامت کا ذکر مناسب نہیں پھر آپ خاموش ہو جاتے (3)۔

امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالوں سے بنا ہوا لباس زیب تن کرتے، درخت کھاتے، کل کے لئے آج کھانا ذخیرہ نہ کرتے، جہاں رات ہو جاتی وہاں ہی رات گزار لیتے، آپ کی کوئی اولاد نہ تھی جس کی موت کا خوف ہوتا نہ کوئی گھر تھا جس کے خراب ہونے کا ڈر ہوتا (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام زاہدوں کے رئیس ہوں گے اور جو لوگ اپنے دین کو بچانے کے لئے بھاگے ہوں گے وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 74، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت　　2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 409، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 411　　4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 414

ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس سے شیطان گزرا جب کہ آپ ایک پتھر کو سرہانہ بنائے ہوئے تھے، آپ نیند سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ابلیس آیا عرض کرنے لگا اے عیسیٰ تم تو یہ گمان کرتے تھے کہ تم دنیا کی کسی چیز کی خواہش نہیں کرتے جب کہ یہ پتھر بھی تو دنیا کی ہی چیز ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے پتھر اٹھایا اور شیطان کو مارا دنیا کے ساتھ یہ بھی تیرے لئے ہے(1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو کھاتے، پیدل چلتے، جانور پر سواری نہ کرتے، کسی مکان میں رہائش نہ رکھتے، چراغ نہ جلاتے، روئی کا لباس زیب تن نہ کرتے، عورتوں کے قریب نہ جاتے، خوشبو نہ لگاتے، مشروب میں کوئی چیز نہ ملاتے اسے ٹھنڈا نہ کرتے، اپنے سر میں تیل نہ لگاتے، کوئی صابن جیسی چیز داڑھی اور بالوں کے قریب نہ کرتے، زمین اور آپ کے جسم کے درمیان صرف آپ کا لباس حائل ہوتا، دوپہر اور شام کے کھانے کا کوئی اہتمام نہ کرتے، دنیا کی کسی چیز کی کوئی خواہش نہ کرتے، آپ کمزوروں، دائمی مریضوں اور مساکین کے ساتھ بیٹھتے آپ کے سامنے جب کسی چیز میں کھانا رکھ کر پیش کیا جاتا تو اسے زمین پر رکھ دیتے آپ کھانے کے ساتھ کبھی بھی سالن استعمال نہ کرتے، آپ دنیا کی تھوڑی سی روزی پر اکتفاء کرتے۔ فرماتے یہ اس آدمی کے لئے بہت کچھ ہے جس نے مرنا ہے اور اس سے اس بارے میں محاسبہ ہونا ہے(2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم سے کہا گیا شادی کر لو، فرمایا میں شادی کو کیا کروں گا۔ لوگوں نے عرض کی آپ کی اولاد ہوگی۔ فرمایا اگر اولاد زندہ رہے تو آزمائش میں ڈال دیتی ہے اگر مر جائے تو غم میں ڈال دیتی ہے(3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب میں حضرت شعیب بن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی گئی کاش آپ گھر بنا لیتے۔ فرمایا جو لوگ ہم سے پہلے ہو گزرے ہیں ان کے بوسیدہ مکان ہی ہمارے لئے کافی ہیں۔

امام ابن ابی دنیا اور بیہقی نے حضرت میسرہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی گئی کیا آپ اپنے لئے گھر نہیں بنائیں گے؟ فرمایا میں اپنے بعد کوئی ایسی چیز چھوڑ کر نہیں جاؤں گا جس کی وجہ سے میرا ذکر ہو۔

امام ابن عساکر نے ابو سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ موسم گرما میں ایک روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام چل رہے تھے جب کہ آپ کو گرمی اور پیاس نے ستایا ہوا تھا۔ آپ ایک خیمہ کے سائے میں بیٹھ گئے۔ خیمہ کا مالک باہر آپ کے پاس آیا۔ کہنے لگا اللہ کے بندے، ہمارے سائے سے اٹھ جا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھ گئے اور دھوپ میں بیٹھ گئے۔ فرمایا خیمہ کے مالک تو نے مجھے نہیں اٹھایا، مجھے اس نے اٹھایا ہے جس نے میرے بارے میں ارادہ نہیں کیا کہ میں دنیا کی کوئی چیز حاصل کروں(4)۔

امام احمد نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بستی میں تشریف لاتے۔ حضرت

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 416، مطبوعہ دار الفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 417
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 418
4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 419

عیسیٰ علیہ السلام اس بستی کے برے لوگوں کے بارے میں پوچھتے تھے اور حضرت یحییٰ علیہ السلام اس بستی کے اچھے لوگوں کے بارے میں پوچھتے تھے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا آپ برے لوگوں کے پاس کیوں جاتے ہیں؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں طبیب ہوں اور مریضوں کی دوا کرتا ہوں (1)۔

امام احمد نے حضرت ہشام دستوائی سے رایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حکیمانہ باتوں میں سے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تم دنیا کے لئے تگ و دو کرتے ہو جب کہ تمہیں یہاں بغیر عمل کے رزق دیا جاتا ہے جب کہ تم آخرت کے لئے عمل نہیں کرتے جب کہ تمہیں وہاں عمل کے بغیر رزق نہیں دیا جائے گا۔ تم پر سخت افسوس ہے اے علمائے سوء، اجر لیتے ہو اور اپنے عمل کو ضائع کر دیتے ہو، قریب ہے کہ تم دنیا سے قبر کی ظلمت اور اس کی تنگی کی طرف جاؤ گے، اللہ تعالیٰ تمہیں نافرمانی سے اسی طرح روکتا ہے جس طرح اس نے تمہیں روزے اور نماز کا حکم دیا ہے، وہ آدمی اہل علم میں سے کیسے ہو سکتا ہے جس کے نزدیک دنیا اس کی آخرت سے زیادہ پسندیدہ ہو اور وہ دنیا میں زیادہ رغبت رکھتا ہو۔ وہ آدمی اہل علم سے کیسے ہو سکتا ہے جو دنیا میں اپنے مقام و مرتبہ پر ناراض ہو اور اسے حقیر جانے جب کہ اسے بخوبی علم ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کی قدرت سے ہے۔ وہ آدمی اہل علم سے کیسے ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے فیصلہ پر تہمت لگائے اور اسے جو تکلیف پہنچی ہے اس پر راضی نہ ہو۔ وہ آدمی اہل علم سے کیسے ہو سکتا ہے جو علم اس لئے حاصل کرتا ہے کہ گفتگو کرے، وہ اس لئے علم حاصل نہیں کرتا کہ اس پر عمل کرے۔

امام احمد نے حضرت سعید بن عبد العزیز سے انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک خوبصورت وادی میں سے گزرے، آپ کے ساتھ آپ کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی تھا، ایک آدمی ان کے راستہ میں کھڑا ہو گیا اور انہیں روک لیا اور کہا میں تمہیں اس وقت تک یہاں سے نہیں گزرنے دوں گا جب تک کہ میں تم دونوں کو ایک ایک طمانچہ رسید نہ کروں۔ دونوں نے اسے ایسا کرنے سے باز رکھنے کی کوشش کی۔ اس نے اس کے بغیر گزرنے سے روک دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرے رخسار پر طمانچہ مار لے، اس نے آپ کے رخسار پر طمانچہ مارا۔ اس نے آپ کا راستہ چھوڑ دیا پھر حواری سے کہا میں تمہیں بھی اس وقت تک نہیں گزرنے دوں گا یہاں تک کہ میں تمہیں طمانچہ ماروں۔ آپ کے ساتھی نے اسے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنا دوسرا رخسار اس کے سامنے کر دیا۔ اس نے پھر دونوں کو گزرنے دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ اگر تیری اسی میں رضا ہے تو مجھے اپنی رضا سے نواز دے۔ اگر اس میں تیری ناراضگی شامل ہے تو بے شک تو معاف کرنے کے زیادہ لائق ہے۔

حضرت عبد اللہ جو امام احمد کے بیٹے ہیں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک عورت آپ کے پاس سے گزری تو ایک ساتھی نے دیکھنے والے سے فرمایا تو نے بدکاری کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے فرمایا بتاؤ اگر تم روزے سے ہوتے اور تیرے پاس سے کوئی بھنی ہوئی چیز لے کر گزرتا تو تو اس کو سونگھ لیتا تو کیا تیرا روزہ ٹوٹ جاتا تو اس نے کہا نہیں (میرا روزہ نہ ٹوٹتا)۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 96، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں کسی بستی میں داخل ہوتا ہوں، وہاں کے رہنے والے مجھے وہاں سے نکالنا چاہتے ہیں تو وہ مجھے نکال دیتے ہیں یعنی میری وہاں کوئی چیز نہیں ہوتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام درخت کی چھال کے جوتے بنالیتے اوراسی سے تسمے بنالیتے۔

امام احمد نے حضرت سعید بن عبد العزیز سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا اس طرح نہیں جس طرح میں ارادہ کرتا ہوں بلکہ معاملہ اس طرح ہے جس طرح تو ارادہ کرتا ہے اور اس طرح نہیں ہوتا جس طرح میں چاہتا ہوں بلکہ معاملہ اس طرح ہوتا ہے جس طرح تو چاہتا ہے۔

امام احمد نے حضرت سعید بن عبد العزیز سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے جو الفاظ استعمال کیے جاتے ان میں سے آپ کو سب سے زیادہ محبوب مسکین کا لفظ تھا۔

حضرت عبد اللہ بن امام احمد نے ابن حلبس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا شیطان دنیاوی چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے، اس کا فریب مال کے ساتھ ہوتا ہے، خواہش نفس کو مزین کرتا ہے اور وہ اشیاء کے ساتھ کمال چاہتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت جعفر بن برقان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہا کرتے تھے اے اللہ میں نے صبح یوں کی ہے کہ جس چیز کو میں ناپسند کرتا ہوں اس کو دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، جس کی میں امید کرتا ہوں اس کے نفع کا مالک نہیں، معاملہ میرے علاوہ غیر کے قبضہ میں ہے، اپنے عمل کے بدلہ میں رہن رکھا ہوا ہوں، مجھ سے بڑھ کر کوئی فقیر نہیں، میرے دشمنوں کو مجھ پر خوش نہ کر، میری وجہ سے میرے دوست کو تکلیف نہ دے، میری مصیبت میرے دین کے لئے نہ بنادے، مجھ پر ایسے آدمی کو مسلط نہ کر جو مجھ پر رحم نہ کرے۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حواریوں کے مکتوبات میں فرمایا جب تجھے آزمائش کی راہ پر چلایا جائے تو جان لے کہ تجھے انبیاء اور صالحین کے راستہ پر چلایا گیا ہے اور جب تجھے خوشحالوں کی راہ پر چلایا گیا تو ذہن نشین کرلے کہ تجھے ایسی راہ پر چلایا گیا ہے جو ان ہستیوں کا راستہ نہیں اور تجھے ان کے راستہ سے دوسروں کے راستہ پر چلایا گیا ہے (1)۔

امام احمد نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں تمہیں چرواہوں کی حیثیت میں بھیجتا ہوں جو بنی اسرائیل کے میمنوں کو اٹھاتے ہیں، تم چیرنے پھاڑنے والے درندوں کی طرح نہ ہوجانا جو لوگوں کو اچک لیتے ہیں، تم ان میمنوں کی حفاظت کرنا، تمہارا کیا حال ہوگا کہ تم اون کا لباس پہنو اور تمہارے دل خنزیر کے دل ہوں، بادشاہوں کے لباس پہنو اور اپنے دلوں کو اللہ کے ڈر سے نرم کرو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو نیکی کے کام کرو تا کہ تمہارا عمل آسمان تک پہنچ جائے، اگر عمل اللہ تعالیٰ کی محبت میں نہ ہوگا تو وہ تمہیں کچھ فائدہ نہ دے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا شیطان یہ چاہتا ہے کہ تم بخل کرو، تم کسی صورت میں بھی بخل میں نہ پڑو۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 71، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد نے حضرت حسن بن علی صنعانی سے روایت کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے حواریوں کی جماعت اللہ تعالیٰ سے دعا کرو کہ مجھ پر موت آسان ہو جائے، یقیناً میں موت سے اتنا ڈرتا ہوں کہ جتنا موت موت سے ڈرتی ہے۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک قبر پر تشریف فرما تھے، آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی بھی تھے، میت کو قبر میں دفنایا جارہا تھا، لوگوں نے قبر کی تاریکی، اس کی وحشت اور تنگی کے بارے میں ذکر کیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم اپنی ماؤں کے رحموں میں اس سے بھی تنگ جگہ تھے، جب اللہ تعالیٰ اسے کھولنا چاہے گا اسے کھول دے گا(1)۔

امام احمد نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر، حمد اور تقدیس کثرت سے بیان کرو اور اس کی اطاعت کرو۔ جب اللہ تعالیٰ راضی ہو تو کسی کی یہ دعا بھی کافی ہوگی اے اللہ میری خطا بخش دے، میری زندگی کو درست کر دے، مصائب سے مجھے محفوظ رکھ(2)۔

امام احمد نے حضرت ابوجلد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا میں تمہیں سچی بات بتاتا ہوں، نہ تم دنیا کے طالب ہو نہ آخرت کے۔ لوگوں نے عرض کی اللہ کے رسول ہمارے سامنے حقیقت حال کو بیان کیجئے، ہم تو یہی خیال کرتے ہیں کہ ہم ان میں سے ایک کا ارادہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم دنیا کے طالب ہوتے تو تم دنیا کے رب کی اطاعت کرتے جس کے قبضہ قدرت میں دنیا کے خزانے ہیں پس وہ تمہیں عطا فرما دیتا، اگر تم آخرت کا ارادہ کرتے تو تم آخرت کے رب کی اطاعت کرتے جو آخرت کا مالک ہے پس وہ تمہیں آخرت عطا فرما دیتا لیکن تم نہ یہ چاہتے ہو نہ وہ چاہتے ہو(3)۔

امام احمد نے حضرت ابوعبید سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی ہم کیا کھائیں؟ فرمایا تم جو کی روٹی اور جنگلی سبزیاں کھاؤ، لوگوں نے عرض کی ہم کیا پئیں؟ فرمایا تم خالص پانی پیو، عرض کی ہم کس چیز کا تکیہ بنائیں؟ فرمایا تم زمین کو تکیہ بناؤ، لوگوں نے عرض کی آپ ہمیں سخت چیزوں کا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا تم اسی طریقہ سے نجات پاؤ گے، تم آسمان کی بادشاہت تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک تم میں سے ہر کوئی اس وقت تک یہ کام نہ کرے جب تک اس کی شدید خواہش نہ ہو، لوگوں نے عرض کی یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ جب آدمی بھوکا ہو تو اس کے لئے کھانے کا ٹکڑا کتنا محبوب ہوتا ہے اگرچہ جو کا ہو، اگر اسے سخت پیاس لگی ہو تو اس کو پانی کتنا محبوب ہوتا ہے اگرچہ وہ سادہ پانی ہو، اگر وہ طویل وقت تک عبادت کرتا رہا تو زمین اس کے لئے کتنا اچھا بستر اور تکیہ ہوتا ہے۔

امام احمد نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بلاغت کے ساتھ امید کرو، غفلت کے اوقات میں بیدار رہو، ذہانت سے فیصلہ کرو، ناکارہ پھینکی ہوئی چیز نہ بنو، جب کہ تو زندہ سانس لینے والا ہے۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 72، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 73

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اے حواریوں کی جماعت اپنے گھروں کو عارضی ٹھکانے کی جگہ اور مساجد کو مسکن بنالو جنگلی سبزیاں کھاؤ اور دنیا سے سلامتی کے ساتھ نکل جاؤ۔

امام احمد نے حضرت ابراہیم تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنے خزانے آسمانوں میں بناؤ کیونکہ انسان کا دل اس کے خزانے کے ساتھ ہی معلق رہتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن سعید جعفی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میرا گھر مسجد ہے، میری خوشبو پانی ہے، میرا سالن بھوک ہے، میرا شعار خون ہے، میری سواری میری ٹانگیں ہیں، موسم سرما میں میری انگیٹھی سورج کی شعاعیں، رات کے وقت میرا چراغ چاند، میرے ہم مجلس اپاہج اور مسکین لوگ ہیں، میں شام کرتا ہوں تو میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی، میں صبح کرتا ہوں تب بھی میرے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی، اس کے باوجود میں بہتر حالت میں ہوں پس مجھ سے بڑھ کر کون غنی ہوگا۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت فضیل بن عیاض سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا تمہارے لئے مسخر کر دی گئی ہے تم اس کی پشت پر سوار ہو، اس میں بادشاہ اور عورتیں تم سے جھگڑا کرتی ہیں، بادشاہوں سے دنیا کے بارے میں جھگڑا نہ کرو وہ اپنی دنیا تمہارے سامنے پیش نہ کیا کریں گے، جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے تو ان سے روزے اور نماز کے ساتھ اپنا بچاؤ کرو۔

امام ابن عساکر نے حضرت سفیان ثوری سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا تو دنیا اس لئے طلب کرتا ہے کہ اس کی مدد سے نیکی کرے تاہم دنیاوی مال کو ترک کرنا زیادہ نیکی ہے (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت شعیب بن صالح سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی قسم کسی کے دل میں دنیا کی محبت راسخ نہیں ہوتی مگر اس کے دل سے تین چیزیں وابستہ ہو جاتی ہیں، ایسا مشغلہ جو اس کے دل سے جدا نہ ہو، ایسا فقر جس سے تمنا حاصل نہ ہو، ایسی آرزو جس کی انتہا نہ پائی جاسکے، دنیا طالب بھی ہے اور مطلوب بھی، آخرت کے طالب کی دنیا طالب ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ انسان اپنا رزق پالیتا ہے اور دنیا کے طلب کرنے والی کی آخرت طالب ہوتی ہے، موت آتی ہے اور اس آدمی کی گردن پکڑ لیتی ہے (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت یزید بن میسرہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جتنا تم تواضع اختیار کرو گے اتنا ہی تمہیں بلند مقام عطا کیا جائے گا، جس قدر تم رحم کرو گے اسی قدر تم پر رحم کیا جائے گا، جتنا تم لوگوں کی ضروریات پوری کرو گے اتنا ہی اللہ تعالیٰ تمہاری ضروریات پوری کرے گا (4)۔

1۔ کتاب الزہد جلد 1، صفحہ 74، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 427، مطبوعہ دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 429
4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 432

امام احمد اور ابن عساکر نے حضرت امام شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا احسان یہ نہیں کہ تم بدلہ میں احسان کرو بلکہ احسان یہ ہے کہ جس نے تمہارے ساتھ برائی کی ہے اس پر احسان کرو (1)۔

امام ابن عساکر نے امام ابن مبارک سے روایت نقل کی ہے مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ایک قوم کے پاس سے گزرے جنہوں نے آپ کو برا بھلا کہا۔ آپ نے ان سے اچھے انداز میں گفتگو کی۔ آپ اور لوگوں کے پاس سے گزرے، انہوں نے بھی آپ سے بدزبانی کی۔ آپ نے ان سے بہت ہی اچھے انداز میں گفتگو کی۔ ایک حواری نے آپ سے عرض کی وہ جب بھی آپ کے ساتھ زیادہ سختی کرتے ہیں آپ اتنا ہی زیادہ ان سے اچھا سلوک کرتے ہیں، گویا آپ انہیں اس قسم کا طرز عمل اپنانے پر برانگیختہ کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہر انسان وہی کچھ عطا کرتا ہے جو کچھ اس کے پاس ہوتا ہے (2)۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خنزیر حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے پاس سے گزرا، فرمایا سلامتی کے ساتھ گزر جا۔ آپ سے عرض کی گئی اے روح اللہ آپ اس خنزیر کے لئے یہ دعا کرتے ہیں؟ فرمایا میں اسے ناپسند کرتا ہوں کہ میری زبان کو بری بات کرنے کی عادت ہو جائے۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کے ساتھیوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم سے فرمایا ہمیں ایک ایسے عمل کے بارے میں بتائیے جس کے ذریعے ہم جنت میں داخل ہو جائیں۔ فرمایا کبھی بھی گفتگو نہ کرو عرض کی ہم اس کی تو طاقت نہیں رکھتے۔ فرمایا پھر ہمیشہ صحیح اور خیر کی بات کرو۔

امام خرائطی نے حضرت ابراہیم نخعی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا باطل پرستوں سے بھی حق بات حاصل کر لو اور حق پرستوں سے باطل بات نہ لو، کلام کا تجزیہ کیا کرو تا کہ فضول چیزیں تم پر غالب نہ آ جائیں۔

امام ابن ابی دنیا اور بیہقی نے زہد میں حضرت زکریا بن عدی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم نے فرمایا اے حواریوں کی جماعت دین کی سلامتی کے ساتھ دنیا کی ذلت پر راضی ہو جا جس طرح دنیا دار دنیا کی سلامتی کے ساتھ دین کی ذلت و رسوائی پر راضی ہو جاتے ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت مالک بن دینار سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم نے فرمایا راکھ کے ساتھ جو کھا لیا جاتا ہے کتوں کے ساتھ کوڑے پر نیند آ جاتی ہے جنت کے طالب بہت ہی کم ہوتے ہیں (3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایک بندہ اس کی طاقت نہیں رکھتا کہ اس کے دو مالک ہوں، اگر وہ ایک کو راضی کرے تو دوسرے کو ناراض کر بیٹھتا ہے، اگر ایک کو ناراض کرتا ہے تو دوسرے کو راضی کرتا ہے، اسی طرح بندہ اس کی طاقت بھی نہیں رکھتا کہ وہ دنیا کا خادم ہو اور آخرت کے لئے کام کرے، تم کھانے پینے کی چیزوں کے لئے غمگین نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کسی انسان کو اس کے رزق سے بڑا پیدا نہیں کیا اور

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 436 2۔ ایضاً جلد 47، صفحہ 437 3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 444

اس کے لباس سے اس کے جسم کو بڑا نہیں بنایا۔ پس عبرت پکڑو(1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت مقبری سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے اے انسان جب تو نیکی کا کام کرے تو اس سے غافل ہو جا کیونکہ یہ تیری نیکی اس کے پاس ہے جو اسے ضائع نہیں کرے گا جب تو برائی کر بیٹھے تو اسے اپنی آنکھوں کے سامنے رکھ(2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت سعید بن ابی ہلال سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمایا کرتے تھے جو یہ گمان کرتا ہے کہ لالچ انسان کے رزق میں اضافہ کرتا ہے تو وہ اپنی لمبائی، چوڑائی، عمارتوں کی تعداد اور رنگ کے تغیر میں اضافہ کرے خبردار اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا مخلوق کو اس کے لئے تیار کیا جس کے لئے اسے پیدا کیا پھر رزق تقسیم کیا جس کے لئے رزق تقسیم کیا گیا اس کے لئے رزق جاری ہے، دنیا اسے کوئی چیز عطا کرنے والی نہیں جو اس کی نہ ہو نہ ہی اس چیز کو روکنے والی ہے جو اس کی ہو، تمہیں اپنے رب کی عبادت کرنی چاہیے، تمہیں اسی مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے(3)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عمران بن سلیمان سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا اگر تم میرے بھائی اور ساتھی ہو تو اپنے آپ کو لوگوں کی دشمنی اور بغض پر تیار کرو(4)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت عبدالعزیز بن ظبیان سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا جس نے علم سیکھا اس پر عمل کیا اور گے لوگوں کو اس کی تعلیم دی وہ آسمان کی بادشاہت میں عظیم یاد کیا جاتا ہے(5)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں کھڑے ہوئے، فرمایا اے حواریوں کی جماعت حکمت کی بات اس سے نہ کرو جو اس کا اہل نہ ہو، اگر ایسا کرو گے تو اپنے اوپر ظلم کرو گے، جو اس کا مستحق ہو اس سے نہ روکو ورنہ تم ان پر ظلم کرو گے، امور تین طرح کے ہیں (1) جس کا ہدایت ہونا واضح ہے اس کی اتباع کرو (2) جس کی گمراہی واضح ہے اس سے اجتناب کرو (3) جس کا معاملہ تم پر مشتبہ ہے اس کا علم اللہ کے سپرد کر دو(6)۔

امام ابن عساکر نے حضرت عمرو بن قیس ملائی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر تو مستحق سے علم کو روکے تو بھی جاہل ہے، اگر غیر مستحق کو حکمت عطا کرے تب بھی تو جاہل ہے، اس طبیب کی طرح ہو جاؤ اگر وہ دوا کا موقع محل دیکھتا ہے تو دوائی دیتا ہے ورنہ دوائی نہیں دیتا(7)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زہد میں اور ابن عساکر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں سے فرمایا اے حواریوں کی جماعت موتی خنزیروں کے آگے نہ پھینکو کیونکہ خنزیر تو موتی سے کوئی کام نہیں لیتا، جو حکمت و علم کی

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 445   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 452   5۔ کتاب الزہد، جلد 1، صفحہ 76، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 458   7۔ ایضاً

خواہش نہ رکھتا ہو اسے علم عطا نہ کرو کیونکہ حکمت موتی سے بہتر ہے، جو حکمت کی آرزو نہیں رکھتا وہ خنزیر سے بھی برا ہے (1)۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے علمائے سوء تم جنت کے دروازے پر بیٹھے ہو، نہ تم خود اس میں داخل ہوتے ہو، نہ مساکین کو داخل ہونے دیتے ہو، اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے برا انسان وہ ہے جو اپنے علم کے ذریعے دنیا کو طلب کرتا ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سالم بن ابی جعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا غلط کام کے بارے میں سوچنا ایسے ہی ہے جیسے کمرے میں دھواں ہو جو کمرے کو جلاتا تو نہیں تاہم یہ کمرے کی ہوا کو بدبودار بنا دیتا ہے اور اس کے رنگ کو بدل دیتا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات اور انجیل پڑھا کرتے تھے (4)۔

وَ رَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ ۙ۬ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۙ اَنِّيْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًۢا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ ۙ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ﴿۴۹﴾

"اور (بھیجے گا اسے) رسول بنا کر بنی اسرائیل کی طرف (وہ انہیں آکر کہے گا کہ) میں آگیا ہوں تمہارے پاس ایک معجزہ لے کر تمہارے رب کی طرف سے (وہ معجزہ یہ ہے کہ) میں بنا دیتا ہوں تمہارے لئے کیچڑ سے پرندے کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اس (بے جان صورت) میں تو وہ فوراً ہو جاتی ہے پرندہ اللہ کے حکم سے اور میں تندرست کر دیتا ہوں مادر زاد اندھے کو اور (لاعلاج) کوڑھی کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے کو اللہ کے حکم سے اور بتلاتا ہوں تمہیں جو کچھ تم کھاتے ہو اور جو کچھ تم جمع کر رکھتے ہو اپنے گھروں میں بے شک ان معجزوں میں (میری صداقت کی) بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر تم ایمان دار ہو"۔

امام ابن جریر نے ابن اسحاق سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک روز کاتبوں میں سے چند جوانوں کے ساتھ بیٹھے، آپ نے مٹی اٹھائی، فرمایا میں اس مٹی سے تمہارے لئے پرندہ بناتا ہوں انہوں نے عرض کی آپ ایسا کر سکتے ہیں؟

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 459
2۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 462
3۔ ایضاً، جلد 47، صفحہ 465
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 321

فرمایا اپنے رب کے حکم سے ایسا کرسکتا ہوں۔ پھر پرندہ بنایا۔ جب پرندے کی شکل دے چکے تو اس میں پھونک ماری۔ پھر فرمایا اللہ کے حکم سے پرندہ بن جا، وہ آپ کے ہاتھ سے پرندہ کی صورت میں اڑ گیا۔ وہ نوجوان یہ بات لے کر نکل پڑے۔ لوگوں کے سامنے اس کا ذکر کیا اور اسے عام کر دیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کون سا پرندہ بنانا سب سے مشکل ہے؟ لوگوں نے عرض کی چمگادڑ، وہ تو محض گوشت ہوتا ہے۔ آپ نے چمگادڑ ہی بنا دیا(2)۔

امام ابوشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف چمگادڑ ہی بنایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے مراد ایسا بچہ ہوتا ہے جو پیدا ہوتے ہی اندھا ہو(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے مراد ایسا اندھا ہے جس کی آنکھیں ہی نہ ہوں۔

امام ابوعبید، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے کہتے ہیں جو دن کے وقت دیکھتا ہے اور رات کے وقت نہیں دیکھتا(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الْاَكْمَهَ سے مراد کمزور نظر والا ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریضوں، اپاہجوں، اندھوں، مجنونوں اور دوسرے لوگوں کے لئے جو دعا کرتے وہ یہ تھی اے اللہ تو آسمان میں رہنے والی مخلوق کا معبود ہے اور تو زمین میں رہنے والی مخلوق کا بھی رب ہے، زمین وآسمان میں تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو زمین وآسمان میں رہنے والوں کا جبار ہے، تیرے سوا کوئی جبار نہیں، تو زمین وآسمان میں رہنے والی ہر چیز کا بادشاہ ہے، تیرے سوا ان میں کوئی بھی بادشاہ نہیں، تیری آسمان میں قدرت اسی طرح ہے جس طرح تیری زمین میں قدرت ہے، تیری زمین میں بادشاہت اسی طرح ہے جس طرح تیری آسمان میں بادشاہت ہے، تیرے کریم، نام روشن چہرے اور قدیم ملک کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں، بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ وہب نے کہا یہ دعا گھبراہٹ اور جنون کے لئے پڑھی جاتی ہے، مجنون کے لئے لکھی جاتی ہے اور اس کا پانی اسے پلایا جاتا ہے، ان شاء اللہ وہ تندرست ہو گا(5)۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر بارہ سال ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی ماں کی طرف وحی کی جب کہ آپ مصر میں تھیں، جب آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جنا تھا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 322 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 323 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 324
4۔ ایضاً 5۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 390

آپ قوم کے طعنوں سے ڈر کر مصر بھاگ گئی تھیں حکم یہ ملا تھا کہ اسے شام لے چلو، حضرت مریم نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت مریم شام میں ہی رہیں یہاں تک کہ آپ کی عمر تیس سال کی ہوگئی۔ آپ کی دعوت کا عرصہ تین سال کا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر اٹھالیا۔ وہب نے گمان کیا ہے کہ بعض اوقات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک وقت میں پچاس ہزار مریض جمع ہوجاتے۔ ان میں سے جو آپ تک پہنچ سکتا پہنچ جاتا اور جو ایسا نہ کرسکتا وہ آپ کے پاس آتا، آپ صرف اس کی طرف قدم بڑھاتے آپ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کر کے دوا کرتے (1)۔

امام بیہقی نے اسماء وصفات اور امام ابن عساکر نے حضرت اسماعیل بن عیاش کے واسطہ سے محمد بن طلحہ سے انہوں نے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب کسی مردہ کو زندہ کرنا چاہتے تو دو رکعت نماز پڑھتے پہلی رکعت میں تبارك الذی بیدہ الملك اور دوسری رکعت میں تنزیل السجدہ پڑھتے۔ جب فارغ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے پھر سات اسماء کے واسطہ سے دعا کرتے یا قدیم، یا حی، یا دائم، یا فرد، یا وتر، یا احد اور یا صمد۔ بیہقی نے کہا یہ قوی نہیں (2) ابن ابی حاتم نے محمد بن طلحہ کے واسطہ سے ابو بشر سے انہوں نے ابو ہذیل سے انہیں الفاظ کے ساتھ روایت نقل کی ہے آخر میں اس چیز کا اضافہ کیا ہے جب آپ کو کوئی مصیبت آتی تو سات دوسرے اسماء سے دعا کرتے یَاحَیُّ، یَا قَیُّوْمُ، یَا اَللّٰہُ، یَا رَحْمٰنُ، یَا ذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ، یَا نُوْرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَمَا بَیْنَھُمَا وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ یَا رَبِّ۔

امام ابن ابی دنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں حضرت معاویہ بن قرہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ سام بن نوح یہاں قریب ہی دفن ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ اسے دوبارہ اٹھائے۔ آپ نے آواز دی تو وہ سیاہ وسفید بالوں کی صورت میں اٹھ کھڑا ہوا۔ لوگوں نے عرض کی جب وہ فوت ہوا تو جوان تھا تو اس کے بالوں میں یہ سفیدی کیسی ہے؟ تو سام نے جواب دیا میں نے گمان کیا کہ یہ قیامت کی چیخ تھی تو میں گھبرا گیا۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جمع ہوجاتے ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے اے عیسیٰ فلاں نے گزشتہ رات کیا کھایا ہے اور اگلے روز کے لئے کیا جمع کیا ہے؟ آپ انہیں بتاتے لوگ آپ کا تمسخر اڑاتے یہاں تک کہ یہ سلسلہ طویل ہوجاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی خاص جگہ نہ تھی، آپ زمین میں سیاحت کرتے رہتے، ایک روز آپ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس بیٹھی ہوئی تھی، وہ رو رہی تھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے دریافت کیا۔ اس عورت نے بتایا اس کی بیٹی فوت ہوگئی ہے، اس کے سوا میری کوئی اولاد نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آواز دی اے فلانہ رحمٰن کے حکم سے اٹھ اور باہر آجا، قبر میں حرکت پیدا ہوئی۔ آپ نے پھر آواز دی، قبر پھٹ گئی۔ آپ نے تیسری بار آواز دی تو بچی باہر نکل آئی جب کہ وہ اپنے سر سے مٹی جھاڑ رہی تھی۔ بچی نے کہا اے ماں کس چیز نے تجھے اس بات پر برانگیختہ کیا کہ میں موت کا ذائقہ دو دفعہ چکھوں۔ اے ماں صبر کر اور ثواب کی امید رکھ، مجھے اس دنیا میں اب کوئی غرض نہیں۔ اس نے عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 326 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 391

اے روح اللہ اپنے رب سے سوال کیجئے کہ وہ مجھے آخرت کی طرف لوٹا دے، مجھ پر موت کی مصیبت کو آسان کر دے۔ آپ نے دعا کی اللہ تعالیٰ نے اسے قبض کر لیا اور زمین اس پر برابر ہوگئی۔

یہ خبر یہودیوں تک پہنچی تو وہ آپ پر سخت غضب ناک ہوئے، ان کا ایک جابر اور سرکش بادشاہ تھا جو نصیبین نامی شہر میں رہتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ وہ اس بادشاہ کے پاس جائیں تاکہ اسے اور اس شہر میں رہنے والوں کو دین کی دعوت دیں۔ آپ چل پڑے یہاں تک کہ شہر کے قریب پہنچ گئے۔ آپ کے حواری آپ کے ساتھ تھے، آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کیا تم میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں جو اس شہر میں جائے، اس میں یہ اعلان کرے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ حواریوں میں سے ایک آدمی اٹھا جس کا نام یعقوب تھا، عرض کی اے روح اللہ میں اس کے لئے حاضر ہوں۔ فرمایا جاؤ تم پہلے شخص ہو جو میری طرف سے برأت کرے گا۔ ایک اور آدمی اٹھا جسے توصار کہتے، عرض کی میں بھی اس کے ساتھ جاتا ہوں۔ دونوں چلے۔ شمعون اٹھا عرض کی اے روح اللہ میں ان کے ساتھ تیرا ساتھی بن جاتا ہوں، مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کی طرف سے وہ کام کروں جس پر آپ کو مجبور کیا جائے۔ فرمایا ہاں ٹھیک ہے۔ وہ تینوں چلے، جب وہ شہر کے قریب پہنچے تو شمعون نے دونوں ساتھیوں سے کہا شہر میں داخل ہو جاؤ اور جو تمہیں حکم دیا گیا ہے اسے لوگوں تک پہنچاؤ، میں اپنی جگہ (یہیں) ٹھہرتا ہوں، اگر تمہیں کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تو میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔ وہ دونوں چل پڑے یہاں تک کہ شہر میں داخل ہو گئے۔ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں باتیں کر رہے تھے، وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں سخت نازیبا کلمات کہہ رہے تھے۔ ایک نے اعلان کیا خبردار حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ لوگ ان کی طرف لپکے، پوچھا کس نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں؟ جس نے اعلان کیا تھا اس نے برأت کا اظہار کیا، کہا میں نے تو کچھ بھی نہیں کہا۔ دوسرے نے کہا میں نے کہا تھا اور اب بھی کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کی طرف القاء کیا اور اللہ تعالیٰ کی روح ہیں، اے بنی اسرائیل آپ پر ایمان لے آؤ۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ لوگ اسے اپنے بادشاہ کے پاس لے گئے، وہ بڑا جابر اور سرکش حاکم تھا۔ بادشاہ نے اس آدمی سے پوچھا تو ہلاک ہو تو نے کیا کہا؟ اس آدمی نے جواب دیا میں کہتا ہوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول، اس کی روح اور کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو القاء کیا تھا۔ بادشاہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا۔ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ ماجدہ پر بہتان لگایا۔ بادشاہ نے اس آدمی سے کہا تو ہلاک ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے برأت کا اظہار کر اور آپ کے بارے میں وہی بات کر جو ہم کہتے ہیں۔ اس آدمی نے جواب دیا میں اس طرح نہیں کہوں گا۔ بادشاہ نے کہا اگر تو اس طرح نہیں کہے گا تو میں تیرے ہاتھ پاؤں کاٹ دوں گا اور تیری آنکھوں میں گرم سلائی پھروا دوں گا۔ اس آدمی نے کہا ہمارے ساتھ جو تو کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ بادشاہ نے اس آدمی کے ساتھ اسی طرح کیا اور اسے شہر کے وسط میں کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پر ڈال دیا۔

پھر بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اس آدمی کی زبان کاٹ دے کہ شمعون شہر میں داخل ہوا، لوگ جمع تھے۔ اس نے لوگوں سے پوچھا اس مسکین کا کیا قصور ہے؟ لوگوں نے کہا یہ گمان کرتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ شمعون نے کہا اے بادشاہ کیا تو مجھے اجازت دیتا ہے کہ میں اس کے قریب جاؤں اور اس سے پوچھوں۔ بادشاہ نے کہا ٹھیک ہے۔ شمعون نے اس آدمی سے کہا اے مصیبت زدہ آدمی تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا میں کہتا ہوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ شمعون نے کہا اس کی نشانی کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا وہ بیماروں (مادر زاد اندھوں، کوڑیوں) کو شفا دیتے ہیں۔ شمعون نے کہا یہ تو طبیب بھی کرتے ہیں، کیا اس کے علاوہ بھی کوئی نشانی ہے؟ اس آدمی نے کہا جو تم کھاتے ہو اور جو تم ذخیرہ کرتے ہو اس کے بارے میں تمہیں خبر دیتے ہیں۔ شمعون نے کہا یہ تو کاہن بھی کرتے ہیں، کیا اس کے علاوہ بھی تیرے پاس کوئی دلیل ہے؟ اس آدمی نے کہا ہاں وہ مٹی سے پرندے کی شکل کی چیز بناتے ہیں۔ شمعون نے کہا یہ تو جادوگر کر لیتے ہیں، ممکن ہے انہوں نے یہ جادوگروں سے سیکھ لیا ہو، بادشاہ اس سوال و جواب سے متعجب ہو رہا تھا۔ شمعون نے کہا کیا اس کے علاوہ بھی کوئی دلیل ہے تو اس آدمی نے جواب دیا وہ مردوں کو زندہ کرتے ہیں۔

شمعون نے کہا اے بادشاہ اس نے ایک عظیم معاملہ کا ذکر کیا ہے۔ میرا خیال ہے کوئی مخلوق اللہ کے حکم کے بغیر اس پر قادر نہیں ہوتی اور اللہ تعالیٰ کسی جھوٹے جادوگر پر اسے جاری نہیں فرماتا، اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام رسول نہ ہوئے تو وہ مردے زندہ کرنے پر قادر نہ ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے مردے زندہ کیے تھے جب حضرت ابراہیم نے اس کا مطالبہ کیا تھا، جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثل ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کا خلیل ہوگا۔

امام ابن جریر نے سدی سے، ابن عساکر نے سدی کے واسطہ سے ابو مالک اور ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اور انہیں لوگوں کو دعوت دینے کا حکم دیا گیا تو بنو اسرائیل آپ کو ملے اور آپ کو اپنی بستی سے نکال دیا۔ آپ اور آپ کی والدہ سفر پر سفر کرتے ہوئے نکل پڑے۔ آپ ایک بستی میں ایک آدمی کے پاس ٹھہرے، اس نے آپ کی میزبانی کی اور بہت اچھا سلوک کیا۔ اس شہر کا ایک جابر حکمران تھا، ایک روز وہ آدمی واپس آیا جب کہ سخت غمگین تھا، وہ گھر میں داخل ہوا جب کہ حضرت مریم اس کی بیوی کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں، پوچھا تیرے خاوند کو کیا ہوا ہے؟ میں اسے غمگین دیکھتی ہوں۔ عورت نے کہا ہمارا ایک بادشاہ ہے، وہ ہمارے مردوں میں سے ہر ایک کی باری متعین کر دیتا ہے جس روز وہ آدمی بادشاہ اور اس کے لشکر کو کھانا کھلاتا ہے اور شراب پلاتا ہے، اگر وہ آدمی اس طرح نہ کرے تو بادشاہ اسے سزا دیتا ہے، آج ہماری باری ہے جب کہ ہمارے پاس اتنا وافر مال نہیں۔ حضرت مریم نے فرمایا اپنے خاوند سے کہو غم نہ کر، میں اپنے بیٹے کو کہوں گی وہ اس کے لئے دعا کرے گا جو اس کے لئے کافی ہو جائے گی۔

حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میری ماں اگر میں ایسا کروں گا تو اس میں بہت بڑی خرابی ہوگی۔ حضرت مریم نے کہا اس کی کوئی پرواہ نہ کر اس گھر کے مالک نے ہمارے ساتھ احسان کیا ہے، ہمیں عزت دی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اس کی بیوی سے کہو کہ وہ ہانڈیوں اور مٹکوں کو پانی سے بھر

دے۔ اس عورت نے انہیں پانی سے بھر دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی ہانڈیوں میں جو کچھ تھا وہ گوشت، شوربا اور روٹی بن گیا اور جو مٹکوں میں تھا وہ شراب بن گیا، ایسی شراب انہوں نے پہلے نہیں دیکھی تھی۔ جب بادشاہ آیا اس نے کھانا کھایا۔ جب شراب پی پوچھا تمہارے پاس یہ شراب کہاں سے آئی؟ آدمی نے جواب دیا فلاں جگہ سے۔ بادشاہ نے کہا میرے پاس اس جگہ سے شراب آتی ہے وہ تو ایسی نہیں ہوتی۔ اس آدمی نے کہا یہ اور جگہ کی ہے۔ جب معاملہ بادشاہ پر مشتبہ ہو گیا تو اس آدمی پر سختی کی۔ آدمی نے کہا میں آپ کو بتاتا ہوں، میرے پاس ایک نوجوان ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کر لیتا ہے، اس نے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے پانی کو شراب بنا دیا۔ بادشاہ نے کہا بے شک ایسا انسان ہے جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پانی کو شراب بنا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی یہ دعا بھی ضرور قبول کرے گا کہ اس کے بیٹے کو زندہ کر دے کیونکہ بادشاہ کا ایک بیٹا تھا جسے وہ اپنا نائب بنانا چاہتا تھا وہ چند دن پہلے مر گیا تھا۔

بادشاہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا، آپ سے گفتگو کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ وہ میرے بیٹے کو زندہ کر دے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ اگر وہ زندہ ہوا تو برائیاں کرے گا۔ بادشاہ نے کہا مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ کیسا ہو اگر میں اسے دیکھ لوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر میں اسے زندہ کر دوں تو تم مجھے اور میری ماں کو جانے دو گے جہاں ہم جانا چاہیں گے؟ بادشاہ نے کہا ہاں آپ نے دعا کی بچہ زندہ ہو گیا۔ جب اس مملکت کے لوگوں نے یہ دیکھا کہ بچہ زندہ ہو گیا ہے انہوں نے اسلحہ اٹھانے کی ایک دوسرے کو دعوت دی اور کہا یہ بادشاہ ہمیں کھا گیا ہے۔ جب یہ مرنے کے قریب پہنچا تو یہ اپنا بیٹا ہم پر نائب بنانا چاہتا ہے، یہ بھی ہمیں اسی طرح کھائے گا جس طرح اس کے باپ نے ہمیں کھایا ہے۔ وہ لوگ آپس میں لڑ پڑے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ چلے گئے اور ایک یہودی بھی ان کے ساتھ ہو لیا اور اس یہودی کے پاس دو روٹیاں تھیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک روٹی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے پوچھا تو میرے ساتھ شریک ہو گا؟ یہودی نے کہا ہاں۔ جب اس نے دیکھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس تو صرف ایک روٹی ہے تو شرمندہ ہوا۔ جب دونوں سو گئے تو یہودی نے روٹی کھانے کا ارادہ کیا، وہ لقمہ کھاتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پوچھتے تو کیا کرتا ہے؟ تو یہودی کہتا ہے کچھ بھی نہیں یہاں تک کہ یہودی روٹی کھانے سے بالکل فارغ ہو گیا۔

جب صبح ہوئی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اپنا کھانا لاؤ تو وہ ایک روٹی لایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا دوسری روٹی کہاں ہے؟ تو یہودی نے کہا میرے پاس تو صرف ایک روٹی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے اور یہ سب آگے چل پڑے۔ یہ سب ایک چرواہے کے پاس سے گزرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ندا دی اے مویشیوں کے مالک اپنی بکریوں میں سے ایک بکری ہمارے لئے ذبح کر۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ اس نے ایک بکری دے دی آپ نے اسے ذبح کیا، اسے بھونا اور یہودی سے فرمایا اسے کھاؤ اور اس کی ہڈی کو نہ توڑنا۔ دونوں نے اسے کھایا۔ جب سب سیر ہو گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہڈیوں کو چمڑے میں پھینکا پھر اپنا عصا مارا، فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھ جا، وہ بکری منمناتے ہوئے اٹھ پڑی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بکری کے مالک سے فرمایا اپنی بکری لے لو، چرواہے نے آپ سے پوچھا تو کون

ہے؟ آپ نے فرمایا میں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ اس چرواہے نے کہا کیا تو جادوگر ہے؟ یہ کہہ کر آپ سے بھاگ گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودی سے کہا اس ذات کی قسم جس نے اس بکری کو ذبح کیا جب کہ ہم اسے کھا چکے تھے آپ کے پاس کتنی روٹیاں تھیں؟ اس نے قسم اٹھا دی میرے پاس صرف ایک روٹی تھی۔ آپ گائیوں کے مالک کے پاس سے گزرے فرمایا اے گائیوں کے مالک اپنے جانوروں میں سے ایک بچھڑا ہمارے لئے ذبح کرو۔ اس مالک نے بچھڑا آپ کے حوالے کر دیا، آپ نے اسے ذبح کیا اور اسے بھونا جب کہ جانوروں کا مالک اسے دیکھ رہا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ساتھی سے فرمایا اس کا گوشت کھاؤ، اس کی ہڈی نہ توڑنا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے ہڈیاں چمڑے میں جمع کیں، پھر اسے چھڑی ماری فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھ جاؤ تو وہ ڈکارتے ہوئے اٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا اے گائیوں کے مالک اپنا بچھڑا لے لو۔ اس مالک نے پوچھا آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا میں عیسیٰ ہوں۔ اس نے کہا کیا آپ عیسیٰ جادوگر ہیں؟ یہ کہہ کر وہ بھاگ گیا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودی سے پوچھا اس ذات کی قسم جس نے اس بکری اور بچھڑے کو زندہ کیا جب کہ ہم انہیں کھا چکے تھے۔ تیرے پاس کتنی روٹیاں تھیں؟ اس نے قسم کھائی اس کے پاس صرف ایک روٹی تھی۔ وہ دونوں چلے یہاں تک کہ ایک بستی میں اترے، یہودی اونچی جگہ ٹھہرا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پست جگہ ٹھہرے، یہودی نے بھی ایسا ہی عصا اٹھایا جیسا عصا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تھا، فرمایا آج میں بھی مردوں کو زندہ کروں گا، اس بستی کا سردار سخت بیمار تھا۔ یہودی یہ اعلان کرتے ہوئے نکل کھڑا ہوا کسے طبیب کی ضرورت ہے؟ اسے سردار اور اس کی تکلیف کے بارے میں بتایا گیا۔ یہودی نے کہا مجھے اس کے پاس لے چلو یہودی کو سردار کے پاس لے جایا گیا۔ یہودی نے سردار کی ٹانگ کو پکڑا۔ اسے اپنے عصا سے مارا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ یہودی سردار کو مارتا ہی رہا جب کہ وہ مر چکا تھا اور کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اٹھو۔ لوگوں نے یہودی کو پکڑ لیا تا کہ اسے سولی پر لٹکا دیں۔ یہ خبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پہنچی۔ آپ اس کے پاس اس وقت آئے جب اس کو سولی پر چڑھا دیا گیا تھا۔ آپ نے لوگوں سے پوچھا اگر میں تمہارے سردار کو زندہ کر دوں تو کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑ دو گے؟ لوگوں نے کہا ٹھیک ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سردار کو زندہ کر دیا تو بادشاہ اٹھ پڑا۔ اس نے یہودی کو سولی سے اتروایا۔ فرمایا اے عیسیٰ علیہ السلام آپ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اللہ کی قسم میں تم سے کبھی بھی الگ نہ ہوں گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس نے بکری، بچھڑے کو زندہ کیا جن کو ہم نے کھا لیا تھا تجھے سولی سے نیچے اتارا جب کہ تجھے موت دینے کے لئے سولی پر چڑھایا گیا تھا تیرے پاس کتنی روٹیاں تھیں تو اس نے پھر بھی قسم اٹھا دی کہ اس کے پاس صرف ایک روٹی تھی۔ وہ دونوں چلے آپ تین اینٹوں کے پاس سے گزرے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی ان سب کو سونا بنا دے۔ آپ نے فرمایا اے یہودی ایک اینٹ میرے لئے، ایک اینٹ تیرے لئے اور ایک اینٹ اس کے لئے ہے جس نے روٹی کھائی تو یہودی کہہ اٹھا میں نے روٹی کھائی تھی (1)۔

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 396، مطبوعہ دار الفکر بیروت

امام ابن عساکر نے حضرت لیث سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ہولیا، دونوں چلے اور دریا کے کنارے پہنچے، دونوں کھانا کھانے کے لئے بیٹھ گئے، دونوں کے پاس تین روٹیاں تھیں، دونوں نے دو روٹیاں کھا لیں اور ایک روٹی بچ گئی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام پانی پینے کے لئے دریا کی طرف گئے واپس آئے تو روٹی نہ پائی، آپ نے اس ساتھی سے کہا روٹی کس نے کھائی ہے؟ اس نے جواب دیا میں تو کچھ نہیں جانتا۔ آپ اس کو ساتھ لے کر چل پڑے، آپ نے ایک ہرنی دیکھی جس کے ساتھ اس کے دو چھوٹے بچے تھے، آپ نے ان میں سے ایک کو اپنی طرف بلایا، وہ آپ کے پاس آیا، آپ نے اسے ذبح کیا، اسے بھونا اور دونوں نے مل کر کھایا۔ پھر آپ نے اس بچے سے کہا اللہ کے حکم سے اٹھ جا، وہ اٹھ گیا۔ آپ نے ساتھی سے فرمایا میں تجھ سے اس ذات کے واسطہ سے پوچھتا ہوں جس نے تجھے یہ منظر دکھایا ہے کس نے روٹی کھائی ہے؟ اس نے جواب دیا میں تو نہیں جانتا پھر دونوں سمندر کی طرف گئے۔ آپ نے اس آدمی کا ہاتھ پکڑا۔ آپ پانی پر چل پڑے۔ پھر فرمایا میں تجھے اس ذات کا واسطہ دیتا ہوں جس نے تجھے یہ نشانی دکھائی؟ کس نے روٹی کھائی اس نے جواب دیا میں کچھ نہیں جانتا۔

پھر دونوں جنگل کی طرف نکل گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مٹی لی، فرمایا اللہ کے حکم سے سونا بن جا تو مٹی سونا بن گئی۔ آپ نے اسے تین حصوں میں تقسیم کیا، فرمایا تیسرا حصہ تیرے لئے، تیسرا حصہ میرے لئے اور تیسرا حصہ اس کے لئے جس نے روٹی کھائی۔ تو اس آدمی نے کہا میں نے روٹی کھائی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تمام تیرے لئے ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے الگ راہ اختیار کی۔ دو اور آدمی اس آدمی کے پاس آ پہنچے، دونوں نے ارادہ کیا کہ اسے پکڑ لیں اور قتل کر ڈالیں۔ اس آدمی نے کہا یہ سونے کا ٹکڑا ہمارے درمیان برابر ہے، ایک آدمی کو بستی میں بھیجو جو ہمارے لئے کھانا لائے۔ انہوں نے ایک آدمی کو بھیجا جس کو بستی میں بھیجا گیا تھا۔ اس نے کہا میں کیوں ان کے ساتھ مال تقسیم کروں، میں کھانے میں زہر رکھوں گا، ان دونوں کو قتل کروں گا، بھیجنے والے دونوں نے کہا ہم اسے مال کا تیسرا حصہ کیوں دیں۔ جب وہ واپس لوٹے گا تو ہم اسے قتل کر ڈالیں گے۔ جب وہ ان کے پاس واپس آیا، انہوں نے اسے قتل کر دیا، دونوں نے بعد میں کھانا کھایا اور دونوں مر گئے۔ وہ مال جنگل میں اسی طرح پڑا رہا۔ وہ تینوں اس مال کے پاس مردہ پڑے تھے (1)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت خالد حذاء سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب اپنے قاصد بھیجتے جو مردے زندہ کرتے، آپ انہیں فرماتے تم یہ کہنا، تم یہ کہنا جب تم کپکپی اور آنسو دیکھو تو اس وقت دعا کرنا۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بھائی سے ملنے کے لئے گئے، آپ کو ایک آدمی ملا، اس نے بتایا کہ آپ کا بھائی تو مر گیا ہے۔ آپ واپس لوٹ آئے، اس کی بیٹیوں نے آپ کے واپس لوٹ جانے کا سنا، وہ آپ کے پاس آئیں، عرض کی اے اللہ کے رسول آپ کا یوں واپس ہو جانا ہمارے لئے ہمارے والد کی موت سے بڑھ کر تکلیف دہ ہے۔ آپ نے فرمایا چلو مجھے اپنے والد کی قبر دکھاؤ، وہ ساتھ چلیں یہاں تک کہ انہوں نے آپ کو

1۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 395، مطبوعہ دار الفکر بیروت

قبر دکھائی۔ آپ نے اسے آواز دی، وہ باہر نکل آیا جب کہ اس کے بال سفید ہو چکے تھے۔ پوچھا کیا تو فلاں نہیں؟ اس نے عرض کی جی ہاں میں وہی ہوں پوچھا کس چیز نے تیرے بالوں کو اس طرح کر دیا جس طرح میں دیکھتا ہوں۔ اس نے عرض کی میں نے آپ کی آواز سنی تو میں نے اسے صیحہ (صور) گمان کیا۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ کا مفہوم یہ ہے کہ جو تم رات کھانا کھاتے ہو اور جو اگلے دن کے لئے محفوظ کرتے ہو وہ میں تمہیں بتاؤں گا (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مدرسہ میں ساتھیوں سے فرماتے تیرے گھر والوں نے تیرے لئے فلاں فلاں چیز تیار کر رکھی ہے وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ کا یہی مفہوم ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی لڑکے تھے، آپ بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے، آپ انہیں فرماتے کیا تو یہ پسند کرتا ہے کہ میں تمہیں بتاؤں کہ تیری ماں نے تیرے لئے کیا چھپا رکھا ہے؟ تو وہ ساتھی کہتا ٹھیک ہے بتاؤ۔ تو آپ فرماتے تیرے لئے انہوں نے فلاں فلاں چیز محفوظ کر رکھی ہے، بچہ اپنی ماں کے پاس جاتا اور کہتا جو تو نے میرے لئے چھپا رکھا ہے وہ مجھے کھلاؤ۔ ماں پوچھتی میں نے تیرے لئے کیا چھپا رکھا ہے؟ بچہ کہتا تو نے فلاں فلاں چیز چھپا رکھی ہے۔ ماں پوچھتی تجھے کس نے بتایا ہے؟ بچہ بتاتا مجھے حضرت عیسیٰ بن مریم نے بتایا ہے۔ لوگوں نے کہا اگر تم اپنے بچوں کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہنے دو گے تو یہ انہیں خراب کر دے گا۔ لوگوں نے بچوں کو ایک گھر میں جمع کیا اور تالا لگا دیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں تلاش کرنے کے لئے نکلے تو بچوں کو نہ پایا یہاں تک کہ ایک گھر میں ان کا شور و غل سنا۔ آپ نے ان لوگوں کے بارے میں پوچھا اے لوگو گویا یہ بچے ہیں۔ لوگوں نے بتایا نہیں بلکہ یہ تو بندر اور خنزیر ہیں۔ آپ نے دعا کی اے اللہ انہیں بندر اور خنزیر بنا دے تو وہ اسی طرح ہو گئے (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس وقت لوگوں سے وعدہ لیا تھا کہ جب ان پر آسمان سے مائدہ اتارا تھا کہ وہ اس میں سے کھائیں گے ذخیرہ نہیں کریں گے۔ انہوں نے مائدہ کو چھپا دیا تو انہیں بندر اور خنزیر بنا دیا گیا (3)۔

عبد بن حمید نے عاصم بن ابی نجود سے وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ مثقلہ ہے اور اس میں ادغام ہے۔

وَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۫ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوْنِ ﴿۵۰﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 327 2۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 373

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 328

اِنَّ اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۵۱﴾

''اور میں تصدیق کرنے والا ہوں اپنے سے پہلے آئی ہوئی کتاب تورات کی اور تا کہ میں حلال کردوں تمہارے لئے بعض وہ چیزیں جو (پہلے) حرام کی گئی تھیں تم پر اور لایا ہوں تمہارے پاس ایک نشانی تمہارے رب کی طرف سے سو ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور میری اطاعت کرو۔ بے شک اللہ مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے مجھے اور مرتبہ کمال تک پہنچانے والا ہے تمہیں، سو اس کی عبادت کرو، یہی سیدھا راستہ ہے''۔

امام ابن جریر نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت پر بھی عمل کرتے تھے، آپ ہفتہ کو کوئی دنیاوی کام نہ کرتے اور بیت المقدس کی طرف منہ کر کے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ آپ نے بنی اسرائیل سے ارشاد فرمایا کہ تورات میں جو کچھ ہے میں نے اس سے مختلف چیز کی طرف دعوت نہیں دی، صرف اتنا کہا ہے کہ جو چیزیں تم پر پہلے حرام تھیں ان میں سے بعض کو حلال کر دیا ہے، میں تم سے بوجھوں کو ہلکا کرتا ہوں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو شریعت لائے تھے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے آسان تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اونٹ کا گوشت، اوجھ اور آنتوں کی چربی حرام تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں اسے حلال کر دیا، عام چربی کو حرام قرار دیا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو شریعت لائے اس میں اسے حلال کر دیا گیا۔ مچھلیوں اور پرندوں میں سے کچھ ایسی چیزیں جن میں خار (کانٹا) نہیں ہوتا ان کے بارے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں سختی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل میں ان کے بارے میں تخفیف کا حکم لائے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ جِئْتُكُمْ بِاٰیَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان چیزوں کے بارے میں احکام کو بیان کیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے بارے میں جو احکام عطا فرمائے انہیں بھی بیان کیا (4)۔

فَلَمَّاۤ اَحَسَّ عِیْسٰى مِنْهُمُ الْكُفْرَ قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ ۚ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ ۚ وَ اشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۵۲﴾

''پھر جب محسوس کیا عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان سے کفر (وانکار) (تو) آپ نے کہا کون ہیں میرے مددگار اللہ کی راہ میں؟ (یہ سن کر) کہا حواریوں نے کہ ہم مدد کرنے والے ہیں اللہ (کے دین) کی، ہم ایمان لائے ہیں اللہ پر اور (اے نبی ﷺ) آپ گواہ ہو جائیو کہ ہم (حکم الٰہی کے سامنے) سر جھکائے ہوئے ہیں''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 330 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 331

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ فَلَمَّآ اَحَسَّ عِیۡسٰی مِنۡهُمُ الۡكُفۡرَ سے مراد یہ ہے کہ جب انہوں نے کفر کیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کیا۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب آپ نے اپنی قوم سے مدد طلب کی تھی۔ اسی کے بارے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بنی اسرائیل میں سے ایک جماعت ایمان لائی اور ایک جماعت نے کفر کیا (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَى اللّٰهِ کی تفسیر میں کہا وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر میری اتباع کرے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہاں الی مع کے معنی میں ہے یعنی وہ کون ہے جو اللہ تعالیٰ کی معیت میں میری مدد کرے گا (2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کے اصحاب کو حواری اس لئے کہتے کیونکہ ان کے کپڑے سفید ہوتے اور وہ شکار کیا کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو ارطاۃ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں سے مراد دھوبی ہیں جو کپڑے دھوتے تھے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں سے مراد کپڑے دھونے والے ہیں، نبطی زبان میں ہواری اور عربی زبان میں محور کہتے ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں سے مراد دھوبی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس سے گزرے تو وہ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی اتباع کی۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حواریوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نیابت کے قابل تھے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حواریوں سے مراد انبیاء کے منتخب لوگ تھے (5)۔

امام عبد الرزاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حواری سے مراد وزیر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواری سے مراد مددگار ہے۔

امام بخاری، امام ترمذی اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہر نبی کا حواری ہوتا ہے، میرے حواری حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ہیں (6)۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت اسید بن یزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 335 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 332 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 336 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 336
5۔ ایضاً 6۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 527، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

کے مصحف میں وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ کی قرات میں تین لغتیں ہیں۔

رَبَّنَآ اٰمَنَّا بِمَآ اَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُوْلَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ۝۵۳ وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ۭ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ۝۵۴

"اے رب ہمارے! ہم ایمان لائے اس پر جو تو نے نازل فرمایا اور ہم نے تابعداری کی رسول کی تو لکھ لے ہمیں (حق پر) گواہی دینے والوں کے ساتھ۔ اور یہودیوں نے بھی (مسیح کو قتل کرنے کی) خفیہ تدبیر کی اور (مسیح کو بچانے کے لئے) اللہ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ سب سے بہتر (اور موثر) خفیہ تدبیر کرنے والا ہے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ کا معنی یہ ہے کہ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے ساتھ لکھ لے۔ آپ کی امت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں خبر دی کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام حق پہنچا دیا اور رسولوں کے بارے میں بھی گواہی دی کہ انہوں نے بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام لوگوں تک پہنچا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے کلبی کی سند سے انہوں نے ابوصالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ لکھ لے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھ چکتے تو یوں دعا کرتے اے اللہ میں ان سوال کرنے والوں کے واسطہ سے تیری بارگاہ اقدس میں سوال کرتا ہوں جن کے سوال کو تو نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے بے شک ایسے سوال کرنے والوں کا تجھ پر حق ہے، خشکی اور تری میں سے جس بندے اور بندی کی تو دعا قبول کرے ان کی اچھی دعاؤں میں ہمیں بھی شریک کر لے، ہمیں اور انہیں معاف فرما، ہماری اور ان کی آرزوؤں کو قبول فرما، ہماری اور ان کی لغزشوں سے درگزر فرما کیونکہ جو تو نے نازل فرمایا ہم اس پر ایمان لائے، ہم نے رسول کی اتباع کی، پس ہمیں شاہدین کے ساتھ لکھ لے۔ آپ فرمایا کرتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے جو بھی ان الفاظ کے ساتھ دعائیں کرتا ہے اللہ تعالیٰ خشکی اور تری میں رہنے والوں کی دعا میں انہیں شریک کر لیتا ہے وہ دعا ان سب کو شامل ہو جاتی ہے جب کہ وہ اپنی جگہ ہوتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے انیس حواریوں کا ایک گھر میں محاصرہ کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے وہ کون ہے جو میری صورت قبول کرے پھر اسے قتل کر دیا جائے تو اس کے لئے جنت ہے۔ ایک آدمی نے اس چیز کو قبول کر لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے انہوں نے مکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ بہترین خفیہ تدبیر کرنے والا ہے سے یہی مراد ہے(1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 338

إِذْ قَالَ اللَّهُ يٰعِيسَىٰٓ إِنِّي مُتَوَفِّيكَ وَرَافِعُكَ إِلَيَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِينَ كَفَرُوا وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوٓا إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأَحْكُمُ بَيْنَكُمْ فِيمَا كُنتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ﴿٥٥﴾ فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نّٰصِرِينَ ﴿٥٦﴾ وَأَمَّا الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمْ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِينَ ﴿٥٧﴾

''یاد کرو جب فرمایا اللہ نے اے عیسیٰ (علیہ السلام)! یقیناً میں پوری عمر تک پہنچاؤں گا تمہیں اور اٹھانے والا ہوں تمہیں اپنی طرف اور پاک کرنے والا ہوں تمہیں ان لوگوں (کی تہمتوں) سے جنہوں نے (تیرا) انکار کیا اور بنانے والا ہوں ان کو جنہوں نے تیری پیروی کی غالب کفر کرنے والوں پر قیامت تک، میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تم نے پس (اس وقت) میں فیصلہ کروں گا تمہارے درمیان (ان امور کا) جن میں تم اختلاف کرتے رہتے تھے۔ تو وہ جنہوں نے کفر کیا میں عذاب دوں گا انہیں سخت عذاب دنیا اور آخرت میں اور نہیں ہو گا ان کے لئے کوئی مددگار۔ اور وہ جو ایمان لائے اور کئے نیک کام تو اللہ پورے پورے دے گا انہیں ان کے اجر اور اللہ تعالیٰ نہیں محبت کرتا ظلم کرنے والوں سے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُتَوَفِّيكَ کا معنی ہے کہ میں تجھے موت عطا کرنے والا ہوں (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ میں تمہیں زمین سے اٹھانے والا ہوں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے ان الفاظ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ کو نیند عطا کرنے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے نیند کی حالت میں آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا۔ حضرت حسن نے کہا رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے فرمایا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مرے نہیں وہ قیامت سے قبل آپ کی طرف لوٹیں گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ان الفاظ میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی تمہیں اپنی طرف اٹھانے والا ہوں اور پھر تمہیں موت عطا کرنے والا ہوں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مطر وراق سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ میں تجھے دنیا سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 340 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 339 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 338

اٹھانے والا ہوں تجھے موت عطا کرنے والا نہیں (1)۔

امام ابن جریر نے صحیح سند کے ساتھ حضرت کعب سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ آپ کی تصدیق کرنے والوں کی تعداد کم ہے اور جھٹلانے والوں کی تعداد زیادہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی شکایت کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا کہ میں تجھے قبض کروں گا اور اپنی طرف اٹھالوں گا اور کانے دجال پر مبعوث کروں گا جسے آپ قتل کریں گے، اس کے بعد آپ چوبیس سال تک زندہ رہیں گے، پھر میں تجھے موت عطا کروں گا۔ کعب نے کہا اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی تصدیق ہے۔ آپ نے فرمایا وہ امت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جس کی ابتداء میں میں ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے آخر میں ہوں گے (2)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی نبی ایسا نہیں گزرا کہ اس کے زمانے میں اتنے عجائب ہوں جتنے عجائب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا۔ آپ کے زمین سے اٹھانے کا مدعا یہ تھا کہ ایک جابر بادشاہ تھا جس کا نام داؤد بن نوذا تھا یہ بنی اسرائیل کا حاکم تھا، یہی وہ شخص تھا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش کے لئے آدمی بھیجے تھے تاکہ آپ کو قتل کردے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل کو نازل فرمایا جب کہ آپ کی عمر تیرہ سال تھی اور آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا جب کہ آپ کی عمر چونتیس سال تھی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف یہ وحی کی یعنی میں تجھے یہودیوں سے چھٹکارا دلاؤں گا وہ آپ کو قتل نہ کرسکیں گے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا ہے، وہ آسمان میں اس کی بارگاہ میں ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن میں صرف تین ساعتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو موت عطا کی پھر آپ کو آسمان پر اٹھالیا (5)۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین دن تک موت عطا کی پھر دوبارہ زندہ کیا اور آسمانوں پر اٹھالیا (6)۔

امام حاکم نے حضرت وہب سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سات گھڑیوں تک موت عطا کی پھر انہیں زندہ کیا حضرت مریم حاملہ ہوئیں جب کہ ان کی عمر تیرہ سال تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس سال کی عمر میں اٹھایا گیا۔ آپ کے اٹھائے جانے کے بعد چھ سال تک حضرت مریم زندہ رہیں۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے جویبر کے واسطہ سے ضحاک سے اور انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ وَ رَافِعُكَ سے مراد یہ ہے کہ میں تمہیں اٹھانے والا ہوں اور آخر زمانہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 339 — 2۔ ایضاً — 3۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 470

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 339 — 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 340 — 6۔ تاریخ ابن عساکر، جلد 47، صفحہ 470

میں تجھے موت عطا کروں گا۔

امام ابن ابی حاتم نے ابن جریر سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھایا اور انہیں موت عطا کی۔

امام حاکم نے حضرت حریث بن مخشی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا کو 21 رمضان میں شہید کیا گیا تو میں نے حضرت حسن بن علی کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا آپ کو اس رات شہید کیا گیا جس رات قرآن حکیم نازل ہوا۔ اس رات شہید کیا گیا جس رات حضرت عیسیٰ علیہ السلام قید کئے گئے، اس رات شہید کیا گیا جس رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کی گئی(1)۔

امام ابن سعد، امام احمد نے زہد میں اور حاکم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تینتیس سال کی عمر میں آسمانوں پر اٹھایا گیا اور اتنی عمر میں حضرت معاذ فوت ہوئے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ مُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہود و نصاریٰ، مجوس اور آپ کی قوم میں سے کفار سے پاک کیا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل نے آپ کے بارے میں جو برا ارادہ کیا تھا اس سے آپ کو پاک رکھا(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل اسلام جنہوں نے آپ کے دین، ملت و سنت کی پیروی کی وہ ہمیشہ ان لوگوں پر غالب رہیں گے جنہوں نے آپ کی مخالفت کی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے جنہوں نے اسلام قبول کر کے آپ کی اتباع کی اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے خلاف قیامت تک ان کی مدد کرنے والا ہے جنہوں نے کفر اختیار کیا(6)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت نعمان بن بشیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ غالب رہے گی، جو لوگ ان کی مخالفت کریں گے وہ ان کی کوئی پرواہ نہ کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آپہنچے گا۔ لقمان نے کہا اگر کوئی یہ کہے کہ میں تو وہ کہتا ہوں جو رسول اللہ ﷺ نے نہیں کہا تو اس کی تصدیق کتاب اللہ میں موجود ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اتباع کرنے والوں سے مراد مسلمان ہیں اور ہم ہی وہ ہیں اور ہم کفار پر ہمیشہ غالب ہیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے سنا کہ میری امت میں سے ایک جماعت ہمیشہ حق پر جہاد کرتی رہے گی جب کہ وہ لوگوں پر غالب رہے گی یہاں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 154 (4688) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 302 (5173)

3۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 341 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 342

تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آ پہنچے گا جب کہ وہ اسی طرح ہوں گے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے اس آیت کے متعلق روایت کیا ہے کہ نصاریٰ قیامت تک یہودیوں پر غالب رہیں گے۔ کسی شہر میں اگر ایک بھی نصرانی ہوگا تو وہ مشرق و مغرب میں یہودیوں پر غالب ہوگا۔ یہودی ہر جگہ مغلوب رہیں گے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے ہاں اٹھالئے گئے ہیں، قیامت کے روز سے پہلے انہیں دوبارہ زمین پر اتارا جائے گا جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور جو ان کے دین پر ہے وہ ہمیشہ قیامت تک ان لوگوں پر غالب رہیں گے جو ان سے الگ راہ اختیار کریں گے۔

امام ابن جریر نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے جو ایمان لائے اور فرائض ادا کیے انہیں ان کے اچھے اعمال پر پوری پوری جزا دی جائے گی، ان کے بدلہ میں کوئی کمی نہ کی جائے گی (2)۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ ﴿۵۸﴾

''یہ جو ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو آیتیں ہیں اور نصیحت حکمت والی''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں نجران کے دو راہب آئے، ایک نے پوچھا حضرت عیسیٰ کا باپ کون تھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب دینے میں جلدی نہیں فرمایا کرتے تھے، اسی وقت جواب دیتے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم نازل ہوتا، تو مُمْتَرِیْن تک آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ذکر حکیم سے مراد قرآن حکیم ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا عنقریب فتنے ظاہر ہوں گے میں نے عرض کی ان سے کون سی چیز نکالے گی؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب، یہی ذکر حکیم اور صراط مستقیم ہے۔

اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۵۹﴾ اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿۶۰﴾ فَمَنْ حَآجَّكَ فِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ ۫ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ ﴿۶۱﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ ۚ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۶۲﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 342　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 343　3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 344

اللّٰہَ عَلِیۡمٌۢ بِالۡمُفۡسِدِیۡنَ ﴿۶۳﴾

''بے شک مثال عیسیٰ (علیہ السلام) کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدم (علیہ السلام) کی مانند ہے، بنایا اسے مٹی سے پھر فرمایا اسے ہو جا تو وہ ہو گیا۔ (اے سننے والے!) یہ حقیقت (کہ عیسیٰ انسان ہیں) تیرے رب کی طرف سے (بیان کی گئی) پس تو نہ ہو جا شک کرنے والوں سے۔ پھر جو شخص جھگڑا کرے آپ سے اس بارے میں اس کے بعد کہ آ گیا آپ کے پاس (یقینی) علم تو آپ کہہ دیجئے کہ آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں کو بھی اور تمہارے بیٹوں کو بھی، اپنی عورتوں کو بھی اور تمہاری عورتوں کو بھی، اپنے آپ کو بھی اور تم کو بھی، پھر بڑی عاجزی سے (اللہ کے حضور) التجا کریں پھر بھیجیں اللہ تعالیٰ کی لعنت جھوٹوں پر۔ بے شک یہی ہے واقعہ سچا اور نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور بے شک اللہ ہی غالب ہے اور حکمت والا ہے۔ پھر اگر وہ منہ پھیریں تو اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے فساد برپا کرنے والوں کو''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، ان میں سید اور عاقب بھی تھے۔ اس وفد نے آپ سے عرض کی آپ کو کیا ہوا کہ آپ ہمارے صاحب کا ذکر کرتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا آپ کا صاحب کون ہے؟ انہوں نے عرض کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کی آپ گمان کرتے ہیں کہ آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں وہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کیا آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھا ہے یا اس کے متعلق آپ کو خبر دی گئی ہے؟ پھر وہ آپ کے پاس سے چلے گئے۔ حضرت جبرئیل امین آئے، کہا جب وہ آپ کے پاس آئیں تو ان سے فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایسے ہی ہیں جیسے حضرت آدم علیہ السلام (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اہل نجران میں سے ان کے دو سردار اور اسقف سید اور عاقب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملے، دونوں نے آپ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں پوچھا ہر آدمی کا کوئی نہ کوئی باپ ہوتا ہے کیا وجہ ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی باپ نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث کیا گیا اور نجران کے لوگوں نے اس کے بارے میں سنا تو ان کے بہترین لوگوں میں سے چار فرد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان میں سید، عاقب، ماسرجس اور ماربحر بھی تھے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ ان سب نے کہا نہیں بلکہ وہ اللہ ہے جو اپنی بادشاہت سے نیچے اترا اور مریم کے پیٹ میں داخل ہو گیا پھر اس سے نکلا، اس نے ہمیں اپنی قدرت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 345 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

امر دکھایا، کیا آپ نے کوئی ایسا انسان بھی دیکھا ہے جو باپ کے بغیر بھی پیدا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت اہل نجران کے عاقب اور سید کے بارے میں نازل ہوئی(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ نجران کا ایک وفد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، ان میں سید اور عاقب بھی تھے، یہ ان دونوں نجران کے روساء تھے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی آپ ہمارے صاحب کو کیوں گالیاں دیتے ہیں؟ آپ نے پوچھا تمہارا صاحب کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا عیسیٰ بن مریم، انہوں نے کہا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ بندے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ اللہ کا بندہ اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو القاء کیا اور اس کی روح ہیں۔ وہ سخت غضب ناک ہوئے اور کہا اگر آپ سچے ہیں تو ہمیں کوئی ایسا بندہ دکھاؤ جو مردوں کو زندہ کرتا ہو، مادر زاد اندھوں کو تندرست کرتا ہو، مٹی سے پرندے کی شکل بناتا ہو اور اس میں پھونک مارتا ہو بلکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو خدا ہیں یہاں تک کہ جبرئیل حاضر ہوئے، عرض کی اے محمد تحقیق ان لوگوں نے کفر کیا جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تو حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں (المائدہ: 17) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے کہ میں انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثل کے بارے میں بتاؤں تو حضرت جبرئیل امین نے ان آیات کی تلاوت کی۔ جب صبح ہوئی وہ لوگ پھر آئے تو حضور ﷺ نے ان پر یہ آیات تلاوت کیں (3)۔

امام ابن سعد اور عبد بن حمید نے حضرت ازرق بن قیس سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کا اسقف اور عاقب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ دونوں نے کہا ہم تو اس سے قبل ہی مسلمان ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اسلام پر قائم ہونے کے بارے میں جھوٹ بولا ہے، تم میں تین باتیں ہیں (1) تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے (2) تم صلیب کو سجدہ کرتے ہو (3) تم خنزیر کا گوشت کھاتے ہو۔ دونوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باپ کون ہے؟ حضور ﷺ نے اپنی طرف سے کوئی مناسب جواب نہ جانا تو اللہ تعالیٰ نے **بِالْمُفْسِدِیْنَ** تک آیات کو نازل فرمایا۔ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضور ﷺ نے ان دونوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ دونوں نے کہا یہ نبی ہیں ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم ان سے مباہلہ کریں۔ دونوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ دونوں نے عرض کیا آپ مباہلہ کے علاوہ ہمیں کیا پیش کرتے ہیں تو حضور ﷺ نے فرمایا اسلام، جزیہ یا جنگ تو انہوں نے جزیہ دینے کا اقرار کیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں شک میں مبتلا نہ ہوں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت آدم علیہ السلام کی طرح اللہ تعالیٰ کا بندہ، اس کا رسول اور اس کا کلمہ ہیں (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کا وفد حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 345 مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 347

ہمیں حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بتائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کو القاء کیا ہے۔ انہوں نے عرض کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تو اس سے بڑھ کر مقام ہونا چاہیے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ انہوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ شان تو نہیں کہ وہ حضرت آدم جیسا ہو تو اللہ تعالیٰ نے فَمَنْ حَآجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن حرث بن جزء زبیدی سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کاش میرے اور اہل نجران کے درمیان حجاب ہوتا نہ میں انہیں دیکھتا اور نہ وہ مجھے دیکھتے کیونکہ وہ سختی سے آپ کے ساتھ جھگڑتے تھے (1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت سلمہ بن عبد یشوع سے انہوں نے اپنے باپ سے اس نے دادا سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ طس نازل ہونے سے پہلے حضور ﷺ نے اہل نجران کی طرف ایک خط لکھا اس اللہ کے نام سے جو حضرت ابراہیم، اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کا معبود ہے، یہ خط حضرت محمد ﷺ کی جانب سے نجران کے اسقف اور وہاں کے رہنے والوں کی طرف ہے، اگر تم اسلام لے آؤ تو میں تمہارے لئے اس اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں جو حضرت ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کا معبود ہے، امابعد میں تمہیں بندوں کی عبادت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت، بندوں کی حکمرانی سے اللہ تعالیٰ کی بادشاہت کی طرف بلاتا ہوں، اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کرو تو تم پر جزیہ لازم ہے، اگر تم جزیہ دینے سے انکار کرو تو میں تمہارے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں۔ والسلام۔

جب اسقف نے یہ خط پڑھا تو سخت خوفزدہ ہوا تو اس نے اہل نجران میں سے ایک آدمی کو بلا بھیجا جس کو شرحبیل بن وداعہ کہا جاتا، اسقف نے اسے خط دیا۔ شرحبیل نے خط پڑھا۔ اسقف نے اسے کہا تیری کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا تم خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم سے وعدہ فرمایا تھا کہ وہ حضرت اسماعیل کی اولاد میں نبوت عطا فرمائے گا، ممکن ہے یہی وہ آدمی ہو، نبوت کے بارے میں میرے پاس کچھ مشورہ نہیں، اگر کوئی دنیا کا معاملہ ہوتا میں اس بارے میں مشورہ دیتا اور تیرے لئے کوشش کرتا۔

اسقف نے اہل نجران کی طرف باری باری پیغام بھیجا، ہر ایک نے شرحبیل جیسی ہی بات کی۔ تمام کا اس پر اتفاق ہو گیا کہ وہ شرحبیل بن وداعہ، عبد اللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض کو (مدینہ طیبہ) بھیجیں۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر لائیں۔ وفد چلا گیا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے ان سے بات چیت کی۔ انہوں نے آپ سے سوال پوچھے۔ لگاتار بات چیت ہوتی رہی یہاں تک کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج میرے پاس اس بارے میں کوئی چیز نہیں، تم ٹھہرو تاکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا جائے وہ میں تمہیں کل بتاؤں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 348

انہوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔

جب حضور ﷺ کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں خبر دے دی گئی تھی تو حضور ﷺ تشریف لائے جب کہ حضرت حسن اور حضرت حسین آپ کی کملی میں تھے اور حضرت فاطمہ آپ کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔ اس طرح آنے کا مقصد لعان کرنے کا تھا۔ ان دنوں آپ کی کئی بیویاں بھی تھیں۔ شرحبیل نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا میں تو ایک لازمی امر دیکھتا ہوں۔ اگر یہ آدمی نبی ہے اور ہم نے اس سے لعان کیا تو روئے زمین پر نہ ہمارا بال رہے گا اور نہ ہی ناخن مگر وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ دونوں نے اس سے پوچھا اب تیری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ ہم اسے حکم مان لیں کیونکہ میں اسے ایسا آدمی خیال کرتا ہوں جو غلط فیصلہ نہیں کرے گا۔ دونوں نے اس سے کہا جو تیرا فیصلہ ہو ہمیں منظور ہے۔ شرحبیل رسول اللہ ﷺ سے ملا، عرض کی میں نے آپ کے ساتھ مباہلہ کرنے سے بھی بہتر رائے پائی ہے۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے عرض کہا ایک دن رات کی مہلت دیں، اس میں آپ ہمارے بارے میں جو فیصلہ کریں گے، وہ ہمیں منظور ہوگا رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے اور ان سے مباہلہ نہ کیا اور ان سے جزیہ پر صلح کر لی۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عاقب اور سید حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں سے لعان کا ارادہ کیا، ایک نے دوسرے سے کہا اس سے مباہلہ نہ کرو، اللہ کی قسم اگر یہ نبی ہوئے اور ہم نے ان سے لعان کر لیا تو نہ ہم کامیاب ہوں گے اور نہ ہمارے بعد والے کامیاب ہوں گے۔ انہوں نے حضور ﷺ سے عرض کی جو آپ ہم سے مطالبہ کریں گے، وہ ہم مان لیں گے ہمارے ساتھ اپنا ایک امین آدمی بھیجیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو عبیدہ اٹھو، جب آپ کھڑے ہو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ امت کا امین ہے (1)۔

امام حاکم نے اسے نقل کیا اور اسے صحیح قرار دیا نیز ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عاقب اور سید آئے، آپ نے ان دونوں کو اسلام کی دعوت دی۔ دونوں نے کہا اے محمد ہم اسلام لا چکے ہیں۔ فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے، اگر تم چاہو تو میں تمہیں بتاتا ہوں کہ وہ کون سی چیز ہے جو تمہیں اسلام لانے سے روکتی ہے۔ دونوں نے عرض کی بتائیے آپ ﷺ نے فرمایا صلیب کی محبت، شراب خوری، خنزیر کا گوشت کھانا۔ حضرت جابر نے کہا آپ نے ان دونوں کو مباہلہ کی دعوت دی۔ انہوں نے اگلے دن تک وعدہ کیا۔ جب اگلا دن طلوع ہوا حضور ﷺ نے حضرت علی شیر خدا حضرت فاطمہ اور حضرت حسن و حسین کا ہاتھ پکڑا پھر ان دونوں کی طرف پیغام بھیجا۔ دونوں نے جواب دینے اور اقرار کرنے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اگر وہ ایسا کرتے تو ان پر وادی آگ سے بھر جاتی۔ جابر نے کہا انہیں کے بارے میں آیت مباہلہ نازل ہوئی۔ حضرت جابر نے کہا اَنْفُسَنَا اور اَنْفُسَكُمْ سے مراد رسول اللہ ﷺ اور حضرت علی ہیں اَبْنَآءَنَا سے مراد حضرت حسن و حسین

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 217، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد

رضی اللہ عنہما ہیں اور نِسَآءَنَا سے مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نجران کا وفد حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ روح اللہ، کلمۃ اللہ، عبد اللہ اور رسول اللہ ہیں۔ انہوں نے عرض کی کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ ہم آپ سے مباہلہ کریں کہ وہ تو ایسے نہ تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تمہیں یہ پسند ہے۔ انہوں نے عرض کی ہمیں یہ پسند ہے۔ آپ نے فرمایا اگر تم یہ چاہتے ہو تو ٹھیک ہے۔ آپ تشریف لائے تو آپ نے حضرت حسن وحسین رضی اللہ عنہما کو جمع کیا۔ ان کے رئیس نے کہا آپ سے لعان نہ کرو۔ اللہ کی قسم اگر تم ان سے لعان کرو گے تو دو جماعتوں میں سے ایک جماعت زمین میں دھنس جائے گی۔ وہ پھر حاضر ہوئے، عرض کی اے ابو القاسم ہمارے بے وقوفوں نے آپ سے مباہلہ کی بات کی ہے، ہم تو یہ پسند کرتے ہیں کہ آپ ہمیں معاف کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے پھر فرمایا عذاب نجران پر سایہ فگن ہو چکا تھا (1)۔

امام ابو نعیم نے دلائل میں کلبی کے واسطہ سے ابو صالح رحمہم اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کا ایک عیسائی وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ ان کے سردار تھے اور چودہ آدمی تھے۔ ان میں سید (یہی ان میں سب سے بڑا تھا) عاقب اس کا مقام ومرتبہ اس کے بعد تھا اور یہی صاحب رائے تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں سے فرمایا اسلام قبول کرلو۔ دونوں نے کہا ہم اسلام لا چکے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم دونوں اسلام نہیں لائے۔ دونوں نے جواب دیا کیوں نہیں ہم آپ سے پہلے ہی اسلام لائے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے، تین چیزیں تمہیں اسلام قبول کرنے سے روکتی ہیں، تمہارا صلیب کی عبادت کرنا، خنزیر کھانا اور تمہارا یہ اعتقاد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں جنہیں حضور ﷺ نے ان پر تلاوت کیا۔ جب حضور ﷺ نے ان آیات کو تلاوت کیا تو انہوں نے کہا جو تم کہتے ہو ہم تو اسے نہیں جانتے۔ تو بعد والی آیت نازل ہوئی کہ جو جاننے کے بعد بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آپ سے جھگڑا کریں تو انہیں کہو آؤ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کریں کہ حضرت محمد ﷺ جو پیغام حق لائے ہیں وہ حق ہے اور جو وہ کہتے ہیں وہ باطل ہے۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے اگر تم اسلام قبول نہ کرو گے تو میں تم سے مباہلہ کروں گا۔ انہوں نے عرض کی اے ابو القاسم ﷺ ہم واپس چلتے ہیں اور اپنے معاملہ میں غور وفکر کرتے ہیں، پھر ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے سے ملے اور سچی سچی باتیں کیں۔ سید نے عاقب سے کہا اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ یہ نبی مرسل ہیں، اگر تم اس سے لعان کرو گے تو وہ تمہیں نیست ونابود کر دے گا۔ کسی قوم نے کبھی بھی کسی نبی سے لعان نہیں کیا مگر ان کا نہ کوئی بڑا بچا ہے اور نہ ہی چھوٹا پروان چڑھا ہے۔ اگر تم اس کی پیروی نہیں کرنا چاہتے اور اس کی وجہ صرف تمہاری اپنے دین سے محبت ہے تو اسے چھوڑ دو اور اپنے ملک کی طرف واپس چلے جاؤ۔ حضور ﷺ ان کی طرف جب تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کے ساتھ حضرت علی، حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 649 (4157)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔ نصاری نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ دینے پر رضامندی اختیار کی۔

امام ابونعیم نے دلائل میں عطاء اور ضحاک رحمہم اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ اہل نجران کے آٹھ عربی اسقف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن میں عاقب اور سید بھی تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ معنی یہ ہے کہ ہم جھوٹے پر لعنت کی دعا کریں۔ انہوں نے عرض کی ہمیں تین دن کی مہلت دیں۔ وہ بنو قریظہ، بنو نضیر اور بنو قینقاع کے پاس گئے، ان سے مشورہ کیا۔ انہوں نے نجران کے وفد کو مشورہ دیا کہ وہ آپ سے صلح کر لیں، مباہلہ نہ کریں، وہ وہی نبی ہے جن کا ذکر ہم تورات میں پاتے ہیں۔ انہوں نے صفر میں ہزار حلے اور رجب میں ہزار حلے اور دراہم دینے پر صلح کر لی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم رحمہم اللہ نے دلائل میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے نجران کے وفد کو بلایا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں آپ سے جھگڑا کیا تھا۔ وہ واپس چلے گئے اور مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اہل نجران پر عذاب نازل ہوا چاہتا تھا۔ اگر وہ ایسا کرتے تو روئے زمین سے ان کا خاتمہ کر دیا جاتا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابونعیم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کے لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں بڑی عظیم باتیں کرتے، وہ حضور ﷺ سے اس بارے میں جھگڑا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے آل عمران میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ حضور ﷺ نے ان کو مباہلہ کرنے کا کہا۔ انہوں نے آنے والے دن کا وعدہ کیا۔ حضور ﷺ تشریف لائے جب کہ آپ کے ساتھ حضرت حسن، حضرت حسین اور حضرت فاطمہ بھی تھیں۔ انہوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ پر صلح کر لی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا تھا جس نے مجھے یہ خبر دی تھی کہ اگر وہ مباہلہ کر لیتے تو اہل نجران ہلاک ہو جاتے یہاں تک کہ پرندے درختوں پر ہی مر جاتے۔

امام عبد الرزاق، بخاری، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر اہل نجران رسول اللہ ﷺ سے مباہلہ کرتے تو وہ واپس پلٹتے درانحالیکہ وہ وہاں کے باسیوں کو پاتے اور نہ ہی کوئی مال پاتے (2)۔

امام مسلم، امام ترمذی، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلایا اور فرمایا اے اللہ یہ میرے اہل ہیں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 351 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 163، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن جریر نے حضرت علباء بن احمر یشکری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے حضرت علی، حضرت فاطمہ اور ان کے دونوں صاحبزادوں کو بلا بھیجا اور یہودیوں کو بلا بھیجا تا کہ آپ ﷺ ان سے مباہلہ کریں تو ایک یہودی نوجوان نے کہا تم ہلاک ہو گیا تمہارا وہ زمانہ قریب ہی نہیں گزرا کہ تمہارے بھائی بندر اور خنزیر بنا دیئے گئے تھے؟ ان لوگوں سے مباہلہ نہ کرو تو وہ لوگ مباہلہ کرنے سے رک گئے (1)۔

امام ابن عساکر نے جعفر بن محمد سے انہوں نے اپنے باپ سے اسی آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ حضرت ابو بکر اور ان کے بیٹے، حضرت عمر اور ان کے بیٹے، حضرت عثمان اور ان کے بیٹے اور حضرت علی اور ان کے بیٹے کو ساتھ لائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ثُمَّ نَبْتَهِلْ کا معنی ہے ہم کوشش کریں۔

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ اخلاص ہے آپ اس انگلی کے ساتھ اشارہ کرتے جو انگوٹھے کے ساتھ ملی ہوئی ہوتی ہے، یہ دعا ہے تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر اٹھاتے، یہ ابتہال ہے آپ ہاتھوں کو لمبا کر کے اٹھاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ سے مراد یہ ہے کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہا وہ حق ہے۔

امام عبد بن حمید نے قیس بن سعد سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس اور ایک دوسرے کے درمیان کوئی جھگڑا ہوا تو آپ نے یہ مباہلہ والی آیت پڑھی، آپ نے اپنے ہاتھوں کو اٹھایا اور رکن یمانی کی طرف منہ کیا اور آیت کا آخری حصہ پڑھا۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ﴿۶۴﴾

"(میرے نبی!) آپ کہیے اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو یکساں ہے ہمارے اور تمہارے درمیان (وہ یہ کہ) ہم نہ عبادت کریں (کسی کی) سوائے اللہ کے اور نہ شریک ٹھہرائیں اس کے ساتھ کسی چیز کو اور نہ بنا لے کوئی ہم میں سے کسی کو رب اللہ کے سوا، پھر اگر وہ روگردانی کریں (اس سے) تو تم کہہ دو گواہ رہنا (اے اہل کتاب) کہ ہم مسلمان ہیں"۔

ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابو داؤد، نسائی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نماز فجر کی پہلی رکعت میں قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا (البقرہ:136) اور دوسری رکعت میں اس آیت کی تلاوت کرتے (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 251

امام عبدالرزاق، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابوسفیان نے روایت نقل کی ہے کہ ہرقل شاہ روم نے رسول اللہ ﷺ کا مکتوب منگوایا اور اسے پڑھا، اس میں تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ خط محمد ﷺ کی جانب سے ہرقل جو روم کا بادشاہ ہے کی طرف ہے، اس پر سلامتی ہو جس نے ہدایت کی پیروی کی بعد ازاں میں تجھے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں، اسلام قبول کرلو سلامتی پا جاؤ گے، اسلام قبول کرو اللہ تعالیٰ تمہیں دگنا اجر عطا فرمائے گا، اگر تو نے اسلام قبول کرنے سے روگردانی کی تو تم پر تیرے تمام پیروکاروں کا گناہ بھی ہو گا یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَ لَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّ لَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۔(1)

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کفار (اہل کتاب) کی طرف یہی خط ہوتا تھا تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۭ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں کو یکساں بات کی طرف دعوت دی تو انہوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ نے ان سے جہاد کیا تو وہ جزیہ دینے راضی ہو گئے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ حضور ﷺ نے یہودیوں کو کلمہ سواء کی دعوت دی انہوں نے ہی حضور ﷺ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں جھگڑا کیا تھا اور گمان یہ کیا تھا کہ آپ نے یہودی کی حیثیت سے وفات پائی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھٹلایا اور اس کی نفی کی تو اللہ تعالیٰ نے اگلی آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ حضور ﷺ نے یہودیوں کو اس بات کی دعوت دی (4)۔

حضرت محمد بن جعفر بن زبیر رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں نصف (انصاف) کی دعوت دی اور ان (وفد نجران) سے بحث وتمحیص کو ختم کر دیا۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ پھر حضور ﷺ نے نجران کے وفد کو اس امر کی دعوت دی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سواء کا معنی عدل ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (6)۔

طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے آپ سے اس کی تفسیر کے بارے

1۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 413، مطبوعہ وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 352 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 354 6۔ ایضاً

میں پوچھا تو آپ نے فرمایا سواء کا معنی عدل ہے۔ پوچھا کیا عرب اس کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تم نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

تَلَاقَيْنَا تَعَاصَيْنَا سَوَاءً وَلٰكِنْ حُمَّ عَنْ حَالٍ بِحَالِ

ہم باہم برابر برابر ملے اور برابر برابر نافرمانی کی۔ لیکن ایک حال کا دوسرے حال کے بدلے میں فیصلہ کر لیا گیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ کلمہ سواء سے مراد (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) ہے(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اسی کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد (لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی معصیت کرتے ہوئے ایک دوسرے کی اطاعت نہ کریں۔ کہا جاتا ہے اس ربوبیت کا مطلب یہ تھا کہ یہ لوگ عبادت کے علاوہ اپنے سرداروں اور قائدین کی ہر معاملہ میں اطاعت کرتے اگرچہ ان کے لئے نماز نہ پڑھتے تھے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ ایک دوسرے کے لئے سجدہ کرتے تھے(3)۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمَآ اُنْزِلَتِ التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۶۵ هٰٓاَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۶۶

"اے اہل کتاب! کیوں جھگڑتے ہو تم ابراہیم کے بارے میں حالانکہ نہیں اتاری گئی تورات اور انجیل مگر ان کے بعد، کیا (اتنا بھی) تم نہیں سمجھ سکتے؟ سنتے ہو! تم وہ لوگ ہو جو جھگڑتے رہے ہو (اب تک) ان باتوں میں جن کا تمہیں کچھ نہ کچھ علم تھا، پس (اب) کیوں جھگڑنے لگے ہو ان باتوں میں نہیں ہے تمہیں جن کا کچھ علم اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کے نصرانی اور یہود کے علماء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہوئے اور آپ کے پاس باہم جھگڑا کیا، یہود کے علماء نے کہا حضرت ابراہیم تو یہودی تھے نصرانیوں نے کہا حضرت ابراہیم نصرانی تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(4)۔

امام ابو رافع قرظی نے کہا اے محمد کیا تم ہم سے یہ چاہتے ہو کہ ہم تمہاری اسی طرح عبادت کریں جس طرح نصاری حضرت عیسیٰ بن مریم کی عبادت کرتے ہیں۔ ایک نجرانی نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیا تم یہی چاہتے ہو؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معاذ اللہ کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میری عبادت کی جائے یا میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم دوں، مجھے اس مقصد کے لئے مبعوث نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے اس کا حکم دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ سے بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3 صفحہ 354 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 355 3۔ ایضاً 4 ایضاً، جلد 3، صفحہ 358

عمران:79) تک نازل فرمایا پھر اس وعدہ کا ذکر کیا جو ان سے اور ان کے آباء واجداد سے لیا تھا کہ جب وہ رسول آئے گا کہ تو اس کی وہ تصدیق کریں گے اور انہوں نے اس کا اقرار بھی کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ سے لے کر مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ (آل عمران:81) تک نازل فرمایا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضور ﷺ نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں کو بلایا، انہوں نے ہی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں آپ سے جھگڑا کیا تھا۔ انہوں نے یہ گمان کیا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہودی کی حیثیت سے فوت ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جھٹلایا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے یہودیت کی نفی کی فرمایا اے اہل کتاب تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں جھگڑا کرتے ہو، تم یہ گمان کرتے ہو کہ وہ یہودی یا نصرانی تھے جب کہ تورات اور انجیل آپ کے بعد نازل کی گئی جب کہ یہودیت تو تورات کے نازل ہونے کے بعد شروع ہوئی اور نصرانیت انجیل کے نازل ہونے کے بعد شروع ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ اسلام کو یہود ونصاریٰ سے بری قرار دیا جب کہ دونوں نے اس کا دعویٰ کیا تھا اور آپ کو مومنین کے ساتھ ملایا جو کہ حق پرست ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ نصرانیوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام نصرانی تھے، یہودیوں نے کہا آپ یہودی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگاہ کیا کہ تورات اور انجیل کو تو ہم نے آپ کے بعد نازل کیا ہے، اس لئے یہودیت اور نصرانیت تو ان کے بعد شروع ہوئی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فِيۡمَا لَكُمۡ بِهٖ عِلۡمٌ کا مطلب ہے کہ جس کو تم نے دیکھا اور معائنہ کیا تم اس میں جھگڑو مگر جس کو تم نے دیکھا نہیں اس میں کیوں جھگڑتے ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سدی سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا کہ جس چیز کا تمہیں علم ہے سے مراد وہ چیزیں ہیں جو تم پر حرام کی گئیں ہے یا جن کے بارے میں تمہیں حکم دیا گیا اور جس کا تمہیں علم نہیں سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شان ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے جو علم ہوتے ہوئے جھگڑے اسے تو معذور سمجھا جاسکتا ہے اور جو جہالت کی وجہ سے جھگڑے اس کا کوئی عذر قبول نہیں۔

مَا كَانَ اِبۡرٰهِيۡمُ يَهُوۡدِيًّا وَّلَا نَصۡرَانِيًّا وَّلٰكِنۡ كَانَ حَنِيۡفًا مُّسۡلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۶۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 356 3۔ ایضاً

''نہ تھے ابراہیم یہودی اور نہ نصرانی بلکہ وہ ہر گمراہی سے الگ رہنے والے مسلمان تھے اور نہ ہی وہ شرک کرنے والوں میں سے تھے''۔

امام ابن جریر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے دین پر تھے، نصرانیوں نے کہا آپ ہمارے دین پر تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ان کو جھٹلایا اور ان کی حجت کو باطل کر دیا(1)۔

حضرت ربیع رحمہ اللہ سے بھی اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان سے روایت نقل کی ہے کہ کعب، آپ کے ساتھیوں اور نصرانیوں کی ایک جماعت نے کہا کہ حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور دوسرے انبیاء ہم میں سے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے میرا خیال ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ زید بن عمرو بن نفیل شام کی طرف نکلے کہ وہ دین کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور اس کی اتباع کریں۔ وہ ایک یہودی عالم سے ملے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا میں نے تمہارے دین کو اپنانے کا قصد کیا ہے، اپنے دین کے بارے میں بتاؤ، یہودی نے زید سے کہا تو اس وقت تک ہمارے دین پر نہیں آسکتا یہاں تک کہ تو اپنے حصہ کا اللہ تعالیٰ کا غضب پائے، زید نے کہا میں تو اللہ تعالیٰ کے غضب سے ہی تو بھاگتا ہوں، میں تو کبھی بھی اللہ تعالیٰ کا غضب برداشت نہیں کرسکتا، کیا تم مجھے ایسے دین کے بارے میں بتا سکتے ہو جس میں یہ چیز نہ ہو۔ اس نے کہا میں اور کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے تو حنیفی ہو جائے۔ زید نے پوچھا حنیف کیا ہے؟ اس عالم نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دین، آپ نہ یہودی تھے اور نہ ہی نصرانی، وہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے۔ زید یہودی عالم کے پاس سے اٹھے اور ایک نصرانی عالم کے پاس آئے، اس سے اس کے دین کے بارے میں پوچھا اور کہا میں نے ارادہ کیا ہے کہ تمہارا دین اپناؤں، مجھے اپنے دین کے بارے میں بتاؤ۔ اس عالم نے کہا تم اس وقت تک ہمارے دین پر نہیں آسکتے جب تک تم اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق نہ بنو۔ زید نے کہا میں تو اللہ تعالیٰ کی لعنت میں سے کسی شے کو برداشت نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس کے غضب کو برداشت کرسکتا ہوں۔ کیا تم مجھے کسی ایسے دین کے بارے میں بتا سکتے ہو جس میں یہ چیزیں نہ ہوں؟ تو اس عالم نے بھی زید کو وہی بات بتائی جو یہودی عالم نے بتائی تھی کہ میں اور تو کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے تو حنیفی ہو جائے۔ زید ان کے پاس سے اٹھا اور اسی دین پر راضی ہو گیا جس کے بارے میں ان دونوں نے بتایا اور حضرت ابراہیم کی شان کے بارے میں جس چیز پر اتفاق کیا تھا وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور اپنے ہاتھ اٹھائے رکھتے تھے اور عرض کرتے اے اللہ میں تجھے گواہ بناتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہوں(2)۔

إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرٰهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا ۗ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٦٨﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 358

''بے شک نزدیک تر لوگ ابراہیم (علیہ السلام) سے وہ تھے جنہوں نے ان کی پیروی کی نیز یہ نبی (کریم) اور جو (اس نبی پر) ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ مددگار ہے مومنوں کا''۔

امام عبد بن حمید نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابن غنم رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نجاشی کے پاس گئے تو انہیں عمرو بن عاص اور عمارہ بن ابی معیط نے آلیا اور ان صحابہ پر سرکشی کا ارادہ کیا۔ یہ لوگ نجاشی کے پاس گئے اور انہیں بتایا کہ یہ جماعت جو مکہ سے تیرے پاس آئی ہے، ان کا ارادہ یہ ہے کہ وہ تیرے ملک کو خراب کریں، تیری زمین میں فساد برپا کریں اور تیرے رب کو برا بھلا کہیں، نجاشی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کو بلا بھیجا۔ جب صحابہ کرام حاضر ہو گئے تو نجاشی نے پوچھا کیا تم سنتے نہیں کہ یہ دونوں تمہارے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عمرو بن عاص اور عمارہ یہ گمان کرتے ہیں کہ تم اس لئے یہاں آئے ہو کہ میرے ملک کو تباہ و برباد کر دو اور میرے ملک میں فساد برپا کرو۔ حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت حمزہ نے کہا اگر تم چاہو تو ہم میں سے ایک کو موقع دو کہ وہ نجاشی سے بات کرے، میں تم میں سے کم عمر ہوں۔ اگر بات صحیح ہو گی تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توفیق دینے والا ہے، اگر بات بگڑ گئی تو تم کہنا یہ نوجوان آدمی ہے، اسے گفتگو کا سلیقہ نہیں تو تم عذر پیش کر دینا۔ نجاشی نے اپنے علماء، راہب اور ترجمان اکٹھے کئے پھر صحابہ سے پوچھا مجھے اس ہستی کے بارے میں بتاؤ جن کے پاس سے تم آئے ہو کہ وہ تمہیں کیا کہتے ہیں؟ کس چیز کا حکم دیتے ہیں اور کس چیز سے منع کرتے ہیں؟ کیا ان کی کوئی کتاب بھی ہے جسے وہ پڑھتے ہیں؟ صحابہ نے بتایا ہاں اللہ تعالیٰ جو ان کی طرف وحی کرتا ہے وہ اسے پڑھتے ہیں جسے وہ اللہ سے خود سنتے ہیں وہ پڑھتے ہیں، آپ نیکی کا حکم دیتے ہیں، آپ حسن سلوک کا حکم دیتے ہیں، یتیم پر احسان کا حکم دیتے ہیں، ایک اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا حکم دیتے ہیں اور کسی اور کی عبادت سے منع کرتے ہیں اور سورۂ روم، سورۂ عنکبوت، سورۂ کہف اور سورۂ مریم کی آیات کی تلاوت کی۔ جب قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہوا تو عمرو بن عاص نے ارادہ کیا کہ نجاشی کو ان پر غضب ناک کرے۔ عمرو نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہیں اور برا بھلا کہتے ہیں۔ نجاشی نے کہا تمہارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ تو گفتگو کرنے والے صحابی نے کہا آپ فرماتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عبد اللہ، رسول اللہ، روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا۔ تو نجاشی نے اپنے مسواک کا ایک تنکا لیا جو اس قدر تھا جتنا آنکھ میں تنکا پڑ جاتا ہے اور قسم اٹھائی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس تنکے کے برابر بھی زیادہ نہیں جتنا کہ تمہارے نبی کہتے ہیں، تمہیں بشارت ہو اور تم کوئی خوف نہ کرو، تم آج حضرت ابراہیم علیہ السلام کا حزب ہو۔ عمرو بن عاص نے پوچھا حضرت ابراہیم کے حزب سے کیا مراد ہے؟ نجاشی نے کہا اس سے مراد یہ جماعت اور ان کے نبی ہیں جن کے پاس سے یہ لوگ آئے ہیں اور جنہوں نے آپ کی اتباع کی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تھے کہ آپ پر ان کے جھگڑے کے بارے میں آیات نازل ہوئیں اِنَّ اَوْلَى النَّاسِ بِاِبْرٰهِيْمَ لَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ وَهٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ

عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نبی کے انبیاء میں سے ولی ہوئے ہیں، انبیاء میں سے میرے ولی میرے جد اعلیٰ اور میرے رب کے خلیل ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حکم بن میناء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے قریش کی جماعت لوگوں میں سے نبی کے سب سے قریبی متقین ہیں تم بھی ان کی راہ چلو دیکھو ایسا نہ ہو کہ لوگ میرے پاس اعمال کے ساتھ آئیں اور تم دنیا کے ساتھ میرے پاس آؤ تو میں تم سے اپنا چہرہ پھیر لوں پھر ان پر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَوْلَى النَّاسِ سے مراد مومنین ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ سے مراد وہ لوگ ہیں جو آپ کے دین، سنت، منہاج اور فطرت پر ہیں۔ هٰذَا النَّبِيُّ سے مراد اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ ہیں اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ سے مراد مومنین ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے مومن حضرت ابراہیم کا ولی (دوست) ہے خواہ وہ گزر چکا ہے یا ابھی باقی ہے۔

امام احمد، ابو داؤد نے بعث میں، ابن ابی دنیا نے عزاء میں، بیہقی نے البعث والنشور میں اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومنوں کی اولاد جنت میں ایک پہاڑ میں ہوں گے جن کی کفالت حضرت ابراہیم اور حضرت سارہ کر رہی ہوں گی یہاں تک کہ انہیں قیامت کے روز ان کے والدین کی طرف لوٹا دیا جائے گا۔

وَدَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَوْ يُضِلُّوْنَكُمْ ؕ وَمَا يُضِلُّوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۶۹﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ ﴿۷۰﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْۤا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَلَا تُؤْمِنُوْۤا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ؕ قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ ۙ اَنْ يُّؤْتٰۤى اَحَدٌ مِّثْلَ مَاۤ اُوْتِيْتُمْ اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 358 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 359 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 359

رَبِّكُمْ ۗ قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ يَّخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۝

''دل سے چاہتا ہے ایک گروہ اہل کتاب سے کہ کسی طرح گمراہ کردیں تمہیں اور نہیں گمراہ کرتے مگر اپنے آپ کو اور وہ (اس حقیقت) کو نہیں سمجھتے۔ اے اہل کتاب کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیتوں کا حالانکہ تم خود گواہ ہو۔ اے اہل کتاب! کیوں ملاتے ہو حق کو باطل کے ساتھ اور (کیوں) چھپاتے ہو حق کو حالانکہ تم جانتے ہو۔ کہا ایک گروہ نے اہل کتاب سے کہ ایمان لے آؤ اس (کتاب) پر جو اتاری گئی ایمان والوں پر صبح کے وقت اور انکار کردو اس کا سرِ شام۔ شاید (اس طرح) وہ (اسلام سے) برگشتہ ہو جائیں۔ (ایک دوسرے کو تاکید کرتے ہیں) کہ مت مانو کسی کی بات سوائے ان لوگوں کے جو پیروی کرتے ہیں تمہارے دین کی۔ فرمایئے ہدایت تو وہی ہے جو اللہ کی ہدایت ہو (اور یہ بھی نہ ماننا کہ) دیا جاسکتا ہے کسی کو جیسے تمہیں دیا گیا یا کوئی حجت لاسکتا ہے تم پر تمہارے رب کے پاس (اے حبیب ﷺ!) فرما دیجئے کہ فضل (وکرم) تو اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ وسعت والا سب کچھ جاننے والا ہے۔ خاص کرلیتا ہے اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ آل عمران میں اہل کتاب کے بارے میں جو کچھ مذکورہ ہے وہ نصاریٰ کے بارے میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَاَنْتُمْ تَشْهَدُوْنَ کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ تم دیکھتے ہو کہ اللہ کے نبی حضرت محمد ﷺ کی نعت تمہاری کتابوں میں ہے پھر تم کفر کرتے ہو اور آپ کا انکار کرتے ہو اور ایمان نہیں لاتے جب کہ تم اپنی کتابوں، تورات وانجیل میں یہ لکھا ہوا پاتے ہو کہ آپ نبی امی ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیات اللہ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں جب کہ تم یہ جانتے ہو کہ یہ حق ہے تم اپنی کتابوں میں آپ کی شان لکھی ہوئی پاتے ہو (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیات سے مراد دلائل ہیں اور تم یہ جانتے ہو کہ قرآن حق ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جن کی شان تم تورات اور انجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین اسلام ہے اس کے علاوہ اس کا کوئی دین نہیں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 361 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تم یہودیت اور نصرانیت کو کیوں اسلام کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہو جب کہ تم یہ خوب جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ صرف اسلام ہی کو بطور دین قبول فرمائے گا اور تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو چھپاتے ہو جب کہ تم آپ کی شان تورات وانجیل میں لکھی ہوئی پاتے ہو(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ بن حنیف، عدی بن زید اور حرث بن عوف نے ایک دوسرے سے کہا آؤ دن کے پہلے پہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کچھ نازل ہوا ہے اس پر ایمان لے آئیں اور پچھلے پہر اس کا انکار کر دیں تا کہ ہم ان پر ان کا دین مشتبہ کر دیں۔ شاید وہ بھی اسی طرح کریں جس طرح ہم کریں گے اور وہ دین سے پھر جائیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ سے وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ تک آیات کو نازل فرمایا(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعض یہودیوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ دن کے پہلے پہر ان پر ایمان لے آؤ اور پچھلے پہر ارتداد اختیار کر لو، ممکن ہے وہ بھی تمہارے ساتھ ہی پلٹ آئیں، اللہ تعالیٰ نے ان کے راز کی اطلاع فرمائی اور ان آیات کو نازل فرمایا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ عرب بستیوں کے بارہ علماء تھے، انہوں نے ایک دوسرے سے کہا دن کے پہلے پہر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین میں داخل ہو جاؤ اور کہو ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق اور سچے ہیں، جب دن کا پچھلا پہر ہو گا تو انکار کر دینا اور کہنا ہم اپنے علماء کی طرف واپس پلٹ آئے، ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے ہیں تم تو سچی بات پر نہیں ہو ہم اپنے دین کی طرف پلٹ آئے ہیں، تمہارے دین سے یہ ہمیں زیادہ پسندیدہ ہے، شاید مومنوں کو شک پڑ جائے کہ یہ دن کے پہلے حصہ میں ہمارے ساتھ تھے اب انہیں کیا ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بارے میں آگاہ کر دیا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے کہا جب تم دن کے پہلے پہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے ملو تو ایمان لے آنا جب دن کا پچھلا پہر آئے تو اپنی نماز پڑھنا۔ شاید وہ کہیں یہ اہل کتاب ہیں ہم سے زیادہ علم رکھتے ہیں، شاید وہ اپنے دین سے پلٹ آئیں(5)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں ابوظبیان رحمہم اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دن کے پہلے حصہ میں وہ آپ کے ساتھ ہوتے، آپ کی مجلس میں بیٹھتے اور آپ سے کلام کرتے، جب شام ہوتی اور نماز کا وقت ہوتا تو انکار کر دیتے اور آپ کو چھوڑ دیتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 362 | 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 361 | 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 363

4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 363 | 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 364

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہودی صبح کی نماز حضور ﷺ کے ساتھ پڑھتے اور پچھلے پہر پر انکار کر دیتے وہ یہ خفیہ تدبیر کرتے تا کہ لوگوں کو یہ دکھائیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کی اتباع کی تھی اب ان پر گمراہی عیاں ہو چکی ہے اس لئے انہوں نے رجوع کیا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے وجہ النَّهَارِ کی تفسیر دن کا پہلا حصہ لیا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ یہ قول انہوں نے ایک دوسرے سے کہا تھا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ تم صرف اسی پر ایمان لاؤ جو یہودیت کی اتباع کرے(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کے علماء اپنے ہم دینوں سے کہتے حضرت محمد ﷺ اور آپ کے صحابہ کے پاس جاؤ اور کہو ہم تمہارے دین پر ہیں، جب رات ہو تو ان کے پاس جاؤ اور انہیں کہو ہم نے تمہارے دین کا انکار کیا ہے، ہم اپنے پہلے دین پر ہی ہیں۔ ہم نے اپنے علماء سے پوچھا ہے، انہوں نے ہمیں بتایا ہے کہ تم تو دین حق پر نہیں ہو۔ شاید اس حیلہ سے مسلمان تمہارے دین کی طرف پلٹ آئیں اور حضرت محمد ﷺ کا انکار کر بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ نے قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ کا قول اس لئے کرتے کہ یہودی اس بات پر حسد کرتے کہ نبوت کسی اور میں واقعہ ہوا اور وہ یہ ارادہ رکھتے تھے کہ لوگ ان کے دین کی ہی اتباع کریں(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک اور سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ حضور ﷺ کی امت کو وہ فضیلت دی جائے(6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ۔(7)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ نے فرمایا قُلْ اِنَّ الْهُدٰى هُدَى اللّٰهِ اَنْ يُّؤْتٰٓى اَحَدٌ مِّثْلَ مَآ اُوْتِيْتُمْ اے حضرت محمد ﷺ کی امت اَوْ يُحَآجُّوْكُمْ عِنْدَ رَبِّكُمْ اصل میں یہودی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ہم پر یہ احسان فرمایا ہے یہاں تک کہ ہم پر من وسلوی نازل فرمایا اے مسلمانوں اللہ تعالیٰ نے جو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 64-363 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 364 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 366 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 366 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 367 7۔ ایضاً

تمہیں عطا فرمایا ہے وہ بہت افضل ہے اس لئے یہ کہا کرو اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ (1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب جیسی کتاب نازل فرمائی اور تمہارے نبی جیسا نبی مبعوث کیا تو تم نے اس پر حسد کرنا شروع کر دیا۔ تو آپ فرما دیجئے فضل تو سب اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے جب یہ امر وہی ہے جس پر تم ہو اسی کی مثل تمہیں عطا کیا گیا ان میں سے بعض نے دوسروں سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہاری کتاب میں اس نبی کی شان کے بارے میں جو کہا ہے اس کے بارے میں ان مسلمانوں کو نہ بتاؤ، یہ تمہارے رب کے ہاں تم سے جھگڑیں گے، انہیں تمہارے خلاف غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ یہاں فضل سے مراد اسلام ہے، رحمت سے مراد قرآن اور اسلام ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ رحمت سے مراد نبوت ہے جس کے حق میں چاہتا ہے اسے مختص کر دیتا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے العظیم کی تعبیر وافر نقل کی ہے۔

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖۤ اِلَيْكَ اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۵﴾ بَلٰى مَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ وَاتَّقٰى فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۷۶﴾

''اور اہل کتاب سے بعض ایسے (دیانت دار) ہیں کہ اگر تو امانت رکھے اس کے پاس ایک ڈھیر (سونے چاندی کا) تو ادا کر دے اسے تمہاری طرف اور ان میں سے بعض وہ بھی ہیں کہ اگر تو امانت رکھے اس کے پاس ایک اشرفی تو واپس نہ کرے گا اسے بھی تیری طرف مگر جب تک تو اس کے سر پر کھڑا رہے، اس (بددیانتی) کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ نہیں ہے ہم پر ان پڑھوں کے معاملہ میں کوئی گرفت اور یہ لوگ کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ حالانکہ وہ جانتے ہیں۔ ہاں کیوں نہیں جس نے پورا کیا اپنا وعدہ اور پرہیزگار بنا تو بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے پرہیزگاروں سے''۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 367 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 369

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو بڑا خزانہ واپس کر دیتے ہیں اس سے مراد نصاریٰ اور جو واپس نہیں کرتے اس سے مراد یہودی ہیں مگر اس صورت میں جب کہ تو ان سے مطالبہ کرے اور ان کا پیچھا کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے دیون یہودیوں پر ہوتے تھے، وہ کہتے اگر ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے اموال اپنے پاس روکے رکھیں تو کوئی حرج نہیں۔ اہل کتاب کو حکم دیا گیا کہ وہ ہر مسلمان کو ان کا حق ادا کر دیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے دینار نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہ دین اور نار ہے، کہا اس کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے اپنا حق لیا وہ دین ہے جس نے ناحق لیا وہ نار ہے۔

امام خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ درہم کو درہم کیوں کہتے ہیں اور دینار کو دینار کیوں کہتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ درہم کو درہم اس لئے کہتے ہیں کہ یہ غم کا گھر ہے اور دینار کو دینار اس لئے کہتے ہیں کیونکہ مجوسیوں نے اسے بنایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِلَّا مَا دُمْتَ عَلَيْهِ قَآىِٕمًا کہ یہ تعبیر نقل کی ہے کہ لگاتار کھڑا رہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو اس کے سر پر کھڑا رہے تو اس وقت تک تو وہ امانت کا اعتراف کرتا ہے جب تو اٹھ کر چلا جائے پھر مطالبہ کے لیے واپس آئے تو پھر انکار کر دیتا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْا لَيْسَ عَلَيْنَا فِي الْاُمِّيّٖنَ سَبِيْلٌ کی تعبیر یہ کرتے ہیں کہ عربوں کے جو اموال ہم نے لے لئے ہیں تو ان کے بارے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں(3)۔

امام ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا جاتا کیا وجہ ہے تم امانت واپس نہیں کرتے؟ وہ جواب میں کہتے عربوں کے اموال کے بارے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ ہمارے لئے حلال کر دیئے ہیں(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ بولا، زمانہ جاہلیت میں جو کچھ تھا وہ ان دو قدموں کے نیچے ہے مگر امانت یہ نیک اور برے ہر شخص کو واپس کی جائے گی(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت صعصعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم جنگ میں ذمیوں کے اموال میں سے مرغی اور بکری وغیرہ پاتے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے پوچھا تم اس بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو اس نے جواب دیا ہم کہتے ہیں اس بارے میں ہم پر کوئی گرفت نہیں۔ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اہل کتاب بھی اسی طرح کہا کرتے تھے، جب انہوں نے جزیہ ادا کر دیا ہے تو اب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 370　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 371　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً

ان کے اموال تمہارے لئے اس وقت تک حلال نہیں جب تک وہ خوشی سے تمہیں نہ دیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں چند افراد نے یہودیوں سے کاروبار کیا۔ جب یہ لوگ مسلمان ہو گئے تو یہودیوں سے رقم کا مطالبہ کیا۔ تو یہودیوں نے کہا نہ ہم پر تمہاری امانت کی واپسی لازم ہے اور نہ ہی قرض کی ادائیگی کیونکہ تم نے اپنا سابقہ دین چھوڑ دیا ہے۔ ساتھ ہی یہ دعوی کیا کہ ہم اپنی کتاب میں یہی حکم پاتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَيَقُولُونَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ (2)

امام ابن جریر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وَاتَّقٰى کا مطلب ہے جو شرک سے بچا اور اللہ تعالیٰ شرک سے بچنے والوں کو محبوب رکھتا ہے (3)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلًا اُولٰٓئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ ۪ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝

”بے شک جو لوگ خریدتے ہیں اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے عوض تھوڑی سی قیمت یہ وہ (بدنصیب) ہیں کہ کچھ حصہ نہیں ان کے لئے آخرت میں اور بات تک نہ کرے گا ان سے اللہ تعالیٰ اور دیکھے گا بھی نہیں ان کی طرف قیامت کے روز اور نہ پاک کرے گا انہیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے“۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی قسم اٹھائے اور وہ اس قسم میں جھوٹا ہو، اس کی قسم اٹھانے کا مقصد یہ تھا کہ اس کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کا مال قبضہ میں لے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوگا۔ اشعث بن قیس نے کہا اللہ تعالیٰ کی قسم یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی، میرے اور ایک یہودی کے درمیان زمین کا جھگڑا تھا، اس نے زمین واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ میں نے کہا گواہ تو نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس یہودی سے فرمایا اس بارے میں قسم اٹھاؤ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ قسم اٹھا دے گا اور میرا مال ضائع ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن منذر، اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے بازار میں اپنا سامان پیش کیا اور اللہ کے نام کی قسم اٹھائی کہ اس نے اس مال کے اتنے پیسے دیئے تھے جب کہ اس نے اتنے پیسے نہیں دیئے تھے۔ مقصد اس کا یہ تھا کہ مسلمان کو پھانس لے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 363 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 371 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 373

امام احمد، عبد بن حمید، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں اور ابن عساکر نے عدی بن بحیرہ رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ امرؤ القیس اور حضرموت کے ایک آدمی کے درمیان جھگڑا تھا۔ دونوں نے مسئلہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا حضور ﷺ نے فرمایا تیرے گواہ ہوں گے ورنہ اس کی قسم ہوگی۔ حضرمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر اس نے قسم اٹھادی تو میری زمین چلی جائے گی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے جھوٹی قسم اٹھائی اس کا مقصد یہ تھا کہ اپنے بھائی کا حق غصب کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا۔ امرؤ القیس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کے لئے کیا ہوگا جس نے چھوڑ دیا جب کہ وہ جانتا تھا کہ یہ زمین اس کا حق ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جنت۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس زمین کو چھوڑ دیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اشعث بن قیس نے اور ایک اور آدمی نے حضور ﷺ کی خدمت میں اس زمین کے بارے میں جھگڑا پیش کیا جو اس آدمی کی تھی اور حضرت اشعث کے قبضہ میں تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ لاؤ۔ اس آدمی نے عرض کی اشعث کے خلاف گواہی دینے کے لئے میرے پاس کوئی گواہ نہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تو پھر تم قسم لے سکتے ہو۔ اشعث نے کہا ہم قسم اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اشعث نے قسم اٹھانے سے انکار کر دیا اور کہا میں اللہ تعالیٰ اور آپ لوگوں کو گواہ بناتا ہوں کہ میرا مدمقابل سچا ہے۔ اشعث نے اس کی زمین اسے واپس کر دی اور اپنی طرف سے بہت سی زمین بھی دے دی (2)۔

امام ابن جریر نے شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے دن کے پہلے پہر اپنا سامان فروخت کے لئے پیش کیا۔ جب شام ہونے لگی تو ایک آدمی اس کے پاس آیا تاکہ اس سے وہ سامان خریدے۔ تو مالک نے قسم اٹھادی کہ دن کے پہلے حصے میں اتنی قیمت پر سامان اس نے نہ بیچا۔ اگر شام نہ ہو جاتی تو وہ اپنا سامان نہ بیچتا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابورافع، کنانہ بن ابی الحقیق، کعب بن اشرف اور حیی بن اخطب کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابن عون کے واسطہ سے ابراہیم، محمد اور حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم سے روایت نقل کی ہے کہ وہ سب کہتے اس سے مراد وہ شخص ہے جو اپنی قسم کے ساتھ دوسرے آدمی کا مال لے لیتا ہے۔

امام مسلم، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرموت اور کندہ کا ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس نے میرے باپ کی زمین پر قبضہ کر لیا ہے۔ کندی نے کہا یہ وہ زمین ہے جو میرے قبضہ میں تھی، میں اسے کاشت کرتا چلا آرہا ہوں، اس میں اس آدمی کا کوئی حق نہیں۔ حضور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 374 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 375 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 374

ﷺ نے حضرمی سے کہا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ اس نے عرض کی میرے پاس گواہ تو نہیں ہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تو پھر تیرے لیے قسم ہے۔ اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ یہ آدمی تو فاجر ہے، یہ قسم اٹھانے کی کوئی پرواہ نہیں کرتا اور نہ ہی یہ کسی چیز سے ڈرتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم صرف اس سے قسم ہی لے سکتے ہو۔ وہ آدمی قسم اٹھانے کے لئے جانے لگا۔ جب اس نے پیٹھ پھیری تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر یہ آدمی مال کھانے کے لئے قسم اٹھادے تو یہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا جب کہ اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرنے والا ہوگا (1)۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت اشعث بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کندہ اور حضرموت کے ایک آدمی نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں یمن میں موجود زمین کے بارے میں جھگڑا پیش کیا، حضرمی نے عرض کی میری زمین کو اس کے باپ نے غصب کر لیا ہے، اب یہ زمین اس کے قبضہ میں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ عرض کی نہیں لیکن میں قسم اٹھاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میری زمین کو اس کے باپ نے غصب کیا ہے۔ کندی قسم اٹھانے کے لئے تیار ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی بھی جھوٹی قسم اٹھا کر کسی کا مال غصب کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں گے۔ کندی نے کہا یہ اس کی زمین ہے۔

امام احمد، بزار، ابو یعلی اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں زمین کے بارے میں جھگڑا پیش کیا۔ ان میں سے ایک حضرموت سے تعلق رکھتا تھا۔ آپ ﷺ نے ایک پر قسم لازم فرمائی تو دوسرے نے شور مچا دیا کہ پھر میری زمین تو میری ملکیت سے غائب ہو گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر اس نے ظلم کرتے ہوئے تیری زمین ہتھیالی تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا اور ایسے آدمی کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا دوسرا آدمی ڈر گیا اور زمین اسے واپس کر دی۔

امام احمد بن منیع نے اپنی مسند میں، بیہقی نے سنن میں اور حاکم نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، ایسا گناہ جس کا کفارہ نہیں ہوتا اس میں ہم یمین غموس کو شمار کرتے تھے۔ عرض کی گئی یمین غموس کیا ہے؟ فرمایا ایک آدمی اپنی جھوٹی قسم کے ساتھ کسی آدمی کا مال غصب کرنا چاہے۔

امام ابن حبان، طبرانی اور حاکم نے حضرت حرث بن برصاء رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حج کے دوران جمرتین کے درمیان حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے جھوٹی قسم کے ساتھ کسی بھائی کا مال غصب کیا تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے، جو موجود ہے وہ ان لوگوں تک یہ بات پہنچا دے جو موجود نہیں۔ یہ ارشاد آپ نے دو دفعہ یا تین دفعہ دہرایا (2)۔

امام بزار نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم مال

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 3، صفحہ 70 (1340) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 328 (7803) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

کو برباد کر دیتی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں سے بغاوت سب سے جلدی عذاب لانے کا باعث ہوتی ہے، طاعات میں سے صلہ رحمی سب سے جلدی ثواب کا باعث ہوتی ہے جھوٹی قسم گھروں کو برباد کر چھوڑتی ہے۔

امام حرث بن ابی اسامہ اور حاکم نے حضرت کعب بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے، حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے جھوٹی قسم اٹھا کر مسلمان بھائی کا مال غصب کیا تو اس کے دل میں سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے، کوئی چیز قیامت تک اس کے اس نقطہ کو مٹا نہیں سکتی (1)۔

امام طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت جابر بن عتیک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے قسم کے ساتھ اپنے بھائی کا مال غصب کیا اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام قرار دیتا ہے اور جہنم کو واجب کر دیتا ہے۔ عرض کیا گیا یارسول اللہ خواہ وہ مال تھوڑا سا ہو؟ فرمایا اگرچہ مسواک ہی کیوں نہ ہو۔

امام مالک، ابن سعد، امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابو امامہ ایاس بن ثعلبہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جن نے اپنی قسم کے ساتھ اپنے مسلمان بھائی کا مال غصب کیا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کو واجب کر دیتا ہے اور جنت کو اس پر حرام کر دیتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگرچہ وہ مال تھوڑا سا ہو۔ فرمایا اگرچہ وہ اراک (درخت) کی ٹہنی ہو۔ یہ ارشاد آپ نے تین دفعہ فرمایا (2)۔

امام ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کوئی مرد یا عورت اس منبر کے پاس جھوٹی قسم نہیں اٹھاتا مگر جہنم کا مستحق بن جاتا ہے اگرچہ وہ چیز جس کو حاصل کرنے کے لئے قسم اٹھا رہا ہے وہ تر مسواک ہی کیوں نہ ہو (3)۔

امام ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میرے منبر کے نزدیک جھوٹی قسم اٹھائی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم کو بنالے اگرچہ اس نے قسم تر مسواک کو حاصل کرنے کے لئے اٹھائی ہو۔ ابو عبید اور خطابی نے کہا حضور ﷺ کے زمانہ میں قسم منبر کے پاس اٹھاتے تھے (4)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم سامان کو ناپید کر دیتی ہے اور کمائی کو مٹا دیتی ہے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابو سوید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جھوٹی قسم رحم کو بانجھ کر دیتی ہے تعداد کو کم کر دیتی ہے اور گھروں کو کھنڈر بنا دیتی ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 367، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 80، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 109 (2322) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 108 (2325)

امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ تین قسم کے افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے، ایک آدمی مسلمان کے مال پر قسم اٹھائے اور اسے غصب کرلے اور ایک آدمی عصر کی نماز کے بعد قسم اٹھائے کہ اس نے اس کے سامان کے بدلے میں زیادہ عطا کیا تھا جب کہ وہ جھوٹ ہو، تیسرا آدمی وہ ہے جس نے فالتو پانی روکا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھ سے اپنے فضل کو روکتا ہوں جس طرح تو نے فاضل پانی روکا تھا جب کہ اس پانی میں تیرا کوئی عمل دخل نہ تھا (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن جریر اور حاکم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے جو جھوٹی قسم اٹھائے تاکہ اپنے بھائی کا مال غصب کرے تو اس نے اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالیا۔ ایک آدمی نے اس سے کہا کیا یہ ایسی چیز ہے جو تو نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے تو کہا بے شک تم اسے پاتے ہو۔ پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ الآیہ (2)۔

امام بخاری نے ابو ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو عورتیں ایک گھر میں گھونگے پرو رہی تھی، ستالی (جس سے سوراخ کررہی تھی) اس کے ہاتھ سے آر پار نکل گئی، اس نے دوسری پر اس کا دعویٰ کردیا۔ مسئلہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر لوگوں کو محض دعووں پر حق عطا کردیے جاتے تو یہ دعوے قوموں کے خون اور اموال ختم کردیتے جس میں وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائیں اور اس کا اقرار کریں پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ لوگوں نے اس کے سامنے اس کا ذکر کیا تو اس عورت نے غلطی کا اعتراف کرلیا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا جھوٹی قسم گناہ کبیرہ میں سے ہے پھر اس آیت کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضور ﷺ کی معیت میں یہ خیال کرتے تھے کہ وہ گناہ جسے نہیں بخشا جائے گا وہ قسم ہے جس میں قسم اٹھانے والا جھوٹا ہو (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی قرآن پڑھے تاکہ لوگوں کے مال حاصل کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے لائے گا جب کہ اس کا چہرہ اس کی ہتھیلیوں کے درمیان ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِیۡنَ یَشۡتَرُوۡنَ بِعَهۡدِ اللّٰهِ وَ اَیۡمَانِهِمۡ ثَمَنًا قَلِیۡلًا۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت زاذان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو قرآن اس لئے پڑھتا تھا کہ لوگوں سے مال لے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا چہرہ ایک ہڈی ہوگا جس پر گوشت نہ ہوگا۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 71، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی (مختصراً)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 376
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

امام احمد، عبد بن حمید، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے افراد ایسے ہوں گے جن سے اللہ تعالیٰ ہم کلام نہ ہوگا، ان کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ اپنے تہ بند کو نیچے کرنے والا، جھوٹی قسم کے ساتھ مال بیچنے والا، احسان جتلانے والا (1)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، امام مسلم، ابو داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے افراد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز کلام نہ کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا نہ انہیں پاک کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے ایک وہ جس کے پاس زائد پانی ہو اور وہ مسافر کو پانی نہ دے، دوسرا وہ آدمی جو عصر کی نماز کے بعد سامان پر جھوٹی قسم اٹھائے دوسرا آدمی اس کی تصدیق کرے ایک اور آدمی اس کی تصدیق کی وجہ سے اس سے سامان خریدے، تیسرا وہ آدمی جو امام کے ہاتھ پر بیعت کرے، اگر امام اسے عطا کرے تو یہ امام سے وفا کرے، اگر وہ اسے عطا نہ کرے تو یہ اس کے ساتھ وفا نہ کرے (2)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ہم کلام نہ ہوگا ان کو پاک نہ کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا، بوڑھا بدکار، محتاج متکبر اور تیسرا وہ آدمی جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا کیا وہ اپنا مال قسم کے ساتھ ہی بیچتا ہے اور قسم کے ساتھ ہی فروخت کرتا ہے۔

امام طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اجازت مرحمت فرمائی۔ ہے کہ میں ایک ایسے مرغ کے بارے میں بات کروں جس کی ٹانگوں نے زمین کو بھر دیا ہے اور جس کی گردن عرش کے نیچے ٹیڑھی ہوئی ہے اور وہ کہہ رہا ہے سُبْحَانَكَ مَا اَعْظَمَ رَبَّنَا تو اسے جواب دیا جاتا ہے جو میرے نام کی جھوٹی قسم اٹھاتا ہے وہ میری قدرت کو کچھ نہیں جانتا (3)۔

وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيْقًا يَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ يَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۸﴾

”اور بے شک ان میں ایک فریق وہ ہے جو مروڑتے ہیں اپنی زبان کو کتاب کے ساتھ تاکہ تم خیال کرنے لگو (ان کی) اس (الٹ پھیر) کو بھی اصل کتاب سے حالانکہ وہ کتاب سے نہیں ہے اور وہ کہتے ہیں یہ بھی اللہ کی

1۔ صحیح مسلم، جلد 2-1، صفحہ 98، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 100

3۔ مستدرک حاکم، جلد 6، صفحہ 330، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

طرف سے (اترا) ہے حالانکہ وہ نہیں ہے اللہ کے پاس سے اور وہ کہتے ہیں اللہ پر جھوٹ جان بوجھ کر"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں لَفَرِيْقًا سے مراد یہودی ہیں، وہ کتاب اللہ میں اس چیز کا اضافہ کر دیتے تھے جو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نازل نہیں کیا ہوتا تھا (1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے يَلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ سے مراد ہے کہ وہ تحریف کرتے ہیں (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تورات اور انجیل اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے انہیں نازل فرمایا، اس میں ایک حرف کی بھی تبدیلی نہیں لیکن وہ تحریف اور تاویل کے ساتھ گمراہ کرتے تھے اور ان کے پاس ایسی کتابیں تھیں جو وہ اپنے ہاتھوں سے لکھتے تھے اور کہتے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب ہیں ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾

"نہیں ہے مناسب کسی انسان کے لئے کہ (جب) عطا فرما دے اسے اللہ تعالیٰ کتاب اور حکومت اور نبوت تو پھر وہ کہنے لگے لوگوں سے کہ بن جاؤ میرے بندے اللہ کو چھوڑ کر (وہ تو یہ کہے گا کہ) بن جاؤ اللہ والے اس لئے کہ تم دوسروں کو تعلیم دیتے رہتے تھے کتاب کی اور بوجہ اس کے کہ تم خود بھی اسے پڑھتے تھے۔ اور وہ (مقبول بندہ) نہیں حکم دے گا تمہیں اس بات کا کہ بنالو فرشتوں اور پیغمبروں کو خدا (تم خود سوچو) کیا وہ حکم دے سکتا ہے تمہیں کفر کرنے کا بعد اس کے کہ تم مسلمان بن چکے ہو"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اہل نجران کے وفد کے ہمراہ یہود و نصاریٰ کے علماء اکٹھے ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسلام کی دعوت دی تو ابورافع قرظی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 377 2۔ ایضاً

ہم آپ کی عبادت کریں جس طرح نصرانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں؟ اہل نجران میں سے ایک نصرانی نے کہا جسے رئیس کہا جاتا اے محمد کیا آپ ہم سے اسی چیز کا ارادہ کرتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ ہم غیر اللہ کی عبادت کریں یا ہم غیر اللہ کی عبادت کا حکم دیں، نہ مجھے اس مقصد کے لئے مبعوث کیا گیا ہے اور نہ ہی مجھے اس امر کا حکم دیا گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے قول کے حوالے سے یہ ارشاد فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہودیوں میں سے کچھ لوگ اپنے رب کو چھوڑ کر لوگوں کی عبادت کرتے تھے اس کی صورت یہ تھی کہ وہ کتاب اللہ کے احکام میں تحریف کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ کسی بندے کو زیبا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے پھر وہ لوگوں سے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ پھر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ نازل کیا ہے اس کے برعکس لوگوں کو حکم دیتا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کو اسی طرح سلام پیش کرتے ہیں جس طرح ہم ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں، کیا ہم آپ کو سجدہ نہ کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ اپنے نبی کی تعظیم بجالاؤ اور اس کے اہل کا حق پہچانو کیونکہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کو سجدہ مناسب نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رَبّٰنِیّٖنَ کی وضاحت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فقہاء اور معلمین ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیین سے مراد حلیم، عالم اور حکیم ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ربانیین کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد علماء وفقہاء ہیں(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حکماء، فقہاء ہیں(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حکماء وعلماء ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فقہاء وعلماء ہیں، یہ احبار سے رتبہ میں بلند تھے(6)۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حکماء ومتقی لوگ ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوزید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون سے مراد یہ ہے جو لوگوں کی تربیت کرتے اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 378 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 379 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 381
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 380

حال میں کہ اس امر کے ذمہ دار ہوتے اور یہ آیت پڑھی: لَوۡلَا يَنۡهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ (المائدہ: 63) کیا ربانیون سے مراد والی اور احبار سے مراد علماء ہیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے كُوۡنُوۡا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنۡتُمۡ تُعَلِّمُوۡنَ الۡكِتٰبَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ جو آدمی قرآن کی تعلیم حاصل کرے اس پر فرض ہے کہ وہ فقیہ ہو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ وہ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے سعید بن جبیر سے روایت کیا ہے کہ تُعَلِّمُوۡنَ کو تاء کے رفع اور لام کے کسرہ کے ساتھ مشدد پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے تخفیف کی صورت تاء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔ ابن عیینہ نے کہا کہ انہوں نے اس کا علم حاصل نہ کیا یہاں تک کہ انہوں نے اس کی تعلیم دی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو بکر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عاصم اسے تاء مرفوعہ اور لام مکسورہ مشددہ کے ساتھ پڑھتے الۡكِتٰبَ سے مراد قرآن اور ماتدرسون سے مراد فقہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی آزاد، غلام، مرد اور عورت کا عذر قبول نہ کیا جائے گا جب تک وہ قرآن کو اپنی استطاعت کے مطابق نہ سیکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے كُوۡنُوۡا رَبّٰنِيّٖنَ اس کا مفہوم ہے فقہاء بنو اور علماء بنو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو رزین رحمہ اللہ سے وَبِمَا كُنۡتُمۡ تَدۡرُسُوۡنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فقہ میں باہم مذاکرہ کرو، وہ بھی باہم فقہی مسائل میں اسی طرح مذاکرہ کرتے جس طرح ہم آپس میں مذاکرہ کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَلَا يَاۡمُرَكُمۡ اَنۡ تَتَّخِذُوا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ نبی تمہیں اس چیز کا حکم نہیں دیتا (4)۔

وَاِذۡ اَخَذَ اللّٰهُ مِيۡثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيۡتُكُمۡ مِّنۡ كِتٰبٍ وَّحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُوۡلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنۡصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقۡرَرۡتُمۡ وَاَخَذۡتُمۡ عَلٰى ذٰلِكُمۡ اِصۡرِىۡ ؕ قَالُوۡۤا اَقۡرَرۡنَا ؕ قَالَ فَاشۡهَدُوۡا وَاَنَا مَعَكُمۡ مِّنَ الشّٰهِدِيۡنَ ﴿۸۱﴾ فَمَنۡ تَوَلّٰى بَعۡدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفٰسِقُوۡنَ ﴿۸۲﴾

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 381
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 282
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 383
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 384

''اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ کہ قسم ہے تمہیں اس کی جو دوں میں تم کو کتاب اور حکمت سے پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول جو تصدیق کرنے والا ہو ان (کتابوں) کی جو تمہارے پاس ہیں تو تم ضرور ضرور ایمان لانا اس پر اور ضرور ضرور مدد کرنا اس کی (اس کے بعد) فرمایا کیا تم نے اقرار کر لیا اور اٹھا لیا تم نے اس پر میرا بھاری ذمہ؟ سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا (اللہ نے) فرمایا تو گواہ رہنا اور میں (بھی) تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔ پھر جو کوئی پھرے اس (پختہ عہد) کے بعد تو وہی لوگ فاسق ہیں''۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس میں کتابت کی غلطی سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت یہ ہے وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ قرأت کی اور کہا حضرت ابی بن کعب بھی اسی طرح قرأت کرتے تھے۔ ربیع نے کہا کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم حضرت محمد ﷺ پر ایمان لاؤ اور آپ کی مدد کرو فرمایا اس سے مخاطب اہل کتاب ہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ حضرت عبد اللہ کے شاگردیوں پڑھتے ہیں وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ جب کہ ہم مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ پڑھتے ہیں تو حضرت عباس نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے ان کی قوموں کے بارے میں وعدہ لیا (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کے تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے یہ وعدہ لیا کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء سے یہ وعدہ لیا اس پیغام کی تصدیق کریں گے اور اس پر ایمان لائیں گے جو بعد والے انبیاء لائیں گے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی بھی مبعوث نہیں کیا وہ حضرت آدم ہوں یا بعد میں آنے والا نبی مگر اس سے حضور ﷺ کے بارے میں وعدہ لیا کہ اگر حضور ﷺ مبعوث ہوں جب کہ وہ (تم) زندہ ہو تو اس پر ضرور ایمان لائے گا اور آپ کی مدد کرے گا اور اللہ تعالیٰ اس نبی کو حکم دیتا ہے اور اس کی قوم پر اس سے وعدہ لیتا ہے پھر یہ آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ تلاوت کی (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 386 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 387 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 387

لیا کہ وہ ایک دوسرے کی تصدیق کریں گے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے پیغام کی تبلیغ کریں گے۔ انبیاء نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے پیغامات کو اپنی قوموں تک پہنچایا، ان سے وعدہ لیا کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائیں گے، آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی مدد کریں گے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام سے لے کر آج تک اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی بھی ایسا مبعوث نہیں کیا کہ جس سے یہ وعدہ نہ لیا ہو کہ وہ حضرت محمد ﷺ پر ایمان لائے گا۔ اگر آپ تشریف لائے ہوئے جب کہ وہ نبی زندہ ہو تو وہ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور یہ وعدہ بھی لیا کہ وہ اپنی قوم سے وعدہ لے گا کہ وہ بھی حضور ﷺ پر ایمان لائے گی اور آپ کی مدد کرے گی اگر حضور ﷺ تشریف لائیں جب کہ وہ قوم زندہ ہو (2)۔

امام ابن جریج نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے وعدہ لیا کہ تم میں سے پہلا بعد والے تک پیغام حق پہنچائے گا اور یہ بھی وعدہ لیا کہ تم اختلاف نہیں کرو گے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ پھر ان سے جو وعدہ لیا وہ ذکر کیا کہ اہل کتاب اور ان کے انبیاء سے یہ وعدہ لیا کہ حضور ﷺ کی آمد پر آپ کی وہ تصدیق کریں گے اور اس بات کا اپنے اوپر اقرار کریں گے (3)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کہ میں ایک قرظی بھائی کے پاس سے گزرا، اس نے میرے لئے تورات میں سے چند جامع چیزیں لکھیں کیا وہ سب آپ کی خدمت میں پیش نہ کروں؟ تو حضور ﷺ کا چہرہ متغیر ہو گیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ تو حضور ﷺ کی ناراضگی ختم ہو گئی، فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر حضرت موسیٰ تم میں موجود ہوتے پھر تم ان کی اتباع کرتے تو تم گمراہ ہو جاتے، تم امتوں میں سے میرا حصہ ہو اور میں انبیاء میں سے تمہارا حصہ ہوں (4)۔

امام ابو یعلی نے حضرت جابر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اہل کتاب سے کوئی بات نہ پوچھو، وہ تمہاری کوئی راہنمائی نہ کریں گے، وہ گمراہ ہو چکے ہیں (اگر تم سوال کرو گے) تو ممکن ہے تم کسی باطل کی تصدیق کر دو یا حق کی تکذیب کرو، اللہ کی قسم اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے درمیان ہوتے تو میری اتباع کے علاوہ ان کے لئے کوئی چارہ کار نہ ہوتا (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے لَمَّا مشدد پڑھا ہے۔

حضرت عاصم رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے لَمَا کو مخففہ اور اٰتَیْتُکُمْ کو واحد متکلم کا صیغہ پڑھا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 387 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 420 (806) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مسند ابو یعلی، جلد 2، صفحہ 315 (3132) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ اِصْرِیْ کا معنی میرا عہد ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فَاشْهَدُوْا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اپنی امتوں پر گواہ بن جاؤ اور میں تم پر اور ان پر گواہ ہوں اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام امتوں میں سے جو بھی اس عہد سے پھرا بے شک وہی نافرمان کافر ہے (1)۔

اَفَغَيْرَ دِيْنِ اللّٰهِ يَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّاِلَيْهِ يُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ قُلْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَمَاۤ اُنْزِلَ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَاۤ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَالنَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ ۪ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ ۫ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۸۴﴾

''کیا اللہ تعالیٰ کے دین کے سوا (کوئی اور دین) تلاش کرتے ہیں حالانکہ اسی کے حضور سر جھکا دیا ہے ہر چیز نے جو آسمانوں اور زمین میں ہے خوشی سے یا مجبوری سے اور اسی کی طرف وہ (سب) لوٹ جائیں گے آپ فرمائیے ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس پر جو اتارا گیا ہم پر اور جو اتارا گیا ابراہیم، اسماعیل، اسحٰق، یعقوب اور ان کے بیٹوں پر اور جو کچھ دیا گیا موسیٰ، عیسیٰ اور (دوسرے) انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے نہیں فرق کرتے ہم کسی کے درمیان ان میں سے اور ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں''۔

امام طبرانی نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت ابن عباس سے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے کہ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ سے مراد فرشتے اور مَنْ فِي الْاَرْضِ سے مراد جو مسلمان پیدا ہوا اور كَرْهًا سے مراد وہ لوگ ہیں جو دوسری قوموں کے لوگ ہوں اور زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑے ہوں گے۔ انہیں جنت کی طرف لے جایا جائے گا جب کہ وہ خوش نہ ہوں گے (2)۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ملائکہ نے آسمانوں میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور انصار و عبد قیس نے زمین میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ سر تسلیم خم اس وقت کیا جب اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ لیا (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ وہ چار و ناچار اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ (الرعد: 15) کا بھی یہی مفہوم ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 390
2۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 47 (10890) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392
4۔ ایضاً

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے وَلَهٗۤ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ یہ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّ كَرْهًا سے جدا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر کے واسطہ سے حضرت ابن عباس سے وَلَهٗۤ اَسْلَمَ کی یہ تعبیر کی ہے اس کو پہچانتا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَ لَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ (لقمان:25) یہی ان کا اسلام تھا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انسان اپنے بارے میں اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ میرا رب ہے اور میں اس کا بندہ ہوں۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو یہی مجبوراً اسلام قبول کرنے والا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنی عبودیت کو خالص کرتا ہے وہ ہے جو خوشی سے اسلام قبول کرنے والا ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کچھ قوموں کو اسلام لانے پر مجبور کیا گیا اور کچھ قومیں خوشی سے اسلام لائیں(3)۔

امام مطر وراق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ فرشتے، انصار، بنوسلیم اور عبد القیس خوشی سے اسلام لائے جب کہ باقی سب لوگوں نے مجبوراً اسلام قبول کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے مومن نے تو خوشی سے اطاعت کی تو اس چیز نے اسے نفع دیا اور یہ عمل اس کا قبول ہوا کافر نے اس وقت سر جھکایا جب اس نے اللہ تعالیٰ کا عذاب دیکھ لیا تو اس کی اطاعت نے اسے کوئی فائدہ نہ دیا اور نہ ہی اس کا عمل مقبول ہوا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا (غافر:85)(4)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ آسمان میں فرشتوں نے اور زمین میں انصار اور عبد القیس نے خوشی سے اطاعت کی۔

حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے اپنی اطاعت کا تقاضا کیا۔

حضرت ابو سنان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی گئی کہ یہاں اسلم کا معنی معرفت ہے جس سے بھی تو اس کے بارے میں سوال کرے گا وہ اس کو پہچانتا ہے۔

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے کرھا کی تفسیر میں نقل کیا گیا ہے کہ مشرکین عرب اور قیدیوں میں سے جو لوگ مسلمان ہوئے یا جو مجبور ہو کر مسلمان ہوئے وہ مراد ہیں۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی غلاموں، چوپاؤں اور بچوں کے ساتھ برا سلوک کرے تو اس کے کان میں یہ پڑھ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 392 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 393 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

امام ابن سنی نے فی عمل یوم ولیلۃ میں یونس بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی آدمی بھی تندخو سواری پر سوار ہو تو اس کے کان میں وہ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗۤ اَسْلَمَ پڑھے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ اس کے لئے مطیع ہو جائے گی۔

وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۸۵﴾

"اور جو تلاش کرے گا اسلام کے بغیر کوئی (اور) دین تو وہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اس سے اور وہ قیامت کو زیاں کاروں میں سے ہوگا"۔

امام احمد اور طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اعمال آئیں گے اور نماز بھی آئے گی، وہ عرض کرے گی اے میرے رب میں نماز ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے، صدقہ آئے گا تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں صدقہ ہوں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر روزے آئیں گے، عرض کریں گے میں روزہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے۔ پھر دوسرے اعمال آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں فرمائے گا تو بھلائی پر ہے۔ پھر اسلام آئے گا، وہ عرض کرے گا اے میرے رب تو سلام ہے، میں اسلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو خیر پر ہے، تیرے سبب سے میں آج پکڑوں گا اور تیری وجہ سے میں عطا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا وَمَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ الخ الآیۃ (1)۔

کَیْفَ یَهْدِی اللّٰهُ قَوْمًا کَفَرُوْا بَعْدَ اِیْمَانِهِمْ وَشَهِدُوْۤا اَنَّ الرَّسُوْلَ حَقٌّ وَّجَآءَهُمُ الْبَیِّنٰتُ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۶﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ اَنَّ عَلَیْهِمْ لَعْنَةَ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۷﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ۚ لَا یُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۸۸﴾ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ وَاَصْلَحُوْا ۫ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۸۹﴾

"کیسے ہو سکتا ہے کہ ہدایت دے اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو جنہوں نے کفر اختیار کر لیا ایمان لے آنے کے بعد اور وہ (پہلے خود) گواہی دے چکے تھے کہ رسول سچا ہے اور آ چکی تھیں ان کے پاس کھلی نشانیاں اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم لوگوں کو۔ ایسوں کی سزا یہ ہے کہ ان پر پھٹکار پڑتی رہے اللہ کی فرشتوں کی اور سب انسانوں کی۔ ہمیشہ رہیں اسی پھٹکار میں نہ ہلکا کیا جائے گا ان سے عذاب اور نہ انہیں مہلت دی جائے گی۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے (سچے دل سے) توبہ کر لی اس کے بعد اور اپنی اصلاح کر لی تو بے شک اللہ غفور رحیم ہے (انہیں بخش دے گا)"۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 362، مطبوعہ دار صادر بیروت

امام نسائی، ابن حبان، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کے خاندان کا ایک آدمی مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا اور مشرکین کے ساتھ جا ملا۔ پھر شرمندہ ہوا اور اپنی قوم کی طرف پیغام بھیجا کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرو کیا میرے لئے توبہ ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس کی قوم نے اسے پیغام بھیج دیا اور وہ مسلمان ہو گیا۔

امام عبدالرزاق، مسدد نے اپنی سند میں، ابن جریر، ابن منذر اور باوردی نے معرفۃ الصحابہ میں نقل کیا ہے کہ حارث بن سوید آیا، اس نے حضور ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ پھر ارتداد اختیار کیا اور اپنی قوم کی طرف واپس ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل کی۔ اس کی قوم کا ایک آدمی یہ آیت لے کر اس کے پاس گیا اور اس پر اسے پڑھا۔ حارث نے کہا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تو بہت سچا ہے۔ حضور ﷺ تجھ سے زیادہ سچے ہیں اور اللہ تعالیٰ تینوں سے زیادہ سچا ہے۔ حارث واپس آ گیا، اسلام قبول کر لیا اور بہترین مسلمان ثابت ہوا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حارث بن سوید انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا تھا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بعد میں توبہ والی آیت نازل ہوئی تو اس نے بعد میں توبہ کی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت بنی عمرو بن عوف کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی اس نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا پھر شام چلا آیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ابن جریج کی سند سے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آدمی بنی عمرو بن عوف سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا۔ ابن جریج نے کہا مجھے عبد اللہ بن کثیر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ رومیوں کے علاقہ میں چلا گیا۔ وہاں اس نے نصرانیت کو اپنا لیا۔ پھر اپنی قوم کو خط لکھا مجھے بتاؤ کیا میرے لئے توبہ کی گنجائش موجود ہے تو توبہ والی آیت نازل ہوئی تو وہ ایمان لے آیا اور واپس پلٹ آیا۔ ابن جریج نے کہا عکرمہ نے کہا یہ آیت عامر راہب، حارث بن سوید، وحوح بن اسلت وغیرہ بارہ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مرتد ہو گئے تھے اور قریش کے پاس چلے گئے تھے۔ پھر انہوں نے اپنے رشتہ داروں کو خط لکھے کیا ہمارے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ تو توبہ والی آیت نازل ہوئی (4)۔

امام ابن اسحاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے تو حارث نے مجدر بن زیاد اور قیس بن زید کو غزوۂ احد میں قتل کیا جو بنوضبیعہ کے خاندان میں سے تھے۔ پھر مکہ مکرمہ میں قریش کے ساتھ جا ملے پھر اس نے اپنے بھائی جلاس کو بھیجا کہ اسکی توبہ کی صورت بنائے تاکہ وہ اپنی قوم کے پاس واپس آسکے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے جو ام ہانی کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ حارث بن سوید نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 396، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 396
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی پھر مکہ چلا گیا غزوہ احد میں آیا اور مسلمانوں کے خلاف جنگ کی۔ اس کے ہاتھ میں جو کچھ تھا جاتا رہا پھر وہ مکہ مکرمہ چلا گیا پھر اس نے اپنے بھائی جلاس بن سوید کو خط لکھا اے میرے بھائی جو غلطی مجھ سے ہوئی ہے، میں اس پر شرمندہ ہوں میں، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہوں اور اسلام کی طرف لوٹتا ہوں یہ چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ذکر کرو اگر تم میری توبہ کی امید پاؤ تو مجھے خط لکھ دینا، اس کے بھائی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کَیۡفَ یَہۡدِی اللّٰہُ قَوۡمًا کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِہِمۡ اس کے ساتھیوں میں سے ایک جماعت نے کہا جس پر ہے اس کے بارے میں حمیت کا اظہار کرتا ہے پھر اسلام کی طرف لوٹتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِہِمۡ نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں قوم سے مراد اہل کتاب ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا پھر آپ کا انکار کر دیا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود و نصاری ہیں۔ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت کو دیکھا، اس کا اقرار کیا، یہ بھی شہادت دی کہ یہ حق ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ان کے خاندان سے نہ ہوئی تو اسی وجہ سے وہ عربوں سے حسد کرنے لگے۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعتوں کا انکار کیا اور اقرار کرنے کے بعد محض عربوں سے حسد کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کفر کیا جب کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عربوں میں مبعوث فرمایا(2)۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا بَعۡدَ اِیۡمَانِہِمۡ ثُمَّ ازۡدَادُوۡا کُفۡرًا لَّنۡ تُقۡبَلَ تَوۡبَتُہُمۡ ۚ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الضَّآلُّوۡنَ ﴿۹۰﴾

"یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے چلے گئے کفر میں ہرگز نہ قبول کی جائے گی ان کی توبہ اور یہی لوگ ہیں جو گمراہ ہیں"۔

امام بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قوم مسلمان ہوئی پھر مرتد ہوگئی پھر مسلمان ہوئی پھر مرتد ہوگئی اس کے بعد انہوں نے اپنی قوم کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ ان کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھیں۔ انہوں نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود و نصاری ہیں، موت کے وقت ان کی توبہ قبول نہ ہوگی(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے اس سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 397 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 398

یہودی ہیں جنہوں نے انجیل مقدس اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا پھر انہوں نے حضرت محمد ﷺ اور قرآن کا انکار کر کے اس میں اضافہ کر دیا(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ایمان کے بعد کفر کیا پھر اپنے گناہوں کے ساتھ کفر میں اضافہ کیا پھر وہ اپنے کفر میں رہتے ہوئے گناہوں سے توبہ کرنے لگے۔ اگر وہ ہدایت پر ہوتے تو ان کی توبہ قبول ہو جاتی لیکن وہ تو گمراہ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے گناہوں سے تو توبہ کی مگر اصل (کفر) سے توبہ نہ کی (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ پھر وہ کفر پر مکمل ہو گئے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ اس حال میں مرے کہ وہ کافر تھے۔ جب وہ مرتے وقت توبہ کریں گے تو ان کی توبہ قبول نہ ہو گی (5)۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٩١﴾

"جن لوگوں نے کفر کیا اور مر گئے کفر ہی کی حالت میں تو ہرگز نہ قبول کیا جائے گا ان میں سے کسی سے زمین بھر سونا اگرچہ وہ (اپنی نجات کے لئے) عوضانہ دے اتنا سونا۔ ایسے لوگوں کے لئے عذاب ہے دردناک اور نہیں ہے ان کا کوئی مددگار"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے نقل کیا کہ اگر وہ کافر ہوئے تو ان سے یہ بطور فدیہ قبول نہ کیا جائے گا (6)۔

امام عبد بن حمید، بخاری، مسلم، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے اسماء و صفات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن کافر کو لایا جائے گا، اسے کہا جائے گا بتاؤ اگر تیرے پاس زمین بھر سونا ہوتا تو تو اسے فدیہ دے دیتا؟ تو وہ کہے گا ہاں۔ تو اسے کہا جائے گا دنیاوی زندگی میں اس سے آسان چیز کا تم سے مطالبہ کیا گیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے (7)۔

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَیْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 398 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 399 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 402 7۔ ایضاً

بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿۹۲﴾

"ہرگز نہ پاسکو گے تم کامل نیکی (کا رتبہ) جب تک نہ خرچ کرو (راہ خدا میں) ان چیزوں سے جن کو تم عزیز رکھتے ہو اور جو کچھ خرچ کرتے ہو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے"۔

امام مالک، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حضرت ابوطلحہ کی مدینہ طیبہ میں سب سے زیادہ کھجوریں تھیں، ان کا سب سے پسندیدہ مال بیرحاء (باغ) تھا جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ نبی کریم ﷺ وہاں تشریف لے جاتے، اس سے پانی پیتے جس میں خوشبو تھی۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی حضرت ابوطلحہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ میرا پسندیدہ مال تو بیرحاء ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ ہے، میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کے بدلے نیکی اور ذخیرہ کی امید رکھتا ہوں، یا رسول اللہ ﷺ جہاں آپ پسند کریں اسے خرچ کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بخ (کلمہ تعجب) وہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے، وہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے، جو تم نے کہا میں نے سن لیا، میری رائے ہے کہ یہ باغ تم اپنے رشتہ داروں کو دے دو، حضرت ابوطلحہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ تو حضرت ابوطلحہ نے وہ باغ اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کر دیا۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ ہم سے مال کا مطالبہ کرتا ہے، میں قسم اٹھاتا ہوں کہ میں نے بیرحاء اللہ تعالیٰ کی راہ میں مختص کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔ تو حضرت ابوطلحہ نے وہ باغ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں تقسیم کر دیا(1)۔

امام احمد، عبد بن حمید، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا کہ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا فلاں فلاں باغ صدقہ ہے، اگر میں اس کو مخفی رکھ سکتا تو اس کا اعلان نہ کرتا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے فقیر رشتہ داروں میں تقسیم کر دو۔

امام عبد بن حمید اور بزار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت مجھ پر پڑھی گئی تو میں نے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ تمام چیزوں کو یاد رکھا تو میرے نزدیک سرجانہ لونڈی سے بڑھ کر کوئی چیز نہ تھی۔ جو ایک رومی لونڈی تھی میں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے نام پر آزاد۔ اگر میں کسی ایسی چیز کی طرف دوبارہ پلٹتا جس کو میں نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دیا ہوتا تو میں اس لونڈی سے نکاح کرتا بعد میں آپ نے اس کا نکاح حضرت نافع سے کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت فاروق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 403

اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف خط لکھا کہ جلولاء کے قیدیوں میں سے ایک لونڈی خرید کر ان کی طرف بھیج دیں۔ انہوں نے لونڈی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھیج دی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس لونڈی کو آزاد کر دیا(1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن منکدر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اپنا ایک گھوڑا لائے جس کو شبلہ کہتے۔ اس گھوڑے سے بڑھ کر آپکو کوئی مال پسند نہ تھا۔ انہوں نے کہا یہ گھوڑا صدقہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول کرلیا اور ان ہی کے بیٹے حضرت اسامہ کو دے دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چہرے پر کچھ حیرت کے آثار دیکھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے تجھ سے قبول کرلیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے معمر سے انہوں نے حضرت ایوب رحمہ اللہ اور دوسرے راویوں سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو حضرت زید بن حارثہ اپنا گھوڑا لائے جس سے وہ حد درجہ محبت کرتے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں وقف ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ گھوڑا حضرت اسامہ بن زید کو دے دیا، گویا حضرت زید نے اپنے دل میں کوئی اضطراب پایا جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی اس کیفیت کو دیکھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ نے اسے قبول کرلیا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ثابت بن حجاج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ تو خوب جانتا ہے کہ اس گھوڑے سے بڑھ کر مجھے کوئی مال پسند نہیں پھر اسے مساکین پر صدقہ کر دیا وہ اسے لگاتار بیچتے رہے۔ یہ گھوڑا آپ کو بہت پسند تھا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خریدنے سے انہیں منع کر دیا۔

امام ابن جریر نے میمون بن مہران سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا سب سے افضل عمل کون سا ہے؟ تو آپ نے فرمایا نماز اسلام کا ستون اور جہاد عمل کی کوہان ہے، صدقہ عجیب شے ہے۔ اس آدمی نے کہا اے ابوذر تو نے ایک ایسی چیز چھوڑ دی ہے جو میرے نزدیک سب سے معتمد تھی آپ نے اسے ذکر نہیں کیا۔ آپ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عرض کی روزے۔ حضرت ابوذر نے کہا وہ عبادت ہے لیکن افضل عمل نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی(3)۔

امام عبد بن حمید نے بنی سلیم کے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذہ میں ملا جہاں ان کا اونٹوں کا ایک ریوڑ تھا۔ وہاں ان کا ایک کمزور چرواہا تھا۔ میں نے کہا اے ابوذر کیا میں آپ کا ساتھی نہ بن جاؤں کہ آپ کے اونٹوں کی حفاظت کروں اور آپ سے علم سیکھوں، امید ہے اللہ تعالیٰ مجھے اس کا نفع عطا فرمائے گا۔ حضرت ابوذر نے فرمایا میرا ساتھی وہ ہے جو میری اطاعت کرے، تو میری اطاعت کرے تو تو میرا ساتھی ہے ورنہ نہیں۔ میں نے عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 404 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 405 3۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 404

کی آپ مجھے کسی چیز میں اطاعت کا کہتے ہیں؟ فرمایا میں اپنے مال میں سے جب کوئی مال لانے کا کہوں تو سب سے افضل مال تلاش کر کے لائے فرماتے ہیں چنانچہ میں آپ کے پاس اتنا عرصہ رہا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر آپ کے سامنے ذکر کیا گیا کہ چشمہ (آبادی) میں کوئی ضرورت ہے؟ آپ نے فرمایا ایک اونٹ لے آؤ۔ میں نے اونٹ تلاش کیا، سب سے اچھا اونٹ بڑا مطیع تھا میں نے اسے پکڑنا چاہا پھر میں نے لوگوں (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے گھر والوں) کی ضرورت کو یاد کیا اور اسے چھوڑ دیا۔ میں نے ایک اونٹنی پکڑی، اس اونٹ کے بعد وہی سب سے اچھی تھی۔ میں وہ اونٹنی حضرت ابوذر کے پاس لے آیا۔ آپ کی نظر پڑی فرمایا تو نے میرے ساتھ خیانت کی ہے۔ جب میں نے آپ کی بات سمجھ لی تو میں نے اونٹنی کو چھوڑ دیا اور اونٹ کی طرف لوٹا۔ میں نے وہ اونٹ پکڑا، اسے لے آیا، آپ نے ساتھیوں سے فرمایا کون سے دو ایسے آدمی ہیں جو اپنے عمل پر اجر کی خواہش رکھتے ہیں۔ دو آدمیوں نے کہا ہم آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ، اس کا پاؤں باندھو پھر اسے ذبح کرو پھر آبادی کے گھر گنو اور اس کا گوشت ان کی تعداد کے مطابق تقسیم کرو ابوذر کا گھر بھی ان میں سے ایک گنو تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔ جب گوشت تقسیم ہو چکا تو آپ نے مجھے بلایا، فرمایا میں نہیں جانتا کہ تو نے میری وصیت یاد رکھی اور تو اس پر غالب رہا یا بھول گیا تو میں تجھے معذور جانوں میں نے کہا میں آپ کی وصیت نہیں بھولا لیکن جب میں نے اونٹ تلاش کیے تو میں نے اسی اونٹ کو بہترین پایا تھا۔ میں نے اسے پکڑنے کا ارادہ کیا تو مجھے آپ کی ضرورت یاد آئی تو میں نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ نے فرمایا تو نے میری ضرورت کی وجہ سے اسے چھوڑا تھا۔ میں نے کہا میں نے صرف آپ کی ضرورت کی خاطر اسے چھوڑا تھا۔ فرمایا کیا میں تجھے اپنی ضرورت کے دن کے بارے میں نہ بتاؤں؟ میری ضرورت کا دن وہ ہے جس دن مجھے قبر میں رکھا جائے گا، وہی میری ضرروت کا دن ہے۔ مال میں تین شریک ہیں (1) تقدیر، وہ اچھا یا برا لے جانے کا انتظار نہیں کرتی (2) وارث، وہ انتظار کرتا ہے کہ کب تو مرے پھر وہ پورا پورا لے لیتا ہے جب کہ تو مذموم ہوتا ہے (3) تو خود، اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تو ان تینوں میں سے عاجز ترین نہ ہو تو ایسا نہ بن جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم کمال نیکی نہیں پا سکتے یہاں تک کہ وہ خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ یہ مال میرا پسندیدہ ہے، میں نے اسے پسند کیا کہ اسے اپنے لئے آگے بھیجوں۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں گوہ پیش کی گئی نہ آپ نے اسے کھایا اور نہ ہی کسی اور کو کھانے سے منع کیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اسے مساکین کو نہ کھلا دیں؟ فرمایا وہ چیز مسکینوں کو نہ کھلاؤ جو خود نہیں کھاتے۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آپ نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔

امام احمد نے زہد میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھتے ہوئے قرأت کی۔ آپ اس آیت پر پہنچے، آپ نے نماز میں اشارہ کے ساتھ اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا۔

امام ابن منذر نے نافع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کھانڈ خریدتے اسے صدقہ کرتے ہم آپ

سے کہتے کاش آپ اس کے بدلے میں کھانا خریدتے۔ یہ ان لوگوں کے لئے زیادہ نفع مند ہوتی۔ آپ فرماتے میں اسے پہچانتا ہوں لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک سنا ہے اور اس آیت کی تلاوت کرتے۔ حضرت عبداللہ کھانڈ پسند کرتے تھے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بر کی تفسیر جنت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے عمرو بن میمون اور حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم اس وقت تک کمال نیکی نہیں پا سکتے یہاں تک کہ ایسی چیز خرچ نہ کرو جو تمہیں پسند ہو اور ایسا مال نہ خرچ کرو جو تمہیں محبوب ہو، تم جو بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، وہ تمہارے لئے اس کے ہاں محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے، وہ تمہیں اس کا بدل عطا فرمائے گا(1)۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰىةِ فَاتْلُوْهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٩٣﴾ فَمَنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿٩٤﴾ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ ۣ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٩٥﴾

"سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کے لئے مگر وہ جسے حرام کیا اسرائیل نے اپنے آپ پر اس سے پہلے کہ نازل کی گئی تورات، آپ فرماؤ لاؤ تورات پھر پڑھو اسے اگر تم سچے ہو، پس جو بہتان لگاتا ہے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا اس کے بعد تو وہی ظالم ہیں۔ آپ کہہ دیجئے سچ فرمایا ہے اللہ نے پس پیروی کرو تم ملت ابراہیم کی جو ہر باطل سے الگ تھلگ تھے اور (بالکل) نہ تھے وہ شرک کرنے والوں سے"۔

امام عبد بن حمید، فریابی، بیہقی نے سنن میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے جو کھانا اپنے اوپر حرام کیا تھا وہ ہڈی والا گوشت تھا۔ آپ کو عرق النساء کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ آپ اس حالت میں رات گزارتے کہ آپ کی چیخیں نکلتی رہتیں۔ آپ نے یہ نذر مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے شفا عطا کی تو آپ ایسا گوشت نہیں کھائیں گے جس میں ہڈی ہو گی۔ تو یہودیوں نے اسے اپنے اوپر حرام کر لیا(2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت یوسف بن ماہک کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 403 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 9

سے روایت نقل کی ہے کہ کیا تم جانتے ہو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر کون سا کھانا حرام کیا تھا؟ حضرت یعقوب علیہ السلام کو عرق النساء کا مرض لگا تھا جس نے آپ کو سخت کمزور کر دیا تھا۔ آپ نے یہ نذر مانی تھی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس مرض سے شفا عطا فرمائی تو وہ ہڈی والا گوشت نہیں کھائیں گے۔ اسی وجہ سے یہودی ہڈیوں کو نکال دیتے ہیں اور انہیں نہیں کھاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آپ نے ہڈی والے گوشت کو اپنے اوپر حرام کر لیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ کو عرق النساء کی تکلیف تھی۔ آپ رات کو سوتے نہیں تھے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس مرض سے عافیت دی تو میری اولاد اسے استعمال نہیں کرے گی۔ تورات میں یہ حکم موجود نہیں تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب میں سے ایک جماعت سے پوچھا یہ کیوں حرام ہے؟ انہوں نے کہا یہ کتاب کے حکم کی وجہ سے ہم پر حرام ہے تو اللہ تعالیٰ نے اِنۡ كُنۡتُمۡ صٰدِقِيۡنَ تک آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی آئے، انہوں نے کہا اے ابو القاسم ہمیں بتایئے کہ حضرت یعقوب نے اپنے اوپر کس چیز کو حرام کیا تھا؟ آپ نے ارشاد فرمایا آپ بدوی زندگی بسر کرتے تھے تو آپ کو عرق النساء کا مرض لگ گیا۔ آپ نے اونٹ کے گوشت اور اس کے دودھ کے علاوہ کوئی چیز نہ پائی جس کے ساتھ دواء کریں۔ اسی وجہ سے آپ نے اسے حرام کیا تو انہوں نے کہا آپ نے سچی بات کی۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یعقوب نے دودھ اور اونٹ کا گوشت حرام کیا۔ آپ کو عرق النساء کا مرض تھا۔ آپ نے ان کا گوشت کھایا تو آپ نے سخت تکلیف میں رات گزاری تو آپ نے قسم اٹھا دی کہ آپ اسے کبھی بھی نہ کھائیں گے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسرائیل سے مراد حضرت یعقوب علیہ السلام ہیں۔ آپ بڑے قوی تھے۔ آپ ایک فرشتہ سے ملے جس سے آپ نے مقابلہ کیا۔ فرشتے نے آپ کو پچھاڑ دیا پھر آپ کی ران پر ایک ضرب لگائی۔ جب حضرت یعقوب نے دیکھا کہ فرشتے نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے تو اسے پکڑ لیا اور کہا میں تجھے اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ تم میرا نام نہیں رکھو گے تو اس نے آپ کا نام اسرائیل رکھا۔ وہ رگ آپ کو لگا تار تکلیف دیتی رہی یہاں تک کہ آپ نے ہر جانور کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر چوپاؤں کے گوشت حرام کر لیے تھے(2)۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے اوپر جو چیزیں حرام کی تھیں وہ جگر اور گردوں کی زائد چیزیں اور چربی تھی مگر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 7 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 10 3۔ ایضاً

وہ چربی جو پشت پر ہوتی تھی کیونکہ اسے قربانی کے لئے پیش کیا جاتا جسے آگ کھا جاتی تھی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضور ﷺ سے کہا حضرت یعقوب علیہ السلام نے جن چیزوں کو حرام قرار دیا تھا تو رات میں بھی ان کی حرمت کا حکم نازل ہوا، اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا انہیں فرمائیں تورات لے آؤ اور اسے پڑھو اگر سچے ہو۔ انہوں نے جھوٹ بولا ہے، تورات میں ایسا حکم نہیں ہے، اسے حرام قرار نہیں دیا گیا مگر اس لئے کہ بنو اسرائیل نے تورات کے نازل ہونے کے بعد نافرمانی کی۔

یہودیوں نے حضور ﷺ سے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام یہودی تھے اور ہمارے دین پر تھے تورات میں چربی ناخن والے جانور اور ہفتہ کی حرمت کا حکم نازل ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام یہودی نہ تھے تورات میں تو صرف اسلام کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہیں کہو تورات لے آؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو کیا اس میں ایسا حکم ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد جو انبیاء آئے وہ اس حکم کو لائے ہیں تورات تو اکٹھی الواح میں نازل ہوئی(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا نے ایک آدمی کے بارے میں کہا جس نے اپنی بیوی کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا اس نے کہا تھا کہ اس کی بیوی اس پر اسی طرح حرام ہے جس طرح حضرت یعقوب نے اونٹ کے گوشت کو اپنے اوپر حرام قرار دیا تھا تو وہ گوشت ان پر حرام ہو گیا تھا۔ مسروق نے کہا حضرت یعقوب نے اپنے اوپر ایسی چیز کو حرام قرار دیا تھا جو اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ وہ اپنے اوپر اسے حرام قرار دیں گے۔ جب کتاب نازل ہوئی تو اس نے حضرت یعقوب کے حرام قرار دینے کی موافقت کی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ وہ اپنے اوپر اسے حرام کریں گے جب کہ تم ایسی چیز کا سہارا لے رہے ہو جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا ہے، تم اسے اپنے اوپر حرام قرار دیتے ہو مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ حرام ہوئی یا ثرید کا پیالہ۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۶﴾

”بے شک پہلا (عبادت) خانہ جو بنایا گیا لوگوں کے لئے وہی ہے جو مکہ میں ہے بڑا برکت والا ہدایت (کا سرچشمہ) ہے سب جہانوں کے لئے“۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ گھر تو اس سے پہلے بھی تھے لیکن یہ وہ پہلا گھر تھا جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے بنایا گیا تھا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 7

امام ابن جریر نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے جو سب سے پہلا گھر بنایا گیا وہ ہے جو مکہ مکرمہ میں ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کون سی مسجد سب سے پہلے بنائی گئی، فرمایا مسجد حرام۔ میں نے عرض کی پھر کون سی مسجد تھی؟ فرمایا مسجد اقصیٰ۔ میں نے عرض کی دونوں میں کتنا عرصہ حائل تھا؟ فرمایا چالیس سال(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف کو زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے بنایا۔ جب اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا تو اس وقت یہ سفید جھاگ تھا۔ زمین اس کے نیچے ایسی تھی گویا وہ چھوٹا گول جزیرہ ہو زمین اس کے نیچے سے پھیلائی گئی(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعبہ زمین کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے بنایا گیا تھا جب کہ یہ زمین کا حصہ ہے۔ یہ کعبہ پانی پر ایک چٹان کی مانند تھا، اس پر دو فرشتے تھے جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین بنانے کا ارادہ کیا تو اسی سے اسے پھیلا دیا تو اسے زمین کے وسط میں کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر او رازرقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت بھی اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران:110) ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلا گھر زمین پر جھاگ تھا جب کہ زمین پانی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین کو تخلیق کیا تو بیت اللہ بھی اس کے ساتھ ہی بنا دیا۔ زمین میں یہ سب سے پہلا گھر بنایا گیا(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ سب لوگوں کے لئے سب سے پہلا قبلہ مسجد حرام کو بنایا گیا۔

امام ابن منذر اور ازرقی نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ یہودیوں نے کہا بیت المقدس کعبہ سے بڑا ہے کیونکہ وہ انبیاء کی ہجرت گاہ ہے کیونکہ وہ ارض مقدسہ میں ہے۔ مسلمانوں نے کہا نہیں بلکہ کعبہ بڑا ہے۔ یہ بات حضور ﷺ تک پہنچی تو یہ آیت اور بعد والی آیت نازل ہوئی۔ بیت المقدس میں مقام ابراہیم نہیں۔ بیت المقدس میں داخل ہونے والا امان میں نہیں ہوتا اور بیت المقدس کی طرف حج کے لئے نہیں جایا جاتا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زمین میں سے سب سے پہلا حصہ جو بنایا گیا وہ بیت اللہ شریف کی جگہ ہے پھر اس سے زمین کو بنایا گیا اور زمین پر سب سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 13	2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 14	3۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 13
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 14	5۔ ایضاً

پہلا پہاڑ جو بنایا گیا وہ جبل ابوقبیس ہے پھر اس سے دوسرے پہاڑ بنا دیے گئے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ لوگ تمام اطراف سے اس کی طرف حاجی بن کر آتے ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ اس میں عورتیں اور مرد بھیڑ کرتے ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہاں لوگ ایک دوسرے سے دھکم پیل کرتے ہیں یہاں وہ لوگ بھی آتے ہیں جو کہیں اور جگہ نہیں جاتے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہاں لوگوں کو جمع کر دیا تھا، یہاں عورتیں مردوں کے آگے نماز پڑھتی ہیں جب کہ یہ امر کسی اور شہر میں جائز نہیں (4)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عتبہ بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ مکہ اس میں کئے جانے والے ذکر کی وجہ سے یوں رویا جس طرح مادہ روتی ہے۔ پوچھا گیا یہ تو کس سے روایت کرتا ہے؟ کہا حضرت عبد اللہ بن عمر سے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن زید مہاجر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسے بکہ کا نام اس لئے دیا گیا کیونکہ یہ تاریکیوں کو دور کرتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بیت اللہ شریف اور اس کا ارد گرد بکہ ہے جب کہ باقی شہر کو مکہ کہتے ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو مالک غفاری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ بیت اللہ شریف کا حصہ اور باقی شہر کو مکہ کہتے ہیں (5)۔

ابن جریر نے ابن شہاب سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ سے مراد بیت اللہ شریف اور مسجد ہے اور سارا حرم مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ سے مراد مکہ مکرمہ بھی ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ سے مراد فج سے تنعیم کا علاقہ ہے اور بکہ سے مراد بیت اللہ شریف سے لے کر بطحاء کا علاقہ ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 432 (3984) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 16
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 15
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 16

امام عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بکہ سے مراد کعبہ ہے اور مکہ مکرمہ سے مراد اس کا ارد گرد ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مبارک کا معنی ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے خیر و برکت رکھ دی اور ہدی للعالمین سے مراد ہے اس کے لئے اسے قبلہ بنا دیا۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں بیہقی نے شعب میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ لوگوں نے مقام ابراہیم میں تین صفحے پائے ہر صفحہ میں کچھ لکھا ہوا تھا، پہلے صفحے میں تھا، ترجمہ: میں اللہ بکہ والا ہوں، میں نے اسے اس دن بنایا جس دن میں نے سورج اور چاند بنایا، اسے سات عبادت گزار فرشتوں کی حفاظت میں دے دیا، یہاں کے رہنے والوں میں گوشت اور دودھ میں برکت ڈال دی۔ دوسرے صفحہ میں تھا میں اللہ بکہ کا مالک ہوں، میں نے رحم کو پیدا کیا، میں نے اس کا نام اپنے نام سے بنایا، جس نے صلہ رحمی کی میں اسے جوڑوں گا، جس نے قطع رحمی کی میں اسے ریزہ ریزہ کردوں گا۔ تیسرے صفحہ میں تھا میں اللہ بکہ کا خالق ہوں، میں نے خیر اور شر کو پیدا کیا، جس کے ہاتھ میں خیر ہوگی اس کے لئے مبارک ہو اور جس کے ہاتھ میں شر ہوگی اس کے لئے ہلاک ہے۔

امام ازرقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مقام ابراہیم میں ایک کتاب پائی گئی جس میں یہ لکھا ہوا تھا یہ بیت اللہ حرام بکہ ہے، اللہ تعالیٰ نے یہاں کے رہنے والوں کے لئے تین راستوں سے رزق کا اہتمام فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ یہاں کے رہنے والوں کے لئے گوشت، پانی اور دودھ میں برکت ڈالے گا۔ یہاں پہلا فروکش ہونے والا اس کا رہائشی نہیں ہوگا، اس کے کمروں میں سے ایک کمرے میں پتھر کی بنی ایک کتاب پائی گئی جس میں تھا میں اللہ ہوں، بکہ حرام کا مالک و خالق ہوں، میں نے اسے اس وقت بنایا جس وقت سورج اور چاند کو بنایا، میں نے اسے سات عبادت گزار فرشتوں کے جلو میں دے دیا ہے، یہ اپنی جگہ سے نہیں ہلے گا یہاں تک کہ اس کے ارد گرد والے پہاڑ سرک جائیں، اس کے رہائشیوں کے لئے گوشت اور پانی میں برکت رکھ دی گئی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات مجاہد اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام جندی نے فضائل مکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مکہ کو پیدا کیا اور اسے مشکلات اور سیڑھیوں پر رکھا۔ سعید بن جبیر سے پوچھا گیا یہ سیڑھیاں کیا ہیں؟ فرمایا جنت کی سیڑھیاں۔

امام ازرقی اور جندی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے آسمان کو مکہ سے بڑھ کر زمین کے قریب نہیں دیکھا۔

امام ازرقی نے حضرت عطا بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے اس نے اسے مرفوع نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا مکہ میں ٹھہرنا سعادت اور اس سے نکلنا شقاوت ہے۔

امام ازرقی، جندی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے، بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا

ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا جسے رمضان مکہ مکرمہ میں آ گیا، اس نے وہاں سارے روزے رکھے جتنا ممکن ہوا وہ راتوں کو جاگا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں مکہ مکرمہ کے علاوہ اور شہروں میں گزارے گئے ایک لاکھ رمضانوں کا ثواب لکھ دے گا۔ ہر روز اس کے حق میں نیکی لکھی جائے گی، ہر رات نیکی لکھی جائے گی، ہر روز غلام آزاد کرنے کا بدلہ لکھا جائے گا، ہر رات غلام آزاد کرنے کا ثواب لکھا جائے گا، ہر روز اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیئے گئے گھوڑے کی بار برداری کا اجر اور ہر رات گھوڑے کی بار برداری کا اجر لکھا جائے گا اور ہر روز اس کی دعائیں قبول ہوں گی (1)۔

امام ازرقی، طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ اسلام کا ستون ہے جو حاجی یا عمرہ کرنے والا اس گھر کی زیارت کا قصد کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے کہ اگر اس کو موت عطا کرے تو اسے جنت میں داخل کرے، اگر اسے واپس گھر کی طرف لوٹائے تو اسے اجر اور غنیمت کے ساتھ لوٹائے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور میری اس مسجد میں ایک رمضان شریف دوسری مساجد میں گزارے گئے ہزار رمضانوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے (2)۔

امام بزار، ابن خزیمہ، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی لاکھ نمازوں سے بڑھ کر ہے، میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے بڑھ کر ہے اور بیت المقدس والی مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی پانچ سو نمازوں سے بڑھ کر ہے (3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا گھر میں نماز پڑھنا ایک نماز، قبیلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر جامع مسجد میں نماز پڑھنا پانچ سو نمازوں کے برابر مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر میری مسجد میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کے برابر اور مسجد حرام میں نماز پڑھنا ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے (5)۔

امام طیالسی، امام احمد، بزار، ابن عدی، بیہقی، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں پڑھی جانے والی ہزار نمازوں سے

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 487 (4149) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 487 (4142)
3۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 485 (4140)
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 190 (1413)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 186 (1405)

افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز میری اس مسجد میں سو نمازوں سے بہتر ہے۔ عطاء سے پوچھا گیا جو فضیلت ذکر کی جاتی ہے وہ صرف مسجد حرام تک محدود ہے یا حرم بھی اس میں شامل ہے؟ کہا نہیں بلکہ حرم بھی شامل ہے کیونکہ تمام حرم مسجد ہے (1)۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے اور مسجد حرام میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک لاکھ نمازوں سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے (2)۔

امام بزار نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں خاتم الانبیا ہوں اور میری مسجد انبیاء کی مساجد کی خاتم ہے۔ وہ مساجد جو یہ حق رکھتی ہیں کہ ان کی زیارت کی جائے اور ان کے لئے سواریاں تیار کی جائیں ان میں مسجد حرام اور میری مسجد ہیں، میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ہزار نمازوں سے بہتر ہے سوائے مسجد حرام کے۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن منیع، رویانی، ابن خزیمہ اور طبرانی نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری مسجد میں ایک نماز دوسری مساجد میں ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے سوائے مسجد حرام کے (3)۔

فِيهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ ۚ وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا ؕ وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۹۷﴾

"اس میں روشن نشانیاں ہیں (ان میں سے ایک) مقام ابراہیم ہے اور جو بھی داخل ہو اس میں ہو جاتا ہے (ہر خطرہ سے) محفوظ اور اللہ کے لئے فرض ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو طاقت رکھتا ہو وہاں تک پہنچنے کی اور جو شخص (اس کے باوجود) انکار کرے تو بے شک اللہ بے نیاز ہے سارے جہان سے"۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن الانباری نے مصاحف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آیَةٌ بَيِّنَةٌ (واحد کا صیغہ) پڑھتے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3 صفحہ 487 (4147) 2۔ جامع ترمذی، مع عارضۃ الاحوذی جلد 13، صفحہ 218، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 2، صفحہ 132 (1585) مطبوعہ مکتبۃ العلوم والحکم

امام ابن الانباری نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ پڑھتے یعنی اٰیٰتٌ جمع کا صیغہ اور بَیِّنٰتٌ واحد کا صیغہ۔

امام عبد بن حمید عاصم بن ابی نجود سے اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ سے مراد مقام ابراہیم اور مشعر حرام ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرات مجاہد اور قتادہ رحمہما اللہ سے نقل کیا ہے کہ مقام ابراہیم اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ میں سے ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مقام ابراہیم ہے جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن میں ہوگا اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حج کرنا فرض ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ازرقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مقام ابراہیم میں آپ کے قدموں کے نشانات ہیں اور مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا یہ اور چیز ہے (4)۔

امام ازرقی نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اٰیٰتٌ بَیِّنٰتٌ سے مراد مقام ابراہیم، داخل ہونیو الے کے لئے امن اور لوگوں پر اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حج اور تمام علاقوں سے لوگوں کا حج کے لئے آنا ہے۔

امام ابن الانباری نے حضرت کلبی سے روایت نقل کی ہے کہ آیات سے مراد کعبہ مکرمہ، صفا مروہ اور مقام ابراہیم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ دور جاہلیت میں تھا اگر کوئی انسان کوئی بھی جرم کرتا پھر وہ حرم میں پناہ لے لیتا تو اسے پکڑا نہ جاتا اور نہ ہی مواخذہ ہوتا مگر اسلام میں حدود اللہ قائم کرنے سے وہ محفوظ نہیں ہوتا جو اس میں چوری کرے گا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا جو اس میں بدکاری کرے گا اس پر حد زنا جاری ہوگی جو اس میں کسی کو قتل کرے گا اسے قتل کیا جائے گا (5)۔

امام ازرقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر اور ازرقی نے حویطب بن عبد العزی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے دور جاہلیت میں کعبہ میں حلقے دیکھے جو چوپاؤں کے لگاموں کی طرح تھے، کوئی خوف زدہ آدمی اس میں اپنا ہاتھ ڈال دیتا تو کوئی دوسرا اس پر حملہ نہیں کرتا تھا۔ ایک روز ایک خوف زدہ آدمی آیا، اس نے اپنا ہاتھ اس حلقہ میں ڈال دیا ایک دوسرا آدمی اس کے پیچھے سے آیا اور خوفزدہ آدمی کو کھینچا تو کھینچنے والے کا ہاتھ شل ہوگیا۔ میں نے اس آدمی کو دیکھا کہ اس نے اسلام قبول کیا تب بھی اس کا ہاتھ شل ہی تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ازرقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا اگر میں اس میں اپنے باپ خطاب کا قاتل بھی پاؤں تو میں اس کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا یہاں تک کہ وہ حرم کی حدود سے باہر نکل آئے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو آدمی بیت اللہ شریف کی پناہ چاہے بیت اللہ اسے پناہ دے دیتا ہے لیکن مجرم کو یہاں نہ اذیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 17 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 18 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 19

دی جائے گی نہ کھانا دیا جائے گا، نہ پانی دیا جائے گا اور نہ ہی اس کے معاملات کی نگہداشت کی جائے گی، جب وہ حرم کی حدود سے باہر نکلے گا تو اس کے جرم میں اسے پکڑ لیا جائے گا (1)۔

امام ابن منذر اور ازرقی نے حضرت طاؤس کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی مقام حل میں کسی کو قتل کر دے یا چوری کرے پھر حرم کی حدود میں داخل ہو جائے نہ اس کی مجلس کی جائے گی نہ اس کے ساتھ کلام کی جائے گی اور نہ اسے پناہ دی جائے گی بلکہ اسے اللہ کا واسطہ دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ باہر نکلے تو اسے پکڑ لیا جائے اور اس پر حد جاری کی جائے گی، اگر اس نے مقام حل میں قتل کیا یا چوری کی پھر اسے حرم میں لے جایا گیا، حکام نے یہ ارادہ کیا کہ جو اس نے جرم کیا ہے اس کی وجہ سے وہ اس پر حد جاری کریں تو وہ اسے حرم سے حل کی طرف نکالیں اور اس پر حد جاری کی جائے، اگر وہ حرم کی حدود میں ہی چوری کرے یا قتل کرے تو اس پر حرم میں ہی حد جاری کی جائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی آدمی حد کا مستحق بن گیا اس نے قتل کیا ہو یا چوری کی ہو پھر وہ حرم میں داخل ہو گیا ہو تو اس کے ساتھ خرید وفروخت نہ کی جائے گی اور نہ ہی اسے پناہ دی جائے گی یہاں تک کہ وہ تنگ پڑ جائے اور حرم کی حدود سے نکل جائے تو اس پر حد جاری کی جائے گی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر ایک ایسے آدمی کے بارے میں اعتراض کیا تھا کہ جسے انہوں نے حدود حل سے پکڑا پھر حرم کی حدود میں لے گئے پھر حدود حل میں لے آئے اور اسے قتل کر دیا۔

امام شعبی سے روایت نقل کی گئی ہے کہ جس نے کوئی جرم کیا پھر حدود حرم میں پناہ لی تو وہ امن میں ہو گیا اس سے اب کوئی تعرض نہ کیا جائے گا۔ اگر اس نے حدود حرم میں کوئی جرم کیا تو حرم کی حدود میں ہی اس پر حد جاری کی جائے گی۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے کوئی جرم کیا پھر بیت اللہ شریف کی پناہ لے لی تو وہ امن میں ہو گا، مسلمانوں کو حق حاصل نہیں کہ حرم کی حدود میں نکلنے سے پہلے اسے سزا دیں۔ جب وہ حرم کی حدود سے باہر نکلے گا تو اس پر وہ حد جاری کریں (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے حرم کی حدود سے باہر کوئی جرم کیا پھر اس نے حدود حرم میں پناہ لے لی تو اس سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے گا، اس سے خرید وفروخت نہ کی جائے گی، اسے پناہ نہ دی جائے گی یہاں تک کہ وہ مجبور ہو کر حرم کی حدود سے باہر آ جائے، جب وہ حرم کی حدود سے باہر آ جائے تو اسے پکڑ لیا جائے گا تو اس پر حد جاری کر دی جائے گی، جس نے حرم کی حدود میں جرم کیا تو اس پر وہاں ہی حد جاری کر دی جائے گی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اگر میں حرم کی حدود میں حضرت عمر رضی اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 21 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 20 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

عنہ کے قاتل کو پاؤں تو میں اسے کوئی گزند نہ پہنچاؤں گا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر میں حرم کی حدود میں اپنے باپ کے قاتل کو پاؤں تو میں اس سے کوئی تعرض نہ کروں گا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی کسی کو قتل کرتا پھر حرم میں داخل ہو جاتا، اسے مقتول کا بیٹا یا باپ ملتا تو اسے کچھ نہ کہتا۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت ابو شریح عدوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ فتح مکہ کے دوسرے روز خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا مکہ مکرمہ کو اللہ تعالیٰ نے حرمت والا بنایا ہے، لوگوں نے اسے حرمت والا نہیں بنایا، وہ آدمی جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ مکہ مکرمہ میں خون بہائے اور نہ ہی اسے یہ اجازت ہے کہ وہ درخت کاٹے، اگر کوئی رسول اللہ ﷺ کے حملہ کرنے سے استدلال کرے تو اسے کہو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس کی اجازت دی تھی تمہیں اس کی اجازت نہیں دی، بے شک دن کی ایک مخصوص گھڑی میں اسے میرے لئے حلال کیا گیا تھا پھر آج اس کی حرمت اسی طرح لوٹ آئی ہے جس طرح کل اس کی حرمت تھی (3)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ قریش کے افراد کے پاس سے گزرے جو کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس پہنچے تو انہیں سلام فرمایا پھر فرمایا اس شہر میں جو جرم کیا جائے گا اس کے بارے میں پوچھا جائے گا، اس میں رہائش رکھنے والا نہ خون بہائے اور نہ ہی چغلی کھائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن جعدہ بن ہبیرہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جو آدمی اس میں داخل ہو گیا وہ آگ سے محفوظ ہو گیا (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی بیت اللہ شریف میں داخل ہوا وہ نیکی میں داخل ہوا اور برائی سے نکل گیا اس حال میں کہ اس کی بخشش ہو گئی (5)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی حرم میں مر گیا وہ امن کی حالت میں دوبارہ اٹھایا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو اس میں داخل ہو گیا وہ امن میں ہو گیا۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی دونوں حرموں میں سے کسی ایک حرم میں داخل ہو گیا اسے امن کی حالت میں اٹھایا جائے گا (6)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت سلمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 20
2۔ ایضاً
3۔ جامع ترمذی، جلد 3، صفحہ 173 (809) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 22
5۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 455 (4053) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 497 (4151)

نے فرمایا: جو کسی ایک حرم میں فوت ہو گیا وہ میری شفاعت کا مستحق ٹھہرا اور قیامت کے دن امن والوں میں سے آئے گا (1)

جندی اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کسی ایک حرم میں فوت ہو گیا وہ قیامت کے روز امن والوں میں سے اٹھایا جائے گا اور جو ثواب کی نیت سے میری زیارت کے لئے مدینہ آیا وہ قیامت کے روز میرے پڑوس میں ہوگا (2)۔

امام جندی نے حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رحمہ اللہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی دونوں حرموں میں سے ایک میں فوت ہوا وہ قیامت کے روز امن والے افراد سے اٹھایا جائے گا۔

امام جندی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جسے مسلمان ہونے کی حالت میں مکہ مکرمہ میں دفن کیا گیا اسے قیامت کے روز امن کی حالت میں اٹھایا جائے گا۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت علی سے روایت کی ہے امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ جب وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا نازل ہوئی صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ تو حضور ﷺ خاموش رہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہر سال؟ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اگر میں نعم کہہ دیتا تو تم پر حج واجب ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 101 نازل فرمائی لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی نے پوچھا یا رسول؟ اللہ کیا ہر سال تو حضور ﷺ نے فرمایا حجۃ الاسلام کرو، اگر میں نعم کہہ دوں تو ہر سال تم پر حج فرض ہو جائے۔

امام عبد بن حمید، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو حضرت اقرع بن حابس اٹھے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال یا رسول اللہ؟ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں نعم کہہ دیتا تو حج فرض ہو جاتا، اگر یہ فرض ہو جاتا تو تم اس پر عمل نہ کرتے اور نہ ہی تم اس پر عمل کرنے کی طاقت رکھتے، حج ایک دفعہ فرض ہے جو زیادہ کرے وہ نفل ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج فرض ہو جاتا، اگر یہ فرض ہو جاتا تو تم اس کو بجا نہ لاتے، اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو تم کفر کرتے مجھے چھوڑ دو، بے شک تم سے قبل بھی تو میں اپنے انبیاء سے زیادہ سوال کرنے اور ان پر اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، جب میں تمہیں کسی بات کا حکم دوں تو اپنی طاقت کے مطابق اس پر عمل کرو، جب میں تمہیں کسی کام سے روکوں تو اس سے رک جاؤ۔

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 490 (4158) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 489 (4153)

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 321 (3155) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام شافعی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن عدی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا، عرض کی یا رسول اللہ حاجی کون ہے؟ فرمایا پراگندہ بالوں والا اور میل والا ایک اور آدمی اٹھا اس نے عرض کی کون سا حج افضل ہے؟ فرمایا بلند آواز سے تلبیہ کہنا اور قربانی دینا اور ایک آدمی اٹھا عرض کی یارسول اللہ سبیل کیا ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری (1)۔

امام دارقطنی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا کے بارے میں پوچھا گیا سوال ہوا سبیل سے کیا مراد ہے فرمایا زادراہ اور سواری (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، دارقطنی اور بیہقی دونوں نے اپنی اپنی سنن میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا، تو صحابہ کرام نے پوچھا: یارسول اللہ سبیل کیا ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری (3)۔

امام دارقطنی اور بیہقی نے سنن میں حضرت حسن رحمہ اللہ کے واسطہ سے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا سبیل الی الحج سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری۔

امام دارقطنی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا یارسول اللہ ﷺ سبیل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری۔

امام دارقطنی نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے انہوں نے دادا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ سبیل الی البیت سے مراد زادراہ اور سواری ہے۔

امام دارقطنی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی کھڑا ہوا، عرض کی یارسول اللہ ﷺ سبیل سے کیا مراد ہے؟ فرمایا زادراہ اور سواری۔

امام دارقطنی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے سبیل کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا تو سواری پائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اس سے مراد زادراہ اور سواری ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد زادراہ اور اونٹ ہے (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 25 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 609 (1614) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 24 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 23 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 24

سبیل سے مراد یہ ہے کہ انسان کا بدن تندرست ہو، اس کے پاس زادراہ اور سواری کی قیمت ہو جب کہ اس کے لئے اسے کوئی پریشانی نہ ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سبیل سے مراد ہے اس میں وسعت ہو اور اس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ استطاعت سے مراد قوت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد زادراہ اور سواری ہے۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر سے حضرت حسن بصری اور عطاء رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آیت میں جو سبیل کا لفظ ذکر کیا ہے اس میں عورت کے لئے محرم مراد ہے۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک عورت ایک دن کی مسافت (تنہا) سفر نہ کرے۔ ایک روایت میں الفاظ یوں ہیں ایک عورت ایک برید بغیر محرم کے سفر نہ کرے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا کہ عورت سفر نہ کرے مگر محرم کے ساتھ۔ ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری عورت تو حج پر گئی ہوئی ہے جب کہ میں فلاں غزوہ میں شریک تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے شعب میں اور ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی زادراہ اور ایسی سواری کا مالک ہو جو اسے بیت اللہ شریف تک پہنچا سکتی تھی اس نے بیت اللہ شریف کا حج نہ کیا (تو اللہ تعالیٰ کو اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ) وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰہِ عَلَى النَّاسِ......(3)

امام سعید بن منصور، امام احمد نے کتاب الایمان میں، ابو یعلی اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی فوت ہوا جب کہ اس نے حج بیت اللہ نہیں کیا تھا اسے کسی مرض نے نہیں روکا تھا نہ ہی ظالم بادشاہ نے نہ ظاہری حاجت نے تو وہ جیسا چاہے مرے یہودی ہو کر یا نصرانی ہو کر۔

امام ابن منذر نے حضرت عبدالرحمن بن سابط رحمہ اللہ سے مرسل مرفوع روایت اسی کی مثل نقل کی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 24
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 609 (1615)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 25

امام سعید بن منصور نے صحیح سند کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ان شہروں کی طرف آدمی بھیجوں تاکہ وہ دیکھیں کہ وہ کون ہے جس کے پاس مال ہے اور اس نے حج نہیں کیا تو وہ ان پر جزیہ لازم کر دیں ایسے لوگ مسلمان نہیں ایسے لوگ مسلمان نہیں۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جو آدمی خوشحال ہو کر مر گیا جب کہ اس نے حج نہیں کیا تھا تو وہ جس حالت میں چاہے مرے یہودی یا نصرانی ہو کر مر جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم، مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے کہا جو آدمی خوشحال اور تندرست ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اس کی آنکھوں کے درمیان کافر کا نشان ہوتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی۔ ابن ابی شیبہ کے یہ الفاظ ہیں جو آدمی خوشحال ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو پھر وہ مر جائے وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا۔

امام سعید بن منصور نے حضرت نافع رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے ایک سال اور دوسرے سال حج کرنے کی طاقت پائی اور اس نے حج نہ کیا تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی۔ یہ نہ جانا جائے گا کہ وہ یہودی ہو کر مرا یا نصرانی ہو کر۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر لوگوں نے حج کو چھوڑ دیا تو پس ان سے جنگ کروں گا جس طرح نماز اور زکوٰۃ ترک کرنے والوں سے ہم جنگ کرتے ہیں۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر لوگ ایک سال حج کو ترک کریں ان میں سے کوئی ایک بھی حج نہ کرے تو انہیں بعد میں مہلت نہ دی جائے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَنْ كَفَرَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ جس نے یہ گمان کیا کہ حج فرض ہی نہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ حج کے انکار کا مطلب یہ ہے کہ وہ حج کرنے کو نیکی اور اس کے ترک کرنے کو گناہ نہ سمجھے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا (آل عمران: 85) نازل ہوئی تو یہودیوں نے کہا ہم مسلمان ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بیت اللہ شریف کا حج فرض کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم پر حج فرض نہیں ہے۔ انہوں نے حج کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ آل عمران والی مذکورہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 28 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 29 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 395

نازل ہوئی تو مختلف حلقوں کے لوگوں نے کہا ہم مسلمان ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس حج والی آیت کو نازل فرمایا۔ مسلمانوں نے حج کیا اور کفار نے حج نہ کیا (1)۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ آل عمران والی مذکورہ آیت نازل ہوئی تو تمام مذاہب کے پیروکاروں نے کہا ہم مسلمان ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے حج کیا اور مشرکوں نے حج نہ کیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت حج نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے عرب کے مشرکوں، نصاریٰ، یہودیوں، مجوسیوں اور صابیوں کو جمع کیا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو فرض کیا ہے تو تم بیت اللہ شریف کا حج کرو، صرف مسلمانوں نے اس حکم کو قبول کیا اور پانچ ملتوں نے اس کا انکار کیا۔ انہوں نے کہا ہم اس پر نہ ایمان لاتے ہیں نہ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں گے اور نہ ہی اس کی طرف منہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابوداؤ نفیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ آیت کریمہ پڑھی تو ہذیل قبیلہ کا ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا جس نے حج نہ کیا اس نے کفر کیا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جو حج چھوڑے اور اس کی سزا سے نہ ڈرے جو حج کرے اور ثواب کی امید نہ رکھے تو وہ ایسا ہی ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کا انکار کیا (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا گیا کہ اس کفر سے کیا مراد ہے؟ تو مجاہد نے کہا جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کا انکار کرے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا جس نے بیت اللہ کا انکار کیا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ ...... سَبِيْلًا تک آیات کی تلاوت کی پھر کہا جس نے ان آیات کا انکار کیا (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مَنْ كَفَرَ سے مراد ہے جو ایمان نہ لایا وہ کافر ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر میرے پڑوس میں کوئی خوشحال آدمی ہو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 30 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 29
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 30 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 31 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 30

مر جائے جب کہ اس نے حج نہ کیا ہو تو میں اس کا نماز جنازہ نہیں پڑھوں گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حج البیت پڑھا ہے۔

حضرت عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ سے حاء کے فتحہ کے ساتھ روایت مروی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اقرع بن حابس نے حضور ﷺ سے دریافت کیا کیا حج ہر سال ادا کرنا ہوگا یا زندگی میں صرف ایک بار؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا نہیں صرف ایک بار، جس نے زیادہ دفعہ حج کیا اس نے نفل ادا کیا (1)۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۖ وَاللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰى مَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۸﴾ قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ تَبْغُوْنَهَا عِوَجًا وَّاَنْتُمْ شُهَدَآءُ ۭ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ وَكَيْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ اٰيٰتُ اللّٰهِ وَفِيْكُمْ رَسُوْلُهٗ ۭ وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾

”آپ فرمائیے اے اہل کتاب! کیوں انکار کرتے ہو اللہ کی آیتوں کا اور اللہ دیکھ رہا ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ آپ فرمائیے اے اہل کتاب! تم کیوں روکتے ہو اللہ کی راہ سے اسے جو ایمان لا چکا۔ تم چاہتے ہو کہ اس راہ (راست) کو ٹیڑھا بنا دو حالانکہ تم خود (اس کی راستی کے) گواہ ہو اور نہیں ہے اللہ بے خبر ان (کرتوتوں) سے جو تم کرتے ہو۔ اے ایمان والو! اگر تم کہا مانو گے ایک گروہ کا اہل کتاب سے (تو نتیجہ یہ ہوگا کہ) لوٹا کر چھوڑیں گے تمہیں تمہارے ایمان قبول کرنے کے بعد کافروں میں۔ اور یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم (اب پھر) کفر کرنے لگو حالانکہ تم وہ ہو کہ پڑھی جاتی ہیں تم پر اللہ کی آیتیں اور تم میں اللہ کا رسول بھی تشریف فرما ہے اور جو مضبوطی سے پکڑتا ہے اللہ (کے دامن) کو ضرور پہنچایا جاتا ہے اسے سیدھی راہ تک“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شاس بن قیس یہ بوڑھا شخص تھا دور جاہلیت میں ہی بوڑھا ہو گیا تھا بہت بڑا کافر تھا مسلمانوں پر سخت غصہ رکھتا تھا اور ان سے سخت حسد رکھتا تھا۔ ایک روز وہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا۔ یہ صحابہ اوس و خزرج کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، یہ ایک مجلس میں بیٹھے باتیں کر رہے تھے۔ اس نے ان کی باہمی الفت، اجتماعیت اور اسلام کو قبول کرنے کی وجہ سے باہمی

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 322 (3152)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

مصالحت کو دیکھا تو اس امر نے اسے سخت غضب ناک کر دیا جب کہ دور جاہلیت میں ان دونوں خاندانوں کے درمیان سخت دشمنی تھی۔ اس نے کہا بنو قیلہ کے خاندان اب شہر میں اکٹھے ہو گئے ہیں، اللہ کی قسم جب یہ اس شہر میں اکٹھے ہو جائیں گے تو ہمارے لیے یہاں ٹھہرنے کی کوئی گنجائش نہ ہوگی۔ اس نے اپنے ساتھ جانے والے یہودی جوان سے کہا ان کی طرف جاؤ اور ان کے پاس بیٹھ جاؤ پھر ان کے سامنے جنگ بعاث اور اس سے پہلے کے واقعات کا ذکر کرو۔ ان واقعات کے بارے میں جو اشعار کہے گئے ہیں وہ ذکر کرو، جنگ بعاث میں اوس و خزرج نے آپس میں جنگ کی تھی اس جنگ میں اوس و خزرج پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس نوجوان نے اسی طرح کیا قوم اس کی بات سن کر آپس میں بول پڑی وہ جھگڑا کرنے لگے اور باہم فخر کرنے لگے یہاں دونوں قبیلوں میں سے دو آدمی اچھل پڑے۔ اوس میں سے اوس بن قیظی جو بنو حارثہ سے تعلق رکھتا تھا اور خزرج سے جبار بن صخر جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتا تھا پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اللہ کی قسم اگر تم چاہو تو ہم ابھی تمہیں گرا ہوا تنا بنا دیں۔ دونوں جماعتیں غضب ناک ہو گئیں اور کہا ہم نے ایسا کیا۔ اسلحہ اسلحہ، ہمارے تمہارے مقابلہ کا میدان ظاہرہ ہے، ظاہرہ سے مراد حرہ (جگہ کا نام) ہے۔ لوگ حرہ کی طرف نکل پڑے۔ اوس کے خاندان آپس میں مل گئے اور خزرج آپس میں مل گئے۔ اسی طریقہ کار کے مطابق جس طرح وہ دور جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔

اس واقعہ کی خبر حضور ﷺ کو پہنچی حضور ﷺ مہاجر صحابہ کے ساتھ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے آپ نے فرمایا اے مسلمانوں اللہ سے ڈرو کیا تم جاہلیت کے دعوی کرتے ہو جب کہ میں تمہارے درمیان ہوں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت عطا فرمائی۔ اسلام کے ساتھ عزت سے نوازا جاہلیت کے معاملہ کو تم سے ختم کیا تمہیں کفر سے بچایا اور تمہارے درمیان محبت کو پیدا فرمایا کیا تم پھر کفر کی طرف لوٹنا چاہتے ہو۔ قوم پہچان گئی کہ یہ شیطان کا حملہ تھا ان کے دشمن کا مکر و فریب تھا۔ انہوں نے ہتھیار پھینک دیے وہ رونے لگے اور ایک دوسرے سے معانقہ کرنے لگے۔ پھر حضور ﷺ کے ساتھ واپس آئے جب کہ حضور ﷺ کے ہر حکم کو سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن شاس کی جلائی ہوئی آگ کو بجھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شاس اور اس کے کرتوت کے متعلق اس آیت قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ ...... عَمَّا تَعْمَلُوْنَ کو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اوس بن قیظی، جبار بن صخر اور ان کے ساتھ قوم کے جو افراد تھے اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس کے بارے میں یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا ...... اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ نازل فرمائی (1)۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابونعیم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں اوس و خزرج کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ ایک روز وہ اکٹھے ہوئے تھے، انہوں نے آپس میں اس جنگ کا ذکر کیا یہاں تک کہ وہ غضب ناک ہو گئے۔ ان میں سے بعض اسلحہ لے کر بعض کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کے بارے میں ذکر کیا۔ حضور ﷺ سواری پر سوار ہو کر ان کے پاس تشریف لے گئے تو یہ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ اور بعد والی دو آیات نازل ہوئیں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 34-33 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 38

امام ابن منذر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں اوس اور خزرج کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ جب اسلام آیا انہوں نے آپس میں صلح کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں الفت و محبت پیدا کر دی۔ ایک یہودی اس مجلس میں بیٹھا جس میں اوس و خزرج موجود تھے۔ اس نے ایک شعر پڑھا جسے دونوں قبیلوں میں سے کسی فرد نے اپنی جنگ کے بارے میں کہا تھا گویا اس شعر کی وجہ سے ان کے درمیان نزاع شروع ہو گیا۔ دوسرے قبیلے والوں نے کہا ہمارے شاعر نے یہ یہ کہا۔ وہ سب جمع ہو گئے۔ انہوں نے اسلحہ اٹھالیا۔ جنگ کے لئے صف بندی شروع کر دی۔ تو یہ آیات یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تک نازل ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان آیات کو پڑھا اور آواز کو بلند کیا۔ جب انہوں نے قرآن پڑھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کو سنا تو وہ خاموش ہو گئے اور قرآن سننے لگے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن پڑھنے سے فارغ ہوئے انہوں نے اسلحہ پھینک دیا اور آپس میں معانقہ کیا اور رونے لگے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ اجتماع اوس اور خزرج کے درمیان ہوا تھا۔ دور جاہلیت میں ان کے درمیان جنگ، قصاص اور ناراضگی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اسلام اور اپنے نبی کے ساتھ ان پر احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان موجود جنگ کو ختم کر دیا اور اسلام کے واسطہ سے ان کے درمیان الفت ڈال دی۔ ایک روز اوس و خزرج کا ایک ایک آدمی بیٹھے بات چیت کر رہا تھا۔ ایک یہودی ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ یہودی لگا تار ان میں برپا ہونے والی جنگوں اور ان میں موجود دشمنی کا ذکر کرتا رہا جو ان کے درمیان پہلے سے موجود تھی یہاں تک کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے پھر لڑ پڑے۔ ایک نے اپنی قوم کو بلایا اور دوسرے نے اپنی قوم کو بلایا۔ وہ اسلحہ لے کر باہر آ گئے اور صف بندی کرنے لگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگا تار ان کے درمیان گھومتے رہے اور انہیں خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت میں سدی سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ثعلبہ بن عنمہ انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی اور انصار کے کچھ لوگوں کے درمیان گفتگو ہوئی۔ بنی قینقاع کے ایک یہودی نے ان کے درمیان بات کو بڑھا دیا تو ان میں سے ایک نے دوسرے پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ دونوں قبائل اوس و خزرج نے ارادہ کر لیا کہ وہ اسلحہ اٹھا لیں اور باہم جنگ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا کہ اگر تم اسلحہ اٹھالیتے اور باہم لڑ پڑتے تو تم کفر اختیار کرتے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے آیت لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جب ان سے کوئی پوچھتا کیا تم میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں؟ تو وہ کہتے نہیں۔ اس طرح وہ لوگوں کو آپ سے روکتے اور حد سے تجاوز کرتے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اس آیت میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس آدمی کو اسلام اور اللہ کے نبی سے کیوں روکتے ہو جب کہ تم گواہ ہو اس چیز کے جو تم قرآن میں پڑھتے کہ حضرت محمد اللہ کے رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 36-35 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 35 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 34

ہیں۔ اسلام اللہ کا دین ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی اور دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اسی پر جزائے خیر عطا فرمائے گا۔ اس کے بارے میں تم تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہو(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ روکنے والے یہود و نصاریٰ ہیں انہیں اس امر سے منع کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکیں وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ لوگوں کو گمراہ کر دیں(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تُطِیْعُوْا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جس طرح تم سنتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بارے میں بتا دیا ہے، تمہیں خبردار کیا ہے اور ان کی گمراہی کے بارے میں تمہیں آگاہ کیا ہے، اس لئے اپنے دین کے بارے میں ان سے بے خوف نہ ہو جاؤ، اپنے بارے میں انہیں مخلص نہ سمجھو کیونکہ وہ تمہارے دشمن، حاسد اور گمراہ ہیں تم اس قوت کے بارے میں کیسے بے خوف ہو جاتے ہو جنہوں نے اپنی کتاب کا انکار کیا، اپنے رسولوں کو قتل کیا، اپنے دین کے بارے میں حیران ہیں اور اپنے آپ سے عاجز بھی، اللہ کی قسم وہی تہمت لگانے والے اور دشمن ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَكَیْفَ تَكْفُرُوْنَ وَاَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَفِیْكُمْ رَسُوْلُهٗ سے مراد ہے ہمارے درمیان دو چیزیں ہیں اللہ کا نبی اور اللہ کی کتاب، اللہ تعالیٰ کے نبی وہ تو ہم سے پردہ فرما گئے، جہاں تک اللہ تعالیٰ کی کتاب کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے درمیان باقی رکھا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حلال، حرام اور نافرمانی کے امور کی وضاحت ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الاعتصام باللہ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے کہ جو اس پر ایمان لایا وہ اسے ہدایت دے گا، جو اس پر اعتماد کرے اسے نجات دے گا۔ ربیع نے کہا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے وَمَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ اسے منزل مقصود پر پہنچائے گا، جو اس پر توکل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کافی دور ہو جائے گا، جو اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دے گا، جو اس پر اعتماد کرے گا اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرمائے گا، جو دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا، اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ (التغابن: 11) وَمَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ (الطلاق: 3) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 34 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 36 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 37 5۔ ایضاً

حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ (الحدید:11) وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (آل عمران:101) اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ (البقرہ:186)

تمام نے اپنے فوائد میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد جو آدمی میری مخلوق کی بجائے مجھ پر اعتماد کرتا ہے میں اس کی نیت سے اس کی حقیقت کو پہچان لیتا ہوں، اہل سموات اس کے بارے میں خفیہ تدبیریں کرتے ہیں مگر اس کے لئے ان سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا کر دیتا ہوں اور جو بندہ مجھ پر اعتماد کرنے کے بجائے میری مخلوق پر اعتماد کرتا ہے جسے میں اس کے دل کے ارادہ سے پہچان لیتا ہوں میں اس کے سامنے سے آسمان کے اسباب ختم کر دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے ہوا نکال دیتا ہوں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا تاہم امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اس چیز کا طلب گار ہو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو آسمان اس کا سایہ بن جاتا ہے اور زمین اس کا بچھونا بن جاتی ہے، وہ دنیا کی کسی چیز کا اہتمام نہیں کرتا، وہ کھیتی کاشت نہیں کرتا لیکن روٹی کھاتا ہے، وہ درخت نہیں لگاتا لیکن پھل کھاتا ہے جب کہ وہ اللہ پر توکل رکھتا ہے اور اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین میں اس کا رزق رکھ دیا ہے، وہ زمین میں نکلتے ہیں اور حلال روزی کماتے ہیں اور وہ بغیر حساب کے پورا پورا رزق لیتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔ ذہبی نے کہا یہ منکر ہے یا موضوع ہے، اس میں عمرو بن بکر سکسکی ہے۔ ابن حبان اور ان کے بیٹے ابراہیم کے نزدیک یہ متہم ہے۔ دارقطنی نے کہا وہ متروک ہے (1)۔

امام حاکم نے اسے معقل سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب کہتا ہے اے ابن آدم میری عبادت کے لئے ہو جو کام سے فارغ ہو جا میں تیرا دل غنا سے بھر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا، اے ابن آدم مجھ سے دور نہ ہو میں تیرے دل کو فقر سے اور تیرے ہاتھوں کو کام سے بھر دوں گا۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی جو بندہ مخلوق کی بجائے مجھ پر اعتماد کرتا ہے جب کہ زمین و آسمان اس کے بارے میں خفیہ تدبیریں کرتے ہیں مگر میں اس کے لئے اس سے نکلنے کی کوئی تدبیر کر دیتا ہوں اور جو بندہ میری بجائے میری مخلوق پر اعتماد کرتا ہے میں اس کے سامنے سے آسمان کے اسباب کو ختم کر دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کو نکال دیتا ہوں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے تمام مقاصد کو ایک مقصد بنا دیا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے مقاصد کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور جسے مقاصد نے گھیر لیا اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کی کس وادی میں ہلاک ہو گیا (2)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 345 (7860) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 364 (7934)

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

"اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا اور (خبردار) نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو"۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد الرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے اس کا شکر کیا جائے اس کی ناشکری نہ کی جائے (1)۔

امام حاکم اور ابن مردویہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے۔ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ امر مسلمانوں پر مشکل ہو گیا تو بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن: 16)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ تو لوگوں میں اس کی طاقت نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو قوم (مسلمانوں) پر عمل کرنا مشکل ہو گیا۔ انہوں نے قیام کیا یہاں تک کہ ان کی ٹانگوں میں سوجن آ گئی، پیشانیاں زخمی ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر تخفیف کرتے ہوئے یہ حکم فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نازل فرمایا تو اس آیت نے پہلی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کے حکم کو فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نے منسوخ کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے اپنی ناسخ میں علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اس کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ حَقَّ تُقٰتِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے، انہیں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انصاف کریں اگرچہ فیصلہ ان کی ذاتوں اور ان کے والدین کے خلاف ہی کیوں نہ ہو (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 39 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 40

یہاں تک کہ دونوں چیزیں میرے پاس حوض پر آئیں گی۔ میں نے اپنے رب سے ان کے بارے میں سوال کیا ہے۔ ان سے آگے نہ بڑھنا کہ تم کہیں ہلاک نہ ہو جائے۔ انہیں نہ سکھاتے رہنا، یہ تم سے زیادہ علم رکھنے والی ہیں۔

امام ابن سعد، امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو تو تم گمراہ نہیں ہو گے، ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب یہ آسمان اور زمین کے درمیان پھیلی ہوئی ہے اور میری عترت میرے گھر والے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض پر میرے پاس آئیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حبل اللہ سے مراد جماعت ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ثابت بن قطنہ مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ کہہ رہے تھے اے لوگو تم پر طاعت اور جماعت کے ساتھ وابستگی لازم ہے کیونکہ یہی دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رسی ہیں جن کے بارے میں حکم دیا گیا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سماک بن ولید حنفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے پوچھا آپ ایسے سلاطین کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ہم پر ظلم کرتے ہیں، ہمیں گالیاں دیتے ہیں، ہمارے صدقات کے بارے میں ہم پر حد سے تجاوز کرتے ہیں، کیا ہمیں انہیں نہ روکیں؟ تو آپ نے کہا نہیں تو انہیں عطا کر، جماعت کو لازم پکڑ، جماعت کو لازم پکڑ۔ بے شک گزشتہ امتیں افتراق کی وجہ سے ہلاک ہو گئیں، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا، وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

امام ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی، سب جہنم میں ہیں مگر ایک۔ سب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا جماعت پھر اسی آیت کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی۔ سب جہنم میں ہوں گے مگر ایک۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ ایک کون ہو گا؟ فرمایا جماعت پھر اس آیت کو تلاوت کیا (4)۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے تین اعمال پر راضی ہے اور تین اعمال کو ناپسند کرتا ہے، وہ تمہارے اعمال پر راضی ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ بازی نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے جنہیں تمہارا والی بنایا ہے ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 43 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 45 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44 4۔ ایضاً

مصالحت کو دیکھا تو اس امر نے اسے سخت غضب ناک کر دیا جب کہ دور جاہلیت میں ان دونوں خاندانوں کے درمیان سخت دشمنی تھی۔ اس نے کہا بنو قیلہ کے خاندان اب شہر میں اکٹھے ہو گئے ہیں، اللہ کی قسم جب یہ اس شہر میں اکٹھے ہو جائیں گے تو ہمارے لیے یہاں ٹھہرنے کی کوئی گنجائش نہ ہو گی۔ اس نے اپنے ساتھ جانے والے یہودی جوان سے کہا ان کی طرف جاؤ اور ان کے پاس بیٹھ جاؤ پھر ان کے سامنے جنگ بعاث اور اس سے پہلے کے واقعات کا ذکر کرو۔ ان واقعات کے بارے میں جو اشعار کہے گئے ہیں وہ ذکر کرو، جنگ بعاث میں اوس وخزرج نے آپس میں جنگ کی تھی اس جنگ میں اوس وخزرج پر فتح حاصل ہوئی تھی۔ اس نوجوان نے اسی طرح کیا قوم اس کی بات سن کر آپس میں بول پڑی وہ جھگڑا کرنے لگے اور باہم فخر کرنے لگے یہاں دونوں قبیلوں میں سے دو آدمی اچھل پڑے۔ اوس میں سے اوس بن قیظی جو بنو حارثہ سے تعلق رکھتا تھا اور خزرج سے جبار بن صخر جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتا تھا پھر ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اللہ کی قسم اگر تم چاہو تو ہم ابھی تمہیں گرا ہوا تنا بنا دیں۔ دونوں جماعتیں غضب ناک ہو گئیں اور کہا ہم نے ایسا کیا۔ اسلحہ اسلحہ، ہمارے تمہارے مقابلہ کا میدان ظاہرہ ہے، ظاہرہ سے مراد حرہ (جگہ کا نام) ہے۔ لوگ حرہ کی طرف نکل پڑے۔ اوس کے خاندان آپس میں مل گئے اور خزرج آپس میں مل گئے۔ اسی طریقہ کار کے مطابق جس طرح وہ دور جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔

اس واقعہ کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہاجر صحابہ کے ساتھ ان کی طرف نکلے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچ گئے آپ نے فرمایا اے مسلمانو اللہ سے ڈرو کیا تم جاہلیت کے دعوی کرتے ہو جب کہ میں تمہارے درمیان ہوں اللہ تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت عطا فرمائی۔ اسلام کے ساتھ عزت سے نوازا جاہلیت کے معاملہ کو تم سے ختم کیا تمہیں کفر سے بچایا اور تمہارے درمیان محبت کو پیدا فرمایا کیا تم پھر کفر کی طرف لوٹنا چاہتے ہو۔ قوم پہچان گئی کہ یہ شیطان کا حملہ تھا ان کے دشمن کا مکر وفریب تھا۔ انہوں نے ہتھیار پھینک دیے وہ رونے لگے اور ایک دوسرے سے معانقہ کرنے لگے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ واپس آئے جب کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر حکم کو سننے والے اور اطاعت کرنے والے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن شاس کی جلائی ہوئی آگ کو بجھا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے شاس اور اس کے کرتوت کے متعلق اس آیت قُلْ يَٰٓأَهْلَ ٱلْكِتَٰبِ ...... عَمَّا تَعْمَلُونَ کو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اوس بن قیظی، جبار بن صخر اور ان کے ساتھ قوم کے جو افراد تھے اور انہوں نے جو کچھ کیا تھا اس کے بارے میں یہ آیت يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ ...... أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ نازل فرمائی (1)۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابو نعیم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں اوس وخزرج کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ ایک روز وہ اکٹھے ہوئے تھے، انہوں نے آپس میں اس جنگ کا ذکر کیا یہاں تک کہ وہ غضب ناک ہو گئے۔ ان میں سے بعض اسلحہ لے کر بعض کی طرف اٹھ کھڑے ہوئے۔ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کے بارے میں ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری پر سوار ہو کر ان کے پاس تشریف لے گئے تو یہ كَيْفَ تَكْفُرُونَ اور بعد والی دو آیات نازل ہوئیں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 34-33 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 38

امام ابن منذر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں اوس اور خزرج کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ جب اسلام آیا انہوں نے آپس میں صلح کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں الفت ومحبت پیدا کر دی۔ ایک یہودی اس مجلس میں بیٹھا جس میں اوس وخزرج موجود تھے۔ اس نے ایک شعر پڑھا جسے دونوں قبیلوں میں سے کسی فرد نے اپنی جنگ کے بارے میں کہا تھا گویا اس شعر کی وجہ سے ان کے درمیان نزاع شروع ہو گیا۔ دوسرے قبیلے والوں نے کہا ہمارے شاعر نے یہ یہ کہا۔ وہ سب جمع ہو گئے۔ انہوں نے اسلحہ اٹھا لیا۔ جنگ کے لئے صف بندی شروع کر دی۔ تو یہ آیات یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا...... لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ تک نازل ہوئیں۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور دونوں صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان آیات کو پڑھا اور آواز کو بلند کیا۔ جب انہوں نے قرآن پڑھتے ہوئے حضور ﷺ کی آواز کو سنا تو وہ خاموش ہو گئے اور قرآن سننے لگے۔ جب حضور ﷺ قرآن پڑھنے سے فارغ ہوئے انہوں نے اسلحہ پھینک دیا اور آپس میں معانقہ کیا اور رونے لگے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا ہے کہ یہ اجتماع اوس اور خزرج کے درمیان ہوا تھا۔ دور جاہلیت میں ان کے درمیان جنگ، قصاص اور ناراضگی تھی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اسلام اور اپنے نبی کے ساتھ ان پر احسان فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان موجود جنگ کو ختم کر دیا اور اسلام کے واسطہ سے ان کے درمیان الفت ڈال دی۔ ایک روز اوس وخزرج کا ایک ایک آدمی بیٹھے بات چیت کر رہا تھا۔ ایک یہودی ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ وہ یہودی لگاتار ان میں برپا ہونے والی جنگوں اور ان میں موجود دشمنی کا ذکر کرتا رہا جو ان کے درمیان پہلے سے موجود تھی یہاں تک کہ وہ دونوں ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے پھر لڑ پڑے۔ ایک نے اپنی قوم کو بلایا اور دوسرے نے اپنی قوم کو بلایا۔ وہ اسلحہ لے کر باہر آ گئے اور صف بندی کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے۔ حضور ﷺ لگاتار ان کے درمیان گھومتے رہے اور انہیں خاموش کراتے رہے یہاں تک کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ان آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت میں سدی سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ثعلبہ بن عنمہ انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کی اور انصار کے کچھ لوگوں کے درمیان گفتگو ہوئی۔ بنی قینقاع کے ایک یہودی نے ان کے درمیان بات کو بڑھا دیا تو ان میں سے ایک نے دوسرے پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ دونوں قبائل اوس وخزرج نے ارادہ کر لیا کہ وہ اسلحہ اٹھا لیں اور باہم جنگ کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ نازل فرمایا کہ اگر تم اسلحہ اٹھا لیتے اور باہم لڑ پڑتے تو تم کفر اختیار کرتے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے آیت لِمَ تَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جب ان سے کوئی پوچھتا کیا تم میں حضرت محمد ﷺ ہیں؟ تو وہ کہتے نہیں۔ اس طرح وہ لوگوں کو آپ سے روکتے اور حد سے تجاوز کرتے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اس آیت میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم اس آدمی کو اسلام اور اللہ کے نبی سے کیوں روکتے ہو جب کہ تم گواہ ہو اس چیز کے جو تم قرآن میں پڑھتے کہ حضرت محمد اللہ کے رسول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 36-35 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 35 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 34

ہیں۔ اسلام اللہ کا دین ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کسی اور دین کو قبول نہیں فرمائے گا۔ اسی پر جزائے خیر عطا فرمائے گا۔ اس کے بارے میں تم تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہو(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ روکنے والے یہود و نصاریٰ ہیں انہیں اس امر سے منع کیا گیا کہ وہ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے سے روکیں وہ ارادہ رکھتے ہیں کہ لوگوں کو گمراہ کر دیں(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِیْعُوْا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ جس طرح تم سنتے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان کے بارے میں بتا دیا ہے، تمہیں خبردار کیا ہے اور ان کی گمراہی کے بارے میں تمہیں آگاہ کیا ہے، اس لئے اپنے دین کے بارے میں ان سے بے خوف نہ ہو جاؤ، اپنے بارے میں انہیں مخلص نہ سمجھو کیونکہ وہ تمہارے دشمن، حاسد اور گمراہ ہیں تم اس قوت کے بارے میں کیسے بے خوف ہو جاتے ہو جنہوں نے اپنی کتاب کا انکار کیا، اپنے رسولوں کو قتل کیا، اپنے دین کے بارے میں حیران ہیں اور اپنے آپ سے عاجز بھی، اللہ کی قسم وہی تہمت لگانے والے اور دشمن ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وَ كَیْفَ تَكْفُرُوْنَ وَ اَنْتُمْ تُتْلٰى عَلَیْكُمْ اٰیٰتُ اللّٰهِ وَ فِیْكُمْ رَسُوْلُهٗ سے مراد ہے ہمارے درمیان دو چیزیں ہیں اللہ کا نبی اور اللہ کی کتاب، اللہ تعالیٰ کے نبی وہ تو ہم سے پردہ فرما گئے، جہاں تک اللہ تعالیٰ کی کتاب کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے درمیان باقی رکھا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور نعمت ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے حلال، حرام اور نافرمانی کے امور کی وضاحت ہے(4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الاعتصام باللہ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے کہ جو اس پر ایمان لایا وہ اسے ہدایت دے گا، جو اس پر اعتماد کرے اسے نجات دے گا۔ ربیع نے کہا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے وَ مَنْ یَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِیَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لیا ہے جو ایمان لایا اللہ تعالیٰ اسے منزل مقصود پر پہنچائے گا، جو اس پر توکل کرے گا اللہ تعالیٰ اسے کافی ہو جائے گا، جو اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اسے بدلہ دے گا، جو اس پر اعتماد کرے گا اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرمائے گا، جو دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا، اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے وَ مَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ یَهْدِ قَلْبَهٗ (التغابن: 11) وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ (الطلاق: 3) مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 34 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 36 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 37 5۔ ایضاً

حَسَنًا فَيُضٰعِفَهٗ لَهٗ (الحدید:11) وَ مَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ فَقَدْ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (آل عمران:101) اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ (البقرہ:186)

تمام نے اپنے فوائد میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی اے داؤد جو آدمی میری مخلوق کی بجائے مجھ پر اعتماد کرتا ہے میں اس کی نیت سے اس کی حقیقت کو پہچان لیتا ہوں، اہل سموات اس کے بارے میں خفیہ تدبیریں کرتے ہیں مگر اس کے لئے ان سے نکلنے کی کوئی راہ پیدا کر دیتا ہوں اور جو بندہ مجھ پر اعتماد کرنے کے بجائے میری مخلوق پر اعتماد کرتا ہے جسے میں اس کے دل کے ارادہ سے پہچان لیتا ہوں میں اس کے سامنے سے آسمان کے اسباب ختم کر دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے ہوا نکال دیتا ہوں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا تاہم امام ذہبی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اس چیز کا طلب گار ہو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو آسمان اس کا سایہ بن جاتا ہے اور زمین اس کا بچھونا بن جاتی ہے، وہ دنیا کی کسی چیز کا اہتمام نہیں کرتا، وہ کھیتی کاشت نہیں کرتا لیکن روٹی کھاتا ہے، وہ درخت نہیں لگاتا لیکن پھل کھاتا ہے جب کہ وہ اللہ پر توکل رکھتا ہے اور اس کی رضا کا طالب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین میں اس کا رزق رکھ دیا ہے، وہ زمین میں نکلتے ہیں اور حلال روزی کماتے ہیں اور وہ بغیر حساب کے پورا پورا رزق لیتا ہے یہاں تک کہ اسے موت آجاتی ہے۔ حاکم نے کہا یہ روایت صحیح ہے۔ ذہبی نے کہا یہ منکر ہے یا موضوع ہے، اس میں عمرو بن بکر سکسکی ہے۔ ابن حبان اور ان کے بیٹے ابراہیم کے نزدیک یہ متہم ہے۔ دار قطنی نے کہا وہ متروک ہے(1)۔

امام حاکم نے اسے معقل سے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارا رب کہتا ہے اے ابن آدم میری عبادت کے لئے ہو جو کام سے فارغ ہو جا میں تیرا دل غنا سے بھر دوں گا اور تیرے ہاتھوں کو رزق سے بھر دوں گا، اے ابن آدم مجھ سے دور نہ ہو میں تیرے دل کو فقر سے اور تیرے ہاتھوں کو کام سے بھر دوں گا۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی جو بندہ مخلوق کی بجائے مجھ پر اعتماد کرتا ہے جب کہ زمین و آسمان اس کے بارے میں خفیہ تدبیریں کرتے ہیں مگر میں اس کے لئے اس سے نکلنے کی کوئی تدبیر کر دیتا ہوں اور جو بندہ میری بجائے میری مخلوق پر اعتماد کرتا ہے میں اس کے سامنے سے آسمان کے اسباب کو ختم کر دیتا ہوں اور اس کے قدموں کے نیچے سے زمین کو نکال دیتا ہوں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے تمام مقاصد کو ایک مقصد بنا دیا اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت کے مقاصد کے لئے کافی ہو جاتا ہے اور جسے مقاصد نے گھیر لیا اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں کہ وہ دنیا کی کس وادی میں ہلاک ہو گیا(2)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 345 (7860) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 364 (7934)

مُّسْلِمُوْنَ ﴿۱۰۲﴾

''اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے جیسے حق ہے اس سے ڈرنے کا اور (خبردار) نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو''۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے اس کا شکر کیا جائے اس کی ناشکری نہ کی جائے (1)۔

امام حاکم اور ابن مردویہ نے ایک اور سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اس کا ذکر کیا جائے اسے بھلایا نہ جائے۔ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ امر مسلمانوں پر مشکل ہو گیا تو بعد میں اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ (التغابن: 16)

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے۔ تو لوگوں میں اس کی طاقت نہ تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا: فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو قوم (مسلمانوں) پر عمل کرنا مشکل ہو گیا۔ انہوں نے قیام کیا یہاں تک کہ ان کی ٹانگوں میں سوجن آگئی، پیشانیاں زخمی ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر تخفیف کرتے ہوئے یہ حکم فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نازل فرمایا تو اس آیت نے پہلی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کے حکم کو فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نے منسوخ کر دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے اپنی ناسخ میں علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اس کا حکم منسوخ نہیں ہوا بلکہ حَقَّ تُقٰتِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو جس طرح جہاد کرنے کا حق ہے، انہیں اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہیں کرنی چاہیے، وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر انصاف کریں اگرچہ فیصلہ ان کی ذاتوں اور ان کے والدین کے خلاف ہی کیوں نہ ہو (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 39 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 40

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ نازل ہوئی پھر اس کے بعد فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ نازل ہوئی تو بعد والی آیت نے آل عمران والی آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابو داؤد نے ناسخ میں اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کے متعلق نقل کیا ہے کہ اس آیت کے حکم کو سورۂ تغابن میں موجود آیت کے حکم سے منسوخ کر دیا ہے۔ اسی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ سے استطاعت کے مطابق سننے اور اطاعت کرنے کی بیعت لی تھی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت اوس و خزرج کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے پہلے ان کے درمیان جنگ بعاث ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ان کے درمیان صلح کرائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بندہ اپنے رب سے کما حقہ تقوی اس وقت تک اختیار نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اپنی زبان کو نہ روکے۔

امام طیالسی، امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ امام احمد، امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر زقوم کا ایک قطرہ گرے تو تمام اہل زمین کی زندگی کو کڑوا کر دے تو پھر اس آدمی کا کیا حال ہوگا کہ جس کا کھانا صرف زقوم ہو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اس کی نافرمانی نہ کی جائے، اگر تم ایسا نہ کرو اور نہ ہی تم میں اس کی طاقت ہو تو تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو اسلام کی حرمت پر مرو (3)۔

امام خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ اس وقت تک تقوی کا حق ادا نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ یہ جان لے کہ اسے جو مصیبت پہنچی ہے وہ خطا نہ ہو سکتی تھی اور جو نہیں پہنچی وہ اسے پہنچ نہیں سکتی تھی۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۰۳

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 41 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42

''اور مضبوطی سے پکڑلو اللہ کی رسی سب مل کر اور جدا جدا نہ ہونا اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی وہ نعمت (جو اس نے) تم پر فرمائی جب کہ تم تھے (آپس میں) دشمن پس اس نے الفت پیدا کر دی تمہارے دلوں میں تو بن گئے تم اس کے احسان سے بھائی بھائی اور تم (کھڑے) تھے دوزخ کے گڑھے کے کنارے پر تو اس نے بچالیا تمہیں اس (میں گرنے) سے۔ یونہی بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تا کہ تم ہدایت پر ثابت رہو''۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت نقل کی ہے کہ حبل اللہ سے مراد قرآن ہے(1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ضریس، ابن جریر، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ راستہ بھیڑ والا ہے، شیاطین اس پر حاضر ہوتے ہیں، وہ بلاتے ہیں اللہ کے بندے ادھر آؤ یہ وہ راستہ ہے، ان کا مقصود اللہ کے راستہ سے روکنا ہے، اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو کیونکہ اللہ کی رسی قرآن ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی کتاب یہ اللہ کی رسی ہے جو آسمان سے زمین تک پھیلی ہوئی ہے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو شریح خزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ قرآن رسی ہے، اس کی ایک طرف اللہ کے ہاتھ میں ہے اور اس کی ایک طرف تمہارے ہاتھ میں ہے، اسے مضبوطی سے پکڑ لو تم اس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا میں تم میں قران چھوڑے جا رہا ہوں، یہی اللہ کی رسی ہے، جس نے اس کی پیروی کی وہ ہدایت پر ہوگا، جس نے اسے چھوڑ دیا وہ گمراہ ہوگا۔

امام احمد نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم میں اپنے دو نائب چھوڑے جا رہا ہوں اللہ تعالیٰ کی کتاب جو زمین و آسمان کے درمیان پھیلی ہوئی ہے، دوسرا میری اولاد۔ ان میں تفریق نہ ہوگی یہاں تک کہ یہ دونوں میرے پاس پر حوض پر وارد ہوں گے۔

امام طبرانی نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آگے جانے والا ہوں، تم حوض پر میرے پاس آؤ گے، دیکھو تم میرے بعد ثقلین میں میرے نائب ہو۔ عرض کی گئی ثقلین کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بڑی تو اللہ کی کتاب ہے، یہ ایک رسی ہے جس کی ایک طرف اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اور دوسری طرف تمہارے ہاتھ میں ہے، اس کو مضبوطی سے پکڑ لو نہ پھسلو گے نہ گمراہ ہو گے۔ چھوٹی میری اولاد ہے۔ ان میں تفریق نہ ہوگی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 43 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44

یہاں تک کہ دونوں چیزیں میرے پاس حوض پر آئیں گی۔ میں نے اپنے رب سے ان کے بارے میں سوال کیا ہے۔ ان سے آگے نہ بڑھنا کہ تم کہیں ہلاک نہ ہو جائے۔ انہیں نہ سکھاتے رہنا، یہ تم سے زیادہ علم رکھنے والی ہیں۔

امام ابن سعد، امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، اگر تم انہیں مضبوطی سے پکڑے رہو تو تم گمراہ نہیں ہو گے، ان میں سے ایک دوسری سے بڑی ہے، اللہ کی کتاب یہ آسمان اور زمین کے درمیان پھیلی ہوئی ہے اور میری عترت میرے گھر والے۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں حوض پر میرے پاس آئیں گے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حبل اللہ سے مراد جماعت ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ثابت بن قطنہ مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ کہہ رہے تھے اے لوگو تم پر طاعت اور جماعت کے ساتھ وابستگی لازم ہے کیونکہ یہی دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی رسی ہیں جن کے بارے میں حکم دیا گیا ہے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سماک بن ولید حنفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ملے پوچھا آپ ایسے سلاطین کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ہم پر ظلم کرتے ہیں، ہمیں گالیاں دیتے ہیں، ہمارے صدقات کے بارے میں ہم پر حد سے تجاوز کرتے ہیں، کیا ہمیں انہیں نہ روکیں؟ تو آپ نے کہا نہیں تو انہیں عطا کر، جماعت کو لازم پکڑ، جماعت کو لازم پکڑ۔ بے شک گزشتہ امتیں افتراق کی وجہ سے ہلاک ہوگئیں، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا، وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

امام ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب جہنم میں ہیں مگر ایک۔ سب نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا جماعت پھر اسی آیت کی تلاوت کی(3)۔

امام ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، عرض کی یارسول اللہ ﷺ بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ سب جہنم میں ہوں گے مگر ایک۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ وہ ایک کون ہوگا؟ فرمایا جماعت پھر اس آیت کو تلاوت کیا(4)۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے تین اعمال پر راضی ہے اور تین اعمال کو ناپسند کرتا ہے، وہ تمہارے اعمال پر راضی ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ، اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور تفرقہ بازی نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے جنہیں تمہارا والی بنایا ہے ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 43 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 45 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 44 4۔ ایضاً

کے مخلص رہو، تمہاری ان باتوں پر ناراض ہے، قیل و قال زیادہ سوال، مال ضائع کرنا(1)۔

امام احمد اور ابوداؤد نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب وہ اپنے دین کے بارے میں بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی سب جہنم میں جائیں گے مگر ایک اور وہ جماعت ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی جماعت میں بالشت بھر باہر نکل گیا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے جو آدمی مرا اور اس پر جماعت کا امام والی نہ ہو تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ وحدہ لاشریک کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کرو حدود سے تجاوز نہ کرو اور اخلاص کے ساتھ بھائی بھائی بن جاؤ(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بِحَبْلِ اللّٰهِ کا معنی طاعة اللہ روایت کیا ہے۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدہ اور اس کے حکم کو لازم پکڑو۔ ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ اسلام کو لازم پکڑو(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم ایک دوسرے کو قتل کرتے تھے۔ قوی کمزور کو کھا جاتا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا تو اس نے تمہارے درمیان الفت پیدا کر دی، تمہاری جمعیت کو اسلام پر جمع کر دیا اور اس وجہ سے تمہیں بھائی بھائی بنا دیا(5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم انصار کی ایک جماعت کو ملے، وہ لوگ آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ آپ نے ارادہ کیا کہ آپ ان کے ساتھ چلے جائیں انصار نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری قوم میں باہم جنگ کا سلسلہ جاری ہے، اگر آپ اس حالت میں تشریف لے آئے تو ہمیں خوف ہے کہ جس چیز کا آپ ارادہ کر رہے ہیں وہ نہ ہو سکے، انہوں نے آنے والے سال باہم اس خواہش کا اظہار کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے چلتے ہیں۔ شاید آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ ہماری جنگ کو ختم کر دے۔ وہ یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ جنگ ختم نہ ہوگی۔ یہ بعاث کی جنگ تھی۔ اگلے سال ستر آدمی آپ سے ملے جو آپ پر ایمان لائے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے بارہ نقیب بنائے۔ اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ۔ ابن جریر نے یہ کہا جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں باہم انصار میں تنازع پیدا ہوا۔ دونوں

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 25 (7399) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 150 (259) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 44
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 46

قبیلوں نے باہم مشورہ کیا تو اس موقع پر بعض نے بعض سے کہا ہمارا تمہارا ساتھ مقابلہ حرہ میں ہوگا۔ یہ لوگ حرہ کی طرف نکل پڑے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ۔ (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کے شان نزول کے متعلق روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں جو اوس وخزرج میں نزاع ہوا تھا وہ مراد ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اوس وخزرج میں ایک سو بیس سال تک جنگ جاری رہی یہاں تک کہ اسلام آگیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھا دیا اور ان کے درمیان محبت پیدا کر دی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت انصار کے دو قبائل کے درمیان نازل ہوئی۔ ان میں سے ایک خزرج اور دوسرا اوس ہے، یہ زمانہ جاہلیت میں طویل عرصہ تک برسرپیکار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے، ان دونوں کے درمیان صلح کرائی ایک مجلس میں ان کے درمیان گفتگو شروع ہوگئی، انہوں نے باہم فخر کرنا شروع کر دیا اور برا بھلا کہنے لگے یہاں تک کہ بعض لوگوں نے دوسروں کے لئے اسلحہ سونت لیا۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یاد کرو اس وقت کو جب تم ایک دوسرے کو ذبح کرتے تھے، تم میں سے قوی کمزور کو کھا جاتا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسلام لے آیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان بھائی چارہ اور الفت پیدا فرما دی۔ خبردار اللہ کی قسم الفت رحمت ہے اور فرقت عذاب ہے، ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی کہ اللہ کے نبی ارشاد فرماتے قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی کہ دو آدمی اسلام کی وجہ سے باہم محبت نہیں کرتے تو ان کے درمیان پہلا گناہ جدائی ڈال دیتا ہے جسے ان میں سے ایک نے کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے انصار کی جماعت تم مجھے کیوں پریشان کرتے ہو کیا میں تمہارے پاس اس وقت نہیں آیا جب تم گمراہ تھے تو اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہیں ہدایت عطا فرمائی میں تمہارے پاس آیا جب کہ تم باہم دشمنی کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے تمہارے درمیان محبت پیدا فرما دی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیوں نہیں بات اسی طرح ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم آگ کے کنارے پر تھے۔ جو تم میں سے مر جاتا وہ آگ (جہنم) میں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے وسیلہ سے تمہیں اس گڑھے سے نکال لیا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے یہ آیت پڑھی فرمایا ہم نے تمہیں اس سے بچایا، اب میں امید کرتا ہوں کہ وہ ہمیں دوبارہ اس میں نہیں ڈالے گا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 48 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 51 3۔ ایضاً

اللہ عنہ سے عرض کیا مجھے اس آیت کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں حضرت محمد ﷺ کے واسطہ سے بچایا تو نافع نے کہا کیا عرب اس کو جانتے ہیں حضرت عباس نے فرمایا ہاں کیا تم نے عباس بن مرداس کا شعر نہیں سنا۔

يُكَبُّ عَلَى شَفَا الاَذْقَانِ كَبًّا كَمَا زَلَقَ التَّحَتُّمُ عَنْ جفاف

وہ ٹھوڑی کے بل گرتا ہے جیسے کیلے کے چھلکے سے اس کا ٹوٹا ہوا گودا پھسل کر نیچے گرتا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿١٠٤﴾ وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ ۗ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٥﴾

”ضرور ہونی چاہیے تم میں ایک جماعت جو بلایا کرے نیکی کی طرف اور حکم دیا کرے بھلائی کا اور روکا کرے بدی سے اور یہی لوگ کامیاب و کامران ہیں۔ اور نہ ہو جانا ان لوگوں کی طرح جو فرقوں میں بٹ گئے تھے اور اختلاف کرنے لگے تھے اس کے بعد بھی جب آچکی تھیں ان کے پاس روشن نشانیاں اور ان لوگوں کے لئے عذاب ہے بہت بڑا“۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن زبیر کو اس آیت کی قرأت کرتے ہوئے سنا، وہ ساتھ ہی وَيَسْتَعِيْنُوْنَ بِاللّٰهِ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ کو پڑھتے، میں یہ نہیں جانتا کہ کیا یہ اس کی قرأت تھی یا یہ آیت کی تفسیر تھی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں اور ابن انباری نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عَنِ الْمُنْكَرِ کے بعد (وَيَسْتَعِيْنُوْنَ بِاللّٰهِ عَلٰى مَا اَصَابَهُمْ) کی قرأت کی (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت امام ابو جعفر باقر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا خیر سے مراد قرآن اور سنت کی اتباع ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں امر بالمعروف کی جو آیات ذکر کی ہیں وہ اسلام ہے اور منکر سے نہی والی جو آیات ذکر کی ہیں وہ شیطان کی عبادت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں ایک قوم ہونی چاہیے، وہ ایک ہو، دو ہوں، تین ہوں یا زیادہ، وہ امت ہے، وہ کہتے امام ہو جس کی اقتداء کی جائے۔ خیر سے مراد اسلام ہے، معروف سے مراد رب کی اطاعت ہے اور منکر سے مراد رب کی معصیت ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں امت سے مراد رسول اللہ ﷺ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1084، مطبوعہ دار الصمیعی الریاض 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 52، مطبوعہ دار احیا التراث العربی بیروت

کے صحابہ ہیں کیونکہ وہی راوی ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جماعت کا حکم دیا، اختلاف اور فرقت سے منع کیا اور یہ بتایا کہ تم سے قبل قومیں اللہ تعالیٰ کے دین میں جھگڑا کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اختلاف کرنے والے اہل کتاب ہیں، اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام کو اسی طرح کے اختلاف اور افتراق سے منع کیا جس طرح اہل کتاب نے اختلاف کیا تھا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اختلاف کرنے والوں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں (4)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہودی اکہتر فرقوں میں بٹ گئے، نصاریٰ بہتر فرقوں میں بٹ گئے، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ آل عمران کی اس آیت کے ساتھ بدعتی کیا سلوک کرتے ہیں فرمایا رب کعبہ کی قسم وہ اسے پس پشت ڈال دیتے ہیں۔

امام احمد، ابوداؤد اور حاکم نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، میری یہ امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب جہنم میں ہوں گے مگر ایک، وہ جماعت ہے۔ میری امت میں ایسے فرقے پیدا ہوں گے کہ ان کی خواہشات نفسانیہ ان میں یوں سرایت کریں گی جس طرح باؤلا پن باؤلے جاندار میں سرایت کرتا ہے، اس کی کوئی رگ اور جوڑ نہیں بچتا جس میں وہ مرض داخل نہیں ہوتا (6)۔

امام حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر بھی وہی احوال آئیں گے جو بنو اسرائیل پر گزرے ہیں، اگر ان میں سے کسی نے علانیہ اپنی ماں سے نکاح کیا ہوگا تو میری امت میں بھی اسی کی مثل ہوگا، بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں بٹ گئے، میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی، سب جہنم میں ہوں گے مگر ایک۔ آپ سے عرض کی گئی وہ ایک جماعت کون سی ہوگی؟ فرمایا جو اس راستہ پر ہوں گے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔

حاکم نے کثیر بن عبد اللہ بن عمرو بن عوف سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے سے پہلے والے لوگوں کے راستہ پر چلو گے بے شک بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے۔ الحدیث (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 52 — 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 53 — 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 52
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 53 — 5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 47 (10) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ ایضاً، باب العلم، جلد 1، صفحہ 218 (443) — 7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 219 (445)

امام ابن ماجہ نے حضرت عوف بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بنو اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، ایک جنت میں جائے گا اور ستر جہنم میں، نصاریٰ بہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، اکہتر جہنم میں ہوں گے اور ایک جنت میں ہوگا، قسم ہے مجھے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو گی، ایک جنت میں جائے گا اور بہتر جہنم میں جائیں گے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا جماعت (1)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بنی اسرائیل اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئے، ان میں سے ستر ہلاک ہوئے اور ایک نے خلاصی پائی، بے شک میری امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی۔ اکہتر ہلاک ہوں گے اور ایک خلاصی پائے گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ ایک فرقہ کون سا ہے؟ فرمایا جماعت جماعت۔

امام احمد نے حضرت ابوذر سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ دو ایک سے بہتر ہے، تین دو سے بہتر ہے اور چار تین سے بہتر ہے، تم پر لازم ہے کہ جماعت کے ساتھ رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ میری امت کو ہدایت پر ہی جمع کرتا ہے۔

امام ابن مردویہ نے کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس آؤ، سوائے قریشی کے میرے پاس کوئی نہ آئے، فرمایا اے قریش میرے بعد تم میرے اس دین کے والی ہو تمہیں موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو پھر یہ آیات تلاوت فرمائیں: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا، وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا الخ اور وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ (البینۃ: 5)

يَّوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْهٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْهُهُمْ ۟ اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ ابْيَضَّتْ وُجُوْهُهُمْ فَفِيْ رَحْمَةِ اللّٰهِ ؕ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ؕ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۱۰۹﴾

''اس دن (جب کہ) روشن ہوں گے کئی چہرے اور کالے ہوں گے کئی منہ تو وہ جو سیاہ رو ہوں گے (انہیں کہا جائے گا) کہ کیا تم نے کفر اختیار کر لیا تھا ایمان لانے کے بعد تو اب چکھو عذاب (کی اذیتیں) بوجہ اس کفر کے جو تم کیا کرتے تھے اور وہ (خوش نصیب) لوگ روشن ہوں گے جن کے چہرے تو وہ رحمت الٰہی (کے سائے) میں ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے یہ اللہ کی آیتیں ہیں ہم پڑھ کر سناتے ہیں آپ کو ٹھیک ٹھیک اور نہیں ارادہ رکھتا اللہ ظلم کرنے کا دنیا والوں پر اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 4، صفحہ 393 (3992) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہی کی طرف لوٹائے جائیں گے سارے کام"۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، طبرانی اور ابن منذر نے حضرت ابو غالب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ازارقہ کے سر مسجد کی سیڑھیوں پر لٹکے ہوئے دیکھے تو ابوامامہ نے کہا یہ آگ کے کتے ہیں، یہ آسمان کے نیچے سب سے برے قتل کیے جانے والے ہیں، جس کو انہوں نے قتل کیا تھا وہ سب سے بہترین مقتول تھا۔ پھر اس آیت یَّوۡمَ تَبۡيَضُّ وُجُوۡهٌ وَّتَسۡوَدُّ وُجُوۡهٌ کی تلاوت کی۔ میں نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمایا اگر میں نے اسے ایک، دو، تین، چار یہاں تک کہ سات دفعہ نہ سنا ہوتا تو میں تم سے یہ بیان نہ کرتا۔

امام ابن ابی حاتم، ابونصر نے ابانہ، خطیب نے اپنی تاریخ اور حضرت لالکائی رحمہ اللہ نے السنہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ اہل السنۃ والجماعۃ کے چہرے روشن ہوں گے، بدعتی اور گمراہ لوگوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امام خطیب نے مالک کے رواۃ اور دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل سنت کے چہرے روشن اور بدعتیوں کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امام ابونصر نے ابانہ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کو پڑھا، فرمایا اہل جماعت اور اہل سنت کے چہرے روشن ہوں گے اور اہل بدعت اور اہل ہواء کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز لوگ دو جماعتوں میں تقسیم ہو جائیں گے، جس جماعت کے چہرے سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم نے ایمان کے بعد کفر اختیار کیا یعنی وہ ایمان جو تم حضرت آدم علیہ السلام کی پشت میں رکھتے تھے جب کہ جن کے چہرے روشن ہوں گے یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان پر مستقیم رہے، انہوں نے اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کیا، اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں کو روشن کر دیا اور اپنی رضوان اور جنت میں داخل کر دیا(1)۔

امام فریابی اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ لوگ اہل کتاب سے ہوں گے جو اپنے انبیاء کی تصدیق کرتے تھے اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بھی تصدیق کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو مبعوث کیا تو آپ کا انکار کر دیا تو ان کے بارے میں یہ فرمایا اَكَفَرۡتُمۡ بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاَمَّا الَّذِيۡنَ اسۡوَدَّتۡ وُجُوۡهُهُمۡ سے مراد خارجی ہیں(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں بعض لوگوں نے ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کیا جس طرح تم سنتے ہو جس کے چہرے قیامت کے روز روشن ہوں گے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 54 2۔ ایضاً

والے اور اللہ کے وعدے کو پورا کرنے والے ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن کے چہرے سیاہ ہوں گے سے مراد وہ لوگ ہیں جو منافق ہیں انہوں نے زبانوں سے ایمان کا کلمہ کہا مگر اپنے دلوں اور اعمال سے اس کا انکار کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جن کے چہرے روشن ہوں گے سے مراد اہل قبلہ ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے ایسی سند سے روایت نقل کی ہے جس میں ایسا راوی ہے جو معروف نہیں کہ ان کے چہرے اعمال اور بدعات کی وجہ سے سفید یا سیاہ ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے ایسی سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جس میں راوی غیر معروف ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا آپ پر کوئی ایسی گھڑی بھی آئے گی جس میں آپ کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے؟ فرمایا ہاں اس روز کچھ چہرے روشن ہوں گے اور کچھ سیاہ یہاں تک کہ میں دیکھوں گا کہ میرے ساتھ کیا کیا جاتا ہے۔

امام طبرانی نے اوسط میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس روز چہرے سیاہ ہوں گے مصیبت مصیبت زدہ کے چہرے کو سفید کر دے گی۔

امام ابونعیم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں غبار قیامت کے روز چہروں کی روشنی کا باعث ہوگا۔

امام طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے جو آدمی ایک بار بھی لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے اس طرح اٹھائے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن ہوگا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جہاں بھی وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ کے الفاظ آتے ہیں انہوں نے ترجع کو تاء کے فتحہ اور جیم کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ؕ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ؕ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۱۱۰﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى ؕ وَ اِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۫ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْۤا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ حَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 54

اللّٰہِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْۢبِيَاۗءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ﴿١١٢﴾

''ہوتم بہترین امت جو ظاہر کی گئی ہے لوگوں (کی ہدایت و بھلائی) کے لئے، تم حکم دیتے ہو نیکی کا اور روکتے ہو برائی سے اور ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور اگر ایمان لاتے اہل کتاب تو یہ بہتر ہوتا ان کے لئے، بعض ان میں سے مومن ہیں اور زیادہ ان میں سے نافرمان ہیں۔ (کچھ) نہ بگاڑ سکیں گے تمہارا سوائے ستانے کے اور اگر لڑیں گے تمہارے ساتھ تو پھیر دیں گے تمہاری طرف اپنی پیٹھیں (اور بھاگ جائیں گے) پھر ان کی امداد نہ کی جائے گی۔ مسلط کر دی گئی ہے ان پر ذلت اور رسوائی جہاں کہیں یہ پائے گئے بجز اس کے کہ اللہ کے عہد سے یا لوگوں کے عہد سے (کہیں پناہ مل جائے) اور یہ مستحق ہو گئے ہیں غضب الٰہی کے اور مسلط کر دی گئی ہے ان پر محتاجی، یہ اس لئے کہ وہ کفر کیا کرتے تھے اللہ کی آیتوں سے اور قتل کیا کرتے تھے انبیاء کو ناحق، یہ (بیباکی) اس لیے تھی کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور سرکشی کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، فریابی، امام احمد، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسے روایت کیا ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ سے مراد وہ صحابہ ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو فرماتا انتم تو ہم سب اس میں شامل ہو جاتے لیکن فرمایا كُنْتُمْ یہ صرف حضور ﷺ کے صحابہ کے لئے خاص ہے، جس نے ان کے اعمال جیسے اعمال کیے وہ بھی خَيْرَ اُمَّةٍ میں داخل ہوں گے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے انہوں نے اس راوی سے روایت کیا جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ یہ حکم مسلمانوں کے اولین لوگوں کے بارے میں ہے بعد والے لوگوں کے بارے میں نہیں ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرات عبداللہ بن مسعود، عمار بن یاسر، سالم مولی ابی حذیفہ، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس آیت كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ کو پڑھا پھر فرمایا اے لوگو جسے یہ اچھا لگے کہ وہ اس امت میں سے ہو جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی شرط کو ادا کرے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 58　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 57　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 58

4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 58

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یہ اس شرط پر فرماتا ہے کہ تم نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ، وہ یہ ان کو فرماتا ہے جن کے تم درمیان ہو، جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ (الدخان: 32) (1)

امام فریابی، عبد بن حمید، بخاری، نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کنتم خیر امۃ سے مراد یہ ہے کہ تم لوگوں کے لئے بہترین لوگ ہو، تم انہیں لاتے ہو جب کہ ان کی گردنوں میں زنجیریں ہوتی ہیں یہاں تک کہ وہ اسلام میں داخل ہو جاتے ہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کے لئے بہترین لوگ ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس امت سے بڑھ کر کوئی امت اسلام میں اطاعت شعار نہیں ہوئی۔ اسی وجہ سے فرمایا كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، احمد، ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ کے بارے میں ارشاد فرماتے ہوئے تم سترویں امت کو مکمل کر رہے ہو تم ان میں سے بہترین اور اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ترین ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ذکر کیا جب کہ آپ کعبہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے، ہم قیامت کے روز سترویں امت کو مکمل کریں گے، ان میں سے ہم آخری اور بہترین امت ہوں گے (3)۔

امام احمد نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے سند حسن سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے وہ کچھ عطا کیا گیا جو کسی اور نبی کو عطا نہیں کیا گیا، رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی، زمین کی کنجیاں مجھے عطا کی گئیں، میرا نام احمد رکھا گیا، مٹی میرے لئے پاکیزگی عطا کرنے والی بنادی گئی، میری امت کو بہترین امت بنادیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خَيْرَ اُمَّةٍ سے مراد میرے اہل بیت ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عطیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے لوگوں کے لئے بہترین لوگ ہیں، تم ان انبیاء کے لئے گواہی دو گے جن کی قوم میں پیغام حق پہنچانے میں ان کی تکذیب کردیں گی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ کوئی ایسی امت نہیں گزرے گی جس میں اس امت کے علاوہ مختلف قسم کے لوگ داخل ہوتے ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 58　2۔ ایضاً　3، ایضاً، جلد 4، صفحہ 60　4۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ تم حکم دیتے ہو کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دو، اللہ تعالیٰ نے جو نازل کیا ہے اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر لوگوں سے جہاد کرتے ہو، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سب سے بڑی نیکی ہے، منکر سے مراد جھٹلانا ہے اور یہ سب سے بڑی منکر ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے تین کو مستثنیٰ کیا ہے جو ہدایت اور حق پر ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اکثر لوگوں کی مذمت فرمائی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّاۤ اَذًى کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم ان سے یہ باتیں سنتے ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَذًى سے راو یہ ہے کہ وہ حضرت عزیر، حضرت عیسیٰ اور صلیب کو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں (3)۔

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم انہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہوئے سنو گے اور وہ تمہیں گمراہی کی طرف دعوت دے رہے ہوں گے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ضمانتیں اٹھانے والے لوگ ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں ذلیل کر دیا، ان کی کوئی پناہ گاہ نہیں، اللہ تعالیٰ انہیں مسلمانوں کے زیر نگیں کر دے گا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے ان سب پر یہ امت غلبہ پالے گی اور مجوسیوں کو جزیہ مغلوب کر دے گا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن اور قتادہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیں گے جب کہ وہ ذلیل ہوں گے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں ذلت سے مراد جزیہ ہے۔

امام ابن منذر، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے دو سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ سے اللہ تعالیٰ کا عہد اور لوگوں کا وعدہ ہے (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 60 — 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 61 — 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 62 — 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 63 — 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 62 — 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 63

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے نافرمانی اور سرکشی سے بچو کیونکہ تم سے قبل لوگ بھی انہیں دو وجوہ سے ہلاک ہوئے (1)۔

لَيْسُوْا سَوَآءً ۭ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ وَھُمْ يَسْجُدُوْنَ ﴿113﴾ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿114﴾ وَمَا يَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ يُّكْفَرُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿115﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْھُمْ اَمْوَالُھُمْ وَلَآ اَوْلَادُھُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَـيْـــًٔـا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِيْھَا خٰلِدُوْنَ ﴿116﴾

"سب یکساں نہیں اہل کتاب سے ایک گروہ حق پر قائم ہے یہ تلاوت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی رات کے اوقات میں اور وہ سجدے کرتے ہیں۔ ایمان رکھتے ہیں اللہ پر اور روز آخرت پر اور حکم دیتے ہیں بھلائی کا اور منع کرتے ہیں برائی سے اور جلدی کرتے ہیں نیکیوں میں اور یہ لوگ نیکو کاروں میں سے ہیں۔ اور جو یہ کریں گے نیک کاموں سے تو ہرگز انکار نہ کیا جائے گا اس کار خیر کا اور اللہ جاننے والا ہے پرہیز گاروں کو۔ بے شک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا ہرگز نہ بچا سکیں گے انہیں ان کے مال اور نہ ان کی اولاد اللہ (کے عذاب) سے ذرہ بھر اور وہ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے"۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب عبد اللہ بن سلام، ثعلبہ بن سعید، اسید بن سعید، اسد بن عبید اور دوسرے یہودی مسلمان ہوئے وہ حضور ﷺ پر ایمان لائے آپ کی تصدیق کی اور اسلام کے احکام میں بڑی رغبت کا اظہار کیا۔ یہود کے علماء اور کفار نے کہا حضرت محمد ﷺ پر ایمان اور آپ کی اتباع ہم میں سے شریر لوگوں نے کی ہے، اگر وہ ہمارے بہترین افراد ہوتے تو وہ اپنے آباء کا دین ترک نہ کرتے اور نہ ہی غیر دین کی طرف جاتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے لَيْسُوْا سَوَآءً سے مِنَ الصّٰلِحِيْنَ تک آیات کو نازل فرمایا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لَيْسُوْا سَوَآءً کی تفسیر میں نقل کیا ہے جب تک کسی قوم میں اللہ تعالیٰ کے لئے زندگی گزارنے والا باقی رہا تو ایسی قوم مکمل طور پر ہلاک نہ ہوئی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اُمَّةٌ قَاۗىِٕمَةٌ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عبد اللہ بن سلام،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 67　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 69　3۔ ایضاً

ثعلبہ بن سلام، مبشر، اسید اور اسد جو دونوں کعب کے بیٹے تھے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے وہ یہودی اس امت جیسے نہیں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والی ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے ہدایت یافتہ اللہ کے حکم پر قائم رہنے والی نہ یہ اللہ تعالیٰ سے الگ تھلگ ہوئی ہے نہ اس کو چھوڑتی ہے۔ جس طرح دوسری امتوں نے اسے چھوڑ دیا اور اسے ضائع کر دیا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی عدل کرنے والی امت نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کا معنی اللہ تعالیٰ کی کتاب، اس کی حدود اور فرائض پر قائم رہنے والی نقل کیا ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اٰنَآءَ الَّیْلِ کا معنی رات کی گھڑیاں لیا ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن نصر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عباس نے اس کا معنی رات کا درمیانی حصہ لیا ہے۔

امام فریابی، بخاری نے اپنی تاریخ میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ کا معنی یہ کیا ہے کہ اہل کتاب اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ایک جیسی نہیں ہو سکتی اور یَتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ کا معنی یہ کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت عشاء کی نماز پڑھتی ہے جب کہ دوسرے اہل کتاب یہ نماز نہیں پڑھتے (7)۔

امام احمد، امام نسائی، بزار، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کو مؤخر کیا پھر مسجد کی طرف تشریف لے گئے جب کہ لوگ نماز کا انتظار کر رہے تھے، فرمایا آگاہ رہو تمہارے سوا سادی دین کا کوئی بھی علمبردار ایسا نہیں جو اس وقت اللہ کا ذکر کر رہا ہو گا تو یہ آیت نازل ہوئی لَیْسُوْا سَوَآءً ؕ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآىِٕمَةٌ یَّتْلُوْنَ اٰیٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّیْلِ وَ هُمْ یَسْجُدُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرٰتِ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ مِنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۱۴﴾ وَ مَا یَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ یُّكْفَرُوْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌۢ بِالْمُتَّقِیْنَ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا اس سے مراد عشاء کی نماز ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت تو ادا کرتی ہے لیکن اہل کتاب میں سے کوئی دوسری امت ادا نہیں کرتی۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک رات

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 69 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 70 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 70
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 72 7۔ ایضاً

حضور ﷺ نے عشاء کی نماز کو موخر کیا یہاں تک کہ گمان کرنے والوں نے گمان کیا کہ شاید آپ نماز پڑھ چکے ہیں پھر آپ باہر تشریف لائے، فرمایا اس نماز کو دیر سے ادا کرو کیونکہ اسی نماز کی وجہ سے تمہیں دوسری امتوں پر فضیلت دی گئی ہے تم سے قبل کسی امت نے اسے ادا نہیں کیا۔

امام طبرانی سند حسن کے ساتھ حضرت منکدر رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ایک رات دیر سے باہر تشریف لائے جب کہ آپ نے عشاء کی نماز کو موخر کیا تھا جب کہ رات کا ایک پہر گزر چکا تھا جب کہ لوگ مسجد میں انتظار کر رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا خبردار تم نماز میں رہے ہو جتنا تم نے نماز کا انتظار کیا پھر فرمایا خبردار یہ ایک ایسی نماز ہے جو تم سے قبل کسی امت نے نہیں پڑھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بزار نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک رات عشاء کی نماز کو موخر کیا تو حضرت عمر نے عرض کی عورتیں اور بچے سو گئے تو حضور ﷺ نے فرمایا تمہارے سوا زمین پر کوئی بھی اس نماز کا انتظار کرنے والا نہیں ہے۔

امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے عشاء کی نماز کو موخر کیا پھر آپ باہر تشریف لائے، فرمایا کس چیز نے تمہیں اس وقت تک روکے رکھا؟ صحابہ نے عرض کی اے اللہ کے نبی ہم نے آپ کا انتظار کیا تاکہ ہم آپ کے ساتھ مل کر نماز ادا کریں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا تم سے قبل کسی امت نے یہ نماز ادا نہیں کی تم لوگ لگاتار نماز میں رہے ہو۔

امام طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مستورد سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ گھر میں ہی تشریف فرما رہے یہاں تک کہ مسجد میں دس سے کچھ اوپر افراد رہ گئے۔ حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے، فرمایا تمہارے سوا کسی نے نماز کے انتظار میں رات نہیں گزاری۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت منصور رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اٰنَآءَ الَّیْلِ سے مراد مغرب وعشاء کا درمیانی وقت ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد غفلت کی نماز ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو عمرو بن علاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ وَمَا یَفْعَلُوْا اور فَلَنْ یُّکْفَرُوْهُ کو وَمَا تَفْعَلُوْا اور فَلَنْ تُکْفَرُوْهُ پڑھتے تھے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فَلَنْ تُکْفَرُوْهُ کا معنی ہے کہ وہ عمل تم سے گم نہ ہوگا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس عمل کے بارے میں تم پر ظلم نہ کیا

1۔ معجم کبیر، جلد 20، صفحہ 360 (846) مطبوعہ مطبع الامۃ بغداد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 73
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 74
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 75

جائے گا۔

مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رِيْحٍ فِيْهَا صِرٌّ اَصَابَتْ حَرْثَ قَوْمٍ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَاَهْلَكَتْهُ ؕ وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۱۷﴾

''مثال اس کی جو وہ خرچ کرتے ہیں اس دنیوی زندگی میں ایسی ہے جیسے ہوا ہو اس میں سخت ٹھنڈک ہو (اور) لگے وہ ایک قوم کے کھیت کو جنہوں نے ظلم کیا ہوا اپنے نفسوں پر پھر فنا کر دے اس کھیت کو۔ نہیں ظلم کیا ان پر اللہ تعالیٰ نے لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مَثَلُ مَا يُنْفِقُوْنَ فِيْ هٰذِهِ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دنیا میں کافر جو مال خرچ کرتا ہے اس کی مثال یہ ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مشرک جو مال خرچ کرتے ہیں جب کہ اسے قبول نہیں کیا جاتا اس کی مثال اس کھیتی جیسی ہے جسے ظالم قوم کاشت کرتی ہے، جسے سخت ٹھنڈی ہوا آ پڑتی ہے اور اسے تباہ و برباد کر دیتی ہے۔ اس طرح انہوں نے جو مال خرچ کیا ہے شرک اسے ہلاک کر دیتا ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے صِرٌّ کی تفسیر سخت ٹھنڈی ہوا نقل کی ہے (3)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا ٹھنڈی تو نافع نے عرض کی کیا عرب بھی یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ ذبیانی کا قول نہیں سنا۔

لا يبر دون اذا ما الارض للها　　اصر الشتاء من الامحال كالادم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ؕ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۖ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ ؕ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ ۚ وَاِذَا لَقُوْكُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 76　　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 77　　3۔ ایضاً

قَالُوْۤا اٰمَنَّا ۚۖ وَ اِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ مِنَ الْغَيْظِ ؕ قُلْ مُوْتُوْا بِغَيْظِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۱۹﴾ اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۫ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا يَضُرُّكُمْ كَيْدُهُمْ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿۱۲۰﴾ ع

''اے ایمان والو! نہ بناؤ اپنا راز دار غیروں کو وہ کسر نہ اٹھا رکھیں گے تمہیں خرابی پہنچانے میں [وہ پسند کرتے ہیں جو چیز تمہیں ضرر دے۔ ظاہر ہو چکا ہے بغض ان کے مونہوں (یعنی زبانوں) سے اور جو چھپا رکھا ہے ان کے سینوں نے وہ اس سے بھی بڑا ہے، ہم نے صاف بیان کر دیں تمہارے لئے اپنی آیتیں اگر تم سمجھ دار ہو۔ سنو! تم تو وہ (پاک دل) ہو کہ محبت کرتے ہو ان سے اور وہ (ذرا) محبت نہیں کرتے تم سے اور مانتے ہو تم سب کتابوں کو اور جب وہ تم سے ملتے ہیں کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں اور جب وہ تنہا ہوتے ہیں تو چباتے ہیں تم پر انگلیاں غصہ سے (اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم!) آپ فرمایئے مرجاؤ اپنے غصہ (کی آگ میں جل کر) یقیناً اللہ خوب جاننے والا ہے دلوں کی باتوں کا۔ (ان کا حال تو یہ ہے) اگر پہنچے تمہیں کوئی بھلائی تو بری لگتی ہے انہیں اور اگر پہنچے تمہیں کوئی تکلیف تو (بڑے) خوش ہوتے ہیں اس سے اور اگر تم صبر کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تو نہ نقصان پہنچائے گا تمہیں ان کا فریب کچھ بھی، بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں (اس کا) احاطہ کیے ہوئے ہے''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ یہودیوں کے ساتھ دوستی رکھتے تھے کیونکہ دور جاہلیت میں ان کے آپس میں باہم معاہدے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں حکم نازل فرمایا کہ تم ان کے ساتھ خفیہ دوستی نہ رکھو کیونکہ ان یہودیوں کی وجہ سے انہیں آزمائش کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد منافقین ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مدینہ کے منافقین کے بارے میں نازل ہوئی مومنوں کو منافقین کے ساتھ دوستی رکھنے سے منع کیا گیا (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے عمدہ سند سے حضرت حمید بن مہران مالکی خیاط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابو غالب سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا مجھے ابو امامہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کہ اس سے مراد خارجی ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 79 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 80 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابو یعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے حضور ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا تم اپنی مہروں میں عربی لفظ کندہ نہ کراؤ اور مشرکوں کی آگ سے روشنی حاصل نہ کرو۔ یہ روایت حضرت حسن بصری کے سامنے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا ہاں اپنی مہروں میں محمد نہ لکھواؤ اور اپنے معاملات میں مشرکوں سے مشورہ طلب نہ کرو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے پھر یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ اہل خیرہ میں سے ایک نوجوان ہے جو بڑا ذہین اور اچھا کاتب (انشاء پرداز) ہے۔ اگر آپ اسے اپنا کاتب بنالیں تو مناسب رہے گا تو آپ نے فرمایا پھر تو میں مومنوں کو چھوڑ کر اسے اپنا خفیہ دوست بنانے والا ہوں گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم منافقوں کو اپنے معاملات میں داخل نہ کرو کہ تم مومنوں کو چھوڑ کر انہیں اپنا دوست بناؤ (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَاعَنِتُّمْ کا معنی ماضللتم نقل کیا ہے یعنی تم گمراہ ہو جاؤ (3)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ منافق یہ پسند کرتے ہیں کہ مومن اپنے دین میں گمراہ ہو جائیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ منافقوں کے منہ سے ایسی باتیں تم سن چکے ہو جو وہ کفار سے کہتے ہیں کہ ہم تو اسلام اور مسلمانوں کو دھوکہ دے رہے ہیں اور ان سے بغض رکھتے ہیں اور انہوں نے اپنے سینوں میں جو چھپا رکھا ہے وہ اس سے بھی بڑھ کر ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان هٰٓاَنْتُمْ اُولَآءِ تُحِبُّوْنَهُمْ وَلَا يُحِبُّوْنَكُمْ کی تفسیر میں نقل کیا ہے مومن منافق کے لئے اچھا ہے لیکن منافق مومن کے لئے اچھا نہیں کیونکہ مومن دنیا میں منافق پر رحم کرتا ہے۔ جتنا مومن منافق پر قدرت رکھتا ہے، اگر منافق مومن پر اتنی قدرت رکھتا تو وہ اس کی خوشحالی کو نیست و نابود کر دیتا (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثال روایت کیا ہے۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَتُؤْمِنُوْنَ بِالْكِتٰبِ كُلِّهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم اپنی اور ان کی کتاب پر ایمان رکھتے ہو اسی طرح سابقہ کتب پر بھی ایمان رکھتے ہو۔ جب کہ وہ تمہاری کتابوں کا انکار کرتے ہیں تو تم زیادہ اس کے مستحق ہو کہ تم ان سے بغض رکھو بنسبت اس کے کہ وہ تم سے بغض رکھیں (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وَاِذَا خَلَوْا عَضُّوْا عَلَيْكُمُ الْاَنَامِلَ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 80 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 81
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 82 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 85 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 84

تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا وہ اس طرح کرتے ہیں اور اپنی انگلیوں کی اطراف اپنے منہ میں رکھیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَاِذَا لَقُوْكُمْ کی تفسیر نقل کی ہے کہ جب مومنوں سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں ہم ایمان لائے انہیں صرف اپنی جانوں اور اپنے اموال کا خوف ہوتا ہے اس لیے ان کے ساتھ اس طرح معاملہ کرو، جب تنہا ہوتے ہیں تو اپنے پوروں کو کاٹتے ہیں کیونکہ وہ اپنے دل میں اسی حالت پر غیض وغضب پاتے ہیں۔ اگر وہ معمولی سی ہوا پائیں تو مومنوں کے خلاف ہو جائیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں انامل سے مراد انگلیاں ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو جوزاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اباضیہ کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حسنہ سے مراد دشمنوں پر فتح رزق اور خیر ہے اور سیئہ سے مراد قتل، شکست اور مشقت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ جب منافق دیکھتے ہیں کہ مسلماں آپس میں محبت کرتے ہیں اور آپس میں ان کا اتفاق ہے اور دشمنوں پر انہیں غلبہ نصیب ہوا ہے تو یہ چیز انہیں غیض وغضب میں مبتلا کر دیتی ہے۔ جب وہ مسلمانوں کو فرقوں میں بٹا ہوا اور اختلاف کرتا ہوا دیکھتے ہیں یا مسلمانوں کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو یہ چیز انہیں خوش کرتی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے لا یَضُرُّ کی قرأت نقل کی ہے۔

وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٢١﴾

''اور یاد کرو (اے محبوب) جب صبح سویرے رخصت ہوئے آپ اپنے گھروں سے (اور میدان احد) میں بٹھا رہے تھے مومنوں کو مورچوں پر جنگ کے لئے اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے''۔

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں ابن شہاب، عاصم بن عمر بن قتادہ، محمد بن یحییٰ بن حبان اور حصین بن عبد الرحمٰن رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ احد کا دن مصیبت کا دن تھا اللہ تعالیٰ نے اس روز مسلمانوں کا امتحان لیا اور کافروں میں سے ان لوگوں کو بے آبرو کر دیا جو زبان سے اسلام ظاہر کرتے تھے اور کفر کو چھپائے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس روز ان لوگوں کو کرامت سے نوازا جن کے بارے میں شہادت سے نواز کر عزت دینے کا ارادہ فرمایا غزوہ احد کے بارے میں ان آیات کو نازل فرمایا ان میں ان امور کا ذکر ہے جو اس دن وقوع پذیر ہوئے اور جن پر عتاب فرمایا ان پر عتاب کا ذکر ہے اللہ تعالیٰ اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 87　　2۔ ایضاً　　3۔ ایضاً

نبی سے ارشاد فرماتا ہے: وَ اِذْ غَدَوْتَ......

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ۲ھ میں رمضان شریف میں بدر کے مقام پر جہاد کیا اور ۳ھ میں شوال کے مہینہ میں احد کے مقام پر جہاد کیا پھر غزوۂ خندق کیا اسی کو یوم احزاب بھی کہتے ہیں اور ۴ھ میں بنوقریظہ سے جہاد کیا۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد، غزوۂ بدر کے ایک سال بعد ہوا جب کہ عبدالرزاق کے الفاظ میں بنونضیر کے واقعہ کے چھ ماہ بعد یہ غزوہ ہوا اس روز مشرکین کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔

امام بیہقی نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد ہفتہ کے روز گیارہ شوال کو ہوا تھا اس روز حضور ﷺ کے صحابہ کی تعداد سات سو تھی اور مشرکین کی تعداد دو ہزار یا اس سے کچھ اوپر تھی۔

امام ابو یعلی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مسور بن مخرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی عرض کی اے ماموں مجھے غزوۂ احد کا واقعہ سناؤ تو انہوں نے فرمایا سورۂ آل عمران 120 آیت کے بعد کی آیات کی تلاوت کرو تم ہمارا قصہ پاؤ گے۔ ایک طائفہ نے بزدلی ظاہر کرنے کا ارادہ کیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مشرکین سے امن طلب کی تھی، شیطان نے چیخ کر کہا تھا کہ حضرت محمد ﷺ شہید کر دیے گئے ہیں۔ نعاس کا معنی ہے ان پر نیند مسلط کر دی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں غزوۂ احد کا ذکر ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تُبَوِّئُ کا معنی تو توطی ہے کہ آپ خود درست کر رہے تھے۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِیْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ آپ خود مومنوں کو ان کی جگہ پر بٹھا رہے تھے تاکہ مومنوں کے دل مطمئن ہو جائیں تو ازرق نے پوچھا کیا عرب اس چیز کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشیٰ شاعر کا قول نہیں سنا۔

وَمَا بَوَّأَ الرَّحْمٰنُ بَيْتَكَ مَنْزِلَهُ　　　بِاَجْيَادِ غَرْبِی الفَنَا وَالْمُحَرَّمِ

رحمٰن نے تیرے گھر کو ٹھکانہ نہیں بنایا جو فنا اور محرم کی مغربی جانب اجیاد میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ اس روز پیدل چل رہے تھے اور مومنوں کو ان کی جگہوں پر بٹھا رہے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ مومنوں کو غزوۂ احزاب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 90　　2۔ ایضاً

میں اپنی اپنی جگہوں پر بٹھا رہے تھے (1)۔

امام ابن اسحاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ابن شہاب، محمد بن یحییٰ، عاصم بن عمر بن قتادہ حصین بن عبدالرحمٰن اور دوسرے علماء سے نقل کیا ہے ان میں سے ہر ایک نے غزوۂ احد کے کچھ واقعات نقل کیے ہیں کہا جب قریش کو مصیبت پہنچی یا غزوۂ بدر کے دن قریش کے کفار مارے گئے باقی ماندہ لوگ مکہ مکرمہ واپس ہوئے اور ابوسفیان بھی اپنے قافلہ کے ساتھ واپس آ گیا تو عبدالرحمٰن بن ابی ربیعہ، عکرمہ بن ابی جہل، صفوان بن امیہ قریش کے ان چند افراد کے ساتھ جن کے خاندان کے لوگ غزوۂ بدر میں مارے گئے تھے ابوسفیان کے پاس گئے۔ انہوں نے ابوسفیان اور ان لوگوں کے ساتھ بات چیت کی جن کے اموال اس قافلہ میں تھے۔ انہوں نے کہا اے قریش بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تمہیں سخت تکلیف پہنچائی ہے، تمہارے بہترین لوگوں کو قتل کیا ہے اپنے اس مال کے ساتھ ہماری مدد کرو تا کہ ہم اس کے خلاف جنگ کریں۔ شاید ہم اپنا انتقام لے لیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا قریش نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مال جمع کر لیا۔ اپنے تمام اسلحہ و اسباب کے ساتھ وہ نکل پڑے انہوں نے عورتیں بھی اپنے ساتھ لے لیں تا کہ لوگ بھاگ نہ جائیں۔ ابوسفیان بطور قائد لشکر چلا وہ آئے یہاں تک کہ عینین کے مقام پر اترے جو قناۃ وادی کے شوریدہ زیریں جگہ میں پہاڑ ہے۔ اس وادی میں بارشی نالے کی اس طرف اترے جو مدینہ طیبہ کی طرف ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں نے مشرکین کے بارے میں سنا کہ وہ وہاں فروکش ہو چکے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ایک گائے ذبح ہوتے ہوئے دیکھی ہے۔ میں نے دیکھا کہ میری تلوار کند ہو چکی ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا کہ میں نے اپنا ہاتھ مضبوط زرہ میں داخل کیا ہے۔ میں نے اس محفوظ زرہ سے مراد مدینہ لیا ہے۔ اگر تمہاری یہ رائے ہو کہ تم مدینہ طیبہ میں ہی رہو جہاں وہ اترے ہیں انہیں وہاں ہی رہنے دو۔ اگر وہ وہاں ہی مقیم رہے تو سخت بری جگہ پر قیام کریں گے۔ اگر وہ ہمارے شہر میں داخل ہوئے تو اس شہر میں ہم ان سے جنگ کریں گے۔

قریش بدھ کے روز احد میں اترے وہاں وہ بدھ، جمعرات اور جمعہ کے روز رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب جمعہ کی نماز ادا کر چکے تو آپ روانہ ہوئے اور صبح کے وقت احد میں جا پہنچے اور تین ہجری نصف شعبان ہفتہ کے روز دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے عبداللہ بن ابی کی رائے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے جیسی تھی کہ جنگ کے لئے قریش کی طرف نہ جایا جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے باہر جانا پسند نہیں کرتے تھے، مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے عرض کی یہ وہ لوگ تھے جو شہید ہوئے اور جو غزوۂ بدر میں شامل نہ ہو سکے تھے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دشمنوں کی طرف لے چلو وہ یہ خیال نہ کریں کہ ہم نے ان سے بزدلی کی ہے یا کمزوری کا اظہار کیا ہے۔ عبداللہ بن ابی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں ہی رہیے ان کی طرف نہ جایئے اللہ کی قسم ہم بھی اس شہر سے باہر دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلے ہیں تو ہمیں نقصان ہوا اور جو بھی دشمن یہاں ہم پر حملہ آور ہوا اسے شکست ہوئی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں رہنے دیجئے اگر وہاں ٹھہرے رہے تو بری جگہ ٹھہریں گے۔ اگر وہ ہمارے شہر میں آئے تو عورتیں بچے اور مرد اوپر سے پتھر برسا کر ان کے ساتھ جنگ کریں گے۔ اگر وہ واپس ہوئے تو اسی طرح خائب و خاسر واپس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 90

جائیں گے جس طرح وہ آئے تھے جو لوگ جنگ کرنا چاہتے تھے وہ لگاتار رسول اللہ ﷺ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ حضور ﷺ گھر میں داخل ہوئے اپنی زرہ زیب تن کی (1) یہ جمعہ کا دن تھا۔ آپ نماز سے فارغ ہو چکے تھے پھر آپ ان کے پاس باہر تشریف لائے جب کہ اب لوگ شرمندہ تھے۔ انہوں نے عرض کی ہم نے رسول اللہ ﷺ کو مجبور کیا جب کہ ہمیں یہ حق نہیں تھا۔ اگر آپ پسند کریں تو یہیں رک جائیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ جب وہ زرہ پہن لے تو جنگ کرنے سے پہلے اپنی زرہ اتار دے۔

حضور ﷺ ہزار صحابہ کے ساتھ جنگ پر روانہ ہوئے جب آپ مدینہ طیبہ اور احد کے درمیان شوط کے مقام پر تھے تو عبداللہ بن ابی لشکر کے تیسرے حصہ کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر سے الگ ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ آپ حرہ (پتھریلہ علاقہ) بنی حارثہ سے گزرے تو گھوڑے نے اپنی دم (مکھی اڑانے کے لئے) زور سے ہلائی وہ دم تلوار کے قبضہ میں جا لگی تلوار میان سے باہر آ گئی۔ حضور ﷺ نے تلوار والے سے کہا اپنی تلوار نیام میں کر لیجئے جب کہ حضور ﷺ فال پسند کرتے تھے اور کسی کام سے رکتے نہ تھے کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ آج تلواریں سونتی جائیں گی۔ رسول اللہ ﷺ چلتے رہے یہاں تک کہ احد کی وادی میں پہاڑ کے قریب فروکش ہوئے آپ نے اپنی پشت اور لشکر احد کی طرف دکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تیاری کی جب کہ مجاہدین کی تعداد سات سو تھی۔ حضور ﷺ نے تیراندازوں پر حضرت عبداللہ بن جبیر کو امیر بنایا جب کہ تیراندازوں کی تعداد پچاس تھی تیروں کے ساتھ دشمن کو ہم سے دور رکھو وہ ہماری پچھلی جانب سے ہم پر حملہ آور نہ ہوں۔ جنگ ہمارے خلاف جائے یا ہمارے حق میں تم اپنی جگہ پر رہنا تیری جانب سے دشمن ہم پر وار کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ دو زرہیں پہن کر باہر تشریف لائے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا مجھے مشورہ دو میں کیا کروں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان کتوں کی طرف نکلیے۔ انصار نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارا کوئی دشمن ہم پر غالب نہیں آیا جو ہم پر اس شہر میں حملہ آور ہوا تو اب وہ کس طرح ہم پر غالب آ سکتا ہے جب کہ آپ ہمارے درمیان تشریف فرما ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن ابی کو بلایا جب کہ اس سے قبل آپ نے کبھی بھی اس کو مشورہ کے لئے نہیں بلایا تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے مشورہ طلب کیا۔ اس نے عرض کی ہمیں ان کتوں کی طرف لے جائیں۔ حضور ﷺ یہی پسند کرتے تھے کہ قریش مدینہ طیبہ میں آئیں تو گلیوں میں ان سے جنگ کی جائے۔ نعمان بن مالک انصاری حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے جنت سے محروم نہ کیجئے۔ فرمایا کس طرح؟ عرض کی میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ معبود برحق ہے۔ آپ اس کے رسول ہیں میں جنگ سے نہیں بھاگوں گا۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ صحابی غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔

پھر حضور ﷺ نے اپنی زرہ منگوائی جب صحابہ نے یہ دیکھا کہ آپ نے تو اسلحہ پہن لیا ہے تو شرمندہ ہوئے ہم نے کتنا برا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 91

کام کیا رسول اللہ ﷺ کو مشورے دیتے رہے جب کہ آپ کے پاس وحی آتی ہے، وہ اٹھے اور حضور ﷺ کی خدمت میں معذرت پیش کی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ جو چاہتے ہیں وہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا اب جنگ کا ارادہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کے لئے مناسب نہیں وہ زرہ پہن لے پھر جنگ کرنے سے پہلے اتار دے۔

رسول اللہ ﷺ ہزار مجاہدین کے ساتھ احد کی طرف نکلے جب کہ آپ نے صحابہ سے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ صبر کریں تو انہیں فتح نصیب ہوگی۔ عبداللہ بن ابی تین سو افراد کے ساتھ واپس ہو گیا۔ حضرت ابو جابر سلمی انہیں بلانے کے لئے ان کے پیچھے گئے۔ انہوں نے آپ کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور کہا ہم نہیں سمجھتے کہ یہ کوئی جنگ ہے۔ اگر تم ہماری بات مانو تو ہمارے ساتھ مدینہ پلٹ آؤ اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا میں دو طائفوں سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ جب عبد اللہ بن ابی واپس ہوا تھا تو انہوں نے بھی واپس ہونے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا جب کہ حضور ﷺ کے ساتھ سات سو افراد رہ گئے تھے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ غزوۂ احد کے متعلق ہے۔ حضور ﷺ اپنے گھر سے احد کی طرف نکلے جب کہ احد مدینہ طیبہ کے ایک جانب ہے۔

اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا ۙ وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا ۭ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١٢٢﴾

”جب ارادہ کیا دو جماعتوں نے تم میں سے کہ ہمت ہار دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ دونوں کا مددگار تھا (اس لئے اس نے اس لغزش سے بچا لیا) اور صرف اللہ پر توکل کرنا چاہیے مومنوں کو“۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا یہ آیت ہم بنی حارثہ اور بنو سلمہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ کے فرمان وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا کی وجہ سے اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ کا نازل ہونا ہمیں خوش کرتا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو حارثہ نے احد اور بنو سلمہ نے سلع کی ایک جانب سے واپس جانے کا ارادہ کیا تھا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِذْ هَمَّتْ طَّآىِٕفَتٰنِ یہ ارادہ غزوۂ احد کے موقع پر ہوا تھا اور طَّآىِٕفَتٰنِ سے مراد بنو سلمہ اور بنو حارثہ ہیں۔ یہ دونوں انصار کے چھوٹے قبیلے تھے۔ انہوں نے ایک ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا۔ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو انہوں نے کہا ہمیں یہ بات خوش نہ کرتی کہ ہم وہ ارادہ نہ کرتے جو ہم نے ارادہ کیا تھا جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ خبر دی کہ وہ ہمارا ولی ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 94-92　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 95　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 93　4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 94

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ طَّآىِٕفَتٰنِ سے مراد بنو حارثہ اور بنو سلمہ ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت بنو سلمہ جو خزرج سے تعلق رکھتے تھے اور بنو حارثہ جو اوس سے تعلق رکھتے تھے کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ فشل سے مراد بزدلی ہے (3)۔

وَ لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲۳﴾

''اور بے شک مدد کی تھی تمہاری اللہ تعالیٰ نے (میدان) بدر میں حالانکہ تم بالکل کمزور تھے پس ڈرتے رہا کرو اللہ سے تاکہ تم (اس بروقت امداد کا) شکر ادا کر سکو''۔

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت عیاض اشعری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں جنگ یرموک میں موجود تھا جب کہ ہمارے پانچ امیر تھے۔ حضرت ابوعبیدہ، حضرت یزید ابوسفیان، حضرت ابن حسنہ، حضرت خالد بن ولید اور حضرت عیاض روایت کرنے والا یہ امیر نہیں تھا۔ کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب تم جنگ کرو تو تمہارے امیر ابوعبیدہ ہوں گے۔ ہم نے حضرت عمر کو خط لکھا کہ موت بھی ہمارے قریب آچکی ہے اور ہم نے آپ سے مدد چاہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا کہ تمہارا خط مجھے ملا ہے، جس میں تم مدد کے طالب ہو میں تمہاری راہنمائی اس ذات کی طرف کرتا ہوں جو بہتر مدد کر سکتا ہے اور اس کے لشکر بھی بہت زیادہ ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ سے ہی مدد طلب کرو، بے شک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد غزوۂ بدر میں کی گئی تھی جب کہ ان کی تعداد کم تھی جب میرا خط پہنچے تو جنگ کرو اور میرے ساتھ اس معاملہ میں بات چیت نہ کرو، ہم نے دشمنوں کے ساتھ جنگ کی اور ہم نے انہیں چار فرسخ تک بھگا دیا۔

امام عبد بن حمید حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن منذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر ایک کنواں تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر، جہینہ ایک آدمی کا کنواں تھا جس کا نام بدر تھا اسی کے نام پر کنویں کا نام بھی بدر پڑ گیا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر مکہ مکرمہ کی دائیں جانب مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک کنواں تھا (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 94　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 95
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 97

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان ایک کنواں تھا جہاں نبی کریم ﷺ اور مشرکوں کی جنگ ہوئی۔ حضور ﷺ کی یہ پہلی جنگ تھی۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ اس روز حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تھا آج میرے صحابہ کی تعداد وہی ہے جو تعداد حضرت طالوت کے لشکر کی تھی جس روز انہوں نے جالوت سے جنگ کی تھی ان کی تعداد اس روز تین سو دس افراد سے زائد تھی مشرکوں کی تعداد ایک ہزار یا اس کے قریب تھی۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر کے مقام پر دور جاہلیت میں تجارتی منڈی لگتی تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَاَنۡتُمۡ اَذِلَّةٌ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم تھوڑے تھے اس روز مسلمانوں کی تعداد تین سو دس سے کچھ اوپر تھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبرئیل امین نے حضور ﷺ سے پوچھا جو تمہارے لوگ بدر میں موجود تھے ان کو کیا شمار کرتے ہو۔ فرمایا وہ ہم میں سے بہترین لوگ تھے۔ حضرت جبرئیل امین نے عرض کی فرشتوں میں سے جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ ہم انہیں بھی یہی کہتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے کہ اللہ تعالیٰ نے بدر میں ان کی مدد کی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدۡ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن مسیب کو کہتے ہوئے سنا حضور ﷺ نے اٹھارہ غزوے کیے ایک اور دفعہ میں نے ان سے سنا چوبیس غزوے کیے میں نہیں جانتا کہ انہیں وہم ہوا تھا یا بعد میں انہوں نے کچھ اور سنا تھا زہری نے کہا حضور ﷺ نے جن میں قتال کیا سب کا ذکر قرآن میں آچکا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے انیس غزوے کیے آٹھ میں جنگ کی غزوۂ بدر، غزوۂ احد، غزوۂ احزاب، غزوۂ قدید، غزوۂ خیبر، غزوۂ فتح مکہ، غزوۂ بنی مصطلق، غزوۂ حنین۔

اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ اَلَنۡ يَّكۡفِيَكُمۡ اَنۡ يُّمِدَّكُمۡ رَبُّكُمۡ بِثَلٰثَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُنۡزَلِيۡنَ ﴿۱۲۴﴾ بَلٰٓى ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَتَتَّقُوۡا وَيَاۡتُوۡكُمۡ مِّنۡ فَوۡرِهِمۡ هٰذَا يُمۡدِدۡكُمۡ رَبُّكُمۡ بِخَمۡسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الۡمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيۡنَ ﴿۱۲۵﴾ وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشۡرٰى لَكُمۡ وَلِتَطۡمَئِنَّ قُلُوۡبُكُمۡ بِهٖ ؕ وَمَا النَّصۡرُ اِلَّا مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ الۡعَزِيۡزِ الۡحَكِيۡمِ ﴿۱۲۶﴾ لِيَقۡطَعَ طَرَفًا مِّنَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اَوۡ يَكۡبِتَهُمۡ فَيَنۡقَلِبُوۡا خَآئِبِيۡنَ ﴿۱۲۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 97

''(عجب سہانی گھڑی تھی) جب آپ فرما رہے تھے مومنوں سے کیا تمہیں یہ کافی نہیں کہ تمہاری مدد فرمائے تمہارا پروردگار تین ہزار فرشتوں سے جو اتارے گئے ہیں۔ ہاں کافی ہے بشرطیکہ تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو اور (اگر) آدھمکیں کفار تم پر تیزی سے اسی وقت تو مدد کرے گا تمہاری تمہارا رب پانچ ہزار فرشتوں سے جو نشان والے ہیں۔ اور نہیں بنایا فرشتوں کے اترنے کو اللہ نے مگر خوشخبری تمہارے لئے اور تاکہ مطمئن ہو جائیں تمہارے دل اس سے اور (حقیقت تو یہ ہے) کہ نہیں ہے فتح و نصرت مگر اللہ کی طرف سے جو سب پر غالب (اور) حکمت والا ہے (یہ مدد اس لئے تھی) تاکہ کاٹ دے ایک حصہ کافروں سے یا ذلیل کر دے ان کو پس لوٹ جائیں نامراد ہو کر''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ کرز بن جابر فہری مشرکوں کی مدد کرے گا۔ یہ خبر مسلمانوں پر بڑی شاق گزری تو اللہ تعالیٰ نے دو آیات کو نازل فرمایا کرز کو شکست کی خبر پہنچ گئی اس نے مشرکوں کی مدد نہ کی جب کہ مسلمانوں کی مدد بھی پانچ ہزار فرشتوں سے نہ کی گئی (1)۔

امام ابن جریر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ بدر ہوا تو حضور ﷺ کو خبر پہنچی پھر انہوں نے سابقہ روایت جیسی روایت ذکر کی مگر یہ کہا کہ کرز اور اس کے ساتھیوں کے بعد اللہ تعالیٰ تمہاری پانچ ہزار فرشتوں سے مدد فرمائے گا۔ کرز اور اس کے ساتھیوں کو شکست کی خبر پہنچی تو اس نے مشرکوں کی مدد نہ کی تو مسلمانوں کی مدد کے لئے پانچ ہزار فرشتے بھی نازل نہ ہوئے بعد میں ایک ہزار سے ان کی مدد کی گئی تو یہ مسلمانوں کے ساتھ مل کر چار ہزار ہو گئے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اِذۡ تَقُوۡلُ لِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ بدر کے روز ہوا تھا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کی مدد ایک ہزار سے کی گئی پھر فرشتے چار ہزار ہو گئے پھر پانچ ہزار ہو گئے یہ بدر کے دن ہوا تھا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان بَلٰۤی ۙ اِنۡ تَصۡبِرُوۡا وَ تَتَّقُوۡا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ غزوۂ احد کو ہوا تھا صحابہ نے صبر نہ کیا اور انہوں نے تقویٰ اختیار نہ کیا تو غزوۂ احد کے موقع پر ان کی مدد نہ کی گئی۔ اگر ان کی مدد کی جاتی تو اس روز مسلمانوں کو پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں حضور ﷺ کی مدد ایک فرشتہ سے بھی نہیں کی گئی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 99 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 101 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 102 6۔ ایضاً

اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ تھا جو اس نے اپنے نبی پر پیش کیا کہ اگر مسلمانوں نے تقویٰ اختیار کیا اور صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نشان زدہ پانچ ہزار فرشتوں سے ان کی مدد فرمائے گا۔ غزوۂ احد میں مسلمان بھاگ گئے اور پیٹھ دکھائی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدد نہ کی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے حضور ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ ہماری اس طرح مدد نہیں فرمائے گا جس طرح اس نے غزوۂ بدر میں ہماری مدد کی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد تین ہزار فرشتوں سے کرے۔ بدر کے روز اللہ تعالیٰ نے تمہاری مدد ایک ہزار فرشتوں سے کی تھی، اگر وہ تقویٰ اور صبر کریں تو مدد میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِنْ فَوْرِهِمْ هٰذَا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ اس سفر کے بعد وہ آئیں گے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ من فورھم کا معنی ہے ان کے سامنے سے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری، ربیع، قتادہ اور سدی رحمہم اللہ سے اس کی مثل نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ غزوۂ احد ہے کیونکہ غزوۂ بدر میں انہیں جس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے وہ غضب ناک ہوئے تھے (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے مِنْ فَوْرِهِمْ یہ معنی نقل کیا ہے مِنْ غَضَبِهِمْ یعنی اپنے غصہ کی وجہ سے (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ جو حضرت ام ہانی کے غلام تھے سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (7)۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے مِنْ فَوْرِهِمْ کا معنی مِنْ غَضَبِهِمْ کیا ہے ان کے سامنے سے اپنے غصہ کی وجہ سے (8)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسومین سے جانے پہچانے مراد لیا ہے۔ غزوۂ بدر کے روز فرشتوں کی علامت سیاہ عمامے تھے اور یوم احد کے روز سرخ عمامے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے روز حضرت زبیر پر زرد رنگ کا عمامہ تھا جسے آپ سر پر باندھے ہوئے تھے۔ فرشتے نازل ہوئے تو ان کے سروں پر بھی زرد رنگ کے عمامے تھے (9)۔

امام ابن اسحاق اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتوں کی نشانی سفید عمامے تھے انہوں نے اپنی پشتوں پر انہیں ڈال رکھا تھا جب کہ غزوۂ حنین میں ان کے عمامے سرخ تھے۔ غزوۂ بدر کے علاو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102 | 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 103 | 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً

7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 103 | 8۔ ایضاً | 9۔ ایضاً

فرشتوں نے کسی غزوہ میں تلوار نہیں چلائی۔ وہ باقی جنگوں میں مددگار تو ہوتے تھے لیکن جنگ میں حصہ نہیں لیتے تھے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس سے عرض کیا اللہ تعالیٰ کے فرمان (مسومین) کے بارے میں مجھے بتائیے فرمایا فرشتوں پر نشان زدہ سفید عمامے تھے۔ یہی فرشتوں کی نشانیاں تھیں تو ازرق نے پوچھا کیا عرب یہ معنی سمجھتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ شعر نہیں سنا۔

وَلَقَدْ حَبِيتِ الْخَيْلُ تَحْمِلُ شِكَّةً جَرْدَاءُ صَافِيَةُ الْاَدِيمِ مُسَوَّمَةٌ

گھوڑا بھڑک گیا جو معمولی لکڑی اٹھائے ہوئے تھا اس کے بال نہ تھے چمڑا صاف تھا اور نشان زدہ تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوسعید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ ایک بدری صحابی تھے، وہ کہا کرتے تھے اگر میری آنکھ ساتھ دیتی پھر تم میرے ساتھ میدان احد میں جاتے تو میں تمہیں وہ گھاٹی بتاتا جس سے فرشتے زرد رنگ کے عمامے پہنے نکلے تھے جنہیں انہوں نے اپنے کندھوں کے درمیان ڈال رکھا تھا(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتے سیاہ داغوں والے سفید گھوڑوں پر اترے تھے اس روز حضرت زبیر نے زرد رنگ کا عمامہ پہنا ہوا تھا(2)۔

امام ابونعیم نے فضائل صحابہ میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے راویت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتے حضرت زبیر کی علامت پر نازل ہوئے انہوں نے زرد رنگ کے عمامے پہن رکھے تھے۔

امام ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی ہے کہ غزوۂ بدر میں فرشتے اترے یہ سفید پرندے تھے جن پر زرد عمامے تھے اس روز لوگوں کے درمیان حضرت زبیر کے سر پر زرد رنگ کا عمامہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرشتے ابوعبداللہ کی نشانی پر اترے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو ان پر زرد عمامے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عمیر بن اسحاق سے روایت نقل کی ہے سب سے پہلے غزوۂ بدر کے روز اون استعمال کی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نشان لگالو کیونکہ فرشتوں نے نشان لگا رکھے ہیں یہ پہلا دن تھا جب اون رکھی گئی(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے روز فرشتوں کی نشانی سفید اون تھی جو گھوڑوں کی پیشانی اور ان کی دمبوں میں تھی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مُسَوِّمِیْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سرخ دھنی ہوئی اون سے نشانی لگائے گئے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ فرشتے اون کے ساتھ نشان زدہ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے اپنے آپ اور گھوڑوں پر اون سے نشان لگائے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ جانے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 103 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 106 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 107

پہچانے تھے، ان کے گھوڑوں کی دموں اور پیشانی کے بالوں کو کاٹ دیا گیا تھا، ان میں اون اور رنگ دار دھنی ہوئی اون تھی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے (مُسَوِّمِيْنَ) کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ اس روز ان کی نشانی اُن کے گھوڑوں کی پیشانی اور دموں میں اون تھی اور وہ سیاہ دھبوں والے سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مُسَوِّمِيْنَ کا یہ معنی کیا ہے کہ ان پر جنگ کے نشان تھے (3)۔

امام ابن جریر نے ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ اس روز فرشتے سیاہ داغوں والے سفید رنگ کے گھوڑوں پر سوار تھے (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عمیر بن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے روز اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں کو دور کر دیا حضرت سعد بن مالک باقی رہ گئے جو تیر اندازی کر رہے تھے جب کہ ایک نوجوان انہیں تیر پکڑا رہا تھا۔ جب بھی تیر ختم ہو جاتا تو یہ آپ کو تیر دے دیتا اور وہ اسے پھینکتے فرمایا اے ابو اسحاق تیر پھینکو، اے ابو اسحاق تیر پھینکو جب معرکہ ختم ہو گیا تو اس آدمی کے بارے میں پوچھا گیا تو کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لئے کیا تا کہ تم خوش ہو اور ان کی وجہ سے تمہارے دل مطمئن ہوں فرشتوں نے اس سے پہلے نہ اس کے بعد جنگ نہیں کی مگر صرف بدر کے روز جنگ کی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اگر یہ چاہتا کہ فرشتوں کے بغیر تمہاری مدد کرتا تو وہ ایسا کر سکتا تھا (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے لِيَقْطَعَ طَرَفًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں کفار کے ایک حصہ کو کاٹ دیا اس کے سرداروں، رئیسوں اور قائدین کو قتل کر دیا (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد غزوۂ بدر ہے اللہ تعالیٰ نے کفار کے ایک طائفہ کو ختم کر دیا اور ایک طائفہ باقی رہا (8)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے احد میں مشرکین کے مقتولوں کا ذکر کیا یہ اٹھارہ افراد تھے فرمایا لِيَقْطَعَ طَرَفًا پھر شہداء کا ذکر کیا تو فرمایا (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا) (9)

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے يَكْبِتَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں ذلیل و رسوا کرے۔

امام ابن جریر نے حضرات قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ اَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَاِنَّهُمْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 106 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 107
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 106 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 108 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109
7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109 9۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 110

ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۹﴾

''نہیں ہے آپ کا اس معاملہ میں کوئی دخل چاہے تو الله ان کی توبہ قبول فرمالے اور چاہے تو عذاب دے انہیں پس بے شک وہ ظالم ہیں۔ اور الله ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور الله بہت بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا یہاں تک کہ آپ کا چہرہ خون آلود ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا جب کہ نبی انہیں ان کے رب کی طرف دعوت دیتا تھا تو الله تعالیٰ نے یہ آیت لَيْسَ لَكَ مِنَ الْاَمْرِ نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ یہ آیت غزوۂ احد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی جب کہ آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپ کے رباعیہ (سامنے والے چار دانت) اور آبرو پر زخم لگا تھا۔ ابو حذیفہ کے غلام سالم آپ کے چہرہ سے خون صاف کر رہے تھے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا تو الله تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد میں رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی جب کہ آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا تھا اور آپ کے اگلے چار دانت ٹوٹ گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار کے لئے بددعا کا ارادہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے کہ جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو زخمی کیا جب کہ وہ نبی انہیں الله کی طرف بلا رہا تھا جب کہ وہ لوگ شیطان کی طرف بلا رہے تھے۔ نبی انہیں ہدایت کی طرف بلا رہا تھا جب کہ مشرک جہنم کی طرف دعوت دے رہے تھے تو الله تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے حق میں بددعا کرنا چھوڑ دی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب غزوۂ احد کے موقع پر صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الگ ہو گئے۔ آپ کے دانت ٹوٹ گئے اور آپ کا چہرہ زخمی ہو گیا۔ آپ احد پہاڑ پر چڑھ رہے تھے تو آپ نے فرمایا وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو زخمی کیا جب کہ نبی انہیں ان کے رب کی طرف بلا رہا تھا تو الله تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت زخمی ہو گئے تھے۔ عتبہ بن ابی وقاص نے آپ پر حملہ کیا تھا اور چہرہ زخمی کر دیا تھا۔ حضرت ابو حذیفہ کا غلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 111 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 112

آپ کے چہرہ سے خون صاف کر رہا تھا جب کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہہ رہے تھے وہ قوم کیسے فلاح پا سکتی ہے جنہوں نے اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ احد کے موقع پر کہا اے اللہ ابوسفیان پر لعنت کر اے اللہ حارث بن ہشام پر لعنت برسا اے اللہ سہل بن عمرو پر لعنت کر اور اے اللہ صفوان بن امیہ پر لعنت کر تو یہ آیت نازل ہوئی بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی(2)۔

امام ترمذی نے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا۔ امام ابن جریر اور ابن ابی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چار آدمیوں کے بارے میں بددعا فرمائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(3)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کے خلاف یا کسی کے حق میں دعا کا ارادہ کرتے تو آپ رکوع کے بعد یوں عرض کرتے اے اللہ ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما، اے اللہ مضر کو پیس دے ان پر ایسا قحط مسلط فرما جس طرح تو نے حضرت یوسف علیہ السلام کی قوم پر قحط مسلط کیا تھا۔ آپ یہ دعا بلند آواز سے کرتے آپ بعض اوقات نماز فجر میں فرماتے اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت کر اور عرب قبائل کا ذکر کرتے یہ دعا بھی بلند آواز سے کرتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا بعض کے الفاظ یہ ہیں اے اللہ لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ پر لعنت کر جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی پھر ہمیں یہ خبر پہنچی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا چھوڑ دی(4)۔

امام عبد بن حمید اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز کی دوسری رکعت میں بددعا کی فرمایا اے اللہ فلاں فلاں پر لعنت کر یہ لوگ منافق تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن اسحاق اور نحاس نے ناسخ میں حضرت سالم بن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قریشی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا آپ قیدی بنانے سے روکتے ہیں جب کہ عربوں نے قیدی بنائے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت کی اپنی دبر سے پردہ ہٹا دیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے بددعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی پھر وہ آدمی مسلمان ہو گیا اور بہترین مسلمان بنا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰۤوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۳۰﴾ۚ وَ اتَّقُوا النَّارَ الَّتِيْۤ اُعِدَّتْ لِلْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۳۱﴾ۚ وَ اَطِيْعُوا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 13-112 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 113 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 114

اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۱۳۲﴾

''اے ایمان والو! نہ کھاؤ سود دو گنا چوگنا کر کے اور ڈرتے رہو اللہ سے تا کہ تم فلاح پا جاؤ اور بچو اس آگ سے جو تیار کی گئی ہے کافروں کے لیے اور اطاعت کرو اللہ کی اور رسول (کریم) کی تا کہ تم پر رحم کیا جائے''۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ ادھار بیع کرتے۔ جب وقت مقررہ آ جاتا تو قیمت میں اضافہ کر دیتے اور مدت میں بھی اضافہ کر دیتے تو اس وقت یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا والی آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ بنو ثقیف بنو مغیرہ سے دور جاہلیت میں ادھار بیع کرتے۔ جب وقت مقررہ آ جاتا تو کہتے ہم رقم میں اضافہ کر دیتے ہیں تم مدت میں اضافہ کر دو۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے کسی دوسرے آدمی سے مال لینا ہوتا جب وقت مقررہ آ جاتا تو اس آدمی سے پیسوں کا مطالبہ کرتا تو مقروض کہتا مجھے مزید مہلت دو میں تیرے مال میں اضافہ کر دیتا ہوں تو دونوں اس طرح کر لیتے۔ یہی کئی گناہ سود ہوتا اللہ تعالیٰ نے انہیں نصیحت فرمائی کہ سود کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو سود نہ کھایا کرو تا کہ تم فلاح پا جاؤ اور اس آگ سے بچو جو کفار کے لیے تیار کی گئی ہے۔ اس میں ان مومنوں کو اس آگ سے ڈرایا جا رہا ہے جو کفار کے لئے تیار کی گئی ہے اور فرمایا کہ سود کو حرام قرار دینے میں اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے اور تمہیں عذاب نہ دیا جائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت معاویہ بن قرۃ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء اس آیت میں یہ تاویل کرتے کہ اللہ سے ڈرو میں تمہیں اس آگ کے ساتھ عذاب نہیں دوں گا جو میں نے کفار کے لئے تیار کر رکھی ہے۔

وَ سَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۳﴾

''اور دوڑو بخشش کی طرف جو تمہارے رب کی طرف سے ہے اور (دوڑو) جنت کی طرف جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین جتنی ہے جو تیار کی گئی ہے پرہیزگاروں کے لئے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنو اسرائیل اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہم سے زیادہ معزز تھے۔ ان میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو صبح کے وقت اس کے پاس گناہ کا کفارہ دروازے کی دہلیز پر لکھا ہوتا کہ اپنا ناک کاٹ دو، اپنا کان کاٹ دو یا اس طرح کرو تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے تو اس وقت یہ آیت کو لِذُنُوْبِهِمْ تک نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے بہتر چیز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 115

کے بارے میں نہ بتاؤں پھر آپ نے آیت کو صحابہ پر تلاوت فرمایا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اِلٰی مَغْفِرَۃٍ کی یہ تعبیر نقل کی ہے تکبیر اولیٰ کی طرف جلدی کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اعمال حسنہ کی طرف جلدی کرو تا کہ وہ تمہارے گناہ بخش دے اس کی جنت کا عرض سات آسمانوں اور سات زمینوں کے برابر ہے یعنی اگر ان سب کو آپس میں ملایا جائے تو ان کی لمبائی جنت کی چوڑائی جتنی ہوگی۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سات آسمان اور سات زمینیں آپس میں اس طرح ملائی جائیں جس طرح کپڑے ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جاتے ہیں تو یہ جنت کی چوڑائی کے برابر ہوں گے(2)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت کریب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے اہل کتاب کے ایک آدمی کے پاس بھیجا کہ میں اس سے اس آیت کے مفہوم کے بارے میں پوچھوں تو اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اسفار (تورات) کے (اجزاء) کو نکالا اور انہیں دیکھنے لگا پھر کہا ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں یوں آپس میں ملائی جائیں جس طرح کپڑے ایک دوسرے کے ساتھ ملائے جاتے ہیں تو یہ جنت کی چوڑائی کے برابر ہوں گے۔ جہاں تک جنت کی لمبائی کا تعلق ہے تو اس کا اندازہ اللہ تعالیٰ ہی لگا سکتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت تنوخی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو ہرقل کا قاصد تھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں خط لے کر حاضر ہوا، اس تحریر میں تھا آپ مجھے اس جنت کی طرف بلاتے ہیں جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برابر ہے تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبحان اللہ جب دن آجائے تو رات کہاں ہوتی ہے(3)۔

امام بزار اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہا ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی جب جنت کی چوڑائی اتنی ہے تو جہنم کہاں ہے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بتاؤ جب رات ہر چیز پر چھا جائے تو دن کہاں ہوتا ہے؟ تو اس آدمی نے کہا جہاں اللہ چاہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہاں اللہ چاہے گا وہاں جہنم ہوگی(4)۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے طارق بن شہاب سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں میں کچھ لوگوں نے حضرت عمر بن خطاب سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا اور کہا پھر جہنم کہاں ہوگی؟ تو حضرت عمر نے فرمایا جب رات آجاتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے، جب دن آجاتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟ تو انہوں نے کہا آپ نے تورات سے مثال اخذ کی ہے(5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے یزید بن اصم سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی نے حضرت ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 123 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 118

4۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 92 (103) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 118

عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ تم کہتے ہو کہ جنت کی چوڑائی آسمانوں و زمین کے برابر ہے تو پھر جہنم کہاں ہوگی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب رات آجاتی ہے تو دن کہاں ہوتا ہے، جب دن آجاتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے (1)۔

امام مسلم، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے روز فرمایا اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی آسمانوں و زمین کے برابر ہے۔ عمیر بن حمام انصاری نے عرض کی جنت میں جس کی چوڑائی زمین و آسمان کے برابر ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں تو حضرت عمیر نے کہا واہ کیا بات ہے اللہ کی قسم یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضروری ہے کہ میں جنتی بنوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو جنتی ہے آپ نے اپنے تھیلے سے کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانے لگے پھر کہا اگر میں ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہا تو یہ زندگی تو بہت طویل ہوگی تو جو کھجوریں موجود تھیں انہیں پھینک دیا پھر جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے (2)۔

الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ۭ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٣٤﴾

''وہ (پرہیزگار) جو خرچ کرتے ہیں خوشحالی اور تنگ دستی میں اور ضبط کرنے والے ہیں غصہ کو اور درگزر کرنے والے ہیں لوگوں سے اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے احسان کرنے والوں سے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے السَّرَّآءِ وَ الضَّرَّآءِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ خوشحالی اور تنگ دستی میں اپنا مال خرچ کرتے ہیں (3) اور الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ سے مراد ہے جب وہ غصے میں ہوتے ہیں تو وہ بخش دیتے ہیں، اگر لوگ حرام امر کا ارتکاب کریں تو وہ غصے میں ہوتے ہیں، وہ بخشتے ہیں، معاف کرتے ہیں اور اس عمل کے واسطہ سے وہ اللہ کی رضا چاہتے ہیں، وہ لوگوں کو معاف کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے نہیں زیبا صاحب مال لوگوں کے لئے وہ قسمیں اٹھائیں کہ مال نہیں دیں گے جس طرح سورۂ نور میں ہے یعنی تم قسمیں نہ اٹھاؤ کہ تم انہیں نفقہ نہیں دو گے انہیں معاف کر دو اور درگزر سے کام لو۔

امام ابن انباری کتاب الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ کا معنی بتاؤ تو فرمایا جو غصہ کو روک لیتے ہیں۔ عبدالمطلب بن ہاشم نے کہا۔

فَخَشِيْتُ قَوْمِيْ وَ احْتَبَسْتُ قِتَالَهُمْ وَالْقَوْمُ مِنْ خَوْفِ قِتَالِهِمْ كَظَمُ

میں اپنی قوم کے بارے میں ڈرا اور ان کے ساتھ جنگ کرنے سے رک گیا جب کہ قوم ان کے ساتھ جنگ کے خوف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 119 2۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 481 (5798)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 119

سے خاموش تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے غلاموں کو معاف کر دیتے ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ لوگ کسی معاملہ میں غصے ہوتے ہیں پھر بخش دیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں جس نے اس طرح کا عمل کیا پس وہ محسن ہے اللہ تعالیٰ محسنین کو پسند فرماتا ہے مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا میری امت میں ایسے لوگ تھوڑے ہیں مگر جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے جب کہ سابقہ امتوں میں ایسے لوگ بہت زیادہ تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو غصے کو پی گیا جب کہ وہ اس پر عمل کر سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ اسے امن و ایمان سے بھر دے گا(1)۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سند حسن کے ساتھ روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی گھونٹ غصے کے گھونٹ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں جسے بندہ پیتا ہے جو بندہ اللہ کی رضا کے لئے غصے کو پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے پیٹ کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی نے شعب میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غصے کو پی گیا جب کہ وہ قادر تھا کہ غصہ کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکتا اللہ تعالیٰ اسے تمام لوگوں کی موجودگی میں بلائے گا کہ جس حور کو چاہے پسند کرلے(2)۔

عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قوی وہ نہیں جو مدمقابل کو پچھاڑے بلکہ قوی وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو پالے۔

امام بیہقی نے حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے لوگوں کے پاس سے گزرے جو باری باری اوکھلی اٹھا رہے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ طاقت و بہادری پتھر اٹھانے میں ہے، بے شک بہادری یہ ہے کہ انسان غصے سے بھرا ہو پھر غصے پر غالب آجائے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز کہا جائے گا جس کا اللہ تعالیٰ پر اجر ہو تو وہ اٹھے تو کوئی آدمی بھی نہیں اٹھے مگر جس نے کسی کو معاف کیا ہو(4)۔

امام حاکم نے حضرت ابی بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے پسند ہو کہ اس کی عمارت بلند ہو اور اس کے درجات بلند کیے جائیں تو جس نے اس پر ظلم کیا ہے اسے معاف کر دے جس نے اسے محروم رکھا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120 2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 313 (83043) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 306 (8276) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120

اسے عطا کرے جس نے اس کے ساتھ قطع رحمی کی ہے اس کے ساتھ صلہ رحمی کرے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک لونڈی آپ کو وضو کرا رہی تھی تو لوٹا اس کے ہاتھ سے گر پڑا جو آپ کے چہرے پر لگا جس نے آپ کو زخمی کر دیا حضرت علی بن حسین نے اس کی طرف دیکھا تو لونڈی نے کہا وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ تو حضرت نے فرمایا میں نے غصے کو پی لیا اس نے عرض کی وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ تو حضرت نے فرمایا اللہ تجھے معاف کرے عرض کی وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ فرمایا جا تو آزاد ہے۔

امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اس آدمی کے حق میں اللہ تعالیٰ کی محبت لازم ہوگئی جو غصے میں ہوا پھر حلم اختیار کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمرو بن عبسہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ایمان کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صبر، درگزر کرنا اور اچھا خلق (2)۔

امام بیہقی نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنی سلمہ کے ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلام کے بارے میں پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا اخلاق۔ اس آدمی نے پھر آپ سے گزارش کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لگاتار یہی ارشاد فرماتے رہے حسن خلق یہاں تک کہ آپ نے یہ جواب پانچ دفعہ دیا (3)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب کہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدبختی کیا ہے فرمایا برے اخلاق (4)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ بدبختی برا اخلاق ہے۔

امام خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حسن خلق خطاؤں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج برف کو پگھلا دیتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ برے اخلاق ایمان کو تباہ کر دیتے ہیں جس طرح معبر کھانے کو خراب کر دیتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا، کہا جاتا ہے مومن از روئے اخلاق کے سب سے اچھا ہوتا ہے۔

امام ابن عدی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم سے روایت کی ہے جب کہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ حسن خلق گناہ کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح سورج کی شعاعیں برف کو پگھلا دیتی ہیں اور برے اخلاق عمل کو یوں تباہ کر دیتے ہیں جس طرح معبر شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 323 (3161)
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 242 (8015)
3۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 242 (8016)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 244 (8021)

امام بیہقی، حضرت سعید بن ابی بردہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں جب کہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حسن خلق بندے کے ناک میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی نکیل ہے۔ جب کہ نکیل فرشتے کے ہاتھ میں ہے جو اسے بھلائی کی طرف لے جاتا ہے جب کے بھلائی اسے جنت کی طرف لے جاتی ہے۔ سوء خلق بندے کے ناک میں اللہ کے عذاب کی نکیل ہے جب کہ نکیل شیطان کے ہاتھ میں ہے شیطان انسان کو برائی کی طرف کھینچتا ہے اور برائی اسے جہنم کی طرف کھینچتی ہے۔

طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ کی قسم ایسا نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کسی انسان کی صورت اور سیرت کو اچھا بنائے پھر اسے آگ کھائے (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا انسان کی سعادت حسن خلق میں ہے اور اس کی بدبختی سوء خلق میں ہے۔

امام خرائطی اور بیہقی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اکثر دعا کرتے اے اللہ میں تجھ سے صحت، پاک دامنی، امانت، حسن خلق اور تقدیر پر راضی رہنے کا سوال کرتا ہوں۔

امام احمد اور بیہقی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی اے اللہ جس طرح تو نے میری صورت کو اچھا بنایا اسی طرح میری سیرت کو اچھا بنا دے۔

امام خرائطی اور بیہقی نے حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے اے اللہ تو نے میری صورت کو اچھا بنایا میری سیرت کو بھی اچھا بنا دے۔

امام ابن ابی شیبہ، بزار، ابو یعلی اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگوں کو اپنے اموال کے ساتھ کشادگی نہ دے سکو گے تم خندہ پیشانی اور حسن خلق سے کشادگی دو۔

امام ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا انسان کی بزرگی اس کا دین، اس کی عورت، اس کا عقل، اس کا حسب اور اس کا اخلاق ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا از روئے ایمان کے کامل مومن وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی نرم خو ہو اللہ تعالیٰ اسے آگ پر حرام کر دیتا ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 249 (8083)

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 10، صفحہ 60 (2612)، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بخاری اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی مجھے حکم دیجئے زیادہ امور کا حکم نہ دینا تاکہ میں اسے سمجھ لوں۔ فرمایا غصہ نہ کرو۔ اس آدمی نے پھر اپنا سوال دھرایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت جاریہ بن قدامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک ایسی بات بتائیں جو مجھے نفع دے تاہم تھوڑی بات بتائیں تاکہ میں اسے سمجھ لوں فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ سے عرض کی کون سی چیز مجھے اللہ تعالیٰ کے غضب سے دور کرتی ہے؟ فرمایا غصہ نہ کیا کرو۔

امام طیالسی، امام احمد، امام ترمذی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں سورج کے غروب ہونے تک خطبہ ارشاد فرمایا اسے یاد رکھا جس نے یاد رکھا بھلا دیا جس نے بھلا دیا، حضور ﷺ نے قیامت تک کی خبر دی اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا امابعد بے شک دنیا سرسبز شاداب اور میٹھی ہے، اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں اپنا نائب بنانے والا ہے اور دیکھے گا کہ تم اس میں کیا عمل کرتے ہو، خبردار دنیا اور عورتوں سے بچو۔ خبردار لوگ مختلف طبقات میں پیدا کیے گئے، ان میں سے کچھ مومن پیدا کیے جاتے ہیں، مومن کی حیثیت میں زندہ رہتے ہیں اور مومن ہی مرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر کی حیثیت سے زندہ رہتے ہیں اور کافر ہی مرتے ہیں۔ ان میں سے کچھ مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن کی حیثیت سے زندہ رہتے ہیں اور کافر ہو کر مرتے ہیں۔ کچھ کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر ہو کر زندہ رہتے ہیں اور مومن ہو کر مرتے ہیں، خبردار غصہ آگ کا انگارہ ہے جو انسان کے پیٹ میں دہکتا رہتا ہے، کیا تم نے انسان کی آنکھوں کی سرخی اور اس کی رگوں کے پھولنے کو نہیں دیکھا؟ جب تم میں سے کوئی ان میں سے کسی چیز کو پائے تو زمین پر لیٹ جائے، خبردار بہترین انسان وہ ہے جسے غصہ بہت آہستہ آتا ہے اور وہ غصہ سے بہت جلد رجوع کر لیتا ہے۔ سب سے برا آدمی وہ ہے جو غصہ سے آہستہ رجوع کرتا ہے اور غصہ میں بہت تیز ہوتا ہے۔ جب ایک آدمی جلدی غصے والا اور جلدی لوٹنے والا ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ اگر ٹھنڈے غصے والا اور دیر سے رجوع کرنے والا ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ خبردار بہترین تاجر وہ ہے جو مال ادا کرنے میں بہترین اور مال طلب کرنے میں اچھا ہو اور برا تاجر وہ ہے جو ادا کرنے میں برا اور طلب کرنے میں بھی برا ہو۔ اگر تاجر ادا کرنے میں اچھا اور مطالبہ میں برا ہو تو بھی ٹھیک ہے۔ اگر انسان ادا کرنے میں برا اور مطالبہ میں اچھا ہو تو یہ اس کا بدلہ ہے۔ خبردار کسی انسان کی ہیبت دوسرے انسان کو حق کہنے سے نہ روکے جب کہ وہ جانتا ہو۔ خبردار ہر دھوکے باز کے لئے قیامت کے روز اسی کے دھوکے کے مطابق جھنڈا ہو گا۔ بے شک دھوکے میں سب سے بڑا عام لوگوں کا امیر ہو گا۔ خبردار بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ جب سورج غروب ہونے لگا تو فرمایا خبردار دنیا میں سے جو وقت باقی رہ گیا وہ گزرے ہوئے وقت کے مقابلہ میں ایسا ہے جس طرح اس دن میں سے جو حصہ باقی رہ گیا ہے، اس کی نسبت گزرے ہوئے دن کے ساتھ ہے۔

امام حکیم نے نوادر الاصول میں اور بیہقی نے حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے مختصر سی نصیحت فرمائیں جسے میں لازم پکڑوں، فرمایا اے معاویہ بن حیدہ غصہ نہ کیا کر، غصہ ایمان کو خراب کر دیتا ہے جس طرح مصبر شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

امام حکیم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک غصہ جہنم کی آگ کا انگارہ ہے جسے اللہ تعالیٰ کسی کی شاہ رگ پر رکھ دیتا ہے۔ کیا تم دیکھتے نہیں جب کوئی آدمی غصے ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں اس کا چہرہ زرد پڑ جاتا ہے اور اس کی رگیں پھول جاتی ہیں۔

امام بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غصہ انسان کے دل میں آگ کا انگارہ ہے، کیا تم اس کی رگوں کے پھولنے اور آنکھوں کی سرخی کو نہیں دیکھتے، اگر کوئی آدمی اس قسم کی کوئی چیز محسوس کرے اگر کھڑا ہو تو بیٹھ جائے، اگر بیٹھا ہوا ہو تو لیٹ جائے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی گھونٹ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں غصے کے گھونٹ سے زیادہ پسندیدہ نہیں ہے جسے ایک انسان پی جاتا ہے یا مصیبت کے وقت صبر کا گھونٹ پیتا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس آنسو کے قطرہ سے بڑھ کر محبوب نہیں جو اللہ تعالیٰ کے خوف سے بہا ہو یا اللہ تعالیٰ کی راہ میں خون کا قطرہ بہا ہو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تین چیزیں حق ہیں: جس آدمی پر ظلم کیا جائے وہ مظلوم اس سے آنکھ بند کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ کر دیتا ہے، جو آدمی سوال کا دروازہ اس لیے کھولتا ہے تاکہ اس کے ذریعے مال میں اضافہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی تنگی میں اضافہ کر دیتا ہے، جو آدمی عطیہ یا صلہ رحمی کا دروازہ کھولتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے مال میں اور اضافہ کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، ترمذی، بزار، ابن حبان اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے نرمی عطا کی گئی اسے بھلائی میں سے وافر حصہ عطا کیا گیا، جسے نرمی سے محروم رکھا گیا اسے خیر سے محروم رکھا گیا۔ فرمایا قیامت کے روز مومن کے میزان میں حسن خلق سے بڑھ کر وزنی چیز کوئی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ فحش بدزبان کو ناپسند کرتا ہے۔ بے شک حسن اخلاق کا مالک روزے دار اور نمازی کے درجے پر پہنچ جاتا ہے۔

امام ترمذی نے اسے روایت کیا اور اسے صحیح قرار دیا جب کہ ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے زہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز لوگوں کو جنت میں زیادہ داخل کرے گی؟ فرمایا اللہ سے خوف اور حسن خلق۔ آپ سے پوچھا گیا کہ کون سی چیز زیادہ لوگوں کو جہنم میں داخل کرے گی، فرمایا زبان اور شرم گاہ۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور حاکم نے اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک کامل ترین مومن وہ ہے جو سب سے اچھے اخلاق والا اور سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ پر لطف و کرم کرنے والا ہے (1) احمد، ابوداؤد، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ مومن حسن خلق کے ذریعے رات کو قیام کرنے والے اور دن کے وقت روزہ رکھنے والے کے مقام پر پہنچ جاتا ہے۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حسن خلق کے ذریعے بندے کو روزے دار اور نمازی کے درجے تک پہنچا دیتا ہے۔

امام طبرانی اور خرائطی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بندہ حسن خلق کے ذریعے آخرت کے عظیم درجات اور منازل کی بلندیوں پر جا پہنچتا ہے جب کہ وہ عبادت میں کمزور ہوتا ہے جب کہ اپنے برے اخلاق کے ذریعے جہنم کے سب سے نچلے درجے تک جا پہنچتا ہے۔

امام احمد، طبرانی اور خرائطی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ اچھے اخلاق والا مسلمان روزے دار اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر قائم رہنے والے کے درجے کو پا لیتا ہے۔

امام ابن ابی دنیا نے الصمت میں حضرت صفوان بن سلیمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں بدن کے لئے سب سے آسان عبادت کے بارے میں نہ بتاؤں فرمایا خاموشی اور حسن خلق۔

امام محمد بن نصر مروزی نے کتاب الصلوۃ میں حضرت علاء بن شخیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کے سامنے سے آیا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا حسن خلق پھر آپ کی دائیں جانب سے آیا، عرض کی کون سا عمل اچھا ہے؟ فرمایا حسن خلق۔ پھر بائیں جانب سے آیا، عرض کی کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا حسن خلق پھر آپ کی پیٹھ کی جانب سے حاضر ہوا عرض کی کون سا عمل اچھا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تو سمجھتا نہیں حسن خلق سب سے اچھا افضل ہے، جہاں تک ہو سکے غصہ نہ کیا کر۔

امام ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس کے لئے بہشت کے گرد گھر کا ضامن ہوں جو جھگڑا چھوڑ دے اگرچہ وہ حق پر ہو۔ جنت کے درمیان گھر کا ضامن ہوں جو جھوٹ کو چھوڑ دے اگرچہ وہ مزاح کرنے والا ہو اور اعلیٰ جنت میں گھر کا ضامن ہوں جس کے اخلاق اچھے ہوں۔

امام ترمذی نے روایت کیا اور حسن قرار دیا اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور قیامت کے روز سب سے زیادہ میرے قریب وہ شخص ہو گا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے (2)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی جلد 10، صفحہ 60 (2612) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 132 (2018)

امام طبرانی نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا حسن خلق، اللہ کا عظیم خلق ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی اے میرے دوست اپنے اخلاق کو اچھا بنا اگر چہ معاملہ کفار کے ساتھ ہی کر رہا ہو تو ابرار میں شامل ہو جائے گا۔ جس آدمی کے اخلاق اچھے ہوں اس کے بارے میں میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ میں اسے اپنے عرش کے سائے میں جگہ دوں گا اور اسے اپنی بارگاہ اقدس سے سیراب کروں گا اور اپنی بارگاہ کے قریب کروں گا۔

امام احمد اور ابن حبان نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون مجھے زیادہ محبوب ہے اور قیامت کے روز کون مجھ سے زیادہ قریب ہوگا؟ لوگوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا تم میں سے جس کے اخلاق اچھے ہوں گے۔

امام ابن ابی الدنیا، ابو یعلی اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت ابوذر کو ملے فرمایا اے ابوذر کیا میں تمہیں دو کام نہ بتاؤں جو کرنے میں بڑے آسان اور میزان میں دوسرے کی بنسبت زیادہ وزنی ہیں۔ عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا حسن خلق کو لازم پکڑو اور طویل خاموشی اختیار کرو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے مخلوقات کے اعمال ان جیسے نہیں (1)۔

امام ابو الشیخ بن حبان ثواب میں اپنی سند سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر کیا میں تمہیں بہترین عبادت پر آگاہ نہ کروں اور اس پر جو بدن کے لئے ہلکی، میزان میں بھاری اور زبان پر بڑی آسان ہے؟ میں نے عرض کی کیوں نہیں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ فرمایا طویل خاموشی اختیار کرو اور حسن خلق کا مظاہرہ کیا کرو تو ان جیسا عمل کرنے والا نہیں ہے۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو درداء کیا میں تمہیں دو ایسے کاموں کے بارے میں نہ بتاؤں جن کی مشقت کم اور اجر عظیم ہے تو اللہ تعالیٰ کے ہاں ان جیسا (کوئی محبوب عمل) نہیں پائے گا طویل خاموشی اور حسن خلق۔

امام بزار اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں تم میں سے بہترین آدمی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا جو تم میں سے لمبی عمر والا ہو اور اچھے اخلاق والا ہو۔

امام طبرانی اور ابن حبان نے حضرت اسامہ بن شریک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ انسان کو سب سے بہترین چیز کون سی عطا کی گئی ہے؟ فرمایا حسن خلق۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 174 (3285) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ برا عمل اور بدزبانی کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں، بے شک سب سے اچھا مسلمان وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہے۔

امام ابن حبان، حاکم اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے سفر کا ارادہ کیا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمایا اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ عرض کی اے اللہ کے نبی مزید کچھ ارشاد فرمائیں۔ فرمایا جب کوئی غلطی کر بیٹھو تو اس کے بعد اچھا عمل کرو۔ عرض کی اے اللہ کے نبی مزید کرم فرمائیں۔ فرمایا استقامت اختیار کرو اور اپنے اخلاق کو اچھا کرو (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ اخلاق اللہ کی جانب سے ہیں، اللہ تعالیٰ جس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے حسن خلق سے نواز دیتا ہے اور جس کے ساتھ برائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے برے اخلاق عطا فرما دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن حبان اور طبرانی نے حضرت ابو ثعلبہ خشنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے مجھے زیادہ محبوب اور آخرت میں میرے سب سے قریب وہ شخص ہوگا جس کے اخلاق تم میں سے سب سے بہتر ہوں گے اور تم میں سے سب سے زیادہ مبغوض اور آخرت میں سب سے زیادہ دور وہ ہوگا جس کے اخلاق برے ہوں گے وہ بکواس کرنے والے، ٹھٹھا کرنے والے اور بناوٹی فقیہ (2)۔

امام بزار، طبرانی اور خرائطی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک عورت کے دو خاوند (یکے بعد دیگرے) ہوتے ہیں پھر وہ مر جاتی ہے وہ اور اس کے دونوں خاوند جنت میں داخل ہوتے ہیں وہ کس خاوند کے ساتھ ہوگی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا پہلے خاوند کے ساتھ یا دوسرے خاوند کے ساتھ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے اختیار دیا جائے گا دنیا میں اس کے ساتھ اخلاق میں جو اچھا ہوگا اسے اختیار کرے گی، وہی جنت میں اس کا خاوند ہوگا۔ اے ام حبیبہ حسن خلق دنیا و آخرت کی اچھائیوں پر غالب آ گیا۔

امام طبرانی نے صغیر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتی ہیں کہ ہر غلطی پر توبہ ہے مگر برے اخلاق والا وہ جس گناہ سے توبہ کرتا ہے دوبارہ اس سے بڑا گناہ کرتا ہے۔

امام ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا کیا کرتے تھے اے اللہ میں ناچاقی، نفاق اور برے اخلاق سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

امام خرائطی نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ایک ایسا مرد ہے جس کی صورت کو اللہ تعالیٰ نے اچھا بنایا ہے تو اپنے اخلاق کو بھی اچھا بنا۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 121 (179) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 193، مطبوعہ دار صادر بیروت

امام خرائطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں۔

امام خرائطی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر حسن خلق ایک انسان ہوتا جو لوگوں میں چلا پھرا کرتا تو وہ ایک صالح آدمی ہوتا۔

امام خرائطی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس میں تین چیزیں ہوں یا ان میں سے ایک چیز ہو تو اس کا کوئی عمل شمار نہ کیا جائے گا (۱) تقویٰ جو اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے روکتا ہے (۲) جس کے ساتھ وہ سفیہ کو روکتا ہے (۳) خلق جس کے ساتھ وہ لوگوں میں زندگی بسر کرتا ہے۔

امام خرائطی نے حضرت اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابی وقاص رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان کی سعادت حسن خلق ہے۔

امام قضاعی نے مسند شہاب میں حضرت حسن بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہترین حسن، حسن خلق ہے۔

امام خرائطی نے حضرت فضیل بن عیاض رحمہ اللہ سے رایت نقل کی ہے فرمایا جب تو لوگوں کے ساتھ ملے تو اچھے اخلاق کے ساتھ ملو کیونکہ حسن خلق خیر کی طرف ہی بلاتا ہے۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راویت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا جسے نرمی میں سے حصہ دیا گیا اسے دنیا وآخرت کی بھلائیوں میں سے وافر حصہ دیا گیا جسے نرمی سے محروم کیا گیا اسے دنیا وآخرت کے حصہ اور صلہ رحمی سے محروم کر دیا گیا حسن خلق اور حسن جوار (پڑوس) گھروں کو آباد کرتے ہیں اور عمروں میں اضافہ کرتے ہیں۔

امام بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نرمی برکت ہے ناچاقی بدبختی ہے جب اللہ تعالیٰ کسی کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو ان پر نرمی کا دروازہ کھول دیتا ہے نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے زینت بخشتی ہے، افتراق جس چیز میں بھی ہو اسے عیب ناک کر دیتا ہے، حیاء ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں (داخل کرنے والا) ہے، اگر حیاء انسان ہوتا تو صالح آدمی ہوتا، بے شک برائی گناہ ہے اور گناہ جہنم میں (داخل کرنے والا) ہے، اگر برائی انسان ہوتی جو لوگوں میں چلتی پھرتی تو وہ برا آدمی ہوتی (1)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہا نے رات نماز پڑھتے ہوئے گزاری پھر وہ رونے لگے عرض کرتے اے اللہ تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے میری سیرت کو بھی اچھا کر دے یہاں تک کہ صبح ہوگئی میں نے کہا حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہا کیا آج تیری دعا، حسن خلق کے بارے میں نہ تھی تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہا نے کہا اے ام درداء مسلمان اپنے اخلاق کو اچھا کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا حسن خلق اسے جنت میں داخل کر دیتا ہے وہ اپنے اخلاق کو برا بناتا ہے یہاں تک کہ برا خلق اسے جہنم میں داخل کر دیتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگوں میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں مومنوں میں سے افضل ایمان والا وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا ہو۔

تمام نے فوائد میں اور ابن عسا کر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت کے بہترین لوگ پانچ سو ہیں ابدال چالیس ہیں تو پانچ سو میں کمی ہوگی نہ چالیس میں کمی ہوگی جب بھی کوئی بدل فوت ہوگا اللہ تعالیٰ ان پانچ سو میں سے ایک کو اس کی جگہ داخل فرمادے گا اور پانچ سو میں سے اس کی جگہ داخل فرمادے گا نہ پانچ سو میں کمی ہوگی نہ چالیس میں کمی ہوگی۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ان کے اعمال کے بارے میں بتایئے۔ فرمایا یہ ان لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں جو ان پر ظلم کرے اس آدمی کے ساتھ احسان کرتے ہیں جو ان کے ساتھ برائی کرے اللہ تعالیٰ انہیں جو عطا فرماتا ہے اس کے ساتھ لوگوں کی ہمدردی کرتے ہیں۔ اسی کی تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ہے وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

امام ابن لال اور دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے معراج کی رات جنت میں بڑے بڑے محل دیکھے۔ میں نے پوچھا اے جبرئیل یہ کن لوگوں کے ہیں؟ جبرئیل امین نے عرض کی وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ ۠ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۠ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۵﴾ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۱۳۶﴾

''اور یہ وہ لوگ ہیں ہے کہ جب کر بیٹھیں کوئی برا کام یا ظلم کریں اپنے آپ پر (تو فوراً) ذکر کرنے لگتے ہیں اللہ کا اور معافی مانگنے لگتے ہیں اپنے گناہوں کی اور کون بخشتا ہے گناہوں کو اللہ کے سوا اور نہیں اصرار کرتے اس پر جو ان سے سرزد ہوا اس حال میں کہ وہ جانتے ہیں۔ یہ وہ (نیک بخت) ہیں جن کا بدلہ بخشش ہے اپنے رب کی طرف سے اور جنات رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں کیا ہی اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا''۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے بارے میں روایت کی کہ آپ نے الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ کی تلاوت کی پھر

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 139 (7722) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً کی تلاوت کی، فرمایا یہ دونوں ایک ہی آدمی کی صفات ہیں (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق روایت نقل کی ہے کہ یہ دو گناہ ہیں ایک یہ کہ انہوں نے برا فعل کیا اور دوسرا اپنی جانوں پر ظلم کیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے جابر بن زید سے روایت نقل کی ہے اللہ کی قسم یہاں فاحشہ سے مراد بدکاری ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد بدکاری ہے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کے سامنے بنو اسرائیل اور ان کی فضیلت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے کہا بنو اسرائیل میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو اس کے دروازے پر اس کا کفارہ لکھ دیا جاتا جب کہ تمہارے گناہوں کا کفارہ تمہارا قول بنا دیا گیا، تم اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہو تو وہ تمہیں بخش دیتا ہے۔ اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک آیت عطا فرمائی ہے جو مجھے دنیا اور مافیہا سے زیادہ محبوب ہے وہ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، طبرانی، ابن ابی الدنیا، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں دو آیتیں ہیں کوئی بندہ جو بھی گناہ کرتا ہے پھر ان دونوں آیتوں کو پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے۔ وہ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اور وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا (النساء: 110) ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئیں تو ابلیس رویا (5)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت عطاف بن خالد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ آیت نازل ہوئی تو ابلیس اپنے لشکروں کی معیت میں چلانے لگا اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگا اپنے لئے ہلاکت کو پکارا یہاں تک کہ اس کے لشکر ہر جانب سے اس کے پاس پہنچ گئے اس کے لشکروں نے کہا اے ہمارے سردار کیا بات ہے؟ تو ابلیس نے جواب دیا قرآن حکیم میں ایک ایسی آیت نازل ہوئی ہے جس کے بعد کوئی گناہ بھی انسان کو تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔ انہوں نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ تو ابلیس نے انہیں بتایا تو اس کے لشکروں نے کہا ہم انسانوں کے لئے خواہشات کا دروازہ کھول دیتے ہیں تو وہ نہ توبہ کریں گے نہ وہ استغفار کریں گے اور نہ ہی وہ یہ گمان کریں گے کہ وہ حق پر ہیں تو ابلیس ان سے راضی ہو گیا۔

امام طیالسی، امام احمد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان، دار قطنی، بزار، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا جو آدمی گناہ کرتا ہے پھر اپنے گناہ کو یاد کرتا ہے، وضو کرتا ہے پھر دو رکعت نماز ادا کرتا ہے پھر اس گناہ سے بخشش کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 121، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 122 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 123

خواستگار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کے بخش دیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَالَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً (1)

امام بیہقی نے شعب میں حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی گناہ کرتا ہے پھر وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر کھلی جگہ کی طرف نکل جاتا ہے، اس میں دو رکعت نماز ادا کرتا ہے پھر اس گناہ کی بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ کو بخش دیتا ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے ایک انسان جو بات بھی کرتا ہے وہ اس کے نامہ اعمال میں لکھ لی جاتی ہے، جب کوئی آدمی خطا کر بیٹھے پھر یہ پسند کرے کہ وہ توبہ کرے تو ایک بلند جگہ پر آئے اللہ تعالیٰ کی طرف ہاتھ اٹھائے پھر کہے میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور اس گناہ کی طرف کبھی نہیں لوٹوں گا جب تک اس عمل کی طرف نہیں لوٹے گا اس کا وہ گناہ بخش دیا جاتا ہے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوں دعا کیا کرتے تھے اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے بنا دے جب وہ اچھائی کریں تو خوش ہوں، جب وہ گناہ کریں تو اللہ تعالیٰ سے بخشش کے طالب ہوں (3)۔

امام بیہقی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ چار قسم کے لوگ جنت میں مقدس باغ میں ہوں گے: (۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر پختہ ایمان رکھنے والا، اس کلمہ میں وہ کوئی شک نہ رکھتا ہو (۲) جب اچھا عمل کرے تو وہ عمل اسے خوش کرے اور وہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرے (۳) جب کبھی کوئی برا عمل کرے تو وہ عمل اسے پریشان کردے اور اس عمل پر وہ اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہو (۴) جب اسے کوئی مصیبت پہنچے تو کہے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ (4)

امام عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے گناہ کیا پھر کہا اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخشش دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا اس نے جانا کہ اس کا ایسا رب ہے جو گناہ بخش دیتا ہے اور پکڑ بھی کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر اس نے ایک اور گناہ کیا پھر عرض کی اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخش دے تو اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے جان لیا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہ کو بخشتا ہے اور اس پر گرفت بھی کرتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا پھر اس نے ایک اور گناہ کیا عرض کی اے میرے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے بخش دے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے جان لیا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو بخشتا ہے اور اس پر پکڑ بھی کرتا ہے۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اپنے بندے کو بخش دیا ہے جو چاہے کرتا رہے۔

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 179 (1395) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 403 (7081) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 372 (6996) 4۔ ایضاً، (6995)

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم لے آئے گا جو گناہ کرے گی تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ ابلیس نے کہا اے میرے رب تیری عزت کی قسم جب تک بنی آدم کے جسم میں روحیں ہیں میں انہیں لگا تار گمراہ کرتا رہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت کی قسم جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے میں انہیں بخشتا رہوں گا۔

امام ابویعلی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ تم لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار کو لازم پکڑو ان دونوں کو کثرت سے کیا کرو کیونکہ ابلیس نے کہا میں نے لوگوں کو گناہوں کے ساتھ ہلاک کر دیا ہے۔ انہوں نے مجھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور استغفار کے ساتھ ہلاک کیا ہے۔ جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے انہیں خواہشات کے ساتھ ہلاک کیا جب کہ وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں (1)۔

امام بزار اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آیا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے گناہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو گناہ کرے تو اپنے رب سے بخشش طلب کر۔ اس نے عرض کی میں اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں پھر میں گناہ کر بیٹھتا ہوں۔ فرمایا جب تو گناہ کرے تو اپنے رب سے بخشش طلب کر۔ پھر اس نے اپنی بات دہرائی چوتھی دفعہ آپ نے فرمایا اپنے رب سے بخشش طلب کرو یہاں تک شیطان کو حسرت ہونے لگے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم میں سے ایک آدمی گناہ کرتا ہے فرمایا اس کے نامہ اعمال میں لکھ لیا جاتا ہے۔ عرض کی پھر وہ استغفار کرتا ہے اور اس سے توبہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول کر لی جاتی ہے۔ عرض کی وہ دوبارہ گناہ کرتا ہے۔ فرمایا اس کا گناہ لکھ لیا جاتا ہے۔ عرض کی پھر وہ استغفار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔ عرض کی وہ پھر گناہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے لکھ لیا جاتا ہے عرض کی پھر وہ استغفار کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے۔ فرمایا اسے بخش دیا جاتا ہے اور اس کی توبہ قبول کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نہیں اکتاتا یہاں تک کہ تم اکتا جاتے ہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا کی تفسیر نقل کرتے ہوئے فرمایا وہ گناہ پر قائم نہیں رہتے کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دیتا ہے جو مغفرت طلب کرے اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ کو قبول فرماتا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم اصرار سے بچو کیونکہ پہلے لوگ اصرار کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ انہیں حرام چیزوں سے اللہ تعالیٰ کا خوف نہیں روکتا تھا وہ اپنے گناہ سے توبہ نہیں کرتے تھے

1۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 77 (131) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 407 (7090)
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 09-408
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125

یہاں تک کہ موت انہیں آلیتی جب کہ وہ اس پر قائم ودائم رہتے۔

امام احمد، عبد بن حمید اور بخاری نے ادب مفرد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمرو سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا۔ بخشش طلب کرو تمہیں بخش دیا جائے گا: وَيْلٌ لِاَقْمَاعِ الْقَوْلِ یعنی الاذان۔ ان کانوں کے لئے ہلاکت ہے جو ایک طرف سے سنتے ہیں اور دوسری طرف سے نکال دیتے ہیں ہلاکت ہے ان اصرار کرنے والوں کے لئے جو اپنے اعمال پر اصرار کرتے ہیں جب کہ وہ جانتے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے توبہ میں اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ہر گناہ جس پر ایک آدمی اصرار کرتا ہے تو وہ گناہ کبیرہ بن جاتا ہے اور جس گناہ سے انسان توبہ کرلے وہ بڑا نہیں رہتا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جان بوجھ کر گناہ کرنا یہ بھی اصرار ہے یہاں تک کہ وہ توبہ کرے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اصرار یہ ہے کہ ایک آدمی گناہ کرے اور اسے حقیر جانے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے کیے پر اصرار نہیں کرتے کہ منہ کے بل گر پڑیں اور وہ استغفار نہیں کرتے جب کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ انہوں نے گناہ کیا ہے پھر اس پر وہ قائم رہتے ہیں اور استغفار نہیں کرتے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، ابویعلی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے استغفار کی اس نے اصرار نہیں کیا اگرچہ وہ ان میں ستر بار گناہ کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ کا معنی ہے کہ اللہ کی اطاعت کرنے والوں کے لئے جنت ہے۔

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ سُنَنٌ ۙ فَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۳۷﴾

”گزر چکے ہیں تم سے پہلے (قوموں کے عروج وزوال کے) قاعدے پس سیر کرو زمین میں اور (اپنی آنکھوں سے) دیکھو کہ کیا انجام ہوا (دعوت حق کو) جھٹلانے والوں کا“۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے قَدْ خَلَتْ کا معنی نقل کیا ہے کہ گزر چکی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کفار اور مومنین

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125 2۔ ایضاً 3، ایضاً

میں خیر وشر گھومتے رہے ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ دیکھو تو کہ پہلے لوگوں اور سابقہ امتوں کا کیا انجام ہوا ان کا انجام بہت برا ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے تھوڑا عرصہ کے لئے انہیں لطف اندوز کیا پھر وہ جہنم کی طرف چل پڑے۔

هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۳۸﴾

''یہ ایک بیان ہے لوگوں (کے سمجھانے) کے لیے اور ہدایت اور نصیحت ہے پرہیز گاروں کے واسطے''۔

امام ابن ابی شیبہ نے کتاب المصاحف میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ آل عمران میں سب سے پہلے یہ آیت نازل ہوئی پھر باقی ماندہ غزوۂ احد کے موقع پر نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا سے مراد قرآن حکیم ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ هٰذَا سے مراد قرآن ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے بیان بنایا اور متقین کے لئے خصوصاً ہدایت اور نصیحت بنایا (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ قرآن بے بصری سے بیان، گمراہی سے ہدایت اور جہالت سے موعظمت ہے (4)۔

وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾

''اور نہ (تو) ہمت ہارو اور نہ غم کرو اور تمہیں سر بلند ہو گے اگر تم سچے مومن ہو''۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کثیر صحابہ شہید اور زخمی ہوئے یہاں تک کہ ہر صحابی کو خوف دامن گیر ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا اور اللہ تعالیٰ نے سابقہ قوموں کے ساتھ جس انداز میں ہمدردی فرمائی ان سے بہتر مومنین کے ساتھ ہمدردی فرمائی۔ ارشاد فرمایا وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا...... اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خالد بن ولید نے ارادہ کیا کہ پہاڑ کے اوپر کی جانب سے ان پر حملہ آور ہوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی اے اللہ پہاڑ کی اوپر کی جانب سے وہ ہم پر غالب نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ گھاٹی میں گھر گئے تھے۔ انہوں نے پوچھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیا ہوا اور فلاں کے ساتھ کیا ہوا؟ تو انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کی موت کی خبر دی اور یہ باتیں بھی کیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید کر دیئے گئے ہیں۔ وہ سخت غم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 127 | 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 129 | 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 129
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 30-129 | 5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 131

اور دکھ میں تھے۔ وہ اسی حالت میں تھے کہ خالد بن ولید مشرکین کے گھڑسوار دستے کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی کی جانب سے حملہ آور ہو گئے۔ احد پہاڑ پر ہر طرف مشرک تھے جب کہ مسلمان نیچے گھاٹی میں تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ تیرے سوا ہماری کوئی طاقت نہیں، اس جماعت کے علاوہ اس ملک میں تیری کوئی عبادت نہیں، کرتا انہیں ہلاک نہ فرما۔ مسلمانوں کی ایک جماعت تیر اندازی کرتی ہوئی واپس پلٹی۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ انہوں نے مشرکوں کے گھوڑوں پر تیر برسائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دور بھگا دیا اور مسلمان پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مفہوم ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ لَا تَهِنُوْا کا معنی یہ ہے تم کمزوری کا اظہار نہ کرو(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا معنی ہے کہ تم غالب ہو۔

اِنْ یَّمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ ؕ وَ تِلْكَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ۚ وَ لِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ ؕ وَ اللّٰهُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾ وَ لِیُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ یَمْحَقَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ ﴿۱۴۲﴾

”(احد میں) اگر لگی ہے تمہیں چوٹ تو (بدر میں) لگ چکی ہے (تمہاری دشمن) قوم کو بھی چوٹ ایسی ہی اور یہ (ہار جیت کے) دن ہم پھراتے رہتے ہیں انہیں لوگوں میں اور یہ اس لئے کہ دیکھ لے اللہ تعالیٰ ان کو جو ایمان لائے اور بنا لے تم میں سے کچھ شہید اور اللہ تعالیٰ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو اور اس لئے کہ نکھار دے اللہ تعالیٰ انہیں جو ایمان لائے اور مٹا دے کافروں کو کیا تم گمان رکھتے ہو کہ (یونہی) داخل ہو جاؤ گے جنت میں حالانکہ ابھی دیکھا ہی نہیں اللہ نے ان لوگوں کو جنہوں نے جہاد کیا تم میں سے اور دیکھا ہی نہیں (آزمائش میں) صبر کرنے والوں کو“۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اِنْ یَّمْسَسْكُمْ کا معنی ہے اگر تمہیں پہنچے(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 131 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 131 (عن الربیع)

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 133

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دونوں مقامات میں قَرْحٌ کو قاف کے ضمہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ قَرْحٌ کا معنی زخم اور قتل ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مطلب ہے اگر غزوۂ احد کے موقع پر تم میں سے لوگ شہید ہوئے ہیں تو غزوۂ بدر کے موقع پر تم نے بھی ان کے لوگوں کو قتل کیا تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے روز مسلمان زخمی تھے مگر انہیں نیند آگئی۔ عکرمہ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی اور اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ...... (النساء: 104) بھی انہیں صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے یوم احد یوم بدر کے بدلہ میں ہے غزوۂ احد کے موقع پر جو مسلمان قتل ہوئے اللہ تعالیٰ نے انہیں شہید بنالیا جب کہ غزوۂ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے مشرکین پر غلبہ پالیا۔ اس طرح حضور ﷺ کا کفار کے خلاف غلبہ رہا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد میں مشرکین کو حضور ﷺ کے خلاف غلبہ عطا کیا (5) مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر مشرکوں نے مسلمانوں میں سے ستر سے کچھ زائد افراد کو قتل کیا۔ یہ تعداد ان قیدیوں کی تعداد کے برابر تھی جو غزوۂ بدر میں مشرک قیدی بنائے گئے تھے۔ اس موقع پر قیدیوں کی تعداد تہتر تھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایام کو گھومنے والا بنایا کبھی یہ ان کے حق میں ہوتا ہے اور کبھی دوسروں کے حق میں۔ غزوۂ احد میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ سے لے کر کفار کو غلبہ دے دیا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اگر یہ زمانے کا ہیر پھیر نہ ہوتا تو مسلمان ہلاک نہ ہوتے لیکن کبھی دن مومنوں سے کفار کے حق میں پھیر دیا جاتا ہے اور کافر سے مومن کو آزمایا جاتا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ یہ جانے کہ کون اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمانی کرتا ہے اور کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے (7)۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی منقول ہے کبھی یہ دن تمہارے حق میں ہوتا ہے اور کبھی تمہارے خلاف ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو حاتم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں النَّاسِ سے مراد امراء ہیں (8)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ایک باری حق کی اور ایک باری باطل کی جو حق سے لی جاتی ہے۔ ابلیس کو حکم دیا گیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے تو ابلیس پر حضرت آدم علیہ السلام کو غلبہ دیا گیا۔ حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 132 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 133 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 134 5۔ ایضاً

6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 133 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 135

آدم علیہ السلام کو درخت کے ذریعے آزمایا گیا آپ نے اس سے کھالیا تو ابلیس کو حضرت آدم علیہ السلام پر غلبہ دے دیا گیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کے حضور التجا کرتے تھے کہ ہمیں یوم بدر جیسا دن دکھائے جس میں ہم مشرکوں سے جنگ کریں، جس میں ہم تجھ سے خیر کے طالب ہوں اور شہادت کو حاصل کریں غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کی مشرکوں سے جنگ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے شہداء بنالیے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان اپنے رب سے سوال کرتے تھے کہ انہیں یوم بدر جیسا دن دکھائے جس میں وہ خیر کو پائیں، شہادت حاصل کریں، انہیں جنت، زندگی اور رزق عطا کیا جائے انہوں نے احد کا دن پایا اللہ تعالیٰ نے ان میں سے شہید بنالیے انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ (البقرہ:154) آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو ان کے دشمنوں کے ذریعے شہادت سے سرفراز فرماتا ہے پھر امور انجام اطاعت گزاروں کے سپرد کردیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبیدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ کا معنی یہ ہے کہ اگر تم جہاد نہ کرو گے تو شہادت کا درجہ بھی نہ پاؤ گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوالضحیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَیَتَّخِذَ مِنْكُمْ شُهَدَآءَ آیت نازل ہوئی اس روز ستر صحابہ شہید ہوئے ان میں سے چار مہاجر تھے جن میں حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت مصعب بن عمیر جو بنو عبد الدار سے تعلق رکھتے تھے حضرت شماس بن عثمان مخزومی اور حضرت عبد اللہ بن جحش اسدی باقی ماندہ انصار میں سے تھے۔

امام ابن ابی حاتم نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے جب مسلمان عورتوں کے پاس خبر نہ پہنچی تو وہ خبر لینے کے لئے گھروں سے نکل پڑیں تو دو شہیدوں کی میتیں ایک چوپائے یا اونٹ پر لادی گئی تھیں۔ ایک انصاری عورت نے کہا یہ دونوں کون ہیں؟ صحابہ نے عرض کی یہ فلاں فلاں ہیں، ایک اس کا بھائی تھا اور دوسرا اس عورت کا خاوند تھا یا ایک اس کا خاوند اور دوسرا اس کا بیٹا تھا۔ تو اس عورت نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کا کیا بنا؟ صحابہ نے بتایا آپ تو زندہ ہیں۔ تو اس عورت نے کہا پھر مجھے کچھ پرواہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں شہید بنالیے ہیں۔ عورت نے جو بات کہی تھی قرآن اسی کی موافقت میں نازل ہوگیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَلِیُمَحِّصَ اللّٰهُ کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں آزمائے اور یَمْحَقَ کا معنی ہے کہ ان میں کمی پیدا کردے (4)۔

امام ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ جب آپ یہ آیت تلاوت کرتے تو یوں دعا کرتے اے اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 136 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 137

ہمیں آزمالے ہمیں کافر نہ بنادینا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا مفہوم یہ ہے کیا تم نے یہ گمان کرلیا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے اور میرے ثواب کو حاصل کرلو گے جب کہ ابھی تمہیں شدت وسختی اور مشکلات سے نہیں آزمایا بلکہ تم اس وقت تک اسے حاصل نہیں کر سکتے جب تک کہ میں تم میں سے ان سچوں کو نہ پہچان لوں جو مجھ پر ایمان لائے اور مصائب پر میری رضا کی خاطر صبر کیا(1)۔

وَ لَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ ۠ فَقَدْ رَاَيْتُمُوْهُ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۱۴۳﴾

''اور تم تو آرزو کرتے تھے موت کی اس سے پہلے کہ تم اس سے ملاقات کرو سو اب دیکھ لیا تم نے اس کو اور تم (آنکھوں سے) مشاہدہ کر رہے ہو''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کہا کرتے تھے کاش ہمیں بھی اسی طرح قتل کر دیا جاتا جس طرح بدری صحابہ کو قتل کیا گیا اور ہم شہادت کا مقام پا لیتے یا ہمارے لئے بھی ایسا دن مقدر ہوتا جس میں ہم کفار سے اسی طرح جنگ کرتے، اس میں ہم بھلائی پاتے، شہادت، جنت، زندگی اور رزق کی تلاش کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں غزوۂ احد میں شہادت سے نوازا تو ان (دعا کرنے والوں) سے کوئی بھی نہ بچا مگر وہی جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہ ہوسکے وہ آرزو کرتے تھے کہ غزوۂ بدر جیسا کوئی معرکہ برپا ہو جس میں وہ دشمنوں سے مقابلہ کریں اور وہی اجر اور خیر پائیں جو اصحاب بدر نے حاصل کیا تھا جب غزوۂ احد کا موقع آیا تو لوگ بھاگ گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طرز عمل پر انہیں عتاب کیا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرات ربیع اور قتادہ رحمہما اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں ان کا قول نقل کیا ہے دونوں نے کہا کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ غزوۂ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے۔ جب انہوں نے اصحاب بدر کی اس فضیلت کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تو وہ آرزو کرتے تھے کہ وہ جنگ میں شریک ہوں اور دشمنوں سے جنگ کریں جنگ کا موقع آ گیا۔ جب مدینہ طیبہ کی ایک طرف غزوۂ احد ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کہا کرتے تھے۔ اگر ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں دشمنوں سے ملے تو ہم یہ کریں گے، ہم وہ کریں گے تو انہیں اس آزمائش میں مبتلا کیا گیا تو اسی کے بارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 138 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 139 3۔ ایضاً

میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ بدر میں شریک نہ ہوئے۔ جب انہوں نے اصحاب بدر کی فضیلت کو دیکھا تو انہوں نے دعا کی اے اللہ ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں کہ تو ہمیں بھی ایسا ہی دن دکھا جیسا دن اصحاب بدر کا تھا جس میں بھلائی پائیں پھر انہوں نے غزوۂ احد دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ۔ واللہ اعلم

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۚ أَفَإِنْ مَاتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلَىٰ أَعْقَابِكُمْ ۚ وَمَنْ يَنْقَلِبْ عَلَىٰ عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا ۗ وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٤﴾ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ أَنْ تَمُوتَ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ كِتَابًا مُؤَجَّلًا ۗ وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهِ مِنْهَا وَمَنْ يُرِدْ ثَوَابَ الْآخِرَةِ نُؤْتِهِ مِنْهَا ۚ وَسَنَجْزِي الشَّاكِرِينَ ﴿١٤٥﴾

''اور نہیں محمد (مصطفیٰ) مگر (اللہ کے) رسول گزر چکے ہیں آپ سے پہلے کئی رسول تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید کر دیئے جائیں پھر جاؤ گے تم الٹے پاؤں (دین اسلام سے) اور جو پھرتا ہے الٹے پاؤں تو نہیں بگاڑ سکے گا اللہ کا کچھ بھی اور جلدی اجر دے گا اللہ تعالیٰ شکر کرنے والوں کو اور نہیں ممکن کہ کوئی شخص مرے بغیر اللہ کی اجازت کے لکھا ہوا ہے (موت کا) مقررہ وقت اور جو شخص چاہتا ہے دنیا کا فائدہ ہم دیتے ہیں اس کو اس سے اور جو شخص چاہتا ہے آخرت کا فائدہ ہم دیتے ہیں اسے اس میں سے اور ہم جلدی اجر دیں گے (اپنے) شکر گزار بندوں کو''۔

امام ابن منذر نے حضرت کلیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا آپ منبر پر آل عمران کی تلاوت فرماتے کہتے سورۃ آل عمران احدی ہے (غزوۂ احد کے بارے میں نازل ہوئی) پھر کہا ہم غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الگ ہوئے تھے۔ میں پہاڑ پر چڑھا، میں نے ایک یہودی کو یہ کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہا تھا محمد قتل ہو گئے۔ میں نے کہا میں کسی کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنوں گا، جس کو یہ کہتے ہوئے سنا میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ میں نے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے ساتھ واپس آرہے تھے تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس روز ایک چھوٹی سے جماعت کے ساتھ پہاڑی پر الگ تھلگ رہ گئے تھے جب کہ لوگ بھاگ رہے تھے۔ ایک آدمی بھاگنے والوں کے راستہ پر کھڑا ہو کر پوچھ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا بنا؟ جو بھی ان کے پاس سے گزرتا وہ ان سے پوچھتا۔ وہ کہتے اللہ کی قسم ہم کچھ نہیں جانتے کہ ان کے ساتھ کیا ہوا؟ اس نے کہا اللہ کی قسم اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہید ہو گئے ہیں تو ہم اپنا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 194 دار احیاء التراث العربی بیروت

آپ ان کے حوالے کر دیں گے، بے شک وہ ہمارے بھائی اور ہمارا قبیلہ ہیں۔ صحابہ نے کہا اگر حضور ﷺ زندہ ہوتے تو لوگ آپ کو چھوڑ کر ادھر ادھر نہ ہوتے لیکن وہ شہید ہو چکے ہیں۔ انہوں نے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ احد کے دن ہوا۔ جب صحابہ کو قتل و زخم کی آزمائش نے آلیا تو انہوں نے اللہ کے نبی کو پکارا۔ بعض نے کہا وہ شہید ہو چکے ہیں۔ انہیں میں سے بعض لوگوں نے کہا اگر نبی ہوتے تو شہید نہ ہوتے۔ جلیل القدر صحابہ میں سے کچھ نے کہا اس پیغام حق پر جنگ کرو جس پیغام حق پر جنگ کرتے ہوئے تمہارے نبی شہید ہوئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں فتح نصیب فرمائے یا تم بھی شہید ہو جاؤ۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ایک مجاہد صحابی ایک انصاری صحابی کے پاس سے گزرا جب کہ وہ خون میں لت پت تھا، پوچھا اے فلاں کیا تو جانتا ہے کہ حضور ﷺ شہید ہو چکے ہیں۔ انصاری نے کہا اگر حضور ﷺ شہید ہو چکے ہیں تو انہوں نے اپنا مقصد حاصل کر لیا ہے۔ تم بھی اپنے دین کی طرف سے جہاد کرو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا انقلبتم علی اعقابکم کا معنی ہے کہ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو کر مرتد ہو جاؤ(2)۔

امام بدر بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کے صحابہ بکھر گئے تو کسی ندا کرنے والے نے ندا کی کہ حضور ﷺ شہید کر دیئے گئے اس لئے اپنے پہلے دین کی طرف پلٹ جاؤ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ جب لوگ حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو منافق لوگوں نے کہا (حضرت) محمد تو قتل ہو گئے اس لئے اپنے پہلے دین کی طرف پلٹ جاؤ تو اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر لوگوں میں یہ بات عام ہو گئی کہ رسول اللہ ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو اصحاب نے کہا کاش ہمارا کوئی ایسا قاصد ہوتا جو عبداللہ بن ابی کے پاس جاتا جو ابوسفیان سے ہمارے لیے امان لیتا اے میری قوم حضرت محمد تو قتل ہو چکے اپنی قوم کی طرف پلٹ چلو قبل اس کے وہ تمہیں پکڑ لیں اور تمہیں قتل کر دیں۔ انس بن نضر نے کہا اے میری قوم اگر حضرت محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو حضرت محمد ﷺ کا رب تو قتل نہیں ہوا، اسی پیغام حق پر تم بھی جہاد کرو جس پر حضور ﷺ جہاد کرتے رہے ہیں۔ اے اللہ میں تیری بارگاہ میں ان باتوں سے معذرت کرتا ہوں جو یہ کہہ رہے ہیں اور جو کچھ انہوں نے کیا اس سے میں تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنی تلوار پکڑ لی، جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ انہیں شہید کر دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(4)۔

امام ابن جریر نے قاسم بن عبدالرحمٰن سے روایت نقل کی ہے جو بنو عدی بن نجار سے تعلق رکھتا تھا کہ انس بن نضر حضرت عمر، حضرت طلحہ اور چند انصار و مہاجرین تک پہنچے جب کہ انہوں نے جنگ کرنا ترک کر دی تھی۔ پوچھا تم کیوں بیٹھ گئے۔ صحابہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 144 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42-141 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 143 4۔ ایضاً

نے کہا حضور ﷺ شہید ہو گئے ۔ تو انہوں نے کہا تم آپ کے بعد زندگی سے کیا کرو گے اللہ اور اسی مقصد کے لئے مر جاؤ جس مقصد کے لئے حضور ﷺ شہید ہوئے پھر وہ دشمنوں کی طرف چلے گئے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ شہید ہو گئے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد ہوا تو مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے بعض لوگوں نے کہا اگر حضرت محمد ﷺ شہید ہو گئے ہیں تو اپنے آپ کو ان کفار کے حوالے کر دو، بے شک وہ بھی تمہارے بھائی ہیں۔ بعض نے کہا اگر حضرت محمد ﷺ شہید ہوئے ہیں تو کیا تم اسی راستہ پر گامزن نہیں ہو گے جس پر تمہارے نبی چلے ہیں یہاں تک کہ تم بھی آپ کے ساتھ جا ملو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن سعد نے طبقات میں حضرت محمد بن شرحبیل عبدری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معصب بن عمیر نے غزوۂ احد کے روز جھنڈا اٹھایا ہوا تھا تو ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا جب کہ وہ یہ آیت پڑھ رہے تھے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ...... پھر آپ کا بایاں ہاتھ بھی کٹ گیا آپ جھنڈے کی طرف جھکے اور بازوؤں میں لے کر سینے سے لگا لیا جب کہ وہ یہ کہہ رہے تھے وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ یہ آیت اس موقع پر نازل نہیں ہوئی بلکہ بعد میں نازل ہوئی تھی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَمَنْ یَّنْقَلِبْ کا معنی جو مرتد ہو جائے کیا ہے (2)۔

امام بخاری اور امام نسائی نے زہری سے وہ ابوسلمہ رحمہ اللہ سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے مسکن سخ (جگہ کا نام) سے گھوڑے پر آئے، گھوڑے سے نیچے اترے، مسجد میں داخل ہوئے، کسی سے گفتگو نہ کی یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے جسد اطہر کی طرف گئے جب کہ آپ کے جسد اطہر کو یمنی چادر سے ڈھانپا گیا تھا۔ آپ کے چہرہ انور سے کپڑے کو ہٹایا، چہرہ انور کی طرف جھکے، اسے بوسہ دیا اور رونے لگے۔ پھر کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان اللہ تعالیٰ دو موتوں کو آپ پر جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ پر لکھی گئی تھی وہ تو آ چکی۔ زہری نے کہا مجھے ابوسلمہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے گفتگو کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا اے عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا حمد وصلوۃ کے بعد جو شخص حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا حضرت محمد ﷺ فوت ہو چکے۔ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اللہ تعالیٰ زندہ ہے، اسے موت نہیں آئے گی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر آپ نے یہ آیات تلاوت کیں اللہ کی قسم گویا انسان ان آیتوں کو بھول چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا ہے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے انہیں تلاوت فرمایا پھر تمام لوگوں نے ان آیات کو پڑھا۔ لوگوں میں سے جو بھی سنتا انہیں پڑھنے لگ جاتا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو حضرت عمر بن خطاب کھڑے ہوئے، فرمایا منافق یہ گمان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وصال ہو گیا ہے، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 143 2۔ ایضاً

وصال نہیں ہوا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس اس طرح تشریف لے گئے ہیں جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لے گئے تھے، حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس دن غائب رہے تھے پھر آپ واپس تشریف لے آئے جب کہ لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ وہ تو فوت ہو چکے ہیں، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اسی طرح واپس تشریف لائیں گے جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تھے۔ جن لوگوں نے یہ گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ وصال فرما گئے ہیں تو ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ باہر تشریف لائے، فرمایا اے عمر ٹھہرو خاموش ہو جاؤ۔ پھر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر فرمایا جو حضور ﷺ کی عبادت کرتا تھا پس حضرت محمد ﷺ تو وصال فرما چکے اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اللہ تعالیٰ زندہ ہے، وہ فوت نہیں ہوا۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی اللہ کی قسم گویا لوگ جانتے ہی نہیں تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی تھی یہاں تک کہ حضرت ابوبکر نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ لوگوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اسے لیا اور لوگوں کی زبانوں پر یہ جاری ہوگئی۔ حضرت عمر نے کہا اللہ کی قسم میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو تلاوت کرتے ہوئے سنا تو میں کانپنے لگا اور میں زمین پر گر گیا میری ٹانگوں نے میرا بوجھ برداشت نہ کیا اور میں جان گیا کہ رسول اللہ وصال فرما چکے ہیں۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور ان لوگوں کو قتل کرنے اور اعضاء کاٹ دینے کی دھمکیاں دینے لگے جس نے بھی یہ کہا کہ حضور ﷺ وصال فرما گئے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر کے پاس تشریف لائے اور کہا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو خبر دی جب حضور ﷺ تمہارے درمیان تھے اور تمہیں بھی خبر دی وہ موت ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی باقی رہنے والا نہیں پھر ان آیات کی تلاوت کی حضرت عمر نے کہا کیا یہ آیت قرآن میں موجود ہے، اللہ کی قسم مجھے پتہ ہی نہ تھا کہ یہ آیت پہلے نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے بارے میں فرماتا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر:30)

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا کہ میں اس آیت میں تاویل کرتا تھا وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا...... (البقرة:143) اللہ کی قسم میں گمان کرتا تھا کہ حضور ﷺ اپنی امت میں رہیں گے یہاں تک کہ اپنی امت کے آخری عمل پر گواہی دیں گے۔ اسی چیز نے مجھے اس چیز پر برانگیختہ کیا جو میں نے کہا۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت وَ سَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہاں شاکرین سے مراد دین پر ثابت قدم رہنے والے ہیں اور اس سے مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور آپ کے صحابہ ہیں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے حضرت ابوبکر شکر گزاروں کے امین ہیں (1)۔

امام حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 141

یارسول اللہ مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں سہیل بن عمرو کے سامنے والے دو دانت نکال دوں تاکہ یہ اپنی قوم میں کبھی خطیب کی حیثیت سے کھڑا نہ ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے رہنے دے ممکن ہے وہ تجھے کسی دن خوش کرے۔ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو اہل مکہ بدکے تو حضرت سہیل بن عمرو کعبہ کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا جو حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا آپ تو فوت ہو گئے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے جو کبھی نہیں مرے گا (1)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی ظاہری زندگی میں کہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ اللہ کی قسم ہم ایڑیوں کے بل نہیں پلٹ جائیں گے جب کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرما چکا ہے، اللہ کی قسم اگر حضور ﷺ کا وصال ہو گیا یا آپ کو شہید کر دیا گیا تو میں بھی اس دن کے لئے جنگ کرتا رہوں گا جس دن کے لئے حضور ﷺ جنگ کرتے رہے ہیں۔

امام ابن منذر نے ترمذی سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت لِيَزْدَادُوْۤا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ (الفتح: 4) نازل ہوئی۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم تو یہ جانتے ہیں کہ ایمان زیادہ ہوتا ہے کیا ایمان کم بھی ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے ایمان کم بھی ہوتا ہے عرض کی کیا قرآن حکیم میں اس بارے میں کوئی راہنمائی ہے فرمایا ہاں پھر حضور ﷺ نے اس آیت وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ کی تلاوت کی یہاں انقلاب سے مراد کم ہونا ہے کفر اختیار کرنا نہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ مَا كَانَ لِنَفْسٍ میں نفس سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے یعنی حضور ﷺ کے لئے وقت مقرر ہے جسے وہ پانے والے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے اعلان فرما دیا جو تم میں سے دنیا کا ارادہ کرتا ہے اسے آخرت میں کوئی رغبت نہیں ہوتی تو ہم اسے مقررہ رزق عطا کر دیتے ہیں اور آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہوتا اور جو تم میں سے آخرت کا ارادہ کرتا ہے تو ہم اسے اپنے وعدہ کے مطابق عطا کر دیتے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اسے دنیا میں رزق سے نواز دیا جاتا ہے، یہ شکر گزاروں کی جزاء ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کسی نفس کو موت نہیں آتی مگر دنیا میں ایک اس کے لئے لمحہ کی زندگی ہو تو اسے ضرور آتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَ سَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو اس کی نیت کے مطابق دنیا اور آخرت عطا فرماتا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اگر وہ ایک رسی بھی روکیں جو وہ رسول اللہ ﷺ کو بطور زکوٰۃ دیا کرتے تھے تو میں ضرور ان سے جہاد کروں گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 141، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بغوی نے معجم میں حضرت ابراہیم بن حنظلہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ سے جو حضرت حذیفہ کے غلام ہیں روایت کرتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں ان کے پاس جھنڈا تھا ان کا دایاں ہاتھ کٹ گیا تو انہوں نے جھنڈا بائیں ہاتھ میں پکڑ لیا تو ان کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا تو انہوں نے جھنڈے کو گلے سے لگالیا جب کہ وہ یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔

وَ كَاَیِّنۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّیُّوۡنَ كَثِیۡرٌ ۚ فَمَا وَ هَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوۡا وَ مَا اسۡتَكَانُوۡا ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۱۴۶﴾ وَ مَا كَانَ قَوۡلَهُمۡ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡا رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَ اِسۡرَافَنَا فِیۡۤ اَمۡرِنَا وَ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا وَ انۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنۡیَا وَ حُسۡنَ ثَوَابِ الۡاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۴۸﴾ ع

”اور کتنے ہی نبی گزرے ہیں کہ جہاد کیا ان کے ہمراہ بہت سے اللہ والوں نے سو نہ ہمت ہاری انہوں نے بوجہ ان تکلیفوں کے جو پہنچیں انہیں اللہ کی راہ میں اور نہ کمزور ہوئے اور نہ انہوں نے ہار مانی اور اللہ تعالیٰ پیار کرتا ہے (تکلیفوں میں) صبر کرنے والوں سے اور نہیں تھی ان کی گفتگو بغیر اس کے کہ کہا انہوں نے اے ہمارے رب بخش دے ہمارے گناہ اور جو زیادتیاں کیں ہم نے اپنے کام میں اور ثابت قدم رکھ ہمیں اور فتح دے ہم کو قوم کفار پر تو دے دیا ان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا ثواب (یعنی کامیابی) اور عمدہ ثواب آخرت کا (یعنی نعیم جنت اور لذت وصل) اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے نیکو کاروں سے“۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت ابوعبیدہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَ كَاَیِّنۡ مِّنۡ نَّبِیٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّیُّوۡنَ کی تلاوت کی اور کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَمَا وَ هَنُوۡا لِمَاۤ اَصَابَهُمۡ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے ہم نے کبھی یہ نہیں سنا کہ کسی نبی کو جنگ کے دوران شہید کیا گیا ہو۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت حسن اور ابراہیم رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قٰتَلَ مَعَهٗ پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قُتِلَ مَعَهٗ پڑھتے عطیہ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

امام زر کے واسطہ سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے وہ اس لفظ کو الف کے بغیر پڑھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قُتِلَ کو بغیر الف کے پڑھتے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ربیون کی یہ

تفسیر نقل کی ہے کہ ہزاروں (1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے ربیون کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ ربۃ سے مراد ہزار ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربیون سے مراد جماعتیں ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے ربیون کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ فقہاء اور علماء۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اس سے مراد بہت زیادہ جماعتیں ہیں۔

امام ابن انباری نے وقف و ابتداء میں اور طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ربیون کی تفسیر پوچھی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جماعتیں۔ نافع نے پوچھا کیا عرب بھی اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے حضرت حسان کا قول نہیں سنا۔

وَاِذَا مَعْشَرٌ تَجَافَوا الْقَصْدَ اَمَلْنَا عَلَيْهِمْ رِبِّيًّا

جب قبائل نے میانہ روی سے پہلوتہی کی تو ہم نے جماعتوں کو ان کی طرف موڑ دیا۔

امام ابن جریر سے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے بے شمار علماء (3)۔

امام عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی مروی ہے کثیر جماعتیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے رِبِّيُّوْنَ کا معنی کثیر علماء نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید سے رِبِّيُّوْنَ کا معنی اتباع کرنے والے کیا ہے اور ربانیون کا معنی والی کیا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ کا معنی یہ کیا ہے کہ وہ ایسی قوم ہیں جن کے نبی نے جہاد کیا، انہوں نے نہ کمزوری کا اظہار کیا اور نہ ہی عار محسوس کی کیونکہ ان کے نبی نے جنگ کی تھی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انبیاء کو قتل کرنے کی وجہ سے انہیں اللہ کی راہ میں جو مصائب آئے اس میں انہوں نے کمزوری نہ دکھائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اپنے دشمنوں سے عاجز نہ ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے نہ وہ عاجز آئے اور نہ ہی کمزوری دکھائی کیونکہ ان کا نبی جہاد کرتا تھا۔ انہوں نے اپنی بصیرت سے اور اپنے دین سے روگردانی نہ کی۔ اگر وہ اس مقصد کے لئے جنگ کرتے جس کے لئے ان کے نبی نے جنگ کی تھی تو وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے عاجزی کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 149 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 151

اظہار نہ کیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَمَا اسْتَكَانُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ پست نہ ہوئے (2)۔

امام ابن زید سے یہ معنی مروی ہے کہ انہوں نے دشمنوں کے سامنے عاجزی کا اظہار نہ کیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے وَاِسْرَافَنَا فِیْۤ اَمْرِنَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہماری خطاؤں کو معاف فرمادے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہماری خطاؤں کو معاف فرما دے اور جو ہم نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے اسے معاف فرمادے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہماری بڑی بڑی غلطیوں کو معاف کر دے(5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ثَوَابَ الدُّنْيَا کا معنی مدد، غنیمت اور ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ کا معنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی رحمت لیا ہے(6)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ثَوَابَ الدُّنْيَا کا معنی فلاح، غلبہ، قدرت اور دنیا میں دشمن پر فتح نقل کیا ہے اور ثواب آخرت سے مراد جنت نقل کیا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ تُطِيْعُوا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَرُدُّوْكُمْ عَلٰۤى اَعْقَابِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۱۴۹﴾ بَلِ اللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ النّٰصِرِيْنَ ﴿۱۵۰﴾

"اے ایمان والو! اگر پیروی کرو گے تم کافروں کی تو وہ پھیر دیں گے تمہیں الٹے پاؤں (کفر کی طرف) تو تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے۔ بلکہ اللہ حامی ہے تمہارا اور وہ سب سے بہتر مدد فرمانے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے لَا تُطِيْعُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اپنے دین کے بارے میں یہود و نصاریٰ سے نصیحت نہ لو اور اپنے دین کے بارے میں ان کی کسی بات کی تصدیق نہ کرو(7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اگر تم ابوسفیان بن حرب کی اطاعت کرو گے تو وہ تمہیں کافر بنائے گا(8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا کیا اس سے مراد بدوی زندگی اختیار کرنا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا نہیں بلکہ اس سے مراد زراعت کا پیشہ اختیار کرنا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ میں تمہیں ایڑیوں کے بل پلٹ جانے والے کے بارے میں نہ بتاؤں۔ یہ وہ شخص ہے جو عطیہ لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتا ہے پھر اسے چھوڑ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 152 | 2۔ ایضاً | 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 153 | 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً | 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 155 | 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 80 مطبوعہ مصر | 8۔ ایضاً

دیتا ہے اور جزیہ اور رزق کے بدلے زمین لے لیتا ہے۔ یہی وہ شخص ہے جو اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاتا ہے۔

سَنُلْقِيْ فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ بِمَآ اَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ مَا لَمْ يُنَزِّلْ بِهٖ سُلْطٰنًا ۚ وَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ وَبِئْسَ مَثْوَى الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٥١﴾

''ابھی ہم ڈال دیں گے کافروں کے دلوں میں رعب اس لیے کہ انہوں نے شریک بنا لیا اللہ کے ساتھ اس کو جس کے لئے نہیں اتاری اللہ نے کوئی دلیل اور ان کا ٹھکانہ آتش (جہنم) ہے اور بہت بری جگہ ہے ظالموں کی''۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابوسفیان اور مشرکوں نے غزوۂ احد کے موقع پر مکہ مکرمہ کی طرف کوچ کیا ابوسفیان چلا یہاں تک کچھ راستہ طے کر لیا پھر مشرک شرمندہ ہوئے کہنے لگے تم نے کتنا ہی برا کیا تم نے مسلمانوں کو قتل کیا یہاں تک کہ ان میں سے کوئی بھی نہ بچا مگر وہی جو بھاگ کھڑا ہوا پھر تم نے ان کو چھوڑ دیا۔ واپس چلو یہاں تک کہ ان کی نسل بھی ختم کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا اور وہ واپس مکہ کی طرف جانے لگے وہ ایک بدو سے ملے اس کے لئے انعام کا وعدہ کیا اس سے کہا اگر تم محمد (ﷺ) سے ملو تو انہیں بتانا کہ ہم نے کیا کچھ سامان جنگ اس کے لئے تیار کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اپنے رسول کو آگاہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے ان کا پیچھا کیا یہاں تک کہ حمراء الاسد تک جا پہنچے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ آیات نازل کیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ذکر کیا کہ ابوسفیان نے حضور ﷺ کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں جو رعب ڈالا تھا اس کا ذکر کیا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوسفیان کے دل میں رعب ڈال دیا تو وہ مکہ مکرمہ کی طرف پلٹ آیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابوسفیان نے تم سے ایک حصہ پایا وہ پلٹا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا۔

امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا دشمن پر رعب عطا کر کے میری مدد کی گئی ہے (2)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے انبیاء پر چار چیزوں کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے مجھے تمام انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا تمام کی تمام زمین میرے لئے اور میری امت کے لئے مسجد بنا دی گئی اور پاکیزگی عطا کرنے والی بنا دی گئی میرا امتی جہاں کہیں ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو اس کے پاس مسجد بھی ہے اور طہارت عطا کرنے والی چیز بھی ہے۔ ایک ماہ کی مسافت سے رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے جو رعب اللہ تعالیٰ میرے دشمنوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اور میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 81، مطبوعہ مصر
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 5، صفحہ 4، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 433، مطبوعہ دار الفکر بیروت

وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۚ حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ وَ تَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَ عَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ؕ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ (۱۵۲)

”اور بے شک سچ کر دکھایا تم سے اللہ نے اپنا وعدہ جب کہ تم قتل کر رہے تھے کافروں کو اس کے حکم سے یہاں تک کہ جب تم بزدل ہو گئے اور جھگڑنے لگے (رسولؐ کے) حکم کے بارے میں اور نافرمانی کی تم نے اس کے بعد کہ اللہ نے دکھا دیا ہے تمہیں جو تم پسند کرتے تھے بعض تم میں سے طلب گار ہیں دنیا کے اور بعض تم میں سے طلب گار ہیں آخرت کے پھر پیچھے ہٹا دیا تمہیں ان کے تعاقب سے تا کہ آزمائے تمہیں اور بے شک اس نے معاف فرما دیا تم کو اور اللہ تعالیٰ بہت فضل و کرم فرمانے والا ہے مومنوں پر“۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا کہ اگر وہ صبر اور تقویٰ اختیار کریں گے تو اللہ تعالیٰ پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں کے ساتھ ان کی مدد فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا بھی مگر جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی اپنی صفوں کو چھوڑ دیا، تیر اندازوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کیے گئے وعدہ کو توڑ دیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے لیا تھا کہ وہ اپنی جگہوں کو نہیں چھوڑیں گے۔ جب انہوں نے دنیا کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرشتوں کی مدد کو اٹھا لیا اور یہ آیت نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا تھا انہیں فتح دکھائی تھی۔ جب انہوں نے نافرمانی کی تو ان پر مصیبت کو مسلط کر دیا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوسفیان شعبان کی تین تاریخ کو آیا اور احد کے میدان میں اترا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکلے۔ لوگوں میں اعلان کروایا۔ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے گھڑ سوار دستے پر حضرت زبیر بن عوام کو امیر بنایا۔ اس روز ان کے ساتھ مقداد بن اسود کندی بھی تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھنڈا ایک قریشی کو عطا فرمایا جسے معصب بن عمیر کہتے۔ حضرت حمزہ بن عبد المطلب لشکر کے ساتھ نکلے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ کو آگے بھیجا۔ خالد بن ولید مشرکوں کے گھڑ سوار دستے کے ساتھ آگے بڑھا۔ اس کے ساتھ عکرمہ بن ابوجہل بھی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کو پیغام بھیجا کہ جاؤ خالد بن ولید کا سامنا کرو، اس کے سامنے رہو یہاں تک کہ میں تجھے اجازت دوں۔ ایک اور گھڑ سوار دستے کو حکم دیا کہ وہ اس کی دوسری جانب رہیں۔ فرمایا تم اپنی جگہ سے نہ ہلنا یہاں تک کہ میں تمہیں اجازت دوں۔ ابوسفیان آگے بڑھا جب کہ وہ لات و عزیٰ کو اٹھائے ہوئے تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر کو پیغام بھیجا کہ وہ حملہ کرے۔ حضرت زبیر نے خالد اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا تو انہیں پیچھے ہٹا دیا۔ اسی کے

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 256، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کی مدد کرے گا اور وہ ان کے ساتھ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے بعض لوگوں کو بھیجا یہ صحابہ کے پیچھے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم یہاں ٹھہرو جو ہم میں سے بھاگے اس کو واپس لوٹاؤ اور ہماری پشت کی جانب سے ہماری حفاظت کرنا۔ جب حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ نے مشرکوں کو بھگا دیا تو وہ صحابہ جنہیں مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے کھڑا کیا گیا تھا جب انہوں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑوں میں اوپر چڑھ رہی ہیں اور انہوں نے مال غنیمت دیکھا تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو اور مال غنیمت کو سمیٹ لو قبل اس کے کہ کوئی اور تم سے پہلے اسے اکٹھا کر لے۔ ایک اور جماعت نے کہا ہم تو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی تعمیل کریں گے اور اپنی جگہ ہی ڈٹے رہیں گے۔ اس کے بارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے تم میں سے کچھ وہ ہیں جو دنیا کے طالب ہیں، یہ ان کے بارے میں ہے جو مال غنیمت کی خواہش کرتے تھے اور تم میں سے کچھ وہ ہیں جو آخرت کا ارادہ کرتے ہیں، یہ ان کے بارے میں فرمایا جنہوں نے یہ کہا تھا ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کریں گے اور اپنی جگہ ٹھہریں گے۔ یہ لوگ حضور ﷺ کے پاس پہنچ گے۔ جب انہوں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ اسی وقت ان کے درمیان بزدلی ظاہر ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ کچھ دکھایا جسے تم پسند کرتے تھے یعنی فتح اور غنیمت تو تم نے نافرمانی کی (1)۔

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی کسی موقع پر ایسی مدد نہیں کی جو اس نے غزوۂ احد میں کی۔ تو لوگوں نے اس تعبیر کا انکار کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میرے اور انکار کرنے والے کے درمیان فیصلہ کرنے والا اللہ کا قرآن ہے اللہ تعالیٰ غزوۂ احد کے بارے میں فرماتا ہے تحقیق اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا جب تم اس کے حکم سے انہیں کاٹ رہے تھے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حس سے مراد قتل ہے۔

حَتّٰۤى اِذَا فَشِلْتُمْ سے لے کر ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ تک آیت میں ان تیر اندازوں کا ذکر ہے، حضور ﷺ نے انہیں ایک خاص جگہ پر کھڑا کیا تھا، انہیں فرمایا تھا ہماری پشتوں کی نگہبانی کرنا اگر تم یہ دیکھو کہ ہمیں قتل کیا جا رہا ہے تب بھی ہماری مدد نہ کرنا، اگر تم ہمیں اس حال میں دیکھو کہ ہم مال غنیمت جمع کر رہے ہیں تب بھی ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔ جب نبی کریم ﷺ نے غنیمت حاصل کی اور صحابہ نے مشرکوں کے لشکر کو مباح جانا تو تمام تیر انداز پلٹ آئے، وہ لشکر میں داخل ہو گئے اور مال لوٹنے لگے۔ مسلمانوں کی صفیں یوں ایک دوسری میں مل گئیں۔ وہ اس طرح ہو گئے تھے، آپ نے انگلیوں کا جال بنایا اور ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ جب تیر اندازوں نے اس درہ کو خالی چھوڑ دیا جس میں وہ پہلے کھڑے تھے گھڑ سوار دستہ اسی جگہ سے صحابہ پر داخل ہو گیا۔ وہ ایک دوسرے کو مارنے لگے اور گڈمڈ ہو گئے اور مسلمانوں میں سے ایک بہت بڑی جماعت قتل ہو گئی۔ دن کا پہلا حصہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے حق میں تھا یہاں تک کہ مشرکین میں سے سات یا نو علم بردار مارے گئے تھے۔ مسلمانوں نے پہاڑ کی طرف چکر لگایا۔ وہ وہاں تک نہ پہنچے جہاں لوگ کہہ رہے تھے الغاب

(بدبودار گوشت) وہ مہراس (کوٹنے والا پتھر) کے نیچے تھے۔ شیطان نے چیخ کر کہا حضرت محمد قتل ہو گئے اس کے حق ہونے میں کسی کو شک نہ تھا۔

ہم اسی کیفیت میں تھے ہمیں پختہ یقین تھا یہاں تک حضور ﷺ دو پہاڑوں کے درمیان سے ظاہر ہوئے۔ جب آپ چلتے تو آپ کی کڑکڑاہٹ سے ہم پہچان لیتے ہم بہت خوش ہوئے گویا ہمیں کوئی مصیبت پہنچی ہی نہ تھی۔ آپ ہماری طرف اوپر آئے اور فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا غضب اس قوم پر سخت ہوا جنہوں نے اپنے نبی کے چہرہ کو خون آلود کیا۔ کبھی آپ یوں فرماتے اے اللہ انہیں ہم پر اتنا غلبہ نہ دے کہ وہ ہم تک پہنچ جائیں آپ تھوڑی دیر ٹھہرے کہ ابوسفیان پہاڑ کے دامن سے یوں نعرے لگانے لگا اعلی ھبل اعلی اھبل۔ ھبل بلند و برتر ہے ھبل بلند و برتر ہے۔ ابن ابی کبشہ؟ ابن ابی الجا قحافہ، ابن ابی الخطاب (حضرت) محمد (ﷺ) کہاں ہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ کہاں ہے؟ عمر کہاں ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا میں جواب نہ دوں۔ آپ نے فرمایا کیوں نہیں۔ جب ابوسفیان نے کہا اعل ھبل تو حضرت عمر نے فرمایا اللہ اعلیٰ واجل اس نے پھر پوچھا ابن ابی کبشہ؟ ابن ابی قحافہ تو حضرت عمر نے فرمایا یہ رسول اللہ ہیں، یہ ابوبکر ہیں اور میں عمر ہوں تو ابو سفیان نے کہا اب ہمارا مقابلہ بدر کے میدان میں ہوگا۔ یہ دن پھرتے رہتے ہیں اور جنگ میں غلبہ وشکست لازم وملزوم ہے۔ حضرت عمر نے جواب دیا کوئی برابری نہیں ہمارے مقتول جنت میں ہوں گا اور تمہارے مقتول جہنم میں ہوں گے۔ ابوسفیان نے کہا یہ تمہارا گمان ہے، اگر ایسے ہے تو ہم خائب وخاسر ہوں گے پھر اسے جاہلیت کی غیرت نے آلیا۔ اس نے کہا اگر ایسا ہے تو ہمیں تب بھی ناپسند نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے دن عورتیں مسلمانوں کے پیچھے تھیں جو مشرکوں کے زخمیوں کا کام تمام کرتی تھیں۔ اگر میں اس روز قسم اٹھاتا تو مجھے امید ہے کہ میں سچا ہوتا کہ ہم میں سے کوئی بھی دنیا کا طالب نہیں تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تم میں سے کچھ دنیا کا ارادہ کرتے ہیں اور کچھ آخرت کا ارادہ کرتے ہیں۔ جب حضور ﷺ کے صحابہ نے آپ کے حکم کی مخالفت کی اور نافرمانی کی تو حضور ﷺ نو صحابہ کے ساتھ ایک طرف ہو گئے ان میں سات انصاری اور دو مہاجر تھے جب کہ آپ دسویں تھے۔ جب مشرکین نے آپ پر حملہ کیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو انہیں ہم سے دور بھگائے۔ ایک انصاری اٹھا اس نے چند گھڑیاں جنگ کی پھر شہید ہو گیا پھر جب انہوں نے آپ کو گھیر لیا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جو انہیں ہم سے دور بھگائے۔ آپ یہی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ سات آدمی قتل ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے دونوں ساتھیوں سے فرمایا ہم نے اپنے ساتھیوں سے انصاف نہیں کیا۔

ابوسفیان آیا اس نے کہا اعل ھبل رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کہو اللہ اعلیٰ واجل۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نعرہ لگایا اللہ اعلیٰ واجل۔ ابوسفیان نے کہا ہمارا عزی ہے، تمہارا کوئی عزی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہمارا مولیٰ ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 8، صفحہ 82، مصر

جب کہ کافروں کا مولی نہیں۔ پھر ابوسفیان نے کہا ہمارا اگلا مقابلہ بدر کے میدان میں ہوگا، ایک دن ہمارے حق میں اور ایک دن تمہارے حق میں۔ ایک یوم نساء ہے اور ایک یوم نسر ہے۔ حنظلہ حنظلہ کے بدلے میں ہے اور فلاں فلاں کے بدلہ میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی برابری نہیں، ہمارے مقتول زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور تمہارے مقتول جہنم میں ہیں، انہیں عذاب دیا جاتا ہے۔ ابوسفیان نے کہا بعض مقتولوں کے اعضاء کاٹ دیے گئے ہیں اگرچہ یہ ہماری اجازت کے بغیر ہوا نہ میں نے حکم دیا نہ میں نے اس سے منع کیا، نہ میں نے اسے پسند کیا اور نہ ہی میں نے اسے ناپسند کیا اور نہ ہی یہ برا لگا اور نہ ہی اس نے مجھے خوش کیا۔ صحابہ نے دیکھا تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک تھا۔ ہند نے آپ کا جگر نکالا تھا اور اسے چبایا تھا مگر اسے کھا نہ سکی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اس نے کوئی چیز کھائی ہے؟ لوگوں نے بتایا کچھ نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے کسی حصہ کو جہنم میں داخل کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو رکھا اور آپ نے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ پڑھی۔ ایک انصاری صحابی کے جسم کو لایا گیا جسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھا گیا۔ حضور نے اس کی نماز جنازہ پڑھی انصاری کی میت اٹھائی گئی اور حضرت حمزہ کا جسم وہیں رہنے دیا گیا پھر ایک اور صحابی کی لاش لائی گئی اور حضرت حمزہ کے پہلو میں رکھی گئی۔ اس پر نماز جنازہ پڑھی گئی پھر اسے اٹھالیا گیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسم کو وہیں رہنے دیا گیا یہاں تک کہ آپ کی ستر بار نماز جنازہ پڑھی گئی (1)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت براء بن عازب سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیراندازوں پر حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کیا تھا جب کہ ان میں مجاہدین کی تعداد پچاس تھی، انہیں ایک جگہ پر بٹھایا اور فرمایا اگر تم یہ دیکھو کہ ہمیں پرندے اچک کر لے جا رہے ہیں تب بھی اپنی جگہ سے نہ ہلنا یہاں تک کہ میں تمہیں پیغام بھیجوں۔ صحابہ نے کفار کو بھگا دیا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے عورتوں کو دیکھا کہ وہ پہاڑوں میں بھاگ رہی ہیں۔ انہوں نے کپڑے اٹھائے ہوئے ہیں ان کی پنڈلیاں اور پازیب ننگے ہیں۔ حضرت عبداللہ کے ساتھیوں نے کہا غنیمت سمیٹو، اے لوگو غنیمت سمیٹو، تمہارے ساتھی غالب آچکے ہیں کیا تم دیکھتے نہیں۔ حضرت عبداللہ بن جبیر نے انہیں کہا کیا وہ بات تم بھول چکے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم سے فرمائی تھی؟ آپ کے ساتھیوں نے کہا اللہ کی قسم ہم ساتھیوں کے پاس جائیں گے اور مال غنیمت میں سے حصہ لیں گے۔ جب صحابہ کے پاس پہنچے تو ان کو پھیر دیا گیا اور وہ شکست خوردہ ہو کر آئے۔ یہی وہ لوگ تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکار رہے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صرف بارہ صحابہ رہ گئے تھے۔ اس موقع پر ہمارے ستر ساتھی شہید ہوئے جب کہ غزوۂ بدر میں مشرکوں نے ایک سو چالیس ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے ہاتھ آئے تھے۔ ستر گرفتار ہوئے اور ستر قتل ہوئے تھے۔ ابوسفیان نے تین دفعہ کہا کیا قوم میں محمد ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو جواب دینے سے منع کیا پھر ابوسفیان نے دو دفعہ پوچھا کیا قوم میں ابن ابوقحافہ ہے؟ پھر دو دفعہ پوچھا کیا قوم میں ابن خطاب ہے؟ پھر اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 463، مطبوعہ دار صادر بیروت

اور کہالو یہ تینوں تو مارے گئے پس تم انہیں کافی ہو گئے۔ حضرت عمر اپنے اوپر قابو نہ رکھ سکے۔ فرمایا اللہ کی قسم اے اللہ کے دشمن تو نے جھوٹ بولا جن کا تو نے شمار کیا ہے سب زندہ ہیں۔ جو چیز تجھے دکھ دینے والی ہے وہ زندہ ہے۔ اس نے کہا اگلی جنگ بدر کے میدان میں ہوگی۔ جنگ کبھی حق میں ہوتی ہے اور کبھی خلاف چلی جاتی ہے۔ تم لوگوں میں سے بعض میں مثلہ پاؤ گے نہ میں نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی یہ چیز مجھے دکھ دیتی ہے پھر رجز پڑھنے لگا۔ اعل ھبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم اسے جواب نہ دو گے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم اسے کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو اللہ اعلی و اجل۔ ابوسفیان نے کہا ہمارا عزی ہے تمہارا عزی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم اسے جواب نہیں دو گے؟ عرض کی ہم اسے کیا جواب دیں؟ فرمایا کہو اللہ مولانا ولا مولی لکم۔ (1)

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ گئے۔ انصار میں سے گیارہ آدمی آپ کے ساتھ تھے۔ حضرت طلحہ بن عبد اللہ بھی ان میں سے تھے۔ آپ پہاڑ میں اوپر چڑھ رہے تھے کہ مشرکوں نے ان سب کو آلیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا ان کا مقابلہ کرنے کے لئے کوئی بھی نہیں۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میں حاضر ہوں۔ فرمایا اے طلحہ جو کر سکتے ہو کرو۔ ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں۔ اس انصاری نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں ان سے جنگ کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ پہاڑی پر چڑھتے گئے پھر انصاری شہید ہو گئے اور مشرک صحابہ تک جا پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا ان کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ حضرت طلحہ نے پہلے والا قول کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر وہی بات دہرائی ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں جب کہ آپ کے صحابہ پہاڑی پر چڑھ رہے تھے۔ پھر یہ صحابی بھی شہید ہو گئے۔ پھر مشرک آپ تک جا پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے والی بات کرتے رہے۔ حضرت طلحہ پہلے والا جواب عرض کرتے رہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں روکتے رہے۔ انصاری آپ سے جنگ کی اجازت طلب کرتا رہا۔ آپ اسے اجازت دیتے رہے۔ وہ پہلے ساتھیوں کی طرح جنگ کرتا یہاں تک کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی بھی باقی نہ بچا۔ مشرک پھر ان تک جا پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان لوگوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کون ہے؟ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ آپ نے بھی سابقہ ساتھیوں کی طرح جنگ کی۔ آپ کی انگلیاں کٹ گئیں تو کہا ''حس'' قتل۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو بسم اللہ کہتا یا اللہ کا نام ذکر کرتا تو فرشتے تجھے آسمان کی طرف اٹھا کر لے جاتے جب کہ لوگ تجھے دیکھ رہے ہوتے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ساتھیوں کی طرف پہاڑی پر چڑھ گئے جب کہ وہ وہاں جمع ہو چکے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حس سے مراد قتل ہے (3)۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1105 (2874)، دار ابن کثیر بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 236، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 83، مصر

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی تم انہیں قتل کر رہے تھے نقل کیا ہے (1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اس کے معنی کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا تم قتل کر رہے تھے۔ عرض کی کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

وَمِنَّا الَّذِیْ لَاقٰی بِسَیْفِ مُحَمَّدٍ　فَحَسَّ بِهِ الْاَعْدَاءَ عَرْضَ الْعَسَاكِرِ

ہم میں سے ایسا جوان بھی ہے جو حضرت محمد ﷺ کی تلوار کے ساتھ دشمنی سے ملاقات کرتا ہے اور اس کے ساتھ دشمنوں کے لشکر کے ایک حصہ کو قتل کر دیتا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کی کہ مجھے اس ارشاد کا معنی بتائیے۔ فرمایا تم انہیں قتل کرتے ہو۔ عرض کی کیا عرب بھی اس معنی کو سمجھتے تھے جب کہ قرآن حکیم نازل نہیں ہوا تھا؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عتبہ لیثی کا قول نہیں سنا۔

نَحُسُّهُمْ بِالْبِیْضِ حَتّٰی كَاَنَّنَا　نَفْلِقُ مِنْهُمْ بِالْجَمَاجِمِ حَنْظَلَا

ہم انہیں سفید تلواروں سے قتل کرتے ہیں یہاں تک کہ گویا ہم ان کی کھوپڑیوں کو اندرائن کے ساتھ ہی ٹکڑے کر رہے ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فشل کا معنی بزدلی نقل کیا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم اپنے دشمن کے مقابلہ سے بزدل بن گئے اور وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم نے اختلاف کیا اور نافرمانی کی بعد اس کہ اللہ تعالیٰ نے وہ کچھ دکھا دیا تھا جسے تم پسند کرتے تھے۔ یہ غزوۂ احد میں ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا تھا عنقریب تم ان پر غلبہ پاؤ گے جب تک تم جنگ سے مکمل فارغ نہ ہو جاؤ اس وقت تک میں کسی کے بارے میں یہ نہ جانوں کہ تم مال غنیمت کی کوئی چیز اکٹھی کر رہے ہو۔ صحابہ نے حضور ﷺ کے حکم کو ترک کر دیا، آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور مال غنیمت کو جمع کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے ان سے جو وعدہ کیا تھا اسے بھول گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں جو حکم دیا تھا اس کی انہوں نے مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمن کو ان پر غلبہ دے دیا جب کہ پہلے انہیں وہ چیز دکھا دی تھی جو وہ پسند کرتے تھے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن عبد الرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے حَتّٰۤی اِذَا فَشِلْتُمْ کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ نے پچاس آدمی معین کیے۔ ان پر عبد اللہ بن خوات کو امیر بنایا، انہیں خالد بن ولید کے مقابلہ پر رکھا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 83، مصر　2۔ معجم کبیر از طبرانی، جلد 10، صفحہ 256 (10597)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 84، مطبوعہ مصر　4۔ ایضاً

جو مشرکین کے گھڑ سوار دستے کا امیر تھا۔ جب حضور ﷺ نے دشمنوں کو شکست دے دی تو ان پچاس میں سے نصف افراد نے کہا چلو یہاں تک کہ لوگوں کے ساتھ مل جائیں اور مال غنیمت اکھٹا کرنے میں ان کے ساتھ شریک ہو جائیں۔ دوسروں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے وعدہ لیا تھا کہ ہم اپنی جگہ سے نہ ہلیں یہاں تک کہ حضور ﷺ ہمیں حکم ارشاد فرمائیں، جب خالد بن ولید نے ان کی کمزوری کو دیکھا تو ان پر حملہ کر دیا۔ ان افراد نے خالد بن ولید سے جنگ کی یہاں تک کہ لاشوں کے ڈھیر کی صورت میں مارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی وَ لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ الخ اللہ تعالیٰ نے جگہ چھوڑنے والوں کو نافرمان قرار دیا۔

امام ابن منذر نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مِّنۢ بَعْدِ مَاۤ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد غنیمت اور قوم کی شکست ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے خلاف مومنوں کو فتح نصیب فرمائی یہاں تک کہ مشرکوں کی عورتیں جو سخت اور نرم جگہ پر بھاگ رہی تھیں پھر صحابہ کی حضور ﷺ کی نافرمانی کی وجہ سے مشرکوں کو مسلمانوں پر غلبہ دے دیا گیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کی ایک جماعت کو حکم دیا تھا کُوْنُوْا مسلحة لِلنَّاس یعنی حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ پر رہیں اور انہیں یہ حکم دیا کہ وہ اپنی جگہ سے نہ ہلیں یہاں تک کہ انہیں اجازت دی جائے۔ جب حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر ابوسفیان اور اس کے مشرک ساتھیوں کے ساتھ جنگ کی تو اللہ تعالیٰ کے نبی نے انہیں شکست دی۔ جب پہرے داروں نے یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دے دی تو بعض نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور ایک دوسرے کو یوں بلانے لگے مال غنیمت اکھٹا کرو، مال غنیمت اکٹھا کرو، تم اس سے محروم نہ رہ جانا، بعض اپنی جگہ پر قائم رہے۔ انہوں نے کہا ہم اپنی جگہ نہیں چھوڑیں گے جب تک نبی کریم ﷺ ہمیں اس کی اجازت نہ دیں گے، اسی بارے میں اللہ تعالیٰ نے آیت مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَ مِنْكُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَةَ نازل فرمائی۔ حضرت ابن مسعود کہا کرتے تھے میرا خیال نہیں تھا کہ حضور ﷺ میں سے کوئی آدمی دنیا اور اس کے مال کا ارادہ کرتا ہے یہاں تک غزوۂ احد کا موقع آیا(1)۔

امام ابن جریر نے ابن جریج کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو شکست دی تو تیر اندازوں نے کہا لوگوں اور رسول اللہ ﷺ سے جا ملو وہ مال غنیمت اکھٹے کرنے میں ہم سے سبقت نہ لے جائیں اور سب مال غنیمت انہیں کا نہ ہو جائے۔ بعض نے کہا ہم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہلیں گے جب تک حضور ﷺ اس کی اجازت نہ دیں گے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ابن جریج نے کہا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم نہیں جانتے تھے کہ صحابہ میں سے کوئی دنیا اور اس کے مال کا طالب ہے یہاں تک کہ غزوۂ احد کا دن آیا(2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 85، مصر 2۔ ایضاً

امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارا یہ خیال نہیں تھا کہ صحابہ میں سے کوئی دنیا کا طالب بھی ہے یہاں تک کہ غزوۂ احد کے موقع پر یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے پھر تمہیں ان سے پھیر دیا تو مسلمانوں میں سے اتنے لوگ شہید ہو گئے جتنے غزوۂ بدر میں ان کے افراد قید کیے گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا شہید ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چار دانت ٹوٹ گئے آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تو صحابہ نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے مدد کا وعدہ نہیں کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے لَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ سے وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ تک نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تمہیں معاف کر دیا اگرچہ تم نے میری نافرمانی کی کیونکہ مجھے زیبا نہیں کہ میں تمہاری جڑ ہی ختم کر دوں۔ پھر حسن بصری فرماتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اللہ کی راہ میں مصروف جہاد رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے غضب ناک تھے۔ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے جہاد کرتے تھے۔ انہیں ایک چیز سے منع کیا گیا۔ انہوں نے اسے ضائع کر دیا اللہ کی قسم انہوں نے اس حکم کو ترک نہ کیا مگر انہیں اس غم میں مبتلا کیا گیا ان میں سے ستر آدمی شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا شہید ہوئے، آپ کے چار دانت ٹوٹ گئے، آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا آج سب سے بڑا فاسق ہر گناہ کبیرہ پر جرات کرتا ہے ہر بدکاری کر گزرتا ہے اپنے کپڑے اس پر گھسیٹتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ اس پر کوئی گرفت نہ ہو گی وہ عنقریب اپنا انجام جان لے گا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَ لَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کیونکہ اس نے تمہیں مکمل طور پر نیست و نابود نہیں کیا (4)۔

امام بخاری نے حضرت عثمان بن موہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس آیا عرض کی میں آپ سے کچھ باتیں پوچھنا چاہتا ہوں مجھے بتائیے میں آپ کو اس گھر کی حرمت کا واسطہ دیتا ہوں کیا آپ کو علم نہیں کہ حضرت عثمان بن عفان غزوۂ احد میں بھاگ گئے تھے؟ فرمایا۔ ہاں۔ عرض کی آپ جانتے ہیں وہ غزوۂ بدر سے غائب تھے۔ اس میں حاضر نہ ہوئے تھے۔ فرمایا ہاں بات اسی طرح ہے۔ عرض کی کیا آپ جانتے ہیں کہ وہ بیعت رضوان سے رہ گئے تھے اس میں حاضر نہ ہوئے تھے؟ فرمایا ہاں بات اسی طرح ہے۔ اس نے اللہ اکبر کہا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا آؤ میں تمہیں بتاؤں اور جو تو نے سوال کیے ہیں ان کے بارے میں تجھے خبر دوں، جہاں تک غزوۂ احد سے بھاگنے کا تعلق ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا تھا۔ جہاں تک غزوۂ بدر میں موجود نہ ہونے کا تعلق ہے ان کے عقد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لخت جگر تھی وہ بیمار تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے لیے اجر بھی ہے اور مال غنیمت میں حصہ بھی۔ جہاں تک بیعت رضوان سے غائب ہونے کا تعلق ہے اگر مکہ مکرمہ کی وادی میں حضرت عثمان سے بڑھ کر کوئی معزز ہوتا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 86، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

حضور ﷺ انہیں بھیجتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے حکم کی تعمیل میں تشریف لے گئے اور بیعت رضوان بعد میں ہوئی۔ حضور ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ کے بارے میں فرمایا جب کہ اسے بائیں ہاتھ پر مارا تھا۔ یہ عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہے، اب ان باتوں کو بھی اپنے ساتھ لے جا(1)۔

اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَ لَا تَلْوٗنَ عَلٰۤى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ یَدْعُوْكُمْ فِیْۤ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ لِّكَیْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَ لَا مَاۤ اَصَابَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾

''یاد کرو جب تم دور بھاگے جارہے تھے اور مڑ کر دیکھتے بھی نہ تھے کسی کو اور رسول کریم بلا رہے تھے تمہیں پیچھے سے پس اللہ نے پہنچایا تمہیں غم کے بدلے غم تاکہ تم نہ غمگین ہو اس چیز پر جو کھوگئی ہے تم سے اور نہ اس مصیبت پر جو پہنچی ہے تمہیں اور اللہ تعالیٰ خبر دار ہے جو کچھ تم کر رہے ہو''۔

امام ابن جریر نے حضرت بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ تُصْعِدُوْنَ پڑھتے تھے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ تُصْعِدُوْنَ پڑھتے تھے۔

امام ابن جریر نے ہارون سے رویت نقل کی ہے کہ ابی بن کعب کی قرأت میں اِذْ تصعدون فی الوادی ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ غزوۂ احد میں پہاڑوں میں بھاگے جارہے تھے۔ حضور ﷺ پیچھے سے انہیں یوں دعوت دے رہے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف پلٹ آؤ، اے اللہ کے بندو میری طرف لوٹ آؤ(4)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد کا موقع تھا لوگ بھاگ گئے تھے اور پہاڑوں پر چڑھ گئے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ انہیں پیچھے سے بلا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب کہ تم پہاڑوں پر چڑھ رہے تھے کسی کی طرف بھی متوجہ نہ ہوتے تھے جب کہ اللہ کا رسول پیچھے سے تمہیں بلا رہا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اِذْ تُصْعِدُوْنَ کے بارے میں پوچھا گیا وہ شکست کھا کر گھاٹیوں میں بھاگ گئے۔ وہ کسی طرف بھی متوجہ نہ ہوتے تھے جب کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے انہیں دعوت دے رہے تھے اے اللہ کے بندو میری طرف پلٹ آؤ، اے اللہ کے بندو میری طرف پلٹ آؤ تو کوئی بھی آپ ﷺ کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں نقل کیا ہے انہوں نے فرمایا وہ احد کا

1۔ صحیح بخاری (2962)، دار ابن کثیر دمشق 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 87، مطبوعہ مصر
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 88

دن تھا جب لوگ جنگ سے بھاگ کر وادیوں میں اوپر چڑھ گئے تھے جب کہ اللہ کا نبی انہیں پیچھے سے یوں بلا رہا تھا اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ، اے اللہ کے بندو میری طرف آؤ(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ لوگ واپس آ گئے عرض کی اللہ کی قسم ہم ان کفار کی طرف ضرور جائیں گے اور ان سے جنگ کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہرو تمہیں جو مصیبت پہنچی ہے وہ محض اس وجہ سے پہنچی ہے کہ تم نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ وہ اس حال میں تھے کہ ایک جماعت ان کے پاس آئی جب کہ یہ بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ انہوں نے اپنی تلواریں سونتی ہوئی تھیں تو تمہیں غم پر غم نے آلیا ایک شکست کا غم تھا اور ایک غم اس وقت لاحق ہوا۔ جب وہ لوگ (مشرک) آئے یہ اس لئے تا کہ جو مال غنیمت تم سے فوت ہوا اس پر تم غمگین نہ ہو اور جو تمہیں قتل اور زخم لگے ہیں ان پر تم غمگین نہ ہو(2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلا غم تو شکست کی وجہ سے تھا، دوسرا غم اس وقت لاحق ہوا جب یہ خبر عام ہوئی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے یہ غم ان کے لئے شکست سے بھی بڑا غم تھا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلی دفعہ بھاگنے کے بعد وہ دوبارہ بھاگے۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب انہوں نے یہ آواز سنی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید ہو گئے ہیں کفار لوٹ آئے۔ انہوں نے مسلمانوں کو بھاگتے ہوئے مارا یہاں تک کہ ان میں سے ستر آدمی شہید ہو گئے۔ پھر صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سمٹ گئے۔ وہ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پیچھے سے بلا رہے تھے(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ پہلا غم تو زخمی ہونا اور شہید ہونا تھا۔ دوسرا غم یہ تھا کہ انہوں نے یہ سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید کر دیئے گئے تو دوسرے غم نے پہلا غم بھلا دیا جو زخمی ہوئے اور شہید ہونے کے بارے میں تھا۔ نیز وہ جو غنیمت کے بارے میں امید رکھتے تھے لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا سے یہی مراد ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس روز چلے آپ لوگوں کو بلا رہے تھے یہاں تک کہ آپ اصحاب الصخرہ (جو چٹان پر چڑھے ہوئے تھے) تک جا پہنچے۔ جب ان لوگوں نے آپ کو دیکھا تو ایک آدمی نے تیر اپنی کمان پر چڑھایا ارادہ کیا کہ آپ کو مارے۔ آپ نے فرمایا میں رسول اللہ ہوں۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ حالت میں دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جب یہ دیکھا کہ آپ کی حفاظت کرنے والے صحابہ موجود ہیں تو آپ بھی بہت خوش ہوئے۔ جب وہ سب جمع ہوئے جب کہ رسول اللہ بھی ان کے درمیان موجود تھے تو ان سے غم جاتا رہا تو وہ فتح اور جو ان سے فوت ہو گیا۔ اس کا ذکر کرنے لگے اور ان صحابہ کا ذکر کرنے لگے جو شہید ہوئے تھے۔ ابو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 87، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 91 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 88 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

سفیان آگے بڑھا یہاں تک کہ ان کے قریب پہنچ گیا۔ جب صحابہ نے اس کو دیکھا تو جس پریشانی میں صحابہ مبتلا تھے سب بھلا دیا۔ ابوسفیان نے ان کی طرف چڑھنے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان کے لئے یہ ممکن نہیں کہ ہماری طرف چڑھیں۔ اے اللہ اگر یہ جماعت قتل ہوگئی تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ پھر حضور ﷺ نے صحابہ کو بلایا صحابہ نے انہیں پتھر مارے یہاں تک کہ انہیں نیچے اترنے پر مجبور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ کا یہی مطلب ہے۔ پہلا غم تو یہ تھا جو ان سے مال غنیمت اور فتح فوت ہوگئی تھی اور دوسرا غم دشمن کا ان کے قریب آنا تھا۔ یہ اس لیے ہوا تاکہ جو غنیمت تم سے فوت ہوئی اس پر تم غمگین نہ ہو اور اسی طرح جو تم میں سے قتل کیے گئے ہیں اس پر غمگین نہ ہو۔ جب تم ان باتوں کا ذکر کر رہے تھے تو ابو سفیان نے تمہیں اس چیز سے غافل کر دیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب صحابہ شہید ہوئے تو دوسرے صحابہ کو دکھ اور غم نے آ لیا۔ جب یہ گھاٹیوں میں داخل ہو گئے تو ابوسفیان اور اس کے ساتھی گھاٹی کے دروازے پر آ کھڑے ہوئے تو مومنوں کو شک ہوا کہ وہ ان پر حملہ آور ہوں گے اور باقی ماندہ صحابہ کو بھی قتل کر دیں گے۔ تو اس وجہ سے صحابہ کو ایک اور غم لاحق ہوا جس نے انہیں اپنے شہید صحابہ کے بارے میں غم کو بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاَثَابَكُمْ غَمًّۢا بِغَمٍّ کا یہی مطلب ہے (2)۔

ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ وَ طَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ اِلٰى مَضَاجِعِهِمْ ۚ وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۱۵۴﴾

"پھر اتاری اللہ تعالیٰ نے تم پر غم و اندوہ کے بعد راحت (یعنی) غنودگی جو چھا رہی تھی ایک گروہ پر تم میں سے اور ایک جماعت ایسی تھی جسے فکر پڑا ہوا تھا (صرف) اپنی جانوں کا بدگمانی کر رہے تھے اللہ کے ساتھ بلا وجہ عہد جاہلیت کی بدگمانی کہتے کیا ہمارا بھی اس کام میں کچھ دخل ہے۔ آپ فرمایئے اختیار تو سارا اللہ کا ہے چھپائے ہوئے ہیں اپنے دلوں میں جو ظاہر نہیں کرتے آپ پر کہتے ہیں (اپنے دلوں میں) اگر ہوتا ہمارا اس کام میں کچھ دخل تو نہ مارے جاتے ہم یہاں (اس بے دردی سے) آپ فرمایئے کہ اگر تم (بیٹھے) ہوتے اپنے گھروں میں تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 89، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 90

ضرور نکل آتے (وہاں سے) وہ لوگ لکھا جا چکا تھا جن کا قتل ہونا اپنی قتل گاہوں کی طرف (یہ سارے مصائب اس لئے تھے) تا کہ آزمائے اللہ تعالیٰ جو کچھ تمہارے سینوں میں (چھپا) تھا اور صاف کر دے جو (میل کچیل) تمہارے دلوں میں تھا اور اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے سینوں کے رازوں کا''۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں مشرکوں کو جو غلبہ اور مسلمانوں کو جو ہزیمت ہوئی اس کے بعد مشرک احد کے میدان سے چلے گئے۔ انہوں نے اگلے سال بدر میں جنگ کرنے کا عہد کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا تھا ٹھیک ہے پھر مسلمانوں کو خوف ہوا کہ کہیں وہ مدینہ طیبہ پر حملہ نہ کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی بھیجا، فرمایا دیکھنا اگر تم دیکھو کہ وہ اپنے اونٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور گھوڑوں سے الگ تھلگ ہیں تو وہ مکہ جانے والے ہیں اگر تم دیکھو کہ وہ اپنے گھوڑوں پر سوار ہیں اور اپنے اونٹوں سے الگ تھلگ ہیں تو وہ مدینہ طیبہ پر حملہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ فرمایا اللہ سے ڈرو صبر کرو اور جنگ پر آمادہ کیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دیکھا کہ وہ اپنے اونٹوں پر بیٹھے ہوئے ہیں جلدی میں ہیں۔ آپ نے بلند آواز سے ان کے مکہ مکرمہ جانے کا اعلان فرمایا۔ جب مومنوں نے یہ دیکھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی اور سو گئے۔ منافقوں میں سے کچھ لوگ ابھی اسی شک میں مبتلا تھے کہ دشمن مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہوگا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو بتایا اللہ تعالیٰ اسی کے بارے میں ذکر فرماتا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس روز انہیں اونگھ دے کر اطمینان عطا کیا جو ان پر چھا گئی اللہ تعالیٰ جس کو امن دیتا ہے اسے نیند عطا کرتا ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا غزوۂ احد کے روز ہم پر نیند مسلط کر دی گئی (3)۔

ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور ابو نعیم و بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہم پر اس وقت نیند غالب آگئی۔ جب غزوۂ احد کے موقع پر ہم صفوں میں تھے۔ یہ بھی بیان کیا کہ وہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہیں نیند آئی تھی میری تلوار بار بار میرے ہاتھ سے گرتی تھی اور میں اسے پکڑتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مفہوم ہے۔ دوسرا طائفہ منافقوں کا تھا انہیں اپنی فکر پڑی ہوئی تھی۔ ایک قوم بزدل ہوگئی تھی۔ ان پر اللہ تعالیٰ نے رعب طاری کر دیا تھا اور حق سے انہیں دور کر دیا تھا۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں دور جاہلیت کے گمان رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تکذیب کی۔ یہی لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں شک وشبہ میں مبتلا تھے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 92　2۔ ایضاً　3، ایضاً، جلد 4، صفحہ 93

4۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 8، صفحہ 303 (3008)، دار الفکر بیروت

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام ترمذی، امام حاکم، ابن مردویہ، ابن جریر، طبرانی، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی جب کہ امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ میں نے غزوۂ احد میں اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ ہر ایک نیند کی وجہ سے اپنا سر ڈھال کے نیچے دیئے ہوئے تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا کا یہی مطلب ہے آپ نے یہ آیت تلاوت کی(1)۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابوالشیخ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں دیکھنے لگا تو ہر ایک نیند کی وجہ سے ڈھال کے نیچے سر دیئے ہوئے تھا پھر اس آیت کو تلاوت کیا۔

امام ابن اسحاق، ابن راہویہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب خوف ہم پر شدید ہو گیا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں اپنے آپ کو دیکھ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر نیند کو بھیج دیا ہم میں سے ہر ایک کی ٹھوڑی اس کے سینے پر تھی اللہ کی قسم میں معتب بن قشیر کی بات سن رہا تھا۔ میں اسے یوں سن رہا تھا جیسے خواب ہو اگر اس معاملہ میں ہمارا کچھ عمل دخل ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے میں نے اس کی یہ بات یاد کر لی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(2)۔

امام عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے آل عمران میں اَمَنَةً نُّعَاسًا تَغْشٰى پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنگ کے وقت نیند کا آنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے امن ہے اور نماز میں نیند کا آنا شیطان کی طرف سے ہے(3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافقوں نے عبد اللہ بن ابی سے کہا جو منافقوں کا سردار تھا آج بنو خزرج مارے گئے اس نے کہا کیا ہمارا بھی اس معاملہ میں کوئی عمل دخل ہے خبردار اللہ کی قسم اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹے تو عزت والا ذلیل کو مدینہ سے نکال دے گا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی لَّوْ كُنْتُمْ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لَبَرَزَ الَّذِيْنَ كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقَتْلُ۔(4)

امام ابن جریر نے قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے مشرکوں والا گمان رکھا(5)۔

امام ابن اسحاق اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ معتب نے یہ بات کہی تھی کہ اگر ہمارا اس معاملہ میں کوئی کردار ہوتا تو ہم اس موقع پر قتل نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ جب حضور ﷺ کے صحابہ شہید ہو گئے تو لوگ عبد اللہ بن ابی کے پاس آئے پوچھا تمہاری اس

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 272، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 273

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 93 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 94 5۔ ایضاً

بارے میں کیا رائے ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہم سے تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ اگر اس بارے میں ہمارا کوئی عمل دخل ہوتا تو ہم یہاں قتل نہ ہوتے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِیْ بُیُوْتِكُمْ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر فرض کیا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں ہر جنگ کرنے والا قتل نہیں ہوتا بلکہ وہی قتل ہوتا ہے جس کے قتل کا اللہ تعالیٰ فیصلہ کر چکا ہوتا ہے(1)۔

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ ۙ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا ۚ وَ لَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ﴿۱۵۵﴾

”بے شک وہ لوگ جو پیٹھ پھیر گئے تھے تم سے اس روز جب مقابلہ میں نکلے تھے دونوں لشکر تو پھسلا دیا تھا انہیں شیطان نے بوجہ ان کے کسی عمل کے اور بے شک (اب) معاف فرما دیا ہے اللہ تعالیٰ نے انہیں یقیناً اللہ بہت بخشنے والا نہایت حلم والا ہے“۔

امام ابن جریر نے کلیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوم جمعہ کو خطبہ ارشاد فرمایا اور آل عمران کی تلاوت کی خطبہ کے وقت اس سورت کی تلاوت آپ کو اچھی لگتی تھی جب آپ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ تک پہنچے تو فرمایا جب غزوۂ احد ہوا تو ہم بھاگ گئے میں بھی بھاگ گیا اور پہاڑ پر چڑھ گیا۔ میں اپنے آپ کو یوں چھلانگیں مارتا ہوا دیکھتا گویا میں پہاڑی بکرا ہوں۔ لوگ کہہ رہے ہیں حضرت محمد ﷺ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ میں نے کہا میں جس آدمی کو یہ کہتے ہوئے پاؤں گا کہ حضرت محمد ﷺ قتل کر دیئے گئے ہیں تو میں اسے مار ڈالوں گا تو یہ مکمل آیت نازل ہوئی(2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت میں جن لوگوں کا ذکر ہے وہ تین افراد تھے، ایک مہاجر تھا اور دو انصاری تھے۔

امام ابن منذر نے معرفۃ الصحابہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان، حضرت رافع بن معلٰی اور حضرت حارثہ بن زید کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت رافع بن معلٰی اور دوسرے انصار، ابو حذیفہ بن عتبہ اور ایک اور آدمی کے بارے میں نازل ہوئی(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان، حضرت ولید بن عقبہ، حضرت خارجہ بن زید اور رفاعہ بن معلٰی کے حق میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس روز جو لوگ بھاگے تھے وہ حضرت عثمان، حضرت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 95 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96-95 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 96

سعد بن عثمان، حضرت عقبہ بن عثمان رضی اللہ عنہم اور بنوزریق میں سے دو انصاری تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ بیان کیا ہے کہ فلاں، سعد بن عثمان، عقبہ بن عثمان یہ دونوں انصاری اور بنوزریق سے تعلق رکھتے تھے (1) لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ گئے تھے یہاں تک کہ اغوص کے قریب منقی تک جا پہنچے تھے عقبہ بن عثمان اور سعد بن عثمان ایسے بھاگے تھے کہ وہ جلعب تک آپہنچے تھے۔ یہ مدینہ کے ایک طرف پہاڑ ہے اور اغوص کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ یہ وہاں تین دن رہے پھر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَقَدْ ذَهَبْتُمْ فِيهَا عَرِيضَةً تم اس میں چل دیئے جو کشادہ تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ احد کے بارے میں نازل ہوئی حضور ﷺ کے کچھ صحابہ جنگ اور حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یہ شیطان کی کارروائی تھی اور اس کی طرف سے خوف زدہ کرنے کے باعث ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں وہ حکم نازل کیا جو تم سنتے ہو کہ اس نے ان صحابہ سے درگزر فرمایا اور انہیں معاف کر دیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر جب لشکر آپس میں ملے تو مسلمان حضور ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور صرف اٹھارہ آدمی رہ گئے۔ شیطان نے انہیں ان کے بعض اعمال کی وجہ سے پھسلا دیا تھا یعنی انہوں نے اپنے مرکز کو چھوڑا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کی نافرمانی کی جب کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا کہ تم اپنی جگہ کو نہ چھوڑنا۔ تو بعض نے اس جگہ کو چھوڑ دیا تھا اللہ تعالیٰ نے انہیں معاف کر دیا جب انہیں سزا نہ دی اور سب کو نیست نابود نہ کیا۔ اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور حلم والا ہے۔ غزوۂ بدر کے بعد غزوۂ احد سے بھاگنے والوں کے لئے جہنم کا عذاب مقدر نہ کیا جس طرح غزوۂ بدر سے بھاگنے والوں کے لئے عذاب جہنم مقدر کیا تھا۔ یہ سختی کے بعد رخصت تھی۔

امام احمد اور ابن منذر نے حضرت شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ سے ملے ولید نے کہا کیا وجہ ہے کہ میں دیکھتا ہوں کہ تم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ پر زیادتی کرتے ہو؟ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا اسے بتاؤ میں غزوۂ احد سے نہیں بھاگا تھا، میں غزوۂ بدر سے غائب نہیں تھا اور میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کو نہیں چھوڑا۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی اللہ عنہ گئے اور تمام واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتایا تو حضرت عثمان نے فرمایا کہ ان کا یہ قول کہ میں غزوۂ احد سے نہیں بھاگا وہ مجھے اس پر کیسے عار دلا سکتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے معاف کر دیا ہے۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا ہے کہ میں غزوۂ بدر سے غائب نہیں تھا میں حضرت رقیہ بنت رسول کی تیمارداری کر رہا تھا یہاں تک کہ ان کا وصال ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت میں سے میرے لیے حصہ بھی مقرر فرمایا تھا رسول اللہ ﷺ جس کے لئے حصہ مقرر فرما دیں تو یقیناً وہ حاضر ہے۔ جہاں تک ان کا یہ کہنا کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت نہیں چھوڑی نہ میں اس کی طاقت رکھتا ہوں اور نہ ہی وہ۔ حضرت ولید بن عقبہ رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 96 2۔ ایضاً

اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سب بات بتائی۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت رجاء بن ابی مسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حلم عقل سے بلند ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا نام حلیم ہے (1)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اِذَا ضَرَبُوْا فِي الْاَرْضِ اَوْ كَانُوْا غُزًّى لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا مَا مَاتُوْا وَ مَا قُتِلُوْا ۚ لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ ۗ وَ اللّٰهُ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۗ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۵۶﴾ وَ لَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۱۵۷﴾ وَ لَئِنْ مُّتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِلَى اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾

"اے ایمان والو! نہ ہو جاؤ ان لوگوں کی طرح جنہوں نے کفر اختیار کیا اور جو کہتے تھے اپنے بھائیوں کو جب وہ سفر کرتے کسی علاقے میں یا ہوتے تھے جہاد کرنے والے کہ اگر وہ ہوتے ہمارے پاس تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے تاکہ بنائے اللہ تعالیٰ اس (خیال باطل) کو حسرت (کا باعث) ان کے دلوں میں اور (درحقیقت) اللہ ہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو دیکھ رہا ہے اور واقعی اگر تم قتل کیے جاؤ راہ خدا میں یا تم مر جاؤ تو اللہ کی بخشش اور رحمت (جو تمہیں نصیب ہوگی) بہت بہتر ہے اس سے جو وہ جمع کرتے ہیں اور اگر تم مر گئے یا مارے گئے تو اللہ کے حضور جمع کیے جاؤ گے"۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ عبداللہ بن ابی بن سلول اور اس کے ساتھی منافقوں کا قول ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد منافق ہیں جو عبداللہ بن ابی کے دوست تھے اور ضَرَبَ فِي الْاَرْضِ سے مراد تجارت ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَّوْ كَانُوْا عِنْدَنَا یہ کفار کا قول تھا جب کوئی آدمی فوت ہوتا تو منافق کہتے اگر وہ ہمارے پاس ہوتا تو نہ مرتا اس لیے تم وہ بات نہ کرو جو کفار نے کی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے لِيَجْعَلَ اللّٰهُ ذٰلِكَ حَسْرَةً فِيْ قُلُوْبِهِمْ کا یہ معنی

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 356، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 97
3۔ ایضاً

نقل کیا ہے کہ ان کی بات انہیں غم میں مبتلا کرے گی انہیں کوئی نفع نہ دے گی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کیونکہ انہیں اپنے رب پر یقین کی کمی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے دلوں میں حسرت بنا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ زندہ کرتا ہے اور وہی موت عطا کرتا ہے یعنی جس کی موت جلدی چاہتا ہے جلدی عطا کر دیتا ہے اور جس کو موخر کرنا چاہتا ہے اپنی قدرت کے ساتھ موخر کر دیتا ہے۔ اگر تم اللہ کی راہ میں شہید کر دیئے جاؤ یعنی موت ضرور آ کر رہے گی۔ اگر وہ جانتے یا تقویٰ اختیار کرتے تو اللہ کی راہ میں موت یا قتل ہونا اس دنیا سے بہت بہتر ہوتا جس کے لئے وہ جہاد سے پہلوتہی کرتے ہیں اور جہاد سے ان کا اعراض محض موت اور قتل کے خوف کی وجہ سے ہے۔ اگر تمہیں موت آ جائے یا تمہیں قتل کر دیا جائے تو تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جمع ہونا ہے یعنی یہ امر ہو کر رہنا ہے تمہارا لوٹنا اللہ کی طرف ہے۔ دنیا تمہیں دھوکہ میں نہ ڈالے اور نہ ہی اس سے دھوکہ کھاؤ۔ پس جہاد اور جن امور کی طرف اللہ تعالیٰ تمہیں رغبت دلائے تمہارے نزدیک ان چیزوں سے ترجیح یافتہ ہونی چاہیں (2)۔

امام عبد بن حمید حضرت اعمش رحمہ اللہ سے یوں قرأت نقل کرتے ہیں کہ مِتُّم اور اِذَا مِتنَا قرآن حکیم میں جہاں کہیں ہے اسے میم کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے تھے۔

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ۖ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَ شَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ ۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۗ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ ﴿۱۵۹﴾

"پس (صرف) اللہ کی رحمت سے آپ نرم ہو گئے ہیں ان کے لئے اور اگر ہوتے آپ تندمزاج، سخت دل تو یہ لوگ منتشر ہو جاتے آپ کے آس پاس سے تو آپ درگزر فرمایئے ان سے اور بخشش طلب کیجئے ان کے لئے اور صلاح مشورہ کیجئے ان سے اس کام میں اور جب آپ ارادہ کرلیں (کسی بات کا) تو پھر توکل کرو اللہ پر بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے توکل کرنے والوں سے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ کو فَبِرَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ نقل کیا ہے اور آیت کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ترش روئی اور سختی سے پاک کیا ہے اور مومنوں کے لئے رؤف ورحیم بنا دیا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی ہے کہ تورات میں حضور ﷺ کی یہ صفات ذکر کی گئی ہیں۔ آپ ترش رو نہ ہوں گے دل کے سخت نہ ہوں گے بازاروں میں شور وشغب نہ کریں گے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہ دیں گے بلکہ عفو ودرگزر سے کام لیں گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 98　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 99-98　3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 100

میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کی صفت بیان کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ آپ سے دور ہٹ جائیں گے۔

امام حکیم ترمذی اور ابن عدی نے ایسی سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رایت نقل کی ہے جس میں ایک راوی متروک ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا اسی طرح حکم ارشاد فرمایا ہے جس طرح اس نے مجھے فرائض کی ادائیگی کا حکم دیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صحابہ سے مشورہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں لیکن یہ ارادہ فرمایا کہ بعد والوں کے لئے سنت قائم ہو جائے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم ارشاد فرمایا کہ اپنے صحابہ سے مشورہ کریں جب کہ آپ کے پاس آسمان سے وحی آتی تھی کیونکہ مشورہ لوگوں کے اطمینان کا باعث ہوتا ہے کیونکہ جب لوگ ایک دوسرے سے مشورہ کرتے ہیں اور اس مشورہ سے اللہ کی رضا کے طالب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت پر انہیں پختہ تر کر دیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو مشورہ کا حکم اس لیے دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس میں فضل و برکت کو جانتا تھا سفیان نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ نصف ایمان ہے۔ حضرت عمر بن خطاب لوگوں سے مشورہ کرتے یہاں تک کہ عورتوں سے بھی مشورہ کرتے تھے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی قوم مشورہ نہیں کرتی مگر اسے امور میں سے بہترین امر کی طرف ان کی راہنمائی کی جاتی ہے (5)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے غنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے مشورہ میری امت کے لئے رحمت بنا دیا ہے۔ جو آدمی مشورہ کرتا ہے وہ ہدایت سے محروم نہیں ہوتا اور جو اسے ترک کرتا ہے وہ گمراہی سے نہیں بچ سکتا (6)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی استخارہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 100
2۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 4، صفحہ 129 مطبوعہ جامعۃ المدرسات الاسلامیہ کراچی
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 100، مصر
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 76 (7542) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کرے وہ خائب وخاسر نہیں ہوتا اور جو مشورہ کرے وہ شرمندہ نہیں ہوتا (1)۔

امام حاکم اور بیہقی نے اسے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم ضمیر سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں (2)۔

امام کلبی کے واسطہ سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم دونوں مشورہ میں اتفاق کرو گے تو میں تمہاری مخالفت نہیں کروں گا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر صحابہ سے مشورہ کرنے والا نہیں دیکھا۔

امام طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر و کو خط لکھا کہ رسول اللہ ﷺ جنگ میں مشورہ کیا کرتے تھے اس لیے تم پر بھی لازم ہے کہ مشورہ کرو۔

امام حاکم نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں مشورہ کے بغیر کسی کو اپنا نائب بناتا تو ابن ام عبد کو نائب بناتا (4)۔

امام سعید بن منصور اور امام بخاری نے ادب میں اور ابن منذر نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وشاورھم فی بعض الامر قرأت کی ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ جب وہ کسی کام کا ارادہ کرلیں تو اسے کر گزریں، اللہ تعالیٰ کے حکم پر استقامت کا مظاہرہ کریں اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن زید اور ابونہیک رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں قرأت کی (فاذا عزمت یا محمد علی امر فتوکل علی اللہ)

امام ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عزم کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا اہل الرائے سے مشورہ طلب کرنا پھر ان کی پیروی کرنا۔

امام حاکم نے حضرت حباب بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر حضور ﷺ کو دو باتوں کا

1۔ مجمع الزوائد، جلد 2، صفحہ 566 (3670) مطبوعہ دار الفکر بیروت 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 108، دار الفکر بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 227، دار صادر بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 359 (5389) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ الادب المفرد للبخاری، جلد 1، صفحہ 367 (257)، باب المشورۃ 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 101، مطبوعہ مصر

مشورہ دیا تو آپ نے دونوں باتیں تسلیم کر لیں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا تو آپ نے چشمہ سے پیچھے صف بندی کی۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ کیا آپ نے وحی کی وجہ سے ایسا کیا ہے یا رائے سے کیا ہے؟ فرمایا اے حباب میں نے رائے سے ایسا کیا ہے۔ میں نے عرض کی مناسب تو یہ ہے کہ آپ چشمہ اپنے پیچھے رکھیں، اگر آپ کو پناہ لینی پڑے تو آپ اس کی طرف پناہ لیں۔ تو آپ نے میری گزارش قبول کر لی۔ دوسری یہ کہ جبرئیل امین حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی دو باتوں میں سے کون سی بات آپکو زیادہ پسند ہے؟ آپ اپنے صحابہ کے ساتھ دنیا میں رہنا چاہتے ہیں یا اپنے رب کی طرف لوٹنا چاہتے ہیں جو اس نے تجھ سے جنات نعیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ کا ہمارے ساتھ رہنا ہمیں زیادہ محبوب ہے، آپ ہمیں دشمن کی کمزوریوں پر آگاہ کریں، آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہمیں ان کے خلاف فتح دے، آپ ہمیں آسمان کی خبر بتائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب کیا وجہ ہے؟ تم اس قسم کی باتیں نہیں کرتے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ وہی پسند کریں جو اللہ تعالیٰ آپ کے لئے پسند کرتا ہے۔ حضور ﷺ نے میری گزارش قبول کر لی۔ ذہبی نے کہا یہ حدیث منکر ہے(1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ غزوۂ بدر کے موقع پر ایک جگہ فروکش ہوئے تو حباب بن منذر نے عرض کی یہ جگہ مناسب نہیں، ہمیں ایسے چشمہ پر لے چلیں جو قوم کے زیادہ قریب ہو پھر ہم اس پر حوض بنالیں گے، اس میں برتن ڈالیں گے، اس سے پئیں گے، جنگ کریں گے اور صرف درمیانی کنواں کے سوا تمام کنویں بند کر دیں گے۔ حضرت جبرئیل امین حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی مناسب بات وہی ہے جس کا حباب بن منذر نے مشورہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حباب تو نے بہترین مشورہ دیا۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور اسی طرح عمل کیا (جس طرح حضرت حباب نے مشورہ دیا تھا)(2)

حضرت ابن سعد بن یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوۂ بدر کے روز لوگوں سے مشورہ طلب کیا حباب بن منذر اٹھے عرض کی ہم جنگجو لوگ ہیں میری رائے یہ ہے کہ آپ ایک چشمہ پر اتریں، ہم اس پر دشمن سے جنگ کریں گے۔ حضور ﷺ نے قریظہ اور نضیر کے ساتھ جنگ کے موقع پر مشورہ طلب کیا تھا تو حباب بن منذر کھڑے ہوئے، عرض کی میری رائے ہے کہ آپ محلات کے درمیان پڑاؤ ڈالیں۔ اس طرح ہم ان کی خبر ایک دوسرے تک پہنچنے سے روک دیں گے رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات تسلیم کی(3)۔

اِنۡ یَّنۡصُرۡكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمۡ ۚ وَاِنۡ یَّخۡذُلۡكُمۡ فَمَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَنۡصُرُكُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَعَلَی اللّٰهِ فَلۡیَتَوَكَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۶۰﴾

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 485 (03-5801) مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 567، مطبوعہ دار صادر بیروت 3۔ ایضاً

''اگر مدد فرمائے تمہاری اللہ تعالیٰ تو کوئی غالب نہیں آسکتا تم پر اور اگر وہ ساتھ چھوڑ دے تمہارا تو کون ہے جو مدد کرے گا تمہاری اس کے بعد اور صرف اللہ پر بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد فرمائے تو لوگوں میں سے کوئی بھی تم پر غالب آنے والا نہیں جو آدمی آپ کا ساتھ چھوڑ جاتا ہے اس کا ساتھ چھوڑنا آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ تجھے چھوڑ دے تو لوگ تجھے کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ اس لیے میرا حکم لوگوں کی رضا کے لئے نہ چھوڑ اور میرے حکم کے لئے لوگوں کو چھوڑ دے۔ مومنوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں نہ کہ مومنوں پر بھروسہ کریں (1)۔

وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ ۚ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿١٦١﴾ أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦٢﴾ هُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ﴿١٦٣﴾

''اور نہیں ہے کسی نبی کی یہ شان کہ خیانت کرے اور جو کوئی خیانت کرے گا تو لے آئے گا (اپنے ہمراہ) خیانت کی ہوئی چیز کو قیامت کے دن پھر پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر نفس کو جو کچھ اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔ تو کیا جس نے پیروی کی رضائے الٰہی کی اس کی طرح ہو سکتا ہے جو حق دار بن گیا ہے اللہ کی ناراضگی کا اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ لوگ درجہ بدرجہ ہیں اللہ کے ہاں اور اللہ تعالیٰ دیکھنے والا ہے جو وہ کرتے ہیں''۔

امام ابوداؤد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ یہ آیت ایک سرخ کپڑے کے ٹکڑے کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوۂ بدر کے موقع پر گم ہو گیا تھا۔ بعض لوگوں نے یہ کہا تھا شاید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ٹکڑا لے لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ قرأت کرتے ہیں مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیوں نہیں یہ آیت ایک ٹکڑے کے بارے میں نازل ہوئی۔ لوگوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ٹکڑا غزوۂ بدر کے موقع پر اپنے لئے رکھ لیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102، مطبوعہ مصر

2 جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 103، (3009) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک سرخ ٹکڑے کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوۂ بدر کے موقع پر مال غنیمت سے گم ہو گیا تھا (1)۔

امام طبرانی نے عمدہ سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا مگر وہ (اس کا جھنڈا) ناکام واپس آیا پھر بھیجا تو پھر واپس آ گیا۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ انہوں نے ہرن کے سر کے برابر سونے کی خیانت کی تھی تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام بزار، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا یہ معنی ہے کہ کسی نبی کو زیبا نہیں کہ اس کے اصحاب اس پر تہمت لگائیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر کپڑے کا سرخ ٹکڑا گم ہو گیا جو مشرکوں کے مال سے لیا گیا تھا۔ بعض لوگوں نے کہا شاید نبی کریم ﷺ نے اسے لے لیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ نصیف نے کہا میں نے حضرت سعید بن جبیر سے پوچھا اس آیت کا یہ معنی ہے نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے ساتھ خیانت کی جائے تو انہوں نے کہا نہیں اس کا معنی ہے کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے کیونکہ اللہ کی قسم اللہ کے نبی کے ساتھ خیانت کی جاتی رہی اور اسے قتل کیا جاتا رہا (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس لفظ کو یَغُلَّ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے ابو عبد الرحمٰن سلمی، ابو رجاء، مجاہد اور عکرمہ رحمہم اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا اور اسے صحیح قرار دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے یاء کے فتح کے ساتھ پڑھا ہے (5)۔

امام ابن منیع نے اپنی مسند میں حضرت ابو عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اسے غین کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے تھے تو آپ نے مجھے فرمایا آپ کے ساتھ خیانت بھی ہو سکتی ہے اور آپ کو شہید بھی کیا جا سکتا ہے یہاں یہ لفظ یغل ہے یعنی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ آپ مسلمانوں کی ایک جماعت کو مال دیں اور ایک جماعت کو نہ دیں اور تقسیم میں ظلم کریں بلکہ آپ تقسیم میں عدل فرماتے ہیں اور اللہ کے حکم کے مطابق اس میں سے مال لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں فرماتے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ کوئی ایسا نبی بنائے جو اپنے ساتھیوں سے خیانت کرے جب وہ ایسا کرے تو اس کے ساتھی اسے سنت بنا لیں گے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102
2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 12، صفحہ 134 (12684) مطبوعہ بغداد
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 101 (11174)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 102
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 256 (2921) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 103

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سلمہ بن نبیط رحمہ اللہ کے واسطہ سے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے مقدمۃ الجیش بھیجا رسول اللہ ﷺ کو مال غنیمت حاصل ہوا۔ آپ نے لوگوں کے درمیان مال تقسیم کیا اور مقدمۃ الجیش کو کچھ بھی عطا نہ فرمایا۔ جب مقدمۃ الجیش والے صحابہ آئے تو کہا حضور ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کیا اور ہمیں کچھ بھی عطا نہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ آپ کی یہ شان نہیں کہ آپ ایک جماعت کو عطا فرمائیں اور دوسری جماعت کو عطا نہ فرمائیں۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے(2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس لفظ کو غین کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے۔ معنی یہ ہوگا کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے ساتھ خیانت کی جائے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ اور ربیع رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کا یہ حق نہیں کہ آپ کے ساتھ آپ کے ساتھی خیانت کریں۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت غزوۂ بدر کے موقع پر نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جب کہ صحابہ کی مختلف جماعتوں نے خیانت کی تھی(4)۔

امام طبرانی اور خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آدمی پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتے جو یوں قرأت کرتا وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يُغَلَّ آپ کہتے یہ کیسے روا نہیں کہ آپ کے ساتھ خیانت کی جائے جب کہ آپ کو شہید بھی کیا جاسکتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَقْتُلُونَ النَّبِيِّينَ بِغَيْرِ الْحَقِّ (البقرۃ:61) لیکن منافقوں نے حضور ﷺ پر مال غنیمت کے بارے میں تہمت لگائی تھی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(5)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت زید بن خالد جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی غزوۂ حنین میں فوت ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا حضور ﷺ نے فرمایا اس پر نماز پڑھو۔ یہ بات سن کر لوگوں کے چہرے زرد پڑھ گئے۔ فرمایا تمہارے ساتھی نے مال غنیمت میں خیانت کی ہے۔ ہم نے اس کے سامان میں سے تلاشی لی تو ہم نے اس میں یہودیوں کے منکے پائے جن کی مالیت دو درہم بھی نہ تھی(6)۔

امام حاکم نے اسے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب کہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ کا معمول تھا جب آپ مال غنیمت پاتے تو آپ حضرت بلال کو حکم دیتے، وہ اعلان کرتے، لوگ مال غنیمت لے آتے۔ آپ اس میں سے خمس (پانچواں حصہ) لیتے اور باقی مال تقسیم کر دیتے۔ ایک آدمی مال کی تقسیم کے بعد بالوں کی ایک رسی لے آیا۔ عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 103 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 11، صفحہ 101 (11174) مطبوعہ بغداد 6۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 138 (2582)

کی یا رسول اللہ ﷺ یہ بھی ہم نے مال غنیمت میں حاصل کی تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو نے بلال کو تین دفعہ اعلان کرتے ہوئے سنا تھا؟ اس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا پھر تجھے کس چیز نے اسے لانے سے روکا۔ عرض کی میں معذرت پیش کرتا ہوں۔ فرمایا اب اسے قیامت کے روز لانا میں اسے ہرگز تجھ سے قبول نہ کروں گا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت صالح بن محمد بن زائدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مسلمہ رومی علاقہ میں داخل ہوئے تو ان کی خدمت میں ایک آدمی لایا گیا جس نے مال غنیمت میں خیانت کی تھی۔ انہوں نے حضرت سالم سے پوچھا۔ حضرت سالم نے فرمایا میں نے اپنے والد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ اپنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے وہ حضور ﷺ سے روایت کرتے ہیں جب تم کسی آدمی کو اس حالت میں پاؤ کہ اس نے مال غنیمت میں خیانت کی ہو تو اس کا سامان جلا دو اور اسے مارو۔ عرض کی ہم نے اس کے سامان میں مصحف پایا۔ حضرت سالم سے اس کے بارے میں پوچھا گیا۔ انہوں نے جواب دیا اسے بیچ دو اور اس کی قیمت صدقہ کردو(2)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اس آدمی نے خبر دی جس نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب کہ آپ وادی قری میں تھے ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی آپ کا فلاں فلاں غلام شہید ہو گیا۔ فرمایا بلکہ اسے اب عباء (لباس کا نام) میں جہنم کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے جس میں اس نے اللہ اور اس کے رسول سے خیانت کی تھی(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے سامان کی نگہبانی پر ایک آدمی معین تھا جسے کرکرہ کہتے وہ فوت ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جہنم میں ہے وہ گئے تا کہ اسے دیکھیں تو انہوں نے ایک چغہ دیکھا جو اس نے مال غنیمت سے چرایا تھا(4)۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی آپ کا فلاں غلام شہید ہو گیا۔ فرمایا ہرگز نہیں، میں نے اس پر ایک ایسا چغہ دیکھا ہے جو اس نے مال غنیمت سے چوری کیا تھا(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی خدمت میں رفاع کو ایک غلام کی حیثیت میں پیش کیا گیا۔ آپ اسے لے کر خیبر تشریف لے گئے۔ آپ نے عصر اور مغرب کے درمیان پڑاؤ ڈالا، ایک بھٹکا ہوا تیر اس غلام کو لگا جس نے اسے قتل کر دیا۔ ہم نے کہا تجھے جنت مبارک ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کا شملہ اب بھی آگ میں جل رہا ہے جو اس نے مال غنیمت سے چوری کیا تھا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 138 (2583)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 39-138 (2584)
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 242 (9496) مطبوعہ بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 524 (33526)، مطبوعہ مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 525 (33529)

ایک انصاری نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے اس روز دو تسمے پائے ہیں۔ فرمایا جہنم کی آگ میں سے تجھے اسی کی مثل پیش کئے جائیں گے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن سالم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے صحابہ فرماتے مال غنیمت میں چوری کرنے والے کی سزا یہ ہے کہ اس کا خیمہ اور اس کا سامان جلا دیا جائے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت کثیر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہ چوری کرنے کی اجازت ہے نہ مال غنیمت میں خیانت کرنے کی جس نے مال غنیمت میں خیانت کی وہ قیامت کے روز اس مال کے ساتھ آئے گا (3)۔

امام ترمذی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے یمن بھیجا۔ جب میں چل دیا تو آپ نے پیچھے سے مجھے بلا بھیجا۔ میں واپس آیا، فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تجھے کیوں بلا بھیجا ہے، میری اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ لینا کیونکہ یہ خیانت ہے جو آدمی خیانت کرے تو وہ قیامت کے روز اس مال کے ساتھ آئے گا اس لیے میں نے تجھے بلایا ہے اب جاؤ (4)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو جب مال غنیمت حاصل ہوتا تو آپ منادی کرنے والے کو بھیجتے خبردار کوئی آدمی سوئی اور اس سے بڑی چیز میں خیانت نہ کرے، خبردار میں کسی آدمی کے بارے میں نہ جانوں جو اونٹ میں خیانت کرے اور قیامت کے روز وہ آئے تو اس اونٹ کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہو جو بلبلا رہا ہو خبردار میں کسی آدمی کے بارے میں یہ معلوم نہ کروں جو گھوڑے میں خیانت کرتا ہے، وہ قیامت کے روز اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہو اور وہ ہنہنا رہا ہو، خبردار میں کسی ایسے آدمی کے بارے میں نہ جانوں جو ایک بکری میں خیانت کرتا ہے، وہ قیامت کے روز اسے اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے ہو جو منمنا رہی ہو وہ وہی کچھ تلاش کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں مال غنیمت میں خیانت کرنے سے بچو کیونکہ یہ شرمندگی ہے عیب ہے اور جہنم کی آگ ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے۔ آپ نے مال غنیمت میں خیانت کا ذکر کیا اور اسے بہت بڑا عمل قرار دیا پھر فرمایا خبردار میں تم میں سے کسی کو قیامت کے روز نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر اونٹ ہو جو بلبلا رہا ہو، وہ عرض کرے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کرو، میں کہوں میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 526، (33537) مطبوعہ مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 526 (33541)

3۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 17، صفحہ 18 (16) مطبوعہ بیروت

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی (1335) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 104

کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ میں نے تمہیں پیغام حق پہنچا دیا تھا۔ میں تم میں سے کسی کو بھی اس حالت میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر گھوڑا ہو جو ہنہنا رہا ہو وہ کہے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے۔ میں کہوں میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری مدد کرنے کا مالک نہیں۔ میں نے تجھے پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ میں تم میں سے کسی کو بھی اس حال میں نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر کپڑے ہوں جو پھڑ پھڑا رہے ہوں۔ وہ عرض کرے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے۔ تو میں کہوں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری کوئی مدد کرنے پر قادر نہیں۔ میں نے تجھے پیغام حق پہنچا دیا ہے۔ میں تم میں سے کسی ایک کو بھی نہ پاؤں کہ وہ قیامت کے روز آئے اور اس کی گردن پر کوئی مال ہو۔ وہ عرض کرے یا رسول اللہ ﷺ میری مدد کیجئے۔ میں کہوں میں اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں تیری مدد کرنے پر قادر نہیں۔ میں نے تجھے پیغام حق پہنچا دیا تھا (1)۔

امام ہناد اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے عرض کیا ہمیں اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ مَنْ یَّغْلُلْ یَاْتِ بِمَا غَلَّ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کی وضاحت کیجئے یہ آدمی ایک ہزار اور دو ہزار درہم میں خیانت کرتا ہے جسے وہ قیامت کے روز لے آئے گا۔ ہمیں بتایئے جو آدمی سو اونٹ اور دو سو اونٹ میں خیانت کرے وہ ان کے ساتھ قیامت کے روز کیا کرے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بتاؤ جس آدمی کی داڑھ احد پہاڑ جیسی اس کی ران ورقان جیسی اور اس کی پنڈلی بیضاء جیسی اور اس کے بیٹھنے کی جگہ ربذہ سے مدینہ تک کے درمیان ہو کیا وہ یہ چیزیں نہیں اٹھائے گا؟۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پتھر کو سات گابھن موٹی اونٹنیوں کے برابر وزنی کیا جائے گا تا کہ جہنم میں اسے پھینکا جائے تو وہ سات سال تک اس میں گرتا رہے گا۔ اس نے جو خیانت کی ہوگی اسے بھی لایا جائے گا اور اس کے ساتھ اسے بھی پھینک دیا جائے گا پھر خیانت کرنے والے کو پابند بنایا جائے گا کہ وہ اسے نکال لائے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم اور ابو داؤد نے حضرت عدی بن عمیر کندی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو تم میں سے جس نے ہمارے لیے عمل کیا اور ہم نے اس میں سے ایک سوئی یا اس سے اوپر چیز پوشیدہ رکھی تو یہ بھی خیانت ہے اور قیامت کے روز وہ خیانت کے ساتھ آئے گا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن انیس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک روز صدقہ کے بارے میں باہم گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے صدقہ میں خیانت کا ذکر کیا کہ جس نے اونٹ یا بکری میں خیانت کی قیامت کے روز وہ اسے اٹھائے ہوئے آئے گا۔ عبد اللہ بن انیس نے کہا کیوں نہیں سنا ہے (4)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 525 (33535)　2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 64 (4334) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 12، صفحہ 186 (30) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 106

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ قیامت کے روز وہ اس چیز کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر میں تھوڑی خیانت کو حلال کرتا تو اس میں سے کثیر کو بھی حلال کرتا۔ جس آدمی نے بھی خیانت کی اسے مجبور کیا جائے گا کہ جہنم کے سب سے نچلے درجہ سے اسے لے آئے۔

امام احمد اور ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت خمیر بن مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب مصاحف میں تبدیلی کا حکم دیا گیا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے کہا جو آدمی اپنے مصحف میں خیانت کی طاقت رکھتا ہے وہ اس میں خیانت کرے جو کسی چیز میں خیانت کرے گا۔ قیامت کے روز وہ اسے لائے گا مصحف میں خیانت کیا عجیب خیانت ہوگی جو قیامت کے روز تم میں سے کوئی ایک لائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ کی تفسیر نقل کرتے ہوئے یہ کہا یعنی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی پیروی کرے اور مال غنیمت میں خیانت نہ کرے اس آدمی کی طرح ہوسکتا ہے جو خیانت کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق بن چکا ہو۔ پس یہ آپس میں برابر نہیں پھران دونوں کے ٹھکانوں کو بیان فرمایا جو خیانت کرتا ہے اس کے بارے میں فرمایا اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ کتنی بری لوٹنے کی جگہ ہے یعنی خیانت کرنے والوں کے لوٹنے کی جگہ کتنی بری ہے۔ پھر ان لوگوں کے ٹھکانے کو واضح کیا ارشاد فرمایا ان کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات و فضائل ہیں اور تم میں سے جو خیانت کرتا ہے اور جو خیانت نہیں کرتا دونوں کو دیکھ رہا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ سے مراد ہے جو خیانت نہ کرے اور كَمَنْۢ بَآءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللّٰهِ سے مراد ہے جو خیانت کرے (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خمس ادا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا جو آدمی خمس ادا کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی اتباع کرتا ہے، کیا وہ اس آدمی کی طرح ہے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق بنا۔

امام ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللّٰهِ سے مراد ہے جس نے خمس ادا کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جو آدمی حلال مال لے اس سے بہتر ہے جو حرام مال لے۔ یہ خیانت اور تمام قسم کے مظالم کو شامل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان کے اللہ تعالیٰ کے ہاں درجات ہوں گے یعنی اعمال کے مطابق درجات ہوں گے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ هُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ اللّٰهِ کا فرمان ایسے ہی ہے جسے لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ (الانفال: 4) (3)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 106، مطبوعہ مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 107 3۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے هُمْ دَرَجٰتٌ کا یہ معنی قول نقل کیا ہے کہ ان کے لئے درجات ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا لوگوں کے خیر وشر میں ان کے اعمال کے مطابق درجات ہوں گے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنتیوں کے مقامات ایک دوسرے سے اوپر ہوں گے جس کا درجہ فضیلت والا ہوں گا وہ اپنے سے کم درجے والے کو دیکھے گا لیکن جو درجہ میں کم ہوگا وہ کسی کو یوں نہیں دیکھے گا کہ کسی کو اس سے بلند مرتبہ دیا گیا ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَ يُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ ۚ وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۶۴﴾

”یقیناً بڑا احسان فرمایا اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر جب اس نے بھیجا ان میں ایک رسول انہیں میں سے پڑھتا ہے ان پر اللہ کی آیتیں اور پاک کرتا ہے انہیں اور سکھاتا ہے انہیں قرآن اور سنت اگرچہ وہ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے“۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ عربوں کے لئے خاص ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت پر عظیم احسان ہے، اس امت نے کوئی دعا نہ کی اور نہ ہی رغبت کا اظہار کیا مگر اللہ تعالیٰ نے اسے ان کے لئے رحمت بنا دیا جو انہیں تاریکیوں سے نور کی طرف نکالتا ہے اور انہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی قوم کی طرف مبعوث فرمایا جو علم نہ رکھتے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں علم عطا فرمایا، ایک ایسی قوم کی طرف مبعوث فرمایا جس میں ادب نہ تھا، اللہ تعالیٰ نے انہیں ادب سکھا دیا (3)۔

اَوَ لَمَّاۤ اَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةٌ قَدْ اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا ؕ قُلْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۶۵﴾ وَ مَاۤ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۙ﴿۱۶۶﴾ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 107 مصر 2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 1615، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 108 مصر

نَافَقُوْا ۚۖ وَ قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِ ادْفَعُوْا ؕ قَالُوْا لَوْ نَعْلَمُ قِتَالًا لَّا اتَّبَعْنٰكُمْ ؕ هُمْ لِلْكُفْرِ يَوْمَئِذٍ اَقْرَبُ مِنْهُمْ لِلْاِيْمَانِ ۚ يَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِهِمْ مَّا لَيْسَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يَكْتُمُوْنَ ۚ﴿۱۶۷﴾ اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَ قَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا ؕ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۶۸﴾

''کیا جب پہنچی تمہیں کچھ مصیبت حالانکہ تم پہنچا چکے ہو (دشمن کو) اس سے دگنی تو تم کہہ اٹھے کہاں سے آپڑی یہ مصیبت؟ فرمایئے یہ تمہاری طرف سے ہی آئی ہے، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے اور وہ مصیبت جو پہنچی تھی تمہیں اس روز جب مقابلہ کو نکلے تھے دونوں لشکر تو وہ اللہ کے حکم سے پہنچی تھی اور (مقصد یہ تھا کہ) دیکھ لے اللہ تعالیٰ مومنوں کو اور دیکھ لے جو نفاق کرتے تھے اور کہا گیا ان سے آؤ لڑو اللہ کی راہ میں بچاؤ کرو (اپنے شہر کا) بولے اگر ہم جانتے کہ جنگ ہو گی تو ہم ضرور تمہاری پیروی کرتے، وہ کفر سے اس روز زیادہ قریب تھے بہ نسبت ایمان کے کہتے ہیں اپنے منہ سے (ایسی باتیں) جو نہیں ہیں ان کے دلوں میں اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپاتے ہیں جنہوں نے کہا اپنے بھائیوں کے بارے میں حالانکہ وہ خود (گھر) بیٹھے تھے کہ اگر وہ ہمارا کہا مانتے تو نہ مارے جاتے۔ آپ فرمایئے ذرا دور تو کر دکھاؤ اپنے آپ سے موت کو اگر تم سچے ہو''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تم نے مشرکین کو غزوۂ بدر کے موقع پر اس سے دوگنا تکلیف پہنچائی جو غزوۂ احد کے موقع پر مشرکوں نے تمہیں پہنچائی تھی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے موقع پر مسلمانوں نے ستر مشرکوں کو قتل کیا اور ستر کو قیدی بنایا اور غزوۂ احد کے موقع پر مشرکوں نے ستر مسلمانوں کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اَصَبْتُمْ مِّثْلَيْهَا ۙ قُلْتُمْ اَنّٰى هٰذَا کا یہی معنی ہے۔ مسلمان کہتے ہم مسلمان ہیں، ہم اللہ تعالیٰ کے لئے لڑتے ہیں جب کہ یہ مشرک ہیں۔ فرما دیجئے یہ تمہاری جانب سے ہے، تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو نافرمانی کی تھی اس کی یہ سزا ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب مسلمانوں نے غزوۂ احد کے موقع پر شہداء کو دیکھا تو کہا یہ مصیبت ہم پر کیسے آ گئی؟ کفار کو حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ ہمیں قتل کریں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی باتوں کو دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ ان قیدیوں کے بدلہ میں ہے جو تم نے غزوۂ بدر کے موقع پر پکڑے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ انہیں لوٹا دیا اور دنیا میں انہیں سزا دے دی تا کہ آخرت میں عذاب سے محفوظ رہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 109، مصر 2۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے تیری قوم کے اس عمل کو ناپسند کیا ہے جو تیری قوم نے قیدیوں کو پکڑنے میں اختیار کیا ہے۔ آپ کو حکم دیا کہ دو باتوں میں سے ایک انہیں اختیار دیں یا تو صحابہ انہیں پیش کریں اور ان کی گردن اڑا دی جائے اور یا فدیہ لے لیں اور مسلمانوں میں سے اتنی ہی تعداد شہید ہو۔ حضرت محمد ﷺ نے لوگوں کو بلایا، ان کے سامنے ان باتوں کا ذکر کیا صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارے قبیلے کے افراد ہیں اور ہمارے بھائی ہیں ہم ان سے فدیہ لے لیتے ہیں جس کی مدد سے ہم اپنے دشمنوں کے خلاف طاقت حاصل کریں گے اور ان کی تعداد کے برابر لوگ شہادت پالیں گے۔ یہ ہمیں ناپسند نہیں تو اتنی تعداد غزوۂ احد میں مسلمانوں کی شہید ہوگئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری اور ابن جریج رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے فرما دیجئے یہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے، جو تم نے حضور ﷺ کی نافرمانی کی تھی اس کی یہ سزا ہے جب آپ نے فرمایا تم ان کی اتباع نہ کرنا انہوں نے ان کی اتباع کی تھی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے کہا ہم مسلمان ہیں، اللہ تعالیٰ کے لئے غضب ناک ہو کر جنگ کرتے ہیں جب کہ وہ مشرک ہیں۔ فرمایا یہ تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے کہ تم نے نبی کریم ﷺ کی نافرمانی کی تھی جب حضور ﷺ نے انہیں (تیر اندازوں کو) کو فرمایا تھا کہ تم ان کی پیروی نہ کرنا (بلکہ اپنی جگہ پر قائم رہنا)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر مسلمانوں کے ستر آدمی شہید ہوئے جب کہ مسلمانوں نے غزوۂ بدر میں ستر آدمی مار ڈالے تھے اور ستر آدمی گرفتار کیے تھے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا تھا جب ابوسفیان اور مشرک آ گئے تھے کہ ہم محفوظ جگہ میں ہیں یعنی مدینہ طیبہ میں مشرکوں کو موقع دو کہ وہ ہم پر حملہ آور ہوں، ہم یہاں ان سے جنگ کریں گے۔ انصار نے عرض کی ہم اس بات کو ناپسند کرتے ہیں کہ ہماری جگہوں میں جنگ کی جائے۔ ہم دور جاہلیت میں حملہ سے اپنا دفاع کرتے تھے، اسلام میں تو بدرجہ اولی اپنا دفاع کر سکتے ہیں، ہمیں قوم (مشرکوں) کے پاس لے جائیں۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے۔ آپ نے زرہ پہن لی۔ صحابہ ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہا حضور ﷺ نے ایک رائے پیش کی جب کہ تم نے ایک اور رائے پیش کی، اے حمزہ جاؤ اور عرض کرو ہماری رائے آپ کی رائے کے تابع ہے۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے، عرض کی حضور ﷺ نے فرمایا کسی نبی کو یہ زیبا نہیں کہ وہ زرہ پہن لے تو پھر مقابلہ سے پہلے اتارے، اب تم میں مصیبت آ کر رہے گی۔ صحابہ نے عرض کی خاص ہوگی یا عام فرمایا عنقریب تم اسے دیکھ لو گے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 110 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 109

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ نَافَقُوْا کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں اور منافقوں میں امتیاز پیدا کر دے اور قِيْلَ لَهُمْ میں ہم ضمیر سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سہل بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا اگر میں اپنا گھر بیچ دوں اور مسلمانوں کے ملک کی سرحد پر چلا جاؤں اور مسلمانوں اور ان کے دشمنوں کے درمیان جا کر کھڑا ہو جاؤں میں نے کہا آپ ایسا کیسے کر سکتے ہیں جب کہ آپ کی نظر تو جا چکی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا اَوِادْفَعُوْا میں لوگوں کے ساتھ ان کی تعداد میں اضافہ کروں گا پھر انہوں نے ایسا ہی کیا۔

امام ابن منذر نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اَوِادْفَعُوْا کا معنی ہے کہ جماعت میں زیادتی کا باعث تو بن جاؤ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابو عون انصاری سے اَوِادْفَعُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ سرحدوں کی نگہداشت کرو (2)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ اور دوسرے علماء سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ غزوۂ احد کے لیے ایک ہزار صحابہ کے ساتھ روانہ ہوئے۔ جب احد اور مدینہ کے درمیان شرط کے مقام پر تھے تو عبد اللہ بن ابی ایک ثلث افراد کو لے کر الگ ہو گیا اور کہا آپ ﷺ نے ان لوگوں کی اطاعت کی اور میری بات نہ مانی، اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ ہم یہاں کیوں اپنے آپ کو قتل کریں۔ تو منافق اور شک والے لوگوں نے اس کی اتباع کی اور واپس لوٹ آئے۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن حرام جو بنی سلمہ سے تعلق رکھتے تھے ان کی طرف آئے کہا، اے میری قوم میں تمہیں اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہوں کہ تم اپنے نبی اور اپنی قوم کو اس وقت بے یار و مددگار چھوڑ دو جب ان کا دشمن سامنے موجود ہے۔ انہوں نے کہا اگر ہم یہ جانتے کہ تم واقعی جنگ کرنا چاہتے ہو تو ہم تم کو یوں نہ چھوڑتے لیکن ہمارا خیال نہیں کہ جنگ ہو گی (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا معنی یہ ہے کہ اگر ہم جانتے کہ ہم تمہاری معیت میں قتال کی جگہ پائیں گے تو ہم تمہارے ساتھ چلتے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی کے حق میں نازل ہوئی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر حضور ﷺ ہزار آدمیوں کے ساتھ نکلے، حضور ﷺ نے ان سے وعدہ فرمایا تھا کہ اگر وہ صبر کریں گے تو انہیں فتح نصیب ہو گی۔ جب آپ روانہ ہوئے تو عبداللہ بن ابی تین سو افراد کے ساتھ آپ سے الگ ہو گئے۔ ابو جابر سلمی انہیں بلانے کے لئے ان کے پیچھے آئے۔ انہوں نے ابو جابر کی بات نہ مانی اور اس سے کہا ہم نہیں خیال کرتے کہ جنگ ہو گی، اگر آپ ہماری بات مانیں تو ہمارے ساتھ واپس آ جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کی بات کا ذکر کیا ہے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 111 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 112 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 111
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر ہوا کہ یہ آیت اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ اللہ کے دشمن عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اللہ کے دشمن عبداللہ بن ابی کے بارے نازل ہوئی (2)۔

ابن جریر نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ سے مراد عبداللہ بن ابی ہے (3)۔

آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اس سے مراد عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد عبد اللہ بن ابی ہے جو جنگ سے رک گیا تھا اور اس نے ان لوگوں سے یہ کہا تھا جو غزوہ کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنگ کے لئے گئے تھے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن اسحاق رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قُلْ فَادْرَءُوْا عَنْ اَنْفُسِكُمُ الْمَوْتَ سے مراد یہ ہے کہ موت ضروری ہے۔ اگر تم یہ طاقت رکھتے ہو کہ موت کو اپنے آپ سے دور کر دو تو ایسا کر گزرو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے نفاق کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے فرار اختیار کیا تھا، وجہ دنیا میں رہنے کی محبت اور موت سے فرار تھا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت قدریہ کے بارے میں نازل فرمائی: اَلَّذِیْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ وَ قَعَدُوْا لَوْ اَطَاعُوْنَا مَا قُتِلُوْا

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اس سے مراد کافر ہیں جو اپنے بھائیوں سے کہتے اگر وہ ہمارے پاس ہوتے تو انہیں قتل نہ کیا جاتا۔ وہ گمان کرتے تھے کہ ان کا جنگ میں جانا انہیں موت کے قریب لے گیا۔

وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَرِحِیْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَ یَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِیْنَ لَمْ یَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۱۷۰﴾

"اور ہرگز یہ خیال نہ کرو کہ وہ جو قتل کیے گئے ہیں اللہ کی راہ میں وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس (اور) رزق دیئے جاتے ہیں شاد ہیں ان (نعمتوں) سے جو عنایت فرمائی ہیں انہیں اللہ نے اپنے فضل و کرم سے اور خوش ہو رہے ہیں بسبب ان لوگوں کے جو ابھی تک نہیں آملے ان سے ان کے پیچھے رہ جانے والوں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 112　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً　6۔ ایضاً

کہ نہیں ہے کوئی خوف ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے"۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یہ آیت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت احد کے شہداء کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس موقع پر ستر صحابہ شہید ہوئے تھے، چار مہاجرین میں سے تھے۔ بنو ہاشم میں سے حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ، عبدالدار میں سے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، بنی مخزوم میں سے حضرت عثمان بن شماس رضی اللہ عنہ اور بنو اسد میں سے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ باقی سب انصاری تھے (2)۔

امام احمد، ہناد، عبد بن حمید، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب غزوۂ احد میں تمہارے بھائی شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں رکھ دیں جو جنت کی نہروں پر جاتے۔ ان کے پھل کھاتے اور سونے کی قندیلوں میں رہتے جو عرش کے سائے میں لٹک رہی ہیں۔ جب انہوں نے اپنا عمدہ کھانا پینا اور بہترین آرام کی جگہ پائی تو انہوں نے کہا کاش ہمارے بھائی اس چیز سے آگاہ ہو جاتے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے ساتھ منسلک کی ہے۔ بعض روایات میں الفاظ یہ ہیں ہم جنت میں زندہ ہیں، ہمیں رزق دیا جاتا ہے، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ جہاد سے پہلو تہی کریں اور جنگ سے کنارہ کش ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے انہیں یہ پیغام پہنچا دوں گا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (3)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن ابی عاصم نے سنہ میں، ابن خزیمہ، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے فرمایا اے جابر کیا وجہ ہے میں تجھے شکستہ حالت میں دیکھتا ہوں؟ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد شہید ہو گئے اور انہوں نے پیچھے بڑا خاندان اور قرض چھوڑا ہے۔ فرمایا کیا میں تجھے اس کی خوشخبری نہ دوں جو اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو عطا فرمایا ہے؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس سے بھی بات کی حجاب کے پیچھے سے بات کی، تیرے والد کو زندہ کیا اور بالمشافہ بات کی فرمایا اے میرے بندے مجھ پر اپنی خواہش پیش کر میں تجھے عطا کروں۔ عرض کی اے میرے رب تو مجھے زندہ کر میں تیری راہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے کہ دوبارہ دنیا میں نہیں لایا جائے گا۔ عرض کی اے میرے رب میرے بعد کے بھائیوں تک میرا پیغام پہنچا دے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (4)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر جلد 2، صفحہ 419 (3457) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1103 (538) دار الصمیعی ریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 113، مصر 4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 119، (190) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تجھے بشارت نہ دوں؟ فرمایا کیوں نہیں فرمایا میں نے محسوس کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کیا، اپنے سامنے بٹھایا، فرمایا جو چاہے خواہش کر میں تجھے عطا کروں گا۔ اس نے عرض کی اے میرے رب میں نے تیری عبادت نہیں کی جس طرح عبادت کرنے کا حق تھا، اب میں آرزو کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا کی طرف لوٹائے اور میں تیرے نبی کے ساتھ قتل کیا جاؤں۔ فرمایا میرا فیصلہ پہلے ہو چکا ہے کہ تجھے دوبارہ دنیا میں نہیں لوٹایا جائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ اصحاب رسول میں سے کچھ لوگوں نے کہا کاش ہم جانتے کہ غزوۂ احد میں جو افراد شہید کیے گئے ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعض علماء کی طرف سے ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ اس آیت میں غزوۂ بدر کے شہداء کا ذکر ہے۔ ان کا خیال ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو قبض کیا اور انہیں جنت میں داخل کیا تو ان کی روحیں سبز پرندوں میں رکھ دی گئیں جو جنت میں گھومتے پھرتے اور ان قندیلوں میں رہتے جو سونے کے بنے ہوئے تھے اور عرش کے نیچے لٹک رہے تھے۔ جب انہوں نے اس کرامت کو دیکھا جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمائی تھی تو انہوں نے کہا کاش ہمارے وہ بھائی جو دنیا میں ہیں جان لیتے جس عزت و شرف میں ہم رہ رہے ہیں، جب وہ جنگ میں حاضر ہوں تو جس انعام و کرام میں ہم ہیں اس کی طرف جلدی کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے نبی پر حکم نازل کرنے والا ہوں اور تمہارے بھائیوں اور تمہارے نبی کو اس حالت سے آگاہ کرنے والا ہے جس میں تم اب رہ رہے ہو، جب وہ کسی جنگ میں حاضر ہوں گے تو وہ تمہارے پاس چلے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَرِحِیْنَ کا یہی معنی ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت محمد بن قیس مخرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء نے عرض کی اے رب کیا ہمارا کوئی خبر دینے والا نہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس بارے میں خبر دے جو تو نے ہمیں عطا فرمایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہاری طرف سے خبر دینے والا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل امین کو یہ آیات نازل کرنے کا حکم ارشاد فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد میں لوگ شہید ہوئے تو ان کی ملاقات اپنے رب سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عزتوں سے نوازا۔ انہوں نے زندگی شہادت اور رزق حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کاش ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان کوئی پیغام رسائی کرنے والا ہوتا کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی وہ ہم سے راضی ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں بھی راضی کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارے نبی اور تمہارے بھائیوں تک پیغام پہنچا دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت اسحاق بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے انس بن مالک رضی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 114 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 115

اللہ عنہ نے ان صحابہ کی موجودگی میں بیان کیا ہے جنہیں حضور ﷺ نے بئر معونہ کی طرف بھیجا تھا۔ فرمایا میں نہیں جانتا کہ ان کی تعداد چالیس تھی یا ستر تھی اس چشمہ پر رہنے والوں کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ یہ لوگ چل پڑے یہاں تک کہ وہ ایک غار تک پہنچے جو اس چشمہ کے قریب تھی۔ اس میں وہ بیٹھ گئے پھر ان میں سے بعض نے کہا کہ تم میں سے کون یہاں کے باسیوں کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام پہنچائے گا؟ حضرت ابوملحان انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں ایسا کروں گا۔ وہ چلے یہاں تک کہ ان کے گرے ہوئے گھر تک پہنچے، اپنے آپ کو گھروں کے درمیان چھپا لیا پھر کہا اے بئر معونہ کے رہنے والو میں تمہاری طرف رسول اللہ کا قاصد ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ محمد عبدہ ورسولہ تم بھی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ۔ گھر کی ایک جانب سے ایک آدمی نکلا، اس کے پاس نیزہ تھا، آپ کے پہلو میں اسے مارا تو نیزہ دوسری جانب سے نکل گیا۔ آپ نے کہا اللہ اکبر رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا، وہ آپ کے نشانات پر چلتے رہے یہاں تک کہ غار میں آپ کے ساتھیوں تک آ پہنچے۔ عامر بن طفیل نے اپنے ساتھیوں کی مدد سے انہیں قتل کر دیا۔ حضرت انس سے مجھے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں قرآن حکیم نازل فرمایا۔ انہوں نے یہ عرض کی تھی کہ ہماری طرف سے ہماری قوم کو پیغام دے دو کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کی وہ ہم سے راضی ہے اور ہم اس سے راضی ہیں پھر اس کو منسوخ کر دیا گیا اور اسے اٹھا لیا گیا جب کہ ہم اسے کافی عرصہ پڑھتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت طلحہ بن نافع رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے صحابہ غزوۂ احد میں شہید ہوئے۔ انہوں نے عرض کی کاش ہماری طرف سے کوئی خبر دینے والا ہوتا جو ہمارے بھائیوں کو بتاتا جو عزت ہم نے پائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی میں تمہارے بھائیوں تک تمہارا پیغام پہنچا دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب غزوۂ احد میں حضرت حمزہ اور آپ کے صحابہ شہید ہوئے تو انہوں نے کہا کاش جو لوگ ہمارے پیچھے رہ گئے ہیں وہ جان لیتے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں کیسا بدلہ عطا فرمایا ہے تا کہ یہ ان کے لئے اشتیاق کا باعث ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں انہیں بتا دیتا ہوں (2)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف، فریابی، سعید بن منصور، ہناد، عبد بن حمید، امام مسلم، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نے بھی اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوتی ہیں (3) عبدالرزاق کے الفاظ ہیں شہداء کی روحیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرسبز پرندوں کی طرح ہوتی ہیں ان کے لئے قندیلیں ہوتی ہیں جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوتی ہیں، جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے پھرتے ہیں پھر ان

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 115 2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 3، صفحہ 146 (2946) بغداد

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 353

قندیلوں میں آ کر رہتے ہیں، ان کا رب ان کی طرف متوجہ ہوا فرمایا کیا تم کسی چیز کی خواہش رکھتے ہو؟ عرض کی ہم کیا خواہش کریں جب کہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں گھومتے پھرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تین دفعہ ان کے ساتھ یہی سلوک کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ سوال کیے بغیر چھٹکارا نہ ہوگا عرض کی اے میرے رب ہم خواہش کرتے ہیں کہ تو ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس لوٹا دے تا کہ ہم تیری راہ میں ایک دفعہ پھر قتل کیے جائیں جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ انہیں کوئی حاجت نہیں تو انہیں چھوڑ دیا۔

امام عبدالرزاق نے ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیسری دفعہ انہیں فرمایا کیا تم کوئی خواہش رکھتے ہو تو انہوں نے عرض کی ہمارے نبی کو سلام پہنچا دے اور یہ بھی بتا دے کہ ہم اللہ سے راضی ہیں اور اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کا معنی یہ ہے کہ انہیں جنت کا پھل بطور رزق دیا جاتا ہے وہ جنت کی خوشبو پاتے ہیں جب کہ وہ جنت میں نہیں ہوتے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ ہم آپس میں گفتگو کرتے ہیں کہ شہداء کی روحیں ایک دوسری سے مانوس ہوتی ہیں، سبز پرندوں میں ہوتی ہیں، جنت کا پھل کھاتی ہیں، ان کا مسکن سدرۃ المنتہیٰ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے تین درجے ہیں جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاتا ہے وہ زندہ کر دیا جاتا ہے اور اسے رزق دیا جاتا ہے، جو غالب آئے اسے اللہ تعالیٰ اجر عظیم عطا فرماتا ہے اور جو فوت ہو جائے اسے رزق حسن عطا فرماتا ہے(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوعالیہ رحمہ اللہ سے بَلْ اَحْيَآءٌ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ سبز پرندوں کی صورتوں میں ہوتے ہیں جنت میں جہاں چاہتے ہیں اڑتے ہیں جہاں سے چاہتے ہیں کھاتے ہیں۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہیدوں کی روحیں جنت میں سفید پرندوں میں ہوتی ہیں۔

امام ابن جریر نے افریقی کے واسطہ سے ابن بشار اسلمی سے یا ابو بشار سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں جنت کے قبوں میں سے سفید قبوں میں ہوں گی ہر قبہ میں دو بیویاں ہوں گی ہر روز اللہ تعالیٰ انہیں بیل اور مچھلی بطور رزق دے گا۔ جہاں تک بیل کا تعلق ہے اس میں جنت کے ہر پھل کا ذائقہ ہوگا۔ جہاں تک مچھلی کا تعلق ہے اس میں جنت کی ہر شراب کا ذائقہ ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹوں میں ہوں گی جو سونے کی قندیلوں میں ہوں گے جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوں گی، ہر صبح و شام جنت میں کھاتے پھرتے رہیں گے اور رات ان قندیلوں میں گزاریں گے(3)۔

امام عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 5، صفحہ 264 (9555)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 114، مصر
3۔ ایضاً

پرندوں کے پیٹوں میں رہتے ہوئے جنت میں گھومتی پھرتی ہوں گی جو جنت کے پھلوں کے ساتھ لٹک رہے ہوں گے (1)۔

امام ہناد بن سری نے زہد میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں میں ہوں گی جو جنت کے باغوں میں کھاتے پیتے ہوں گے پھر ان کا ٹھکانہ ان قندیلوں میں ہوگا جو عرش کے ساتھ لٹک رہی ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم ایسا شرف جانتے ہو جو اس شرف سے بڑھ کر ہو جو میں نے تمہیں عطا کیا ہے وہ عرض کریں گے نہیں ہم تو صرف یہ خواہش رکھتے ہیں کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹائے گا یہاں تک کہ ہم جنگ کریں گے ہم ایک دفعہ پھر تیری راہ میں قتل کیے جائیں گے۔

امام ہناد نے زہد میں اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہداء کی روحیں باغات میں ہوں گی جو جنت کے صحن میں ہوں گے ان کی طرف بیل اور مچھلی بھیجی جائے گی ان پر بھیڑ کی جائے گی اور جنتی ان سے دل بہلائیں گے جب جنتی کسی چیز کی ضرورت محسوس کریں گے ان میں سے ایک دوسرے کو زخمی کرے گی تو جنتی اس سے کھائیں گے تو جنت میں موجود ہر چیز کا ذائقہ وہ پائیں گے۔

امام احمد، ابن شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر طبرانی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہداء جنت کے دروازے پر روشن نہر سبز قبوں میں ہوں گے، صبح وشام ان کا رزق جنت سے ان کی طرف لایا جائے گا (2)۔

امام ہناد نے زہد میں حضرت ابن اسحاق رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہداء تین قسم کے ہیں ان میں سے ادنی مرتبے والا وہ ہے جسے اپنی جان اور مال کے ساتھ محبت ہے نہ وہ قتل کرنے اور نہ ہی قتل ہونے کا ارادہ کرتا ہے، ایک اجنبی تیر آتا ہے جو اسے لگ جاتا ہے اس کے خون کا پہلا قطرہ جو گرتا ہے اس کے ساتھ ہی اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پھر آسمان سے اللہ تعالیٰ ایک جسم اتارتا ہے جس میں اس کی روح رکھی جاتی ہے پھر اسے آسمان کی طرف اٹھالیا جاتا ہے وہ جس آسمان سے بھی گزرتا ہے فرشتے اسے الوداع کہتے ہیں یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ تک جا پہنچتا ہے۔ جب اس کی بارگاہ میں پہنچتا ہے تو سجدہ میں گر پڑتا ہے پھر اس کے بارے میں حکم دیا جاتا ہے تو اسے ریشم کے ستر حلے پہنائے جاتے ہیں پھر اس کے بارے میں حکم ہوتا ہے اسے اس کے شہداء بھائیوں کی طرف لے جاؤ اور اسے ان کے ساتھ ملا دو وہ شہید ان کے پاس لایا جاتا ہے جب کہ وہ جنت کے دروازے کے پاس سبز قبوں میں ہوتے ہیں ان کا کھانا جنت سے ان کے پاس لایا جاتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابن آدم لگا تار حمد کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زندہ ہو جاتا ہے مرتا نہیں پھر آپ نے بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ سے مراد ہے اللہ تعالیٰ

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 264 (9557) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 113، مصر 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 115

انہیں جو خیر، کرامت اور رزق عطا فرماتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب لوگ جنت میں داخل ہوئے اور اس میں شہداء کے شرف کو دیکھا تو انہوں نے کہا کاش ہمارے بھائی جو دنیا میں رہ گئے ہیں وہ جانتے کہ ہم کس شرف وفضیلت میں ہیں۔ جب وہ کسی جنگ میں شریک ہوں تو خود حصہ لیں یہاں تک کہ اس میں شہید ہو جائیں جس کے نتیجہ میں وہ بھی وہی چیز پائیں جو ہم نے خیر پائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے معاملہ اور شرف کی خبر ان کے نبی کو دی اور شہداء کو بتایا کہ میں نے تمہارے نبی پر وحی نازل کی ہے اور اسے تمہارے معاملہ اور تمہاری فضیلت سے آگاہ کر دیا ہے اس لیے خوش ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے کہ دنیا میں رہنے والے ان کے بھائی جہاد کے حریص ہوں اور ان کے ساتھ شامل ہو جائیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ شہید کو ایک خط پیش کیا جاتا ہے جس میں یہ ہوتا ہے کہ اس کے بھائیوں اور خاندان میں سے کون کون اس کے پاس آرہے ہیں اس کو بتایا جاتا ہے فلاں آدمی فلاں دن تیرے پاس آئے گا، فلاں آدمی فلاں دن تیرے پاس آئے گا تو ان کے آنے سے وہ خوش ہوگا جس طرح دنیا میں کسی غائب رشتہ دار کے آنے سے وہ خوش ہوتا تھا (1)۔

يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ اَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۱﴾

"خوش ہو رہے ہیں اللہ کی نعمت اور اس کے فضل پر اور (اس پر) کہ اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا اجر ایمان والوں کا"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت شہداء کے علاوہ تمام مومنوں کو جامع ہے۔ بہت ہی کم ایسا ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی فضیلت کا ذکر کیا اور انہیں عطا کیے گئے ثواب کا ذکر کیا مگر ان کے بعد مومنوں کو عطا فرمائے جانے والے فضل وبدلہ کا ذکر نہ کیا ہو۔

امام حاکم نے عبد الرحمٰن بن جابر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو شہداء احد کا ذکر کرتے ہوئے سنا اللہ کی قسم مجھے یہ بات اچھی لگی کہ مجھے بھی پہاڑ کے دامن میں میرے ساتھیوں کے ساتھ قتل کر دیا جاتا (2)۔

امام حاکم نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ جب صحابہ جنگ سے واپس آگئے تو حضور ﷺ نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نہ پایا۔ ایک آدمی نے کہا میں نے آپ کو ان درختوں کے پاس دیکھا تھا، آپ کہہ رہے تھے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 116، مصر   2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 86 (2407) دار الکتب العلمیہ بیروت

اللہ اور اس کے رسول کا شیر ہوں، اے اللہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں نے جو کچھ کیا ہے میں اس سے تیری بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور جو یہ لوگ بھاگ گئے ہیں، اس سے میں آپ کی خدمت میں معذرت پیش کرتا ہوں۔ حضور ﷺ وہاں تشریف لائے جب آپ کے جسم کو دیکھا تو رونے لگے۔ جب آپ کے اعضاء کو کٹے ہوئے دیکھا تو ہچکی بندھ گئی پھر فرمایا کیا انہیں کفن دیا جائے گا؟ تو ایک انصاری صحابی اٹھا اور اپنی چادر ان پر ڈال دی پھر ایک اور اٹھا اس نے بھی ایک کپڑا ڈال دیا۔ یہ کپڑا آپ کے والد کے لیے اور یہ کپڑا میرے چچا کے لئے پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش لائی گئی، ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی پھر دوسرے شہداء کی لاشیں لائی جاتیں، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش ایک طرف رکھ دی گئی، ان پر نماز جنازہ پڑھی جاتی پھر اسے اٹھالیا جاتا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو رہنے دیا جاتا یہاں تک کہ تمام شہداء کی نماز جنازہ پڑھی گئی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہا پھر میں واپس آیا تو بوجھل دل تھا۔ میرے والد نے مجھ پر قرض اور بہت سا خاندان چھوڑا تھا۔ جب رات پڑی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا فرمایا اے جابر اللہ تعالیٰ نے تیرے والد کو زندہ کیا اس سے کلام فرمائی اور پوچھا کوئی خواہش کرو تو تیرے والد نے کہا میرے یہ آرزو ہے کہ تو میری روح کو لوٹائے مجھے دوبارہ پیدا کرے جس طرح پہلے پیدا کیا تھا پھر تو مجھے اپنی نبی کی طرف بھیجے پھر میں تیرے راستہ میں جنگ کروں اور دوبارہ قتل کیا جاؤں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ انہیں دوبارہ نہیں لوٹایا جائے گا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ان شہداء کے سید حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہوں گے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو کپڑے کے ایک ٹکڑے میں کفن دیا گیا۔ جب صحابہ اس کپڑے کو سر پر بچھاتے تو پاؤں باہر نکل آتے۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ اسے سر پر بچھائیں اور پاؤں پر اذخر گھاس رکھ دیں۔ فرمایا اگر مجھے حضرت صفیہ کے جزع فزع کا ڈر نہ ہوتا تو میں آپ کو یونہی چھوڑ دیتا، ہم اسے دفن نہ کرتے یہاں تک کہ آپ کو پرندوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھایا جاتا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ احد کے موقع پر فرمایا کیا کوئی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کی جگہ کو جانتا ہے۔ ایک آدمی نے کہا "میں" فرمایا چلو ہمیں دکھاؤ۔ آپ چلے یہاں تک کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کے پاس کھڑے ہو گئے۔ آپ نے دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا پیٹ چاک کر دیا گیا ہے اور آپ کی لاش کو مسخ کر دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے یہ دیکھنا پسند نہ کیا۔ آپ شہداء کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ فرمایا میں ان شہداء پر گواہ ہوں انہیں ان کے خونوں کے ساتھ دفن کر دو کیونکہ ہر زخمی کو قیامت کے روز یوں اٹھایا جائے گا کہ اس کے زخم سے خون بہہ رہا ہوگا۔ اس کا رنگ تو خون کا ہوگا مگر خوشبو کستوری کی ہوگی جس آدمی کو قرآن زیادہ یاد تھا۔ اسے پہلے لاؤ اور اسے لحد میں رکھو (3)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 130 (2557)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (2558)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 372 (36787)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام نسائی اور حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نماز کے لیے آیا جب کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھا رہے تھے۔ جب وہ آدمی صف تک پہنچا تو اس نے کہا اے اللہ تو جو صالحین کو عطا فرماتا ہے اس سے بہترین مجھے عطا فرما۔ جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو پوچھا ابھی بات کرنے والا کون تھا؟ تو اس نے عرض کی "میں" تو حضور ﷺ نے فرمایا پھر تیرے گھوڑے کو زخمی کیا جائے گا اور اللہ کی راہ میں تجھے شہید کیا جائے گا (1)۔

امام احمد، امام مسلم، امام نسائی اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ایک جنتی لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا اے ابن آدم تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا؟ تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب بہترین۔ تو اللہ تعالیٰ اسے فرمائے گا کوئی سوال کر۔ کوئی خواہش کر۔ تو وہ عرض کرے گا میں تیری بارگاہ اقدس میں التجاء کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا کی طرف واپس بھیج دے۔ میں تیری راہ میں دس بار قتل کیا جاؤں، یہ بات اس لیے کی کیونکہ اس نے شہادت کی فضیلت کو دیکھ لیا تھا۔ فرمایا ایک جہنمی لایا جائے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے ابن آدم تو نے اپنا ٹھکانہ کیسا پایا تو وہ عرض کرے گا سب سے برا ٹھکانہ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو اس سے چھٹکارا پانے کے لئے زمین بھر سونا دینے کے لئے تیار ہے۔ عرض کرے گا ہاں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا ہے، میں نے تجھ سے اس سے کم کا مطالبہ کیا تھا لیکن تو نے ایسا نہ کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن خذیمہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر وہ تین افراد پیش کئے گئے جنہیں جنت میں سب سے پہلے داخل کیا جائے گا اور وہ تین افراد بھی پیش کئے گئے جنہیں جہنم میں سب سے پہلے داخل کیا جائے گا۔ جنت میں جنہیں سب سے پہلے پیش کیا جائے گا۔ وہ شہید، غلام جس نے اپنے رب کی عبادت اچھی طرح کی اور اپنے آقا کے لیے بھی مخلص رہا اور پاک دامن صاحب اولاد وہ تین افراد جنہیں جہنم میں سب سے پہلے داخل کیا جائے گا وہ امیر ہے جو لوگوں پر مسلط ہوا مالدار جو اپنے مال سے اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا نہ کرتا ہو فخر کرنے والا فقیر (3)۔

امام حاکم نے حضرت سہل بن ابی امامہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شہید کے خون کا جو پہلا قطرہ گرتا ہے اس کے ساتھ اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (4)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ایوب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جو آدمی صبر کرے یہاں تک کہ اسے شہید کر دیا جائے یا وہ غالب رہے تو اسے قبر کا عذاب نہیں دیا جائے گا (5)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حارثہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 88 (2402) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 85 (2455)

3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 106 (1642)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 130 (2555) 5۔ ایضاً، (2556)

بن سراقہ نگہبان کے طور پر روانہ ہوئے، ایک تیر آیا جس نے آپ کو قتل کر دیا تو آپ کی ماں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ حارثہ سے میرے تعلق کو خوب جانتے ہیں۔ اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں ورنہ میں جو کرنا چاہتی ہوں۔ کروں تو حضور ﷺ نے فرمایا اے حارثہ کی ماں وہاں کوئی ایک جنت نہیں بلکہ بہت ساری جنتیں ہیں، حارثہ اس میں سب سے اچھی جنت میں ہے یا فرمایا فردوس اعلیٰ میں ہے (1)۔

امام احمد اور نسائی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو انسان بھی زمین پر فوت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کا اچھا بدلہ ہوتا ہے وہ پسند نہیں کرتا کہ دنیا کی طرف پلٹے مگر شہید پسند کرتا ہے کہ وہ تمہارے پاس واپس آئے اور اسے ایک دفعہ پھر قتل کیا جائے (2)۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ کوئی جنتی بھی ایسا نہیں کہ اس کے لئے دنیا کی طرف پلٹنا اچھا لگتا ہو اگرچہ اسے دس گنا اجر ملے مگر شہید وہ یہ پسند کرتا ہے کہ کاش اسے دنیا کی طرف دس مرتبہ لوٹایا جائے اور شہید کیا جائے اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے شہادت کی فضیلت دیکھ لی ہے (3)۔

امام ابن سعد، امام احمد اور بیہقی نے حضرت قیس جذامی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے چھ فضائل ہیں اس کے خون کا جب پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اسے عذاب قبر سے پناہ دے دی جاتی ہے، کرامت کا لباس پہنایا جاتا ہے، اسے جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اسے بڑے خوف سے امن دیا جاتا ہے، اس کی شادی حور عین سے کی جاتی ہے (4)۔

امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ شہید کی اللہ تعالیٰ کے ہاں خاص شانیں ہیں ان کے خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اسے جنت کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے، اسے ایمان کا حلہ پہنایا جاتا ہے، اسے عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے، اسے بڑے خوف سے محفوظ رکھا جاتا ہے، اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جو یاقوت کا بنا ہوتا ہے جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہے اس کی بہتر حور عین سے شادی کی جاتی ہے اور اس کے ستر قریبیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کی جاتی ہے (5)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (6)۔

امام بزار، بیہقی اور اصبہانی نے ترغیب میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی

1۔ صحیح بخاری جلد 3، صفحہ 1034 (2654) دار ابن کثیر دمشق
2۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 318، دار صادر بیروت
3۔ شعب الایمان، کتاب الجہاد، جلد 4، صفحہ 20 (4343) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 24 (4252)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 25 (4254)
6۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 533 (9516)، دار الفکر بیروت

ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء تین قسم کے ہیں: ایک وہ آدمی ہے جو اپنی جان اور مال لے کر جہاد پر نکلا، مقصود اللہ کی رضا تھا، وہ ارادہ کرتا ہے کہ نہ کسی کو قتل کرے نہ اسے قتل کیا جائے اور نہ ہی وہ جنگ میں شریک ہو، وہ صرف مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہتا ہے۔ اگر وہ مرجائے اسے قتل کر دیا جائے تو اس کے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اسے عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے، بڑے خوف سے اسے امن دیا جاتا ہے، اس کی شادی حورعین (موٹی آنکھوں والی حور) سے شادی کی جاتی ہے، اسے کرامت کا لباس پہنایا جاتا ہے، اس کے سر پر وقار اور خلد کا تاج پہنایا جاتا ہے۔ شہید کی دوسری قسم یہ ہے جو اپنے مال اور اپنی جان کے ساتھ جہاد پر نکلتا ہے، وہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ قتل تو کرے اور اسے قتل نہ کیا جائے، اگر وہ مرجائے یا اسے قتل کر دیا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حضرت ابراہیم کے بالکل برابر بیٹھا ہوگا جیسے فرمایا: فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ، شہید کی تیسری قسم وہ ہے جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد پر نکلتا ہے وہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ قتل کرے اور اسے شہید کیا جائے، اگر وہ مرجائے یا قتل کر دیا جائے تو وہ قیامت کے روز یوں آئے گا، تلوار سونتی ہوگی، اپنے کندھے پر رکھی ہوگی جب کہ لوگ گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوں گے۔ تو وہ کہے گا کیا ہمارے لیے جگہ نہیں بناؤ گے جب کہ ہم وہ ہیں کہ ہم نے خون اور مال اللہ کی راہ میں خرچ کیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر وہ یہ بات حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو کہے یا کسی نبی کو کہے تو ان کے لئے راستہ چھوڑ دے کیونکہ وہ اس کے حقوق سے آگاہ ہیں یہاں تک کہ وہ عرش کے دائیں جانب نور کے منبروں کے پاس آئیں گے، وہ ان پر بیٹھ جائیں گے اور دیکھیں گے کہ لوگوں کے درمیان کیسے فیصلہ کیا جا رہا ہے، وہ نہ موت کا غم پائیں گے، نہ برزخ میں غمگین ہوں گے، انہیں صیحہ خوفزدہ نہیں کرے گا انہیں حساب میزان اور صراط نہیں ڈرائے گا، وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ ہوتا ہوا، دیکھیں گے وہ جس چیز کا بھی سوال کریں، انہیں عطا کر دی جائے گی وہ جس کی سفارش کریں گے، ان کی سفارش مانی جائے گی وہ جنت میں سے جو پسند کریں گے انہیں عطا کیا جائے گا، جنت میں جہاں پسند کریں گے وہاں وہ ٹھہریں گے (1)۔

امام احمد، طبرانی، ابن حبان اور بیہقی نے عتبہ بن عبد السلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہداء کی تین قسمیں ہیں: ایک وہ مومن ہے جو اللہ کی راہ میں اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ وہ دشمنوں سے ملتا ہے، ان سے جنگ کرتا ہے یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے، یہ وہ شہید ہے جسے آزمایا گیا، یہ اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے اس کے خیمہ میں ہوگا، انبیاء اس سے صرف درجہ نبوت میں فضیلت رکھیں گے۔ دوسرا شہید وہ مومن ہے جس نے گناہ اور خطائیں کیں، اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کیا یہاں تک کہ وہ دشمن سے ملا جنگ کی اور شہید ہو گیا، یہ پاک کیے گئے شہداء ہیں، ان کے گناہ اور خطائیں ختم کر دی جائیں گی کیونکہ تلوار (جہاد) گناہوں کو مٹا دیتی ہے اور جس دروازہ سے وہ جنت میں داخل ہونا چاہے گا، اسے جنت میں داخل کر دیا جائے گا، جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں، بعض دروازے بعض سے فضیلت رکھتے ہیں۔ تیسرا منافق ہے جو اپنی جان اور مال کے ساتھ جہاد کرتا

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 25 (4255) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ہے یہاں تک کہ وہ دشمن کا سامنا کرتا ہے، اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جاتا ہے تو وہ آدمی جہنم میں ہو گا کیونکہ تلوار (جہاد) نفاق کو ختم نہیں کرتا (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے مگر قرض (2)۔

امام احمد نے حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید کیا جاؤں تو میرے لیے کیا ہوگا؟ فرمایا جنت جب وہ واپس مڑا تو فرمایا مگر قرض۔ جبرئیل امین نے ابھی سرگوشی کر کے مجھے بتایا ہے (3)۔

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت ابن ابی عمیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر مسلمان جس کی روح اللہ تعالیٰ قبض کر لیتا ہے، اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ تمہاری طرف لوٹے اور اس کے لئے دنیا اور مافیہا ہو مگر شہید کا معاملہ مختلف ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت مجھے دنیا کی ہر چیز (خیموں والے اور مکانات والے) سے زیادہ محبوب ہے (4)۔

امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شہید کو قتل ہونے کی اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تمہیں جسم کی چٹکی لینے کی تکلیف ہوتی ہے (5)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب لوگ حساب کے لئے حاضر ہوں گے تو ایک قوم آئے گی جنہوں نے اپنی تلواریں اپنی گردنوں پر رکھی ہوں گی جن سے خون بہ رہا ہوگا۔ وہ جنت کے دروازے پر بھیڑ کریں گے تو ان کے بارے میں پوچھا جائے گا؟ یہ کون ہیں بتایا جائے گا یہ شہدا ہیں جنہیں رزق دیا گیا ہے (6)۔

امام احمد، ابو یعلی، بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت نعیم بن ہمار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضور ﷺ سے پوچھا کون سا شہید افضل ہے؟ فرمایا جو صف میں شامل ہوتے ہیں تو وہ شہید ہونے تک پیٹھ نہیں پھیرتے، یہ جنت کے اعلیٰ مقامات میں گھومتے پھرتے ہوں گے، انہیں دیکھ کر ان کا رب مسکرائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو دیکھ کر دنیا میں مسکرائے تو اس پر کوئی حساب کتاب نہیں (7)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 26 (4261) 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 129 (2554)

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 139، دار صادر بیروت 4۔ سنن نسائی باب تمنی القتل فی سبیل اللہ، جلد 2، صفحہ 60، کراچی

5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 7، صفحہ 121 (1668) دار الکتب العلمیہ بیروت

6۔ معجم طبرانی اوسط، جلد 3، صفحہ 16 (2019)، مطبوعہ مکتبۃ المعارف الریاض 7۔ مسند ابو یعلی، جلد 6، صفحہ 61 (6820) دار الکتب العلمیہ بیروت

کے روز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے بہتر جہاد کرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو پہلی صف میں شامل ہوتے ہیں، وہ شہید ہونے تک پیٹھ نہیں پھیرتے، یہ جنت کے بالا خانوں میں گھومتے پھرتے ہوں گے، انہیں دیکھ کر ان کا رب مسکرائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو دیکھ کر مسکرائے تو ان کا حساب نہیں ہوتا (1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شہید کا ذکر کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ شہید کے خون سے ابھی زمین خشک نہیں ہوتی یہاں تک اس کی دو بیویاں اس کی طرف جلدی سے آتی ہیں، گویا یہ دونوں دایہ ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو بے آباد زمین میں گم کر دیا ہے، دونوں کے ہاتھوں میں ایک ایک حلہ ہوتا ہے جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہوتا ہے (2)۔

امام نسائی نے حضرت راشد بن سعید رحمہ اللہ سے انہوں نے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی کیا وجہ ہے کہ مومنوں کو ان کی قبروں میں آزمائش میں ڈالا جاتا ہے مگر شہید کو آزمائش میں مبتلا نہیں کیا جاتا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کے سر پر بجلیوں کے چمکنے کی آزمائش ہی کافی ہے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک حبشی آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں سیاہ رنگ کا آدمی ہوں، بدبودار ہوں، بدصورت ہوں، میرے پاس مال بھی نہیں اگر میں ان لوگوں (کفار) سے جہاد کروں تو میں کہاں ہوں گا، تو حضور ﷺ نے فرمایا جنت میں۔ اس نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا حضور ﷺ اس کے پاس تشریف لائے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے تیرے چہرے کو سفید کر دیا ہے، تیری خوشبو اچھی کر دی ہے اور تیرے مال کو زیادہ کر دیا ہے۔ فرمایا اس کے لیے یا اس کے علاوہ کے لئے میں نے حور عین میں سے اس کی بیوی کو دیکھا ہے کہ اس نے اس کے اون کے جبے کو کھینچا ہے اور وہ اس کے اور اس کے جبہ کے درمیان داخل ہو گئی ہے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایک بدو کے خیمہ کے پاس سے گزرے آپ صحابہ کے جلو میں تھے جو جنگ کا ارادہ رکھتے تھے۔ بدو نے خیمہ کی ایک طرف اٹھائی پوچھا کون ہو؟ اسے بتایا گیا اللہ کے رسول اور آپ کے صحابہ ہیں جو جہاد کے لئے جا رہے ہیں۔ وہ بھی ان کے ساتھ چل پڑا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک یہ جنت کے بادشاہوں میں سے ایک ہے۔ صحابہ نے دشمن سے جنگ کی، وہ بدو شہید ہو گیا، اس بارے میں حضور ﷺ کو بتایا گیا۔ حضور ﷺ اس کی میت کے پاس آئے، اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے، آپ خوش تھے، مسکرا رہے تھے پھر حضور ﷺ نے اس سے رخ پھیر لیا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو دیکھا آپ خوش تھے، مسکرا رہے تھے پھر آپ نے رخ انور پھیر لیا۔ فرمایا جو تم نے میری خوشی کو دیکھا یہ اس وقت ہوا جب میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس کی روح کی تعظیم دیکھی۔ جہاں تک میرے اعراض کا تعلق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ

1۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 532 (9514)، دار الفکر بیروت 2۔ سنن ابن ماجہ، باب فضل الشہادۃ، جلد 3، صفحہ 363 (2798) بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 153 (2463)

حورعین میں سے اس کی بیوی اس کے سر کے پاس موجود ہے (1)۔

امام ہناد نے زہد میں، عبد بن حمید اور طبرانی نے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شہید کا جونہی خون کا پہلا قطرہ گرتا ہے تو اس کے سابقہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ دو فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس جنت کا ریحان اور جنت کا کفن ہوتا ہے اور آسمان کی اطراف میں فرشتے ہوتے ہیں جو کہتے ہیں سبحان اللہ آج زمین سے پاکیزہ خوشبو اور پاکیزہ روح آئی ہے، وہ جس دروازہ کے پاس سے گزرتا ہے تو وہ کھول دیا جاتا ہے، وہ جس فرشتہ کے پاس سے گزرتا ہے وہ اس کے لئے دعا کرتا ہے اور اسے الوداع کرتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لایا جاتا ہے، وہ فرشتوں سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کرتا ہے اور فرشتے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں پھر اس کے بارے میں حکم ہوتا ہے کہ اسے شہداء کے پاس لے جاؤ اسے لے جایا جاتا ہے، وہ شہداء کو سرسبز وشاداب باغوں اور ریشم کے قبوں میں پاتا ہے، ان کے پاس ہی بیل اور مچھلیاں کھیل رہی ہوتی ہیں، وہ ہر روز ایسا کھیل کھیلتی ہیں جو انہوں نے گزشتہ روز نہیں کھیلا تھا، مچھلی جنت کی نہروں میں رہتی ہے۔ جب شام ہوتی ہے تو بیل اسے سینگھ مارتا ہے اور جنتیوں کے لئے اسے ذبح کر دیتا ہے۔ جنتی اس مچھلی کا گوشت کھاتے ہیں وہ اس کے گوشت میں جنت کے نہروں کی خوشبو کا ذائقہ پاتے ہیں۔ بیل رات جنت میں بغیر چرواہے کے رہتا ہے۔ جب صبح ہوتی ہے تو مچھلی اس کے پاس آتی ہے۔ اسے دم مارتی ہے تو جنتی اس بیل کا گوشت کھاتے ہیں، وہ جنت کے پھلوں میں سے ہر پھل کا ذائقہ اس میں پاتے ہیں، وہ صبح وشام اپنی منازل کو دیکھتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ قیامت قائم ہو۔

جب مومن فوت ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کے ریحان اور جنت کے ایک کپڑے کے ساتھ دو فرشتے بھیجتا ہے جس میں اس کی روح قبض کی جاتی ہے۔ اسے کہا جاتا ہے اے نفس مطمئنہ روح، ریحان اور اپنے رب کی طرف نکلو جو تم پر غصے نہیں تو وہ جسم سے عمدہ خوشبو کے ساتھ نکلتا ہے، جس عمدہ خوشبو کو کوئی ناک پاتی ہے جب کہ آسمان کی اطراف میں فرشتے ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں سبحان اللہ آج زمین سے عمدہ خوشبو اور بہترین روح آئی ہے، وہ جس دروازے کے پاس سے گزرتا ہے، وہ دروازہ اس کے لئے کھول دیا جاتا ہے وہ جس فرشتے کے پاس سے گزرتا ہے وہ اس کے لئے دعا کرتا ہے اور اسے الوداع کہتا ہے یہاں تک کے اسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے، فرشتے پہلے سجدہ کرتے ہیں اور وہ ان کے بعد سجدہ کرتا ہے۔ پھر میکائیل کو بلایا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نفس کو لے جاؤ اور مومنوں کی نفوس کے ساتھ ملا دو یہاں تک کہ میں قیامت کے روز تجھ سے ان کے بارے میں پوچھوں گا، اس کی قبر کو حکم ہوتا ہے جسے اس پر لمبائی اور چوڑائی میں ستر ستر ہاتھ کھول دیا جاتا ہے، اس کے لئے قبر میں ریحان رکھ دیا جاتا ہے اور ریشم سے اسے مضبوط کر دیا جاتا ہے، اگر اسے قرآن حکیم یا کوئی حصہ یاد ہو تو اسے اس کا نور پہنایا جاتا ہے اگر اس کو قرآن حکیم کا کوئی حصہ یاد نہ ہو تو اسے سورج جیسا نور دیا جاتا ہے اس کی مثال دلہن جیسی ہے جسے اس کا محبوب ترین آدمی ہی جگاتا ہے۔

جب کافر مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف بھی دو فرشتے بھیجتا ہے جن کے پاس دھاری دار کپڑا ہوتا ہے جو ہر بدبودار چیز

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 53 (4317)، دار الکتب العلمیہ بیروت

سے بدبودار ہوتا ہے اور ہر کھردری چیز سے کھردرا ہوتا ہے۔ اسے کہا جاتا ہے اے خبیث نفس نکلو تو نے اپنے لئے کتنی بری چیز آگے بھیجی ہے تو اس کا نفس یوں نکلتا ہے کہ وہ اتنا بدبودار ہوتا ہے جس کو کوئی انسان پاتا ہے پھر اس کی قبر کو حکم دیا جاتا ہے تو وہ اس پر تنگ ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں پیوست ہو جاتی ہیں۔ اس پر ایسے سانپ چھوڑے جاتے ہیں جو بختی اونٹوں کی طرح موٹے ہوتے ہیں۔ وہ اس کا گوشت کھاتے ہیں، اس پر ایسے فرشتے مسلط کر دیئے جاتے ہیں جو گونگے بہرے اور اندھے ہوتے ہیں، وہ نہ اس کی آواز سنتے ہیں اور نہ ہی اسے دیکھتے ہیں کہ اس پر رحم کرتے، وہ اکتاتے بھی نہیں۔ جب وہ اسے مارتے ہیں وہ الله تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس پر یہ سلسلہ یونہی جاری رہے یہاں تک کہ اسے جہنم میں ڈال دیا جاتا ہے(1)۔

امام طیالسی، ترمذی اور بیہقی نے شعب میں حضرت عمر بن خطاب رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ میں نے رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ شہداء کی چار قسمیں ہیں: ایک وہ ہے جو عمدہ ایمان والا ہے، وہ دشمن سے جنگ کرتا ہے، الله تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے، وہ جنگ کرتا ہے یہاں تک کہ اسے قتل کر دیا جاتا ہے، یہی وہ شخص ہے جس کی طرف لوگ اپنی نظریں اٹھائیں گے، آپ نے اپنی نظر اٹھائی یہاں تک کہ وہ ٹوپی سر سے گر گئی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر تھی یا حضرت عمر کے سر پر تھی۔ یہ پہلے درجہ کا شہید ہے۔ دوسرا وہ ہے جو مومن ہے، جس کا ایمان عمدہ ہے، جب وہ دشمن سے ملتا ہے تو بزدلی کی وجہ سے گویا اس کی جلد میں کیکر کا کانٹا پیوست ہو گیا ہے، ایک آوارہ تیر آتا ہے جو اسے قتل کر دیتا ہے، یہ دوسرے درجہ میں ہے، تیسرا آدمی وہ ہے جو اچھے اور برے عمل کرتا ہے، وہ دشمن سے جنگ کرتا ہے، الله تعالیٰ کی تصدیق کرتا ہے اور قتل ہو جاتا ہے، یہ تیسرے درجہ میں ہوگا۔ چوتھا وہ ہے جو اپنی جان پر ظلم کرتا ہے، وہ دشمن سے جنگ کرتا ہے یہاں تک کہ قتل ہو جاتا ہے، یہ چوتھے درجہ میں ہوگا(2)۔

امام ابو درداء اور ابن حبان نے حضرت ابو درداء رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ شہید قیامت کے روز اپنے خاندان کے ستر افراد کی سفارش کرے گا(3)۔

امام طبرانی نے اور بیہقی نے البعث والنشور میں حضرت یزید بن شجرہ رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں جب لوگ نماز کے لئے اور جنگ کے لئے صفیں بناتے ہیں تو آسمان اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں حور عین کو مزین کیا جاتا ہے اور انہیں آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے۔ جب مجاہد آگے بڑھتا ہے تو حوریں کہتی ہیں اے الله اس کی مدد فرما اور جب وہ پیٹھ پھرتا ہے تو حوریں اس سے حجاب کر لیتی ہیں اور کہتی ہیں اے الله اسے بخش دے تم دشمنوں کے منہ پھیر دو اور حور عین کو ذلیل و رسوا نہ کرو کیونکہ تمہارا پہلا قطرہ جو گرتا ہے اس سے تمام گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔ حور عین میں سے دو بیویاں اس کی طرف اترتی ہیں۔ اس کے چہرے سے مٹی صاف کرتی ہے اور کہتی ہیں ہم

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 8، صفحہ 241 (7941) بیروت　2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 29 (4262)

3۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 341، وزارت تعلیم اسلام آباد

تیرے لیے ہیں اور وہ کہتا ہے میں تم دونوں کے لئے ہوں پھر اسے سو حلے پہنائے جاتے ہیں جو انسان کے بنے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ جنت کی نباتات سے ہوتے ہیں۔ اگر انہیں دو انگلیوں کے درمیان رکھا جائے تو یہ اسے کافی ہو جائیں۔ آپ فرماتے تھے بے شک تلواریں جنت کی چابیاں ہیں (1)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابو بکر محمد بن احمد تمیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے قاسم بن عثمان جوعی کو یہ کہتے ہوئے سنا میں نے ایک آدمی کو بیت اللہ شریف کے گرد طواف کرتے ہوئے دیکھا وہ صرف یہ بات کہتا تھا اے اللہ تو نے محتاجوں کی حاجت کو پورا کیا اور میری حاجت کو پورا نہ کیا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا وجہ ہے تو اس سے زیادہ بات نہیں کرتا؟ اس نے کہا میں ساری بات تجھے بتاتا ہوں ہم سات ساتھی تھے جو مختلف علاقوں کے رہنے والے تھے، ہم نے دشمن کے علاقہ میں جہاد کیا تو ہم سب گرفتار ہو گئے، ہمیں الگ لے جایا گیا تا کہ ہماری گردنیں اڑا دی جائیں تو میں نے آسمان کی طرف دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ سات دروازے کھلے ہیں، وہاں حورعین میں سے سات لڑکیاں ہیں، ہر دروازے پر ایک لڑکی ہے، ہم میں سے ایک آدمی آگے بڑھا تو اس کی گردن اڑا دی گئی، میں نے ایک لڑکی کو دیکھا جس کے ہاتھ میں رومال تھا، وہ زمین کی طرف اتری یہاں تک کہ چھ کی گردنیں اڑا دی گئیں اور میں باقی رہ گیا اور وہ ایک دروازہ اور ایک لڑکی رہ گئی، جب میں آگے بڑھا تا کہ میری گردن اڑا دی جائے تو امیر کے ساتھیوں میں سے ایک نے مطالبہ کیا کہ مجھے اس کے حوالے کر دیا جائے تو امیر نے مجھے اس کے حوالے کر دیا۔ میں نے اس لڑکی کو کہتے ہوئے سنا اے محروم کون سی چیز تجھ سے فوت ہوئی اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اے میرے بھائی جو چیز مجھ سے فوت ہو گئی میں اس پر حسرت کا اظہار کرتا ہوں۔ قاسم بن عثمان نے کہا میں اسے ان تمام سے بہتر خیال کرتا ہوں کیونکہ اس نے دیکھا جو اس کے دوستوں نے نہیں دیکھا تھا اور اسے شوق و محبت کے عالم میں عمل کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا (2)۔

امام ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے الفاظ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب دو آدمیوں پر بہت خوش ہوتا ہے، ایک وہ جو اپنے گھر والوں اور پیاروں کے درمیان موجود تھا تو وہ اپنے بستر اور لحاف کو چھوڑتا ہے اور نماز کی طرف جاتا ہے، وہ محض اس چیز میں رغبت رکھتا ہے جو میرے پاس موجود ہے اور اس چیز سے ڈرتا ہے جو میرے پاس عذاب موجود ہے۔ دوسرا وہ شخص ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اس کے ساتھی بھاگ جاتے ہیں وہ خوب جانتا ہے کہ بھاگ جانے میں اس پر وبال کیا ہوگا اور واپس آنے میں کیا انعام ہوگا تو وہ واپس آ جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے فرشتوں سے فرماتا ہے میرے بندے کو دیکھو، وہ اس چیز میں رغبت کی وجہ سے واپس آ گیا ہے جو میرے پاس ہے اور میرے عذاب سے ڈرتے ہوئے اس نے ایسا کیا یہاں تک کہ اس کا خون بہا دیا جاتا ہے (3)۔

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 22، صفحہ 246 (241) بغداد 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 57 (4326)، دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 123 (2531)، کتاب الجہاد، بیروت

امام بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ تین قسم کے افراد ایسے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، انہیں دیکھ کر وہ مسکراتا ہے اور ان سے خوش ہوتا ہے۔ ایک وہ جب جماعت بھاگ جاتی ہے تو اس کے بعد بھی وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جنگ کرتا رہتا ہے یا تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا اور اس کے لئے کافی ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کو دیکھو اس نے میرے لئے کیسے صبر کیا۔ دوسرا وہ جس کی خوبصورت بیوی ہو، نرم اور خوبصورت بستر ہو، وہ رات کو اٹھتا ہے، اپنی خواہش چھوڑتا ہے اور مجھ سے سرگوشیاں کرتا ہے۔ تیسرا وہ جو سفر میں ہوتا ہے اس کے ساتھ قافلہ کے لوگ ہیں وہ جاگتے رہتے ہیں یہاں تک کہ تم تھک جاتے ہیں پھر سو جاتے ہیں۔ وہ سحری کے وقت اٹھتا ہے وہ وسعت و تنگی دونوں حالتوں میں بیدار ہوتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو صدق دل سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کرتا ہے کہ اسے شہادت کا مرتبہ نصیب ہو پھر وہ طبعی موت مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے شہید کا درجہ دیتا ہے (1)۔

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت سہل بن ابی امامہ بن حنیف رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے خلوص دل کے ساتھ اللہ سے شہادت کو طلب کیا اللہ تعالیٰ اسے شہداء کے مقام پر فائز کر دیتا ہے اگرچہ اسے اپنے بستر پر موت آئے (2)۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صدق دل سے شہادت کو طلب کیا اسے اس کا مقام دے دیا جاتا ہے اگرچہ شہادت اسے نصیب نہ ہو (3)۔

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۲﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۳﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۴﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۪ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۵﴾

”جنہوں نے لبیک کہا اللہ اور رسول کی دعوت پر اس کے بعد کہ لگ چکا تھا انہیں (گہرا) زخم ان کے لئے جنہوں

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 87 (2411) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، جلد 13، صفحہ 48 (157) دارالکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، (156)

نے نیکی کی ان میں سے اور تقویٰ اختیار کیا اجر عظیم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں کہ جب کہا انہیں لوگوں نے کہ بلاشبہ کافروں نے جمع کر رکھا ہے تمہارے لئے (بڑا سامان اور لشکر) سو ڈرو ان سے تو (اس دھمکی نے) بڑھا دیا ان کے (جوش) ایمان کو اور انہوں نے کہا کافی ہے ہمیں اللہ تعالیٰ اور وہ بہترین کارساز ہے۔ (ان کے عزم و توکل کا نتیجہ یہ نکلا کہ) واپس آئے یہ لوگ اللہ کے انعام اور فضل کے ساتھ نہ چھوا ان کو کسی برائی نے اور پیروی کرتے رہے رضائے الٰہی کی اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔ یہ تو شیطان ہے جو ڈراتا ہے (تمہیں) اپنے دوستوں سے پس نہ ڈرو ان سے بلکہ مجھ سے ہی ڈرا کرو اگر تم مومن ہو"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حمراء الاسد کی طرف نکلے جب کہ ابوسفیان نے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ پر دوبارہ حملہ کا ارادہ کیا تھا۔ مشرکوں نے کہا ہم انہیں مکمل طور پر ختم کرنے سے پہلے ہی واپس آگئے ہیں، ہمیں چاہیے کہ باقی ماندہ افراد پر دوبارہ حملہ کریں۔ اسے خبر پہنچی کہ حضور ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ ان کی تلاش میں نکلے ہیں۔ اس خبر نے اسے اور ابوسفیان کو واپس جانے پر مجبور کر دیا۔ عبدالقیس کا ایک وفد اس کے پاس سے گزرا۔ ابوسفیان نے کہا محمد کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم نے ان کے ساتھیوں پر دوبارہ حملہ کرنے کا اردہ کر لیا ہے تاکہ انہیں نیست و نابود کر دیں۔ جب حمراء الاسد کے مقام پر قافلہ حضور ﷺ کے پاس سے گزرا تو انہوں نے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دی جو ابوسفیان نے کہی تھی تو رسول اللہ ﷺ اور مومنوں نے یہ کہا ہمیں اللہ کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام موسیٰ بن عقبہ نے مغازی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے مسلمانوں سے مطالبہ کیا کہ وہ ابوسفیان کے وعدہ کے مطابق بدر کی طرف نکلیں۔ شیطان نے لوگوں میں سے اپنے پیروکاروں کو برانگیختہ کیا۔ وہ لوگوں کو خوف دلانے لگے کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ قریش نے تمہارے لیے رات جیسا لشکر جمع کیا ہے، وہ امید رکھتے ہیں کہ وہ تم پر حملہ آور ہوں اور تمہارا سب کچھ چھین کر لے جائیں۔ اس لیے اپنا بچاؤ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شیطان کے خوف سے محفوظ رکھا۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر لبیک کہی اور اپنا تجارتی سامان بھی ساتھ لے گئے، کہا اگر ابوسفیان سے ملاقات ہوگئی تو وہی ہمارا مقصود ہے، اگر اس سے ملاقات نہ ہوئی تو اپنا سامان بیچیں گے۔ بدر میں منڈی لگتی تھی جو تمام سال کی ضروریات کو پورا کرتی۔ صحابہ کرام چلے یہاں تک کہ بدر کے تجارتی میلہ میں پہنچے، خرید و فروخت کی، ابوسفیان نے وعدہ خلافی کی نہ وہ آیا اور نہ ہی اس کے ساتھی آئے۔ صحابہ کے پاس سے ابن حمام گزرا، اس نے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ہیں جو ابوسفیان اور قریش کا انتظار کر رہے ہیں۔ ابن حمام قریش کے پاس آیا انہیں بتایا۔ ابوسفیان خوفزدہ ہوگیا اور مکہ مکرمہ کی طرف لوٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ انعام و کرام کے ساتھ واپس ہوگئے۔ اس غزوہ کو غزوۂ سویق کا نام بھی دیا گیا۔ یہ سن تین ہجری شوال کے مہینہ میں ہوا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 199، مصر

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو سفیان کے دل میں غزوۂ احد کے موقع پر رعب ڈال دیا جب کہ مسلمان اس سے تکلیف اٹھا چکے تھے۔ وہ مکہ مکرمہ کی طرف لوٹ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ابوسفیان نے تم سے اپنا حصہ لیا وہ لوٹ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا ہے۔ غزوۂ احد کا واقعہ شوال میں ہوا تھا۔ تاجر ذی قعدہ میں مدینہ آتے، ہر سال بدر صغریٰ میں قیام کرتے۔ یہ لوگ غزوۂ احد کے بعد آئے تھے مسلمانوں کو مصیبت پہنچ چکی تھی۔ انہوں نے حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی تھی۔ جو مصیبت مسلمانوں کو پہنچی تھی وہ ان پر بڑی شاق گزری تھی۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو ساتھ چلنے کے لئے کہا فرمایا تم ابھی کوچ کرو گے تو حج کا مقام پاؤ گے۔ اس چیز پر اگلے سال تک قادر نہ ہو گے۔ شیطان آیا اس نے اپنے دوستوں کو خوفزدہ کر دیا، کہا کفار نے تمہارے لئے بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے تو لوگوں نے حضور ﷺ کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں جاؤں گا خواہ کوئی بھی میرے ساتھ نہ چلے تو آپ کے ساتھ حضرات ابوبکر، عمر، علی، عثمان، زبیر، سعد، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف، عبداللہ بن مسعود، حذیفہ بن یمان اور ابوعبیدہ بن جراح رضوان اللہ علیہم ستر صحابہ کے قریب نکلے۔ یہ ابوسفیان کی تلاش میں تھے۔ صحابہ نے اس کو تلاش کیا یہاں تک کہ صفراء کے مقام پر جا پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام نسائی، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب مشرک احد سے واپس ہوئے تو کہنے لگے نہ تو تم نے حضرت محمد کو قتل کیا نہ تم نے نوجوان عورتوں کو اپنے پیچھے بٹھایا تم نے کتنا برا کیا واپس چلو۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں سنا۔ آپ نے لوگوں کو دعوت دی۔ صحابہ نے آپ کی دعوت پر لبیک کہی یہاں تک کہ آپ حمراء الاسد یا ابی عنبہ کے کنوے تک جا پہنچے۔ سفیان کو شک ہوا۔ مشرکوں نے کہا ہم واپس لوٹتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ آئے۔ اسے بھی غزوہ شمار کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ کو نازل فرمایا۔ ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ سے وعدہ کیا تھا اگلی جنگ بدر کے تجارتی میلہ کے موقع پر ہو گی جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا۔ بزدل تو پلٹ آیا، بہادر نے جنگ اور تجارت کا سامان لیا، وہ بدر کے مقام پر آئے، وہاں کسی کو نہ پایا۔ صحابہ نے وہاں کاروبار کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بدر صغریٰ کی طرف تشریف لے گئے جب کہ ابھی صحابہ کو زخم تھا۔ یہ اس لیے نکلے تھے کیونکہ ابوسفیان نے یہی وعدہ کیا تھا۔ ایک بدو ان صحابہ کے پاس سے گزرا پھر وہ ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں کے پاس سے گزرا وہ کہہ رہا تھا۔

وَنَفَرَتْ مِنْ رَفِقَتَي مُحَمَّدٍ وَعَجْوَةٍ مَنْثُوْرَةٍ كَالْعَنْجَدِ

میں حضرت محمد ﷺ کے ساتھیوں اور بکھری ہوئی عجوہ کھجوروں کے پاس سے گزرا جو ردی کشمش کی طرح تھیں۔

ابوسفیان اس بدو کو ملا پوچھا تو ہلاک ہو کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا میں نے حضرت محمد ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کو بدر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 117 2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 11، صفحہ 247 (11633) مکتبۃ العلوم والحکم

صغریٰ میں چھوڑا ہے ابوسفیان نے کہا وہ بات کرتے ہیں اور سچ بولتے ہیں جب کہ ہم کہتے ہیں اور سچی بات نہیں کرتے۔ عکرمہ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوسفیان کے لشکر نے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی اور واپس لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوسفیان واپس لوٹ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں رعب ڈال دیا ہے، کون ہے جو اس کی تلاش میں نکلے؟ تو نبی کریم ﷺ، حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم اور چند دوسرے صحابہ نے لبیک کہی اور مشرکوں کا پیچھا کیا۔ ابوسفیان کو یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم ﷺ اس کا پیچھا کر رہے ہیں، وہ ایک تاجروں کے قافلہ کو ملا، کہا تم حضرت محمد ﷺ کو واپس لوٹا دو، تمہارے لیے یہ انعام ہے۔ مسلمانوں کو بتاؤ میں نے تمہارے لئے اتنا بڑا لشکر جمع کیا ہے میں ان کی طرف لوٹنے والا ہوں۔ تاجر آئے اس بارے میں حضور ﷺ کو بتایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے اللہ کافی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا مجھے یہ خبر دی گئی کہ ابوسفیان اور اس کے ساتھی جب غزوۂ احد کے موقع پر واپس ہوئے تو مسلمانوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ تو مدینہ جانے کا ارادہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں، اپنے اونٹوں کو چھوڑ دیں تو وہ مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ کرتے ہیں، اگر وہ اپنے اونٹوں پر بیٹھ جائیں اور گھوڑوں کو چھوڑ دیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا ہے تو وہ مدینہ کا قصد کرنے والے نہیں۔ وہ اونٹوں پر سوار ہو گئے۔ حضور ﷺ نے لوگوں کو دعوت دی کہ مشرکوں کا پیچھا کریں تا کہ یہ دکھائیں کہ مسلمانوں میں قوت ہے۔ مسلمانوں نے دو یا تین دن تک ان کا پیچھا کیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بھانجے میرے دونوں باپ یعنی حضرت زبیر اور حضرت ابوبکر ان لوگوں میں سے تھے۔ جب غزوۂ احد کے موقع پر حضور ﷺ کو جو تکلیف پہنچی مشرک واپس چلے گئے۔ حضور ﷺ کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں وہ واپس نہ آ جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کون ان کا پیچھا کرے گا؟ تو ستر آدمیوں نے آپ کی دعوت پر لبیک کہی، ان میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ صحابہ قوم کے پیچھے چلے۔ کفار نے اس بارے میں سن لیا پھر مسلمان اللہ کی نعمت اور فضل کے ساتھ واپس ہو گئے۔ راوی نے یہ بھی کہا کہ مسلمانوں کی دشمنوں سے ملاقات نہ ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ہم اٹھارہ افراد کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد ہفتہ کے روز نصف شعبان کو ہوا تھا۔ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 118 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 312، دار الکتب العلمیہ بیروت

غزوۂ احد کا اگلا دن سولہ شوال آیا تو رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے کفار کا پیچھا کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ مؤذن نے یہ اعلان بھی کیا کہ ہمارے ساتھ وہی چلے جو کل ہمارے ساتھ تھا۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے والد نے مجھے میری سات بہنوں پر نگہبان چھوڑا ہے اور کہا اے بیٹے میرے اور تیرے لیے یہ موزوں نہیں کہ ہم ان عورتوں کو اس طرح چھوڑ جائیں کہ ان میں سے کوئی مرد نہ ہو اور میں تجھے اس بات میں بھی ترجیح نہیں دیتا کہ تم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد پر جاؤ، تم اپنی بہنوں کے پاس رہو تو اس وجہ سے میں پیچھے رہ گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی تو وہ حضور ﷺ کے ساتھ اس مہم پر روانہ ہوئے۔ حضور ﷺ دشمنوں کو خوفزدہ کرنے کے لئے نکلے تھے تا کہ انہیں یہ خبر پہنچے کہ آپ ان کی تلاش میں نکلے ہیں اور کفار یہ گمان کریں گے آپ کے پاس بڑی طاقت ہے اور مسلمانوں کو جو تکلیف پہنچی ہے اس نے انہیں دشمن کا مقابلہ کرنے سے کمزور نہیں کیا(1)۔

امام ابن اسحاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو سائب رحمہ اللہ جو عائشہ بنت عثمان کے غلام تھے، سے روایت نقل کی ہے کہ بنو عبد الاشہل میں سے ایک صحابی غزوۂ احد میں شریک ہوا، اس نے کہا میں غزوۂ احد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوا تھا، میرے ساتھ میرا بھائی بھی تھا۔ ہم دونوں زخمی ہو کر واپس لوٹے۔ جب حضور ﷺ نے دشمن کا پیچھا کرنے کا اعلان فرمایا تو میں نے اپنے بھائی سے کہا یا اس نے مجھ سے کہا رسول اللہ ﷺ کی معیت میں غزوۂ ہم سے فوت ہو جائے گا، ہمارے پاس سواری بھی نہیں کہ اس پر ہم سوار ہو جائیں اور ہم سخت زخمی ہیں۔ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے جب کہ میں دونوں سے تھوڑا زخمی تھا۔ جب اس کے لئے چلنا مشکل ہو جاتا تو ایک وادی میں اسے اٹھالیتا اور ایک وادی میں وہ چلتا یہاں تک کہ ہم بھی وہاں پہنچ گئے جہاں مسلمان ٹھہرے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ تشریف لے گئے یہاں تک کہ حمراء الاسد تک جا پہنچے۔ یہ مدینہ طیبہ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر ہے آپ وہاں تین دن، پیر، منگل اور بدھ کو ٹھہرے پھر آپ مدینہ طیبہ کی طرف لوٹ آئے۔ تو یہ آیت اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ نازل ہوئی(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اس دعوت پر لبیک کہی(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرح سے مراد زخم ہیں۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ قرأت کرتے تھے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِیْمٌ اور اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ میں فاصلہ کرو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 117 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 117 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 118

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1115 (541)، دار الصمیعی الریاض

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ سے لوٹ جانے پر شرمندہ ہوئے تو کہا واپس لوٹو اور ان کا خاتمہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تو واپس لوٹ گئے۔ وہ ایک بدو کو ملے، اس کے لئے انعام مقرر کیا، اس سے کہا اگر تم حضرت محمد اور آپ کے صحابہ کو ملو تو انہیں بتانا کہ ہم نے ان کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اس بارے میں آگاہ فرمادیا۔ آپ ان کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ حمراء الاسد تک جا پہنچے۔ راستے میں بدو سے ملے۔ بدو نے بات عرض کی تو صحابہ نے کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے، وہ بہترین کارساز ہے، پھر مسلمان حمراء الاسد سے واپس آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اور بدو کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں ناس سے مراد ابوسفیان ہے اس نے قافلہ والوں کو کہا تھا اگر تم حضور ﷺ کے صحابہ کو ملو تو انہیں بتانا کہ ہم نے ان کے لئے لشکر تیار کئے ہیں۔ قافلہ والوں نے حضور ﷺ کو بتایا تو مسلمانوں نے کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے۔ وہ بہترین کارساز ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ واپسی پر ابوسفیان ایک تجارتی قافلہ سے ملا جو مدینہ طیبہ سامان لا رہا تھا جب کہ قریش اور حضور ﷺ کے درمیان پہاڑ حائل تھا۔ ابوسفیان نے قافلہ والوں سے کہا اگر تم حضرت محمد ﷺ اور ان کے ساتھیوں کو میرا پیچھا کرنے سے واپس کر دو تو مجھ پر لازم ہے کہ انعام دے کر تمہیں راضی کروں، اگر تم انہیں میرا پیچھا کرتے ہوئے پاؤ تو انہیں بتانا کہ میں نے ان کے لئے بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے اور وہ مدینہ طیبہ کی طرف بڑھ رہا ہے، اگر تم چاہو تو مدینہ لوٹ جاؤ۔ اس خبر نے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کے یقین میں اور اضافہ کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی احد سے واپس چلے گئے تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ ان کا پیچھا کرتے ہوئے نکلے۔ جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر تھے تو بدو اور دوسرے لوگ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے یہ ابوسفیان ہے جو لوگوں کو لے کر تم پر حملہ کرنے والا ہے۔ تو مسلمانوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کافی ہے وہ بہترین کارساز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوسفیان نے غزوۂ احد یا غزوۂ احزاب کے موقع پر قریش، غطفان اور ہوازن قبائل کی طرف پیغام بھیجا۔ وہ یہ مطالبہ کر رہا تھا کہ سب مل کر حضور ﷺ پر حملہ آور ہوں۔ یہ خبر حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ تک پہنچی۔ عرض کی گئی اگر مسلمانوں میں سے ایک جماعت جائے اور آپ کو خبر لا دے۔ ایک جماعت گئی یہاں تک کہ جب وہ اس جگہ پہنچے جس بارے میں ذکر کیا گیا تھا کہ وہ وہاں ہیں تو کوئی فرد نہ دیکھا تو پھر وہ واپس لوٹ آئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 120 3۔ ایضاً

امام ابن مردویہ اور خطیب نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد کے موقع پر آپ کو یہ خبر دی گئی کہ کفار نے بڑا لشکر جمع کیا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا ہمارے لئے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کو چند افراد کے ساتھ ابوسفیان کی تلاش میں بھیجا تو بنوخزاعہ کا ایک بدو انہیں ملا۔ اس نے کہا قوم (قریش) نے تمہارے لئے بہت بڑا لشکر جمع کیا ہوا ہے تو صحابہ نے کہا ہمیں اللہ تعالیٰ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات ابوسفیان نے غزوۂ احد کے موقع پر حضور ﷺ کو کہی تھی کہ ہمارا آئندہ مقابلہ بدر میں ہوگا جہاں تم نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ممکن ہے ایسا ہو۔ حضور ﷺ اپنے وعدہ کے مطابق چلے یہاں تک کہ بدر کے مقام پر اترے آپ تجارتی منڈی میں شریک ہوئے اور خرید و فروخت کی۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ سے یہی مراد ہے۔ اس سے مراد غزوۂ بدر صغریٰ کا ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بدر دور جاہلیت میں تجارتی منڈی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ بدر میں اس سے ملیں گے۔ صحابہ کو ایک آدمی ملا تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی وہاں تو مشرکوں کی بہت بڑی جمعیت ہے۔ بزدل تو واپس لوٹ آئے، جو بہادر تھے انہوں نے تجارت اور جنگ کا سامان ساتھ لے لیا اور یہ کہا ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔ پھر صحابہ بدر کی طرف نکلے، وہاں آئے کاروبار کیا اور کسی کافر سے مقابلہ نہ ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایمان گھٹتا بڑھتا ہے۔

امام بخاری، نسائی، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا۔ جب آپ کو آگ میں پھینکا گیا اور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس وقت یہ کہا جب لوگوں نے یہ بات کہی۔ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ الخ (3)۔

امام بخاری، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم کو جب آگ میں پھینکا گیا تو آپ کا آخری کلام یہ تھا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ کہا تمہارے نبی نے بھی یہی کہا جب لوگوں نے آپ کو یہ کہا کہ مشرکوں نے بہت بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 120 مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 121

3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 317، دارالکتب العلمیہ بیروت 4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 326 (3167)، دارالکتب العلمیہ بیروت

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ وہ کلمہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس وقت کہا تھا جب آپ کو آگ میں پھینکا جارہا تھا اور یہی وہ کلمہ ہے جو تمہارے نبی اور آپ کے صحابہ نے اس وقت کہا تھا جب انہیں بتایا گیا کہ کفار نے تمہارے لئے بڑا لشکر جمع کر رکھا ہے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی بڑی مصیبت میں واقع ہو تو یہی کہا کرو حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

امام ابن ابی دنیا نے ذکر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا غم جب شدید ہوتا تو آپ اپنا ہاتھ سر اور داڑھی پر پھیرتے اور لمبا سانس لیتے اور کہتے حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۔

امام ابو نعیم نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ یہ خوف زدہ کے لئے امان ہے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے صبح کی نماز کے موقع پر دس کلمات کہے وہ انہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں کافی اور جزاوالا پائے گا، پانچ دنیا کے لئے اور پانچ آخرت کے لئے حَسْبِيَ اللّٰهُ لِدِيْنِيْ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَا اَهَمَّنِيْ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ بَغٰى عَلَيَّ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ حَسَدَنِيْ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لِمَنْ كَادَنِيْ بِسُوْءٍ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمَسْئَلَةِ فِي الْقَبْرِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الْمِيْزَانِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ عِنْدَ الصِّرَاطِ، حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَ اِلَيْهِ اُنِيْبُ ۔

میرے قرض کے لئے اللہ کافی ہے، جو چیز مجھے پریشان کر رہی ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کافی ہے، جس نے مجھ پر سرکشی کی اس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، جس نے مجھ سے حسد کیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، جس نے مجھے تکلیف دینا چاہی اس کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، موت کی تکلیف کے لئے اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، قبر میں سوال کے وقت اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، میزان کے وقت اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، صراط پر اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے، اللہ تعالیٰ مجھے کافی ہے اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور اسی کی طرف میں لوٹنے والا ہوں (2)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعمت سے مراد یہ ہے کہ وہ صحیح وسالم واپس آئے اور فضل سے مراد یہ ہے کہ ایک تجارتی قافلہ گزرا جب کہ یہ تجارتی منڈی کا زمانہ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خرید لیا آپ نے بہت سا نفع کمایا پھر نفع کو اپنے صحابہ میں تقسیم کر دیا (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں لفظ فضل سے مراد تجارت اور نفع ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 121، مصر
2۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 217، بیروت
3۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 318، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 121، مصر

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ جب غزوۂ بدر صغریٰ کے لئے بدر کی طرف نکلے تو آپ کو دراہم دیئے گئے۔ آپ نے بدر کے تجارتی میلہ میں ان کے ساتھ خرید و فروخت کی اور ان سے نفع کمایا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان سے یہی مراد ہے کہ نعمت سے مراد عافیت ہے، فضل سے مراد تجارت ہے اور سوء سے مراد قتل ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوٓءٌ سے مراد ہے کہ انہیں کسی نے تکلیف نہ دی اور اتَّبَعُوا رِضْوَانَ اللّٰهِ سے مراد ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کی (2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں پڑھتے تھے اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُكُمْ اَوْلِيَآئَهٗ)

امام ابن جریر نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ شیطان مومنوں کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان مومنوں کو کفار سے ڈراتا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شیطان تمہاری آنکھوں میں اپنے اولیاء کو بڑا کر کے پیش کرتا ہے۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں عکرمہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ تمہیں ڈراتا ہے۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں ابراہیم علیہ السلام سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ لوگوں کو اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد شیطان کا خوفزدہ کرنا ہے اور شیطان سے شیطان کا دوست ہی ڈرتا ہے۔

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾

"اور (اے جان عالم) نہ غم زدہ کریں آپ کو جو جلدی سے کفر میں داخل ہوئے ہیں بے شک یہ لوگ نہیں نقصان پہنچا سکتے اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ نہ رکھے ان کے لئے ذرا حصہ آخرت (کی نعمتوں سے) اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ بے شک جنہوں نے خرید لیا کفر کو ایمان کے عوض میں ہرگز نقصان نہ پہنچا سکیں گے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 122   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً   4۔ ایضاً

اللہ تعالیٰ کو کچھ بھی اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الَّذِیْنَ یُسَارِعُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی وہ منافق لوگ ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد کفار ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا سے مراد منافق ہیں (2)۔

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ لِیَزْدَادُوْۤا اِثْمًا ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۱۷۸﴾

''اور نہ خیال کریں جو کفر کر رہے ہیں کہ ہم جو مہلت دے رہے ہیں انہیں یہ بہتر ہے ان کے لئے صرف اس لئے ہم تو انہیں مہلت دے رہے ہیں کہ وہ اور زیادہ کر لیں گناہ اور ان کے لئے عذاب ہے ذلیل وخوار کرنے والا''۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابو بکر مروزی نے جنائز میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کوئی بھی انسان نیک ہو یا برا اس کے لئے موت زندگی سے بہتر ہے، اگر نیک ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ اگر وہ بدکار ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ خَیْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ (3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر مومن کے لئے موت بہتر ہے اور کافر کے لئے موت بہتر ہے جو میری تصدیق نہ کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ اور لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا (4)

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ موت کافر اور مومن کے لئے بہتر ہے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا کافر جتنا عرصہ زندہ رہتا ہے قیامت کے روز اس کے لئے اتنا ہی سخت عذاب ہوگا (5)۔

امام عبد بن حمید نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر کسی کے لئے موت بہتر ہے، مومن مرتا ہے تو آرام پاتا ہے، جہاں تک کافر کا تعلق ہے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَنَّمَا نُمْلِیْ لَهُمْ۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِیَذَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ حَتّٰى یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ یَجْتَبِیْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 123، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 124

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1127 (547)، دار الصمیعی الریاض 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 1128 (546)

مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۷۹﴾

”نہیں ہے اللہ تعالیٰ (کی شان) کہ چھوڑے رکھے مومنوں کو اس حال پر جس حال پر تم اب ہو جب تک الگ الگ نہ کردے پلید کو پاک سے اور نہیں ہے اللہ (کی شان) کہ آگاہ کرے تمہیں غیب پر البتہ اللہ (غیب کے علم کے لئے) چن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہتا ہے سو ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولوں پر اور اگر تم ایمان لے آئے اور تقویٰ اختیار کیا تو تمہارے لے اجر عظیم ہے“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافقوں نے کہا اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو بتائیں ہم میں سے کون ایمان لائے گا اور کون کافر رہے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار سے فرماتا ہے مَا كَانَ اللّٰهُ یعنی وہ سعادت مندوں کو بدبختوں سے ممتاز کردے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو زیبا نہیں کہ مومنوں کو اس حال پر چھوڑے جس گمراہی پر تم ہو یہاں تک کہ وہ خبیث کو طیب سے الگ کردے اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان جہاد اور ہجرت کے ذریعے الگ کردیا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غزوۂ احد کے موقع پر ان میں تفریق کردی۔ یعنی منافقوں کو مومنوں سے الگ کردیا (3)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت مالک بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حَتّٰی یَمِیْزَ الْخَبِیْثَ مِنَ الطَّیِّبِ پڑھا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ انہوں نے یاء کو مخفف اور منصوب پڑھا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَیْبِ یہ تفسیر نقل کی ہے کہ غیب پر رسول ہی مطلع ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یَجْتَبِیْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اپنے لئے مختص کرلیتا ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رضی اللہ عنہ سے یَجْتَبِیْ کا معنی یَسْتَخْلِصُ نقل کیا ہے کہ چن لیتا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 124

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1139 (548)، دار الصمیعی الریاض 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 125

وَ لَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۸۰﴾

''اور ہرگز نہ گمان کریں جو بخل کرتے ہیں اس میں جو دے رکھا ہے انہیں اللہ نے اپنے فضل وکرم سے کہ یہ بخل بہتر ہے ان کے لئے بلکہ یہ بخل بہت برا ہے ان کے لئے طوق پہنایا جائے گا انہیں وہ مال جس میں انہوں نے بخل کیا قیامت کے دن اور اللہ کے لئے ہے میراث آسمانوں اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کر رہے ہو اس سے خبردار ہے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلَّذِیْنَ..... کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اہل کتاب نے کتاب کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے سے بخل کیا ہے کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ خود بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں (النساء: 37) اس سے مراد اہل کتاب ہیں وہ خود احکام الٰہی کو چھپاتے ہیں اور لوگوں کو چھپانے کا حکم دیتے ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے سے بخل کیا اور اپنی زکوٰۃ ادا نہ کی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد مومن اور کافر ہے جو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے بخل کرتا ہے۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کے مال کو گنجے اژدھا کی شکل دی جائے گی جس کے سر پر دو نشان ہوں گے۔ قیامت کے دن یہ سانپ اس کے گلے میں طوق کی طرح ہوگا۔ وہ اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (4)۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن ماجہ، امام نسائی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے جب کہ امام ترمذی اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ہر وہ آدمی جو اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا قیامت کے روز اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 126، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 127 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 126

4۔ صحیح بخاری، کتاب الزکوٰۃ، جلد 2، صفحہ 508 (1338) دار ابن کثیر دمشق

کے مال کو گنجے سانپ کی شکل میں بدل دیا جائے گا۔ آدمی اس سے بھاگے گا جب کہ وہ سانپ اس کا پیچھا کرے گا۔ وہ کہے گا میں تیرا خزانہ ہوں یہاں تک کہ وہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا۔ پھر حضور ﷺ نے ہمارے سامنے یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جس آدمی کا مال ہو وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے قیامت کے روز گنجے سانپ کو اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا جس کے منہ میں زہر کے دو چھالے ہوں گے۔ وہ سر میں ٹونکا مارے گا جو اس کے دماغ تک پہنچے گا۔ حاکم کے الفاظ یہ ہیں وہ اس کی قبر میں اسے ڈسے گا، وہ آدمی کہے گا میرا تیرے ساتھ کیا تعلق ہے؟ تو سانپ کہے گا میں تیرا وہ مال ہوں جس کے ساتھ تو بخل کیا کرتا تھا (2)۔

امام عبد بن حمید نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز صاحب مال پر مال گنجے سانپ کی صورت میں مسلط ہوگا۔ یہ اس صورت میں ہوگا جب اس نے زکوٰۃ نہ دی ہوگی۔ سانپ اس کا پیچھا کرے گا تو وہ اس سے پناہ چاہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں اور ابن جریر نے حجر بن بیان سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کوئی رشتہ دار جب کسی رشتہ دار کے پاس آئے اور اس سے اس مال میں سے طلب کرے جو اللہ تعالیٰ نے اسے زائد عطا کیا ہے وہ اس پر بخل کرے قیامت کے روز جہنم سے اس کے لئے ایک سانپ نکلے گا، وہ زبان ادھر ادھر مار رہا ہوگا یہاں تک کہ اس کے گلے کا طوق بن جائے گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت معاویہ بن حیدہ رحمہ اللہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کوئی آدمی اپنے سردار کے پاس آتا ہے اور اس سے اس مال کا سوال کرتا ہے جو سردار کے پاس ضرورت سے زائد ہوتا ہے مگر وہ سائل کو دینے سے انکار کر دیتا ہے قیامت کے روز اس کے لئے ایک سانپ منگایا جائے گا جو مال اس نے روکا تھا اسے چٹ کر جائے گا (4)۔

امام طبرانی نے حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی رشتہ دار کسی رشتے دار کے پاس آتا ہے اس سے وہ مال طلب کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے زائد عطا کیا ہوتا ہے، وہ سائل پر بخل سے کام لیتا ہے تو اس کے لئے جہنم سے اللہ تعالیٰ ایک سانپ نکالے گا جسے شجاع کہتے ہیں، وہ اپنی زبان ادھر ادھر مار رہا ہوگا پھر اس کے گلے کا طوق بن جائے گا (5)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا اس مالدار کو پل صراط کے پاس لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ کے حکم کی اطاعت کی ہوگی اس کا مال سامنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 128، مصر
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1129 (549)، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 127، مصر
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً

ہوگا جب وہ لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اسے کہے گا چلتے جاؤ تم نے مجھ میں اللہ کا حق ادا کیا ہوا ہے پھر اس مالدار کو پل صراط کے پاس لایا جائے گا جس نے مال میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہیں کی ہوگی جب بھی وہ لڑکھڑائے گا تو اس کا مال اسے کہے گا تو ہلاک ہو تو نے مجھ میں سے اللہ کا حق کیوں ادا نہیں کیا وہ اسی طرح رہے گا یہاں تک کہ مال اس کے لئے ہلاکت کی بددعا کرتا رہے گا(1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ مال عطا کرتا ہے وہ اپنے قریبیوں سے اس حق کو روک لیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے مال میں ان کا حق رکھا ہے تو اس مال کو سانپ بنا دیا جاتا ہے جو اس کا طوق بنا دیا جاتا ہے، وہ سانپ سے کہتا ہے میرا اور تیرا کیا تعلق تو سانپ کہتا ہے، میں تیرا مال ہوں(2)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے گلے میں آگ کا طوق ہوگا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے سَيُطَوَّقُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ قیامت کے روز اس امر پر مجبور کیا جائے گا کہ وہ مال لائیں جس سے انہوں نے دنیا میں بخل کیا(4)۔

لَقَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّ نَحْنُ اَغْنِيَآءُ ۘ سَنَكْتُبُ مَا قَالُوْا وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ ۙ وَّ نَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۱۸۱﴾ ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ اَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۱۸۲﴾ۚ

”بے شک سنا اللہ نے قول ان گستاخوں کا جنہوں نے کہا کہ اللہ مفلس ہے حالانکہ ہم غنی ہیں ہم لکھ لیں گے جو انہوں نے کہا نیز قتل کرنا ان کا انبیاء کو ناحق (بھی لکھ لیا جائے گا) اور ہم کہیں گے کہ (اب) چکھو آگ کے عذاب (کا مزہ)۔ یہ بدلہ ہے اس کا جو آگے بھیجا ہے تمہارے ہاتھوں نے اور یقیناً اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرنے والا اپنے بندوں پر“۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ یہودیوں کے ایک مدرسہ میں تشریف لے گئے کیا دیکھا

1۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 380 (10657)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1134 (550)، دار الصمیعی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 1135 (551)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 128، مصر

یہودی ایک آدمی کے گرد جمع ہیں جسے فنحاص کہتے ہیں۔ یہ ان کے علماء میں سے تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھ پر افسوس اے فنحاص اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کرلو۔ اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جسے تم اپنی کتاب تورات میں پاتے ہو۔ فنحاص نے کہا ہمیں اللہ کی ضرورت نہیں، اللہ ہمارا محتاج ہے، ہم اس کی بارگاہ میں اس طرح آہ وزاری نہیں کرتے جس طرح وہ ہمارے سامنے آہ وزاری کرتا ہے، ہم تو اس سے غنی ہیں، اگر وہ غنی ہوتا تو وہ ہم سے قرض کا مطالبہ نہ کرتا، جس طرح تمہارے صاحب کا گمان ہے وہ تمہیں ربا سے منع کرتا ہے اور ہمیں وہ ربا دیتا ہے۔ اگر وہ ہم سے غنی ہوتا تو ہمیں ربا نہ دیتا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غضب ناک ہو گئے اور فنحاص کے منہ پر سخت طمانچہ رسید کیا، فرمایا اے اللہ کے دشمن اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر وہ عہد نہ ہوتا جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہے تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ فنحاص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی اے محمد ﷺ دیکھئے تمہارے ساتھی نے میرے ساتھ کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کس چیز نے تجھے یہ کام کرنے پر برانگیختہ کیا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس نے بہت گستاخانہ بات کی ہے، یہ گمان کرتا ہے اللہ تعالیٰ محتاج ہے اور وہ غنی ہیں۔ جب اس نے یہ بات کہی وہ اللہ کے حق کی وجہ سے غضب ناک ہو گیا تو پھر میں نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ فنحاص نے اس بات کا انکار کر دیا کہا میں نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تصدیق میں یہ آیت نازل فرمائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور انہیں جو غصہ آیا تھا اس کے بارے میں وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو فنحاص یہودی کی طرف بھیجا تاکہ اس سے مدد طلب کریں اور اسے خط لکھا۔ حضرت ابوبکر صدیق کو فرمایا مجھ پر معاملہ کو درہم برہم نہ کر دینا۔ جب فنحاص نے خط پڑھا تو کہا تمہارا رب تو محتاج ہو گیا ہے۔ حضرت ابوبکر نے کہا میں نے ارادہ کیا کہ تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں پھر مجھے حضور ﷺ کا فرمان یاد آ گیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ یہ بنو قینقاع کے یہودیوں کے ساتھ معاملہ ہوا تھا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فنحاص یہودی جو بنو مرثد سے تعلق رکھتا تھا۔ اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے۔ آپ نے اس سے گفتگو کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا اے فنحاص اللہ سے ڈرو، ایمان لاؤ اور رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرو اور اللہ تعالیٰ کو قرض حسن دو۔ فنحاص نے کہا اے ابوبکر تم گمان کرتے ہو کہ ہمارا رب فقیر ہے اور وہ ہمارے مال ہم سے قرض لیتا ہے قرض تو محتاج غنی سے لیتا ہے جو تم کہتے ہو، اگر یہ حق ہے تو اللہ تعالیٰ محتاج ہوا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر بنی مرثد اور حضور ﷺ کے درمیان معاہدہ نہ ہوتا تو میں اسے قتل کر دیتا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 129، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کو تھپڑ مارا جس نے یہ کہا تھا وہ غنی ہوتا تو ہم سے قرض کا مطالبہ نہ کرتا ایسی بات کرنے والا یہودی تھا (1)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں شبل سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ فنحاص یہودی تھا اس نے کہا تھا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ (المائدہ:73) اور کہا تھا یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ (المائدہ:64) (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا (البقرۃ:245) تو یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، کہنے لگے اے محمد کیا ہمارا رب محتاج ہے جو اپنے بندوں سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ یہ آیت حیی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی کیونکہ جب مَنْ ذَا الَّذِیْ یُقْرِضُ اللّٰهَ والی آیت نازل ہوئی تو اس نے کہا تھا ہمارا رب ہم سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے، بے شک فقیر غنی سے قرض کا مطالبہ کرتا ہے (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت علاء بن بدر رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ سے وَ قَتْلَهُمُ الْاَنْۢبِیَآءَ بِغَیْرِ حَقٍّ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا کہ جب ان یہودیوں نے اس زمانہ کو نہیں پایا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ان قتل کرنے والوں سے محبت کرتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے عَذَابَ الْحَرِیْقِ کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ انہیں دن میں ستر بار آگ میں جلایا جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے لَیْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِیْدِ کا مطلب یہ ہے کہ جو جرم نہ کرے میں اسے عذاب دینے والا نہیں۔

اَلَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَیْنَاۤ اَلَّا نُؤْمِنَ لِرَسُوْلٍ حَتّٰى یَاْتِیَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُؕ قُلْ قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِیْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالَّذِیْ قُلْتُمْ فَلِمَ قَتَلْتُمُوْهُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴿۱۸۳﴾ فَاِنْ كَذَّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ جَآءُوْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ الزُّبُرِ وَ الْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ﴿۱۸۴﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىٕقَةُ الْمَوْتِؕ وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ یَوْمَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 130 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَ مَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿۱۸۵﴾

''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے کہا کہ تحقیق اللہ نے اقرار لیا ہے ہم سے کہ ہم نہ ایمان لائیں کسی رسول پر یہاں تک کہ وہ لائے ہمارے پاس ایک قربانی کھالے اس کو آگ۔ آپ فرمایئے آچکے تمہارے پاس رسول مجھ سے پہلے بھی دلیلوں کے ساتھ اور اس معجزہ کے ساتھ بھی جو تم کہہ رہے ہو۔ تو کیوں قتل کیا تھا تم نے انہیں اگر تم سچے ہو۔ اگر یہ جھٹلاتے ہیں آپ کو تو (یہ کوئی نئی بات نہیں) بے شک جھٹلائے گئے رسول آپ سے پہلے جو لائے تھے معجزات اور صحیفے اور روشن کتاب۔ ہر نفس چکھنے والا ہے موت کو اور پوری مل کر رہے گی تمہیں تمہاری مزدوری قیامت کے دن، پس جو شخص بچالیا گیا آتش (دوزخ) سے اور داخل کیا گیا جنت میں تو وہ کامیاب ہو گیا اور نہیں یہ دنیوی زندگی مگر ساز و سامان دھوکہ میں ڈالنے والا''۔

امام ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حَتّٰى يَاْتِيَنَا بِقُرْبَانٍ تَاْكُلُهُ النَّارُ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ہم میں سے ایک آدمی صدقہ کرتا، جب اسے قبول کیا جاتا تو آسمان سے ایک آگ نازل ہوتی تو اسے کھا جاتی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ ہم سے قبل امتوں میں سے جب کوئی قربانی کرتا لوگ نکلتے کہ دیکھیں کیا قربانی قبول ہوئی یا نہیں، اگر قربانی قبول ہوتی تو آسمان سے سفید آگ آتی جو قربانی کو کھا جاتی، اگر قربانی قبول نہ ہوتی تو آگ نہ آتی۔ لوگ پہچان جاتے کہ قربانی قبول نہیں ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اہل کتاب نے آپ سے سوال کیا کہ قربانی کریں تو اس وقت یہ آیات نازل ہوئیں، مقصود انہیں خاموش کرانا اور عار دلانا تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا اگر تم قربانی کرو جسے آگ کھا جائے تو ہم آپ کی تصدیق کریں گے ورنہ آپ نبی نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی ایک انسان کے خون میں شریک ہو جاتا ہے جب کہ اس انسان کو اس کی پیدائش سے پہلے قتل کیا گیا ہوتا ہے پھر امام شعبی نے یہ آیت تلاوت کی۔ اس زمانہ کے لوگوں کو ان کا قاتل قرار دیا گیا جب کہ ان کی پیدائش سے سات سو سال پہلے انہیں قتل کر دیا گیا تھا لیکن ان لوگوں نے کہا ان لوگوں نے انہیں حق اور سنت کے مطابق قتل کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ اِلَيْنَآ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علاء بن بدر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انبیاء معجزات لاتے اور بعض رسولوں کی نبوت کی علامت یہ ہوتی کہ ان میں سے کوئی ایک گائے کا گوشت اپنے ہاتھ پر رکھتا۔ آسمان سے آگ آتی تو اسے کھا جاتی تو اللہ

تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا قَدْ جَآءَكُمْ رُسُلٌ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاِنْ كَذَّبُوْكَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودیوں نے جھوٹ بولا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَقَدْ كُذِّبَ رُسُلٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اپنے نبی کو اذیت دیتا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وہ اپنے اساتذہ سے روایت کرتے ہیں کہ بینات سے مراد حرام وحلال، زبر سے مراد انبیاء کی کتابیں اور کتاب منیر سے مراد قرآن ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک چیز کوئی گناہ بڑھا دیا جاتا ہے جب کہ وہ ایک ہوتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا اور دلاسہ دینے والے آتے ان کے پاس کوئی آتا وہ اس کی آواز سنتے لیکن اس کی ذات نہ دیکھتے اس نے کہا اے اہل بیت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ كُلُّ نَفْسٍ ذَآىِٕقَةُ الْمَوْتِ اللہ کی رضا کی خاطر ہر مصیبت پر صبر ہے، اس کے ہاں ہر ہلاک ہونے والی چیز کا نائب ہے، جو چیز فوت ہو جائے اس کے تدارک کی صورت ہے۔ پس اللہ پر ہی اعتماد کرو، اسی سے امید رکھو کیونکہ حقیقت میں مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب سے محروم رہا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ حضرت خضر علیہ السلام ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، عبد بن حمید، امام ترمذی، امام حاکم، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں چھڑی رکھنے کی جگہ دنیا وفیہا سے بہتر ہے چاہو تو یہ پڑھو فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ (1)

امام ابن مردویہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کے چھڑی رکھنے کی جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے پھر آپ نے فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ کی تلاوت کی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں صبح جانا اور شام کو واپس لوٹنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے اور جنت میں کسی کی کمان کے درمیان کے فاصلہ کے برابر کی جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے آخر میں جو آدمی جنت میں داخل ہوگا اسے اتنا نور دیا جائے گا جتنا وہ گھسٹتا ہے یہاں تک کہ پل صراط سے تجاوز کر جاتا ہے، اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَنْ زُحْزِحَ کا یہی مطلب ہے۔

امام احمد نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو یہ پسند کرے کہ اسے جہنم کی آگ سے دور رکھا جائے اور اسے جنت میں داخل کیا جائے تو وہ اپنی موت کو یوں پائے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور لوگوں کے پاس وہی چیز لائے جو وہ پسند کرتا ہے کہ لوگ اس کے پاس لائیں (2)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 327 (3170)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 192، دار صادر بیروت

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَقَدْ فَازَ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا وہ سعادت مند ہوا اور کامیاب ہوگیا۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عبداللہ بن رواحہ کا قول نہیں سنا۔

وَعَسَى اَنْ اَفُوْزَ ثمت اَلْقَى　حُجَّةً اَتَّقِيْ بِهَا الفِتَانَا

ممکن ہے میں نجات پا جاؤں پھر میں ایسی دلیل پاؤں جس کے ذریعے فتنوں سے بچ جاؤں۔

امام ابن جریر نے حضرت عبدالرحمن بن سابط سے متاع الغرور کی یہ وضاحت نقل کی ہے کہ دنیا کی زندگی چرواہے کے زاد راہ کی طرح ہوتی ہے کہ کھجوروں کی ایک مٹھی یا تھوڑا سا آٹا اسے زاد راہ دیا جاتا ہے جس کو کھا کر وہ دودھ پی لیتا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ متروک سامان ہے، اللہ کی قسم ممکن ہے یہ لوگوں سے کم ہو جائے، اگر تم طاقت رکھتے ہو تو اس سامان سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو لازم پکڑ و اللہ کے سوا کوئی قوت نہیں۔

لَتُبْلَوُنَّ فِيْۤ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ۫ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْۤا اَذًى كَثِيْرًا ؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿۱۸۶﴾

”یقیناً تم آزمائے جاؤ گے اپنے مالوں سے اور اپنی جانوں سے اور یقیناً تم سنو گے ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور ان لوگوں سے جنہوں نے شرک کیا اذیت دینے والی بہت باتیں اور اگر تم (ان دل آزاریوں پر) صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو بے شک یہ بڑی ہمت کا کام ہے“۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آگاہ کیا کہ وہ انہیں آزمائے گا وہ دیکھے گا وہ دین پر کیسے صبر کرتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے زہری سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ سے مراد کعب بن اشرف ہے وہ اپنے اشعار کے ذریعے مشرکوں کو حضور ﷺ اور مومنوں پر حملہ آور ہونے پر بھڑکاتا تھا، حضور ﷺ اور صحابہ کی ہجو کرتا تھا (3)

امام ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے مراد یہود و نصاری ہیں۔ مسلمان یہودیوں سے یہ بات سنتے تھے کہ عزیر بن اللہ اور نصاری سے سنتے تھے المسیح بن اللہ۔ مسلمانوں کو ان کی وجہ سے جنگوں کا سامنا کرنا پڑتا اور مسلمان یہ بھی سنتے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہیں۔ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ سے مراد یہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اور جس کا تمہیں حکم دیا وہ قوی ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 133، مصر　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 134　3۔ ایضاً　4۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کی اذیتوں پر صبر کریں، وہ کہتے تھے اے اصحاب محمد تم کچھ بھی نہیں ہو، ہم تم سے اللہ کے ہاں بہتر ہیں، تم گمراہ ہو۔ تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ تم اپنا کام جاری رکھو اور صبر کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ سے مراد یہ ہے اس اذیت پر صبر کرنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سے ہے یعنی یہ ان امور میں سے ہے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَتُبَیِّنُنَّهٗ لِلنَّاسِ وَ لَا تَكْتُمُوْنَهٗ٘ فَنَبَذُوْهُ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ وَ اشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ؕ فَبِئْسَ مَا یَشْتَرُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

”اور یاد کرو جب لیا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ ان لوگوں سے جنہیں کتاب دی گئی کہ تم ضرور کھول کر بیان کرنا اسے لوگوں سے اور نہ چھپانا اس کو تو (الٹا) انہوں نے پھینک دیا اس وعدہ کو اپنی پشتوں کے پیچھے اور انہوں نے خرید لی اس کے عوض تھوڑی سی قیمت سو بہت بری ہے وہ چیز جو وہ خرید رہے ہیں“۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے مراد فنحاص، اشیع اور ان جیسے دوسرے علماء ہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کو حکم دیا تھا کہ وہ نبی امی کی اتباع کریں جو اللہ اور اس کے احکام پر ایمان رکھتا ہے۔ فرمایا اس کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت پا جاؤ۔ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا، فرمایا میرے وعدے کو پورا کرو، میں تمہارے ساتھ کئے ہوئے وعدہ کو پورا کروں گا۔ جب حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا تو حکم دیا آپ کی تصدیق کرو، تم میرے پاس وہ پاؤ گے جو تم پسند کرتے ہو (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علقمہ بن وقاص رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے تورات اور انجیل میں ہے کہ اسلام اللہ کا دین ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر فرض کیا ہے اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں جو تم اپنی کتابوں تورات و انجیل میں لکھا پاتے ہو تو وہ اسے پس پشت ڈال دیتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب سے مراد یہودی ہیں اور ہ ضمیر سے مراد حضور ﷺ ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہودیوں سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 135 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 135

پختہ وعدہ لیا کہ وہ لوگوں کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف واضح کریں گے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے یہ وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل علم سے لیا جو آدمی علم حاصل کرے اسے لوگوں کو بھی سکھائے، علم چھپانے سے بچو کیونکہ علم چھپانا ہلاکت ہے، جس چیز کا علم نہ ہو اس میں تکلف سے کام نہ لے، خطرہ ہے کہ وہ دین سے ہی خارج ہو جائے جب کہ وہ تکلف کر رہا ہوگا، یہ بات کہی جاتی ہے ایسا علم جس کا اظہار نہ کیا جائے اس کی مثال اس خزانے جیسی ہے جس سے نفع حاصل نہیں کیا جاتا۔ وہ حکمت جو ظاہر نہ کی جائے اس کی مثال بت جیسی ہے جو نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے۔ حکمت آموز باتوں میں سے یہ بات کہی جاتی ہے ایسے عالم کو مبارک ہو جو علم کا اظہار کرتا ہے اور اس سننے والے کے لئے مبارک ہو جو یاد رکھتا ہے۔ یہ وہ آدمی ہے جو علم سیکھتا ہے پھر کسی اور کو سکھاتا ہے، اسے خرچ کرتا ہے اور دوسرے لوگوں کو دعوت دیتا ہے اور یہ ہے وہ آدمی جو بھلائی کی بات سنتا ہے، اسے یاد کرتا ہے اور اس سے نفع اٹھاتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مسجد میں قوم کے پاس آیا اس قوم میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بھی تھے کہا تمہارا بھائی کعب تمہیں سلام کہتا تھا اور تمہیں خوشخبری دیتا ہے کہ یہ آیت وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ تمہارے بارے میں نہیں حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا تو بھی جا کر اسے ہمارا سلام کہنا اور کہنا یہ آیت نازل ہوئی جب کہ وہ یہودی تھے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا کہ عبد اللہ کے اصحاب اسے وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِيْثَاقَهُمْ پڑھتے تھے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کی یہ تفسیر بیان کرتے تھے کہ وہ حق بات کہیں اور عمل سے اس کی تصدیق کریں (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے پڑھتے تھے اور عمل میں اسے پس پشت ڈال دیتے تھے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وعدہ کو پھینک دیا (7) ابن جریر نے سدی سے وَاشْتَرَوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے طمع کرتے ہوئے اپنایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام کو چھپایا (8) کہا انہوں نے چھپایا اور اسے بیچا اور قیمت کے بغیر کوئی چیز ظاہر نہ کی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَبِئْسَ مَا يَشْتَرُوْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودیوں نے تورات کو بدل دیا (9)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 135 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 136
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 136

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اگر اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے وعدہ نہ لیا ہوتا تو میں تمہیں بیان نہ کرتا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

امام ابن سعد نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے اگر وہ میثاق نہ ہوتا جو اللہ تعالیٰ نے اہل علم سے لیا ہے تو میں تمہیں زیادہ تر باتیں نہ بتاتا جو تم مجھ سے پوچھتے ہو۔

لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّيُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٨٨﴾ وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۗ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٨٩﴾

''ہرگز آپ یہ خیال نہ کریں کہ جو لوگ خوش ہوتے ہیں اپنی کارستانیوں پر اور پسند کرتے ہیں کہ ان کی تعریف کی جائے ایسے کاموں سے جو انہوں نے کیے ہی نہیں تو ان کے متعلق یہ گمان نہ کرو کہ وہ امن میں ہیں عذاب سے ان کے لئے ہی تو دردناک عذاب ہے۔ اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے''۔

امام بخاری، امام مسلم، امام احمد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت نقل کی ہے کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا اے رافع حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ، ان سے کہو اگر ہم میں سے ہر ایک اپنے کئے پر خوش ہو اور جو اس نے عمل نہیں کیا اس پر تعریف پسند کرے تو اسے عذاب ہوگا تو ہم سب کو عذاب دیا جائے گا؟ حضرت عباس نے فرمایا تمہارا اس آیت سے کیا تعلق۔ یہ آیت تو اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی پھر آپ نے آل عمران کی آیت نمبر 187 اور یہ آیت تلاوت کی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے ان سے ایک چیز پوچھی تو انہوں نے اسے چھپایا اور اس کے برعکس کوئی اور چیز بتائی۔ وہ نکلے ظاہر یہ کر رہے تھے کہ آپ نے ان سے جو پوچھا تھا وہی انہیں بتایا اور اس پر تعریف کے طالب ہوئے اور جو پوچھا گیا تھا اس کے چھپانے پر خوش ہوئے (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ منافق گھروں میں بیٹھے رہے۔ جب حضور ﷺ غزوہ پر تشریف لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے برعکس گھروں میں بیٹھنے پر خوش ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ سے واپس تشریف لائے معذرت پیش کی اور قسم اٹھائی اور خواہش کی کہ جو عمل انہوں نے کیا ہی نہیں اس پر ان کی تعریف کی جائے تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید نے زید بن اسلم سے روایت نقل کی ہے کہ رافع بن حدیج اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہما مروان کے پاس

بیٹھے ہوئے تھے جب کہ وہ مدینہ کا امیر تھا۔ مروان نے کہا اے رافع یہ آیت (مذکورہ) کن کے بارے میں نازل ہوئی۔ رافع نے کہا یہ آیت منافقین کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب حضور ﷺ غزوہ کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے ساتھ جانے سے معذرت کی۔ کہنے لگے ہمیں مصروفیات نے آپ کے ساتھ جانے سے روک دیا۔ ہم پسند کرتے تھے کہ آپ کے ساتھ ہوں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ گویا مروان نے اس تعبیر کا انکار کیا۔ رافع اس سے گھبرا گیا۔ زید بن ثابت سے عرض کیا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جو میں نے کہا کیا آپ اسے جانتے ہیں، حضرت زید نے فرمایا: ہاں۔ جب دونوں مروان کے پاس نکلے حضرت زید نے اس سے فرمایا کیا تم میری تعریف نہیں کرو گے کہ میں نے تیرے حق میں گواہی دی تو رافع نے عرض کی میں آپ کی تعریف کرتا ہوں کیونکہ آپ نے حق کی گواہی دی۔ حضرت زید نے فرمایا ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے حق کہنے والے کی تعریف فرمائی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں کہا یہ منافق نبی کریم ﷺ سے کہتے ہیں اگر آپ جہاد کے لئے نکلے تو ہم بھی آپ کے ساتھ نکلیں گے۔ جب نبی کریم ﷺ نکلے تو یہ گھروں میں بیٹھ گئے اور انہوں نے جھوٹ بولا اور اس پر وہ خوش ہوئے اور اسے وہ حیلہ خیال کرتے جو انہوں نے اپنایا (1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد فنحاص، اشیع اور ان جیسے دوسرے علماء ہیں۔ جو دنیا پانے پر خوشی کا اظہار کرتے کیونکہ وہ لوگوں کے سامنے گمراہی کو مزین کر کے پیش کرتے۔ وہ یہ پسند کرتے کہ لوگ انہیں علماء کہیں جب کہ وہ اہل علم نہ تھے۔ لوگوں کو ہدایت اور خیر پر پرانگیختہ نہ کرتے جب کہ یہ پسند کرتے کہ لوگ یہ کہیں کہ انہوں نے یہ عمل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد اہل کتاب ہیں ان پر کتاب نازل کی گئی۔ انہوں نے ناحق فیصلے کیے اور احکام الٰہی میں تحریف کر دی، یہ عمل کرتے خوش ہوتے اور انہوں نے یہ بھی پسند کیا کہ انہوں نے جو عمل نہیں کیا۔ اس پر ان کی تعریف کی جائے۔ وہ اس بات پر بھی خوش ہوتے کہ انہوں نے حضرت محمد ﷺ اور آپ پر آنے والی وحی کا انکار کیا جب کہ وہ یہ گمان رکھتے تھے کہ وہ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں، روزے رکھتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ سے فرمایا کہ جو لوگ حضرت محمد ﷺ اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے ہیں اور یہ پسند کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز اور روزے سے نہیں رکھے۔ اس پر ان کی تعریف کی جائے وہ یہ گمان نہ کریں گے کہ وہ جہنم سے بچ جائیں گے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ وہ کون سے یہودی تھے جنہوں نے ایک دوسرے کو لکھا تھا کہ حضرت محمد ﷺ نبی نہیں، اپنے کلمہ پر اکٹھے رہو، اپنے دین اور اپنے پاس موجود کتاب کو مضبوطی سے پکڑے رہو ان یہودیوں نے اسی طرح کیا، اس پر خوش ہوئے اور حضور ﷺ کی ذات کے ساتھ کفر کرنے پر بھی خوش ہوتے (4)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضور ﷺ کے نام کو چھپایا جب سب نے اس امر پر اتفاق کیا تو اس پر خوش ہوئے۔ ساتھ ہی وہ اپنا تزکیہ کرتے تھے اور کہتے تھے ہم روزہ، نماز اور زکوۃ ادا کرنے والے ہیں اور ہم حضرت ابراہیم کے دین کے پیروکار ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں کہ تم حضرت محمد ﷺ کا نام جو چھپاتے ہو، اس پر خوشی کا اظہار کرتے ہو اور یہ پسند کرتے ہو کہ عرب تمہاری پاکیزگی پر تمہاری تعریف کریں جب کہ تم ایسے نہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور ﷺ کا نام چھپاتے اور یہ اعلان کرتے کہ ہم حضرت ابراہیم کے دین پر ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہودی اس بات پر خوش تھے کہ کتاب کے تبدیل کرنے پر لوگ خوش ہیں اور اس پر ان کی تعریف کرتے ہیں تو یہودیوں کا مالک نہیں اور تو ہرگز ایسا نہیں کرے گا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو جو عطا فرمایا اس پر خوش ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بیان کیا گیا کہ خیبر کے یہودی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، انہوں نے گمان کیا کہ حضور ﷺ جو پیغام حق لائے ہیں۔ یہ اس پر راضی ہیں، وہ آپ کی اتباع کرنے والے ہیں جب کہ وہ گمراہی کو پکڑنے والے تھے۔ انہوں نے یہ بھی ادارہ کیا کہ انہوں نے جو عمل نہیں کیا حضور ﷺ ان کی اس پر بھی تعریف کریں (5)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل خیبر حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، کہنے لگے ہم آپ کی رائے پر ہیں اور ہم آپ کے حمایتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جھٹلا دیا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ خیبر کے یہودی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی ہم نے دین کو قبول کر لیا اور اس پر راضی ہو گئے ہیں۔ انہوں نے چاہا کہ جو انہوں نے عمل کیا ہی نہیں اس پر ان کی تعریف کی جائے۔

امام مالک، ابن سعد اور بیہقی نے دلائل میں حضرت محمد بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے کہ ثابت بن قیس نے کہا یا رسول اللہ مجھے ڈر ہے میں ہلاک ہونے والا ہوں۔ فرمایا کیوں؟ عرض کی اللہ تعالیٰ نے ہمیں منع کیا ہے کہ ہم پسند کریں کہ ہماری ایسے عمل پر تعریف کی جائے جو ہم نے نہ کیا ہو جب کہ میں تعریف کو پسند کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تکبر سے منع کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 137 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 138 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 429 (497) بیروت

ہے، میں جمال کو پسند کرتا ہوں، ہمیں منع کیا گیا کہ ہم اپنی آواز آپ کی آواز سے بلند کریں جب کہ میری آواز بلند ہے۔ فرمایا اے ثابت کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ اچھی زندگی گزارے، شہادت کی موت مرے اور جنت میں داخل ہو۔ انہوں نے اچھی زندگی گزاری۔ مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوئے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت محمد بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ سب نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے خوف لاحق ہوا ہے پھر مکمل روایت ذکر کی۔

امام ابن ابی حاتم نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایسے لوگ تھے جو بڑے عبادت گزار اور فقیہ تھے بادشاہ ان کے پاس حاضر ہوتے ان علماء نے انہیں رخصتیں دیں اور بادشاہوں نے انہیں عطیات دیئے۔ علماء اس بات پر خوش تھے کہ بادشاہوں نے ان کی بات مانی ہے اور انہیں عطیات دیئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک لشکر تیار کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت احنف بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے کہا کیا آپ جھکیں گے نہیں تا کہ ہم آپ کی پشت پر سوار ہو جائیں۔ فرمایا شاید آپ عراضین میں سے ہو جائیں پوچھا عراضون کون ہیں؟ اس نے کہا جو یہ پسند کرتے ہیں جو انہوں نے عمل نہیں کیا اس پر ان کی تعریف کی جائے، جب تیرے سامنے حق پیش کیا جائے اس کا قصد کر اور باقی سے اعراض کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے فلا یحسبنھم نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فلا یحسبنھم کو سین کے کسرہ اور باء کے رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن منذر نے ضحاک سے صفازۃ کا معنی منجاۃ کیا ہے۔ ابن جریر نے ابن زید سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَ النَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ﴿۱۹۰﴾ۚۙ

”بے شک آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں اور رات اور دن کے بدلتے رہنے میں (بڑی) نشانیاں ہیں اہل عقل کے لئے“۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے، پوچھا حضرت موسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کون سے معجزات لائے تھے؟ انہوں نے کہا عصا، ید بیضاء، نصاری کے پاس آئے، پوچھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمہارے پاس کس شان کے ساتھ آئے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی جلد 6، صفحہ 355، دار الکتب العلمیہ بیروت

انہوں نے کہا وہ مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرتے اور مردوں کو زندہ کرتے۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ کہنے لگے اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ ہمارے لئے صفا کو سونا بنا دے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی تو یہ آیت نازل ہوئی تاکہ وہ اس میں غوروفکر کریں (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنی خالہ حضرت میمونہ کے پاس رات گزاری۔ رسول اللہ ﷺ سو گئے یہاں تک کہ نصف رات ہو چکی تھی یا اس سے کم یا زیادہ وقت گزر چکا تھا۔ پھر آپ بیدار ہوئے اپنے چہرے سے اپنے ہاتھوں کے ساتھ نیند کے آثار کو دور کرنے لگے۔ پھر سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی یہاں تک کہ انہیں ختم کیا (2)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں، طبرانی اور حاکم نے کنی میں اور بغوی نے معجم صحابہ میں حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا، اس رات آپ کی نماز لیٹ ہوگئی۔ آپ نے عشاء کی نماز پڑھی پھر آپ سو گئے۔ جب نصف رات ہو چکی، آپ بیدار ہوئے اور آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کی پھر آپ نے مسواک کیا وضو فرمایا اور گیارہ رکعت نماز ادا فرمائی۔

الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَ يَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾

"وہ عقل مند جو یاد کرتے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ کو کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور پہلوؤں پر لیٹے ہوئے اور غور کرتے رہتے ہیں آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں (اور تسلیم کرتے ہیں) اے ہمارے مالک! نہیں پیدا فرمایا تو نے یہ (کارخانہ حیات) بے کار، پاک ہے تو (ہر عیب سے) بچا لے ہمیں آگ کے عذاب سے"۔

امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز منادی کرنے والا ندا کرے گا اولوالالباب کہاں ہیں؟ لوگ پوچھیں گے تم کن اولوالالباب کا ارادہ کرتے ہو تو وہ اس آیت کی تلاوت کرے گا، ان کے لئے جھنڈا باندھا جائے گا، قوم ان کے جھنڈے کے پیچھے پیچھے چلے گی اور وہ ان لوگوں کو کہے گا، اس میں داخل ہو جاؤ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔

امام فریابی، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اور انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ یہ نماز کے بارے میں حکم ہے، اگر وہ کھڑے ہو کر نماز نہ

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 12، صفحہ 12 (12322)، بغداد

2۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 657، وزارت تعلیم اسلام آباد

پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے، اگر وہ بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھے (1)۔

امام حاکم نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں بواسیر کی تکلیف تھی تو حضور ﷺ نے انہیں پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا (2)۔

امام بخاری نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بواسیر کی تکلیف تھی۔ میں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔ اگر طاقت نہیں رکھتے تو بیٹھ کر نماز پڑھو، اگر اس کی طاقت نہیں رکھتے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھو (3)۔

امام بخاری نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک آدمی کی نماز کے بارے میں پوچھا جب کہ وہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا تو آپ نے فرمایا جس نے کھڑے ہو کر نماز پڑھی وہ افضل ہے، جس نے بیٹھ کر نماز پڑھی اس کے لئے کھڑے ہونے والے کے اجر سے نصف اجر ہے اور جس نے لیٹ کر نماز پڑھی، اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنے والے سے نصف اجر ہوگا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد نماز اور غیر نماز میں اللہ کا ذکر اور قرآن پڑھنا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہا اے ابن آدم یہ سب تیرے حالات ہیں، اللہ کا ذکر کرو اس حال میں کہ تم کھڑے ہو، اگر طاقت نہیں رکھتے تو بیٹھ کر اس کا ذکر کرو اگر اس کی طاقت بھی نہیں رکھتے تو پہلو کے بل لیٹ کر نماز پڑھ۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آسانی اور تخفیف ہے (6)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اللہ کا ذکر کرنے والوں سے کوئی بندہ اس وقت تک کثرت سے ذکر کرنے والا نہیں ہوتا یہاں تک کہ اللہ کا ذکر کھڑے، بیٹھے اور پہلو کے بل لیٹ کر کرے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمۃ، اصبہانی نے ترغیب میں حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ صحابہ کے پاس تشریف لائے جب کہ صحابہ غور و فکر کر رہے تھے۔ فرمایا اللہ کی ذات میں غور و فکر نہ کرو بلکہ اس کی مخلوق میں غور و فکر کرو۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب التفکر اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت عمرو بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو غور و فکر کر رہے تھے تو فرمایا مخلوق میں غور و فکر کرو خالق میں غور و فکر نہ کرو۔

امام ابن ابی دنیا نے حضرت عثمان بن ابی دہرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضور ﷺ صحابہ

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 9، صفحہ 212 (9034) 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 328 (3172)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح بخاری، باب تقصیر الصلاۃ، جلد 1، صفحہ 376 (1066) دار ابن کثیر دمشق

4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 375 (1064) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 140 مصر، 6۔ ایضاً

کے پاس تشریف لائے جب کہ وہ خاموش بیٹھے تھے، بات چیت نہیں کر رہے تھے۔ فرمایا تم بولتے کیوں نہیں؟ عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں غور وفکر کرتے ہیں۔ فرمایا اسی طرح کرو، اللہ کی مخلوق میں غور وفکر کرو اور اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام ابن ابی الدنیا، طبرانی، ابن مردویہ اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی نعمتوں میں غور وفکر کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی مخلوق میں غور وفکر کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر چیز میں غور و فکر کرو، اللہ تعالیٰ کی ذات میں غور وفکر نہ کرو۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے التفکر میں، ابن منذر، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، ابن مردویہ، اصبہانی نے ترغیب میں اور ابن عساکر نے حضرت عطا رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا رسول اللہ ﷺ کے اعمال میں سے سب سے عجیب عمل جو تم نے دیکھا ہے وہ مجھے بتایئے فرمایا حضور ﷺ کا کون سا عمل عجیب نہیں تھا، ایک رات آپ میرے پاس تشریف لائے اور میرے لحاف میں داخل ہوئے پھر فرمایا مجھے چھوڑ دو تا کہ میں اپنے رب کی عبادت کروں۔ آپ اٹھے وضو فرمایا پھر نماز پڑھنا شروع کی، روتے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسو آپ کے سینے پر گرتے رہے پھر آپ نے رکوع کیا تو آپ روتے رہے پھر سجدہ کیا تو آپ روتے رہے پھر سر اٹھایا تو آپ روتے رہے، آپ یونہی نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آئے، نماز کے لئے بلایا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ کیوں روتے ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اگلے پچھلے گناہوں سے محفوظ فرما دیا ہے۔ تو فرمایا کیا میں اپنے رب کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، میں ایسا کیوں نہ کروں جب کہ اس رات اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ آیت نازل فرمائی پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا اس پر افسوس جس نے اس آیت کو پڑھا مگر غور وفکر نہ کیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے التفکر میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے اسے مرفوع ذکر کیا جس نے سورۂ آل عمران کو پڑھا، اس میں غور وفکر نہ کیا تو اس کے لئے ہلاکت ہے۔ پھر اپنی انگلیوں کے ساتھ دس کو شمار کیا۔ اوزاعی سے کہا گیا اس میں غور وفکر کی غایت کیا ہے فرمایا انہیں پڑھے تو ان کا معنی سمجھتا ہو۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عامر بن قیس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں بلکہ کئی صحابہ سے یہ روایت سنی ہے وہ فرماتے ایمان کی ضیاء اور اس کا نور غور وفکر ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد اور ابن منذر نے حضرت ابن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ام درداء سے سوال کیا کہ ابو درداء کی افضل ترین عبادت کون سی ہے؟ فرمایا غور وفکر اور عبرت حاصل کرنا۔

امام ابو الشیخ نے العظمۃ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ایک لمحہ کی سوچ وبچار ساری رات قیام

کرنے سے بہتر ہے۔

امام ابن سعد نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوع روایت نقل کی ہے(1)۔

امام دیلمی نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ رات اور دن کے پھرنے میں ایک لمحہ کی سوچ و بچار اسی سال کی عبادت سے بہتر ہے(2)۔

امام ابوالشیخ نے العظمہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک لمحہ کا غور وفکر ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔

امام ابوالشیخ اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اس اثناء میں کہ ایک آدمی آسمان اور ستاروں کی طرف دیکھ رہا ہو اور کہے اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تیرا ایک پیدا کرنے والا رب ہے، اے اللہ مجھے بخش دے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر کرم فرماتا ہے پس اسے بخش دیتا ہے۔

رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖۗ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۚ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَ لَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾

''اے ہمارے رب! بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں تو رسوا کر دیا تو نے اسے اور نہیں ہے ظالموں کا کوئی مددگار۔ اے ہمارے رب! بے شک سنا ہم نے منادی کرنے والے کو کہ بلند آواز سے بلاتا تھا ایمان کی طرف (اور کہتا تھا) کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے مالک! پس بخش دے ہمارے گناہ اور مٹا دے ہم سے ہماری برائیاں اور (اپنے کرم سے) موت دے ہمیں نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے ہمارے رب! عطا فرما ہمیں جو وعدہ کیا تو نے ہمارے ساتھ اپنے رسولوں کے ذریعہ اور نہ رسوا کر ہمیں قیامت کے دن، بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا''۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں کہا کرتے تھے اللہ کا بڑا نام رب رب ہے۔

1۔ مسند الفردوس، جلد 2، صفحہ 71 (2405)   2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 70 (2397)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَنْ تُدْخِلِ کا معنی ہے جسے تو ہمیشہ کے لئے جہنم میں داخل کرے (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ ان لوگوں کے ساتھ خاص ہے جنہیں جہنم سے نہیں نکالا جائے گا (2)۔

امام ابن جریر اور حاتم نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ ایک عمرہ میں ہمارے پاس تشریف لائے اور عطاء ان کے پاس گئے۔ میں نے ان سے اس آیت وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ (البقرۃ: 167) کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ اس سے مراد کافر ہیں۔ میں نے جابر رضی اللہ عنہ سے پوچھا اس آیت اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جب وہ کسی کو آگ سے جلائے تو اس نے اسے رسوا نہیں کیا رسوا کرنا اس سے کم درجے کا عذاب ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ کی تفسیر پوچھی تو فرمایا یہاں منادی سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور خطیب نے متفق و مفترق میں محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں منادی سے مراد قرآن حکیم ہے کیونکہ تمام لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو (براہ راست) نہیں سنتے (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے انہوں نے اللہ کی دعوت کو سنا، انہوں نے جواب دیا، اس میں احسان کیا اور اس پر صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ انسانوں میں سے مومن کے بارے میں خبر دیتا ہے کہ اس نے کیا کہا اور جنوں میں سے مومن کے بارے میں خبر دیتا ہے کہ اس نے کیا کہا۔ جہاں تک مومن جن کا تعلق ہے اس نے کہا اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا (الجن: 1) انسانوں میں سے مومن نے کہا رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا (7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسولوں سے جو وعدہ کیا تھا وہ تمہارے ساتھ پورا کیا جائے گا (8)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ کا معنی ہے ہمیں قیامت کے روز رسوا نہ کرنا اور جس نے لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا ہے اس سے تو وعدہ خلافی کرنے والا نہیں۔ تو ان کے رب نے جواب دیا جو لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والے ہیں یعنی اہل توحید اور اہل اخلاص میں سے ہیں انہیں قیامت کے روز ذلیل و رسوا نہیں کروں گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 141 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 142 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 143

امام ابویعلی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے شرمندگی اور رسوائی انسان کو اس حد تک پہنچے گی کہ وہ آرزو کرنے لگے گا کہ اسے جہنم میں پھینکنے کا ہی حکم دے دیا جائے (1)۔

امام ابوبکر شافعی نے رباعیات میں حضرت ابوقرصافہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ قیامت کے روز ہمیں ذلیل نہ کرنا اور قیامت کے روز ہمیں رسوا نہ کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں تشہد سے فارغ ہو تو کہے اے اللہ جو میں بھلائی جانتا ہوں اور جو بھلائی نہیں جانتا میں اس کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اور جو میں برائی جانتا ہوں یا جو نہیں جانتا سب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ میں تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتا ہوں جس کا نیک لوگوں نے تجھے سے سوال کیا اور اس شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس سے نیک لوگوں نے تیری پناہ چاہی۔ پھر آپ نے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً (البقرہ: 201) پڑھی کہا۔ اے ہمارے رب ہم ایمان لائے پھر مذکورہ آیت کی دعا پڑھی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابراہیم نخعی سے روایت نقل کی ہے کہ مستحب ہے کہ فرض نمازوں میں قرآن کی دعائیں پڑھے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے نماز میں دعاء کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا بہترین دعا وہ ہے جو قرآن کے موافق ہو (4)۔

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عَسْقَلَانُ اَحَدُ الْعَرُوْسَیْنِ عسقلان دولہا دولہن میں سے ایک ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ستر ہزار افراد کو حساب کے بغیر بھیجے گا جن سے کوئی حساب نہیں لیا جائے گا۔ پچاس ہزار شہداء اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وفد کی صورت میں اٹھائے جائیں گے۔ ان میں شہداء کی کئی صفیں ہوں گی جن کے سران کے ہاتھوں میں خون بہار ہے ہوں گے، ان کی رگیں خون بہار ہی ہوں گی، وہ کہہ رہے ہوں گے رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے نے سچ کہا، نہر بیضہ میں غسل کرو تو اس سے سفید ہو کر نکلیں گے، جنت میں جہاں چاہیں گے گھومتے پھریں گے۔

فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَ لَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَ

1۔ مسند ابویعلی، جلد 2، صفحہ 187 (1770) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 264 (3025) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 265 (3034) 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 265 (3038)

اللّٰہُ عِنۡدَہٗ حُسۡنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

"تو قبول فرمالی ان کی التجا ان کے پروردگار نے (اور فرمایا) کہ میں ضائع نہیں کرتا عمل کسی عمل کرنے والے کا تم سے خواہ مرد ہو یا عورت بعض تمہارا جز ہے بعض کی، تو وہ جنہوں نے ہجرت کی اور نکالے گئے اپنے وطن سے اور ستائے گئے میری راہ میں اور (دین کے لئے) لڑے اور مارے گئے تو ضرور میں مٹادوں گا ان (کے نامہ اعمال) سے ان کے گناہ اور ضرور داخل کروں گا انہیں باغوں میں بہتی ہیں جن کے نیچے نہریں (یہ) جزاء ہے (ان کے اعمال حسنہ کی) اللہ کے ہاں اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے"۔

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کہ میں یہ نہیں سنتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے بارے میں عورتوں کا بھی ذکر کیا ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو انصار نے کہا یہ وہ پہلی عورت ہے جو ہم پر سبقت لے گئی ہے (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے رویت نقل کی ہے آخری نازل ہونے والی آیت یہ فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ رَبُّهُمۡ اختتام تک نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی بندہ تین دفعہ یا رب کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت فرماتا ہے حضرت حسن بصری کے سامنے یہ ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا کیا تو قرآن حکیم کی تلاوت نہیں کرتا رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا (آل عمران:193) فَاسۡتَجَابَ لَهُمۡ

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ مہاجروں کو ہر اعتبار سے گھروں سے نکالا گیا۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے، حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جنت میں جانے والی پہلی جماعت ان فقراء ومہاجرین کی ہوگی جن کے ذریعے مصائب سے بچا جاتا تھا۔ جب انہیں حکم دیا جاتا تو وہ سنتے اور اطاعت کرتے، اگر ان میں سے کسی کو سلطان سے حاجت ہوتی تو وہ پوری نہ ہوتی وہ مرجاتا مگر اس کی خواہش اس کے سینے میں ہوتی، قیامت کے روز اللہ تعالیٰ جنت کو بلائے گا تو وہ زیب وزینت کے ساتھ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے وہ بندے کہاں ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا، انہیں شہید کیا گیا اور میری راہ میں انہیں اذیتیں دی گئیں اور میری راہ میں انہوں نے جہاد کیا؟ تم جنت میں داخل ہو جاؤ تو وہ بغیر کسی حساب وکتاب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ فرشتے آئیں گے، وہ سجدہ کریں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم صبح وشام تیری تسبیح بیان کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں یہ کون لوگ ہیں جنہیں تو

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1136 (552) دار الصمیعی الریاض

نے ہم پر ترجیح دی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ میرے بندے ہیں جنہوں نے میری راہ میں جہاد کیا میری راہ میں انہیں اذیتیں دی گئیں۔ ہر دروازے سے ان پر فرشتے داخل ہوں گے اور یوں سلام کریں گے سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (الرعد: 24)(1)

امام حاکم نے اسے عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے جب کہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میری امت میں سے کون سی جماعت سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگی؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا مہاجر۔ وہ قیامت کے روز جنت کے دروازے کے پاس آئیں گے، اسے کھلوانا چاہیں گے۔ جنت کے داروغے کہیں گے کیا تم سے حساب و کتاب لے لیا گیا ہے تو یہ کہیں گے کس قسم کا حساب؟ اللہ کی راہ میں ہماری تلواریں ہمارے کندھوں پر تھیں یہاں تک کہ ہمیں موت آ گئی۔ تو ان کے لئے دروازے کھول دیئے جائیں گے۔ لوگوں کے جنت میں داخل ہونے سے پہلے وہ چالیس سال تک جنت میں آرام کریں گے (2)۔

امام احمد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے سامنے ایک آہٹ سنی۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ بلال ہے۔ میں وہاں سے گزرا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اکثر جنتی مہاجر فقراء اور مسلمانوں کے بچے ہیں۔ میں نے اغنیاء اور عورتوں میں سے کم کسی کو نہیں دیکھا۔ مجھے کہا گیا جہاں تک اغنیاء کا تعلق ہے ان کا دروازے پر حساب و کتاب ہو رہا ہے۔ جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے انہیں دو چیزوں نے جنت سے غافل کر دیا ہے سونا اور ریشم۔

امام احمد نے حضرت ابو الصدیق رحمہ اللہ سے اس نے اصحاب نبی سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے رویت نقل کی ہے کہ مومن فقراء اغنیاء مومنوں سے چار سو سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ غنی مومن کہے گا کاش میں بھی فقیر ہوتا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے ان کے اوصاف بیان کیجئے۔ فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جب کوئی مصیبت و آزمائش کا وقت ہوتا تو یہ اس کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے، جب مال غنیمت حاصل کرنے کا وقت ہوتا تو دوسرے لوگ اٹھ کھڑے ہوتے، دوسری قسم کے لوگوں کو دروازوں سے دور رکھا جائے گا۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت سعید بن عامر بن حزم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ مسلمان فقراء جنت میں اغنیاء سے پچاس سال پہلے داخل ہوں گے یہاں تک کہ کوئی غنی آدمی ان کی جماعت میں داخل ہوگا اس کا ہاتھ پکڑ لیا جائے گا اور اسے باہر نکال دیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ جمع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس امت کے فقراء اور مساکین کہاں ہیں؟ وہ سامنے آ جائیں گے۔ کہا جائے گا تمہارے پاس کیا ہے؟ وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمیں آزمائش میں ڈالا گیا تو ہم نے صبر کیا۔ تو اسے خوب جانتا ہے، اموال اور حکومت پر تو نے غیر کو والی بنایا۔ تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 144، مصر 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الجہاد، جلد 2، صفحہ 80 (2389) دار الکتب العلمیہ بیروت

انہیں کہا جائے گا تم نے سچ کہا۔ تو باقی لوگوں سے ایک زمانہ پہلے انہیں جنت میں داخل کر دیا جائے گا۔ صاحب مال اور صاحب اقتدار لوگوں پر حساب کی شدت باقی رہے گی۔ پوچھا گیا اس روز مومن کہاں ہوں گے؟ فرمایا ان کے لئے نور کی کرسیاں رکھی جائیں گی ان پر سایہ کیا جائے گا، ان کے لئے وہ دن، دن کی ایک ساعت سے بھی چھوٹا ہوگا واللہ اعلم۔

امام ابن ابی حاتم نے شداد بن اوس سے روایت نقل کی ہے کہ اے لوگو اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں اس پر تہمت نہ لگاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ مومن پر زیادتی نہیں کرتا۔ جب تم میں سے کسی پر کوئی ایسی چیز آئے جو پسندیدہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے، جب کوئی مصیبت آئے تو صبر کرے اور اللہ تعالیٰ سے رحمت کی امید رکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین بدلہ ہے۔

لَا يَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي الْبِلَادِ ﴿١٩٦﴾ مَتَاعٌ قَلِيلٌ ثُمَّ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٩٧﴾ لَٰكِنِ الَّذِينَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ جَنَّاتٌ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا نُزُلًا مِّنْ عِندِ اللَّهِ ۗ وَمَا عِندَ اللَّهِ خَيْرٌ لِّلْأَبْرَارِ ﴿١٩٨﴾

"(اے سننے والے!) نہ دھوکہ میں ڈالے تجھے چلنا پھرنا ان کا جنہوں نے کفر کیا ملکوں میں۔ یہ لطف اندوزی تھوڑی مدت کے لئے ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت بری ٹھہرنے کی جگہ ہے۔ لیکن وہ جو ڈرتے رہے اپنے رب سے ان کے لئے باغ ہوں گے رواں ہوں گی ان کے نیچے ندیاں (وہ متقی) ہمیشہ رہیں گے ان میں یہ تو مہمانی ہوگی اللہ کی طرف سے اور جو (ابدی نعمتیں) اللہ کے پاس ہیں وہ بہت بہتر ہیں نیکوں کے لئے"۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے کہ رات اور دن کا ان پر پھرنا اور نعمتوں کا حاصل ہونا کفار کو دھوکے میں نہ ڈالے۔ عکرمہ نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جہنم کتنی بری منزل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تقلب سے مراد ان کا سفر کرنا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ کی قسم کفار حضور ﷺ کو دھوکہ نہ دے سکے اور نہ ہی حضور ﷺ نے اللہ کا کوئی حکم ان کے سپرد کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسی حال پر ان کو قبض کر لیا (2)۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے رایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ابرار اس لیے فرمایا کیونکہ انہوں نے اپنے آباء اور اولاد سے نیک سلوک کیا جس طرح تیرے والد کا تجھ پر حق ہے اسی طرح تیرے بیٹے پر بھی تیرا حق ہے (3) ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوع روایت نقل کی ہے جب کہ پہلی تعبیر زیادہ صحیح ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابرار سے مراد وہ لوگ ہیں جو اولاد کو اذیتیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 145، مصر 2۔ ایضاً 3۔ الادب المفرد جلد 1، صفحہ 190 (94)، مصر قاہرہ

نہیں دیتے۔ ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ ابرار سے مراد اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والے ہیں (1)۔

وَ اِنَّ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾

''اور بے شک بعض اہل کتاب ایسے ہیں جو ایمان لاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر اور اس پر جو اتارا گیا تمہاری طرف اور جو اتارا گیا ان کی طرف عاجزی (اور نیاز مندی) کرنے والے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں سودا کرتے اللہ کی آیتوں کا حقیر قیمت پر، یہ وہ ہیں جن کا ثواب ان کے رب کے پاس ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت جلد حساب لینے والا ہے''۔

امام نسائی، بزار، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر نماز جنازہ پڑھو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ایک حبشی پر۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا باہر نکلو اور اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو۔ حضور ﷺ نے ہمیں نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ نے چار تکبیرات پڑھیں۔ فرمایا یہ اصحمہ نجاشی ہے۔ منافقوں نے کہا اسے دیکھو۔ ایک نصرانی آدمی کا نماز جنازہ پڑھتا ہے۔ ہم نے تو پہلے ایسا کبھی نہیں دیکھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ یہ آیت نجاشی کے بارے میں نازل ہوئی اور ان صحابہ کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ کے نبی پر ایمان لائے اور اس کی تصدیق کی۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے نجاشی کے لئے دعائے استغفار کی، اس پر نماز جنازہ بھی پڑھی جب آپ کو اس کی موت کی خبر پہنچی تھی۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اپنے بھائی کی نماز جنازہ پڑھو جو ایک شہر میں فوت ہوا ہے۔ منافقوں نے کہا ایسے آدمی کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں جو ان کے دین کا پیروکار بھی نہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم اس نوجوان کے لئے دعائے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے نجاشی کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 145 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 146 3۔ ایضاً

نماز جنازہ پڑھی حضرت نجاشی کا وصال حبشہ میں ہوا تھا وہاں ان کی نماز جنازہ کا کوئی اہتمام ممکن نہ تھا اس لئے سرور دو عالم ﷺ نے اس کی نماز جنازہ کا اہتمام فرمایا نیز علماء نے تصریح کی ہے کہ سرور دو عالم ﷺ کے لئے حجابات اٹھا دیئے گئے تھے لوگوں کے لئے میت غائب تھی جب کہ سرور دو عالم ﷺ کے لئے حاضر تھی اس لئے صحابہ کے لئے نماز جنازہ غائبانہ تھا جب کہ سرور دو عالم ﷺ کے لئے حاضر تھا۔

مزید برآں نماز فرض کفایہ ہے اور ہمہ وقت کسی نہ کسی جگہ مسلمانوں کی اموات ہوتی رہتی ہیں اسے اگر غائبانہ نماز جنازہ کو معمول بنا جائے گا تو تنگی کی کیفیت پیدا ہوگی اور اس پر قائم رہنا کسی کے بس میں نہ ہوگا۔ ترجمہ (ترح فتح القدیر جلد 2، صفحہ 118، دار الفکر فصل فی الصلاۃ علی المیت) تو منافقوں نے آپ پر طعن کیا انہوں نے کہا آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی ہے جب کہ نجاشی آپ کے دین پر نہ تھا تو یہ آیت نازل ہوئی انہوں نے یہ بھی کہا اس نے آپ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھی کیونکہ درمیان میں سمندر حائل ہیں تو یہ آیت فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (البقرۃ:115) نازل ہوئی۔ حضرت ابن جریج رحمہ اللہ نے کہا دوسرے لوگوں نے کہا یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مسلمان ہو گئے تھے جیسے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور دوسرے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت وحشی بن حرب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب حضرت نجاشی کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا ہے اٹھو اور اس کی نماز جنازہ پڑھو۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ہم اس کی نماز جنازہ کیسے پڑھیں جب کہ وہ کافر مرا ہے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنتے پھر یہ آیت تلاوت کی (2)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے یہ اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے مسلمان ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو حضور ﷺ سے پہلے موجود تھے اور جنہوں نے حضور ﷺ کی اتباع کی۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۟ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

"اے ایمان والو! صبر کرو اور ثابت قدم رہو (دشمن کے مقابلہ میں) اور کمربستہ رہو (خدمت دین کے لئے) اور (ہمیشہ) اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ (اپنے مقصد میں) کامیاب ہو جاؤ"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 146، مصر
2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 22، صفحہ 136 (361) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبرانی، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 147
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 146

امام ابن مبارک، ابن جریر، ابن منذر، حاکم، بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت داؤد بن صالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے۔ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا کیا تو جانتا ہے کہ یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے حضور ﷺ کے زمانہ میں کوئی ایسا غزوہ نہیں تھا جس میں مرابطہ ہوتا ہو بلکہ نماز کے بعد نماز کا انتظار ہوتا (1)۔

امام ابن مردویہ نے ایک اور سند سے حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک روز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے، فرمایا اے بھتیجے جانتے ہو یہ آیت کس بارے میں نازل ہوئی؟ میں نے عرض کی نہیں۔ فرمایا حضور ﷺ کے زمانہ میں کوئی ایسا غزوہ نہیں ہوتا تھا جس میں مرابطہ ہوتا ہو بلکہ یہ آیت اس جماعت کے بارے میں نازل ہوئی جو مسجدیں آباد کرتے، اپنے اپنے اوقات میں نماز پڑھتے، پھر مساجد میں ہی اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے، انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کہ پانچوں نمازوں پر صبر کرو، اپنے آپ اور اپنی خواہشات پر قابو رکھو، مساجد میں ہی رہو، اللہ تعالیٰ نے جو تمہیں تعلیم دی ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ایوب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان کھڑے ہوئے فرمایا کیا تمہیں اس چیز کے جاننے میں خواہش ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ گناہ مٹا دیتا ہے اور اجر کو بڑھاتا رہتا ہے؟ ہم نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا مشقت کی حالت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَ صَابِرُوْا وَ رَابِطُوْا کا یہی معنی ہے یہی مساجد میں رباط ہے۔

امام ابن جریر اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری راہنمائی ایسے امر کی طرف نہ کروں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ مٹا دے؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ فرمایا مشقت کی صورت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن حبان نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہاری راہنمائی ایسے امر کی طرف نہ کروں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ مٹا دے؟ ہم نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ۔ فرمایا مشقت کی صورت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا، یہی رباط ہے (3)۔

امام ابن جریر نے اسی کی مثل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کی ہے۔

امام مالک، امام شافعی، عبد الرزاق، امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ابی حاتم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا کیا میں تمہیں ایسی باتیں نہ بتاؤں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ تمہاری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 148　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً

خطائیں معاف کردے اور تمہارے درجات بلند کردے؟ وہ مشقت کی صورت میں اچھی طرح وضو کرنا، مسجد کی طرف زیادہ قدم چل کر جانا، نماز کے بعد نماز کا انتظار، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے، یہی رباط ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ابوغسان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مسجد میں رہنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ لوگ دین کے معاملات میں صبر کریں، اسے سختی، نرمی، خوش حالی اور تنگ دستی کی وجہ سے نہ چھوڑیں۔ اور انہیں حکم دیا کہ کفار کے مقابلہ میں صبر کریں اور مشرکوں کی تاک میں رہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے ان آیات کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے اپنے دین کے معاملہ میں صبر کرو، جو تم نے وعدہ کیا ہوا سے پورا کرو، میرے دشمن اور اپنے دشمن کی تاڑ میں رہو یہاں تک کہ وہ اپنا دین تمہارے دین کو اپنا کر چھوڑ دے، میرے اور تمہارے درمیان جو معاملات ہیں ان کے بارے میں اللہ سے ڈرو تا کہ تم جب کل مجھے ملو تو تم کامیاب ہو (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے میں صبر کرو، گمراہوں کا مقابلہ کرنے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے دشمن کی تاڑ میں رہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جہاد پر صبر کرو، دشمن کا مقابلہ کرنے میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرو اور اپنے دین پر ہمیشگی اختیار کرو (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مصیبت کے وقت صبر کرو، نمازوں پر ہمیشگی اختیار کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ فرائض پر صبر کرو، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رہو اور اس نے جو تمہیں حکم دیا ہے اور جن چیزوں سے تمہیں منع کیا ہے ان پر کمربستہ رہو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں صبر کرو، اللہ کے دشمن کا مقابلہ کرو اور اللہ کی راہ میں ڈٹ جاؤ۔

امام ابونعیم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مومنو! پانچ نمازوں کی ادائیگی میں صبر کرو، دشمنوں سے تلوار کے ساتھ جنگ کرنے میں ڈٹ جاؤ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 147 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، کتاب الجہاد، جلد 4، صفحہ 5 (4205)، دار الکتب العلمیہ بیروت

روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں رومیوں کے لشکر اور ان سے خطرات کا ذکر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے جواب دیا امابعد جب بھی بندۂ مومن پر کوئی سختی آتی ہے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرما دیتا ہے، ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب نہیں آسکتی، اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت لکھی (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور بیہقی نے شعب میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں ایک دن بھی دشمن کی تاڑ میں رہنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے (2)۔

امام احمد، ابو داؤد، ترمذی، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہر میت کا عمل ختم ہو جاتا ہے مگر وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں دشمنوں کی تاڑ میں رہتا ہے اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ آدمی قبر کے فتنہ سے محفوظ رہتا ہے (3)۔

امام احمد، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، طبرانی اور بیہقی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ایک دن اور رات دشمن کی تاڑ میں رہنا ایک ماہ کے روزوں اور اس کے قیام سے بہتر ہے اگر اسی حالت میں وہ آدمی فوت ہو گیا تو اس کا یہ عمل جاری رہے گا، اس کا رزق جاری رہے گا، وہ شیطان سے امن میں رہے گا۔ طبرانی نے یہ زائد ذکر کیا ہے کہ قیامت کے روز اسے شہید اٹھایا جائے گا (4)۔

امام طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے ایک ماہ تک سرحدوں کی حفاظت ایک زمانہ تک کے روزوں سے بہتر ہے جو آدمی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا وہ فزع اکبر سے محفوظ ہوگا، اسے رزق اور جنت کی خوشبو دی جائے گی، سرحدوں کی حفاظت کا عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ قیامت کے روز اسے اللہ تعالیٰ اٹھائے گا (5)۔

امام طبرانی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ایک آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کا یہ عمل ختم ہو جاتا ہے مگر اللہ کی راہ میں دشمن سے نگہبانی کرنے کا عمل بڑھتا رہتا ہے اور قیامت تک اس کا رزق جاری رہتا ہے (6)۔

امام احمد نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے مسلمانوں کے ساحلوں کی تین دن تک نگہبانی کی یہ ایک سال تک سرحدوں کی نگہبانی کے قائم مقام ہو جائے گی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 148، مصر

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب فضل المرابط جلد 7، صفحہ 120 (1664) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 41 (4287) باب المرابط فی سبیل اللہ

4۔ صحیح مسلم، جلد 13، صفحہ 52 (1913) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ مجمع الزوائد جلد 5، صفحہ 528 (9554) دار الفکر بیروت

6۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 18، صفحہ 256 (641) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن ماجہ نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہوئے مر گیا تو اس کا یہ عمل صالح جاری رہے گا، اس کا رزق جاری رہے گا، اسے شیطان سے امن ہوگا اور قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اسے فزع سے محفوظ اٹھائے گا (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے اور یہ اضافہ کیا ہے سرحدوں کی نگہبانی کرنے والا اگر اپنی چوکی میں فوت ہوا تو اس کا عمل قیامت تک لکھا جاتا رہے گا، اسے غذا دی جائے گی اور جنت کی خوشبو نصیب ہوگی، اس کی ستر حوروں سے شادی کی جائے گی، اسے کہا جائے گا یہاں ٹھہر و لوگوں کی شفاعت کرو یہاں تک کہ لوگ حساب سے فارغ ہو جائیں گے۔

امام طبرانی نے ایسی سند سے روایت کی ہے جس میں کوئی کجی نہیں واثلہ بن اسقع سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس نے اچھا طریقہ شروع کیا تو اسے اس کا اجر اس کی زندگی اور اس کی زندگی کے بعد بھی ملتا رہے گا یہاں تک کہ اس عمل کو چھوڑ دیا جائے جس نے برا طریقہ شروع کیا تو اس پر اس کا گناہ ہوگا یہاں تک کہ اسے چھوڑ دیا جائے جو آدمی اللہ کی راہ میں سرحدوں کی نگہبانی کرتے ہوئے مر گیا تو اس کا یہ عمل جاری رہے گا یہاں تک کہ اسے قیامت کے روز اٹھایا جائے (2)۔

امام طبرانی نے اوسط میں عمدہ سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے سرحدوں کی نگہبانی کرنے والے کے اجر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا جو ایک رات سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ مقصود مسلمانوں کی نگہبانی ہوتی ہے تو اسے پیچھے رہنے والے روزے داروں اور نمازیوں کا ثواب ملتا ہے (3)۔

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے روایت نقل کی ہے جس میں کوئی حرج نہیں وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جو ایک آدمی بھی اللہ کی راہ میں سرحدوں کی نگہبانی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان سات خندقیں حائل کر دیتا ہے یہ خندق سات زمینوں اور آسمانوں کے برابر ہوگی (4)۔

امام ابن ماجہ نے کمزور سند سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن کی سرحد کی نگہبانی کی جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ہو، مقصود اللہ کی رضا ہو جب کہ یہ عمل رمضان شریف کے علاوہ ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سو سال کے روزوں اور اس کی عبادتوں سے افضل ہے اور رمضان شریف میں ایک دن سرحدوں کی نگہبانی جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے ہو، مقصود اللہ کی رضا ہو تو یہ اللہ کے ہاں دو ہزار سالوں کے روزوں اور عبادتوں سے افضل ہے، اگر اللہ تعالیٰ اسے گھر والوں کی طرف صحیح و سالم لوٹا دیتا ہے تو اس کے لئے کوئی گناہ نہیں لکھا جاتا، اس

1۔ سنن ابن ماجہ، باب الجہاد، جلد 3، صفحہ 348 (2827)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مجمع الزوائد، کتاب العلم، جلد 1، صفحہ 410 (772)، دار الفکر بیروت

3۔ ایضاً، باب الجہاد، جلد 5، صفحہ 527 (9499) 4۔ ایضاً (9500)

کے لئے نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور قیامت تک سرحدوں کی نگہبانی کے عمل کا اجر اس کے حق میں لکھا جاتا رہتا ہے (1)۔

امام ابن حبان اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ وہ سرحدوں کی نگہبانی پر مامور تھے، لوگ گھبرائے اور ساحل کی طرف نکل گئے پھر کہا گیا کوئی خطرہ نہیں۔ لوگ لوٹ آئے جب کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کھڑے تھے۔ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا۔ پوچھا اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تم کیوں کھڑے ہو؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اللہ کی راہ میں ایک ساعت پھرنا حجر اسود کے پاس لیلۃ القدر میں قیام کرنے سے بہتر ہے (2)۔

امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے، وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ کی راہ میں ایک دن سرحدوں کی حفاظت دوسری جگہ ہزار دن گزارنے سے بہتر ہے۔ ابن ماجہ کے الفاظ ہیں جس نے اللہ کی راہ میں ایک رات سرحدوں کی حفاظت کی یہ عمل ایک ہزار دن روزے رکھنے اور ان میں قیام کرنے کی طرح ہے (3)۔

امام بیہقی نے ابو امامہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سرحدوں کی حفاظت کرنے والے کی ایک نماز پانچ سو نمازوں کے برابر ہے اور اس کام میں ایک دینار خرچ کرنا سات سو دینار کسی اور جگہ خرچ کرنے سے افضل ہے (4)۔

امام ابو الشیخ نے ثواب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے سرحدی زمین میں ایک نماز دو ہزار نمازوں جیسی ہے۔

امام ابن حبان نے حضرت عتبہ بن منذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب جنگ دور جگہ ہو، چٹیاں زائد ہو جائیں، غنیمتیں حلال سمجھی جانے لگیں تو تمہارا بہترین جہاد سرحد کی حفاظت ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دینار، درہم جبہ اور عمدہ چادر کا پجاری تباہ و برباد ہو گیا، اگر اسے عطا کیا جائے تو راضی ہو جائے، اگر عطا نہ کیا جائے تو ناراض ہو جائے، ہلاک ہوتے ہیں اور سر کے بل گر پڑتے ہیں جب انہیں کانٹا لگے تو نہ نکلے۔ مبارک ہے وہ بندہ جو اللہ کی راہ میں گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہے، اس کا سر پراگندہ ہے، اس کے قدم غبار آلود ہیں، اگر نگہبانی کے لئے آگے ضرورت ہو تو اگلے حصہ میں ہوتا ہے، اگر فوج کے پیچھے حصے میں خرابی ہو تو پیچھے حصے میں ہوتا ہے (5)۔

امام مسلم، امام نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں

1۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الجہاد، جلد 3، صفحہ 349 (2867)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 40 (4286)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 156 (2635)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 43 (4295)

5۔ صحیح بخاری جلد 3، صفحہ 1057 (2730) دار ابن کثیر دمشق

کی بہترین زندگی یہ ہے کہ آدمی اللہ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے ہو جب وہ کوئی خوفناک آواز سنتا ہے تو تیزی سے اس کی طرف جاتا ہے اور وہیں شہادت اور موت کی خواہش کرتا ہے اور وہ آدمی جو پہاڑ کی چوٹیوں میں سے کسی چوٹی یا ان وادیوں میں سے کسی وادی میں تھوڑی سی بکریوں کے ساتھ رہتا ہو، وہ نماز پڑھتا ہو، زکوٰۃ دیتا ہو اور اپنے رب کی عبادت کرتا ہو یہاں تک کہ اسے موت آجائے یہ لوگوں سے بہتر حالت میں ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ام مبشر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ سند رسول اللہ تک پہنچاتے ہیں کہ مرتبہ کے اعتبار سے بہترین آدمی وہ ہے جو گھوڑے کی پیٹھ پر ہو جو دشمن کو خوفزدہ کرتا ہے اور دشمن اسے خوفزدہ کرتے ہیں (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی چوپال کی تین دن کی حفاظت کرنا مجھے زیادہ پسند ہے کہ مدینہ طیبہ یا بیت المقدس کی مسجد میں لیلۃ القدر نصیب ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے محفوظ تو رکھے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرنے والا اس آدمی سے اجر میں بڑھ کر ہے جو ایک ماہ روزے رکھتا ہے اور قیام کرتا ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے جنازہ میں نکلے۔ جب اس کا جنازہ رکھا گیا تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کا جنازہ نہ پڑھیے کیونکہ یہ ایک گناہ گار آدمی ہے۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے پوچھا کیا تم میں سے کسی نے اسے اسلام پر دیکھا ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ہاں میں نے دیکھا ہے۔ اس نے ایک روز اللہ کی راہ میں نگہبانی کی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس پر مٹی ڈال دی۔ فرمایا اس کے ساتھی گمان کرتے ہیں کہ یہ جہنمی ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ جنتی ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے عمر لوگوں کے اعمال کے بارے میں نہ پوچھا، کروان کے دین کے بارے میں پوچھا کرو (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے اس امر کو جب سے شروع کیا نبوت و رحمت سے شروع کیا پھر وہ ملک و رحمت کی طرف لوٹ جاتا ہے پھر جبریہ ہو جاتا ہے وہ ایک دوسرے کو اس طرح کھائیں گے جس طرح گدھے کھاتے ہیں۔ اے لوگو تم پر جہاد لازم ہے جب تک میٹھا اور سرسبز و شاداب ہو قبل اس کے کہ کڑوا اور مشکل ہو جائے۔ یہ عام ہو گا قبل اس کے کٹا ہوا ہو جائے۔ جب غزوہ کی جگہیں دور ہو جائیں، غنائم کھائی جانے لگیں، حرام کو حلال جانا جانے لگے تو تم پر رباط ضروری ہے کیونکہ یہ بہترین جہاد ہے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 42 (4291) دارالکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42 (4292-93-94)

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 43 (4297)

امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا چار چیزیں ایسی ہیں کہ مدت کے بعد بھی ان کا اجر جاری رہتا ہے، ایک وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں سرحدوں کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہوا، دوسرا وہ آدمی جس نے علم حاصل کیا جب تک اس پر عمل ہوتا رہے گا، تیسرا وہ آدمی جس نے صدقہ کیا تو اس کا اجر اس پر جاری رہے گا جب تک وہ صدقہ لوگوں پر جاری رہے گا، چوتھا آدمی جس نے نیک بچہ چھوڑا جو اس کے لئے دعا کرتا رہا۔

امام ابن سنی نے عمل یوم ولیلۃ میں، ابن مردویہ، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ہر رات سورۂ آل عمران کی آخری دس آیات کی تلاوت کرتے تھے۔

امام دارمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس نے رات میں آل عمران کے آخر کی تلاوت کی اس کے حق میں پوری رات عبادت لکھ دی جائے گی۔

سورۃ النساء

امام ابن ضریس نے فضائل، نحاس نے اپنی ناسخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل میں مختلف طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ سورۂ نساء مدینہ طیبہ میں نازل ہوئی۔

امام بخاری نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء اس وقت نازل ہوئیں جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھی (2)۔

امام احمد، ابن ضریس نے فضائل قرآن، محمد بن نصر نے الصلوٰۃ، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے سات (سورتوں) کو سیکھ لیا وہ عالم ہے (3)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تورات کی جگہ سات طویل سورتیں اور دو سو آیات والی سورتیں عطا کی گئیں، ہر سورت سو آیات یا اس سے زائد پر مشتمل ہے۔ مثانی سے مراد وہ سورت ہے جو دو سو آیات سے کم پر مشتمل ہو اور مفصل سے بڑی ہو (4)۔

امام ابو یعلی، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ایک رات رسول اللہ نے کوئی چیز پائی۔ جب صبح ہوئی تو آپ سے عرض کی گئی درد کا اثر آپ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 144، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ صحیح بخاری، باب تالیف القرآن، جلد 2، صفحہ 747، وزارت تعلیم اسلام آباد

3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 752 (2070)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 487 (2484)، دار الکتب العلمیہ بیروت

پر واضح ہے۔ فرمایا خبردار جس طرح تم دیکھ رہے ہو، الحمد اللہ میں ٹھیک ہوں میں نے سات طویل سورتیں پڑھی ہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ایک رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گزاری، آپ نے سات رکعات میں سات طویل سورتیں پڑھیں۔

امام عبدالرزاق نے خاندان نبوت کے ایک فرد سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گزاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم رات کے ایک پہر میں اٹھے، ضرورت طبعی پوری کی پھر آپ مشکیزہ کے پاس آئے، اس سے پانی لیا اور ہتھیلیوں کو تین دفعہ دھویا پھر وضو کیا اور ایک رکعت میں سات طویل سورتیں پڑھیں۔

امام حاکم نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مجھ سے سورۂ نساء کے بارے میں سنو کیونکہ میں نے قرآن اس وقت پڑھا جب میں چھوٹی عمر کا تھا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو سورۂ نساء پڑھے تو وہ یہ بھی سیکھے کہ کون کسی کو ورثہ سے روک دیتا ہے یعنی علم الفرائض سیکھے واللہ اعلم (3)۔

آیاتھا ۱۷۶ | سُوْرَةُ النِّسَآءِ مَدَنِيَّةٌ ۴ | رکوعاتھا ۲۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوۡا رَبَّكُمُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنۡهَا زَوۡجَهَا وَ بَثَّ مِنۡهُمَا رِجَالًا كَثِیۡرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیۡ تَسَآءَلُوۡنَ بِهٖ وَ الۡاَرۡحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَیۡكُمۡ رَقِیۡبًا ①

"اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک جان سے اور پیدا فرمایا اسی سے جوڑا اس کا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے مرد کثیر تعداد میں اور عورتیں (کثیر تعداد میں) اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے وہ اللہ مانگتے ہو تم ایک دوسرے سے (اپنے حقوق) جس کے واسطہ سے اور (ڈرو) رحموں (کے قطع کرنے سے) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر ہر وقت نگران ہے"۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نَّفۡسٍ وَّاحِدَةٍ کی تفسیر حضرت آدم اور زَوۡجَهَا کی تفسیر حضرت حوا کو چھوٹی پسلی سے پیدا کیا نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 452 (1157) 2۔ ایضاً، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 330 (3178)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفرائض، جلد 4، صفحہ 239 (31036) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ سے مراد حضرت آدم اور خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا سے حضرت آدم کی چھوٹی پسلی سے حضرت حواء کو پیدا کیا جب کہ وہ سوئے ہوئے تھے جاگے تو کہا کیا میں نبطی عورت ہوں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حواء کی پیدائش حضرت آدم کی بائیں پسلی سے ہوئی اور ابلیس کی بیوی کی پیدائش اس کی بائیں پسلی سے ہوگی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ حضرت حواء کی پیدائش حضرت آدم کی سب سے چھوٹی پسلی سے ہوئی یہ سب سے نچلی پسلی ہوتی ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کو مرد سے پیدا کیا گیا اس کی ضرورت مردوں میں رکھ دی گئی ہے۔ پس عورتوں کا خیال رکھو مرد کو زمین سے پیدا کیا گیا، اس کی ضرورت زمین میں رکھ دی گئی ہے (2)۔

امام اسحاق بن بشر اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم کے چالیس بچے ہوئے بیس لڑکے تھے اور بیس لڑکیاں تھیں۔

امام ابن عساکر نے حضرت ارطاۃ بن منذر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت حواء حاملہ ہوئیں اور حضرت شیث کا تولد آپ کے رحم میں شروع ہوا یہاں تک کہ ان کے دانت نکل آئے۔ حضرت حواء پیٹ کے شفاف ہونے کی وجہ سے ان کا چہرہ دیکھا کرتی تھیں۔ یہ حضرت آدم کی تیسری اولاد تھی۔ جب پیدائش کا وقت آیا تو انہیں سخت تکلیف ہوئی۔ جب حضرت حواء نے حضرت شیث کو جنا تو اسے فرشتوں نے لے لیا اور چالیس دن تک فرشتے ان کے ساتھ رہے، انہیں رمز سکھائیں پھر حضرت حواء کو واپس کر دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جس کے واسطہ سے ایک دوسرے سے چیزیں لیتے ہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطہ سے تم باہم عہد و پیمان کرتے ہو (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں تجھ سے اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آدمی کا یہ قول ہے میں تمہیں اللہ اور رشتہ داری کا واسطہ دیتا ہوں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 150، مصر 2۔ شعب الایمان، باب الحیاء، جلد 6، صفحہ 165 (7798) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 151، مصر 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے الارحام کے نیچے کسرہ پڑھا ہے اور وہ آدمی کا یہ قول ہے میں تجھ سے اللہ اور رشتہ داری کے واسطہ سے سوال کرتا ہوں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ کے واسطہ سے تم سے سوال کیا جائے تو تو عطا کر جب رشتہ داری کا واسطہ دے کر تم سے سوال کیا جائے تو تب بھی عطا کر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت نقل کی ہے اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطہ سے تم سوال کرتے ہو اور رشتہ داری سے ڈرو اور اس کو جوڑو (2)۔

عبد بن حمید نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صلہ رحمی کرو یہ دنیا کی زندگی میں تمہاری بقا کا باعث ہے اور آخرت میں تمہاری خیر کا باعث ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہا کرتے تھے اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو کیونکہ دنیا میں یہ تمہاری بقا کا باعث اور آخرت میں تمہارے لئے خیر کا باعث ہے (3)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صلہ رحمی کرو (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما وَ الْاَرْحَامَ کے الفاظ پڑھتے کہتے اللہ سے ڈرو اسے قطع نہ کرو (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا رحموں کے بارے میں ڈرو (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے اللہ سے ڈرو اور رحموں کو توڑنے سے ڈرو (7)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رحموں کو قطع کرنے سے ڈرو (8)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ رقیبا کا معنی نگہبان ہے (9)۔

امام ابن جریر نے ابن زید کا قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال پر نگہبان ہے وہ انہیں جانتا اور پہچانتا ہے (10)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز اور حاجت کا خطبہ سکھایا نماز کا خطبہ تو تشہد ہے اور حاجت کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 151 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 152 3۔ ایضاً
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 431 (502)، بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 152، مصر 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً 8 ایضاً
9 ایضاً، جلد 4، صفحہ 153 10۔ ایضاً

1B

خطبہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پھر آپ نے قرآن حکیم کی تین آیات پڑھیں اِتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ (آل عمران:102) یہ آیت اور اِتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿﴾ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ (الاحزاب) پھر اپنی ضرورت کا ذکر کر (1)۔

وَ اٰتُوا الْيَتٰمٰٓى اَمْوَالَهُمْ وَ لَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ ۠ وَ لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِيْرًا ﴿۲﴾

”اور دے دو یتیموں کو ان کے مال اور نہ بدلو (اپنی) ردی چیز کو (ان کی) عمدہ چیز سے اور نہ کھاؤ ان کے مال اپنے مالوں سے ملا کر، واقعی یہ بہت بڑا گناہ ہے“۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو غطفان کا ایک آدمی تھا جس کے پاس اس کے یتیم بھتیجے کا بہت زیادہ مال تھا۔ جب یتیم بالغ ہوا تو اس نے اپنا مال طلب کیا جو چچا نے نہ دیا۔ یتیم نے اپنا معاملہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یعنی حکم ہوا کہ وہ یتیموں کو ان کا مال دے دیں۔ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ لوگوں کے حرام مال کو اپنے حلال مال سے نہ بدلیں یہ معنی بھی ہو سکتا ہے اپنے حلال مال فضول نہ خرچ کرو اور لوگوں کے حرام مال نہ کھاؤ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِيْثَ بِالطَّيِّبِ کا مطلب ہے کہ حرام کو حلال سے نہ بدلو، حرام رزق کو حاصل کرنے میں جلدی نہ کرو قبل اس کے کہ حلال رزق تم تک پہنچے جو تمہارے حق میں مقدر کیا گیا ہو وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ یعنی اس کے اموال اپنے مال کے ساتھ ملا کر نہ کھاؤ تم ان کو ملاتے ہو پھر سب کھا جاتے ہو، حُوْب سے مراد گناہ ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ تم کمزور دو اور موٹا لو (3) ابن جریر نے زہری سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسا نہ کرو کہ کھوٹا دو اور عمدہ لو (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں کا طریقہ یہ تھا کہ یتیم کے مال سے موٹی بکری لے لیتے اور اس کی جگہ کمزور بکری رکھ چھوڑتے اور کہتے بکری کے بدلے میں بکری ہے۔ عمدہ درہم لیتے اور اس کی جگہ کھوٹا درہم رکھ چھوڑتے اور کہتے درہم کے بدلے درہم ہے (6)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 5، صفحہ 17 (1105) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 153، مصر
3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وارث نہیں بناتے تھے، بڑا مال لے لیتا، مال میں سے اس کا حصہ عمدہ ہوتا اور چھوٹے کا حصہ خراب ہوتا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہاں الی، مع کے معنی میں ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یتیموں کے اموال کے بارے میں آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے یتیموں کے مال کو اپنے مال سے ملانا ناپسند کیا اور یتیم کا ولی یتیم کے مال کو اپنے مال سے الگ تھلگ رکھتا۔ یتیموں نے اس چیز کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ ان کے مال کو ساتھ رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف طریق کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حُوْبًا كَبِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے، بہت بڑا گناہ (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حوب کا معنی ظلم کیا ہے۔

امام طستی نے مسائل، ابن انباری نے وقف وابتداء اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حوبا کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا حبشہ کی لغت میں اس کا معنی گناہ ہے۔ ابن ازرق نے پوچھا کیا عرب بھی یہ معنی سمجھتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشی کا قول نہیں سنا۔

فَاِنِّیْ وَمَا كَلَّفْتُمُوْنِیْ مِنْ اَمْرِكُمْ لِيُعْلَمَ مَنْ اَمْسٰى اَعَقَّ وَاَحْوَبَا

بے شک میں اور جن امور کا تم مجھے مکلّف بناؤ گے تو معلوم ہو جائے گا کون زیادہ نافرمان اور گناہ گار ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ حوب لفظ کو حاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ حاء کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْيَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا ﴿۳﴾

"اور اگر ڈرو تم اس سے کہ نہ انصاف کر سکو گے تم یتیم بچوں کے معاملہ میں (تو ان سے نکاح نہ کرو) اور نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں (ان کے علاوہ دوسری) عورتوں سے دو دو تین تین اور چار چار اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی یا کنیزیں جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم ایک طرف ہی نہ جھک جاؤ"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 153، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 154 3۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وارث نہیں بناتے تھے، بڑا مال لے لیتا، مال میں سے اس کا حصہ عمدہ ہوتا اور چھوٹے کا حصہ خراب ہوتا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہاں الی، مع کے معنی میں ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یتیموں کے اموال کے بارے میں آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے یتیموں کے مال کو اپنے مال سے ملانا ناپسند کیا اور یتیم کا ولی یتیم کے مال کو اپنے مال سے الگ تھلگ رکھتا۔ یتیموں نے اس چیز کی شکایت حضور ﷺ کی بارگاہ میں کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ ان کے مال کو ساتھ رکھو اور اللہ سے ڈرتے رہو (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف طریق کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حُوْبًا كَبِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے، بہت بڑا گناہ (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حوب کا معنی ظلم کیا ہے۔

امام طستی نے مسائل، ابن انباری نے وقف و ابتداء اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حوبا کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا حبشہ کی لغت میں اس کا معنی گناہ ہے۔ ابن ازرق نے پوچھا کیا عرب بھی یہ معنی سمجھتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشی کا قول نہیں سنا۔

فَاِنِّیْ وَمَا کَلَّفْتُمُوْنِیْ مِنْ اَمْرِکُمْ لِیُعْلَمَ مَنْ اَمْسٰی اَعَقَّ وَاَحْوَبَا

بے شک میں اور جن امور کا تم مجھے مکلف بناؤ گے تو معلوم ہو جائے گا کون زیادہ نافرمان اور گناہ گار ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ حوب لفظ کو حاء کے رفع کے ساتھ پڑھتے۔ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ حاء کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ۚ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَلَّا تَعُوْلُوْا ۞

"اور اگر ڈرو تم اس سے کہ نہ انصاف کر سکو گے تم یتیم بچوں کے معاملہ میں (تو ان سے نکاح نہ کرو) اور نکاح کرو جو پسند آئیں تمہیں (ان کے علاوہ دوسری) عورتوں سے دو دو تین تین اور چار چار اور اگر تمہیں یہ اندیشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو پھر ایک ہی یا کنیزیں جن کے مالک ہوں تمہارے دائیں ہاتھ یہ زیادہ قریب ہے اس کے کہ تم ایک طرف ہی نہ جھک جاؤ"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 153، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 154 3۔ ایضاً

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے پہلے تمام لونڈیاں حلال تھیں پھر اللہ تعالیٰ نے بیوی کی ماں، آباء اور بیٹوں کی بیویوں، رضاعی بہنوں کو جمع کرنے رضاعی ماں کے ساتھ نکاح کرنے اور جس عورت کا پہلے خاوند ہو اس سے نکاح کرنا حرام قرار دیا وہ آزاد ہو یا لونڈی۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَلَّا تَعُوْلُوْا کا معنی ہے کہ تم ظلم نہ کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے کہا میرے والد نے کہا اس روایت میں خطا ہے، صحیح یہ ہے کہ سند حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر موقوف ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے مصنف، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطوں سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے تم ایک طرف جھک نہ جاؤ(1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اس کے متعلق آپ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا یہ زیادہ موزوں ہے کہ تم ایک طرف نہ جھکو پوچھا کیا عرب یہ معنی سمجھتے ہیں؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

اِنَّا تَبِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاطَّرَحُوْا قَوْلَ النَّبِيِّ وَعَالُوْا فِي الْمَوَازِيْنِ

ہم نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کی، انہوں نے نبی کریم کے حکم کو چھوڑ دیا۔ انہوں نے میزان میں ناانصافی کی۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم ایک طرف نہ جھک جاؤ پھر کہا کیا تم نے ابو طالب کا شعر نہیں سنا:

بِمِيْزَانِ قِسْطٍ لَا تَخِيْسُ شَعِيْرَةً وَوَزَّانِ صِدْقٍ وَزْنُهٗ غَيْرُ عَائِلٍ

وہ انصاف کے ترازو والا ہے، بھاؤ کی کمی بیشی اس میں کوئی خرابی پیدا نہیں کرتی، وہ صحیح وزن کرنے والا ہے، اس کا وزن جھکا ہوا نہیں(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت اسحاق کوفی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کو کسی معاملہ میں خط لکھا جس میں انہوں نے ناراضگی کا اظہار کیا تھا اِنِّيْ لَسْتُ بِمِيْزَانٍ لَا اَعُوْلُ میں کوئی ترازو نہیں کہ ایک طرف نہ جھکوں(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد الرحمٰن، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ تم ایک طرف نہ جھکو(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات ابو رزین، ابو مالک اور ضحاک رحمہم اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1146 (558) دار الصمیعی الریاض 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 1145 (557)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 160، مصر 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 161

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تمہارے عیال زیادہ نہ ہو جائیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے یہ تیرے خرچہ میں کمی کرنے والا ہے کیونکہ ایک عدد سے کم ہے اور لونڈی آزاد کے خرچہ سے آسان ہے اور عیال میں بھی آسانی کا باعث ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم محتاج نہ ہو جاؤ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَ اٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِیْٓــٴًـا مَّرِیْٓــٴًـا ۝۴

''اور دیا کرو (اپنی) عورتوں کو ان کے مہر خوشی خوشی اور پھر اگر وہ بخش دیں تمہیں کچھ اس سے خوشدلی سے تو کھاؤ اسے لذت حاصل کرتے ہوئے خوشگوار سمجھتے ہوئے''۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابوصالح سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی عورت کا نکاح کرتا ہے تو مہر اسے دینے کے بجائے خود لے لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا اور یہ آیت نازل فرمائی(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے لوگ کسی دوسرے کو اپنی بہن نکاح کر کے دیتے اور دوسری کی بہن سے نکاح کر لیتے اور مہر نہ لیتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے مقاتل کا قول نقل کیا ہے کہ اٰتُوا النِّسَآءَ کا معنی ہے عورتوں کو دو اور صَدُقٰتِهِنَّ کا معنی ہے ان کے مہر۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نِحْلَةً کا معنی مہر ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نِحْلَةً کا معنی واجب نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے معین کیا گیا مہر(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نحلہ کا معنی ہے واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تو عورت سے نکاح نہ کر مگر ایسی چیز کے بدلے میں جو اس کے لئے واجب ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی آدمی کے لئے مناسب نہیں کہ واجب مہر کے بغیر عورت سے نکاح کرے(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نحلہ کا معنی فریضہ ہے(7)۔

امام احمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ایک آدمی ہاتھ بھر کھانا عورت کو مہر کے طور پر دے دے تو وہ عورت اس کے لے حلال ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن ابی لبیبہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 161 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 162 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 161

فرمایا جس نے ایک درہم کے بدلہ میں اسے حلال کیا پس وہ حلال ہوگئی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عامر بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے دو جوتوں کے عوض ایک عورت سے شادی کی تو نبی کریم ﷺ نے اس کے نکاح کو جائز قرار دے دیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی کسی عورت سے نکاح کرے جب کہ وہ اس کا مہر غصب کرنا چاہتا ہے تو وہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں زانی ہوگا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کے مہر اور مزدور کی اجرت سے شدید کوئی چیز نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ کا قول نقل کیا ہے کہ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ میں ہ ضمیر سے مراد مہر ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا کا یہ معنی نقل کیا ہے جب یہ تکلیف اور دھوکہ دیئے بغیر ہو تو پھر یہ مبارک اور خوش گوار ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ اس چیز کو گناہ خیال کرتے کہ انہوں نے عورت کو جو مہر دیا ہے اسے واپس لیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کوئی آدمی بیمار ہو تو عورت سے تین دراہم یا اس جتنی رقم کا مطالبہ کرے، اس کے ساتھ شہد خریدے پھر بارش کا پانی لے، ان سب کو جمع کرے تو یہ هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا شفا مبارک ہوگا۔

امام ابن سعد نے حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے قول نقل کیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کو کہتے ہیں اس هَنِیْٓـًٔا مَّرِیْٓـًٔا سے کچھ کھلاؤ۔

وَ لَا تُؤْتُوا السُّفَهَآءَ اَمْوَالَكُمُ الَّتِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِیٰمًا وَّ ارْزُقُوْهُمْ فِیْهَا وَ اكْسُوْهُمْ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا۝

”اور نہ دے دو نادانوں کو اپنے مال جنہیں بنایا ہے اللہ نے تمہاری (زندگی کے) لئے سہارا اور کھلاؤ انہیں اس مال سے اور پہناؤ انہیں اور کہو ان سے بھلائی کی بات“۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ایک مرد نے اپنی عورت کو مال دے دیا تو اس نے نامناسب جگہ اسے صرف کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے مال و اسباب عطا فرمایا ہے اور تیری زندگی کا سبب بنا دیا ہے۔ اس کی طرف یوں قصد نہ کر کہ تو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 492 (16362)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 492 (16363)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 162 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 163 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 165

اپنی بیوی اور بیٹوں کو دے دے پھر ان کے سامنے مجبور محض بن جائے بلکہ مال اپنے پاس رکھ اور اس کو بڑھانے کی کوشش کرتا رہ بلکہ تو خود ان کے لباس، خوراک اور ضروریات میں صرف کر۔ ارشاد فرمایا قیٰما یعنی تمہاری زندگی کا یہ سہارا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رویت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا اپنے بے وقوف بچوں کو اپنے مال پر مسلط نہ کریں بلکہ انسان کو حکم دیا کہ خود اسے خوراک اور لباس دے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ السُّفَهَآءَ سے مراد بیٹے اور عورتیں ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام عورتیں بے وقوف ہیں مگر جو اپنے خاوندوں کی اطاعت کریں۔

امام ابن ابی حاتم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سفہاء سے مراد خادم ہیں جو انسانوں کے شیاطین ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سفہاء سے مراد عورتیں اور بچے ہیں (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ چھوٹے بچے اور عورتیں ہی سفہاء ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مردوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ عورتوں کو اپنے مال دیں، عورتیں ہی سفہاء ہیں، وہ بیویاں ہوں، بیٹیاں ہوں یا مائیں ہوں۔ مردوں کو حکم دیا گیا کہ انہیں خرچہ دیں اور ان سے اچھی بات کریں (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سفہاء سے مراد یتیم اور عورتیں ہیں (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مال سے مراد یتیم کا مال ہے جو تمہارے پاس موجود ہو، مال اسے نہ دو، اسے اس پر خرچ کرو یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہاں سفہاء سے مراد یتیم ہیں اور اَمْوَالَكُمْ سے مراد ان کے مال ہیں یہ انداز ایسے ہی ہے جیسے فرمایا ولا تقتلوا انفسکم (النساء:27)

امام ابن جریر نے حضرت مورق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 167 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 165 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 164

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1150 (561)، دار الصمیعی الریاض

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 164 مصر 6۔ ایضاً

سے گزری جو اچھی شکل وصورت والی تھی۔ اس عورت کے بارے میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی (1)۔

امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول نہیں کرتا، ایک ایسا آدمی جس کے عقد میں بد اخلاق عورت ہو تو وہ اسے طلاق نہیں دیتا، ایک آدمی کا دوسرے آدمی پر مال لازم ہو مگر وہ گواہی نہ دے، تیسرا وہ آدمی ہے جو بے وقوف کو اس کا مال دے دے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بے وقوفوں کو ان کے مال نہ دو، یہ روایت ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے ابوموسیٰ اشعری سے موقوف انداز میں نقل کی ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مال کے بارے میں حکم دیا کہ اسے ضرورت کے لئے جمع کیا جائے تو اچھے انداز میں اس کی حفاظت کی جائے تو اس کا مال مالک بے وقوف عورت اور بچے کو نہ بنا دے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے قِيٰمًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ تمہاری زندگی کا سہارا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے قیام کو الف کے ساتھ پڑھا ہے یعنی تمہاری زندگی کا سہارا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے یہ تمہارے دین کی حفاظت کا باعث اور تمہارے لئے سہارا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَّارْزُقُوْهُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان پر خرچ کرو (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قَوْلًا مَّعْرُوْفًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ نیکی کرنے اور صلہ رحمی میں انہیں اچھی بات کہیں (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے یعنی ایسا وعدہ جو تم ان سے کرتے ہو (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تیری اولاد نہ ہو تو اور نہ ہی کوئی ایسا فرد ہو جس پر خرچ کرنا تم پر فرض ہے تو اسے اچھی بات کہو اسے کہو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں معاف کر دے اور اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت ڈالے (8)۔

وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ ۚ فَاِنْ اٰنَسْتُمْ مِّنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوْۤا اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ ۚ وَ لَا تَاْكُلُوْهَاۤ اِسْرَافًا وَّ بِدَارًا اَنْ يَّكْبَرُوْا ؕ وَ مَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَاْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 165　2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 331 (3181)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 167، مصر　4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 168

6۔ ایضاً　7۔ ایضاً　8۔ ایضاً

''اور آزماتے رہو یتیموں کو یہاں تک کہ وہ پہنچ جائیں نکاح (کی عمر) کو پس اگر محسوس کرو تم ان میں دانائی تو لوٹا دو انہیں ان کے مال اور نہ کھاؤ انہیں فضول خرچی سے اور جلدی جلدی اس خوف سے کہ وہ بڑے ہو جائیں گے اور جو سرپرست غنی ہو تو اسے چاہیے کہ (یتیموں کے مال سے) پرہیز کرے۔ اور جو سرپرست فقیر ہو تو وہ کھالے مناسب مقدار سے پھر جب لوٹاؤ تم ان کی طرف ان کے مال تو گواہ بنالو ان پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ حساب لینے والا''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَابْتَلُوا الْيَتٰمٰى کی یہ تفسیر نقل کی ہے جب یتیم بالغ ہو جائیں تو تم انہیں آزمایا کرو (1) اگر تمہیں معلوم ہو جائے کہ وہ دانش مند ہو چکے ہیں اور اپنے اموال کی نگہداشت کر سکتے ہیں تو انہیں ان کے مال دے دو، فضول خرچی کرتے ہوئے اور جلدی کرتے ہوئے انہیں نہ کھاؤ یعنی یتیم کا مال جلدی سے نہ کھاؤ کہ تمہیں اس کے بالغ ہونے کا ڈر ہے کہ تو اس کے اور مال کے درمیان حائل ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ تم یتیموں کے عقل کا امتحان لو جب وہ بالغ ہو جائیں اگر تم سمجھو کہ وہ دانش مند ہو چکے ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم یتیموں کے عقول کا تجربہ کرو اگر تم محسوس کرو کہ وہ عقل مند ہو چکے ہیں اور مال کی اصلاح کر سکتے ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اولیاء اور اوصیاء ان کا امتحان لیں (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جائیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تم ان میں ایسے آثار پاؤ کہ وہ دین میں بھلائی کا سوچ سکتے ہیں اور اپنے مال کی حفاظت کر سکتے ہیں (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس کا مفہوم ہے کہ اگر تم ان میں یہ آثار دیکھو کہ وہ دین میں بھلائی کا سوچ سکتے ہیں اور اپنے مال کی حفاظت کر سکتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یتیم میں حلم، عقل اور وقار کے آثار پائے جائیں تو اس کا مال اسے دے دیا جائے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یتیم کا مال اس کے حوالے نہ کیا جائے جب تک اس سے دانش مندی کے آثار نمودار نہ ہوں اگرچہ اس کے سر کے بال سفید ہونے لگیں (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 168 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 169 3۔ ایضاً
4۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 2، صفحہ 297 (2027) 5۔ ایضاً (2067)
6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1151 (563) دار الصمیعی الریاض

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس میں اسراف سے کام نہ لو اور اس میں جلدی نہ کرو(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے کہ تم ناحق اس کا مال نہ کھاؤ اور جلدی جلدی نہ کھاؤ اس خوف سے کہ وہ بالغ ہو جائے اور اپنا مال واپس لے لے۔

امام بخاری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت یتیم کے ولی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور معروف کا معنی ہے کہ جتنا ضروری ہے اتنا ہی صرف کرے(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ اور حاکم نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو اپنے مال کی وجہ سے غنی ہو اسے یتیم کے مال کی کوئی ضرورت نہ ہو تو پھر یتیم کے مال سے کچھ بھی نہ لے اور جو محتاج ہے تو وہ اپنے مال سے اتنا ہی خرچ کرے جو اس کی زندگی کی رمق کو باقی رکھنے کے لئے ضروری ہے تاکہ اسے یتیم کے مال کی ضرورت ہی نہ ہو(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو یحییٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جو غنی ہے وہ اپنے مال میں احتیاط سے کام لے تاکہ یتیم کے مال تک نہ پہنچے۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں معروف سے مراد قرض ہے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں معروف سے مراد قرض ہے(5)۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یتیم کا ولی اگر غنی ہے تو اس کے مال سے بچے اگر فقیر ہے تو بچا ہوا دودھ لے لے اور ضرورت کے مطابق کھانا لے لے، اس سے زیادہ نہ لے۔ اسی طرح اتنا کپڑا لے جس سے ستر عورت ہو جاتا ہو، اگر ولی بعد میں خوش حال ہو جائے تو واپس کر دے اور اگر تنگ دست ہو تو پھر اس کے لئے وہ حلال ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے آپ فرماتے ہیں اگر غنی ہو تو اس کے لئے یتیم کا تھوڑا سا مال کھانا بھی حلال نہیں۔ اگر فقیر ہو تو اس کے مال سے قرض لے۔ جب آسودگی میسر ہو تو جتنا قرض لیا تھا واپس کر دے۔ یہی معروف طریقے سے کھانا ہے(6)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن سعد، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، نحاس نے ناسخ میں ابن

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 170، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 175 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 171
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 171

منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مختلف سندوں سے روایت نقل کی ہے فرمایا میں نے اللہ کے مال کو یتیم کے مال کے قائم مقام رکھا ہے۔ اگر میں غنی ہوں تو اس مال سے بچتا ہوں۔ اگر میں محتاج ہوں تو معروف طریقے پر اسے لے لیتا ہوں جب مجھے آسودگی میسر ہوتی ہے تو واپس کر دیتا ہوں (1)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب یتیم کا ولی محتاج ہو تو یتیم کے کھانے سے کھانا کھالے مگر اس کے مال سے کپڑے اور پگڑی نہ لے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ معروف کا مطلب ہے تین انگلیوں کے اطراف سے کھائے (3)۔

امام ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے محتاج آدمی جب یتیم کے مال کا نگہبان بنے تو جتنی اس کی نگہبانی کرتا ہے اور اس کو فائدہ پہنچاتا ہے اتنا وہ اس سے لے لے جب کہ اس میں اسراف سے کام نہ لے۔

امام مالک، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا میرے پاس اپنا مال تو نہیں مگر یتیم میری تربیت میں ہے۔ تو آپ نے فرمایا یتیم کے مال سے کھاؤ مگر فضول خرچی کرتے ہوئے نہیں اور نہ ہی اس سے اپنا مال بڑھا رہا ہو اور نہ ہی اس کا مال خرچ کر کے اپنا مال بچا رہا ہو (4)۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ناسخ میں نحاس نے حضرت ابن عمرو سے روایت کیا کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میرے پاس مال تو نہیں لیکن یتیم ہے؟ فرمایا: اپنے یتیم کے مال سے کھاؤ لیکن نہ اسراف کرتے ہوئے، نہ فضول خرچی کرتے ہوئے، نہ مال بڑھاتے ہوئے اور اس کے مال کے بدلے اپنا مال بچاتے ہوئے (5)۔

امام ابن حبان نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں یتیم کو کس چیز سے مار سکتا ہوں فرمایا جس کے ساتھ تو اپنے بیٹے کو مارتا تھا نہ تو اس کا مال خرچ کر کے اپنا بچائے اور نہ اس کے ذریعے اپنا مال بڑھائے۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی شیبہ، نحاس نے ناسخ میں حضرت حسن عرنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں یتیم کو کس چیز سے مار سکتا ہوں؟ فرمایا جس سے تو اپنے بچے کو مارتا ہے۔ پوچھا کیا میں اس کا مال لے سکتا ہوں؟ فرمایا معروف طریقے سے لے نہ تو اس کے ذریعے اپنا مال بڑھائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 171، مصر
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1156 (569) دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 172، مصر
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1157 (571)
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 321 (2718) دار الکتب العلمیہ بیروت

اور نہ ہی اس کا مال خرچ کر کے اپنا مال بچائے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ روایت ذکر کی گئی کہ ثابت بن وداعہ کا چچا نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ حضرت ثابت ان دنوں اس کی گود میں یتیم تھے۔ عرض کی میرا بھتیجا میری گود میں یتیم ہے۔ اس کے مال میں سے میرے لئے کیا حلال ہے؟ فرمایا معروف طریقے سے اس کا مال کھاؤ مگر یہ جائز نہیں کہ تو اس کا مال خرچ کر کے اپنا مال بچائے اور نہ ہی اس کا زیادہ مال لے۔ یتیم کا کھجوروں کا ایک باغ تھا، اس کا ولی اس کے باغ کی نگہداشت کرتا اور پانی دیتا اور اس کے پھل میں سے حصہ لے لیتا۔ یتیم کے جانور ہوتے، ولی ان کی نگہداشت کرتا اور مشقت اٹھاتا اور کام کاج کرتا تو اس کی اون، دودھ اور ان کے متعلقات لے سکتا ہے۔ جہاں تک مال کا تعلق تھا تو اس میں سے کھانے اور خرچ کرنے کی اجازت نہ تھی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کتاب اللہ میں مذکور پانچ چیزوں میں رخصت ہے یہ بطور قطعی حکم کے نہیں جیسے وَمَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ چاہے تو کھالے نہ چاہے تو نہ کھائے۔

امام ابوداؤد اور نحاس دونوں نے ناسخ اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَنْ كَانَ فَقِيْرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ کو اِنَّ الَّذِيْنَ يَأْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتٰمٰى ظُلْمًا نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی زناد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوالزناد کہا کرتے تھے کہ یہ حکم دیہاتی اور ان جیسے لوگوں کے بارے میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت نافع بن ابی نعیم قاری رحمہ اللہ سے تفسیری قول نقل کیا ہے کہ میں نے یحییٰ بن سعید اور ربیعہ سے فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوْفِ کے بارے میں پوچھا تو دونوں نے فرمایا یہ حکم یتیم کے بارے میں ہے کہ اگر ولی فقیر ہو تو یتیم کے مال سے بقدر ضرورت اس پر خرچ کرے جب کہ ولی کے لئے اس میں سے کوئی چیز لینا جائز نہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ کا معنی یہ ہے کہ جب یتیم کو اس کا مال دیا جائے تو گواہوں کی موجودگی میں دو جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اولیاء کو فرماتا ہے جب بالغ ہونے پر تم یتیموں کو ان کے مال دو تو مال دیتے وقت گواہ بنالو اور اللہ تعالیٰ حساب لینے والا کافی ہے یعنی جو تمہارے آپس میں معاملات ہیں ان پر اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر کوئی گواہ نہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حَسِيْبًا کا معنی گواہ ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 174، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 176 4۔ ایضاً

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ ۪ وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَ الْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ۝

''مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں جو چھوڑ گئے ہیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور عورتوں کے لئے ہے اس میں سے جو چھوڑ گئے ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اس ترکہ سے خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ، یہ حصہ (اللہ تعالیٰ کی طرف سے) مقرر ہے''۔

امام ابوشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت کے لوگ بیٹیوں کو اور بیٹوں کو بالغ ہونے سے پہلے وارث نہیں بناتے تھے۔ ایک انصاری صحابی اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے اور دو بیٹیاں اور ایک چھوٹا بیٹا چھوڑا۔ اس کے دو چچا کے بیٹے آئے جو اس کے عصبہ تھے اور اس کی تمام میراث لے لی۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے ان دونوں سے کہا ان دونوں لڑکیوں سے شادی کر لو۔ ان کی دونوں بچیاں خوب صورت نہ تھیں۔ دونوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس فوت ہو گیا ہے۔ اس نے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں چھوڑی ہیں۔ اوس کے چچا زاد بھائی خالد اور عرفطہ آئے، دونوں نے میراث لے لی۔ میں نے ان دونوں سے کہا اس کی دونوں بیٹیوں سے نکاح کر لو تو دونوں نے اس سے انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد اور عرفطہ کی طرف پیغام بھیجا، فرمایا اس کی وارثت میں سے کوئی چیز بھی نہ ہلانا کیونکہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل کی گئی ہے جس میں مجھے خبر دی گئی ہے کہ مذکر اور مؤنث دونوں کا اس میں سے حصہ ہے۔ اس کے بعد وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ (النساء: 127) آیت نازل ہوئی پھر اس کے بعد يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ آیت نازل ہوئی۔ آپ نے میراث کا تمام مال منگوایا اور بیوی کو آٹھواں حصہ عطا فرمایا اور باقی ماندہ بچے کو دوگنا اور بچیوں کو ایک ایک حصہ عطا فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ام کلثوم اور اس کی بیٹی ام کحلہ یا ام کحہ، ثعلبہ بن اوس اور سوید کے حق میں نازل ہوئی۔ یہ سب انصاری تھے۔ ایک اس کا خاوند تھا اور دوسرا اس کی اولاد کا چچا یعنی بھائی تھا۔ عورت نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا خاوند فوت ہو گیا۔ اس نے مجھے اور اپنی بیٹی کو پیچھے چھوڑا ہے، کیا ہم اس کے مال کے وارث نہیں مرنے والے کے بھائی نے کہا بچی نہ گھوڑے پر سوار ہوتی ہے اور نہ ہی دشمن کا مقابلہ کرتی ہے۔ اس پر مال خرچ کیا جاتا ہے۔ یہ مال کماتی نہیں تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو کوئی ورثہ نہیں دیتے تھے۔ وہ مردوں میں سے بالغوں کو میراث دیتے تھے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی مِنْهُ اَوْ كَثُرَ سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 176، مصر

مراد میراث، نصیب سے مراد حصہ اور مفروض سے مراد معلوم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے معین وقف۔

وَ اِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ اُولُوا الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنُ فَارْزُقُوْهُمْ مِّنْهُ وَ قُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۸﴾

''اور جب حاضر ہوں (ورثہ کی) تقسیم کے وقت (غیر وارث) رشتہ دار، یتیم بچے اور مسکین تو دو انہیں بھی اس سے اور کہو ان سے اچھی بات''۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت محکم ہے منسوخ نہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مقسم رحمہ اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت محکم ہے اس پر عمل کیا جائے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حطان بن عبد اللہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے مطابق فیصلہ کیا (3)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین آیات مدنی ہیں اور محکم ہیں جنہیں بہت سے لوگوں نے ضائع کر دیا ہے (۱) وَاِذَا حضرا لقسمة (۲) وَ الَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ (النور: 58) (۳) اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى (الحجرات: 13) (4)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ لوگوں کا گمان ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے، اللہ کی قسم یہ آیت منسوخ نہیں بلکہ لوگوں نے اس پر عمل کرنے میں سستی کا مظاہرہ کیا۔ والی دو قسم کے ہیں: ایک وہ والی ہے جو وارث ہوتا ہے، یہ وہ ہے جو کچھ کھانا اور کپڑے دے دیتا ہے دوسرا وہ والی ہے وہ وارث نہیں ہوتا (جیسے وصی) وہ اچھی بات کرتا ہے وہ کہتا ہے یہ یتیم کا مال ہے اس میں کسی کا کوئی حق نہیں (5)۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن جریر اور حاکم نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں کچھ مال دیا جائے گا اور اگر مال میں کچھ کمی ہوگی تو ان سے معذرت کر لی جائے گی یہی قول معروف ہے (6)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 266، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 177، مصر
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 179
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1169 (578) دار العصیمی الریاض
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 267
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 180

امام ابن منذر نے عمرہ بنت عبدالرحمٰن بن عبداللہ کے بارے میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ جب اس کے والد کی وارثت تقسیم کی گئی تو ایک بکری اور کھانے کے بارے میں حکم دیا گیا جو بکری اور کھانا اس کے مال سے خریدا گیا، اسے تیار کیا گیا۔ یہ عمل حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کتاب (قرآن) کے مطابق عمل کیا گیا، یہ منسوخ نہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو یہ حکم دیا کہ جب میراث تقسیم کریں تو اپنے رشتہ داروں، اپنے یتیموں اور اپنے مسکینوں سے صلہ رحمی کریں اگر ان کے حق میں وصیت ہو، اگر ان کے حق میں وصیت نہ ہو تو وارثت میں سے کچھ انہیں دے دیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم فرائض کے احکام نازل ہونے سے پہلے تھا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے فرائض کے احکام نازل فرما دیئے، ہر کسی کو اس کا حق دے دیا اور صدقہ صرف اس کے لئے مختص کر دیا گیا جس کا متوفی نام لے (2)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے حکم کو آیت میراث نے منسوخ کر دیا ہے، ترکہ میں سے تھوڑا یا زیادہ جو حصہ بنتا ہے ہر انسان کے لئے مختص کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن ابی حاتم، بیہقی اور ابن ابی ملیکہ نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت اسماء بنت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم اور قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں خبر دی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اپنے والد حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی وراثت تقسیم کی جب کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں، دونوں نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ نے گھر میں موجود کسی مسکین اور رشتہ دار کو نہیں چھوڑا بلکہ اپنے والد کی میراث سے اسے کچھ نہ کچھ عطا کیا پھر یہ آیت تلاوت کی۔ قاسم نے کہا میں نے یہ واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے فرمایا جو انہوں نے کیا ہے حکم اس طرح نہیں، یہ حکم وصیت کی صورت میں ہے، یہ آیت وصیت کے بارے میں ہے، میت سے یہ ارادہ کیا ہے کہ وہ ان کے بارے میں وصیت کرے (3)۔

امام نحاس نے ناسخ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے حکم کو یُوْصِیْكُمُ اللّٰهُ فِیْۤ اَوْلَادِكُمْ نے منسوخ کر دیا۔

امام عبدالرزاق، ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا حکم منسوخ ہے۔ یہ حکم فرائض کے احکام نازل ہونے سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 179، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 178

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 267، دار الفکر بیروت

پہلے تھا جو آدمی ترکہ میں مال چھوڑتا جب اس ترکہ کو تقسیم کیا جاتا جو یتیم، محتاج، مسکین اور قریبی رشتہ دار حاضر ہوتے انہیں بھی دیا جاتا پھر میراث کے احکام نے اسے منسوخ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حقدار کا حق اس تک پہنچا دیا۔ اب اس کے مال میں سے وصیت رہ گئی۔ وہ اپنے قریبی رشتہ داروں کے لئے جو چاہے وصیت کر سکتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اگر حاضر ہونے والے بڑے ہوں انہیں تو کچھ دے دیا جائے۔ اگر چھوٹے ہوں تو ان سے معذرت کر لی جائے۔ قول معروف کا یہی مطلب ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ قریبی رشتہ داروں کو مال دیا کرتے تھے یہاں تک کہ فرائض کے احکام نازل ہو گئے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے حکم کو آیت میراث نے منسوخ کر دیا ہے (3)۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا خَافُوا عَلَيْهِمْ ۖ فَلْيَتَّقُوا اللّٰهَ وَلْيَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝

"اور چاہیے کہ ڈریں جو (یتیموں کے سرپرست ہیں اور سوچیں) کہ اگر وہ چھوڑ جاتے وہ اپنے پیچھے چھوٹے چھوٹے کمزور بچے تو وہ کتنے فکر مند ہوتے ان کے متعلق پس چاہیے کہ وہ ڈریں اللہ سے اور کہیں ایسی بات جو بالکل درست ہو"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم اس آدمی کے بارے میں ہے جو ایسے آدمی کے پاس حاضر ہوتا ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے تو وہ مریض کو وصیت کرتے ہوئے سنتا ہے جو وصیت اس کے وارثوں کو نقصان دیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سننے والے کو حکم دیا کہ وہ اللہ سے ڈرے اور وصیت کرنے والے کی صحیح بات کی راہنمائی کرے، اپنے وارثوں کی طرف نظر کرے اور جب اسے اپنے وارثوں کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو جو اپنے وارثوں کے لئے پسند کرتا ہے وہ ان کے لئے بھی وہی کرے (4)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد وہ آدمی ہے جس کی موت کا وقت قریب ہے اسے کہا جاتا ہے اپنے مال میں سے صدقہ کرو، غلام آزاد کرو اور مال میں سے اللہ کی راہ میں دو ان لوگوں کو ایسا کرنے سے منع کیا گیا ہے یعنی تم سب میں سے موت کے وقت جو مریض کے پاس ہو تو وہ مریض کو غلام آزاد کرنے، صدقہ اور اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنے کا نہ کہے بلکہ اسے کہے کہ وہ مال بیان کرے جس کا اس نے قرض دینا ہے اس کی وضاحت کرے اور ان قریبی رشتہ داروں کے حق میں مال وصیت کر جائے جو وارث نہیں بنتے ان رشتہ داروں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 177 مصر　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 180

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 255 (30901) مدینہ منورہ　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 181

کے لئے پانچواں یا چوتھائی حصہ وصیت کر جائے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب آدمی فوت ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہوں تو اس کے لئے زیبا نہیں کہ انہیں بغیر مال کے چھوڑ جائے جو لوگوں کے لئے بوجھ بن جائیں اور تمہارے لئے یہ زیبا نہیں کہ تم اسے ایسی بات کا حکم دو جو تم اپنے اور اپنی اولاد کے بارے میں پسند نہ کرو بلکہ اس کے بارے میں حق بات کہو(1)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو مر رہا ہو اور اس کی چھوٹی کمزور اولاد ہو جن کے محتاج ہونے کا اندیشہ ہو اور اسے خوف ہو کہ بعد والے ان کے ساتھ حسن سلوک نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ اس کی کمزور اور یتیم اولاد کا والی بنے تو ان پر احسان کرے، ان کا مال فضول خرچی کرتے ہوئے اور جلدی سے نہ کھائے کہ کہیں وہ بڑے ہو جائیں گے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جب کوئی آدمی وصیت کے وقت حاضر ہو تو اس کے لئے یہ کہنا مناسب نہیں کہ اپنے مال میں سے کچھ وصیت کر جاؤ، تیری اولاد کا اللہ رازق ہے بلکہ اسے یہ کہا جائے اپنے لیے آگے بھیجو اور اپنے بچوں کے لئے کچھ چھوڑ جاؤ۔ یہی قول سدید ہے کیونکہ جو آدمی اس قسم کا حکم دیتا ہے اسے اپنے بارے میں محتاجی کا خوف ہوتا ہے۔

امام سعید بن منصور، آدم اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی قریب الموت ہوتا تو اسے کہا جاتا فلاں فلاں کے حق میں وصیت کر جاؤ، فلاں فلاں کام کرو۔ اس طرح وارثوں کا نقصان کیا جاتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا کہ اسے میت کے وارثوں کا بھی خیال رکھنا چاہیے جس طرح وہ خود اپنے وارثوں کا خیال رکھتا ہے۔ اللہ سے ڈرو اور عدل و حق کا حکم دو(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لَوْ تَرَكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ کا مطلب ہے اپنی موت کے بعد چھوڑ جائیں ذُرِّيَّةً ضِعٰفًا سے مراد ایسے عاجز جن کے پاس وقت گزرنے کا کوئی حیلہ نہ ہو۔ خَافُوا عَلَيْهِمْ جس طرح انہیں اپنے بارے میں خوف ہے وہ میت کی کمزور اولاد کے بارے میں ڈریں۔ پس اللہ سے ڈریں اور میت سے کہیں جب اس کے پاس بیٹھیں تو وصیت کے بارے میں انصاف کی بات کریں زیادتی نہ کریں۔

امام ابن جریر نے حضرت شیبانی رحمہ اللہ سے واقعہ نقل کیا ہے کہ ہم مسلم بن عبدالملک کے دور میں قسطنطنیہ میں تھے جب کہ ہمارے درمیان ابن جبریر، ابن دیلمی اور ہانی بن کلثوم تھے۔ آخر زمانہ میں جو کچھ ہوگا اس کے بارے میں ہم باتیں کرنے لگے جو میں نے سنا اس سے میں تنگ پڑ گیا۔ میں نے ابن دیلمی سے کہا اے ابوالشیخ مجھے یہ پسند ہے کہ میرا کوئی بیٹا نہ ہو۔ انہوں نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا، فرمایا بھتیجے ایسا نہ کہہ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے جس روح کے نکلنے کا فیصلہ کر دیا ہے کہ وہ بنو آدم کی پشت سے نکلے تو وہ ضرور نکلے گی۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے گا اگرچہ آدمی اس کو ناپسند کرے۔ فرمایا کیا میں تجھے ایسے امر کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 181، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 183

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1173 (884) دار الصمیعی الریاض

بارے میں آگاہ نہ کروں اگر تو اس کو پائے تو اللہ تعالیٰ تجھے اس سے نجات عطا فرما دے اگر تو اپنے اور اپنی اولاد چھوڑے اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے؟ میں نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دونوں کمزور یعنی یتیم اور عورت کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ اسے یتیم کیا پھر اس کے بارے میں تاکیدی حکم دیا۔ اسے آزمائش میں ڈالا اور اس کے ساتھ دوسروں کو بھی آزمائش میں ڈالا۔

إِنَّ الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ ظُلْمًا إِنَّمَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَارًا ۖ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيرًا ﴿١٠﴾

”بے شک وہ لوگ جو کھاتے ہیں یتیموں کے مال ظلم سے وہ تو بس کھا رہے ہیں اپنے پیٹوں میں آگ اور عنقریب جھونکے جائیں گے بھڑکتی آگ میں“۔

امام ابن ابی شیبہ نے مسند میں، ابویعلی، طبرانی، ابن حبان نے صحیح میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز ایک قوم قبروں سے اٹھائی جائے گی جب کہ ان کے مونہوں سے آگ نکل رہی ہوگی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو فرماتے ہوئے نہیں دیکھا پھر یہ آیت تلاوت کی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں نبی کریم ﷺ نے اس رات کے بارے میں بیان کیا جس میں آپ کو معراج کرائی گئی تھی۔ فرمایا میں نے دیکھا کہ اچانک میں ایسے لوگوں کے پاس تھا جن کے ہونٹ اونٹوں کے ہونٹوں جیسے تھے۔ ان پر ایسے افراد مسلط کئے گئے تھے جو ان کے ہونٹوں کو پکڑے ہوئے تھے پھر ان کے مونہوں میں آگ کی چٹان ڈال رہے تھے۔ ان میں سے ایک کے منہ میں ڈالی جاتی جو ان کے نیچے والے حصہ سے نکلتی جب کہ ان کے ڈکارنے اور چیخنے کی آواز ہوتی۔ میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں؟ حضرت جبرئیل امین نے جواب دیا یہ وہ ہیں جن کے بارے میں فرمایا الَّذِينَ يَأْكُلُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی یتیم کا مال ظلم کرتے ہوئے کھائے گا اسے قیامت کے روز یوں اٹھایا جائے گا کہ آگ کا شعلہ اس کے منہ، اس کے کانوں، اس کی ناک اور اس کی آنکھوں سے نکل رہا ہوگا جو بھی اسے دیکھے گا وہ پہچان لے گا کہ یہ یتیم کا مال کھانے والا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبید اللہ بن ابی جعفر رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے یتیم کا مال کھایا تو قیامت کے روز اس کا ہونٹ پکڑا جائے گا اور اس کا منہ انگارے سے بھر دیا جائے گا، اسے کہا جائے گا اسے بھی کھاؤ جس طرح تم نے دنیا میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 183، مصر
2۔ مسند ابویعلی، جلد 6، صفحہ 272 (7403)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 184
4۔ ایضاً

کھایا تھا پھر اسے بڑی آگ میں داخل کیا جائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ کا آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مشرکوں کے بارے میں ہے کیونکہ وہ یتیموں کو وارث تسلیم نہیں کرتے تھے اور ان کے مال کھا جاتے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے سَعِيْرًا کے معنی میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ دہک رہی ہوگی۔

ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے سَعِيْرًا کا یہ معنی نقل کیا ہے یہ جہنم میں آگ کی لپکوں کی ایک وادی ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چار افراد کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر لازم کر رکھا ہے کہ انہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا اور نعمتیں نہیں چکھائے گا ہمیشہ شراب پینے والا، سود خور، ناحق یتیم کا مال کھانے والا اور والدین کی نافرمانی کرنے والا (2)۔

يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۤ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۱﴾

"حکم دیتا ہے تمہیں اللہ تمہاری (اولاد کی) میراث کے بارے میں ایک مرد (لڑکے) کا حصہ برابر ہے دو عورتوں (لڑکیوں) کے حصہ کے پھر اگر ہوں صرف لڑکیاں دو سے زائد تو ان کے لئے دو تہائی ہے جو میت نے چھوڑا اور اگر ہو ایک ہی لڑکی تو اس کے لئے نصف ہے اور میت کے ماں باپ میں سے ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اس سے جو چھوڑا میت نے بشرطیکہ میت کی اولاد ہو اور اگر نہ ہو اس کی اولاد اور اس کے وارث صرف ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کا تیسرا حصہ ہے (باقی سب باپ کا) اور اگر میت کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے (اور یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو میت نے کی اور قرض ادا کرنے کے بعد۔ تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے تم نہیں جانتے کہ کون ان میں سے زیادہ قریبی ہے تمہیں نفع پہنچانے میں۔ یہ حصے مقرر ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ (تمہاری مصلحتوں کو) جاننے والا ہے بڑا دانا ہے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 184 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 397 (5530)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مختلف سندوں سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنوسلمہ میں پیدل ہی میری عیادت فرمائی۔ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس حال میں پایا کہ میں کوئی عقل نہیں رکھتا تھا۔ آپ نے پانی منگوایا، اس سے وضوفرمایا پھر مجھ پر چھڑکا تو مجھے افاقہ ہوگیا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے میرے مال کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں مریض ہوتا تو رسول اللہ ﷺ میری عیادت فرماتے۔ میں نے عرض کی میں اپنی اولاد میں مال کیسے تقسیم کروں؟ حضور ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا پھر یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ، مسعود، طیالسی، ابن ابی عمر، ابن شیبہ، ابن ابی اسامہ، ابویعلی، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سعد بن ربیع کی بیوی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ دونوں سعد بن ربیع کی بیٹیاں ہیں، ان کا والد آپ کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے غزوۂ احد میں شہید ہوا۔ ان بچیوں کے چچا نے ان کا مال لے لیا ہے اور ان کے لئے کوئی مال نہیں چھوڑا۔ ان کے ساتھ کوئی نکاح بھی اسی وقت کرے گا جب ان کا مال ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بارے میں فیصلہ فرمائے گا۔ تو یہ آیت میراث نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کے چچا کی طرف پیغام بھیجا، فرمایا سعد کی دونوں بیٹیوں کو دوثلث دو، ان کی ماں کو آٹھواں حصہ باقی ماندہ تیرا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مال بچے کا ہوتا ہے اور وصیت والدین اور رشتہ داروں کے لئے ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں سے جو چاہا منسوخ کردیا، مذکر کے لئے مؤنث کے مقابلہ میں دوگنا، بچے کی موجودگی میں ماں باپ دونوں میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ، بیوی کے لئے آٹھواں یا چوتھا اور خاوند کے لئے نصف یا چوتھا حصہ (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب فرائض والی آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے مذکر، مونث اور والدین کے لئے حصہ مقرر فرمایا تو تمام لوگوں یا بعض نے اسے ناپسند کیا کہا ہم بیوی کو چوتھا یا آٹھواں دیں، بیٹی کو نصف دیں اور ہم چھوٹے بچوں کو بھی حصہ دیں، ان میں سے کوئی بھی نہ دشمن سے جنگ کرتا ہے اور نہ ہی مال غنیمت اکٹھا کرتا ہے۔ دور جاہلیت میں وہ اسی طرح کرتے تھے۔ وہ وارثت اسی کو دیتے جو جنگ کرنے کے قابل ہوتا اور وارثت بڑے اور اس سے بڑے کو دیتے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 186، مصر   2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 332 (3185) دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 184 (2092)، دارالکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 186 مصر   5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 185

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بچہ بڑا ہو یا چھوٹا دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور چھوٹے بچوں کو وارث نہیں بناتے تھے۔ والد کے ترکہ کا وہی وارث ہوتا جو جنگ کی طاقت رکھتا۔ عبدالرحمٰن جو حضرت حسان کے بھائی تھے فوت ہوئے اس نے ایک عورت جس کو ام کحہ کہتے اور پانچ بچیاں چھوڑیں، وارث آئے اور عبدالرحمٰن کا تمام مال لے لیا۔ ام کحہ نے اس کی شکایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ پھر ام کحہ کے بارے میں سورۂ نساء کی آیت نمبر 12 نازل فرمائی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ نساء سے مراد بیٹیاں ہیں، اثنتین یعنی دو سے زیادہ یا صرف دو ہوں جب کہ ان کے ساتھ کوئی مذکر نہ ہو تو میت نے جو چھوڑا ہے اس کا دو ثلث بچیوں کا ہے اور باقی ماندہ عصبہ کا ہے۔ اگر بیٹی ایک ہو تو اس کے لئے نصف اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ اگر ان کا ایک بیٹا ہو یا دو یا زیادہ بچیاں ہوں مگر ان کے ساتھ لڑکا نہ ہو۔ اگر اولاد صرف ایک لڑکی ہو تو اس کے لئے نصف مال ہوگا جو تین سدس ہوگا۔ باپ کا چھٹا حصہ ہوگا اور والدہ کا بھی چھٹا حصہ ہوگا باقی ایک سدس رہ جائے گا جو باپ کی طرف لوٹایا جائے گا کیونکہ یہ عصبہ ہے اگر اس کی اولاد نہ ہو یعنی نہ بچہ نہ ہی بچی اور اس کے والدین ہی وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ مال باپ کو مل جائے گا۔ اگر میت کے بھائی ہوں یعنی دو یا زیادہ بھائی ہوں یا دو بہنیں ہوں یا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو ماں کو چھٹا حصہ ملے گا اور باقی ماندہ باپ کا ہوگا۔ باپ کی موجودگی میں بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا لیکن انہوں نے ماں کو ثلث سے محروم کر دیا ہے جب کہ وصیت پہلے ادا کی جائے گی جو غیر وارثوں کو ثلث تک ہوگی کیونکہ وارث کے حق میں وصیت کرنا جائز نہیں یا اس کے ذمہ کوئی قرض ہو۔ اگر میت پر قرض ہو تو یہ وارثوں کو میراث سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حصے مقرر کر دیئے گئے ہیں اور وہ تقسیم کو خوب جانتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی یا عورت فوت ہو جائے اور ایک بیٹی چھوڑے تو اس کے لئے نصف ہوگا۔ اگر دو ہوں یا زیادہ ہوں تو ان کے لئے دو ثلث ہوں گے، اگر ساتھ مرد بھی ہو تو ان کے لئے معین حصہ نہیں، اگر کوئی حصہ والا شریک ہو تو پہلے اسے حصہ دیا جائے گا (2)۔

امام سعید بن منصور، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب ہمیں ایک راستہ پر چلاتے ہم اس کی پیروی کرتے تو اسے بڑا آسان پاتے۔ آپ سے ایک بیوی اور والدین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا بیوی کے لئے چوتھا، ماں کے لئے باقی ماندہ کا ثلث اور باقی ماندہ سب باپ کا ہوگا (3)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے زید بن ثابت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 185، مصر
2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 371 (7955) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 373 (7963)

کی طرف بھیجا کہ میں آپ سے خاوند اور والدین کا حصہ پوچھوں تو حضرت زید نے فرمایا خاوند کے لئے نصف، ماں کے لئے باقی ماندہ کا تیسرا حصہ اور باقی ماندہ مال باپ کا ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ کو پیغام بھیجا کیا آپ یہ حکم قرآن میں پاتے ہیں؟ فرمایا نہیں لیکن میں ماں کو باپ پر فضیلت دینا پسند نہیں کرتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ماں کو کل مال سے تیسرا حصہ عطا فرماتے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عثمان کے پاس تشریف لے گئے کہا بھائی ماں کو تیسرے حصہ سے نہیں روک سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ کیونکہ آپ قوم کی زبان میں دو بھائیوں کو اخوۃ نہیں کہلاتے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو طریقہ پہلے سے چلا آرہا ہے اس میں تبدیلی کی طاقت نہیں رکھتا۔ تمام شہروں میں یہی جاری ہے اور لوگوں میں ورثہ در ورثہ چلا آرہا ہے (2)۔

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ماں کو بھائیوں کی وجہ سے محجوب کرتے تھے۔ لوگوں نے آپ سے کہا اے ابوسعید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنْ كَانَ لَهٗۤ اِخْوَةٌ یعنی جمع کا صیغہ ذکر کرتا ہے جب کہ آپ دو بھائیو سے اسے محجوب کر دیتے ہیں۔ تو انہوں نے فرمایا عرب دو بھائیوں کو بھی اخوۃ کہتے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بھائی اس کی ماں کے حصہ میں کمی کریں گے لیکن خود وارث نہ بنیں گے، ایک بھائی اسے تیسرے حصہ سے محروم نہ کرے گا اور اس سے اوپر سے محروم کر دے گا۔ اہل علم کی یہ رائے تھی کہ ان بھائیوں نے ماں کو تیسرے حصہ سے اس لئے محروم کیا کیونکہ ان کا والد ان کے نکاح اور ان پر خرچ کرنے کا ذمہ دار ہے ان کی ماں ذمہ دار نہیں (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ماں کو چھٹا حصہ ملے گا جسے بھائیوں نے تیسرے حصہ سے محروم کر دیا۔ جب وہ ماں کو اس سے محروم کر رہے ہیں تو دوسروں کو بدرجہ اولی ایسا کریں گے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے تم یہ آیت پڑھتے ہو مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَاۤ اَوْ دَيْنٍ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض کی ادائیگی وصیت سے پہلے فرمائی۔ سگے بھائی وارث ہوتے ہیں ان کے ہوتے ہوئے سوتیلوں کو کچھ نہیں ملتا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ وارثت کی تقسیم قرض کی ادائیگی سے شروع کی جائے گی وصیت کا معاملہ اس کے بعد ہوگا (7)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 10، صفحہ 254 (19020) 2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 372 (7960) 3۔ ایضاً (7961)

4۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 189، مصر 5۔ ایضاً

6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 189 7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 190

امام ابن جریر، ابن ابی منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے تم میں سے آباء اور بیٹوں میں سے جو اللہ کے زیادہ مطیع ہوں گے قیامت کے روز ان کا درجہ بلند ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں میں سے بعض کو بعض کا سفارشی بنایا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں کوئی زیادہ نفع دینے والا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعض نے کہا کون آخرت میں نفع پہنچانے میں قریبی ہے بعض نے کہا دنیا میں زیادہ نفع پہنچانے والا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے میراث اولاد کے لئے ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے لے کر خاوند اور والد کو دی ہے (4)۔

وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗۤ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْۤا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْرَ مُضَآرٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ﴿١٢﴾

”اور تمہارے لئے نصف ہے جو چھوڑ جائیں تمہاری بیویاں بشرطیکہ نہ ہو ان کی اولاد اور اگر ہو ان کی اولاد تو تمہارے لئے چوتھائی ہے اس سے جو وہ چھوڑ جائیں (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو وہ کر جائیں اور قرض ادا کرنے کے بعد اور تمہاری بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اس سے جو تم چھوڑو۔ بشرطیکہ نہ ہو تمہاری اولاد اور اگر ہو تمہاری اولاد تو ان کا آٹھواں حصہ ہے اس سے جو تم پیچھے چھوڑ جاؤ (یہ تقسیم) اس وصیت کو پورا کرنے کے بعد ہے جو تم نے کی ہو اور (تمہارا) قرض ادا کرنے کے بعد اور اگر ہو وہ شخص جس کی میراث تقسیم کی جانے والی ہے کلالہ وہ مرد ہو یا عورت اور اس کا بھائی یا بہن ہو تو ہر ایک کے لئے ان میں سے چھٹا حصہ ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 190　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً　4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 10 صفحہ 256 (19030)

اگر وہ بہن بھائی ایک سے زیادہ ہوں تو سب شریک ہیں تہائی میں (یہ تقسیم) وصیت پوری کرنے کے بعد ہے جو کی گئی ہے اور قرض ادا کرنے کے بعد بشرطیکہ اس سے نقصان نہ پہنچایا گیا ہو۔ (یہ نظام وراثت) حکم ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا بردبار ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بیوی فوت ہو جائے تو اس نے جو ترکہ چھوڑا ہو اس کا نصف خاوند کو ملے گا جب کہ اس عورت کی کوئی اولاد نہ ہو نہ اس خاوند سے اور نہ ہی کسی اور خاوند سے اگر اس کی کوئی اولاد ہو بچہ ہو یا بچی ہو تو خاوند کے لئے چوتھائی ہوگا مگر وصیت اور قرض ادا کرنے کے بعد تاہم قرض کی ادائیگی پہلے ہوگی جب کہ وصیت پر عمل بعد میں کیا جائے گا۔ اگر خاوند فوت ہو جائے اور اس کی کوئی اولاد نہ ہو اس عورت سے اور نہ ہی کسی اور عورت سے تو اس عورت کو چوتھا حصہ ملے گا۔ اگر اس مرد کا بچہ یا بچی ہو تو خاوند نے جو مال چھوڑا ہے تو اس کو آٹھواں حصہ ملے گا۔ اگر مرد یا عورت کلالہ ہو جس کی وراثت تقسیم کی جاتی ہے۔ کلالہ سے مراد وہ میت ہے جس کا بیٹا اور والد نہ ہو۔ اگر وہ زائد ہوں یعنی دو سے لے کر دس تک یا اس سے بھی زائد۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، دارمی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ مِنْ اُمٍّ۔(1)

امام بیہقی نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی نے دادا کی موجودگی میں ماں کی طرف سے بھائیوں کو وراثت میں سے کوئی چیز عطا نہیں فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد ماں کی طرف سے بھائی ہیں یہ تیسرے حصہ میں شریک ہوں گے، اس میں مذکر اور مونث برابر ہوں گے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ماں کی جانب بہن بھائیوں میں وراثت برابر تقسیم کی اور کہا میرا خیال ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ اسی وقت کیا جب کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں آگاہی حاصل کی ہوگی۔

امام حاکم نے حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن مسعود اور حضرت زید رضی اللہ عنہما سے، ماں، خاوند، ماں باپ دونوں کی جانب سے بھائیوں اور ماں کی طرف سے بھائیوں کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ حقیقی بھائی تیسرے حصہ میں ماں کی طرف سے بھائیوں میں شریک ہوں گے۔ یہ سب ماں کے بیٹے ہیں، ماں ان کے قرب میں اضافہ کرتی ہے، وہ تیرے حصہ میں شریک ہیں (4)۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مشرکہ میں روایت نقل کی ہے کہ خیال کرو کہ ان کا باپ گدھا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 194، مصر 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 231، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 194، مصر 4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 374 (7970) دار الکتب العلمیہ بیروت

باپ نے تو ان کے قرب میں اضافہ کر دیا ہے تیسرے حصہ میں انہیں شریک کیا ہے (1)۔

فرائض میں وارد ہونے والی احادیث

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو بھی سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے یہ بھلا دیا جائے گا میری امت سے سب سے پہلے یہی علم اٹھایا جائے گا (2)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا علم فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ مجھے اس دنیا سے اٹھایا جائے گا تو یہ علم بھی قبض کر لیا جائے گا، فتنے ظاہر ہوں گے یہاں تک کہ دو آدمی حصوں میں جھگڑا کریں گے اور کوئی ایسا آدمی نہ پائیں گے جو ان کے درمیان فیصلہ کر سکے (3)۔

امام حاکم نے ابن مسیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کی طرف خط لکھا جب کھیلو تو تیر اندازی کرتے ہوئے کھیلو اور جب باہم بات چیت کرو تو علم فرائض کے بارے میں بات چیت کرو (4)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم علم فرائض، لہجہ اور سنت کو سیکھو جیسے قرآن کو سیکھتے ہو (5)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم علم فرائض سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہے (6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے جو قرآن پڑھے تو وہ علم فرائض سیکھے۔ اگر کوئی دیہاتی اسے ملے کہے اے مہاجر کیا تو قرآن پڑھتا ہے تو وہ کہے ہاں۔ تو دیہاتی کہے میں بھی قرآن پڑھتا ہوں۔ دیہاتی کہے اے مہاجر کیا تو علم فرائض سیکھتا ہے اگر وہ کہے ہاں تو دیہاتی کہے گا بھائی کی زیادتی ہے۔ اگر وہ کہے نہیں تو دیہاتی کہے گا اے مہاجر تیری مجھ پر کیا فضیلت ہے (7)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا فرائض، حج اور طلاق کے مسائل سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین کا حصہ ہے (8)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری امت میں سے زیادہ علم فرائض جاننے والا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہے (9)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 374 (7969)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 369 (7948)
3۔ ایضاً (7950) 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 370 (7952)
5۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 257 (1674)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الفرائض، جلد 6، صفحہ 204، دار الفکر بیروت
7۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 370 (7953) 8۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 209
9۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 372 (7962)

امام بیہقی نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ علم الفرائض نہ لکھتے تو یہ لوگوں سے ختم ہو جاتا (1)۔

امام سعید بن منصور، ابوداؤد نے مراسیل میں اور بیہقی نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ قباء کی طرف تشریف لے گئے۔ آپ پھوپھی اور خالہ کی میراث کے بارے میں استخارہ کرنا چاہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا کہ ان دونوں کے لئے میراث نہیں۔ حاکم نے عطاء کے واسطہ سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے متصل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے پھوپھی کے بارے میں تعجب کی بات ہے کہ ورثہ دیتی ہے لیتی نہیں (3)۔

امام حاکم نے حضرت قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دادی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی میرا پوتے کے مال میں حق ہے یا کہا نواسے کی وراثت میں حق ہے جو فوت ہو گیا ہے؟ فرمایا میں تو کتاب اللہ میں تیرا حق نہیں جانتا اور نہ ہی میں نے رسول اللہ سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ تاہم میں اس بارے میں پوچھوں گا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے چھٹا حصہ عطا فرمایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس مسئلہ میں تیرے ساتھ کون گواہی دے گا تو حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے گواہی دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسے چھٹا حصہ عطا فرمایا (4)۔

امام حاکم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب دادے اور بھائیوں کی میراث کے بارے میں مشورہ طلب کیا تو زید نے کہا میری رائے ہے کہ بھائی وراثت کے زیادہ حق دار ہیں جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت دادا کو بھائیوں سے زیادہ حق دار خیال کرتے تھے۔ میں نے آپ سے بحث وتمحیص کی اور مثالیں پیش کیں۔ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بھی آپ کے سامنے اس روز مثالیں پیش کیں۔ یہ دونوں ہستیاں حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مثال پیش کرنے کی طرح مثالیں پیش کر رہے تھے گویا کہ وہ سیلاب ہو (5)۔

امام حاکم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو دادیوں (دادی، نانی) کے لئے میراث میں سے رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ یہ ہے کہ آپ نے دونوں کو چھٹا حصہ عطا کیا (6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جسے علم فرائض کی ضرورت پڑی وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تھے آپ پر مسائل کی بھیڑ ہو گئی اور حصے ایک دوسرے کے ساتھ مل گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی

1۔ سنن کبریٰ، از بیہقی، جلد 6، صفحہ 210، دارالفکر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 212
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 213
4۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 376 (7978) دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 377 (7982)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 378 (7984)

قسم میں نہیں جانتا کہ تمہارے ساتھ کیا کروں اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ تم میں سے کس کو اللہ نے پہلے رکھا ہے اور کس کو مؤخر کیا ہے میں اس میں کوئی چیز نہیں جانتا جو اس سے بہتر ہو کہ حصوں کے مطابق تم میں تقسیم کر دوں۔ پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ کی قسم اگر وہ اسے مقدم رکھیں جسے اللہ نے مقدم رکھا اور اسے مؤخر کریں جسے اللہ نے مؤخر کیا تو اس کے فریضہ میں کوئی فرق نہ آتا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کسے اللہ نے مقدم رکھا؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر وہ حصہ جسے اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے حصہ کی طرف ہی کم کیا تو یہ وہ حصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مقدم کیا اور ہر وہ حصہ جب وہ حصہ سے کم ہوا تو اس کے لئے باقی ماندہ بچا تو یہ وہ حصہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مؤخر کیا ہے جسے مقدم کیا وہ میاں بیوی اور ماں ہے، جنہیں مؤخر کیا ہے وہ بھائی اور بہنیں ہیں۔ جب وہ وارث جمع ہو جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مقدم و مؤخر کیا ہے تو جنہیں مقدم کیا اس سے وراثت تقسیم کرنا شروع کی جائے۔ اسے مکمل حق دیا جائے۔ اگر کوئی چیز باقی بچے تو دوسرے کو مل جائے گا اور اگر کوئی چیز نہ بچے تو ان کے لئے کچھ بھی نہ ہوگا (1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کیا تم یہ رائے رکھتے ہو کہ جو ذات عالج پہاڑ کی ریت کے ذرات کو جانتی ہے وہ مال میں نصف، ثلث اور ربع بنائے گئی بلکہ یہاں نصف کی صورت میں کل مال کو دو حصوں میں، ثلث کی صورت میں کل مال کو تین حصوں میں اور ربع کی صورت میں چار حصوں میں تقسیم کریں گے۔

امام سعید بن منصور نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ لوگ نہ میری بات مانتے ہیں نہ آپ کی بات مانتے ہیں، اگر میں یا آپ مر گئے تو یہ لوگ اس طرح وراثت تقسیم نہ کریں گے جس طرح آپ کہتے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا لوگوں کو چاہیے کہ جمع ہوں پھر ہم اپنا ہاتھ حجر اسود پر رکھیں پھر ہم دعا کریں اور جھوٹے پر اللہ کی لعنت بھیجیں کہ جو وہ کہتے ہیں اللہ کا حکم نہیں۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے سنن میں زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے فرائض میں عول کا قاعدہ جاری کیا جس وراثت میں سب سے زیادہ ہوتا ہے جب رأس الفریضہ دو ثلث ہو (2)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ کہا کرتے تھے جو چاہے میں حجر اسود کے پاس مباہلہ کرنے پر تیار ہوں، اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دادے اور دادی کا ذکر نہیں کیا۔ بے شک وہ تو آباء ہیں پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ (یوسف: 38)

امام سعید بن منصور نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دادے کے حصہ کے بارے میں جرأت کرنے والا جہنم میں جانے پر جرأت کرنے والا ہے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے جہنم کے جراثیم پر جرأت کرنے والا دادا

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 378 (7985) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 253، دار الفکر بیروت

کے بارے میں جرأت کرنے والا ہے(1)۔

امام عبدالرزاق اور سعید بن منصور نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ جہنم کے جراثیم میں داخل ہو تو وہ دادا اور بھائیوں میں فیصلہ کرے(2)۔

امام مالک، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوگا اور مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوگا(3)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے بعد کسی فیصلہ نے مجھے تعجب میں نہیں ڈالا مگر حضرت معاویہ کے فیصلہ نے کہ ہم ان کے وارث ہیں، وہ ہمارے وارث نہیں۔ جس طرح ہمارے لئے حلال ہے کہ ہم ان میں نکاح کرلیں لیکن ان کے لئے حلال نہیں کہ وہ ہم میں نکاح کریں۔

امام ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قاتل کو وارثت میں سے کوئی چیز نہ ملے گی(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غَيْرَ مُضَآرٍّ کا مفہوم یہ ہے کہ کسی کے حق کا اقرار نہ کرے جو اس پر لازم نہ ہو اور مال کے تیسرے حصہ سے زیادہ کی وصیت نہ کرے کہ وارثوں کو تکلیف پہنچائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ۔ سے غَيْرَ مُضَآرٍّ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ میراث نہیں اس کے اہل کو تکلیف نہ پہنچائی جائے(5)

امام نسائی، عبد بن حمید اور ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وصیت میں وارثوں کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ ہے(6)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: وصیت میں نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ ہے(7)۔

امام مالک، طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن خزیمہ، ابن جارود اور ابن حبان نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ مریض ہوئے جس سے آپ شفایاب ہوئے، نبی کریم ﷺ آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مال بہت زیادہ ہے جب کہ میری وارث میری صرف ایک بیٹی ہے، کیا میں دو تہائی مال صدقہ نہ کردوں فرمایا نہیں۔ عرض کی نصف؟ فرمایا نہیں۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 10، صفحہ 262 (19047)، گجرات ہند 2۔ ایضاً، جلد 10، صفحہ 262 (19048)

3۔ صحیح مسلم، جلد 11، صفحہ 44، دارالکتب العلمیہ بیروت 4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 220، دارالفکر بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 195، مصر

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 227 (30933)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 195، مصر

عرض کی تیسرا حصہ؟ فرمایا تیسرا حصہ ٹھیک ہے اور تیسرا حصہ بہت ہے۔ تیرا بچوں کو غنی چھوڑ جانا اس سے بہتر ہے کہ تو انہیں تنگ دست چھوڑ جائے اور وہ لوگوں سے سوال کرتے پھریں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی میں اضافہ کے لئے مال کا تیسرا حصہ صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں پسند کرتا ہوں کہ لوگ تیسرے حصہ کے بجائے چوتھا حصہ صدقہ کیا کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیسرا حصہ زیادہ ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے تیسرے حصہ میں وصیت کا ذکر کیا گیا۔ فرمایا یہ درمیانہ ہے نہ کم نہ زیادہ (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں پانچویں حصہ کی وصیت کروں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں چوتھے حصے کی وصیت کروں اور چوتھے حصہ کی وصیت کرنا تیسرے حصے کی وصیت کرنے سے مجھے زیادہ پسند ہے۔ جس نے تیسرے حصہ کی وصیت کی اس نے کوئی چیز نہیں چھوڑی (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ جو پانچویں حصہ کی وصیت کرتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو چوتھے حصہ کی وصیت کرتا ہے اور جو چوتھے حصہ کی وصیت کرتا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو تیسرے حصہ کی وصیت کرتا ہے (6)۔

ابن ابی شیبہ نے ابراہیم سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ وصیت میں چھٹا حصہ تیسرے حصہ سے بہتر ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے وصیت کی نہ اس میں ظلم کرتا ہے اور نہ ہی کسی کو نقصان پہنچاتا ہے تو اس کے لئے اتنا اجر ہوگا جتنا وہ زندگی میں حالت صحت میں صدقہ کرتا (8)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ اسے ناپسند کرتے تھے کہ وصیت سے پہلے مر جائیں یہ میراث کے احکام نازل ہونے سے پہلے کا طریقہ تھا (9)۔

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۳﴾ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 11، صفحہ 68 (7) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 226 (30917)
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 11، صفحہ 70 (10)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 226 (30916)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 227 (30920)
6۔ ایضاً (30923)
7۔ ایضاً (30923)
8۔ ایضاً (30932)
9۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 228 (30938)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ۪ وَ لَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ﴿۱۴﴾

''یہ حدیں اللہ کی (مقرر کی ہوئی) ہیں اور جو شخص فرمانبرداری کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی داخل فرمائے گا اسے اللہ تعالیٰ باغوں میں بہتی ہوں گی جن کے نیچے نہریں ہمیشہ رہیں گے وہ ان میں اور یہی ہے بڑی کامیابی اور جو نافرمانی کرے گا اللہ کی اور اس کے رسول کی اور تجاوز کرے گا اللہ کی مقرر کردہ حدوں سے داخل کرے گا اسے اللہ آگ میں ہمیشہ رہے گا اس میں اور اس کے لئے عذاب ہے ذلیل کرنے والا''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وراثت کے احکام جن کا ذکر کیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں اور جو اللہ تعالیٰ کی تقسیم پر راضی نہ ہوا اور اس کے حکم سے تجاوز کیا تو اس کے لئے یہ سزا ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی شرطیں ہیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے میراث میں یہ اللہ تعالیٰ کی سنت اور اس کا حکم ہے جو میراث کی تقسیم اس کے مطابق کرے جو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو اس کے لئے یہ جزا ہے اور جو میراث تقسیم کرنے میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ رہنے والی آگ میں داخل کرے گا۔ اس کا معنی یہ ہے جو میراث کی تقسیم کا انکار کرے وہ منافق ہے کیونکہ وہ اسے تسلیم نہیں کرتے تھے کہ عورتوں اور چھوٹے بچوں کے لئے وراثت میں سے حصہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جو میراث کے معاملات میں اللہ اور اس کے رسول کے احکام کی اطاعت کرے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی وہ حدود ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے لئے متعین کیں اور میراث اور تقسیم کے بارے میں حصے معین فرمائے انہیں کے مطابق عمل کرو، ان سے غیر کی طرف تجاوز نہ کرو (4)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو ان حصوں پر ایمان رکھتا ہے اور جو ان پر ایمان نہیں رکھتا۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے الفاظ ابن ماجہ کے ہیں جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی ستر سال تک نیکیوں والے کام کرتا رہتا ہے۔ جب وصیت کرتا ہے تو وصیت میں ظلم کرتا ہے تو اس کا خاتمہ برے عمل پر ہوتا ہے تو اسے جہنم میں داخل کر دیا جاتا ہے ایک آدمی ستر سال تک برے اعمال کرتا رہتا ہے وہ وصیت میں عدل کرتا ہے اس کا خاتمہ اچھے عمل پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 196، مصر 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 197 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 197

ہوتا ہے تو وہ جنت میں داخل کر دیا جاتا ہے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے چاہو تو اسے پڑھ لو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف اور سعید بن منصور نے حضرت سلیمان بن موسیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے معین کردہ حصہ کو قطع کرے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے حصہ کو ختم کر دیتا ہے(2)۔

امام ابن ماجہ نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی وارث کو میراث نہیں دیتا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز جنت میں اس کا حصہ ختم کر دے گا(3)۔

امام بیہقی نے بعث میں ایک اور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے جو حصہ مقرر فرمایا ہے جو اسے ختم کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں جنت سے اس کا حصہ ختم کر دیتا ہے۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت برپا نہیں ہوگی یہاں تک کہ وراثت تقسیم نہیں کی جائے گی اور دشمن کی غنیمت سے خوش نہیں ہوا جائے گا۔

وَ الّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ فَاسْتَشْهِدُوْا عَلَیْهِنَّ اَرْبَعَةً مِّنْكُمْ ۚ فَاِنْ شَهِدُوْا فَاَمْسِكُوْهُنَّ فِی الْبُیُوْتِ حَتّٰی یَتَوَفّٰىهُنَّ الْمَوْتُ اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ لَهُنَّ سَبِیْلًا ﴿۱۵﴾

”اور جو کوئی ارتکاب کریں بدکاری کا تمہاری عورتوں میں سے تو گواہ طلب کرو (تہمت لگانے والے سے) ان پر چار مرد اپنوں میں سے پھر اگر وہ گواہی دے دیں تو بند کر دو ان عورتوں کو گھروں میں یہاں تک کہ پورا کر دے ان (کی زندگی) کو موت یا بنا دے اللہ تعالیٰ ان (کی رہائی) کے لئے کوئی راستہ“۔

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، بزار اور طبرانی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی عورت بدکاری کرتی تو اسے گھر میں قید کر دیا جاتا اگر مرتی تو مر جاتی اور اگر زندہ رہ جاتی تو زندہ رہتی یہاں تک کہ سورۂ نور کی آیت اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ (النور:2) نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایک راہ نکالی جس نے اس قسم کا عمل کیا تو اسے کوڑے مارے جائیں گے اور اسے آزاد چھوڑ دیا جائے گا(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، نحاس نے ناسخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی عورت بدکاری کرتی تو اسے قید کر دیا جاتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 313 (2704)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 312 (2703)

3۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 11، صفحہ 87 (11134)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد آیت اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا (النور:2) نازل فرمائی اگر وہ دونوں شادی شدہ ہوں گے تو انہیں رجم کیا جائے گا۔ یہ وہ راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے نکالا (1)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت، سورۂ طلاق کی پہلی آیت اور سورۂ النساء کی آیت 19 کے ارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ان آیات میں بدکارہ کی سزا سورۂ نور میں نازل ہونے والے حکم کوڑے اور سنگسار کرنے سے پہلے کی ہے۔ اگر آج کوئی عورت بدکاری کرے گی تو اسے گھر سے باہر نکالا جائے گا اور اسے رجم کیا جائے گا۔ ان تمام آیات کے حکم کو سورۂ نور کی دوسری آیت کے حکم نے منسوخ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو راہ نکالی وہ کوڑے مارنا اور رجم کرنا ہے۔

امام ابوداؤد نے سنن اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں پہلے عورتوں کا ذکر کیا بعد میں مرد کا ذکر کیا پھر دونوں کو جمع کر دیا وَالَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ پھر کوڑے مارنے والی آیت سے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (2)۔

امام آدم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد زنا ہے۔ یہ حکم دیا گیا کہ اسے گھر میں قید کر دیا جائے پھر سورۂ نور کی آیت نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (3)۔

امام آدم اور ابوداؤد نے سنن میں اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سبیل سے مراد حد ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بدکاری کی ابتدائی سزا تھی کہ عورت کو قید کر دیا جاتا اور دونوں کو اذیتیں دی جاتیں۔ انہیں باتوں اور گالیوں سے عار دلائی جاتی پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں حکم نازل فرما کر ان کے لئے راہ پیدا فرمائی پھر قاعدہ یہ بن گیا کہ جو محصن (شادی شدہ) ہوتا اسے پتھروں سے رجم کر دیا جاتا اور جو شادی شدہ نہ ہوتا اسے کوڑے مارے جاتے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کر دیا جاتا (5)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور نحاس نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حدود نے اس آیت کے حکم کو منسوخ کر دیا (6)۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ عورتوں کے بارے میں پہلی حد یہ تھی کہ انہیں انہی کے گھر میں قید کر دیا جاتا یہاں تک کہ سورۂ نور والی آیت نازل ہوئی (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد بدکاری ہے اور نِّسَآئِكُمْ سے مراد مسلمانوں کی ثیبہ عورتیں ہیں۔ چار گواہوں سے مراد مسلمان اور آزاد گواہ ہوں۔ اگر وہ بدکاری پر گواہی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 8، صفحہ 211، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 250، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 210، دار الفکر بیروت
4۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 250
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 198، مصر
6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 329 (13360) گجرات ہند
7۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 210، دار الفکر بیروت

دیں تو عورتوں کو قید خانوں میں قید کر دو۔ یہ ابتدائے اسلام میں تھا۔ جب ایک عورت کے بارے میں چار عادل مسلمان یہ گواہی دے دیتے تو اسے قید خانہ میں قید کر دیا جاتا۔ اگر اس کا خاوند ہوتا تو وہ عورت سے مہر لے لیتا لیکن بغیر طلاق کے اس پر خرچ کرتا۔ عورت پر کوئی حد نہ ہوتی اور وہ مرد عورت سے جماع بھی نہ کرتا بلکہ اسے قید خانہ میں قید کر دیتا یہاں تک کہ عورت اسی حالت میں مرجاتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے کوئی راہ نکالتا ہے جو حد ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ وہ عورتیں ہیں جنہوں نے نکاح کیے اور ان سے حقوق زوجیت ادا کئے گئے۔ جب کوئی عورت بدکاری کر لیتی تو اسے گھروں میں قید کر دیا جاتا۔ اس کا خاوند اس سے مہر لے لیتا۔ فاحشہ بینہ سے مراد بدکاری ہے یہاں تک کہ حد کا حکم نافذ ہو گیا جس نے اس حکم کو منسوخ کر دیا تو اسے کوڑے مارے گئے اور اسے رجم کیا گیا اس کا مہر میراث تھی اور سبیل سے مراد حد ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، امام شافعی، طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، دارمی، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جارود، طحاوی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور ابن حبان نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو آپ کو سخت تکلیف ہوتی اور آپ کا چہرہ متغیر ہو جاتا۔ ابن جریر کے الفاظ آپ وحی کا جو بوجھ پاتے تو یوں محسوس ہوتا کہ آپ پر غشی طاری ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک روز آپ پر وحی کی، جب وحی کا سلسلہ منقطع ہوا تو فرمایا مجھ سے یہ لے لو۔ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے راہ پیدا فرما دی ہے۔ شادی شدہ کو سو کوڑے اور پتھروں سے سنگسار کرنا ہے اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے (2)۔

امام احمد نے حضرت سلمہ بن محبق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے لے لو، مجھ سے لے لو، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے راہ پیدا کر دی ہے، غیر شادی جب غیر شادی شدہ سے بدکاری کرے تو سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی ہے اور جب شادی شدہ شادی شدہ سے بدکاری کرے تو سو کوڑے اور سنگسار کرنا ہے (3)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء میں میراث کے حصے نازل ہوئے فرمایا کہ سورۂ نساء کے بعد عورتوں کے قید کرنے کی اجازت نہیں (4)۔

وَ الَّذٰنِ يَاْتِيٰنِهَا مِنْكُمْ فَاٰذُوْهُمَا ۚ فَاِنْ تَابَا وَ اَصْلَحَا فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۱۶﴾

”اور جو مرد عورت ارتکاب کریں بدکاری کا تم میں سے تو خوب اذیت دو انہیں پھر اگر دونوں توبہ کر لیں اور (اپنی) اصلاح کر لیں تو چھوڑ دو انہیں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا بہت رحم کرنے والا ہے“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 198، مصر
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 231 (2555)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 476، دار صادر بیروت
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 162، دار الفکر بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا کہ جب کوئی آدمی بدکاری کرتا تو اسے شرمندہ کیا جاتا اور جوتے مارے جاتے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور کی آیت نازل فرمائی۔ اگر وہ شادی شدہ ہوں گے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق انہیں رجم کر دیا جائے گا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ مرد جو یہ کام کریں (2)۔

امام آدم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاٰذُوْهُمَا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہیں قید کر دیا جائے گا(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں غیر شادی شدہ جو یہ بدکاری کریں تو انہوں نے جو برا عمل کیا ہے۔ انہیں زبان سے شرمندہ کر کے اور سخت الفاظ کہہ کر اذیت دو لیکن انہیں قید نہیں کیا جائے گا کیونکہ وہ دونوں غیر شادی شدہ ہیں لیکن انہیں شرمندہ کیا جائے گا تاکہ وہ توبہ کریں اور شرمندہ ہوں۔ اگر وہ توبہ کر لیں اور اپنے عمل کو درست کر لیں تو توبہ کے بعد انہیں اذیت دینے والی بات نہ کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ توبہ قبول کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے۔ ابتدائے اسلام میں غیر شادی شدہ اور شادی شدہ کے ساتھ یہی کیا جاتا تھا پھر زنا کی حد کا حکم نازل ہوا تو پھر قید اور تکلیف دینے کا حکم منسوخ ہو گیا سورۂ نور والی آیت کے حکم نے اسے منسوخ کر دیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالَّذٰنِ سے مراد مرد اور عورت ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں اور مردوں کا ذکر کیا جنہوں نے شادی نہ کی ہو عورت یا مرد جب بدکاری کریں تو ان سے سختی کی جائے انہیں عار دلائی جائے یہاں تک کہ وہ یہ عمل چھوڑ دیں (5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں عار دلانے سے اعراض کرو۔

اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السُّوْٓءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوْبُوْنَ مِنْ قَرِيْبٍ فَاُولٰٓئِكَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷﴾ وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ ۚ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْـٰٔنَ وَلَا الَّذِيْنَ يَمُوْتُوْنَ وَهُمْ كُفَّارٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۸﴾

"توبہ جس کا قبول کرنا اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہے ان کی توبہ ہے جو کر بیٹھتے ہیں گناہ بے سمجھی سے پھر توبہ کرتے ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 201، مصر 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 200

3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 210، دار الفکر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 200، مصر 5۔ ایضاً

جلدی سے پس یہی لوگ ہیں (نظر رحمت سے) توجہ فرماتا ہے اللہ ان پر اور ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑی حکمت والا اور نہیں یہ توبہ (جس کے قبول کرنے کا وعدہ ہے) ان لوگوں کے لئے جو کرتے رہتے ہیں برائیاں (ساری عمر) یہاں تک کہ جب آ جائے کسی ایک کو ان میں سے موت (تو) کہے بے شک میں توبہ کرتا ہوں رب اور نہ ان لوگوں کی توبہ جو مرتے ہیں اس حال میں کہ وہ کافر ہیں انہیں کے لئے ہم نے تیار کر رکھا ہے عذاب دردناک''۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللّٰهِ کا مصداق مومن اور لَيْسَتِ التَّوْبَةُ کا مصداق منافق ہے اور وَهُمْ كُفَّارٌ سے مراد مشرک ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ پہلا حکم مومنوں کے بارے میں درمیانہ حکم منافقوں کے بارے میں اور آخری حکم کفار کے بارے میں ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کہا کرتے تھے ہر گناہ جو بندہ کر بیٹھے وہ جہالت ہے (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ اکٹھے ہوئے، انہوں نے یہ رائے قائم کی کہ ہر امر جس میں نافرمانی ہو وہ جہالت ہے، وہ عمل جان بوجھ کر کیا گیا ہو یا اس کے بغیر (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے جہالت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے اپنے رب کی نافرمانی کی وہ جاہل ہے یہاں تک کہ وہ اس کو چھوڑ دے (4)۔

امام ابن جریر نے کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کرتے ہیں جس نے برا عمل کیا تو وہ جاہل ہے برا عمل کرنا اس کی جہالت ہے پھر وہ توبہ کرتے ہیں یعنی زندگی اور صحت کی حالت میں (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قریب کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد اس وقت سے لے کر موت کا فرشتہ دیکھنے تک کا عرصہ ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بندہ توبہ کر سکتا ہے یہاں تک کہ فرشتے دیکھ لے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ سے القریب کی یہ تفسیر نقل کیا ہے جب تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نشانی یا موت نازل نہ ہو جائے (8)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے شعب میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 206 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 202 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 400 (7073)، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً (7074)

6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 204 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

کیا ہے کہ ہر چیز جو موت سے پہلے ہو وہ قریب ہے اسے توبہ کرنے کا حق ہے یا اس وقت اور فرشتے دیکھنے کے درمیان جو وقت ہے وہ بھی قریب ہے جب وہ فرشتہ دیکھ لے اس وقت توبہ کرے تو اب اس کی توبہ نہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام دنیا قریب ہے اور تمام گناہ جہالت ہیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے جب اس کی سانس اکھڑ نہ جائے اس سے پہلے قریب ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عامر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اگر مشرک اس وقت اسلام لاتا ہے جب اس کی سانس اکھڑ چکی ہو تو تب بھی میں اس کے حق میں خیر کثیر کی امید رکھتا ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ الہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام کے پتلا کو اندر سے کھوکھلا پایا تو کہا تیری عزت کی قسم میں اس کے پیٹ سے نہیں نکلوں گا جب تک روح اس میں رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت کی قسم میں اس کے اور توبہ کے درمیان حائل نہیں ہوں گا جب تک روح اس میں ہوگی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بعث میں روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ وہاں حضرت ابو قلابہ بھی تھے۔ انہوں نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا تو اس نے مہلت مانگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک مہلت دے دی۔ اس نے کہا تیری عزت کی قسم میں اس کے دل سے نہیں نکلوں گا جب تک اس میں روح رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میری عزت کی قسم جب تک اس میں روح ہے میں اس سے توبہ کو ختم نہ کروں گا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، ابو یعلی اور ابن حبان نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تمہیں کسی بات کی خبر نہیں دوں گا مگر اسی کی جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، میرے دونوں کانوں نے اسے سنا اور میرے دل نے اسے محفوظ کر لیا کہ ایک بندے نے ننانوے قتل کر لیے پھر اسے توبہ کرنے کو کہا گیا۔ اس نے روئے زمین پر موجود سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ اسے ایک آدمی کے بارے میں بتایا گیا۔ قاتل اس آدمی کے پاس آیا کہا۔ میں نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں، کیا میری توبہ کی کوئی صورت بنتی ہے؟ اس عالم نے کہا کیا ننانوے قتل کرنے کے بعد۔ اس قاتل نے تلوار سونتی، اسے قتل کیا اور سو پورا کر دیا۔ پھر اس کو توبہ کرنے کو کہا گیا تو اس آدمی نے روئے زمین پر موجود سب سے بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ اسے ایک عالم کے بارے میں بتایا گیا۔ وہ قاتل اس آدمی کے پاس آیا، کہا میں نے ننانوے آدمی قتل کیے ہیں۔ کیا میری توبہ ہو سکتی ہے؟ تو اس نے جواب دیا تیرے اور تیری توبہ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 204 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 205 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 204

درمیان کوئی رکاوٹ بن سکتا ہے بدکار بستی سے نیک بستی کی طرف نکل جا۔ وہ بستی فلاں فلاں ہے اور وہاں اپنے رب کی عبادت کر۔ وہ نیک بستی (جہاں نیک لوگ رہتے تھے) کی طرف نکل پڑا۔ اسے راستے میں ہی موت آ گئی رحمت اور عذاب کے فرشتے اس کے بارے میں جھگڑنے لگے۔ ابلیس نے کہا میں اس کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ اس نے کسی لحہ بھی میری مخالفت نہیں کی۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا وہ تائب ہو کر گھر سے نکلا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ایک اور فرشتہ بھیجا۔ دونوں قسم کے فرشتوں نے اس کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ اس نے کہا دیکھو کون سی بستی اس کے زیادہ قریب ہے جس کے یہ زیادہ قریب ہے، ان کے ساتھ اسے ملا دو، اللہ تعالیٰ نے صالح بستی کو اس کے قریب کر دیا۔ اور بدکار بستی کو اس سے دور کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے نیک بستی والوں کے ساتھ ملا دیا (1)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول فرماتا ہے جب تک اس کی سانس اکھڑ نہ جائے (2)۔

امام بیہقی نے شعب میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو انسان بھی سانس اکھڑنے سے پہلے توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ توبہ بندے کے لئے پھیلا دی گئی ہے جب تک اسے ہانکا نہ جائے۔ پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا موت کا وقت قریب آنا ہی سوق ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں روایت نقل کی ہے کہ جب موت کا وقت آ جائے تو پھر توبہ قبول نہیں ہوتی۔

امام ابن منذر نے عکرمہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے الذین یعملون السیئات سے مراد مشرک ہیں۔

امام ابن جریر نے کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے مراد مشرک ہیں (5)۔

امام ابن جریر نے کلبی کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 63 (34220)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 286 (7659) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 399 (7059) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 400 (7072)

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 206، مصر

روایت نقل کی ہے کہ جو موت کے وقت توبہ کرلے اس کی توبہ نہیں اور جو کافر مریں ان کی توبہ ان لوگوں سے بھی بعید ہے (1)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کریمہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورۃ نساء کی آیت نمبر 38 (ان اللہ لا یغفر ان یشرك) نازل فرمائی۔ پس اللہ تعالیٰ نے کفار کے لئے مغفرت کو حرام کردیا اور اہل توحید کو بہشت کی طرف امید دلائی، انہیں مغفرت سے مایوس نہیں کیا (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی گناہ جو زمین و آسمان کے درمیان کیا جاتا ہے پھر موت سے پہلے بندہ اس سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ توبہ کی اس وقت تک گنجائش ہے جب تک اس کی سانس کی نالی بند نہیں کردی جاتی (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جس نے موت کی ہچکی سے پہلے توبہ کرلی تو اس کی توبہ قبول کرلی جاتی ہے۔ ان سے عرض کی گئی کیا اللہ تعالیٰ یہ نہیں فرماتا اور مذکورہ آیت تلاوت کی تو انہوں نے فرمایا میں تمہیں وہ بات بتا رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے (4)۔

امام احمد، امام بخاری نے تاریخ، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ کو قبول فرمالیتا ہے یا اپنے بندے کو بخش دیتا ہے جب تک حجاب واقع نہ ہو۔ عرض کی گئی حجاب واقع ہونے سے کیا مراد ہے؟ فرمایا نفس شرک کی حالت میں نکلے (5)۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ﴿۱۹﴾

"اے ایمان والو! نہیں حلال تمہارے لئے کہ وارث بن جاؤ عورتوں کے زبردستی اور نہ روکے رکھو انہیں تاکہ لے جائے کچھ حصہ اس (مہر وغیرہ) کا جو تم نے دیا ہے انہیں بجز اس صورت کے کہ ارتکاب کریں کھلی بدکاری کا اور زندگی بسر کرو اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے پھر اگر تم ناپسند کرو انہیں تو (صبر کرو) شاید تم ناپسند کرو کسی چیز کو اور رکھ دی ہو اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہارے لئے خیر کثیر"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 206 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 364 (3283)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بخاری، ابوداؤد، نسائی، بیہقی نے سنن میں ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا تو مرد کے ورثاء اس کی عورت کے بارے فیصلہ کرنے کے مجاز ہوتے، اگر کوئی چاہتا تو اس سے شادی کر لیتا، اگر وہ چاہتے تو اس کی شادی کسی اور مرد سے کر دیتے، چاہتے تو کسی سے بھی شادی نہ کرتے۔ تاہم عورت کے رشتہ داروں کی بنسبت مرد کے ورثاء اس کا فیصلہ کرنے کے مجاز تھے۔ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابوداؤد نے ایک اور سند سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی اپنے قریبی رشتہ دار کی بیوی کا بھی وارث ہوتا وہ اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی یا اس کا مہر اسی کے سپرد کر دیا جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سے منع کر دیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے جب کوئی آدمی فوت ہو جاتا اور اپنے پیچھے بیوی چھوڑ جاتا تو اس کا قریبی رشتہ دار اس پر اپنی چادر ڈال دیتا اور لوگوں سے اسے روک دیتا اگر وہ عورت خوبصورت ہوتی تو اس سے شادی کر لیتا۔ اگر بدصورت ہوتی تو اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی اور یہ مرد اس کا وارث بنتا۔ اس آیت کا بھی یہی معنی ہے کہ تم عورتوں پر ظلم نہ کرو کہ تم اس سے مہر لے لو۔ یعنی ایک مرد کی بیوی ہو اور وہ مرد اس عورت سے صحبت کرنا ناپسند کرتا ہو جب کہ مرد پر اس عورت کا مہر لازم ہو، وہ عورت کو اس لئے تکلیف دے تاکہ وہ عورت مہر اسے دے دے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی مرد فوت ہوتا تو اس مرد کا باپ یا قریبی رشتہ دار میت کی بیوی کا زیادہ حق دار ہوتا چاہتا تو اسے روک لیتا یہاں تک کہ مہر اسے دے دے یا وہ مر جائے اور اس عورت کے مال کو لے لے۔ عطاء بن ابی رباح نے کہا دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی فوت ہوتا وہ بیوی چھوڑتا تو مرد کے گھر والے اس کو بچے کی وجہ سے روک لیتے تو وہ عورت انہیں میں رہنے پر مجبور ہوتی تو یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوامامہ بن سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ابو قیس بن اسلت فوت ہوا تو اس کے بیٹے نے ارادہ کیا کہ اس سے شادی کرے، دور جاہلیت میں یہ طریقہ ان کے لئے جائز تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل کیا (5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کبشہ بنت معن بن عاصم ابی الدوسی کے حق میں نازل ہوئی یہ ابوقیس بن اسلت کے عقد میں تھی جو فوت ہو گیا تو اس کے بیٹے نے اس سے نکاح کا ارادہ کیا، وہ عورت حضور ﷺ

1۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 205، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 209
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 208 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 207

کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کی نہ میں اپنے خاوند کی وارث بنی اور نہ ہی مجھے چھوڑا گیا کہ میں کسی سے نکاح کر لیتی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مدینہ طیبہ کے لوگوں کا یہ معمول تھا کہ جب کسی کا کوئی قریبی رشتہ دار فوت ہوتا تو وہ اس کی بیوی پر اپنا کپڑا ڈال دیتا اگر اس کا کوئی چھوٹا بیٹا ہوتا یا بھائی ہوتا تو اس کے جوان ہونے تک عورت کو روکا جاتا یا وہ مرجاتی تو وہ بچہ یا بھائی اس کا وارث بن جاتا۔ اگر وہ چھوڑ دی جاتی تو وہ اپنے رشتہ داروں کے پاس چلی جاتی اور مرد کے رشتہ داروں نے اس پر کپڑا نہ ڈالا ہوتا تو وہ عورت نجات پا جاتی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کسی عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو اس خاوند کا ولی آتا اور اس عورت پر کپڑا پھینکتا۔ پس اگر وہ اس کا چھوٹا بیٹا یا بھائی ہوتا۔ تو وہ اس عورت کو روک لیتا یہاں تک جب وہ جوان ہو جاتا یا وہ عورت مرجاتی تو اس کا وارث بن جاتا اور اگر وہ عورت رہا ہو کر اپنے میکے آجاتی اور آپ پر کوئی کپڑا نہ ڈالا جاتا تو وہ نجات پا جاتی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد اور ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی جب ان میں سے کوئی آدمی مرجاتا تو لوگ اس کی بیوی پر اس کے ولی کو وارث بنا دیتے۔ وہ اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ وہ مرجاتی پھر وہ اس کے مال کا وارث بن جاتا تو ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں اہل یثرب میں سے کوئی آدمی فوت ہوتا تو جو آدمی اس کے مال کا وارث بنتا، اس کی بیوی کا بھی وارث بن جاتا، وہ اسے روکے رکھتا یہاں تک کہ خود شادی کرتا یا جس سے شادی کرنا چاہتا شادی کر دیتا۔ اہل تہامہ عورت کے ساتھ برا سلوک کرتے یہاں تک کہ وہ اسے طلاق دے دیتا اور اس پر یہ شرط لگاتا کہ وہ عورت اس مرد سے شادی کرے گی جس کے ساتھ وہ چاہے گا یہاں تک کہ وہ اس کا کچھ مہر اسے واپس کر دے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد الرحمٰن بن سلمان رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں، ان میں سے ایک دور جاہلیت کے بارے میں اور دوسری دور اسلام کے بارے میں۔ ابن مبارک نے کہا اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا دور جاہلیت کے بارے میں اور وَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اسلام کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تو اپنی بیوی کو اس لیے تکلیف نہ دے کہ تو اس سے مہر واپس لے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم عورتوں کو اپنے خاوندوں سے شادی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 208
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 209
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 210

کرنے سے نہ روکو یہاں بھی عضل کا وہی معنی ہے جو سورۃ بقرہ میں گزرا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عضل مکہ مکرمہ میں قریش کے ہاں رواج تھا، ایک مرد شریف خاندان کی عورت سے شادی کرتا۔ شاید عورت اس سے موافقت نہ کرتی تو وہ مرد اس عورت سے اس بنا پر جدائی اختیار کر لیتا کہ آئندہ وہ اس کی اجازت کے بغیر شادی نہیں کرے گا، وہ گواہ لاتا، اس کے خلاف تحریر لکھ لی جاتی اور گواہ بنا لیے جاتے جب کوئی نکاح کا پیغام بھیجتا۔ اگر وہ عورت پہلے خاوند کو مال عطا کرتی اور اسے راضی کرتی تو پہلا خاوند اسے اجازت دے دیتا ورنہ اسے روک دیتا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ فاحشہ بینہ سے مراد بغض اور ناچاقی ہے۔ اگر یہ طرز عمل عورت کی جانب سے ہو تو عورت کے لئے جائز ہے کہ اس سے فدیہ لے لے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مقسم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں الا ان یفحشن ہے۔ فرمایا اگر وہ عورت تجھے اذیت دے تو پھر تیرے لئے یہ جائز ہے کہ تو اس سے وہ لے لے جو اس نے تجھ سے لیا تھا (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ سے مراد نافرمانی اور ناچاقی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کی قرأت کے مطابق الا ان یفحشن ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں فاحشہ سے مراد نافرمانی ہے (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جب اس کی عورت بدکاری کرتی تو مرد اس سے مہر واپس لیتا اور اسے گھر سے نکال دیتا حدود نے اس طریقہ کار کو منسوخ کر دیا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فاحشہ سے مراد بدکاری ہے۔ جب کوئی عورت ایسا فعل کرے تو اس کے خاوند کے لئے جائز ہے کہ وہ عورت کو کہے کہ اس سے خلع لے لے (7)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو قلابہ اور حضرت ابن سیرین رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خلع اس وقت تک جائز نہیں جب تک مرد عورت کے پیٹ پر کسی مرد کو نہ دیکھے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم نے اللہ کی امانت میں انہیں لیا ہے اور اللہ کے حکم سے ان کی شرم گاہ کو اپنے اوپر حلال کیا تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی ایسے فرد کو نہ بٹھائیں جسے تم ناپسند کرتے ہو۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں ایسا مارو کہ اس کا اثر اس پر ظاہر نہ ہو ان کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ معروف طریقہ سے انہیں رزق اور لباس دو (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 210 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 212 4۔ ایضاً، 5۔ ایضاً

6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 323، گجرات ہند 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 211، مصر 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 212

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے پاس عورتیں تمہاری مددگار ہیں، تم نے انہیں اللہ کی امان میں لیا ہے، اللہ کا واسطہ دے کر تم نے ان کی شرم گاہوں کو اپنے اوپر حلال کیا ہے تمہارے ان پر حقوق ہیں، تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر کو کسی مرد کے لئے مباح نہ کریں (بدکاری نہ کریں) نیک کاموں میں تمہاری نافرمانی نہ کریں، اگر وہ ایسا کریں تو معروف طریقہ کے مطابق ان کے لئے رزق اور لباس ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عَاشِرُوْهُنَّ کا معنی ہے کہ ان سے میل جول رکھو(2)۔ ابن جریر نے کہا بعض راویوں نے اس میں تصحیف کی ہے انہوں نے کہا (خالقوھن)(3)

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورت کا حق یہ ہے کہ تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کرے، لباس عطا کرے اور معروف طریقہ سے رزق دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان سے اچھا سلوک کرو، اگر تم انہیں ناپسند کرو تو ممکن ہے کہ تم کوئی چیز ناپسند کرو اور وہ مرد اس عورت کو طلاق دے دے وہ عورت بعد میں کسی اور مرد سے شادی کر لے، اللہ تعالیٰ اس عورت سے نئے خاوند کا بچہ پیدا فرما دے۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے شادی میں خیر کثیر رکھ دیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خیر کثیر سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عورت پر مہربانی فرمائے اس آدمی کو اس عورت سے بچہ عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ اس بچے میں خیر کثیر رکھ دے(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ممکن ہے اس ناپسندیدگی میں اللہ تعالیٰ خیر کثیر رکھ دے(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے خیر کثیر کا معنی بچہ نقل کیا ہے(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب مرد اور عورت کے درمیان جھگڑا ہو جائے تو وہ طلاق دینے میں جلدی نہ کرے، آہستہ روی اختیار کرے اور صبر کرے، ممکن ہے اس عورت سے اللہ تعالیٰ اسے ایسی چیز دکھا دے جو اسے خوش کرے۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ بھی ممکن ہے کہ ناپسندگی کے عالم میں وہ اسے روکے تو اللہ تعالیٰ اس میں اس کے لئے خیر کثیر رکھ دے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے ممکن ہے وہ اسے طلاق دے پھر وہ کسی اور عورت سے شادی کرے۔ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس عورت میں خیر کثیر رکھ دے۔

وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَیْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْـًٔا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِیْنًا ۟ وَ كَیْفَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 212 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 213
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 214 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 213 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 214

تَاْخُذُوْنَهٗ وَ قَدْ اَفْضٰى بَعْضُكُمْ اِلٰى بَعْضٍ وَّ اَخَذْنَ مِنْكُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۲۱﴾

''اور اگر تم ارادہ کرلو کہ بدلو ایک بیوی کو پہلی بیوی کی جگہ اور دے چکے ہو تم اسے ڈھیروں مال تو نہ لو اس مال سے کوئی چیز کیا تم لینا چاہتے ہو اپنا مال (زمانہ جاہلیت کی طرح) بہتان لگا کر اور کھلا گناہ کر کے اور کیونکر (واپس) لیتے ہو تم مال کو حالانکہ مل جل چکے ہو تم (تنہائی میں) ایک دوسرے سے اور وہ لے چکی ہیں تم سے پختہ وعدہ''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اگر تو اپنی بیوی کو ناپسند کرتا ہے اور کوئی اور عورت تجھے پسند ہے تو اسے طلاق دے دے اور دوسری سے شادی کر لے۔ اسے مہر عطا کر اگرچہ بڑی رقم ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک عورت کو طلاق اور دوسری سے نکاح۔ مطلقہ بیوی کے مال میں سے مرد کے لئے کوئی شے حلال نہیں اگرچہ وہ مال (مہر) بہت زیادہ ہو(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ قنطار سے مراد دو ہزار ہے(2)۔

امام سعید بن منصور اور ابو یعلی نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے پھر فرمایا اے لوگو کیا وجہ ہے تم عورتوں کے مہر بہت زیادہ مقرر کرتے ہو جب کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ چار سو درہم یا اس سے کم مہر مقرر کرتے تھے، اگر مہر کی زیادتی اللہ تعالیٰ کے ہاں تقویٰ ہوتی یا باعث عزت ہوتی تو تم ان سے آگے نہ نکلتے میں کسی ایسے آدمی کے بارے میں آگاہ نہیں ہوں جو اپنی بیوی کا مہر چار سو درہم سے زائد رکھے پھر آپ منبر سے نیچے اترے تو قریش کی ایک عورت نے آپ کا راستہ روک لیا عرض کی اے امیر المومنین آپ نے لوگوں کو منع کیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کو چار سو سے زائد درہم نہ دیں۔ فرمایا ہاں تو اس عورت نے عرض کی کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا فرمان نہیں سنا جو فرماتا ہے وَّاٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا اور تم نے انہیں بہت بڑا مال دیا ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یوں کہا اَللّٰهُمَّ غُفْرَانَكَ اے اللہ میں تیری بخشش کا امیدوار ہوں، تمام لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے زیادہ فقیہ ہیں پھر آپ دوبارہ منبر پر تشریف لے گئے فرمایا اے لوگو میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم چار سو درہم سے زائد مہر عورتوں کو نہ دینا جو آدمی اپنے مال میں سے جتنا مال بطور مہر دینا چاہے تو وہ مال دے(3)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر نے حضرت ابو عبد عبد الرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا زیادہ مہر مقرر نہ کرو۔ ایک عورت نے کہا اے عمر تجھے یہ حق حاصل نہیں جب کہ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ تم عورتوں کو سونے کا خزانہ دو۔ حضرت ابن مسعود کی قرأت میں اسی طرح ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک عورت نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 214 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر ابن کثیر، جلد 2، صفحہ 873، زیر آیت ہذا۔

عمر سے جھگڑا کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر غالب آ گئی (1)۔

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت عبداللہ بن مصعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا چار اوقیہ سے زیادہ عورتوں کے مہر مقرر نہ کرو، جس نے زیادہ مہر مقرر کیا اس کی زیادتی بیت المال میں جمع کر لی جائے گی، ایک عورت نے کہا آپ کو یہ حق حاصل نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں؟ اس عورت نے عرض کی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور تم انہیں خزانہ دو۔ حضرت عمر نے فرمایا عورت نے درست بات کی اور مرد نے غلطی کی۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں گھر سے اس لیے نکلا تھا کہ تمہیں زیادہ مہر مقرر کرنے سے منع کروں مگر قرآن حکیم کی ایک آیت میرے معارض آ گئی۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بُهْتَانًا کا معنی گناہ نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما سے بینا کا معنی "واضح" نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے افضاء کا معنی جماع نقل کیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے لفظ صریح ذکر کرنے کے بجائے کنایہ کا لفظ ذکر کیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے افضاء کا معنی عورتوں سے جماع کرنا نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی اچھے طریقے سے روکنا یا اچھی طرح آزاد کر دینا نقل کیا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی یہ لیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے مردوں سے یہ وعدہ لیا کہ اچھے طریقہ سے انہیں اپنے پاس رکھیں گے یا اچھے انداز میں انہیں آزاد کر دیں گے۔ یہ عہد ان سے عقد نکاح کے وقت لیا جاتا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب کسی کا نکاح پڑھاتے تو فرماتے میں تیرا نکاح اس پر کرتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا یعنی نیکی کے ساتھ اپنے پاس رکھنا یا اچھے طریقے سے انہیں چھوڑ دینا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عوف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ جب اپنی بیٹی کا عقد نکاح کرتے یا خاندان کی کسی عورت کا عقد نکاح کرتے تو اس کے خاوند کو کہتے میں تم سے اس کی شادی کر رہا ہوں یا اچھے طریقے سے اسے پاس رکھنا یا اچھے انداز میں اسے چھوڑ دینا (6)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 180 (10420) گجرات ہند
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 215، مصر
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 464 (12029)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 215، مصر
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 463 (16022) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 463 (16020)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جب کسی کی شادی کرتے تو یہی شرط لگاتے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا سے مراد امساک بمعروف اور تسریح باحسان ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی عقد نکاح لیا کہ میں نے تیرا نکاح کر دیا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرات عکرمہ اور مجاہد رحمہما اللہ سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی یہ لیا ہے کہ تم نے انہیں اللہ کی امانت میں لیا اور اللہ کے واسطہ سے ان کی شرم گاہوں کو حلال کیا (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی مرد کا یہ قول ہے ملکت میں نے تیری ملک میں دی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی نکاح کے الفاظ ہیں جن کے ساتھ ان کی شرم گاہیں مردوں پر حلال ہوتی ہیں (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا کا معنی سخت وعدہ لیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت بکیر رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا ہم خلع لینے والی عورت سے کوئی چیز لے سکتے ہیں فرمایا نہیں پھر یہ الفاظ پڑھے (7)۔

آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بعد میں اس میں رخصت دے دی گئی فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ ۙ (البقرة:229) کہا اس آیت نے اسے منسوخ کر دیا (8)۔

وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَّمَقْتًا ۖ وَسَاءَ سَبِيلًا ﴿٢٢﴾

اور نہ نکاح کرو جن سے نکاح کر چکے تمہارے باپ دادا (عورتوں میں سے) مگر جو ہو چکا (اس سے پہلے سو وہ معاف ہے) بے شک یہ فعل بہت بے حیائی اور نفرت کا فعل تھا اور بہت برا طریقہ تھا''۔

امام فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت عدی بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو قیس بن اسلت فوت ہوئے۔ وہ انصار کے لوگوں میں سے تھے۔ آپ کے بیٹے نے ان کی بیوی کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 463 (16021) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　2۔ ایضاً (16025)　3۔ ایضاً (16026)
4۔ ایضاً، (16027)　5۔ ایضاً (16028)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 215　7۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 216　8۔ ایضاً

دعوت نکاح دی۔ عورت نے کہا میں تجھے بیٹا شمار کرتی ہوں جب کہ تو اپنی قوم کا نیک آدمی ہے۔ لیکن میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گی اور آپ سے رائے لوں گی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، کہا ابوقیس فوت ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے کلمہ خیر ارشاد فرمائے۔ اس نے عرض کی اس کے بیٹے قیس نے مجھے دعوت نکاح دی ہے جب کہ وہ اپنی قوم کا نیک آدمی ہے جب کہ میں اسے بیٹا شمار کرتی ہوں، اب آپ کی کیا رائے ہے۔ فرمایا اپنے گھر لوٹ جاؤ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ بیہقی نے کہا یہ روایت مرسل ہے۔ میں کہتا ہوں یہ روایت ابن ابی حاتم سے وہ عدی بن ثابت سے وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت ابوقیس بن اسلت کے حق میں نازل ہوئی، اس نے ام عبید بن ضمرہ سے نکاح کیا جو اس کے باپ اسلت کی بیوی تھی اور یہ آیت اسود بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس نے بنت ابی طلحہ بن عبد العزیٰ بن عثمان بن عبد الدار سے نکاح کیا جب کہ پہلے وہ اس کے باپ خلف کے عقد میں تھی اور فاختہ بنت اسود بن مطلب بن اسود کے حق میں نازل ہوئی۔ جو امیہ بن خلف کے عقد میں تھی اور اس سے صفوان بن امیہ نے نکاح کیا تھا اور منظور بن رباب کے حق میں نازل ہوئی۔ اس نے ملیکہ بنت خارجہ سے عقد نکاح کیا جب کہ وہ اس کے باپ رباب بن یسار کے عقد میں تھی (2)۔

امام بیہقی نے سنن میں مقاتل بن حیان سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی فوت ہوتا تو اس کا قریبی رشتہ دار اس کی بیوی کے پاس آتا اور اپنا کپڑا اس پر ڈال دیتا اور اس کے نکاح کا وارث بن جاتا۔ جب ابوقیس بن اسلت فوت ہوئے تو ان کے بیٹے اپنے باپ کی بیوی کے پاس آئے اور اس سے شادی کر لی اور ابھی حقوق زوجیت ادا نہیں کیے تھے۔ وہ عورت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی سب واقعہ ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے قیس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (3)

امام ابن سعد نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی فوت ہوتا تو اس کا بیٹا اس کی بیوی کا زیادہ حق دار ہوتا، اگر اس کی والدہ نہ ہوتی تو چاہتا تو خود نکاح کر لینا چاہتا تو کسی اور سے نکاح کر دیتا۔ جب ابوقیس بن اسلت فوت ہوئے تو ان کا بیٹا محصن اٹھا اور اس کی بیوی کے نکاح کا مالک بن گیا، نہ اس پر کچھ خرچ کیا اور نہ ورثہ میں سے کوئی مال دیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئی، سب بات عرض کی۔ فرمایا گھر واپس چلی جا، امید ہے اللہ تعالیٰ تیرے بارے میں کوئی حکم نازل فرمائے گا۔ تو یہ آیت اور آیت نمبر 19 نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ ان تمام عورتوں کو حرام ہی قرار دیتے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر باپ کی بیوی کو حرام قرار نہ دیتے اور اسی طرح دو بہنوں کو جمع کرنا بھی حرام قرار نہ دیتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اور آیت نمبر 23 کو نازل فرمایا (4)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 161، دار الفکر بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 217، مصر
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 163، دار الفکر بیروت　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 217، مصر

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہر وہ عورت جس سے تیرے باپ یا بیٹے نے شادی کی ہو اس نے دخول کیا ہو یا دخول نہ کیا ہو وہ تجھ پر حرام ہے (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے کہا ایک آدمی کسی عورت سے نکاح کرتا ہے پھر اسے دیکھتا ہی نہیں یہاں تک کہ اسے طلاق دے دیتا ہے کیا وہ اس کے بیٹے کے لئے حلال ہے۔ فرمایا نہیں۔ یہ روایت مرسل ہے۔ میں نے پوچھا اِلَّا مَاقَدۡ سَلَفَ کا کیا مطلب ہے؟ کہا بیٹے اپنے آباء کی بیویوں سے عقد نکاح کر لیتے تھے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس قول کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس نے عقد نکاح کیا ہو ابھی حقوق زوجیت ادا نہ کئے ہوں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوبکر بن ابو مریم رحمہ اللہ سے وہ ایک بزرگ عورت سے روایت کرتا ہے کہ کوئی آدمی اپنے دادا کی بیوی یعنی والد کی ماں سے عقد نکاح نہ کرے کیونکہ دادا آباء میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اِلَّا مَاقَدۡ سَلَفَ کا یہ معنی نقل کیا ہے مگر جو دور جاہلیت میں ہوا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی دور جاہلیت میں باپ کی بیوی سے نکاح کر لیتا تھا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے ابی بن کعب سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے الا من قد سلف یعنی جو مر چکا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء بن رباح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مقتا کا معنی ہے اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے اور جو اس پر عمل کرتا ہے اس کے لئے برا راستہ ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہا میں اپنے خالو سے ملا جب کہ اس کے پاس جھنڈا تھا۔ میں نے کہا کہاں کا ارادہ ہے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے باپ کے فوت ہو جانے کے بعد اس کی بیوی سے شادی کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ان کی گردن اڑا دوں اور اس کا مال لے لوں (4)۔

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمۡ اُمَّهٰتُكُمۡ وَبَنٰتُكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ وَعَمّٰتُكُمۡ وَخٰلٰتُكُمۡ وَبَنٰتُ الۡاَخِ وَبَنٰتُ الۡاُخۡتِ وَاُمَّهٰتُكُمُ الّٰتِىۡۤ اَرۡضَعۡنَكُمۡ وَاَخَوٰتُكُمۡ مِّنَ

1۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 161، دار الفکر بیروت
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 272 (10805)، گجرات ہند
3۔ ایضاً، (10806)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 271 (10804)

الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ وَ رَبَآىِٕبُكُمُ الّٰتِیْ فِیْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآىِٕكُمُ الّٰتِیْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ٘ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ٘ وَ حَلَآىِٕلُ اَبْنَآىِٕكُمُ الَّذِیْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ١ۙ وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ١ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِیْمًاۙ۝۲۳

”حرام کردی گئیں تم پر تمہاری مائیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں اور تمہاری بھتیجیاں اور بھانجیاں اور تمہاری مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا اور تمہاری بہنیں رضاعت سے اور مائیں تمہاری بیویوں کی اور تمہاری بیویوں کی بیٹیاں جو تمہاری گودوں میں (پرورش پا رہی ہیں) ان بیویوں سے جن سے تم صحبت کر چکے ہو اور اگر تم نے صحبت نہ کی ہو ان بیویوں سے تو کوئی حرج نہیں تم پر (ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) اور (حرام کی گئیں) بیویاں تمہارے ان بیٹوں کی جو تمہاری پشتوں سے ہیں اور (یہ بھی حرام ہے) کہ جمع کرو تم دو بہنوں کو مگر جو گزر چکا (سو وہ معاف ہے) یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے“۔

امام عبدالرزاق، فریابی، بخاری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سات نسبی اور سات سسرالی رشتے حرام کیے گئے ہیں پھر اس آیت کو پڑھا بَنٰتُ الْاُخْتِ تک نسبی اور باقی سسرالی ہیں اور سسرالی ساتواں رشتہ اس آیت وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ میں مذکور ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سات سسرالی اور سات نسبی رشتے حرام ہیں اور رضاعت سے وہی رشتے حرام ہوتے ہیں جو نسب سے حرام ہوتے ہیں (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا رضاعت ان رشتوں کو حرام کر دیتی ہے جن رشتوں کو ولادت (نسب) حرام کر دیتی ہے (3)۔

امام مالک اور عبدالرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے قرآن حکیم میں دس دفعہ چوسنے کا حکم نازل ہوا پھر پانچ کے ساتھ اسے منسوخ کر دیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا تو ان کی قرآن میں تلاوت کی جاتی تھی (4)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 272 (10808)، گجرات ہند 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 549 (17045)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 549 (17043) 4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 466 (13912)

امام عبدالرزاق نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں دس دفعہ چوسنے کا حکم تھا پھر اسے پانچ کی طرف پھیر دیا گیا لیکن کتاب اللہ میں سے کچھ نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی قبض کر لیا گیا(1)۔

امام ابن ماجہ اور ابن ضریس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نازل شدہ قرآن میں سے جو چیز ساقط ہوگئی وہ یہ ہے کہ دس دفعہ چوسنا حرمت کو ثابت کرتا ہے یا پانچ دفعہ چوسنا(2)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ آیت رجم اور رضاعت کبیر (یعنی دس دفعہ چوسنے) کی آیت نازل ہوئی وہ میری چارپائی کے نیچے صحیفہ میں تھی ہم حضور ﷺ کے وصال کی وجہ سے مصروف ہو گئے تو ایک پالتو بکری داخل ہوئی اس نے اسے کھالیا(3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ رضاعت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہے کہ سات سے کم دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہتر جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ اَخَوٰتُكُمْ مِّنَ الرَّضَاعَةِ یہ ارشاد نہیں فرمایا رضعة رضعتين۔(4)

امام عبدالرزاق نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا لوگ خیال کرتے ہیں کہ سات سے کم دفعہ دودھ پینے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی پھر یہ حکم پانچ کی طرف لوٹ آیا۔ انہوں نے کہا یہ پہلے ہوتا تھا، اس کے بعد ایک واقعہ ہوا تو حرمت کا حکم نازل ہوا۔ ایک دفعہ دودھ پینا بھی حرمت کو ثابت کرتا ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ کا دودھ پینا حرمت کو ثابت کر دیتا ہے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ چوسنا حرمت کو ثابت کر دیتا ہے(7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے رضاعت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ دونوں کہا کرتے تھے، اس کا تھوڑا اور زیادہ حرمت کو ثابت کر دیتا ہے(8)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دس دفعہ دودھ پینا شرط قرار دیا ہے پھر کہا ایک دفعہ دودھ پینا بھی حرمت کو ثابت کر دیتا ہے(9)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 466 (13913)
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 464 (1942)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، (1944)
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 466 (13911) گجرات ہند
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 467 (13916)
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 549 (1707)
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 548 (17036)
8۔ ایضاً (17032)
9۔ ایضاً (17035)

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رایت نقل کی ہے کہ دو سال میں رضاعت سے حرمت ثابت ہوتی ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بے شک رضاعت بھوک کی صورت میں ہے یعنی رضاعت سے احکام اس صورت میں مرتب ہوں گے جب بچہ بھوکا ہو(3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں دو سندوں سے حضرت عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب کوئی مرد کسی عورت سے شادی کرتا ہے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اس کی ماں سے شادی کرے۔ اس نے اس کی بیٹی کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کیے ہوں یا حقوق زوجیت ادا نہ کیے ہوں۔ جب وہ کسی عورت (ماں) کے ساتھ شادی کرتا ہے اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتا پھر اس کو طلاق دے دیتا ہے، اگر چاہے تو اس کی بیٹی سے شادی کرسکتا ہے(4)۔

امام مالک نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک عورت سے شادی کی اور حقوق زوجیت ادا کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دی کیا اس عورت کی ماں اس مرد پر حلال ہے فرمایا نہیں ماں مبہم ہے، اس میں کوئی شرط نہیں، شرط صرف بچیوں میں ہے(5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے پوچھا کہ ایک مرد عورت سے نکاح کرتا ہے اور جماع سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے کیا اس مرد کے لئے اس عورت کی ماں سے نکاح کرنا حلال ہے؟ فرمایا نہیں یہ حکم مشروط نہیں۔ میں نے کہا کیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کی یوں قرأت کرتے تھے (و امهات نساء كم اللاتي دخلتم بهن) کہا ایسا نہیں(6)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ مبہم ہے۔ جب کوئی مرد اپنی بیوی کے ساتھ حقوق زوجیت سے پہلے اسے طلاق دے دے یا مر جائے تو اس کی ماں اس کے مرد پر حلال نہ ہوگی(7)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ اُمَّهٰتُ نِسَآىِٕكُمْ مبہم ہے(8)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 550 (17052) 2۔ ایضاً (17051) 3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 548 (17024)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 4، صفحہ 398، مصر 5۔ موطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 533 (22)

6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 274 (10816) گجرات ہند 7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 484 (16273) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

8۔ ایضاً (16279)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو عمر شیبانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو شمخ کے ایک آدمی نے ایک عورت سے شادی کی، اس سے حقوق زوجیت ادا نہ کیے پھر اس کی ماں کو دیکھا تو وہ اسے اچھی لگی۔ اس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فتوی طلب کیا۔ انہوں نے حکم دیا کہ اس عورت سے جدائی اختیار کرے پھر اسی کی ماں سے شادی کر لے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اس عورت سے اس مرد کے کئی بچے ہوئے پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے اور حضرت عمر سے رضی اللہ عنہ پوچھا، ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے سوال کیا۔ انہوں نے کہا یہ جائز نہیں۔ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ واپس آئے تو اس آدمی سے کہا وہ عورت تم پر حرام ہے، اس سے جدائی اختیار کر لے(1)۔

امام مالک نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوفہ میں آپ سے فتوی طلب کیا گیا کہ کیا بیٹی سے عقد نکاح کرنے کے بعد ماں سے عقد نکاح کرنا جائز ہے جب کہ بیٹی سے حقوق زوجیت ادا نہیں کیے گئے تھے۔ حضرت ابن مسعود نے اس کی اجازت دے دی پھر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے، اس کے بارے میں پوچھا تو انہیں بتایا گیا کہ حکم ایسا نہیں جیسا انہوں نے کہا۔ یہ شرط بیٹیوں کے بارے میں ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کوفہ واپس آئے، اپنے گھر جانے سے پہلے اس آدمی کے پاس آئے، اسے اس بات کا حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی سے جدائی اختیار کرے(2)۔

امام سعید بن منصور، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے بیوی کی ماں کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا وہ مبہم ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے مطلق رکھا ہے اسی طرح تم بھی مطلق رکھو اور جو حکم بیان کیا گیا ہے اس کی اتباع کرو(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے ایک مرد کے بارے میں روایت نقل کی ہے جو ایک عورت سے شادی کرتا ہے یا اس کے ساتھ دخول کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دیتا ہے کیا اس کی ماں اس پر حلال ہے، کیا یہ بھی بچی کے حکم میں ہے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے جب عورت اس کے عقد میں فوت ہو جائے وہ مرد اس کی میراث لے لے تو یہ مکروہ ہے کہ وہ اس کے بعد اس کی ماں سے عقد نکاح کرے، اگر حقوق زوجیت ادا کرنے سے پہلے اسے طلاق دے دے تو اس سے شادی کرنے میں کوئی حرج نہیں(5)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں دونوں سے حقوق زوجیت ادا کرنے کی صورت میں یہ حکم ہے(6)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 485 (16277)
2۔ موطا امام مالک، جلد 2، صفحہ 533
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 273، (10813)
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 484 (16271) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ ایضاً، (16266)
6۔ ایضاً، (16268)

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت مسلم بن عویمر اجدع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اس کے ساتھ دخول نہ کیا گیا یہاں تک کہ میرا چچا فوت ہو گیا جس کی شادی اس عورت کی ماں سے ہوئی تھی۔ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اسی کی ماں سے شادی کر لے۔ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ فرمایا اس سے شادی نہ کر، میرے والد نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا۔ انہوں نے نہ مجھے منع کیا اور نہ ہی مجھے اجازت دی (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا بچی اور ماں کا حکم ایک جیسا ہے اگر بیوی کے ساتھ دخول نہ کیا ہو تو ان کے ساتھ عقد نکاح کرنے میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک عورت کی شرم گاہ کو دیکھ لیا تو اس پر اس کی ماں اور بیٹی حلال نہیں (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت داؤد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں یہ پڑھا (وربائبکم الاتی دخلتم بامھاتھم)

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم نے سند صحیح کے ساتھ حضرت مالک بن اوس بن حدثان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے عقد میں ایک عورت تھی، وہ فوت ہو گئی، اس کے بطن سے میرا ایک بچہ بھی تھا، میں اس کی وفات پر سخت غمگین ہوا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مجھے ملے، فرمایا تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا میری بیوی فوت ہو گئی ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا اس کی کوئی بیٹی تھی؟ میں نے عرض کی ہاں وہ طائف میں ہے۔ پوچھا کیا اس نے تیری گود میں پرورش پائی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ فرمایا اس سے نکاح کر لے۔ میں نے عرض کیا پھر اس آیت کریمہ کے الفاظ کا کیا مطلب ہو گا۔ فرمایا وہ بچی تیری گود میں نہ تھی، یہ حکم اس وقت ہوتا جب وہ تیری گود میں ہوتی (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس میں دخول سے مراد جماع ہے (5)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ اس میں دخول سے مراد جماع ہے (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے نواسی اور نواسی کی بیٹی سے عقد نکاح جائز نہیں اگرچہ ستر درجے نیچے چلی جائے۔

امام عبدالرزاق نے مصنف، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ کی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 484، (16269)
2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 278 (10833)، گجرات ہند
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 481 (16235)
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 278 (10834)
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 162، دار الفکر بیروت
6۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 277 (10827) گجرات ہند

تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم باتیں کرتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی مطلقہ سے شادی کی مکہ مکرمہ میں مشرک یہ کہتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو، سورۂ احزاب کی آیت نمبر 4 اور چالیس کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن منذر ایک اور سند سے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی مکرم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کی بیوی سے شادی کی تو قریش نے کہا آپ نے تو اپنے بیٹے کی بیوی سے شادی کر لی ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری اور حضرت محمد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں نے فرمایا یہ آیات حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ، (وما نکح آباء کم) اور وَ اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ مبہم ہیں(2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا ایک آدمی ایک عورت سے شادی کرتا ہے، وہ اسے دیکھنے سے پہلے ہی طلاق دے دیتا ہے، کیا وہ عورت اس مرد کے باپ کے لئے حلال ہے فرمایا یہ مشروط نہیں(3)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت فیروز دیلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کے عقد میں دو بہنیں تھیں، نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا جس کو چاہو طلاق دے دو(4)۔

امام قیس سے مروی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا ایک آدمی ماں اور بیٹی سے وطی کر سکتا ہے جب کہ دونوں اس کی لونڈیاں ہوں؟ فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال کرتی ہے جب کہ ایک آیت دونوں کو حرام کرتی ہے مجھے ایسا کرنے کا حق نہیں۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا حرام ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دو لونڈی بہنوں کو جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں دیکھتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم آزاد عورتوں کے بارے میں ہے جہاں تک لونڈیوں کا تعلق ہے انہیں جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

امام مالک، امام شافعی، عبد بن حمید، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قبیصہ بن ذؤیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آدمی نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے دو لونڈیوں کے بارے میں پوچھا کیا وہ ان دونوں کو جمع کر سکتا ہے، فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال کرتی ہے اور دوسری آیت انہیں حرام کرتی ہے لیکن مجھے ایسا کرنے کا حق نہیں وہ آدمی آپ کے پاس سے نکلا اور ایک صحابی سے ملا، میرا خیال ہے

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 280 (10837)　2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 485 (16277)

3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 6، صفحہ 280 (10837)، گجرات ہند　4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 469 (1951)، دار الکتب العلمیہ بیروت

وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا تھا۔ اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا اگر میرا اختیار ہوتا پھر میں کسی کو ایسا کرتے ہوئے دیکھتا تو اسے نشان عبرت بنا دیتا(1)۔

امام ابن عبدالبر نے استذکار میں حضرت ایاس بن عامر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ دو بہنیں میری ملکیت میں ہیں جن میں سے ایک سے میں نے خواہش پوری کی، اس سے میری اولاد ہوئی پھر دوسری میں میری رغبت پیدا ہوئی اب میں کیا کروں؟ فرمایا جس سے تو وطی کرتا رہا ہے اس کو آزاد کردے پھر دوسری سے وطی کرلے پھر فرمایا کتاب اللہ میں جو آزاد مراد ہیں وہ لونڈیاں بھی تم پر حرام ہیں مگر تعداد (یعنی آزاد میں تعداد معین ہے) لیکن بحثیت لونڈی (ان کی تعداد معین نہیں) یا فرمایا مگر چار، کتاب اللہ میں جو نسبی رشتے حرام ہیں وہ رضاعی رشتے بھی حرام ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا دو بہنیں جس کی لونڈیاں ہیں ان میں سے ایک کے ساتھ اس نے وطی کی پھر دوسری سے وطی کا ارادہ کیا۔ فرمایا نہیں یہاں تک کہ پہلی کو اپنے ملک سے نکالے۔ عرض کی گئی اگر وہ پہلی لونڈی کا عقد نکاح اپنے غلام سے کردے؟ فرمایا نہیں یہاں تک کہ اسے اپنی ملک سے نکالے(2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو دو لونڈی بہنوں کو جمع کرتا ہے تو آپ نے اسے مکروہ قرار دیا۔ آپ سے عرض کی گئی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ آپ نے فرمایا تیرا اونٹ بھی تو تیری ملکیت میں ہے(3)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا لونڈیوں میں سے وہ حرام ہیں جو آزاد عورتوں میں سے حرام ہیں۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ اللہ تعالیٰ نے آزاد عورتوں میں سے جو حرام کی ہیں لونڈیوں میں سے بھی وہ حرام کی ہیں سوائے تعداد(5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے دو لونڈی بہنوں کے بارے میں فرمایا کہ ایک آیت نے انہیں حلال کیا اور ایک آیت نے انہیں حرام کیا ہے نہ میں اجازت دیتا ہوں اور نہ منع کرتا ہوں، نہ حلال قرار دیتا ہوں اور نہ ہی حرام قرار دیتا ہوں نہ میں ایسا کروں گا اور نہ ہی میرے گھر والے (اولاد) ایسا کریں گے(6)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 483 (16264)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 482 (16252)
3۔ ایضاً (16254) 4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 163، دار الفکر بیروت
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 482 (16256) 6۔ ایضاً، (16253)

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کا قول دولونڈیوں کے بارے میں ذکر کیا گیا۔لوگوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایک آیت انہیں حلال کرتی ہے اور ایک آیت انہیں حرام کرتی ہے۔اس موقع پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال قرار دیتی ہے اور ایک آیت دونوں کو حرام قرار دیتی ہے۔آپ نے کہا میری ان سے رشتہ داری انہیں مجھ پر حرام کرتی ہے اور ان کی ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ داری مجھ پر انہیں حرام نہیں کرتی کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَّا لْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ (1)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب آدمی کی دو بہنیں لونڈیاں ہوں وہ ایک سے وطی کرے تو وہ دوسری کے قریب نہ جائے یہاں تک کہ اس لونڈی کو اپنی ملک سے نکال دے جس کے ساتھ اس نے وطی کی تھی (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قبیلہ کے لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے دو بہنوں کے بارے میں پوچھا جو ایک آدمی کی لونڈیاں ہیں جن سے وہ وطی کرتا ہے تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں سنا پوچھا آپ نے یہ یہ فتویٰ دیا ہے۔ فرمایا ہاں۔پوچھا آپ کی کیا رائے ہے اگر ایک آدمی کے بارے اس کی بہن لونڈی ہو تو کیا اس کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بہن سے وطی کرے۔فرمایا خبر دار اللہ کی قسم میں نے بارہا اس مسئلہ کو جاننا چاہا انہیں کہو اس سے اجتناب کرو کیونکہ ان کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں اصل سبب رحم ہے آزاد سے ہو یا کسی اور سے۔

امام مالک، ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک مرد، عورت اور اس کی پھوپھی اور اس عورت کی خالہ کو ایک وقت جمع نہ کرے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ کے موقع پر فرمایا پھوپھی اور خالہ پر کسی عورت سے شادی نہ کی جائے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت مقاتل بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آباء کی بیویوں کے بارے میں فرمایا اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کیونکہ عرب اپنے آباء کی بیویوں سے شادی کرتے تھے پھر نسبی اور سسرالی رشتوں کو حرام فرمایا تو اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ انہیں فرمایا کیونکہ عرب نسبی اور سسرالی ماؤں سے شادی نہیں کرتے تھے بہنوں کے بارے میں فرمایا: اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ کیونکہ عرب دونوں کو عقد میں جمع کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں جمع کرنا حرام قرار دے دیا مگر حرام قرار دینے سے پہلے جو گزر چکا وہ معاف ہے (5)۔

1۔سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 164، دارالفکر بیروت
2۔مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 483 (16257) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 9، صفحہ 163 (33) دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 526 (16769)
5۔سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 163

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے دو لونڈی بہنوں کے ساتھ وطی کرنے کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر جو کتاب نازل فرمائی ہے اس میں دو بہنوں کو جمع کرنے والا ملعون قرار دیا گیا (1)۔

امام مالک، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک عورت اور اس کی بیٹی کے ساتھ وطی کے بارے میں پوچھا گیا جب کہ وہ دونوں ایک آدمی کی لونڈیاں ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اسے پسند نہیں کرتا کہ ان دونوں کو جمع کرنے کی اجازت دوں اور ایسا کرنے سے منع کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو عورت اور اس کی بیٹی کے ساتھ وطی کرتا ہے جب کہ وہ دونوں اس کی لونڈیاں ہیں۔ فرمایا ایک آیت دونوں کو حلال کرتی ہے، ایک آیت دونوں کو حرام کرتی ہے مگر میں ایسا کرنے کا اختیار نہیں رکھتا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا جب ایک آیت تیرے لئے حلال کرے اور دوسری آیت تیرے لئے حرام کرے تو غالب حرمت والی آیت ہے ہمارے لئے دو آزاد عورتوں کا حکم بیان کیا گیا ہے دو لونڈیوں کا حکم واضح نہیں کیا گیا (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن ضریس نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا تورات میں اس آدمی کو ملعون قرار دیا گیا ہے جو ایک عورت اور اس کی بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھتا ہے جو حکم ہمارے لئے بیان کیا گیا ہے وہ آزاد عورت کا ہے لونڈی کا نہیں ہے (5)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا جس نے عورت کی شرم گاہ اور اس کی بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر شفقت نہیں فرمائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کی طرف نظر شفقت نہیں فرمائے گا جس نے ایک عورت اور اس کی بیٹی کی شرم گاہ کو دیکھا (6)۔

وَّالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۚ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ ۭ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً ۭ وَلَا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 483 (16259)
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 481 (16244)
3۔ ایضاً (16245)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 482 (16248)
5۔ ایضاً، (16249)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 480 (16234)

جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا تَرٰضَيْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِيْضَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۲۴﴾

''اور (حرام ہیں) خاوندوں والی عورتیں مگر (کافروں کی وہ عورتیں) جو تمہارے ملک میں آجائیں فرض کیا ہے اللہ نے (ان احکام کو) تم پر اور حلال کر دی گئی ہیں تمہارے لئے ماسوا ان کے تاکہ تم طلب کرو (ان کو) اپنے مالوں کے ذریعہ پاک دامن بنتے ہوئے نہ زنا کار بنتے ہوئے پس جو تم نے لطف اٹھایا ہے ان سے تو دو ان کو ان کے مہر جو مقرر ہیں اور کوئی گناہ نہیں تم پر جس چیز پر تم آپس میں راضی ہو جاؤ مقرر کیے ہوئے مہر کے بعد بے شک اللہ تعالیٰ علیم و حکیم ہے''۔

امام طیالسی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طحاوی، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے موقع پر ایک لشکر اوطاس کی طرف بھیجا۔ لشکر کا دشمنوں سے آمنا سامنا ہوا۔ مسلمانوں نے ان پر غلبہ پالیا اور ان کے افراد قیدی بنالئے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے ان قیدی عورتوں کے ساتھ اس لئے وطی کرنا مناسب نہ سمجھا کیونکہ ان عورتوں کے مشرک خاوند موجود تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی تمہارے لئے شادی شدہ عورتیں بھی حرام ہیں مگر جو اللہ تعالیٰ تمہیں مال غنیمت کے طور پر دے اس وجہ سے وہ تمہارے لئے حلال ہیں (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ حنین کے موقع پر نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے غزوۂ حنین میں مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی تو مسلمانوں نے ایسی عورتیں پکڑیں جن کے خاوند تھے۔ ایک آدمی جب اس عورت کے پاس خواہش پوری کرنے کے لئے آتا تو عورت کہتی میرا پہلے سے خاوند موجود ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی مشرک قیدیوں میں جس عورت کے ساتھ تم وطی کرنا چاہو اس میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ حنین کی عورتوں کے بارے میں نازل ہوئی جب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائی تو مسلمانوں نے قیدی پکڑے جب کوئی مرد ان میں سے کسی عورت کے پاس آنا چاہتا تو وہ عورت کہتی میرا ایک خاوند ہے۔ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے سب معاملہ ذکر کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی قیدیوں میں سے خاوند والی عورتیں بھی حلال ہیں (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 12، صفحہ 116 (12637) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16908)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا فرمایا ہر خاوند والی عورت کے پاس آنا بدکاری ہے مگر وہ عورت جو قیدی ہو(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس عورت کا خاوند ہو وہ تجھ پر حرام ہے مگر لونڈی جس کا تو مالک ہے اور اس کا خاوند دار الحرب میں ہو۔ جب تو نے اس کا استبراء رحم کر لیا تو وہ تجھ پر حلال ہے(2)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ اور طبرانی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا مشرک عورتیں جنگ میں جب قیدی بنا لی جائیں تو اس کے مالک کے لئے وہ حلال ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مشرک اور مسلمان دونوں حلال ہیں جب جنگ میں قیدی بنالی جائیں(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے خاوند والی عورت تجھ پر حرام ہے مگر جسے تو اپنے مال سے خریدے وہ کہا کرتے تھے۔لونڈی کو بیچنا اس کی طلاق ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے لونڈی کی طلاق کی چھ صورتیں ہیں اس کو بیچنا اس کی طلاق ہے، اس کو آزاد کرنا اس کی طلاق ہے، اس کو ہبہ کرنا اس کی طلاق ہے، اس کی برأت اس کی طلاق ہے، اس کے خاوند کی طلاق اس کی طلاق ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب لونڈی کو بیچ دیا جائے جب کہ اس کا خاوند بھی ہو تو اس کا آقا اس کے بضعہ (وطی کا محل) کا زیادہ حق دار ہے(6)۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں محصنات سے مراد خاوند والی عورتیں ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آزاد عورتیں جو خاوندوں والی ہوں وہ حرام ہیں مگر لونڈیاں (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں محصنات سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں(8)۔

امام مالک، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ محصنات سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زنا حرام ہے(9)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16906)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 9، صفحہ 213 (9036)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 5
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 8
6۔ ایضاً
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 537 (16891)
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 537 (14891)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 537 (16901)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت جنگ اوطاس کے موقع پر نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے شعبی سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ یہ یوم اوطاس کے متعلق نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے عورتیں ہمارے پاس آئیں پھر ان کے خاوند ہجرت کرتے ہیں اس فرمان سے اس کے ساتھ عقد نکاح کرنے سے روک دیا گیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت نقل کی ہے کہ محصنات سے مراد خاوندوں والی عورتیں ہیں، ان کے ساتھ نکاح کرنا حلال نہیں۔ آپ فرماتے عورت کو نہیں چاہیے کہ وہ نہ دودھ دھوئے اور نہ ہی اسے چاہیے کہ حد سے تجاوز کرے وگرنہ وہ اپنے خاوند پر نشوز کرنے والی ہوگی۔ ہر وہ عورت جو گواہوں اور مہر کے ساتھ عقد نکاح کرے تو یہ ان محصنات میں سے ہے جن کے ساتھ عقد نکاح کرنا حرام ہے مگر جنہیں حلال قرار دیا گیا ہے وہ آزاد عورتوں میں سے دو، تین یا چار عورتیں ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مرد کے لئے چار سے زائد عورتوں سے عقد نکاح کرنا حلال نہیں، اس سے زائد عورتوں کے ساتھ نکاح کرنا حلال نہیں جس طرح اپنی ماں اور اپنی بہن کے ساتھ عقد نکاح کرنا حرام ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ (النساء:3) پھر نسبی اور سسرالی رشتوں میں سے کچھ کو حرام قرار دیا، فرمایا وہ حرام ہیں مگر جن عورتوں کے ساتھ مہر، سنت طریقہ اور گواہوں کے ساتھ نکاح کیا جائے (5)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورت کے آغاز میں چار عورتوں کے ساتھ عقد نکاح کرنے کو حلال قرار دیا اور چار کے بعد کسی عورت سے نکاح کو حرام قرار دیا مگر لونڈیوں سے وہ خواہش پوری کرسکتا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں میں سے چار سے زیادہ سے شادی کرنا حرام ہے (7)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ محصنات سے مراد پاک دامن اور عقل مند عورت ہے، مسلمانوں میں سے ہو یا اہل کتاب میں سے (8)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ یعنی مگر چار عورتیں جن کے ساتھ گواہوں اور مہر کے ساتھ نکاح کیا جائے (9)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16909) 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 537 (16895)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 12 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 11 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 9
6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 10 9۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے اِلَّا مَامَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ یعنی مرد کو اپنے غلام کی بیوی سے الگ رکھا جائے گا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان الفاظ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ مرد کے لئے حلال ہیں مگر جس لونڈی کا اس نے عقد نکاح کر دیا ہو وہ اس مرد کے لئے حلال نہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کیا آپ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو نہیں دیکھا جب آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس بارے میں کچھ نہیں فرمایا تو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ اس کا علم نہیں رکھتے تھے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اگر میں جانتا کہ کون اس آیت کی تفسیر بیان کر سکتا ہے تو میں اس کو ملنے کے لئے اونٹوں کو کمزور کرتا؟ وہ آیت اَلْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ ہے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو سوداء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تو انہوں نے کہا میں نہیں جانتا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابن مسیّب سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا احصان کی دو قسمیں ہیں احصان نکاح، احصان عفاف۔ ابن ابی حاتم نے کہا میرے والد نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میرا خیال ہے اس آیت میں خاوندوں والی عورتوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ شادی کریں۔ محصنات سے مراد پاک دامن عورتیں ہیں جو نکاح یا ملک یمین کی وجہ سے حلال ہوتی ہے احصان کی دو قسمیں ہیں احصان تزویج، احصان عفاف یہ آزاد اور لونڈیوں میں ہوتا ہے، سب کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے مگر نکاح اور ملک یمین کی وجہ سے (5)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تمام قرآن حکیم میں وَّالْمُحْصَنٰتُ صاد کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے مگر سورۂ نساء میں اس لفظ کو صاد کی زبر کے ساتھ پڑھتے (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک عورت کے بارے میں نازل ہوئی جسے معاذہ کہتے جو بنو دوس کے ایک آدمی کی بیوی تھی جسے شجاع بن حدث کہتے تھے۔ اس کی ایک سوکن بھی تھی جس سے شجاع کی کثیر اولاد تھی۔ شجاع گیا تاکہ وہ ہجر سے اپنے گھر والے لائے۔ معاذہ کے پاس سے اس کا چچازاد بھائی گزرا۔ اس نے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16907) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 12 3۔ ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 538 (16905) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 11
6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1221 (610)، دار الصمیعی بیروت

بھائی سے کہا مجھے میرے خاندان والوں کے پاس لے چلو کیونکہ اس شیخ کے پاس کوئی خیر نہیں۔ اس نے اسے سواری پر سوار کرلیا اور اسے وہاں لے گیا۔ اتفاق سے اسی وقت شیخ کی آمد ہوئی۔

وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

(۱) يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَفْضَلَ الْعَرَبِ اِنِّیْ خَرَجْتُ اَبْغِيْهَا الطَّعَامَ فِیْ رَجَبِ

اے رسول اللہ اور اے تمام عرب سے افضل میں اس کے لئے رجب میں کھانے کی تلاش میں نکلا۔

(۲) فَتَوَلَّتْ وَالطَّتْ بِالذَّنَبِ وَهِيَ شَرُّ غَالِبٍ لِمَنْ غَلَبَ

اس نے روگردانی کی اور حق زوجیت ادا کرنے سے بھاگ کھڑی ہوئی وہ جس کے لئے غالب آئی بری غالب آئی۔

(۳) رَأَتْ غُلَامًا وَادِكًا عَلٰى قَتَبٍ لَهَا وَلَهٗ أَرَبٌ

اس عورت نے ایک نوجوان کو کجاوے پر بیٹھے دیکھا اس عورت اور مرد کو حاجت تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مجھ پر لازم ہے، یہ مجھ پر لازم ہے، اگر اس مرد نے اس کا کپڑا اٹھایا ہے تو اسے رجم کردو ورنہ شیخ پر اس کی بیوی لوٹا۔ مالک بن شجاع اور اس کا سوتیلا بیٹا گئے اور اس عورت کا مطالبہ کیا۔ وہ اسے لے آیا اور اپنے گھر میں رہائش اختیار کرلی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبیدہ سلیمانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ سے مراد چار عورتیں ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے عبیدہ کے واسطہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ایک سے لے کر چار تک سے نکاح کرنے کا حکم ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے جو تم پر حرام ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں قرأت نقل کی ہے وَاُحِلَّ۔

حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے وَاَحَلَّ قرأت کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ تمام قرآن میں وراء کا معنی سامنے ہے سوائے دو مقامات کے وہ وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اور فمن ابتغى وراء ذلك ہے یہاں وراء، سوی کے معنی میں ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 14 دار احیا التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 15

3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 14

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ چار سے کم تمہارے لئے حلال ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے كِتٰبَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ کا معنی یہ بیان کیا ہے کہ یہ نسب اللہ تعالیٰ نے تم پر لازم کیا ہے وَ اُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اور اس نسب کے علاوہ تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے۔

امام ابن جریر نے عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس قرابت کے علاوہ تمہارے لئے رشتے حلال ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو تمہاری لونڈیاں ہیں وہ تم پر حلال ہیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبیدہ سلیمانی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے علاوہ لونڈیاں تمہارے لئے حلال ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مُّحْصِنِيْنَ کی تفسیر نکاح کرتے ہوئے غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ نہ کہ کسی بدکارہ کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے نقل کی ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے سفاح کا معنی پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا زنا۔

امام ابن جریر، امام ابن منذر، امام ابن ابی حاتم اور حضرت نحاس رحمہم اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے جب کوئی عورت سے شادی کرے پھر صرف ایک دفعہ اس سے حقوق زوجیت ادا کرے تو اس پر تمام مہر واجب ہوگا اور الاستمتاع سے مراد حقوق زوجیت ادا کرنا ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابتدائے اسلام میں متعہ کی اجازت تھی ایک آدمی ایک شہر میں آتا، اس کے پاس کوئی ایسا آدمی نہ ہوتا جو اس کے معاملات کی نگہداشت کرتا اور اس کے سامان کی حفاظت کرتا وہ اتنے عرصہ کے لئے ایک عورت سے شادی کر لیتا جس میں وہ خیال کرتا کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو جائے گا۔ وہ عورت اس کی حفاظت کرتی اور اس کے معاملات کی نگہداشت کرتی۔ وہ اس آیت کی یوں قرأت کرتا فما استمتعم به منهن

1۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 15

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 15 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17

الی اجل مسمی مگر اسے مُّحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ نے منسوخ کر دیا۔ احصان مرد کے ہاتھ میں ہوتا، جتنا عرصہ چاہتا اسے روکے رکھتا اور جب چاہتا اسے چھوڑ دیتا۔

امام طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابتدائے اسلام میں متعہ جائز تھا وہ اس آیت کو یوں پڑھتے (فما استمتعم به منهن الی اجل مسمی) ایک آدمی کسی شہر میں آتا جہاں اس کی جان پہچان والا نہ ہوتا وہ اتنے عرصہ کے لئے کسی عورت سے شادی کر لیتا جس میں اسے فارغ ہونے کا خیال ہوتا وہ شادی اس لئے کرتا تا کہ اس کے سامان کی حفاظت کرے اور اس کے معاملات کی نگہبانی کرے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی پہلا حکم منسوخ ہو گیا اور متعہ حرام ہو گیا(1)۔ اس کی تصدیق سورۂ مومنون کی آیت نمبر 6 سے ہوتی ہے یعنی اس کے علاوہ ہر عورت حرام ہے(2)۔

1۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 205، دار الفکر بیروت

نکاح متعہ کی شرعی حیثیت

2۔ شریعت مطہرہ کے احکام تدریجاً نازل ہوئے ہیں جو عمل پہلے مباح تھا پھر جب اسے منسوخ کر دیا گیا تو اس کے بعد پہلی روایات سے استدلال کرنا کسی طرح درست نہیں دین اسلام کا مزاج اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ ایک انسان محض خواہش نفس کی غلامی اختیار کرے بلکہ انسان سے تقاضا کرتا ہے کہ وہ اعلیٰ اخلاق کا پیکر ہو اور ذمہ داریوں کے بارے میں احساس ہو۔

شریعت مطہرہ میں عقدہ نکاح ساری زندگی ساتھ نبھانے کا عہد ہے اس رشتہ پر نسل انسانی کی طہارت اور بقاء کا انحصار ہے یہ کیسے ممکن تھا کہ ایسے امر کی اجازت دی جاتی جو اس رشتہ کے تقدس کو مجروح کریں جب نکاح متعہ کو منسوخ کر دیا گیا تو پھر ان روایات کی طرف توجہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں جو اس کی اباحت کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔

عن علی ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن نکاح المتعة یوم خیبر و عن لحوم الحمر الاهلیة

''حضرت علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ خیبر کے موقع پر نکاح متعہ اور گھروں میں پالے جانے والے گدھوں کا گوشت کھانے سے منع کیا''۔

(مسلم شریف جلد 1، صفحہ 452 کتاب النکاح)

باب نکاح المتعة و بیان انه ابیح ثم فسخ ثم ابیح ثم فسخ و استقر تحریمه الی یوم القیامة

(صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 606 کتاب المغازی باب غزوۂ خیبر)

عن علی قال حرم رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم لحوم الحمر الاهلیة و نکاح المتعة

(الاستبصار، جلد 3، صفحہ 142، حدیث نمبر 511، دار الکتب الاسلامیہ تہران)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن الانباری نے مصاحف میں اور حضرت حاکم رحمہ اللہ نے مختلف طرق سے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر یہ آیت پڑھی تو انہوں نے الی اجل مسمی کے الفاظ زائد پڑھے۔ میں نے کہا ہم تو اس طرح قرأت نہیں کرتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے آیت اسی طرح نازل کی ہے (1)۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں اجل مسمی کے الفاظ ہیں (2)۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابی بن کعب کی قرأت میں الی اجل مسمی کے الفاظ ہیں۔

امام عبد الرزاق نے عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو الی اجل کے ساتھ پڑھتے ہوئے سنا جب کہ ابی بن کعب کی قرأت میں الی اجل مسمی کے الفاظ ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یعنی نکاح متعہ (4)۔

امام ابن جریر نے اس آیت کی تفسیر میں سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ متعہ ہے۔ ایک مرد عورت سے معین مدت کیلئے شرط کے ساتھ نکاح کرتا تھا۔ جب مدت ختم ہو جاتی تو مرد کا عورت پر کوئی اختیار نہ ہوتا۔ وہ عورت اس سے آزاد ہوتی۔ عورت پر لازم ہوتا کہ وہ اپنا رحم خالی کرتی۔ اس کے درمیان وراثت جاری نہ ہوتی کوئی ایک دوسرے کا وارث نہ ہوتا (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے جب کہ ہماری بیویاں ہمارے ساتھ نہیں ہوتی تھیں۔ ہم نے عرض کیا کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کر لیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس سے منع کیا اور آپ نے ہمیں رخصت دی کہ ہم ایک کپڑے کے عوض مخصوص مدت کے لئے عورت سے شادی کر لیں پھر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ (المائدہ: 87) (6)

امام عبد الرزاق، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت سبرہ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر عورتوں سے نکاح متعہ کی اجازت دی۔ میں اور میری قوم کا ایک آدمی نکلے، میں اس سے زیادہ خوبصورت تھا جب کہ وہ کچھ بدصورت تھا، ہم میں سے ہر ایک کے پاس چادر تھی، میری چادر بوسیدہ جب کہ میرے چچازاد کی چادر نئی اور نرم و نازک تھی، جب ہم بالائی مکہ میں تھے تو ہمیں ایک نوجوان عورت ملی جو لمبی گردن والی خوبصورت تھی۔ ہم نے کہا کیا تمہیں یہ پسند ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک تم سے نکاح متعہ کرے۔ اس نے پوچھا تم کیا دو گے۔ ہم میں سے ہر ایک نے اپنی چادر پیش

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 18　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 19

3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 498 (14522)، گجرات ہند　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 18　5۔ ایضاً

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 552 (17079) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

کر دی۔ وہ دونوں مردوں کو دیکھنے لگی تو اچانک میرے ساتھی نے اسے دیکھا کہا اس کی چادر بوسیدہ ہے اور میری چادر نئی اور عمدہ ہے پھر وہ کہتی ہے اس کی چادر میں کوئی حرج نہیں پھر میں نے اس سے نکاح متعہ کیا۔ وہ میرے پاس ہی رہی یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ کو حرام قرار دے دیا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت سبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رکن اور دروازے کے درمیان کھڑے ہوئے دیکھا۔ آپ ارشاد فرما رہے تھے اے لوگو میں نے تمہیں نکاح متعہ کی اجازت دی تھی خبردار اللہ تعالیٰ نے اسے تاقیامت حرام کر دیا ہے، جس کے پاس نکاح متعہ کی وجہ سے کوئی عورت ہو تو وہ اسے آزاد کر دے جو چیز تم انہیں دے چکے ہو وہ واپس نہ لو(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت سلمہ بن اکوع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنگ اوطاس کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے تین دن کے لئے نکاح متعہ کی اجازت دی پھر اس کے بعد اس سے منع کر دیا(3)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ، ابن منذر اور نحاس نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَطَلِّقُوْهُنَّ لِعِدَّتِهِنَّ (الطلاق: 1) وَ الْمُطَلَّقٰتُ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (البقرہ: 228) اور وَ الّٰٓـِٔیْ یَىٕسْنَ مِنَ الْمَحِیْضِ مِنْ نِّسَآىٕكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ (الطلاق: 4) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں، ابن منذر، نحاس اور بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میراث والی آیت نے نکاح متعہ کو منسوخ کر دیا(4)۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نکاح متعہ منسوخ ہے، اسے طلاق، صدقہ، عدت اور میراث نے منسوخ کر دیا(5)۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رمضان نے ہر روزے کو منسوخ کر دیا، زکوٰۃ نے ہر صدقہ کو منسوخ کر دیا اور طلاق، عدت اور میراث نے نکاح متعہ کو منسوخ کر دیا اور قربانی نے ہر ذبیحہ کو منسوخ کر دیا(6)۔

امام عبدالرزاق، ابوداؤد نے ناسخ اور ابن جریر نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا یہ منسوخ ہے۔ فرمایا نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متعہ سے نہ روکتے تو صرف بدبخت ہی زنا کرتا(7)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 405، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 9، صفحہ 159 (21)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 55 4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 207، دار الفکر بیروت

5۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 505 (14044) گجرات ہند 6۔ ایضاً، (14046)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام بخاری نے حضرت ابو جمرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے اس میں رخصت دی۔ آپ کے غلام نے آپ سے کہا یہ اس وقت تھا جب عورتوں کی قلت تھی اور تنگ دستی تھی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہاں بات ایسے ہی ہے(1)۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ سے منع کیا ہے یہ اس کے لئے جائز تھا جو نکاح کی طاقت نہ پاتا۔ جب اللہ تعالیٰ نے نکاح، طلاق، عدت اور مرد عورت میں میراث کے احکام جاری کر دیئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا(2)۔

امام نحاس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تم سر پھرے ہو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے متعہ سے منع فرمایا تھا۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے لئے صرف تین دن عورتوں سے متعہ کو حلال کیا گیا بعد میں اس سے رسول اللہ ﷺ نے منع کر دیا(3)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو نکاح متعہ کرتے ہیں جب کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع کیا ہے۔ جس آدمی کو میرے پاس اس حال میں لایا گیا کہ اس نے نکاح متعہ کیا ہو گا تو میں اسے رجم کر دوں گا(4)۔

امام مالک، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ شیر خدا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر نکاح متعہ اور پالتو گدھوں کے گوشت کھانے سے منع کیا(5)۔

امام مالک اور عبد الرزاق نے عروہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت خولہ بنت حکیمہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئی کہ ربیعہ بن امیر نے ایک عورت سے نکاح متعہ کیا ہے جس سے وہ عورت حاملہ ہو گئی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے فرمایا یہ متعہ۔ اگر میں پہلے اس کا اعلان کر چکا ہوتا تو میں اس کو رجم کر دیتا(6)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت خالد بن مہاجر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے لوگوں کو متعہ میں رخصت دی۔ حضرت ابن ابی عمرہ انصاری رحمہ اللہ نے کہا اے ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ کیا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں نے اسے امام المتقین کی موجودگی میں کیا ہے۔ ابن ابی عمرہ نے کہا اے اللہ بخش دے، متعہ میں یہ رخصت تھی جس طرح انسان کو مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانے کی مجبوری ہو پھر اللہ تعالیٰ نے دین محکم کر دیا(7)۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 4826 (10967)، دار ابن کثیر دمشق　2۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 207، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً　4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 206
5۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 9، صفحہ 161 (29)، دار الکتب العلمیہ بیروت　6۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 503 (14038) گجرات ہند
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 502 (14033)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم متعہ کی اجازت صرف تین دن کے لئے تھی جس کی رسول اللہ نے اجازت دی تھی، اس کی نہ پہلے اجازت تھی نہ اس کی بعد میں اجازت تھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دو متعوں سے منع کیا عورتوں کے ساتھ نکاح متعہ سے اور حج متعہ سے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نکاح متعہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا حرام ہے۔ آپ سے عرض کی گئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تو اس کی رخصت کا فتوی دیتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کیوں فتوی نہیں دیا (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں کہ وہ کسی عورت سے نکاح اسلام کے علاوہ نکاح کرے ساتھ مہر دے، مرد اس کا وارث بنے اور عورت مرد کی وارث بنائے، کسی وقت مقرر پر اس سے نکاح نہ کرے، وہ عورت اس کی بیوی ہوگی، اگر ان میں ایک مر گیا تو نکاح متعہ کی صورت میں وہ ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے (4)۔

امام ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا تم نے کیا کیا؟ قافلے تیرے فتوی کو لئے پھرتے ہیں اور اس فتوی کے بارے میں شعراء نے شعر کہے ہیں پوچھا شعراء نے کیا کہا؟ میں نے کہا شعراء نے یہ کہا ہے۔

اَقُوْلُ لِلشَّيْخِ لَمَّا طَالَ مَجْلِسُهٗ   يَا صَاحِ هَلْ لَكَ فِيْ فُتْيَا ابْنِ عَبَّاسٍ

جب شیخ کی مجلس طویل ہوئی تو میں نے شیخ سے کہا اے میرے مصاحب کیا تجھے ابن عباس کے فتوی میں دلچسپی ہے۔

هَلْ لَكَ فِيْ رُخْصَةِ الْاَطْرَافِ آنِسَةٌ   تَكُوْنُ مَثْوَاكَ حَتّٰى مَصْدَرَ النَّاسِ

کیا تیری نظروں میں انس کرنے والی ہے جو لوگوں کے جانے پر تیرے لئے تیرا بستر ہے۔

تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ نہیں اللہ کی قسم میں نے یہ فتوی نہیں دیا اور نہ ہی میں نے یہ ارادہ کیا، میں نے نکاح متعہ کی اجازت صرف مجبور آدمی کو دی تھی، میں نے اسے اسی صورت میں حلال قرار دیا تھا جس طرح اللہ تعالیٰ نے مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کو حلال قرار دیا (5)۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے نکاح متعہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تھی جو اس نے امت محمدی پر کی۔ اگر حضرت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 552 (17074)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 551 (17073)

3۔ ایضاً، جلد 3 صفحہ 551 (17072) 4۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 207، دار الفکر بیروت

5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 205

عمر رضی اللہ عنہ اس سے منع نہ کرتے تو بدبخت ہی زنا کرتا۔ کہا یہ سورۂ نساء میں مذکور ہے فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ اتنی مدت کے لئے اور یہ معاوضہ ہوگا جب کہ ان کے درمیان وراثت نہ ہوگی۔ اگر مدت مقررہ کے بعد بھی راضی ہوں تو بھی ٹھیک ہے۔ اگر جدا ہونے پر راضی ہوں تو بھی ٹھیک ہے جب کہ ان دونوں کے درمیان کوئی نکاح نہیں ہوگا۔ انہوں نے یہ خبر بھی دی کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کہتے ہوئے سنا کہ وہ اب بھی اس کو حلال سمجھتے ہیں (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت عمار رحمہ اللہ کے واسطہ سے جو شرید کا غلام تھا روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے متعہ کے بارے میں پوچھا کیا یہ بدکاری ہے یا نکاح؟ تو انہوں نے جواب دیا نہ بدکاری ہے نہ نکاح ہے۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ تو جواب دیا وہ متعہ ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ میں نے پوچھا کیا عورت پر عدت ہوگی تو انہوں نے جواب دیا ہاں، اس کی عدت ایک حیض ہوگی۔ میں نے پوچھا کیا وہ ایک دوسرے کے وارث ہوں گے فرمایا نہیں۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جس تھوڑے یا زیادہ اجر پر تم راضی ہو جاؤ۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ممکن ہے لوگ مہر مقرر کرتے ہوں پھر کسی کو تنگ دستی آ پہنچتی ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَا جُنَاحَ عَلَیْكُمْ فِیْمَا تَرٰضَیْتُمْ بِهٖ مِنْۢ بَعْدِ الْفَرِیْضَةِ (2)

ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا تراضی کا مطلب یہ ہے کہ اس کا مکمل مہر دے پھر اسے اختیار دے (3)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حکم نکاح کے بارے میں نازل ہوا جب مہر مقرر کر دیا گیا تو پھر دونوں پر کوئی حرج نہیں کہ مہر میں تھوڑی بہت باہمی رضامندی سے کمی بیشی کر لیں۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اگر مہر مقرر کرنے کے بعد وہ اپنے خاوند کو مکمل مہر دے دے یا اس میں کمی کر دے۔ یہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر وہ عورت مہر میں تمہارے لئے کوئی کمی کر دے تو یہ جائز ہے (4)۔

آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت مروی ہے اگر چاہے تو بیوی کو راضی کر لے بعد اس کے کہ اس نے پہلے معاوضہ مقرر کیا تھا جس کے ساتھ اس نے اس عورت سے تمتع کیا تھا اور کہا میں تم سے فلاں فلاں چیز کے عوض متمتع ہوتا ہوں قبل اس کے کہ وہ اس کے رحم کا استبراء کرے (5)۔

وَمَنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ یَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَیٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِیْمَانِكُمْ ؕ

1۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 7، صفحہ 497 (14021) گجرات ہند 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 19

3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 20 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَ اٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّ لَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَاۤ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ؕ وَ اَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۲۵﴾

اور جو نہ رکھتا ہو تم میں سے اس کی طاقت کہ نکاح کرے آزاد مسلمان عورتوں سے تو وہ نکاح کرے جو تمہارے قبضہ میں ہیں تمہاری کنیزیں جو مسلمان ہیں اور اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے تمہارے ایمان (کی کیفیت) کو بعض تمہارا بعض (کی جنس) سے ہے تو نکاح کرلو ان سے ان کے سرپرستوں کی اجازت سے اور دو ان کو مہر ان کے دستور کے موافق (تاکہ نکاح سے) وہ پاک دامن بن جائیں نہ (اعلانیہ) زناکار اور نہ بنانے والی ہوں پوشیدہ یار اور جب وہ نکاح سے محفوظ ہو جائیں پھر اگر وہ ارتکاب کریں بدکاری کا تو ان پر اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں کے لئے ہے یہ (لونڈیوں سے نکاح کی اجازت) اس کے لئے ہے جسے خطرہ ہو بدکاری میں مبتلا ہونے کا تم سے اور تمہارا صبر کرنا بہتر ہے تمہارے لئے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر نقل کی ہے کہ جس میں یہ طاقت نہ ہو کہ وہ آزاد عورتوں سے شادی کرے تو وہ مومن لونڈیوں سے شادی کرے۔ پاک دامن بنتے ہوئے نہ کہ اعلانیہ یا خفیہ طریقے سے بدکاری کرتے ہوئے اور نہ ہی خفیہ دوست بناتے ہوئے۔ جب وہ کنیز عورتیں کسی مرد سے شادی کرلیں پھر بدکاری کریں تو ان پر آزاد عورتوں کے مقابلہ میں نصف سزا ہوگی۔ یہ حکم اس آزاد مرد کے لئے ہے جو آزاد عورت سے شادی کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا اور اسے بدکاری کا بھی خوف ہے تو وہ لونڈی سے شادی کرلے۔ اگر لونڈیوں سے نکاح کرنے سے صبر کرو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے اس چیز سے منع کیا کہ پہلے آزاد عورت سے شادی کی ہو پھر لونڈی سے شادی کرے۔ تاہم لونڈی سے شادی کی ہو تو آزاد عورت سے شادی کرنا جائز ہے اور جو آزاد عورت سے شادی کرنے کی طاقت رکھتا ہو تو وہ لونڈی سے شادی نہ کرے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تم میں سے غناء نہ پائے کہ آزاد عورت سے شادی کرے تو وہ مومن لونڈی سے نکاح کرلے اور اگر تم لونڈیوں سے نکاح کرنے سے بھی صبر کرو تو یہ تمہارے لئے حلال بہتر ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 21 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 24 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 21

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آزاد آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو لونڈی سے شادی کرتا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اگر طاقت رکھتا ہو تو پھر جائز نہیں۔ ان سے کہا گیا اگر اس کے دل میں لونڈی کی محبت رچی بسی ہو۔ فرمایا اگر بدکاری کا ڈر ہو تو اس سے شادی کرلے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی اجازت دی ہے جب وہ آزاد عورت سے نکاح کی طاقت نہ رکھتا ہو اور اسے اپنے بارے میں بدکاری کا ڈر ہو۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو جس امر کی سہولت عطا فرمائی ہے وہ یہ ہے کہ وہ لونڈی، یہودی اور نصرانی عورت سے بھی شادی کرسکتا ہے اگرچہ وہ خوشحال ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ کی تفسیر تمہاری لونڈیاں کی ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب کی لونڈیوں سے نکاح کرنا صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ (4)

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی آزاد عورت سے شادی کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو وہ مسلمان لونڈی سے عقد نکاح کرسکتا ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس امت کو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی رخصت دی گئی ہے ان کی لونڈیوں سے نکاح کی رخصت نہیں دی گئی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آزاد آدمی صرف ایک لونڈی سے عقد نکاح کرسکتا ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک لونڈی سے اسے عقد نکاح کی اجازت دی ہے جسے زنا کا خوف ہو اور وہ آزاد عورت سے شادی کی طاقت نہ رکھتا ہو (8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے تقدیم کے بارے میں فرمایا۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ ۭ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کے مالکوں کی اجازت سے ان کے ساتھ نکاح کرو اور انہیں ان کے مہر دو۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 22
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 466 (16064) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 23
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 476 (16184)
5۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 175، دار الفکر بیروت
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 476 (16182)
7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 467 (16067)
8۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 467 (16070)

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ المسافحات سے مراد اعلانیہ بدکاری کرنے والیاں اور مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ سے مراد دوست بنانے والیاں۔ دور جاہلیت میں جو اعلانیہ بدکاری کی جاتی اسے لوگ حرام کہتے اور جو خفیہ طریقہ سے بدکاری کی جاتی اسے لوگ حلال خیال کرتے وہ کہتے جو ظاہر ہو وہ ملامت ہے اور جو مخفی طریقہ سے ہو اس میں کوئی حرج نہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ (الانعام: 151)(1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے احصان سے مراد ان کا اسلام قبول کرنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں کوڑے مارو۔ ابن ابی حاتم نے کہا یہ حدیث منکر ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے بدکاری کی اور اس کا خاوند نہ تھا تو آپ نے فرمایا اسے پچاس کوڑے مارو۔ سائل نے کہا اسے حیض نہیں آتا۔ فرمایا اس کا اسلام ہی اس کا احصان ہے(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے ایک لونڈی کے بارے میں فرمایا جس کا خاوند نہیں تھا اس نے بدکاری کی تو اسے کوڑے مارے جائیں گے(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قرأت نقل کی ہے فَاِذَآ اُحْصِنَّ میں الف پر فتح ہے اور کہا اس کا احصان اس کا مسلمان ہونا ہے۔

امام ابن جریر نے ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاِذَآ اُحْصِنَّ کا معنی ہے جب وہ مسلمان ہو جائیں(4)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس کا معنی مسلمان ہونا کرتے اور مجاہد اس کا معنی شادی کرنا کرتے جب تک وہ شادی نہ کریں ان پر کوئی حد نہیں(5)۔

امام ابن منذر، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے مجہول کا صیغہ پڑھا یعنی جب وہ شادی کر کے محصن ہو جائیں۔ وہ کہتے لونڈی کو اس وقت تک کوڑے نہ مارے جائیں یہاں تک کہ وہ شادی کرلے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لونڈی پر اس وقت تک حد جاری نہیں کی جا سکتی جب تک وہ شادی نہ کرلے(6)۔

امام سعید بن منصور، ابن خزیمہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈی پر اس وقت تک حد جاری نہ ہوگی جب تک کہ وہ کسی مرد سے شادی نہ کرلے۔ جب وہ کسی مرد سے شادی کرلے تو اس پر آزاد عورت کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 26، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 29
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 394 (13604) گجرات ہند
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 30
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 612 (1223) دار الصمیعی بیروت
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 616 (1237)

مقابلہ میں نصف سزا ہوا گی۔ ابن خزیمہ نے کہا اسے مرفوع نقل کرنا غلط ہے صحیح ، موقوف روایت ہے (1)۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس کا معنی شادی کرنا کرتے (2)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ لونڈی پر حد جاری کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے یہاں تک کہ اس کی شادی کسی آزاد مرد سے کر دی جائے (3)۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت زید بن خالد جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایک لونڈی کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ بدکاری کرتی ہے جب کہ محصن نہیں۔ تو فرمایا اسے کوڑے مارو پھر جب وہ بدکاری کرے تو اسے کوڑے مارو پھر اگر بدکاری کرے تو اسے کوڑے مارو پھر اسے بیچ دو اگرچہ ایک رسی کے عوض (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ اپنی لونڈیوں پر حد جاری کرتے اگر وہ بدکاری کرتیں، وہ شادی شدہ ہوتیں یا نہ ہوتیں (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے فَاِنْ اَتَوْا اَوْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے لونڈی کو پچاس کوڑے مارے جائیں انہیں جلا وطن کیا جائے گا نہ رجم کیا جائے گا۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے جو غلام آزاد پر تہمت لگاتا ہے اس کی حد چالیس کوڑے ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عنت سے مراد زنا ہے (7)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق نے آپ سے عنت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا گناہ۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا:

رَاَيْتُكَ تَبْتَغِيْ عَنَتِيْ وَتَسْعَى عَلَى السَّاعِيْ عَلَيَّ بِغَيْرِ دَخَلٍ

میں نے تجھے دیکھا کہ تو میرے گناہ کا خواہش مند ہے اور بغیر وجہ کے میری چغلی کھانے والے تک باتیں پہنچاتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے سے صبر کرو تو یہ بہتر ہے (8)۔

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 615 (1226)
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 31
3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 397 (13619)، گجرات ہند
4۔ صحیح مسلم شرح نووی، جلد 11، صفحہ 177 (33032) دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 614 (1224)
6۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 437 (13790) گجرات ہند
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 32، داراحیاء التراث العربی بیروت
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 34

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے تمہارا صبر کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈیوں کے ساتھ نکاح کرنے سے صبر کرنا بہتر ہے تا ہم وہ تمہارے لئے حلال ہیں کیونکہ ان کی اولاد غلام ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ تو صبر کرے اور لونڈی سے نکاح نہ کرے تو یہ بہتر ہے کیونکہ نکاح کی صورت میں تیری اولاد غلام ہوگی (1)۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈیوں سے نکاح کرنے والا زنا کے قریب ہی ہوتا ہے (2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب کوئی غلام آزاد عورت سے نکاح کرے تو اس نے اپنے نصف کو آزاد کرلیا اور جب کوئی آزاد لونڈی سے نکاح کرتا ہے تو اس نے اپنے نصف کو غلام بنا دیا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لونڈی سے نکاح کرنا مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کھانے کی طرح ہے یہ صرف مجبور آدمی کے لئے ہی جائز ہے (5)۔

يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٢٦﴾ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَن يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَن تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ﴿٢٧﴾ يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ ۚ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا ﴿٢٨﴾

”چاہتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کھول کر بیان کردے (اپنے احکام) تمہارے لئے اور چلائے تم کو ان (کامیاب لوگوں) کی راہوں پر جو تم سے پہلے گزرے ہیں اور اپنی رحمت سے توجہ فرمائے تم پر اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اپنی رحمت سے توجہ فرمائے تم پر اور چاہتے ہیں وہ لوگ جو پیروی کر رہے ہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 34

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 466 (16058)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 7، صفحہ 268 (13100)

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 466 (16065)

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 466 (16066)

اپنی خواہشوں کی کہ تم (حق سے) بالکل منہ موڑلو۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہلکا کرے تم سے (پابندیوں کا بوجھ) اور پیدا کیا گیا ہے انسان کمزور"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی دنیا نے توبہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آٹھ آیات سورۂ نساء میں نازل ہوئیں۔ یہ اس امت کے لئے ان تمام چیزوں سے بہترین ہیں جن پر سورج طلوع اور غروب ہوا ان میں سے پہلی یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَكُمْ وَ یَهْدِیَكُمْ سُنَنَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ یَتُوْبَ عَلَیْكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ دوسری وَ اللّٰهُ یُرِیْدُ اَنْ یَّتُوْبَ عَلَیْكُمْ ۫ وَ یُرِیْدُ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِیْلُوْا مَیْلًا عَظِیْمًا تیسری یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ ۚ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا چوتھی اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِیْمًا (النساء: 31) پانچویں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (النساء: 40) چھٹی وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ (النساء: 110) ساتویں اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ (النساء: 48) آٹھویں وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ وَ لَمْ یُفَرِّقُوْا بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓىِٕكَ سَوْفَ یُؤْتِیْهِمْ اُجُوْرَهُمْ (النساء: 152) (1)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُبَیِّنَ لَكُمْ کی یہ تفسیر بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ تمہارے لئے ماؤں اور بہنوں کی حرمت کو بیان کرے، تم سے پہلے لوگوں کا بھی یہی طریقہ تھا اور میل عظیم سے مراد یہ ہے کہ یہودی گمان کرتے تھے کہ ماں کی طرف سے بہن سے شادی کرنا اللہ کی جانب سے حلال ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم سدی سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الشَّهَوٰتِ سے مراد بدکاری ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ تم بھی ان کی مثل ہو جاؤ تم بھی اسی طرح بدکاری کرو جس طرح وہ بدکاری کرتے ہیں (3)۔

امام ابن منذر نے ایک اور سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کرتے ہیں کہ شھوات سے مراد بدکاری ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یُرِیْدُ اللّٰهُ اَنْ یُّخَفِّفَ عَنْكُمْ سے مراد یہ ہے کہ لونڈی سے نکاح کرنے میں تم سے تخفیف کرتا ہے اور ہر اس چیز میں جس میں آسانی ہے (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ خُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِیْفًا کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے معاملہ میں اسے کمزور پیدا کیا گیا ہے، انسان عورتوں کے معاملہ سے بڑھ کر کسی اور معاملہ میں زیادہ کمزور نہیں ہوتا۔ وکیع نے کہا عورتوں کے پاس مرد کی عقل جاتی رہتی ہے (5)۔

امام خرائطی نے اعتلال القلوب میں حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی مرد عورت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 34 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 37 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 38 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 39

کو دیکھتا ہے تو صبر نہیں کر سکتا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لونڈیوں سے نکاح کرنے میں تمہیں رخصت دی گئی ہے جب تم ان سے نکاح کرنے میں مجبور ہو جاتے ہو، اگر اسے رخصت نہ دی جاتی اور وہ شادی کے لئے آزاد عورت کو نہ پاتا تو پھر پہلے والا معاملہ ہوتا(1)۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِنْكُمْ ۚ وَلَا تَقْتُلُوا أَنْفُسَكُمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴿٢٩﴾ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ عُدْوَانًا وَظُلْمًا فَسَوْفَ نُصْلِيهِ نَارًا ۚ وَكَانَ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرًا ﴿٣٠﴾

''اے ایمان والو نہ کھاؤ اپنے مال آپس میں ناجائز طریقہ سے مگر یہ کہ تجارت ہو تمہاری باہمی رضامندی سے اور نہ ہلاک کرو اپنے آپ کو بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ بڑی مہربانی فرمانے والا ہے اور جو شخص کرے گا یوں، سرکشی اور ظلم سے تو ڈال دیں گے ہم اسے آگ میں اور یہ اللہ پر بالکل آسان ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے صحیح سند سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے یہ آیت کریمہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا محکم ہے نہ منسوخ کی گئی نہ قیامت تک منسوخ کی جائے گی(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کا باہم باطل طریقہ سے مال کھانے کا مطلب یہ ہے بدکاری کرنا، جوا کھیلنا، کمی کرنا اور ظلم کرنا مگر تجارت کی صورت میں اگر طاقت رکھتے ہو تو ایک درہم کو ہزار بڑھا لو(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ اور حضرت حسن بصری رحمہما اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ایک آدمی کسی کے ہاں کھانا کھانے کو بھی گناہ سمجھتا تھا پھر اس آیت کو سورۃ نور کی آیت وَلَا عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ (النور:61) کے ساتھ منسوخ کر دیا گیا(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تجارت میں باہم رضامندی سے مال لو یا کوئی ایک آدمی دوسرے کو عطیہ دے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ تجارت اللہ کی جانب سے رزق ہے اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ چیز ہے، اس کے لئے جو سچائی اور نیکی کے ساتھ اسے طلب کرے، ہم بات چیت کیا کرتے تھے کہ امین اور سچا تاجر قیامت کے روز عرش کے سائے میں سات قسم کے لوگوں کے ساتھ ہوگا(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 39 2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 115 (10061) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 39 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 40 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 41 6۔ ایضاً

امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جب کہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ صادق اور امین تاجر انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہوگا (1)۔

امام ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ صادق، امین، مسلمان تاجر قیامت کے روز شہداء کے ساتھ ہوگا (2)۔

امام حاکم نے حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی یا رسول اللہ کون سی کمائی پاکیزہ ہے فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور یہ ایسی تجارت ہے جس میں دھوکہ وفریب نہ ہو (3)۔

امام حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی گئی کون سی کمائی پاکیزہ اور افضل ہے؟ فرمایا انسان کے ہاتھ کی کمائی اور ایسی تجارت جو دھوکہ وفریب سے پاک ہو (4)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت نعیم بن عبد الرحمٰن ازدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رزق کے نو حصے تجارت میں اور ایک حصہ چوپاؤں میں ہے (5)۔

امام اصبہانی نے ترغیب میں حضرت صفوان بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جان لو اللہ کی مدد صالح تاجروں کے ساتھ ہے۔

امام اصبہانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سچ بولنے والا تاجر، قیامت کے روز عرش کے سائے میں ہوگا۔

امام اصبہانی نے حضرت معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بہترین کمائی تاجروں کی کمائی ہے جو بات کریں تو جھوٹ نہ بولیں، جب وعدہ کریں تو خلاف ورزی نہ کریں، جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت نہ کریں جب چیز خریدیں تو اس کی مذمت نہ کریں، جب بیچیں تو چیز کی تعریف نہ کریں، جب ان پر کسی کا قرض ہو تو ٹال مٹول نہ کریں اور جب انہوں نے کسی سے قرض لینا ہو تو اسے تنگ نہ کریں۔

امام اصبہانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ جب تاجر میں چار خصلتیں ہوں تو اس کی کمائی پاکیزہ ہوتی ہے جب وہ کسی چیز کو خریدے اس کی مذمت نہ کرے، جب بیچے تو تعریف نہ کرے، خرید وفروخت میں جعل سازی نہ کرے اور باہم معاملات میں قسم نہ اٹھائے۔

امام حاکم نے رفاعہ بن رافع سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تاجر قیامت کے روز فاجروں کی حیثیت سے اٹھائے جائیں گے مگر وہ تاجر جو اللہ سے ڈرتا ہو نیکی کرے اور سچ بولے (6)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت عبد الرحمٰن بن شبل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 7 (14) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ شعب الایمان، جلد 2، صفحہ 7 (1227)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 13 (31)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 7، (13)
5۔ کنز العمال جلد 4، صفحہ 30 (9342)، بیروت
6۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 8، (15)

فرماتے ہوئے سنا کہ تاجر فاجر ہیں۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ نے بیع حلال نہیں کی؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن تاجر قسم اٹھاتے ہیں تو گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں، بات کرتے ہیں تو جھوٹ بولتے ہیں (1)۔

امام حاکم نے عمرو بن تغلب سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کی نشانیاں یہ ہیں مال عام ہو جائے گا۔ جہالت زیادہ ہو جائے گی، فتنے پھوٹ پڑیں گے اور تجارت درہم برہم ہو جائے گی (2)۔

امام ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت ابن سعید رحمہ اللہ سے عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خرید و فروخت باہم رضامندی سے ضروری ہے (3)۔

امام ابن جریر نے میمون بن مہران سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ خرید و فروخت باہم رضامندی سے ہوتی ہے اور خیار عقد ہونے کے بعد ہوتا ہے، کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ دوسرے مسلمان سے خیانت کرے (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنا گھوڑا بیچا اور خریدنے والے سے کہا اختیار لے لو پھر اسے تین دن کا اختیار دیا پھر اسے کہا مجھے اختیار دو تو اس نے اسے تین دن کا اختیار دیا پھر کہا میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: یہ باہم رضامندی کی بیع ہے۔

امام ابن ماجہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے ایک بدو نے پتوں کا بار خریدا جب بیع ہو چکی تو پھر حضور ﷺ نے اسے فرمایا اختیار لے لو۔ تو اس بدو نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی تجارت کو آباد رکھے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کے ساتھ بیع کی پھر اسے کہا اختیار لے لو۔ اس نے کہا میں نے اختیار لے لیا۔ کہا بیع اس طرح ہوتی ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ کسی کے ہاتھ میں بیع کرتے تو اسے کہتے مجھے اختیار دو۔ پھر فرماتے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو خرید فروخت کرنے والے جدا نہ ہوں مگر باہمی رضامندی کے ساتھ (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اہل بقیع! دو خرید و فروخت کرنے والے باہمی رضامندی سے ایک دوسرے سے جدا ہوں (8)۔

امام بخاری، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو خرید و فروخت کرنے والوں کو اختیار ہوگا جب تک وہ ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں یا ان میں سے ایک دوسرے کو کہے خیار لے لو (9)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 8 (17) دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 9 (18)
3۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 30 (2185)، دار الکتب العلمیہ بیروت　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 41
5۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 30 (2184)　6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 43
7۔ ایضاً　8 ایضاً
9۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 742 (2001) دار ابن کثیر دمشق

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح اور عکرمہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں افراد کو ایک دوسرے کو قتل کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم میں سے کوئی دوسرے کو قتل نہ کرے۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم اپنے دینی بھائیوں کو قتل نہ کرو (2)۔

امام احمد، ابو داؤد، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ذات سلاسل کے سال مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا، مجھے سخت سردی والی رات میں بدخوابی کی تکلیف ہوگئی، مجھے خوف لاحق ہوا کہ اگر میں نے غسل کیا تو ہلاک ہو جاؤں گا، تو میں نے تیمّم کر لیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو تمام واقعہ عرض کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھائی جب کہ تو حالت جنابت میں تھا۔ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے سخت ٹھنڈی رات میں بدخوابی ہوئی۔ مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے غسل کیا تو مر جاؤں گا اور مجھے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان یاد آیا وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ میں نے تیمّم کیا پھر میں نے نماز پڑھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیئے اور کچھ بھی نہ کہا (3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب کہ آپ حالت جنابت میں تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بلایا اور اس بارے میں پوچھا۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ڈر رہا کہ سردی مجھے قتل کر ڈالے گی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ (یہ سن کر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے (4)۔

امام سعید بن منصور، ابن سعید اور ابن منذر نے حضرت عاصم بن بہدلہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسروق صفین آئے، صفوں کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ کہا اے لوگو خاموش ہو جاؤ، بتاؤ اگر کوئی منادی کرنے والا آسمان سے تمہیں ندا کرے تو تم اس کو دیکھو گے اور اس کا کلام سنو گے۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں ان چیزوں سے منع کرتا ہے جس میں تم ہو، کیا تم اس سے رکنے والے ہو؟ لوگوں نے کہا سبحان اللہ۔ آپ نے کہا اللہ کی قسم اس حکم کو جبرئیل امین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لائے تھے۔ میرے نزدیک اس سے زیادہ واضح کوئی چیز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ یہ کہہ کر کوفہ واپس چلے گئے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ یعنی اموال اور جانوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً
3۔ سنن ابو داؤد، جلد 1، صفحہ 48، وزارت تعلیم اسلام آباد　4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 234 (11593) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1232 (622)، دار الصمیعی الریاض

میں ایسا عمل حد سے تجاوز کرتے اور ظلم کرتے ہوئے کیا تو اسے ہم جہنم میں داخل کریں گے، انہیں عذاب دینا اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا کیا جہنم میں داخل کرنے کا حکم آیت میں مذکور تمام چیزوں کے بارے میں ہے یا وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں ہے کہا بلکہ یہ وَ لَا تَقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں ہے(1)۔

اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَیِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِیْمًا ﴿۳۱﴾

”اگر تم بچتے رہو گے ان بڑے بڑے کاموں سے روکا گیا ہے تمہیں جن سے تو ہم محو کر دیں گے تمہارے (نامہ اعمال) سے تمہاری برائیاں اور ہم داخل کریں گے تمہیں عزت کی جگہ میں“۔

امام ابوسعید اور سعید بن منصور نے فضائل میں عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ نساء میں پانچ آیتیں ہیں اگر ان کے بدے میں میرے لئے دنیا و مافیہا ہو تو مجھے کوئی خوشی نہ ہوتی۔ میں جانتا ہوں جب لوگ ان آیات کے پاس سے گزریں گے تو انہیں پہچان لیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ۱۔ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ۔ ۲۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (النساء:40)۔ ۳۔ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ (النساء:48)۔ ۴۔ وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء:64)۔ ۵۔ وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ (النساء:110)(2)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہمارے رب کی جانب سے ہمیں جو پہنچا ہے ہم نے اس جیسا نہیں دیکھا پھر ہم اس کے لئے تمام اہل و مال سے نہیں نکلے، وہ یہ ہے کہ اس نے ہم سے کبائر کے علاوہ ہر گناہ سے تجاوز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے جس امر کا مطالبہ کیا ہے وہ تمہارے لئے آسان ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا خبردار میری شفاعت میری امت کے گناہ کبیرہ کرنے والوں کے لئے ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ گر ہوئے پھر فرمایا قسم ہے مجھے اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 45 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 56 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 55

ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جو آدمی پانچ نمازیں پڑھتا ہے، ماہ رمضان کے روزے رکھتا ہے، زکوۃ ادا کرتا ہے، ساتوں قسم کے گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے تو قیامت کے روز اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں یہاں تک کہ وہ ہوا سے ہل رہے ہوں گے پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا تمہیں گناہ کبیرہ سے کیا سروکار جب کہ تم سے گناہ صغیرہ کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے۔

امام ابن جریر نے سند حسن سے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ مصر میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ملے انہوں نے کہا ہم کتاب اللہ میں ایسی اشیاء دیکھتے ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے مگر ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ اس بارے میں امیر المومنین سے ملیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ آئے اور وہ لوگ بھی ساتھ آئے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے، عرض کی اے امیر المومنین کچھ لوگ مصر میں مجھے ملے تھے انہوں نے کہا تھا ہم کتاب اللہ میں کچھ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں جن پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔ لوگوں نے یہ چاہا ہے کہ اس کے بارے میں آپ سے ملیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان سب کو میرے لئے جمع کرو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے ملاقات کے لئے انہیں جمع کیا ان میں سے جو سب سے قریب بیٹھا تھا اسے پکڑا اور فرمایا میں تجھے اللہ اور اسلام کا جو تجھ پر حق ہے اس کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا تو نے تمام قرآن پڑھا ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ پوچھا کیا تو نے اپنے دل میں محفوظ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں، کیا تو نے اسے اپنی آنکھ میں محفوظ کیا ہے؟ کیا تو نے اپنے الفاظ میں اسے محفوظ کیا ہے؟ کیا تو نے اپنے اثر میں اسے محفوظ کیا ہے؟ پھر آپ یکے بعد دیگرے ان سے بات کرتے رہے یہاں تک کہ آخری آدمی تک پہنچے، فرمایا عمر پر اس کی ماں روئے کیا تم عمر کو اس امر کا مکلف بناتے ہو کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کا پابند بنائے جب کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ہمارے گناہ ہوں گے اور یہ آیت پڑھی، کیا اہل مدینہ تمہارے اعمال کو جانتے ہیں انہوں نے کہا نہیں۔ فرمایا اگر وہ جانتے ہوتے تو میں تمہیں نصیحت کرتا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی گناہ کبیرہ سے بچتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مغفرت کا وعدہ کیا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا گناہ کبیرہ سے بچو، درست اعمال کرو اور تمہیں بشارت ہو (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس امر سے منع کیا ہے وہ گناہ کبیرہ ہے ان میں ایک نظر کا بھی ذکر کیا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ولید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے گناہ کبیرہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 49 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 55

3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 56 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 51

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ہر وہ شے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو وہ گناہ کبیرہ ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ گناہ جس پر اللہ تعالیٰ نے جہنم کی دھمکی دی ہے وہ گناہ کبیرہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ سے مراد ہر وہ گناہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے آگ، غضب، لعنت اور عذاب کا فیصلہ کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ گناہ جس کی نسبت اللہ تعالیٰ نے آگ کی طرف کی ہے وہ گناہ کبیرہ میں سے ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ ہر وہ گناہ ہے جس کے مرتکب پر اللہ تعالیٰ نے آگ کا فیصلہ کیا ہے، ہر وہ گناہ جس پر حد جاری ہوتی ہے وہ بھی گناہ کبیرہ ہے (4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کہ کیا گناہ کبیرہ سات ہیں، فرمایا یہ تقریباً ستر ہیں (5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گناہ کبیرہ کتنے ہیں؟ کیا یہ سات ہیں؟ فرمایا یہ سات سو تک ہیں، بہت قریبی سات تک ہیں۔ تاہم استغفار کے ساتھ کوئی گناہ کبیرہ نہیں ہوتا اور اصرار کرنے کی صورت میں صغیرہ نہیں ہوتا (6)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا ہر وہ گناہ جس پر بندہ اصرار کرے وہ گناہ کبیرہ ہے اور جس گناہ سے بندہ توبہ کرے وہ کبیرہ نہیں (7)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، امام نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے اجتناب کرو، لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون سی ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق کسی کو قتل کرنا، جادو کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا، پاک دامن غافل عورتوں پر تہمت لگانا (8)۔

امام بزار، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ کبیرہ سات ہیں پہلا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق قتل کرنا، سود کھانا، یتیم کے بڑا ہونے سے پہلے اس کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 52 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 53
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 52 6۔ ایضاً
7۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 428 (7149) دار الکتب العلمیہ بیروت
8۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 1، صفحہ 72 (145) دار الکتب العلمیہ بیروت

مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگنا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، ہجرت کے بعد پھر بدوؤں کے پاس چلے جانا۔

امام علی بن جعد نے جعدیات میں حضرت طیسلہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے گناہ کبیرہ کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یہ نو ہیں: اللہ کے ساتھ شرک کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، مومن کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، جادو کرنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، والدین کی نافرمانی کرنا، بیت اللہ شریف میں گناہ کرنا جو تمہارے مردوں اور زندوں کا قبلہ ہے۔

امام ابن راہویہ، بخاری نے ادب مفرد میں، عبد بن حمید، ابن منذر، قاضی اسماعیل نے احکام القرآن میں اور ابن منذر نے سند حسن کے ساتھ حضرت طیسلہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ نو ہیں: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، ناحق کسی انسان کو قتل کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، میدان جنگ سے بھاگنا، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جو کسی پر جادو کرائے، مسجد حرام میں گناہ کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا (1)۔

امام ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور ابن مردویہ نے عمیر لیثی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کے اولیاء نمازی ہیں، جو پانچ نمازیں ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے جو اپنے بندوں پر فرض کی ہیں، جو خوش دلی کے ساتھ اپنے مال کی زکوٰۃ دیتا ہے، جو ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھتا ہے اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ گناہ کبیرہ کتنے ہیں؟ فرمایا نو ہیں: ان میں سب سے بڑا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق مومن کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو کرنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا، بیت اللہ شریف میں گناہ کا ارتکاب کرنا جو تمہارے زندوں اور مردوں کا قبلہ ہے (2)۔

امام ابن منذر، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر و رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس نے پانچ نمازیں پڑھیں، سات گناہ کبیرہ سے اجتناب کیا اسے جنت کے دروازوں سے ندا کی جائے گی کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ عرض کی گئی کیا تم نے رسول اللہ کو یہ ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ فرمایا ہاں والدین کی نافرمانی کرنا، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، انسان کو قتل کرنا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا اور سود کھانا۔

امام احمد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابوایوب سے روایت نقل کی ہے کہ جب کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جب کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا، نماز قائم کی، زکوٰۃ ادا کی، رمضان کے روزے رکھے اور گناہ کبیرہ سے اجتناب کیا تو اس کے لئے جنت ہے۔ ایک آدمی نے پوچھا گناہ کبیرہ کون سے ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، مسلمان کو قتل کرنا اور میدان جنگ سے بھاگنا (3)۔

1۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 54 (8) السعودیہ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 127 (197) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 54، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیتوں کا ذکر تھا۔ ساتھ ہی حضرت عمرو بن حزم کو بھیجا۔ اس مکتوب میں یہ تھا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، مومن کو ناحق قتل کرنا، جنگ کے روز میدان جنگ سے بھاگ جانا، والدین کی نافرمانی کرنا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، جادو سیکھنا، سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گناہ کبیرہ کا ذکر کیا، فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی انسان کو قتل کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ جھوٹی بات کرنا یا جھوٹی شہادت دینا(1)۔

امام شیخین، امام ترمذی اور ابن منذر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں ہم نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا اللہ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر بیٹھ گئے، فرمایا خبردار جھوٹی بات، خبردار جھوٹی شہادت، آپ لگا تار اس بات کو دہراتے رہے یہاں تک ہم نے یہ کہا کاش آپ خاموش ہو جاتے(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے شراب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا یہ سب سے بڑا گناہ ہے اور تمام فاحشات کی جڑ ہے، جو آدمی شراب پیتا ہے وہ نماز چھوڑ دیتا ہے اور پھر اپنی ماں، اپنی خالہ اور اپنی پھوپھی پر جا پڑتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ شراب نوشی کو ام الکبائر خیال کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے کتاب الایمان میں شعبہ جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے شراب کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ گناہ کبیرہ میں سے ہے؟ فرمایا نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا حضور ﷺ نے تو یہی فرمایا ہے جب کوئی آدمی شراب پیتا ہے تو اسے نشہ ہو جاتا ہے، وہ بدکاری کرتا ہے اور نماز چھوڑ دیتا ہے تو یہ گناہ کبیرہ ہے۔

امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن جریر حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ گناہ کبیرہ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا یا کسی انسان کو قتل کرنا شعبہ کو شک ہے اور جھوٹی قسم اٹھانا(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 53 2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 9، صفحہ 126 (2301) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام احمد، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی نے اوسط اور بیہقی نے عبداللہ بن انیس جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا اور جھوٹی قسم ہے، جس آدمی نے بھی مجبوری کی قسم اٹھائی اس میں وہ مچھر کے پر کے برابر کوئی چیز داخل کرے گا تو اس کے دل میں قیامت تک کے لئے سیاہ نکتہ داخل کر دیا جاتا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے والدین کو برا بھلا کہے۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی اپنے والدین کو کیسے برا بھلا کہتا ہے۔ فرمایا وہ کسی دوسرے کے والد کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے۔ یہ دوسرے کی ماں کو گالی دیتا ہے تو دوسرا اس کی ماں کو گالی دیتا ہے(2)۔

امام ابوداؤد، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں سب سے بڑا گناہ کبیرہ یہ ہے کہ کوئی انسان کسی مسلمان کی عزت ناحق پامال کرے اور بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ ایک گالی کے بدلے دو گالیاں دے۔

امام ترمذی، امام حاکم اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جس نے بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کیا تو وہ گناہ کبیرہ کے دروازے پر آ گیا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو موسیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ بغیر عذر کے دو نمازوں کو جمع کرنا گناہ کبیرہ ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوقتادہ عدوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے اوپر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا گیا، اس میں تھا دو نمازوں کو عذر کے بغیر اکٹھے کرنا، میدان جنگ سے بھاگ جانا اور چغل خوری کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

امام بزار، ابن ابی حاتم، طبرانی نے اوسط میں اور ابن ابی حاتم نے سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ گناہ کبیرہ کون سے ہیں؟ فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا(5)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابن ابی دنیا نے التوبہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سب سے بڑے کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے شریک ٹھہرانا، روح اللہ سے مایوس ہونا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے بے خوف ہونا(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا سب سے بڑا گناہ کون سا ہے

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 113 (3020)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 2، صفحہ 73 (146) ایضاً
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 409 (1020) ایضاً
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 212 (8252) ایضاً
5۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 294 (391)، دار الفکر بیروت
6۔ معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 156 (8784) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

فرمایا اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا، اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہونا اور رحمت سے ناامید ہونا(1)۔

امام ابن جریر نے سند حسن سے حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ نے گناہ کبیرہ کا ذکر کیا جب کہ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، یتیم کا مال کھانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا، پاک دامن عورت پر تہمت لگانا، والدین کی نافرمانی کرنا، جھوٹ بولنا، خیانت کرنا، جادو کرنا اور یتیم کا مال کھانا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اس عمل کو کیا حیثیت دیتے ہو؟ پھر آپ نے آل عمران کی آیت نمبر 77 پڑھی اِنَّ الَّذِیْنَ یَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَ اَیْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِیْلًا۔(2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا گناہ کبیرہ ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا گناہ کبیرہ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، کسی انسان کو قتل کرنا، یتیم کا مال کھانا، پاک دامن عورتوں پر تہمت لگانا، میدان جنگ سے بھاگنا، ہجرت کر کے اپنے علاقوں میں بھاگ جانا، جادو کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، سود کھانا، جماعت سے الگ ہونا اور خرید وفروخت کرنے کے بعد عقد کو توڑنا۔

امام بزار اور ابن المنذر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، زائد پانی نہ دینا اور نر جفتی کے لئے نہ دینا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، والدین کی نافرمانی کرنا، سیراب ہونے کے بعد زائد پانی روکنا جفتی کے لئے نر نہ دینا مگر پیسے لے کر۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں سے جو عہد لیا گیا تھا وہ گناہ کبیرہ ہیں یعنی اَنْ لَّا یُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ شَیْـًٔا وَّ لَا یَسْرِقْنَ وَ لَا یَزْنِیْنَ (الممتحنہ:12)

امام بخاری نے ادب مفرد میں، طبرانی اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم زانی، چور اور شراب خور کے بارے میں بتاؤ تم کیا کہتے ہو لوگوں نے عرض کی اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں فرمایا یہ سب فحش گناہ ہیں، ان میں سزا ہے، کیا میں تمہیں سب سے بڑے گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں؟ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِیْمًا (النساء:48) والدین کی نافرمانی پھر یہ آیت پڑھی اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْكَ (لقمان:14) آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر اٹھ بیٹھے فرمایا اور جھوٹی بات(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ ایک کہے اللہ سے ڈرو تو دوسرا کہے مجھے یہ حکم دینے کے بجائے اپنا خیال کر۔

امام ابن منذر نے حضرت سالم بن عبد اللہ تمار رحمہ اللہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 50 دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 54 3۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 140 (293)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چند دوسرے صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے بڑے گناہ کا ذکر کیا، ان میں سے کسی کے پاس حتمی بات نہ تھی جس پر وہ بات ختم کرتے۔ تو انہوں نے مجھے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا کہ میں ان سے اس بارے میں پوچھوں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ شراب پینا ہے میں ان کے پاس آیا انہیں بتایا تو انہوں نے یہ بات تسلیم نہ کی۔ سب تیزی سے اس کی طرف آئے یہاں تک کہ اس کے گھر پہنچے تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ نے گفتگو کی تھی کہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو پکڑا۔ بادشاہ نے اسے اختیار دیا کہ وہ شراب پی لے، کسی انسان کو قتل کردے، بدکاری کرے، خنزیر کا گوشت کھالے یا اگر انکار کرے تو اسے قتل کردیا جائے، اس آدمی نے شراب پینے کو پسند کیا کیونکہ جب اس نے شراب پی لی تو اس نے جس چیز کا ارادہ کیا اب اس سے رکنے والا نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی شراب پیتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک اس کی نماز قبول نہیں فرماتا اور جو آدمی شراب پیتا ہے اس کے مثانہ میں شراب ہوتی ہے تو اس پر جنت حرام کردیتی ہے۔ اگر وہ چالیس دنوں میں مر جائے تو وہ دور جاہلیت کی موت مرتا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گناہ کبیرہ یہ ہے ا۔ اللہ کے ساتھ شرک کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَا يَايْـَٔسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ (یوسف: 87)۔ ۲۔ اللہ کی تدبیر سے بے خوف ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَلَا يَاْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ (الاعراف 99)۔ ۳۔ والدین کی نافرمانی کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نافرمان کو جابر نافرمان قرار دیا ہے۔ ۴۔ ناحق کسی انسان کو قتل کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ (النساء: 93)۔ ۵۔ پاک دامن عورت پر تہمت لگانا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لُعِنُوْا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ (النور: 23)۔ ۶۔ یتیم کا مال کھانا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا ۭ وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا (نساء: 10)۔ ۷۔ میدان جنگ سے بھاگنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَىِٕذٍ دُبُرَهٗ (الانفال: 16)۔ ۸۔ سود کھانا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ (البقرہ: 275)۔ ۹۔ جادو کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے: وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرٰىهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ (البقرہ: 102)۔ ۱۰۔ بدکاری کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: يَلْقَ اَثَامًا (الفرقان: 68)۔ ۱۱۔ جھوٹی قسم اٹھانا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ (آل عمران: 77)۔ ۱۲۔ خیانت کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَمَنْ يَّغْلُلْ يَاْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ (آل عمران: 161)۔ ۱۳۔ زکوٰۃ ادا نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ (التوبہ: 35)۔ ۱۴۔ جھوٹی گواہی دینا، شہادت چھپانا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ (البقرہ: 283)۔ ۱۵۔ شراب پینا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بتوں کو اس کے ہم پلہ رکھا ہے۔ ۱۶۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑی تو وہ اللہ اور اس کے رسول کے ذمہ سے بری ہوگیا۔ ۱۷۔ وعدہ توڑنا اور رشتہ داری

ختم کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ (الرعد: 25) (1)

امام عبد بن حمید، بزار، ابن جریر اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے گناہ کبیرہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا سورۂ نساء کے آغاز سے لے کر تیس نمبر آیت تک چھ چیزیں مذکور ہیں جو اس میں شامل ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ سورۂ نساء کے آغاز سے اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ تک مذکور ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے گناہ کبیرہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا سورۂ نساء کو شروع کرو یہاں تک کہ تیسویں آیت تک پہنچو، ان میں جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے وہ سب گناہ کبیرہ ہیں پھر اس آیت کو تلاوت کیا اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآىِٕرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے سورۂ نساء کی تلاوت کی یہاں تک کہ آیت نمبر تیس تک پہنچے پھر اس آیت کو تلاوت کیا کہا ان میں جن چیزوں کا ذکر ہے وہ گناہ کبیرہ ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء کا خیال ہے کہ سورۂ نساء کے آغاز سے لے کر اس آیت تک گناہ کبیرہ کا ذکر ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبیدہ سے گناہ کبیرہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، میدان جنگ سے بھاگنا، ناحق یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، بہتان لگانا، ہجرت کے بعد دیہاتوں میں چلے جانا۔ ابن سیرین سے پوچھا گیا جادو۔ تو انہوں نے جواب دیا بہتان بہت ساری چیزوں کو جامع ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینا بھی گناہ کبیرہ ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے توبہ میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ یہ کہا جاتا تھا کہ گناہ کبیرہ یہ ہے کہ ایک آدمی برا عمل کرے پھر اسے حقیر جانے (6)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ کبیرہ استغفار کی صورت میں گناہ کبیرہ نہیں رہتا اور گناہ صغیرہ اصرار کرنے کی صورت میں گناہ صغیرہ نہیں رہتا (7)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 252 (13023)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 47 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 48
6۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 428 (1749) دار الکتب العلمیہ بیروت 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 456 (7269)

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ تُكَفِّرْ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے مغفرت کا وعدہ کیا ہے جو گناہ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم تمہارے گناہ صغیرہ بخش دیں گے اور کریم سے مراد جنت میں بہترین جگہ ہے (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ مُّدْخَلًا كَرِيمًا سے مراد جنت ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قرأت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ لفظ مُدْخَلًا ہے۔

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۳۲﴾

"اور نہ آرزو کرو اس چیز کی بزرگی دی ہے اللہ نے جس سے تمہارے بعض کو بعض پر مردوں کے لئے حصہ ہے اس سے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے حصہ ہے اس سے جو انہوں نے کمایا اور مانگتے رہو اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل (وکرم) کو بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام ترمذی، حاکم، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مرد جہاد کرتے ہیں ہم جہاد نہیں کرتیں اور نہ ہی جنگ کرتی ہیں کہ ہم شہید ہوں، ہمارے لئے نصف میراث ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اور سورۂ احزاب کی آیت نمبر 35 نازل فرمائی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی ایک بیوی آئی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مرد کو عورت سے دگنی میراث ملتی ہے، دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہے، کیا ہم عمل میں بھی اسی طرح ہیں، کیا ایک عورت نیکی کرے تو اس کے لئے نصف نیکی لکھی جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں نے جہاد کرنے کے بارے میں عرض کی انہوں نے کہا ہم یہ خواہش رکھتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے لئے جہاد کرنے کا حکم دے تو ہم بھی وہ اجر حاصل کریں جو مرد پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 55,57، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 58

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 623 (1235) دار الصمیعی الریاض

امام ابن جریر نے ابن جریج کے واسطہ سے حضرت مجاہد اور عکرمہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دونوں نے کہا یہ آیت ام سلمہ بنت ابی امیہ کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں نے کہا کہ ہمارا اجر بھی عورتوں کے مقابلہ میں دوگناہ ہونا چاہیے جس طرح وراثت میں ہمارا حصہ دوگنا ہوتا ہے، ہم یہ خواہش کرتے ہیں کہ اجر میں بھی ہمارے دو اجر ہونے چاہیں۔ عورتوں نے کہا کہ ہم یہ خواہش رکھتی ہیں کہ ہمارا اجر بھی مرد شہداء جیسا اجر ہونا چاہیے، ہم جنگ کی طاقت نہیں رکھتیں۔ اگر ہم پر جہاد فرض کر دیا جائے تو ہم بھی جہاد کریں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں اعمال کی توفیق دے گا جو تمہارے حق میں بہترین ہوگا (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کوئی آدمی آرزو نہ کیا کرے کہ وہ کہے کاش میرے لئے فلاں کا مال اور اس کے اہل ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا بلکہ اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو جو والدین اور قریبی رشتہ داروں نے چھوڑا مذکر کے لئے دو حصے اور مؤنث کے لئے ایک حصہ ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فلاں فلاں کے مال کی آرزو نہ کرو تم کیا جانو کہ اس کی ہلاکت اسی مال میں ہو (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ نہ عورت کو ورثہ دیتے اور نہ ہی بچے کو ورثہ دیتے، وہ اسے ورثہ دیتے جو کام کاج کرتا نفع پہنچاتا اور اپنا دفاع کرتا تھا۔ جب عورت کو حصہ ملا اور بچے کو اس کا حصہ ملا اور مذکر کو عورت کے مقابلہ میں دوگنا ملا تو عورتوں نے کہا کاش ہمارے حصے مردوں کے حصے جیسے کر دیئے جاتے۔ مردوں نے کہا ہم امید رکھتے ہیں کہ آخرت میں اجر میں ہمیں عورتوں پر اسی طرح فضیلت دی جائے جس طرح وراثت میں ہمیں فضیلت دی گئی ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے عورت نیکی کرے تو اسے بھی دس گناہ اجر دیا جائے گا جس طرح مرد نیکی کرے تو اسے دس گناہ اجر دیا جائے گا (5)۔

امام ابن جریر نے ابو جریر سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 11 نازل ہوئی تو عورتوں نے کہا مردوں کے لئے گناہ کے بھی دو حصے ہوں گے جس طرح وراثت میں دو حصے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ مردوں کے لئے گناہ میں سے وہی ہے جو اس نے عمل کیا اور عورتوں کے لئے گناہ میں سے وہی حصہ ہے جو اس نے کیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے محمد بن سیرین کے بارے میں یہ نقل کیا ہے کہ جب وہ کسی آدمی کو دنیاوی آرزو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 59 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 59 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 58
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 59 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 60 6۔ ایضاً

کرتے ہوئے دیکھتے تو فرماتے اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کیا ہے اور اس آرزو سے بہتر چیز کی طرف راہنمائی کی ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگو نہ کہ دنیا کا سامان (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے عبادت کی آرزو کرو دنیا کے مال کی آرزو نہ کرو (3)۔

امام ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حکیم بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک ایسے آدمی سے روایت نقل کی جس کا نام نہیں لیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور بہترین عبادت خوشحالی کا انتظار ہے (5)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی مسلمان نے اللہ تعالیٰ سے جنت کا تین دفعہ سوال کیا تو جنت کہتی ہے اے اللہ اس کو جنت میں داخل کر دے اور کوئی مسلمان تین دفعہ جہنم سے پناہ مانگے تو جہنم عرض کرتی ہے اے اللہ اسے پناہ دے دے (6)۔

وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِيَ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۭ وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۳۳﴾

"اور ہر ایک کے لئے بنا دیئے ہیں ہم نے وراث اس مال سے جو چھوڑ جائیں ماں باپ اور قریبی رشتہ دار اور وہ لوگ جن سے بندھ چکا ہے تمہارا عہد و پیمان تو دو انہیں ان کا حصہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا مشاہدہ فرمانے والا ہے"۔

امام بخاری، ابوداؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے موالی کا معنی وارث نقل کیا ہے مہاجر جب مدینہ طیبہ آئے تو مہاجر اور انصاری اس بھائی چارے کی وجہ سے ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے ان کے درمیان قائم کیا تھا۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو وہ حکم منسوخ ہو گیا پھر فرمایا کہ انہیں ان کا حصہ دو یعنی مدد، تحفہ، نصیحت، میراث ختم ہو گئی ہاں وہ وصیت کر سکتا ہے (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 61 3۔ ایضاً

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 13، صفحہ 68 (3571) دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 61

6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 262، دار صادر بیروت 7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 66، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہم نے ہر ایک کے وارث بنا دیئے ہیں جو عصبہ ہیں۔ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ عہد کرتے کہ ان میں سے جو فوت ہوگا تو دوسرا اس کا وارث ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورۃ احزاب کی آیت نمبر 6 وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ نازل فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے مگر وہ اولیاء جن کے لئے تم نے وصیت کی ہے یہ میت کے مال کے تیسرے حصہ تک جائز ہے۔ یہی معروف ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے موالی کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے ہر ایک کے عصبہ بنائے ہیں یہ دور جاہلیت میں موالی تھے جب عجمی عربوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے ان کے لئے کوئی نام نہ پایا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ (الاحزاب:5) تو ان کا نام موالی رکھا گیا (2)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسلام سے پہلے ایک آدمی دوسرے آدمی سے باہم معاہدہ کرتا وہ کہتا تو میرا وارث بنے گا اور میں تیرا وارث بنوں گا۔ قبیلے بھی ایک دوسرے کے ساتھ اسی طرح کے معاہدے کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر حلف اور معاہدہ جو دور جاہلیت میں تھا پھر اسلام نے اسے پالیا تو اسلام نے اس کی قوت میں اضافہ کیا۔ دور اسلام میں جو معاہدہ اور حلف تھا اس آیت وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ (الاحزاب:6) نے اسے منسوخ کر دیا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی دوسرے سے معاہدہ کرتا پھر وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ایک دوسرے صحابہ کے ساتھ معاہدہ تھا آپ اس کے وارث بنے تھے (3)۔

امام ابو داؤد، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے معاہدہ کرتا جن کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ ہوتی تو اس وجہ سے وہ ایک دوسرے کے وارث بنتے تو اس طریقہ کار کو سورۂ احزاب کی آیت نمبر 6 نے منسوخ کر دیا (4)۔

امام عبد بن حمید، عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے سے معاہدہ کرتا وہ کہتا میرا خون تیرا خون ہے، میرا معاہدہ ختم کرنا تیرا معاہدہ ختم کرنا ہے، تو میرا وارث ہوگا اور میں تیرا وارث ہوں گا، میری وجہ سے تجھ سے مطالبہ کیا جائے گا اور تیری وجہ سے مجھ سے مطالبہ کیا جائے گا۔ اسلام میں اس کے لئے مال کا چھٹا حصہ مختص کیا گیا پھر وارثوں میں وراثت تقسیم ہوگی۔ بعد میں اس طریقہ کو سورۂ احزاب کی آیت سے منسوخ کر دیا گیا، تو معاہدہ کی وجہ سے جو وہ باہم وارث بنے تھے اسے ختم کر دیا اور وراثت صرف رشتہ داروں کے لئے مختص ہوگئی (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 64 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 63 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 64
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 65

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ جاملتا تو یہ اس کا تابع ہوتا۔ جب وہ آدمی فوت ہوتا تو اس کی وراثت اس کے لئے اور اس کے قریبی رشتہ داروں کے لئے ہوتی جب کہ تابع کے لئے کوئی چیز نہ ہوتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ فَاٰتُوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ آیت نازل فرمائی پھر اسے میراث میں سے حصہ دیا جاتا بعد میں اللہ تعالیٰ نے سورۂ احزاب والی آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ معاہدہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرایا، جب کوئی ذی رحم رشتہ دار درمیان میں حائل نہ ہو تو پھر انہیں ان کا حصہ دو لیکن آج یہ حکم نہیں، وہ ایک جماعت تھی جن کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھائی چارہ قائم کیا تھا، بعد میں وہ ختم ہو گیا۔ یہ مقام صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا آج کسی کے درمیان یہ رشتہ موجود نہیں (2)۔

امام ابن جریر اور نحاس نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت باہمی حلیفوں اور ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو دوسرے کی اولادوں کو جنتی بنا لیتے ہیں اور انہیں وراث بناتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ وصیت میں اس کے لئے حصہ رکھا اور وراثت عصبہ اور ذی رحم رشتہ داروں کی طرف لوٹا دی (3)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور نحاس نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے ہر ایک لئے عصبہ بنا دیئے ہیں اور وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ سے مراد حلیف ہیں فَاٰتُوْا نَصِيْبَهُمْ سے مراد دیت، مدد اور عطیہ ہے (4)۔

امام ابوداؤد اور ابن ابی حاتم نے حضرت داؤد بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ام سعد بنت ربیع کو قرآن سنایا کرتا تھا جب کہ وہ میرے والد کی گود میں یتیم کی حیثیت سے پرورش پا رہی تھی۔ میں نے اسے سنایا وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ جب عبدالرحمٰن نے اسلام لانے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ اسے وارث نہیں بنائیں گے۔ جب عبدالرحمٰن مسلمان ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں وراثت دینے کا حکم ارشاد فرمایا۔

حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ نے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آیت کو یوں پڑھتے عَقَدَتْ اَيْمَانُكُمْ (5)

عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے وَالَّذِيْنَ عَقَدَتْ عقدت کو الف کے بغیر مجرد سے پڑھا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی دور جاہلیت میں کسی قوم کے پاس آتا ان سے معاہدہ کر لیتا کہ وہ نقصان، نفع اور خون میں انہیں کا ایک فرد ہو گا تو وہ اس قوم میں انہیں کی طرح ہو جاتا۔ وہ اس کے لئے اپنے لوگوں سے وہی لیتے جو اس سے لیتے تھے۔ جب جنگ کا موقع ہوتا تو قوم کے افراد اسے کہتے اے فلاں تو ہم میں سے ہے ہماری مدد کر۔ اگر اسے کوئی نفع ہوتا تو کہتے ہمیں بھی دے تو ہم میں سے ہیں۔ اگر وہ مدد طلب کرتا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 65 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 66 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 67
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 62 5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1243 (627)، دار الصمیعی بیروت

جس طرح اپنے افراد کی مدد کرتے اسی طرح اس کی مدد نہ کرتے۔ اگر اسے کوئی مصیبت پہنچتی تو بعض اسے کچھ دے دیتے اور بعض نہ دیتے لیکن اس طرح اسے نہ دیتے جس طرح اس سے لیتے تھے۔ وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اس وجہ سے جو انہیں پریشانی تھی اس کا ذکر کیا۔ عرض کی ہم نے زمانہ جاہلیت میں ان سے معاہدہ کیا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی جس طرح تم ان سے لیتے ہو انہیں بھی اسی طرح دو۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے ایک ایک واسطہ سے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد قوم کا حلیف ہے حکم ہوتا ہے، اسے اپنے معاملہ اور مشورہ میں حاضر رکھو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح کے بعد فرمایا دور جاہلیت کا معاہدہ پورا کرو کیونکہ اسلام تو اس کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے تاہم اسلام میں کوئی نیا معاہدہ نہ کرو (1)۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام مسلم، ابن جریر اور نحاس نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسلام میں کوئی حلف نہیں، دور جاہلیت میں جو باہم معاہدے تھے اسلام ان کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے (2)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام میں کوئی حلف نہیں تاہم دور جاہلیت کے معاہدہ کو پورا کرو (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عباس رضی اللہ عنہما سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے ہر وہ معاہدہ جو دور جاہلیت میں کیا گیا اسلام اس کی مضبوطی میں اضافہ کرتا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّ بِمَاۤ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ؕ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ؕ وَ الّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَ اهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَ اضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَیْهِنَّ سَبِیْلًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیًّا كَبِیْرًا ۝۳۴

مرد محافظ و نگران ہیں عورتوں پر اس وجہ سے کہ فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر اور اس وجہ سے کہ مرد خرچ کرتے ہیں اپنے مالوں سے (عورتوں کی ضرورت و آرام کے لئے) تو نیک عورتیں اطاعت گزار ہوتی ہیں حفاظت کرنے والی ہوتی ہیں (مردوں کی) غیر حاضری میں اللہ کی حفاظت سے اور وہ عورتیں اندیشہ ہو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 69، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 10، صفحہ 306 (19199) گجرات ہند

تمہیں جن کی نافرمانی کا تو (پہلے نرمی سے) انہیں سمجھاؤ اور (پھر) الگ کر دو انہیں خواب گاہوں سے اور (پھر بھی باز نہ آئیں تو) مارو انہیں پھر اگر وہ اطاعت کرنے لگیں تمہاری تو نہ تلاش کرو ان پر (ظلم کرنے کی) راہ یقیناً اللہ تعالیٰ (عظمت و کبریائی میں) سب سے بالا سب سے بڑا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اشعث بن عبدالملک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جو اپنے خاوند کے خلاف زیادتی کا بدلہ چاہتی تھی کہ اس کے خاوند نے اسے طمانچہ مارا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس پر قصاص لازم ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو وہ عورت قصاص کے بغیر واپس چلی گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طمانچہ مارا وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے مرد سے قصاص لینے کا ارادہ کیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے اس مرد کو بلایا، یہ آیت اس پر پڑھی، ارشاد فرمایا میں نے ایک ارادہ کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور امر کا ارادہ کیا(1)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جریر بن حازم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری نے اپنی بیوی کو طمانچہ مارا۔ وہ قصاص کے مطالبہ کے لئے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ حضور ﷺ نے دونوں میں قصاص کا فیصلہ کیا تو سورۂ طٰہٰ کی آیت وَ لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ (طٰہٰ: 114) نازل ہوئی۔ حضور ﷺ خاموش ہو گئے تو پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم نے ایک امر کا ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور امر کا ارادہ فرمایا(2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری ایک عورت کو لے کر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عورت نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس کا خاوند فلاں بن فلاں انصاری ہے۔ اس نے اسے مارا ہے اور اس کے چہرے پر نشان چھوڑے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسے اس کا حق نہ تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی یعنی مرد عورتوں کو ادب سکھانے کے ذمہ دار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایک امر کا ارادہ کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور امر کا ارادہ کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو طمانچہ مارا حضور ﷺ نے قصاص کا ارادہ کیا۔ ابھی تک ان کے درمیان جھگڑا چل رہا تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد عورتوں کو ادب اور تعلیم دینے کے ذمہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 71، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 72 4۔ ایضاً

دار ہیں کیونکہ وہ مہر کی صورت میں ان پر مال خرچ کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بیوی مرد سے قصاص نہیں لے سکتی مگر جان کا قصاص لے سکتی ہے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ ہم مرد سے قصاص لیں گے مگر جب وہ ادب سکھانے کے لئے کوئی تکلیف دے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ مرد عورتوں پر امیر ہیں۔ عورتوں پر لازم ہے کہ جن چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے ان میں مرد کی اطاعت کریں عورت کی مرد کے لئے اطاعت یہ ہے کہ وہ خاوند کے گھر والوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور اس کے مال کی حفاظت کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کے نفقہ اور کمائی کے ذریعے اس پر احسان فرمایا ہے۔ قٰنِتٰتٌ کا معنی اطاعت کرنے والیاں اور عدم موجودگی میں مال کی حفاظت کرنے والیاں ہیں جب وہ عورتیں ایسی ہیں تو ان کے ساتھ احسان کرو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ مرد عورت پر امیر ہے۔ مرد عورت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دے۔ اگر عورت انکار کر دے تو اسے اتنا مارنے کا حق ہے جو اس پر نشان نہ چھوڑے۔ مرد کو عورت پر اس لئے فضیلت ہے کیونکہ مرد اس پر مال خرچ کرتا ہے اور کماتا ہے (3)۔

حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عورتوں کے ہاتھ پکڑتے ہیں اور انہیں ادب سکھاتے ہیں (4)۔

سفیان سے یہ قول منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر فضیلت دی ہے کیونکہ مرد عورتوں کو مہر دیتے ہیں (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے شعبی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مال خرچ کرنے سے مراد مہر ہے جو مرد دیتا ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ اگر مرد عورت پر تہمت لگائے تو مرد عورت سے لعان کرتا ہے اگر عورت مرد پر تہمت لگائے تو اس کو کوڑے مارے جاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قٰنِتٰتٌ سے مراد اللہ تعالیٰ اور خاوندوں کی اطاعت کرنے والیاں اور حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ سے مراد کہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی حفاظت کرنے والیاں اور خاوندوں کی عدم موجودگی میں ان کے حقوق کی نگہداشت کرنے والیاں (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خاوندوں کی عدم موجودگی میں حفاظت کرنے والیاں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ خاوند کے مال اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرتی ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہوتا ہے یہاں تک کہ خاوند واپس آجاتا ہے (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ خاوندوں کے لئے اپنے نفسوں کی اسی طرح

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 72 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 70 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 71 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 73 7۔ ایضاً

حفاظت کرتی ہیں جن کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ خاوندوں کی عدم موجودگی میں وہ اپنی شرم گاہوں کی حفاظت کرنے والی ہیں، اللہ کی حفاظت کے ساتھ حفاظت کرنے والی ہیں، وہ خاوندوں کی عدم موجودگی میں اپنے خاوندوں سے خیانت کرنے والی نہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے باعث وہ اپنے خاوندوں کے لئے حفاظت کرنے والیاں ہیں، وہ کہتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کے وہ معاملات جو مردوں سے مخفی ہوتے ہیں وہ خاوندوں کے لئے ان کی حفاظت کرتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت کی یعنی انہیں اس قابل بنا دیا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہترین عورت وہ ہے کہ جب تو اسے دیکھے تو تجھے خوش کردے، جب تو اسے کوئی حکم دے تو وہ تیری اطاعت کرے، جب تو غائب ہو تو تیرے مال کی اور اپنی حفاظت کرے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت طلحہ بن مصرف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد اللہ کی قرأت میں یوں ہے فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ فَاصْلِحُوْا اِلَیْهِنَّ وَاللّٰتِیْ تَخَافُوْنَ یوں ہے (3)۔

ابن جریر نے سدی سے یوں روایت کیا ہے: فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ما حسنوا الیھن (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت یحییٰ بن جعدہ رحمہ اللہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اسلام کے بعد مسلمان کے لئے سب سے فائدہ مند خوبصورت عورت ہے [جب مرد اسے دیکھے تو مرد کو خوش کردے] جب حکم دے تو اس کی اطاعت کرے اور جب مرد غائب ہو تو اس کے مال اور اپنی حفاظت کرے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے بعد ایسی عورت جو اچھے اخلاق والی ہو، محبت کرنے والی ہو اولاد جننے والی ہو، سے بڑھ کر خیر پانے والا نہیں اور کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے انکار کے بعد اس عورت سے بڑھ کر برائی پانے والا نہیں جو بد اخلاق اور زبان کی تیز ہو (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابزی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نیک عورت جو صالح آدمی کے ہاں ہو اس تاج کی مانند ہے جو سونے کا بنا ہوا ہو اور بادشاہ کے سر پر ہو اور بری عورت کی مثال صالح آدمی کے ہاں ایسے ہے جیسے بوڑھے آدمی پر بھاری بوجھ ہو (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کیا میں تجھے تین کمر توڑ مصیبتوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 74   2۔ ایضاً   3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 75   4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 75

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 559 (17141)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ   6۔ ایضاً (17142)   7۔ (17143)

بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی گئی وہ کون سی ہیں؟ فرمایا (۱) ظالم امام اگر تو اچھا کام کرے تو شکریہ ادا نہ کرے، اگر تو غلط کام کرے تو معاف نہ کرے (۲) برا پڑوسی اگر اچھا دیکھے تو اس پر پردہ ڈالے، اگر برائی دیکھے تو اس کو عام کرے (۳) بری عورت اگر تو اس کے پاس ہو تو تجھے غصہ دلائے، اگر تو اس سے غائب ہو تو وہ تجھ سے خیانت کرے (1)۔

امام حاکم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں سعادت میں سے ہیں (۱) بیوی جسے تو دیکھے تو تجھے اچھی لگے، تو اس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور تیرے مال کے بارے میں امین ہو (۲) سواری جو مطیع ہو جو تجھے تیرے ساتھیوں تک پہنچادے (۳) گھر جو وسیع ہو، زیادہ سہولتوں والا ہو۔ تین چیزیں بدبختی میں سے ہیں (۱) بیوی جسے تو دیکھے تو تجھے بری لگے، ہر وقت اپنی زبان تجھ پر چلاتی رہے، اگر تو اس سے غائب ہو تو اپنی ذات اور تیرے مال کے بارے میں امین نہ ہو (۲) سواری جو اڑیل ہو، اگر تو اسے مارے تو تجھے تھکا دے، اگر تو اسے چھوڑ دے تو تجھے تیرے ساتھیوں تک نہ پہنچائے (۳) گھر جو تنگ ہو، اس میں سہولتیں کم ہوں (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی نے حصین بن محصن کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے میری پھوپھی نے بتایا کہ میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں ایک کام کے لئے آئی۔ آپ نے فرمایا اے عورت کیا تیرا خاوند ہے؟ میں نے عرض کی ہاں۔ فرمایا تیرا اس کے ساتھ کیا سلوک ہے؟ میں نے عرض کی میں اس کی ضرورت پوری کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتی مگر جو کرنے سے عاجز ہوں۔ فرمایا خیال رکھنا کہ تو اس کے ہاں کیا حیثیت رکھتی ہے، بے شک وہ تیری جنت اور تیری جہنم ہے (3)

امام بزار، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے عورت پر خاوند کا کیا حق ہے؟ فرمایا بیوی پر خاوند کا یہ حق ہے اگر اس کے ناک سے خون، پیپ اور زرد پانی بہ رہا ہو بیوی اس کو اپنی زبان سے صاف کرے تب بھی اس نے خاوند کا حق ادا نہیں کیا۔ اگر کسی انسان کے لئے یہ جائز ہوتا کہ وہ کسی دوسرے انسان کو سجدہ کرے تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے خاوند کو اس وقت سجدہ کرے جب وہ اس عورت کے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مرد کو عورت پر فضیلت دی ہے (4)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ عورت جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں کہ وہ خاوند کے گھر میں کسی مرد کو آنے کی اجازت دے جبکہ خاوند اسے ناپسند کرتا ہو، خاوند ناپسند کرے تو وہ گھر سے نہ نکلے، خاوند کے بارے میں کسی اور کی اطاعت نہ کرے، اس کے سینے کے ساتھ کھردری نہ ہو، اس کے بستر سے الگ نہ ہو، خاوند کو اذیت نہ دے، اگر خاوند ظالم ہو تو تب بھی اس کے پاس آئے یہاں تک کہ اسے راضی کرے، اگر خاوند اس کو قبول کرے تو بہت بہتر، اللہ تعالیٰ بھی اس کا عذر قبول فرمائے گا، اگر خاوند راضی نہ ہوا تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ہاں تو اپنا عذر پہنچا دیا ہے (5)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 559 (17145) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 175 (2684) بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 256 (2769) 4۔ ایضاً (2768) 5۔ ایضاً (2775)

امام بزار اور حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس عورت کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا جو اپنے خاوند کی شکر گزار نہیں جب کہ وہ اپنے خاوند سے مستغنی بھی نہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عبدالرحمٰن بن شبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فاسق جہنمی ہیں۔ عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ فاسق کون ہیں؟ فرمایا عورتیں۔ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا وہ ہماری مائیں بہنیں اور بیویاں نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن جب انہیں عطا کیا جائے تو شکر نہیں کرتی۔ جب انہیں آزمائش میں ڈالا جائے تو صبر نہیں کرتیں (2)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت کو زیبا نہیں کہ وہ روزہ رکھے جبکہ اس کا خاوند موجود ہو مگر اس کی اجازت سے روزہ رکھ سکتی ہے، خاوند کے گھر میں اس کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کو آنے کی اجازت نہ دے (3)۔

امام عبدالرزاق، بزار اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضور نبی مکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں آپ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں جہاد اللہ تعالیٰ نے مردوں پر فرض کیا ہے، اگر وہ کسی کو قتل کریں تو انہیں اجر ملتا ہے، اگر انہیں قتل کیا جائے تو تب بھی وہ زندہ ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں رزق دیا جاتا ہے، ہم عورتیں ان کی خدمت میں لگی رہتی ہیں، ہمارا کیا اجر اور حق ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس عورت کو بھی ملے اسے یہ پیغام پہنچا دینا کہ خاوند کی اطاعت اور اس کے حق کو پہچاننا اس عمل کے ہم پلہ ہے لیکن تم میں سے بہت ہی کم یہ کام کرتی ہیں (4)۔

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب عورت پانچ نمازیں ادا کرے، ماہ کے روزے رکھے، اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے، اپنے خاوند کی اطاعت کرے تو جنت میں داخل ہو جائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ اور بزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قبیلہ خثعم کی ایک عورت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی، عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے عورت پر خاوند کا کیا حق ہے کیونکہ میں ایک بیوہ عورت ہوں، اگر میں طاقت رکھوں تو شادی کروں، بصورت دیگر بیوہ ہی رہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا خاوند کا عورت پر حق یہ ہے کہ اگر وہ اونٹ کی پشت پر بھی عورت سے اپنا آپ حوالے کرنے کا مطالبہ کرے تو وہ اپنا آپ پیش کر دے، خاوند کا عورت پر یہ بھی حق ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر وہ نفلی روزہ نہ رکھے، اگر اس نے ایسا کیا، وہ بھوکی پیاسی رہی تب بھی اللہ تعالیٰ اس کا یہ روزہ قبول نہیں فرمائے گا، وہ خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے، اگر اس نے ایسا کیا تو آسمان کے فرشتے، رحمت کے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 257 (2771) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 428، دار صادر بیروت
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 7، صفحہ 103 (84)
4۔ مجمع الزوائد، جلد 6، صفحہ 560 (7631)

فرشتے اور عذاب کے فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ گھر واپس آجائے (1)۔

امام بزار اور طبرانی نے اوسط میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ایک عورت پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ فرمایا خاوند کا۔ میں نے عرض کی ایک مرد پر سب سے زیادہ کس کا حق ہے؟ فرمایا اس کی ماں کا (2)۔

امام بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اے عورتوں کی جماعت اللہ سے ڈرو اور اپنے خاوندوں کی رضا تلاش کرو۔ اگر عورت اپنے خاوند کے حق کو جانتی ہو تو صبح و شام کھانے کے وقت اس کے سامنے کھڑی رہے۔

امام بزار نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر عورت اپنے خاوند کے حق کو پہچان لے تو اس کے صبح و شام کھانے کے وقت نہ بیٹھے یہاں تک کہ وہ فارغ ہو جائے۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں انسان کو کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے (3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین افراد ایسے ہیں جن کی نہ نماز قبول ہوگی اور نہ ہی نیکی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کی جائے گی (۱) بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ اپنے آقا کے پاس واپس آجائے (۲) بیوی جس پر اس کا خاوند ناراض ہو (۳) مدہوش آدمی یہاں تک کہ وہ نشہ سے باہر آجائے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں جنتیوں کے بارے میں نہ بتاؤں (۱) نبی جنت میں ہوگا (۲) صدیق جنت میں ہوگا (۳) شہید جنت میں ہوگا (۴) بچہ جنت میں ہوگا (۵) ایسا آدمی جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر شہر کی ایک طرف میں رہنے والے بھائی کی ملاقات کو جائے وہ بھی جنت میں ہوگا (۶) تمہاری وہ عورتیں جنت میں ہوں گی جو خاوند سے محبت کرنے والی ہوں، جب خاوند اس پر ناراض ہو تو وہ آئے اور اپنا ہاتھ خاوند کے ہاتھ میں دے دے پھر وہ کہے میں اس وقت تک نہیں سوؤں گی یہاں تک کہ تو راضی ہو جائے (5)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا: بے شک میں نفرت کرتا ہوں کہ عورت اپنے خاوند کی شکایت کرنے والی ہو (6) امام بیہقی نے حضرت حسن سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی سے فرمایا اے بیٹی کسی مرد کی کوئی بیوی نہیں جو خاوند کی خواہش کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 557 (17124)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 566 (7645) دار الفکر بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 557 (17126) 4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 383 (8600)

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 418 (8732) 6۔ ایضاً (8734)

پورا نہ کرے اور خاوند کے منہ پر اس کی مذمت کرے اگر چہ خاوند اسے حکم دے کہ وہ جبل اسود سے جبل احمر کی طرف منتقل ہو یا جبل احمر سے جبل اسود کی طرف منتقل ہو اپنے خاوند کی رضا چاہا کرو (1)۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عورت کی تین قسمیں ہیں (۱) ایک قسم برتن جیسی ہے جسے تو اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے (۲) ایک قسم خارش زدہ اونٹ جیسی ہے (۳) ایک قسم محبت کرنے والی اور بچے جننے والی ہے، وہ ایمان لانے میں خاوند کی مدد کرتی ہے یہ عورت مرد کے لئے خزانے سے بہتر ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتوں کی تین قسمیں ہیں (۱) پاک دامن، مسلمان، نرم خو محبت کرنے والی اور بچے جننے والی عورت ہے جو حادثات زمانہ کے خلاف خاوند کی مدد کرتی ہے، وہ اپنے خاوند کے خلاف زمانے کی مدد نہیں کرتی (۲) عورت جو برتن کی طرح ہے، وہ بچہ جننے کے سوا کچھ نہیں کرتی (۳) خیانت کرنے والی جوں ہے؟ اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے اس کی گردن میں ڈال دیتا ہے، جب اس سے دور کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے دور کر دیتا ہے (3)۔

امام بیہقی نے اسماء بنت یزید انصاریہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی جب کہ آپ صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں آپ کی خدمت میں عورتوں کی نمائندہ بن کر حاضر ہوئی ہوں۔ جان لیں میری جان بھی آپ پر قربان ہے، کوئی عورت جو مشرق میں ہو یا مغرب میں اس نے میری حاضری کے بارے میں سنا تو اس کی رائے بھی میری رائے جیسی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کو عورتوں اور مردوں کی طرف حق کے ساتھ مبعوث کیا، ہم آپ پر ایمان لائے اور اس معبود برحق پر ایمان لائے جس نے آپ کو مبعوث فرمایا، ہم عورتیں گھر میں بند ہیں، تمہارے گھروں کی ستون ہیں، تمہاری خواہشات کو پورا کرنے والی ہیں اور تمہاری اولادوں کو اپنے پیٹوں میں اٹھانے والی ہیں۔ اے مردوں کی جماعت تمہیں ہمارے اوپر جمعہ، جماعت، مریضوں کی مزاج پرسی، جنازوں میں حاضری اور حج کے بعد حج کرنے کی اجازت دی گئی ہے، سب سے افضل اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد ہے، تم میں سے کوئی جب حج، عمرہ یا جہاد کے لئے نکلتا ہے تو ہم تمہارے اموال کی حفاظت کرتی ہیں، تمہارے لئے کپڑے بنتی ہیں، تمہارے اموال کی نگہداشت کرتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اجر میں بھی تمہارے ساتھ شریک ہیں؟ حضور ﷺ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے، پھر فرمایا کیا تم نے کبھی کسی عورت کو اپنے دین کے بارے میں اس سے بہتر سوال کرنے والی پایا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم تو گمان بھی نہ کرتے تھے کہ ایک عورت اس قسم کی بات کر سکتی ہے۔ نبی کریم ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے پھر فرمایا اے عورت چلی جا اور دوسری عورتوں کو بتا دے کہ تم میں سے کسی ایک کا اپنے خاوند کے ساتھ اچھا سلوک کرنا، اس کی رضا کو چاہنا اور اس کی موافقت کی اتباع کرنا ان سب کا ہم پلہ ہے وہ عورت واپس گئی وہ خوشی سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ اکبر کہہ رہی تھی (4)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 419 (8736) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 417 (8726)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 559 (17147) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 425 (8743)

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عورتیں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں عرض کی یارسول اللہ ﷺ مرد اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی وجہ سے ہم پر فضیلت لے گئے ہیں کیا ہمارے لئے کوئی ایسا عمل نہیں جسے بجالا کر ہم مجاہدوں کے مقام تک جا پہنچیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کسی کا گھر میں رہ کام کرنا تمہیں مجاہدوں کے مقام تک پہنچا دیتا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو عورت رات گزارے جبکہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گی(2)۔

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے جبکہ ہم عورتوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور ﷺ نے ہمیں سلام فرمایا، فرمایا احسان کرنے والوں کی ناشکری سے بچو ہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ احسان کرنے والوں کی ناشکری سے کیا مراد ہے؟ فرمایا ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے والدین کے پاس زیادہ عرصہ تک بغیر شادی کے رہی ہو پھر اللہ تعالیٰ کسی خاوند کے مقدر میں کر دے اور اللہ تعالیٰ اس عورت کو خاوند سے مال اور اولاد دے وہ عورت غصے ہو اور کہے میں نے تم سے کبھی خیر نہیں دیکھی(3)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے منقطع سند کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا ایسے حمام پر افسوس جس کا پردہ نہ ہو، ایسے پانی پر افسوس جو پاک نہ ہو، کسی مرد کو زیبا نہیں کہ اس میں بغیر رومال (کپڑے) کے داخل ہو، مسلمانوں کو حکم دو کہ وہ عورتوں کو آزمائش میں نہ ڈالیں، انہیں تعلیم دو اور انہیں تسبیح کرنے کا حکم دو(4)۔

امام احمد، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی جبکہ اس کا بیٹا اس کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حمل اٹھانے والیاں، بچے جننے والیاں اور رحم کرنے والیاں اگر وہ نہ ہو جو یہ اپنے خاوندوں کے ساتھ کرتی ہیں تو ان میں سے نماز پڑھنے والیاں جنت میں داخل ہو جائیں(5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ عورت کے غزوہ کا کیا بدلہ ہے فرمایا خاوند کی اطاعت اور خاوند کے حق کا اعتراف(6)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول، امام نسائی اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت سب سے بہتر ہے؟ فرمایا جب مرد اسے دیکھے تو اسے خوش کرے، جب مرد اسے حکم

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 420 (8742) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 191 (7328) دار الکتب العلمیہ بیروت　　3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 148، دار صادر بیروت

4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 152 (7773)　　5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 409 (8696)

6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 417 (8728)

دے تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے، عورت کی ذات اور اپنے مال کے بارے میں خاوند جو ناپسند کرے عورت اس کی مخالفت نہ کرے (1)۔

امام حاکم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی جبکہ اسے صحیح قرار دیا کہ وہ ملک شام میں آئے، دیکھا کہ نصرانی اپنے اسقفوں اور راہبوں کو سجدہ کرتے ہیں، یہودیوں کو دیکھا کہ وہ اپنے علماء اور راہبوں کو سجدہ کرتے ہیں۔ پوچھا تم یہ کیوں کرتے ہو؟ انہوں نے بتایا یہ انبیاء کا سلام ہے۔ میں نے کہا ہم اپنے نبی کے ساتھ یہ سلوک کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اللہ کے نبی نے فرمایا انہوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا ہے جس طرح انہوں نے اپنی کتابوں میں تحریف کی ہے۔ اگر میں کسی انسان کو کسی انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ کرے کیونکہ عورت پر مرد کا بہت بڑا حق ہے۔ عورت ایمان کی حلاوت نہیں پاسکتی یہاں تک کہ وہ اپنے خاوند کا حق ادا کرے اگرچہ خاوند اونٹ کی پشت پر عورت کو اپنا آپ حوالے کرنے کا حکم دے (2)۔

امام حاکم نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ تعلیم دیں جس سے میرے یقین میں اضافہ ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس درخت کو بلا لاؤ۔ اس نے درخت کو بلایا وہ درخت آیا۔ حضور ﷺ کی بارگاہ میں سلام کیا پھر حضور ﷺ نے اس درخت کو فرمایا واپس چلا جا۔ تو وہ واپس چلا گیا پھر حضور ﷺ نے اسے اجازت دی تو اس نے آپ کے سر اور پاؤں کا بوسہ لیا۔ فرمایا اگر میں کسی کو کسی کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو آدمی ایسے ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے آگے نہیں بڑھتیں بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ اپنے مالکوں کے پاس واپس آجائے بیوی جو خاوند کی نافرمانی کرے یہاں تک کہ وہ تائب ہو (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کی نمازیں کانوں سے آگے نہیں بڑھیں گی، بھاگا ہوا غلام یہاں تک کہ وہ واپس لوٹ آئے، عورت رات گزارے جبکہ اس کا خاوند اس پر ناراض ہو، قوم کا امام جبکہ لوگ اسے ناپسند کریں (5)۔

امام احمد نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یمن آئے تو ایک عورت نے آپ سے پوچھا مرد کا عورت پر کیا حق ہے کیونکہ میں اپنے گھر میں ایک بوڑھا چھوڑ کر آئی ہوں۔ تو آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں معاذ کی جان ہے اگر تو اس کی طرف لوٹے تو پائے کہ جذام نے اس کے گوشت کو پھاڑ دیا ہے اور اس کے نتھنوں کو

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 419 (8737)
2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 190 (7328)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 190 (7326)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 191 (7335)
5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی (320) دار الکتب العلمیہ بیروت

بھی پھاڑ دیا ہے اور تو اسے اس حال میں پائے کہ اس کے دونوں نتھنوں سے پیپ اور خون بہہ رہا ہے پھر تو اس کے دونوں نتھنوں کو اپنے منہ میں لے لے تا کہ اس کا حق ادا کرے تو پھر بھی اس کا حق ادا نہ کر سکے گی (1)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بشر کے لئے زیبا نہیں کہ وہ کسی بشر کو سجدہ کرے۔ اگر کسی انسان کے لئے جائز ہوتا کہ وہ کسی انسان کے سامنے سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ کرے کیونکہ مرد کا اس پر بہت زیادہ حق ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مرد کے قدموں سے لے کر اس کے سر کی مانگ تک زخم ہو جس سے پیپ اور زرد پانی پھوٹ رہا ہو پھر وہ اسے چاٹ لے تب بھی عورت نے اس کا حق ادا نہیں کیا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرد جہاد کے لئے گیا۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا تم نیچے نہ اترنا۔ اس عورت کا والد نیچے رہتا تھا اس کا باپ بیمار ہو گیا۔ اس عورت نے رسول اللہ ﷺ کی طرف پیغام بھیجا آپ کو بتائے اور مشورہ لے۔ حضور ﷺ نے اس عورت کو پیغام بھیجا اللہ سے ڈرو اور اپنے خاوند کی اطاعت کرو پھر اس کا باپ فوت ہو گیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دینے اور مشورہ کے لئے پیغام بھیجا تب بھی رسول اللہ ﷺ نے اسے اسی قسم کا پیغام بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لے گئے۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی تو اس عورت کی طرف پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے تیری خاوند کی اطاعت کی وجہ سے تیرے باپ کو بخش دیا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن حارث بن مصطلق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے دو افراد کو سب سے زیادہ عذاب ہوگا وہ عورت جو اپنے خاوند کی نافرمان ہو، قوم کا امام جس کی امامت کو لوگ ناپسند کریں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنی بیٹی حضور ﷺ کی خدمت میں لایا عرض کی میری اس بیٹی نے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اپنے والد کی اطاعت کر۔ اس نے عرض کی میں اس وقت تک شادی نہ کروں گی یہاں تک کہ آپ مجھے یہ نہ بتائیں کہ خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا خاوند کا عورت پر یہ حق ہے کہ اگر خاوند کے جسم میں زخم ہو وہ عورت اس کو زبان سے صاف کرے یا اس کے نتھنوں سے خون اور پیپ بہہ رہا ہو پھر عورت اس کو زبان سے صاف کرے تب بھی اس نے حق ادا نہیں کیا۔ اس عورت نے عرض کی اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں کبھی شادی نہ کروں گی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم عورتوں کی شادی ان کی مرضی کے بغیر نہ کیا کرو (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی شے کے لئے یہ زیبا نہیں کہ وہ کسی دوسری شے کے سامنے سجدہ کرے اگر ایسا کرنا جائز ہوتا تو عورتیں اپنے خاوندوں کو سجدہ کرتیں (6)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 227، دار صادر بیروت　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 159　3۔ نوادر الاصول، صفحہ 176، بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 557 (17135) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 556 (17122)　6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 558 (17132)

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر میں کسی کو حکم دیتا کہ وہ کسی دوسرے کو سجدہ کرے تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، اگر مرد عورت کو حکم دے کہ وہ جبل احمر سے جبل اسود کی طرف منتقل ہو یا جبل اسود سے جبل احمر کی طرف منتقل ہو تو اس پر ایسا کرنا لازم ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے عورتو اگر اپنے اوپر خاوندوں کے حق کو جانو تو تم میں سے عورتیں خاوند کے چہرے سے غبار صاف کریں(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر عورت جذام کے مرض میں مبتلا خاوند کی ناک صاف کرے یہاں تک کہ وہ عورت مر جائے تب بھی اس نے خاوند کا حق ادا نہیں کیا(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَالّٰتِیْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ کی تفسیر کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو خاوند کے حق کو خفیف جانتی ہے اس کی اطاعت نہیں کرتی تو اللہ تعالیٰ نے مرد کو حکم دیا ہے کہ وہ عورت کو نصیحت کرے، اللہ کے واسطہ سے اسے یاد دلائے اور عورت پر مرد کے حق کی عظمت کو بیان کرے، اگر عورت قبول کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے بستر سے الگ کر دے، اس سے گفتگو نہ کرے مگر نکاح کو ختم نہ کرے، یہ عورت کے لئے بڑا تکلیف دہ امر ہوگا، اگر عورت اس رویہ سے باز آ جائے تو بہتر ورنہ وہ مرد عورت کو مارے مگر اس مار کے نشانات عورت کے جسم پر ظاہر نہ ہوں، اس کی ہڈی توڑے اور نہ ہی خون نکلنے والا زخم لگائے۔ اگر وہ اطاعت کرلے تو تم ان پر بہانے تلاش نہ کرو(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نُشُوْزَهُنَّ سے مراد ان کا بغض ہے(5)۔

حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ نشوز سے مراد نافرمانی اور مخالفت ہے(6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب عورت خاوند کے بستر پر آنے سے انکار کرے تو مرد اسے کہے اللہ سے ڈر اور بستر کی طرف لوٹ آ۔ اگر وہ خاوند کی اطاعت کرے تو پھر مرد کو اس پر سختی کرنے کا کوئی حق نہیں(7)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ نشوز سے مراد نافرمانی ہے یعنی جن سے تم نافرمانی کا خوف رکھتے ہو تو زبان سے انہیں نصیحت کرو، انہیں بستروں سے الگ کرو اور خاوند اس سے گفتگو نہ کرے، انہیں مارو مگر ایسی مار جس کا زخم ظاہر نہ ہو، اگر وہ اطاعت کرتے ہوئے بستر کی طرف آ جائیں تو ان پر سختی کی کوئی راہ تلاش نہ کرو یعنی اس عورت پر اس وجہ سے ملامت نہ کرو کہ وہ عورت تم سے بغض رکھتی ہے کیونکہ بغض میں نے اس کے دل میں رکھا ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 558 (17134)　2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 557 (17129)

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 558 (17136)　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 76، بیروت　5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 76

6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 76　7۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے زبان سے نصیحت کرو۔

امام بیہقی نے حضرت لقیط بن صبرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری بیوی ہے جس کی زبان میں بدگوئی کی خصلت ہے۔ فرمایا اسے طلاق دے دو۔ میں نے عرض کی میرا اس سے ایک بیٹا بھی ہے اور اس کے ساتھ کافی عرصہ مصاحبت بھی رہی ہے۔ فرمایا اسے نصیحت کرو، اگر اس میں بھلائی ہو تو وہ قبول کرلے گی، اپنی بیوی کو اس طرح نہ مارو جس طرح تم لونڈیوں کو مارتے ہو(1)۔

امام احمد، ابوداؤد اور بیہقی نے حضرت ابوحرہ رقاشی رحمہ اللہ سے وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تمہیں ان کی نافرمانی کا ڈر ہو تو انہیں بستروں سے الگ کردو۔ حماد نے کہا نکاح سے الگ کردو(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت سے حقوق زوجیت ادا نہ کرے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہجران کا مطلب یہ ہے کہ مرد اور عورت ایک بستر پر ہوں مگر مرد عورت سے حقوق زوجیت ادا نہ کرے(4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مرد عورت سے قربت نہ کرے(5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تو اسے اپنے بستر میں نہ لٹائے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے زبان سے سختی کرے مگر اس کے ساتھ حقوق زوجیت ادا کرنے سے باز نہ آئے(6)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے بات چیت کرنا چھوڑ دو، جماعت نہ چھوڑو(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت کے پاس سوئے، اس کی طرف پشت کرے، جماع کرے مگر بات چیت نہ کرے(8)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ عورت سے یہ سلوک کرے، اسے مارے یہاں تک کہ وہ بستر میں اس کی اطاعت کرے، اگر وہ بستر میں اس کی اطاعت کرے تو مرد کو اس پر زیادتی کا کوئی حق نہیں(9)۔

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 303، دارالفکر بیروت
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 1، صفحہ 292، باب ضرب النساء، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 78، بیروت
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 77
5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 44 (17619)
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 80، بیروت
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 78
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 78
9۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 82

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تو اس سے الگ تھلگ رہے اور مارے یہاں تک کہ وہ تیرے ساتھ ہم بستری کرے۔ جب وہ ایسا کردے تو اسے اس امر کا مکلف نہ بنا کہ وہ تجھ سے محبت کرے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے وَاضْرِبُوهُنَّ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایسا مارو کہ اس پر زخم ظاہر نہ ہوں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب وہ نیکی کے معاملات میں تمہاری نافرمانی کریں تو انہیں ایسی مار مارو کہ جسم پر زخم ظاہر نہ ہوں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت حجاج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو بستروں سے الگ کردو جب وہ نیکی کے کاموں میں تمہاری نافرمانی کریں تو انہیں ایسا مارو کہ مار کے نشانات ظاہر نہ ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ضرب غیر مبرح سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مسواک یا اسی جیسی چیز کے ساتھ مارو (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن سعد، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ایاس بن عبد اللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی باندیوں کو نہ مارو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی عورتوں نے اپنے خاوندوں کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں مارنے کی رخصت دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج کی خدمت میں بے شمار عورتیں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے اپنے خاوندوں کی شکایت کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ تم میں سے بہترین نہیں (4)۔

امام ابن سعد اور بیہقی نے حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مردوں کو منع کر دیا گیا کہ وہ عورتوں کو ماریں پھر مردوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکایت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی پھر فرمایا ان میں بہترین لوگ کبھی عورت کو نہیں ماریں گے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت عبد اللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں کوئی اپنی بیوی کو مارتا ہے جس طرح غلام کو مارتا ہے پھر دن کے آخری حصہ (رات) میں اس کے ساتھ جماع کرتا ہے (6)۔

امام عبد الرزاق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتی ہیں کیا تم میں کسی کو حیاء نہیں آتی کہ وہ اپنی بیوی کو یوں مارتا ہے جس طرح اپنے غلام کو مارتا ہے، دن کے پہلے حصے میں اسے مارتا ہے پھر آخری پہر اس سے وطی کرتا ہے (7)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 4، صفحہ 45 (17623) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 82، بیروت
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 84
4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 258 (2774) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی جلد 7، صفحہ 304، دار الفکر بیروت
6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 17، صفحہ 155 (49)
7۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 9، صفحہ 442 (17943) گجرات ہند

امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عمرو بن احوص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اللہ کا ذکر اور وعظ و نصیحت کی پھر فرمایا کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے؟ کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے؟ کون سا دن سب سے زیادہ حرمت والا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج اکبر کا دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہاری جانیں، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح یہ دن یہ شہر اور یہ مہینہ حرمت والا ہے۔ خبردار ہر زیادتی کرنے والا اپنی ذات پر زیادتی کرتا ہے، خبردار کوئی والد اپنی اولاد پر زیادتی نہ کرے اور نہ اولاد اپنے والد پر زیادتی کرے، خبردار مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ کسی مسلمان کے لئے بھائی کی چیز حلال نہیں مگر وہ جس کی وہ خود اجازت دے۔ خبردار دور جاہلیت کا تمام سود ختم کیا جاتا ہے۔ تمہارے لئے اصل مال ہیں نہ تم ظلم کرو گے اور نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے گا مگر حضرت عباس بن مطلب کا تمام سود ختم کیا جاتا ہے۔ دور جاہلیت کے تمام خون (قصاص) ختم کیے جاتے ہیں۔ دور جاہلیت کے قصاصوں میں سے سب سے پہلے حارث بن عبد المطلب کا خون معاف کرتا ہوں۔ وہ بنولیث میں دودھ پیتے تھے تو اسے بنو ہذیل نے قتل کر دیا تھا۔ خبردار عورتوں کے ساتھ حسن سلوک کرو کیونکہ وہ تمہاری خادمائیں ہیں۔ تم ان پر سختی کا کوئی حق نہیں رکھتے مگر یہ کہ وہ بدکاری کریں۔ اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں سے الگ کر دو اور انہیں ایسا مارو کہ ان کے جسم پر کوئی زخم نظر نہ آئے۔ خبردار تمہارے عورتوں پر حقوق ہیں اور عورتوں کے تمہارے اوپر حقوق ہیں۔ تمہارا عورتوں پر یہ حق ہے کہ تمہارے بستر ان کے لئے نہ بچھائیں جنہیں تم پسند نہیں کرتے۔ تمہارے گھروں میں انہیں اجازت نہ دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو ان کا تمہارے اوپر یہ حق ہے کہ انہیں اچھا لباس اور اچھا کھانا دو (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مرد سے یہ نہیں پوچھا جائے گا کہ اس نے بیوی کو کیوں مارا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تو عورت کو اس بنا پر ملامت نہ کر کہ وہ تجھ کو پسند نہیں کرتی کیونکہ بغض میں نے اس کے دل میں رکھ دیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اگر وہ بستر پر آجائے جبکہ وہ خاوند سے بغض رکھتی تھی تو تب بھی اس پر کوئی راہ تلاش نہ کرو اور اسے اس امر کا مکلف نہ بناؤ کہ وہ خاوند سے محبت کرے کیونکہ اس کا دل اس کے قبضہ میں نہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب مرد بیوی کو اپنے بستر پر بلائے وہ آنے سے انکار کر دے۔ خاوند اس پر غصے کی حالت میں رات گزارے تو فرشتے اس پر صبح تک لعنت کرتے ہیں (4)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 166 (3087) دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 305، دار الفکر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 85، بیروت　4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 10، صفحہ 8 (122)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی، امام نسائی اور بیہقی نے حضرت طلق بن علی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب خاوند بیوی کو کام کے لئے بلائے تو وہ اس کی بات مانے اگرچہ وہ عورت تنور پر ہو (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت طلق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت خاوند کی بات نہیں ٹال سکتی اگرچہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو (2)۔

وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ یُّرِیْدَاۤ اِصْلَاحًا یُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَیْنَهُمَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا خَبِیْرًا ﴿۳۵﴾

''اور اگر خوف کرو تم ناچاقی کا ان کے درمیان تو مقرر کرو ایک پنچ مرد کے کنبہ سے، ایک پنچ عورت کے کنبہ سے، اگر وہ دونوں (پنچ) ارادہ کریں گے صلح کرانے کا تو موافقت پیدا کر دے گا اللہ تعالیٰ میاں بیوی کے درمیان۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا ہر بات سے خبردار ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب میاں اور بیوی کے درمیان کے تعلقات میں فساد برپا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ خاوند کے خاندان کا ایک صالح آدمی اور عورت کے خاندان کا بھی ایک صالح متعین کریں وہ دونوں دیکھیں کہ غلطی کس کی ہے۔ اگر غلطی مرد کی ہو تو مرد کو عورت سے روک دیں اور خرچہ دینے کا پابند بنائیں۔ اگر غلطی عورت کی ہو اسے مرد کے پاس رہنے پر مجبور کریں اور اسے خرچہ بھی نہ دیں۔ اگر دونوں کی رائے ان کو الگ الگ کرنے یا جمع کرنے کی ہو تو جو وہ فیصلہ کریں وہ جائز ہو گا۔ اگر دونوں کی رائے ہو کہ دونوں اکٹھے رہیں۔ ایک راضی ہو جبکہ دوسرا اسے ناپسند کرے پھر ایک مر جائے تو جو راضی تھا وہ اس کا وارث بنے گا جو ناپسند کرتا تھا جبکہ جو ناپسند کرتا تھا وہ اس راضی ہونے والا کا وارث نہیں بنے گا۔ اگر دونوں ثالثوں نے اصلاح کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ انہیں اس کی توفیق دے گا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ ہر اصلاح کرنے والے کو حق اور صحیح کی توفیق دیتا ہے (3)۔

امام شافعی نے ام میں، عبدالرزاق نے مصنف میں، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں عبیدہ سلمانی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک مرد اور عورت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ دونوں میں سے ہر ایک کے پاس لوگوں کی جماعتیں تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا تو انہوں نے ایک ثالث مرد کے خاندان کا اور ایک عورت کے خاندان کا معین کیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں ثالثوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو تمہاری کیا ذمہ داری ہے۔ دونوں کی ذمہ داری یہ ہے کہ اگر تم ان دونوں کو جمع کرنے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 558 (17135)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ طبقات کبری از ابن سعد، جلد 5، صفحہ 552، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 90، بیروت

کی رائے قائم کرو تو انہیں جمع رکھو۔ اگر تمہاری رائے ہو کہ ان میں تفریق کرو تو ان میں تفریق کردو۔ عورت نے کہا اللہ کی کتاب میں جو میرا فرض اور میرا حق ہے میں اس پر راضی ہوں۔ مرد نے کہا جہاں تک جدائی کا تعلق ہے وہ مجھے منظور نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے جیسا اقرار عورت نے کیا ہے تو بھی ایسا ہی اقرار کر (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد اسے نصیحت کرے اگر وہ عورت اس حرکت سے رک جائے تو بہت بہتر ورنہ اس کو بستر سے الگ کردے۔ اگر رک جائے تو بہت بہتر ورنہ اسے مارے۔ اگر رک جائے تو بہتر ورنہ اس کا معاملہ سلطان تک لے جائے۔ وہ ایک ثالث مرد کے خاندان سے ایک ثالث عورت کے خاندان سے مقرر کرے۔ عورت کے خاندان کا ثالث کہے گا تو عورت کے ساتھ یہ سلوک کرتا تھا۔ مرد کے خاندان کا ثالث کہے گا تو خاوند کے ساتھ یہ سلوک کرتی تھی ان میں سے جو ظالم ہوگا سلطان اس پر ظلم ختم کرے گا اور اس کے ہاتھ پکڑے گا۔ اگر عورت نافرمانی کرنے والی ہوگی تو سلطان مرد کو حکم دے گا کہ عورت سے خلع کرلے (2)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ان دو ثالثوں کے بارے میں پوچھا جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے تو آپ نے فرمایا وہ ایک ثالث مرد کے خاندان کا اور ایک ثالث عورت کے خاندان کا مقرر کرے وہ میاں بیوی میں سے ایک کے ساتھ بات چیت کریں گے اور اسے نصیحت کریں گے۔ اگر وہ غلطی سے توبہ کرلے تو بہتر ورنہ دوسرے سے بات چیت کریں گے اور اسے نصیحت کریں گے۔ اگر وہ غلطی سے لوٹ آئے تو بہت بہتر ورنہ وہ دونوں ثالث فیصلہ کردیں۔ وہ جو بھی فیصلہ کریں گے وہ جائز ہوگا (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اور حضرت معاویہ کو ثالث معین کیا گیا۔ ہمیں کہا گیا اگر تمہاری رائے ہو کہ ان میاں بیوی کو اکٹھے کرو تو ان کو اکٹھے کردو۔ اگر تمہاری یہ رائے ہو کہ الگ کرنے میں فائدہ ہے تو دونوں کو الگ الگ کردو۔ جس نے ان دونوں کو بطور ثالث معین کیا تھا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثالث اس لیے معین کیے جائیں گے تاکہ وہ صلح کرائیں اور ظالم کے ظلم کی گواہی دیں۔ جہاں تک جدائی کا تعلق ہے یہ ان کا اختیار نہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَالّٰتِیْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 87، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 90
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 91 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 88

تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو خاوند کی نافرمانی کرتی ہے خاوند کو حق حاصل ہے کہ جب دونوں ثالث خلع کا کہیں تو وہ اس عورت سے خلع کر لے تاہم خلع اس کے بعد ہوگا کہ عورت خاوند سے کہے گی اللہ کی قسم میں تیرے لئے قسم پوری نہیں کروں گی اور تیرے کہے بغیر تیرے گھر کے معاملات میں تدبیر نہیں کروں گی۔ سلطان کہے گا ہم تجھے خلع کی اجازت نہیں دیں گے یہاں تک کہ عورت خاوند کے بارے میں یہ کہے گی اللہ کی قسم میں تیرے لئے غسل جنابت نہیں کروں گی، میں اللہ کے لئے نماز نہیں پڑھوں گی اس وقت سلطان اسے خلع کی اجازت دے گا (1)۔

امام ابن جریر نے محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے دو ثالث مقرر فرمائے ایک خاوند کا رشتہ دار اور ایک عورت کا رشتہ دار۔ عورت کا رشتہ دار کہتا اے تو اپنی بیوی سے کیوں ناراض ہے؟ تو وہ بتائے گا میں اس اس وجہ سے ناراض ہوں۔ وہ ثالث کہے گا اگر وہ عورت ان چیزوں کو چھوڑ دے جو تو ناپسند کرتا ہے اور ایسی چیزیں اپنا لے جو تو پسند کرتا ہے کیا تو اس کے بارے میں اللہ سے ڈرے گا اور تو اس سے حسن سلوک کرے گا جو اس کے نفقہ اور لباس کے بارے میں تم پر لازم ہے۔ جب مرد کہہ دے ہاں ٹھیک ہے میں ایسا کروں گا تو خاوند کے خاندان کا ثالث عورت سے کہے گا اے فلاں تو اپنے خاوند سے کیوں ناراض ہے تو وہ اپنی وجوہات بتائے گی۔ اگر وہ عورت بھی کہہ دے تو ثالث دونوں کو اکٹھا کر دے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ دونوں کے ساتھ جمع کرتا ہے اور دونوں کے ساتھ جدا کرتا ہے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ایک ثالث فیصلہ کرے اور دوسرا ثالث فیصلہ نہ کرے تو اس کا فیصلہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا یہاں تک کہ دونوں اتفاق کریں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ دونوں اصلاح کا ارادہ کریں سے مراد دونوں ثالث ہیں (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اصلاح کا ارادہ کریں سے مراد مرد اور عورت نہیں بلکہ دو ثالث ہیں تو اللہ تعالیٰ دونوں کو توفیق عطا فرمائے گا (5)۔

امام ابن جریر نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ثالث ہیں جب دونوں مرد اور عورت کو نصیحت کریں (6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو عالیہ رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں کے مکان کو جانتا ہے۔

امام بیہقی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی خاوند کا عورت پر کیا حق ہے؟ فرمایا خاوند کو اپنے آپ سے نہ روکے اگرچہ وہ اونٹ کی پشت پر ہو، خاوند کے گھر سے خاوند کی اجازت کے بغیر کوئی چیز نہ دے۔ اگر عورت ایسا کرے گی تو مرد کے لئے اجر اور عورت کے لئے گناہ ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 89، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 7، صفحہ 306، دار الفکر بیروت
4۔ ایضاً 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 94، بیروت 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 95

مرد کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہ رکھے، اگر وہ روزہ رکھے گی تو گناہ گار ہوگی اور اسے کوئی اجر بھی نہیں ملے گا۔ مرد کی اجازت کے بغیر گھر سے نہ نکلے۔ اگر وہ گھر سے نکلے گی تو فرشتوں، غضب کے فرشتوں اور رحمت کے فرشتوں کی لعنت ہوگی یہاں تک کہ عورت توبہ کرے اور گھر لوٹ آئے عرض کی گئی اگرچہ خاوند ظالم ہو۔ فرمایا اگرچہ خاوند ظالم ہو(1)۔

امام طبرانی، حاکم، ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب حروریہ الگ ہو گئے۔ وہ علیحدہ ایک وادی میں جمع تھے، میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی یا امیر المومنین نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا تا کہ میں قوم کے پاس آؤں اور ان سے گفتگو کرلوں۔ میں ان کے پاس آیا، میرے پاس جو بہترین لباس تھا وہ پہنا۔ حروریہ نے کہا اے ابن عباس خوش آمدید! یہ حلہ کیسا ہے؟ میں نے کہا تم مجھ پر کیسے عیب لگا سکتے ہو جبکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر پر بہترین حلہ دیکھا ہے اور یہ حکم نازل ہوا قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْۤ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّیِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ (الاعراف: 32) انہوں نے پوچھا کس مقصد کے لئے آئے ہو؟ میں نے کہا مجھے بتاؤ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد، آپ کے داماد سب سے پہلے ایمان لانے والے سے کیوں ناراض ہو جبکہ اصحاب رسول آپ کے ساتھ ہیں؟ انہوں نے کہا ہم تین وجوہات کی بنا پر ان پر ناراض ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون سی ہیں؟ انہوں نے کہا پہلی بات یہ ہے کہ آپ نے اللہ کے دین میں لوگوں کو ثالث بنایا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (الانعام: 57) میں نے کہا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا انہوں نے جنگ کی نہ انہوں نے لوگوں کو قیدی بنایا اور نہ مال غنیمت اکٹھا کیا مگر مقابلہ کرنے والے کافر تھے تو ان کے مال حلال تھے۔ اگر وہ مومن تھے تو ان کے خون حرام تھے۔ میں نے کہا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا انہوں نے اپنا نام امیر المومنین مٹا دیا۔ اگر وہ امیر المومنین نہیں ہیں پس وہ کافروں کے امیر بن گئے۔ میں نے کہا بتاؤ اگر میں تمہارے سامنے کتاب اللہ کی محکم آیات پڑھوں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سنت پیش کروں جس میں تمہیں کوئی شک نہ ہو کیا تم واپس لوٹ آؤ گے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ میں نے کہا جہاں تک تمہارے اس قول کا تعلق ہے کہ آپ نے دین کے معاملہ میں ثالث بنایا ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (المائدہ: 95) جبکہ مرد اور عورت میں اختلاف کی۔ عورت میں فرمایا ہے وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کیا مردوں کا خون اور جان کی حفاظت اور ان کے درمیان مصالحت زیادہ بہتر ہے یا خرگوش میں فیصلہ زیادہ ضروری ہے جس میں چوتھائی درہم لازم ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم ان کے خون محفوظ رکھنے اور ان میں مصالحت کرانا زیادہ ضروری ہے۔ پوچھا کیا میں اس آیت سے باہر نکلا ہوں؟ انہوں نے کہا بات ٹھیک ہے یعنی نہیں نکلے۔

جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ انہوں نے جنگ کی نہ لوگ قیدی بنائے اور نہ ان کا مال لیا بتاؤ کیا تم اپنی ماں کو گالی دیتے ہو یا اس سے وہ چیز حلال جانتے ہو جو غیر سے حلال جانتے ہو۔ اگر ایسا کرو تو کافر ہو جاؤ گے۔ اگر تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ تمہاری

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 292

ماں نہیں تو تم نے کفر کیا اور اسلام سے ہی نکل گئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ (الاحزاب: 6) تم دو گمراہیوں میں بھٹک رہے ہو اس میں سے جو چاہو اپنا لو۔ کیا میں آیت سے باہر نکلا ہوں؟ انہوں نے کہا بات ایسے ہی ہے۔

جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے انہوں نے اپنا نام امیر المومنین مٹایا ہے، بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کو دعوت دی کہ آپس میں معاہدہ لکھیں فرمایا لکھو یہ وہ معاہدہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ تو قریش نے کہا اللہ کی قسم اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو نہ ہم آپ کو بیت اللہ شریف کی زیارت سے روکتے اور نہ ہی آپ سے جنگ کرتے بلکہ یہ لکھو محمد بن عبد اللہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم میں اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھے جھٹلاؤ اے علی لکھو محمد بن عبد اللہ جبکہ رسول اللہ حضرت علی سے افضل تھے۔ کیا میں نے کوئی غلط بات کی ہے انہوں نے کہا بات تو ایسے ہی ہے جیسے تو نے کہی ہے تو ان میں سے بیس ہزار افراد واپس آ گئے اور صرف چار ہزار رہ گئے جو مارے گئے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّ بِذِی الْقُرْبٰی وَ الْیَتٰمٰی وَ الْمَسٰكِیْنِ وَ الْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَ الْجَارِ الْجُنُبِ وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَ ابْنِ السَّبِیْلِ ۙ وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرَاۙ ﴿۳۶﴾

"اور عبادت کرو اللہ تعالیٰ کی اور نہ شریک بناؤ اس کے ساتھ کسی کو اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور پڑوسی جو رشتہ دار ہے اور پڑوسی جو رشتہ دار نہیں اور ہم مجلس اور مسافر اور جو (لونڈی غلام) تمہارے قبضہ میں ہیں (ان سب سے حسن سلوک کر) بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا اس کو جو مغرور ہو فخر کرنے والا ہو"۔

امام احمد اور امام بخاری رحمہما اللہ نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا (1)۔

امام احمد نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرتا ہے وہ صرف اللہ کی رضا کے لئے ہاتھ پھیرتا ہے۔ اس کا ہاتھ جتنے بالوں پر سے گزرتا ہے، ہر بال کے بدلے میں اسے نیکی ملتی ہے۔ جو آدمی کسی یتیم لڑکی یا یتیم بچے پر احسان کرتا ہے میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہادت والی انگلی اور درمیان والی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا (2)۔

1۔ صحیح بخاری، جلد 5، صفحہ 2032 (4998) دار ابن کثیر دمشق　2۔ مسند امام، جلد 5، صفحہ 248، دار صادر بیروت

امام ابن سعد اور امام احمد نے حضرت عمرو بن مالک قشیری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے ایک مسلمان غلام آزاد کیا تو یہ اس کا جہنم کے بدلہ میں فدیہ ہوگا، غلام کی ہر ہڈی کے مقابلہ میں آزاد کرنے والے کی ہڈی آگ سے آزاد ہوگی۔ جس نے والدین میں سے کسی ایک کو پایا پھر اسے بخشا نہ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا، جس نے مسلمان آباء میں سے کسی کا یتیم اپنے کھانے پینے کے ساتھ شامل کیا یہاں تک کہ وہ بچہ خدمت سے مستغنی ہو گیا تو خدمت کرنے والے کے لئے جنت ثابت ہوگئی (1)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے یتیم بچی یا یتیم بچے کے ساتھ احسان کیا میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے، آپ نے دو انگلیوں کو ملایا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ام سعد بنت مرہ فہریہ رضی اللہ عنہا سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، فرمایا میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا یتیم اس کے خاندان کا ہو یا کسی اور خاندان کا جبکہ وہ اللہ سے ڈرتا رہے، جنت میں اس طرح ہوں گے یا فرمایا جس طرح یہ انگلی اس انگلی سے ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی سے مراد وہ پڑوسی ہے کہ تیرا اور پڑوسی کے درمیان رشتہ داری ہو اور وَالْجَارِ الْجُنُبِ سے مراد وہ پڑوسی ہے کہ تیرے اور اس کے درمیان رشتہ داری نہ ہو (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت نوف شامی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی سے مراد مسلمان اور الْجَارِ الْجُنُبِ سے مراد یہودی اور نصرانی ہے (5)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوشریح خزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جبرئیل امین مجھے لگاتار پڑوسی کے بارے میں تلقین کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ اللہ تعالیٰ پڑوسی کو وراثت میں حصہ دار بنا دے گا (7)۔

امام بخاری نے الادب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا فرمایا کتنے ہی پڑوسی ہوں گے جو قیامت کے روز پڑوسی کے ساتھ چمٹے ہوئے ہوں گے۔ پڑوسی عرض کر رہا ہوگا اے میرے رب اس نے مجھ پر اپنا دروازہ بند کر دیا تھا اور اس نے میرے ساتھ حسن سلوک نہ کیا (8)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 150
2۔ نوادر الاصول، صفحہ 145، دار صادر بیروت
3۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 82 (1918)، بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 95، بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 96، بیروت
6۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 2، صفحہ 19 (77) دار الکتب العلمیہ بیروت
7۔ ایضاً، صفحہ 19، (140)
8۔ الادب المفرد جلد 1، صفحہ 210 (111)، السعودیہ

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ آدمی جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے پڑوسی اس کی اذیتوں سے محفوظ نہ ہوں گے(1)۔

امام بخاری نے ادب میں، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی کہ فلاں عورت رات کو قیام کرتی ہے، دن کو روزے رکھتی ہے، اچھے کام کرتی ہے اور صدقہ دیتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ پڑوسیوں کو زبان سے اذیتیں پہنچاتی رہتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس عورت میں کوئی خیر نہیں، وہ جہنمی ہے۔ صحابہ نے عرض کی فلاں عورت صرف فرض نماز ادا کرتی ہے، رمضان کے روزے رکھتی ہے اور معمولی شے کا صدقہ کرتی ہے اور کسی کو اذیت نہیں دیتی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ عورت جنتی ہے(2)۔

امام بخاری نے ادب میں اور حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری دو پڑوسنیں ہیں، کسے ہدیہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تیرے زیادہ قریب ہے(3)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے آپ قریبی سے پہلے بعیدی پڑوسی سے ہدیہ دینا شروع نہ کرتے بلکہ بعیدی سے پہلے قریبی سے ہدیہ شروع کرتے(4)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پڑوسی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا چالیس گھر سامنے چالیس گھر پیچھے، چالیس گھر دائیں اور چالیس گھر بائیں(5)۔

امام بخاری نے ادب میں، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے اذیتیں دیتا ہے۔ فرمایا جاؤ اپنا مال راستہ میں رکھ دو۔ وہ گیا۔ اس نے اپنا سامان (گھر سے) راستہ میں نکال دیا۔ لوگ جمع ہو گئے۔ پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس آدمی نے کہا میرا ایک پڑوسی ہے جو مجھے تکلیف دیتا ہے۔ میں نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں کیا۔ فرمایا جاؤ اور اپنا سامان راستہ میں نکال دو۔ لوگ کہنے لگے اے اللہ اس پر لعنت کر، اے اللہ اسے ذلیل و رسوا کر اسے یہ خبر پہنچی وہ آدمی اس کے پاس آیا اور کہا اپنے مکان میں لوٹ چل، اللہ کی قسم میں تجھے کبھی اذیت نہ دوں گا(6)۔

امام بخاری نے ادب میں اور بیہقی نے حضرت ابو جحیفہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی، فرمایا اپنا سامان (گھر سے) اٹھاؤ اور راستہ میں رکھ دو، جو بھی اس کے پاس سے گزرے وہ اذیت دینے پر لعن وطعن کرے گا۔ جو آدمی بھی اس کے پاس سے گزرتا اس پر لعن طعن کرتا۔ وہ آدمی حضور ﷺ کی خدمت

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی جلد 2، صفحہ 16 (83) 2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 184 (7305) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 185 (7309) 4۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 209 (110)

5۔ ایضاً، (109) 6۔ الادب المفرد، جلد 1، صفحہ 227 (124) السعودیہ

میں حاضر ہوا اور عرض کی مجھے لوگ کیوں لعن طعن کر رہے ہیں؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی لعنت لوگوں کی لعنت سے بڑھ کر ہے۔ تو اس نے جا کر شکایت کرنے والے سے کہا اب کافی ہے (1)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی پڑوسی جب کسی پڑوسی پر ظلم کرے یہاں تک کہ اسے اس کے گھر سے نکلنے پر مجبور کر دے تو ظلم کرنے والا ہلاک ہو گیا (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں، اللہ کی قسم وہ مومن نہیں۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون ہے؟ فرمایا ایسا پڑوسی جس کی بوائق سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کی بوائق سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اس کی زیادتی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے اور حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ آدمی مومن نہیں جس کا پڑوسی اس کی تکلیفوں سے محفوظ نہ ہو (4)۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے درمیان اخلاق کی بھی ایسی تقسیم کی ہے جیسے اس نے تمہارے درمیان رزق کی تقسیم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ جسے پسند کرتا ہے اسے بھی مال دیتا ہے اور جسے ناپسند کرتا ہے اسے بھی مال دیتا ہے۔ ایمان اسے نہیں دیتا جسے پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ جسے ایمان دیتا ہے اس سے محبت کرتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے ایک آدمی اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جس وقت تک اس کا دل مسلمان نہیں ہوتا اور اس وقت تک مومن نہیں ہوتا جس وقت تک اس کا پڑوسی اس کی زیادتیوں سے محفوظ نہیں ہوتا (5)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا یہ مناسب نہیں کہ پڑوسی کو شامل کئے بغیر آدمی پیٹ بھر کر کھانا کھائے (6)۔

امام احمد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ آپ پڑوسی کے بارے میں وصیت فرما رہے تھے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ آپ اسے وارث قرار دے دیں گے (7)۔

امام احمد نے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ میں اپنے گھر سے نکلا۔ ارادہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے تھے اور ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ تھا۔ میں نے خیال کیا کہ دونوں کو کوئی کام ہوگا۔ جب وہ آدمی چلا گیا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آدمی نے آپ کو کھڑے کیے رکھا یہاں تک کہ زیادہ دیر کھڑے رہنے کی وجہ سے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پریشان ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

1۔ الادب المفرد جلد 1، صفحہ 228 (125)، السعودیہ 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 229، (127)

3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 182 (7299) دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ ایضاً (7300) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 183 (7301)

6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 185 (7208) 7۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 248، دار صادر بیروت

فرمایا کیا تو نے اس آدمی کو دیکھا تھا۔ میں نے عرض کی جی ہاں۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تو جانتا ہے وہ کون تھا؟ میں نے عرض کی میں یہ تو نہیں جانتا۔ فرمایا وہ جبرئیل امین تھے، وہ لگاتار مجھے پڑوسی کے بارے میں تاکید کر رہے تھے یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث قرار دیں گے پھر فرمایا اگر تو انہیں سلام کرتا تو وہ تجھے سلام کا جواب دیتے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے پڑوسی کو اذیتیں نہ دے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جبرئیل امین نے مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کی یہاں تک کہ میں گمان کرنے لگا کہ وہ پڑوسی کو وارث بنا دیں گے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں بستی میں برے پڑوسی سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ جنگل کا پڑوسی تو بدلتا رہتا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابو لبابہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پڑوسی کی کوئی اذیت کم نہیں (5)۔

امام احمد، امام بخاری نے ادب میں اور بیہقی نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا بدکاری کے بارے میں تم کیا کہتے ہو صحابہ نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے۔ یہ تا قیامت حرام ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک آدمی دس عورتوں کے ساتھ بدکاری کرے تو عمل ہلکا ہے بنسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرے۔ پوچھا تم چوری کے بارے میں کیا خیال کرتے ہو؟ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اسے حرام قرار دیا ہے تو یہ حرام ہے۔ فرمایا ایک آدمی اگر دس گھروں سے چوری کرے تو یہ عمل خفیف ہوگا بنسبت اس کے کہ وہ اپنے پڑوسی کے گھر سے چوری کرے (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ سے مراد سفر کا ساتھی ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (8)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ سے مراد مجلس میں تیرا ساتھی، سفر میں تیرا رفیق اور تیری وہ بیوی ہے جو تیرے ساتھ بستر پر لیٹتی ہے (9)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن ابی فدیک رحمہ اللہ کے واسطہ سے فلاں بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے ہاں ثقہ آدمی سے روایت نقل کرتا ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ ایک صحابی تھا جبکہ دونوں سواری پر سوار تھے۔ نبی کریم ﷺ طرفاء (درخت)

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 133، دار صادر بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 220 (25418) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 220 (25420)
4۔ ایضاً، (25421)
5۔ ایضاً (25423)
6۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 81 (9552)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 98، بیروت
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 100
9۔ نوادر الاصول، باب مشارکۃ الجلیس فی الھدیۃ، صفحہ 43، بیروت

کے جنگل میں داخل ہوئے اور دو پیکان کاٹے۔ ایک ٹیڑھا تھا اور دوسرا سیدھا، دونوں پیکان لے کر آپ باہر تشریف لائے، اپنے ساتھی کو سیدھا پیکان عطا فرمایا اور خود ٹیڑھا لے لیا۔ اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ سیدھا پیکان لینے کے زیادہ حق دار ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے فلاں ہرگز نہیں ہر ساتھی جو کسی دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے تو اس سے سنگت کے بارے میں باز پرس ہوگی اگرچہ ایک لحظہ کی سنگت ہو(1)۔

امام بخاری ادب مفرد، امام ترمذی، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے لئے بہترین ہو اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لئے بہترین ہو(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وَ الصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد عورت ہے(3)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے جو غلام عطا فرمایا ہے اس کے ساتھ اچھا سلوک کر ان سب چیزوں کا اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد تمہارے غلام اور لونڈیاں ہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حقوق جو معین فرمائے ہیں وہ تم انہیں ادا کرو۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تمہارے بھائی ہیں جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں تمہارے قبضہ میں دیا ہے جس کا کوئی بھائی اس کے زیر دست ہو تو جو خود کھاتا ہے اسے بھی کھلائے۔ جو خود پہنتا ہے اسے بھی پہنائے۔ انہیں ایسے کام کا حکم نہ دو جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ اگر تم انہیں ایسے کام کا حکم دو جو ان کی طاقت سے باہر ہو تو تم ان کی مدد کرو(7)۔

امام بخاری نے ادب میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غلاموں کے بارے میں اچھا سلوک کرنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے انہیں وہی کھانا کھلاؤ جو تم خود کھاتے ہو، وہی لباس پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور اللہ کی مخلوق کو عذاب نہ دو(8)۔

امام ابن سعد نے ابو درداء سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے جسم پر موٹی چادر اور سفید لباس دیکھا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 100، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 101 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 99 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 102 7۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 30
8۔ الادب المفرد جلد 1 صفحہ 290 (188)، السعودیہ

گیا اور ان کے غلام کے جسم پر بھی چادر اور سفید لباس دیکھا گیا ان سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ غلاموں کو وہی لباس پہناؤ جو خود پہنتے ہو اور ان کو وہی کھانا کھلاؤ جو خود کھاتے ہو۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں ابو داؤد اور بیہقی نے شعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی آخری گفتگو یہ تھی نماز، نماز اور اپنے غلاموں کے بارے میں اللہ سے ڈرو (1)۔

امام بزار نے ابو رافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ کہتے ہوئے اس جہان فانی سے رخصت ہوئے اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اپنے غلاموں کے بارے میں اور نماز کے بارے میں۔ یہ حضور ﷺ کی آخری گفتگو تھی۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وفات کے وقت حضور ﷺ کی عمومی تاکید یہ تھی نماز کا خیال رکھنا اور غلاموں کا خیال رکھنا یہاں تک کہ سینے میں یہ بات گردش کرتی تھی مگر زبان پر نہ آتی تھی (2)۔

امام احمد اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے وصال کے وقت آپ کی عمومی وصیت نماز اور غلاموں کے بارے میں تھی یہاں تک کہ سینے میں تو آپ اسے حرکت دیتے مگر زبان اس کا اظہار نہ کرتی (3)۔

امام عبد الرزاق، امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ غلام کا کھانا اور اس کا لباس اس کا حق ہے اسے ایسے کام کا مکلف نہ بنایا جائے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ فقیر غنی کے ہاں آزمائش ہے، کمزور قوی کے ہاں آزمائش ہے اور مملوک مالک کے ہاں آزمائش ہے۔ پس چاہیے کہ مالک اللہ سے ڈرے اور غلام کو ایسا کام ہی کہے جس کی وہ طاقت رکھتا ہو۔ اگر مالک غلام کو ایسے کام کا حکم دے جس کی وہ طاقت نہیں رکھتا تو اس پر وہ لعنت نہ کرے۔ اگر وہ کام نہ کرے تو مالک اسے سزا نہ دے (5)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے خادموں میں سے جو تمہارے ساتھ نرمی کرے تو اسے وہی کھانا دو جو خود کھاتے ہو اور انہیں وہی لباس دو جو خود پہنتے ہو۔ جو تمہارے ساتھ موافقت نہ کرے تو انہیں بیچ دو اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو عذاب نہ دو (6)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت رافع بن مکیث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بد اخلاقی نحوست ہے اور حسن خلق بڑھوتری ہے، نیکی عمر میں زیادتی کا باعث ہے اور صدقہ گناہ کے اثر کو زائل کر دیتا ہے (7)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 370 (8555)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 7، صفحہ 205، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 369 (8552) دار الکتب العلمیہ بیروت　4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 11، صفحہ 112 (41)

5۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 37 (8559)　6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 371 (8560)

7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 243 (8019)

امام بیہقی نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بداخلاق جنت میں داخل نہیں ہوگا (1)۔

امام ابوداؤد، ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم دن میں کتنی دفعہ غلام کو معاف کریں فرمایا ستر دفعہ (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی اپنے خادم کو مارے تو وہ اللہ کو یاد کرے پس چاہیے کہ مالک مارنے سے رک جائے (3)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غلام کو نہ مارو کیونکہ تم نہیں جانتے جو تمہارے موافق ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، پوچھا میری بیوی کا میرے اوپر کیا حق ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا تو اسے وہی کھانا کھلائے جو خود کھاتا ہے، اسے وہی لباس پہنائے جو خود پہنتا ہے۔ عرض کی میرے پڑوسی کا مجھ پر کیا حق ہے؟ فرمایا تیری نیکی اسے وہاں مقیم رکھے اور تو اس سے اپنی اذیت روک لے۔ عرض کی میرے خادم کا میرے اوپر کیا حق ہے؟ فرمایا قیامت کے روز تینوں میں سے یہ تم پر زیادہ سخت ہوگا (5)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں، ابن سعد اور امام احمد نے حضرت عبد الرحمٰن بن زید بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا اپنے غلاموں کا خیال رکھو۔ اپنے غلاموں کا خیال رکھو، انہیں وہی کھانا کھلاؤ جو خود کھاتے ہو، انہیں وہی لباس پہناؤ جو خود پہنتے ہو۔ اگر وہ ایسا گناہ کریں جسے وہ معاف نہیں کرنا چاہتے تو اے اللہ کے بندو انہیں بیچ دو، انہیں تکلیفیں نہ دو۔ ابن عبد الرحمٰن بن زید بن خطاب نے بھی یہی کیا ہے۔ عبد الرزاق نے کہا راوی احمد بن عبد الرحمٰن بن یزید ہے (6)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت داؤد بن ابی عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا خاموش رہو آسمان چر چرایا ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ چر چرائے آسمان میں ہتھیلی بھر یا فرمایا بالشت بھر بھی ایسی جگہ نہیں جہاں ایک فرشتہ سجدہ ریز نہ ہو، اللہ سے ڈرو، اپنے غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کرو، جو خود کھاتے ہو انہیں کھلاؤ، جو خود پہنتے ہو انہیں پہناؤ، جس کی وہ طاقت نہ رکھیں انہیں ایسے کام کا مکلف نہ بناؤ، اگر وہ ایسا عمل کریں جو تمہارے اخلاق کے مخالف ہو تو ان کے شر کو غیر کی طرف پھیر دو اور اللہ کے بندوں کو عذاب نہ دو (7)۔

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 376 (8579) 2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 100 (1949)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 376 (8583) 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 377 (8585) 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 377 (8584)

6۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 35، دار صادر بیروت 7۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 9، صفحہ 440 (17934) گجرات ہند

امام عبدالرزاق نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ وہ اپنے خادم کو مار رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ تجھ پر اس سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جتنا تو اس پر قدرت رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس چیز سے منع کیا کہ بندہ اپنے غلام کے ساتھ ایسا سلوک کرے کہ وہ کانا ہو جائے یا اس کا عضو کٹ جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا انہیں خوب سیر کر کے کھلایا کرو، انہیں بھوکا نہ رکھو، انہیں لباس پہناؤ، ننگا نہ رکھو، انہیں زیادہ نہ مارو کیونکہ ان کے بارے میں تم سے باز پرس ہوگی، کام کے ذریعے بھی انہیں اذیتیں نہ دو، جو آدمی اپنے غلام کو ناپسند کرے تو اسے بیچ دے، اللہ تعالیٰ کے رزق کو اس پر مشقت نہ بنا دے (1)۔

امام عبدالرزاق اور امام مسلم نے حضرت ذاذان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ابو عمر کے پاس بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے اپنے غلام کو بلایا اور اسے آزاد کر دیا۔ پھر فرمایا مجھے اس کی اجرت سے کیا غرض جو یہ وزن کرتا ہے (اپنے ہاتھ میں ایک چیز پکڑی)۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی اپنے غلام کو بطور حد مارے جو اس نے عمل نہ کیا ہو یا اسے طمانچہ مارا ہو تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اسے آزاد کر دے (2)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت سوید بن حقرن سے روایت نقل کی ہے کہ ہم بنومقرن حضور ﷺ کے زمانہ میں سات تھے۔ ہماری ایک ہی خادمہ تھی کوئی اور نہ تھا۔ اسے ہم میں سے ایک نے طمانچہ مارا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کر دو۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارا کوئی اور خادم نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ تمہاری خدمت کرے گی یہاں تک کہ تم اس سے غنی ہو جاؤ گے پھر اسے آزاد کر دینا (3)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور امام بخاری نے ادب میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی آدمی اپنے غلام کو نہ مارے اس حال میں کہ وہ ظالم ہو ورنہ قیامت کے روز اس سے قصاص لیا جائے گا (4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز بندہ پر سب سے شدید اس کا غلام ہوگا (5)۔

امام عبدالرزاق اور امام ترمذی نے حضرت ابوسعید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس اثناء میں کہ میں اپنے غلام کو مارتا تھا کہ میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی میں متوجہ ہوا تو رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے، فرمایا اللہ کی قسم جتنا تو اس غلام پر قادر ہے، اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تجھ پر قادر ہے۔ تو میں نے قسم اٹھا دی کہ میں کبھی بھی اپنے غلام کو نہیں ماروں گا (6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس اثناء میں کہ ایک آدمی اپنے غلام کو مار رہا تھا

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 439 (17933)
2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 11، صفحہ 106 (30) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 11، صفحہ 107 (31)
4۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 445 (17954) گجرات ہند
5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 445 (17956)
6۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 8، صفحہ 99 (1948)

جبکہ غلام کہہ رہا تھا اعوذ باللہ میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جبکہ مالک مارے جا رہا تھا۔ تو غلام نے رسول اللہ کو دیکھا تو اس نے کہا اعوذ برسول اللہ۔ تو مالک کے ہاتھ میں جو تھا اس نے پھینک دیا اور غلام کو چھوڑ دیا۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا خبردار اللہ تعالیٰ اس کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی پناہ چاہی جائے بنسبت اس کے کہ اس کے مقابلہ میں میری پناہ چاہی جائے۔ آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو ایسا نہ کرتا تو تو اپنے آپ کو آگ کی لپکوں کے حوالے کر دیتا(1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن تیمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے قسم اٹھائی کہ میں اپنے غلام کو ضرور ماروں گا۔ تو میرے باپ نے مجھے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ روح بدن میں گھومتی رہتی ہے، کبھی تو اس کی قرارگاہ سر میں ہوتی ہے اور کبھی اس کی قرارگاہ فلاں فلاں جگہ ہوتی ہے یہاں تک کہ بہت ساری جگہیں گنیں۔ تو اس پر ضرب لگائے گا تو جان جاتی رہے گی اس لئے تو ایسا نہ کر۔

امام احمد نے زہد میں ابو موکل ناجی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے ہاں ایک لونڈی تھی ایک روز ان کے بیٹے نے اسے طمانچہ مارا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اسے بٹھایا اور کہا اے لونڈی اس سے قصاص لے۔ تو لونڈی نے کہا میں نے اسے معاف کر دیا ہے۔ تو حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا جاؤ وہاں سے رشتہ دار بلا لاؤ اور انہیں گواہ بناؤ کہ تو نے اسے معاف کر دیا ہے۔ وہ لونڈی گئی انہیں بلا لائی۔ اس لونڈی نے انہیں گواہ بنایا کہ اس نے انہیں معاف کر دیا ہے۔ پھر فرمایا جا تو اللہ کی رضا کی خاطر آزاد ہے، کاش ابو درداء کا خاندان پلٹ آئے اور کسی کو اذیت نہ دے۔

امام احمد نے حضرت ابو قلابہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت سلمان کے پاس داخل ہوئے جبکہ وہ آٹا گوندر ہے تھے ہم نے کہا یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہم نے خادم ایک کام کے لئے بھیجا ہے تو ہم نے یہ ناپسند کیا کہ اس پر دو کام جمع کر دیں۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مختال کا معنی متکبر اور فخور سے مراد ہے اسے عطا کیا جائے مگر وہ اللہ کا شکر ادا نہ کرے(2)۔

امام ابو یعلی اور ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو ایک جگہ جمع کرے گا تو آگ آئے گی جس کا بعض بعض پر سوار ہوگا جبکہ اس کے داروغے اسے روک رہے ہوں گے اور وہ کہہ رہی ہوگی۔ میرے رب کی عزت کی قسم تم میرے گھر اور میرے ازواج کے درمیان راستہ خالی کر دو گے یا پھر میں تمام لوگوں پر ایک ہی طرح غالب آ جاؤں گی تو داروغے کہیں گے تیرے ازدرج کون ہوں گے تو جہنم کہے گی ہر متکبر اور جابر۔ جہنم اپنی زبان نکالے گی تمام لوگوں کے سامنے انہیں نگل لے گی اور اپنے پیٹ میں ڈال لے گی پھر پیچھے ہٹ جائے گی۔ پھر آئے گی اس کا بعض حصہ بعض پر سوار ہوگا جبکہ اس کے داروغے اسے روک رہے ہوں گے اور وہ کہہ رہی ہوگی میرے رب کی عزت کی قسم میرے اور میرے ازواج کے درمیان حائل نہ ہو ورنہ میں سب

1۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 9، صفحہ 46-445 (17957) گجرات ہند 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 103، بیروت

لوگوں پر ایک گردن کی طرح سوار ہو جاؤں گی۔ تو داروغے کہیں گے تیرے ازواج کون لوگ ہیں؟ تو جہنم کہے گی ہر متکبر فخر کرنے والا۔ تو جہنم انہیں تمام لوگوں کے سامنے اپنی زبان کے ذریعے منہ میں ڈالے گی اور اپنے پیٹ میں پھینک دے گی پھر پیچھے ہٹ جائے گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، امام نسائی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی غیرت بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایسی غیرت بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، ایسا کبر بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایسا کبر بھی ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، وہ غیرت جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ شک کے بارے میں غیرت ہے اور وہ غیرت جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ شک کے علاوہ میں غیرت ہے، وہ کبر جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے وہ جنگ اور صدقہ کے وقت انسان کا اپنے آپ کو بڑا ظاہر کرنا ہے۔ وہ کبر جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے وہ فخر اور سرکشی میں اپنے آپ پر فخر کرنا ہے (2)۔

امام احمد اور حاکم نے جابر بن سلیم ہجیمی سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں مدینہ طیبہ کے ایک راستہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی علیک السلام یا رسول اللہ ﷺ تو حضور ﷺ نے فرمایا علیک السلام یہ مردے کا سلام ہے سلام علیکم، سلام علیکم، سلام علیکم۔ یعنی اس طرح سلام دیا کرو میں نے آپ ﷺ سے ازار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے تہ بند پشت کے بلند حصہ پر کیا اور پنڈلی کے موٹے حصہ کو پکڑا، فرمایا یہاں تہ بند باندھا کر، اگر ناپسند ہو تو یہاں نیچے، اگر یہ بھی ناپسند ہو تو ٹخنوں سے اوپر، اگر یہ بھی ناپسند ہو تو یاد رکھ اللہ تعالیٰ کسی متکبر اور فخر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔ میں نے آپ ﷺ سے نیکی کے بارے میں پوچھا فرمایا کسی نیکی کو بھی حقیر نہ جان اگرچہ تو اسے رسی تحفہ کے طور پر دے، اگرچہ تو اسے جوتے کا تسمہ دے، اگرچہ تو اپنے ڈول سے پانی پینے والے کے برتن میں پانی ڈالے، اگرچہ تو راستہ سے کوئی ایسی چیز ہٹائے جو لوگوں کو تکلیف دے، اگرچہ تو اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملے اگرچہ تو اپنے بھائی سے ملے اور اسے سلام کہے، اگرچہ تو زمین میں بے آسرا لوگوں سے موافقت کرے، اگر کوئی آدمی تیری ایسی برائی کرتا ہے جو برائی تجھ میں جانتا ہے جبکہ تو بھی اس میں اس قسم کی برائی جانتا ہے تو تو اس کی برائی بیان نہ کر تو اس کا اجر تجھ پر ہوگا اور اس کا گناہ اس پر ہوگا جو بات تیرے کان کو اچھی لگے اس پر عمل کر اور جو بات تیرے کان کو بری لگے اس سے اجتناب کر (3)۔

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت مطرف بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ تو یہ گمان کرتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ تین افراد کو پسند کرتا ہے اور تین افراد سے بغض رکھتا ہے۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا ہاں میں نے پوچھا وہ تین چیزیں کون سی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے؟ فرمایا (۱) وہ آدمی جو اللہ کی راہ میں

1۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 484 (1145) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 413 (10803)

3۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 63، دارصادر بیروت

جنگ کرے صبر کرتے ہوئے، اللہ سے بدلہ کا طالب ہوتے ہوئے اور جہاد کی نیت سے وہ دشمن سے ملا اس نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہوگیا۔ تم اسے اپنے ہاں کتاب اللہ میں پاتے ہو پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ (الصف:4) (۲) وہ آدمی جس کا پڑوسی برا ہو جو اسے اذیت دیتا ہو وہ آدمی پڑوسی کی اذیت پر صبر کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے کافی ہو جائے زندگی میں ہی یا موت کی صورت میں (۳) وہ آدمی جو ایک جماعت کے ساتھ سفر کرے وہ رات کو چلتے رہے یہاں تک کہ رات کا آخری وقت ہو گیا ان پر نیند غالب ہوگئی تو وہ سو گئے پھر وہ آدمی اٹھا اس نے اللہ تعالیٰ کے خوف اور اللہ کے ہاں موجود نعمتوں میں رغبت کرتے ہوئے وضو کیا۔ میں نے پوچھا وہ تین کون ہیں جن سے اللہ بغض رکھتا ہے فرمایا (۱) متکبر فخر کرنے والا تم اسے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں بھی پاتے ہو پھر یہ آیت تلاوت کی اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۙ میں نے پوچھا اور کون فرمایا (۲) بخیل احسان جتلانے والا۔ میں نے پوچھا اور کون ہے؟ فرمایا (۳) ایسا آدمی جو کوئی چیز بیچے تو قسم اٹھائے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو رجاء ہروی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے تو برے اخلاق والے کو نہیں پائے گا مگر متکبر فخر کرنے والا ہوگا اور یہ آیت تلاوت کی وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا ۙ اور کسی نافرمان بیٹے کو نہیں دیکھے گا وہ ظالم بدبخت ہوگا اور یہ آیت تلاوت کی وَّبَرًّۢا بِوَالِدَتِیْ ۫ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّا (مریم:32) (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عوام بن حوشب رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام احمد، ابوداؤد، نسائی، بغوی، بارودی، طبرانی اور ابن ابی حاتم نے بلجہیم کے ایک آدمی سے روایت نقل کی میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا تہ بند ڈھیلی چھوڑنے سے بچو کیونکہ تہ بند کو نیچا رکھنا تکبر میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا (3)۔

امام بغوی، ابن قانع نے معجم الصحابہ میں طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت ثابت رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا تم کیوں روتے ہو؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جمال کو پسند کرتا ہوں یہاں تک کہ یہ چیز بھی مجھے خوش کرتی ہے کہ میرے جوتے کے تسمے اچھے ہوں۔ فرمایا تو جنتی ہے، یہ کبر نہیں کہ تو اپنی سواری اور کجاوا اچھا رکھے بلکہ تکبر یہ ہے جو حق کو بے وقوفی سمجھے اور لوگوں کو حقیر جانے (4)۔

امام احمد نے حضرت سمرہ بن فاتک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا سمرہ کتنا اچھا نوجوان ہے اگر وہ بالوں کو کاٹ لے اور اپنا تہ بند سمیٹ لے۔

اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَیَكْتُمُوْنَ مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 98 (2446)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 103، بیروت
3۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 208، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 200، دار صادر بیروت

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۚ﴿۳۷﴾ وَ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ وَ مَنْ يَّكُنِ الشَّيْطٰنُ لَهٗ قَرِيْنًا فَسَآءَ قَرِيْنًا ﴿۳۸﴾ وَ مَاذَا عَلَيْهِمْ لَوْ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقَهُمُ اللّٰهُ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِهِمْ عَلِيْمًا ﴿۳۹﴾

"جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور حکم دیتے ہیں لوگوں کو بھی بخل کرنے کا اور چھپاتے ہیں جو عطا فرمایا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل (وکرم) سے اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب۔ اور وہ لوگ جو خرچ کرتے ہیں اپنے مال لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نہیں ایمان رکھتے اللہ پر اور نہ روز قیامت پر اور وہ (بدقسمت) ہو جائے شیطان جس کا ساتھی پس وہ بہت برا ساتھی ہے۔ اور کیا نقصان ہوتا ان کا اگر ایمان لاتے اللہ پر اور روز آخرت پر اور خرچ کرتے اس سے جو دیا ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اور اللہ تعالیٰ ان سے خوب واقف ہے"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کردم بن یزید جو کعب بن اشرف کا حلیف تھا۔ اسامہ بن حبیب، نافع بن ابی نافع، بحری بن عمرو، حیی بن اخطب، رفاعہ بن زید بن تابوت انصار کے کچھ لوگوں کے پاس آتے ہیں، ان کے لئے اخلاص کا اظہار کرتے ہیں اور انہیں کہتے ہیں اپنے مال خرچ نہ کیا کرو، کیا ہمیں خدشہ ہے کہ مال ہاتھ سے نکل جانے کے ساتھ تم فقیر ہو جاؤ گے اور مال خرچ کرنے میں جلدی بھی نہ کیا کرو کیونکہ تم نہیں جانتے کہ کل کیا ہوتو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں ہے، وہ خود بھی اللہ کا فضل چھپاتے اور لوگوں کو بھی یہی کہتے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حضرمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں ان کے پاس جو علم تھا اس میں بخل کیا اور اسے چھپایا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی یہ یہودی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں بخل کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کتاب کا جو علم دیا ہے اس کو اس وقت چھپاتے ہیں جب ان سے کوئی سوال کیا جاتا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے علماء اپنے علم کے بارے میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 105، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 104 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 105

بخل کرتے اور علماء کو اس بات سے منع کرتے کہ لوگوں کو کوئی تعلیم دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اس بارے میں عار دلائی۔

امام ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے یہ ایسے علم کے بارے میں ہے جس سے کسی کو کچھ نہ سکھایا جائے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ کے دشمن اہل کتاب ہیں، اللہ تعالیٰ کا ان پر جو حق تھا اس میں انہوں نے بخل کیا، اسلام اور حضور ﷺ کے اوصاف کو چھپایا جبکہ وہ حضور ﷺ کے اوصاف کو تورات وانجیل میں پاتے تھے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بخل یہ ہے کہ انسان کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں بخل کرے اور شح کا مطلب ہے کہ لوگوں کے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں بخل کرے، وہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ لوگوں کا مال حلال وحرام کے طریقہ سے اس کا ہو جائے، وہ قناعت نہیں کرتا (2)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عمرو بن عبید رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ پڑھتے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حضرت ابن زبیر کی بھی یہی قرأت تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وَالَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ ۚ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَ یُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۴۰﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ ظلم نہیں کرتا ذرہ برابر بھی (بلکہ) اگر ہو معمولی سی نیکی تو دوگنا کر دیتا ہے اسے اور دیتا ہے اپنے پاس سے اجر عظیم“۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِثْقَالَ ذَرَّةٍ کا معنی سرخ چیونٹی نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مِثْقَالَ ذَرَّةٍ کا معنی چیونٹی نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے، انہوں نے یوں قرأت کی اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ نَمْلَةٍ۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ کا معنی چیونٹی کا وزن ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا دیہاتیوں کے بارے میں نازل ہوئی ایک آدمی نے کہا مہاجرین کا پھر کیا حکم ہے تو یہ آیت پڑھی اور کہا جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کو عظیم کہے تو وہ عظیم ہوتی ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 104 2۔ ایضاً 3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1251 (635) دار الصمیعی الریاض

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 108 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 111

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی اور کہا کہ میری برائیوں پر میری نیکیوں کی فضیلت اگر ذرہ برابر بھی ہو جائے تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے محبوب ہے (1)۔

امام طیالسی، امام احمد، امام مسلم اور ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مومن پر نیکی میں کوئی ظلم نہیں کرے گا، دنیا میں نیکی پر رزق دیا جاتا ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ جہاں تک کافر کا تعلق ہے اسے دنیا میں اس کے بدلے رزق دیا جاتا ہے۔ جب قیامت کا دن ہوگا تو اس کے لئے کوئی نیکی نہ ہوگی (2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ آدمی جس کے دل میں ذرہ کے وزن کے برابر ایمان ہوگا، اسے بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا، حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے کہا جسے شک ہو وہ یہ آیت پڑھ لے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک بندے کو لایا جائے گا تو ایک منادی کرنے والا اگلوں پچھلوں کے سروں پر اعلان کرے گا یہ فلاں بن فلاں ہے، جس کسی کا حق ہو وہ اپنا حق لے لے، اللہ کی قسم بندہ خوش ہوگا کہ اس کا اپنے والد یا بچے یا بیوی پر حق ہے وہ ان سے اپنا حق لے گا اگرچہ وہ جھوٹے ہی کیوں نہ ہوں، اس کا مصداق اللہ کی کتاب میں ہے فَاِذَا نُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَلَاۤ اَنْسَابَ بَیْنَهُمْ یَوْمَىٕذٍ وَّ لَا یَتَسَآءَلُوْنَ (المومنون: 101) تو اسے کہا جائے گا انہیں ان کے حقوق دو۔ تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب حق کی ادائیگی کہاں سے ہو جبکہ دنیا ختم ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہے گا اس کے اعمال صالحہ دیکھو اور انہیں اس کے اعمال صالحہ دے دو۔ اس کی ذرہ برابر نیکی رہ گئی تو فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم نے ہر حق دار کو حق دے دیا ہے اور اس کی ذرہ برابر نیکی رہ گئی ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرمائے گا میرے بندے کے لئے اس نیکی کو کئی گناہ کر دو اور میرے فضل سے اسے جنت میں داخل کر دو اس کا مصداق اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔ اگر نیکیاں ختم ہو گئیں اور برائیاں باقی رہ گئی تو فرشتے عرض کریں گے اے ہمارے اللہ اس کی نیکیاں فنا ہو گئیں اور بہت سارے مطالبہ کرنے والے رہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ان کے گناہ اس پر رکھ دو اور اس کے لئے جہنم کا پروانہ لکھ دو (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر اس کی ذرہ کے وزن کے برابر نیکی برائیوں پر بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ اسے کئی گناہ بڑھا دے گا۔ جہاں تک مشرک کا تعلق ہے نیکیوں کی وجہ سے اس کے عذاب میں تو تخفیف ہوگی جہنم سے اسے کبھی بھی نہیں نکالا جائے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابورجاء رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ یُضٰعِفْهَا کو یُضَعِّفْهَا پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 108، بیروت
2۔ صحیح مسلم، جلد 17، صفحہ 123 (56)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 109، بیروت
4۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ خبر پہنچی کہ انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ مومن کو ایک نیکی کے بدلہ میں دس لاکھ نیکیوں کا بدلہ دیتا ہے۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور سوال کیا۔ فرمایا ہاں ایک نیکی کے بدلہ میں بیس لاکھ نیکیاں قرآن حکیم میں ہیں، یہ آیت پڑھی اور فرمایا کون جانے کہ اس اضعاف سے کیا مراد ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ملا میں نے اسے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں کہ نیکی کو دس لاکھ گنا بڑھا دیا جاتا ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کس چیز نے تجھے تعجب میں ڈالا ہے اللہ کی قسم میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا پھر یہ آیت پڑھی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اَجْرًا عَظِیْمًا کی وضاحت جنت نقل کی ہے (3)۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ﴿41﴾

”تو کیا حال ہوگا (ان نافرمانوں کا) جب ہم لے آئیں گے ہر امت سے ایک گواہ اور (اے حبیب) ہم لے آئیں گے آپ کو ان سب پر گواہ“۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ پر قرآن پڑھوں جبکہ آپ پر قرآن حکیم نازل ہوا ہے۔ فرمایا ہاں میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دوسرے سے قرآن سنوں۔ میں نے سورۂ نساء سنائی یہاں تک کہ میں اس آیت پر پہنچا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کافی ہے، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو رواں تھے (4)۔

امام حاکم نے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا مجھے قرآن سناؤ میں نے عرض کی میں آپ پر قرآن پڑھوں جبکہ آپ پر قرآن نازل ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں دوسرے سے قرآن حکیم سنوں۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے سورۂ نساء کے آغاز سے پڑھنا شروع کیا۔ جب اس پر پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ تو حضرت عبداللہ پڑھنے سے رک گئے (5)۔

امام ابن ابی حاتم، بغوی نے معجم اور طبرانی نے سند حسن کے ساتھ حضرت محمد بن فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 127 (34703) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 110، بیروت
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 127 (34703)
4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 11، صفحہ 118 (3025) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 361 (5349) دار الکتب العلمیہ بیروت

نقل کی ہے جبکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابی تھے کہ رسول اللہ ﷺ بطوظفر کے ہاں تشریف لائے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ تھے آپ ﷺ نے ایک قاری کو قرآن پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اس نے قرآن کی تلاوت کی۔ جب قاری اس آیت پر پہنچا تو حضور ﷺ رونے لگے یہاں تک کہ آپ کے جبڑے اور دونوں پہلو کانپنے لگے اور عرض کی اے میرے رب میں جن کے درمیان ہوں ان کا تو شاہد ہوں، میں ان پر کیسے شاہد ہوں گا جن کو میں نے دیکھا ہی نہیں (1)۔

امام طبرانی نے حضرت یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن لبیبہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب یہ آیت پڑھتے تو روتے اور یوں دعا کرتے اے میرے رب جن کے درمیان میں رہتا ہوں انہیں میں تو دیکھتا ہوں جنہیں میں نے نہیں دیکھا ان پر کیسے گواہی دوں گا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا رسول اپنی امت پر گواہی دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے جس پیغام کے ساتھ ان کی طرف بھیجا تھا وہ اس نے انہیں پہنچا دیا ہے نبی کریم ﷺ جب اس آیت پر پہنچے تو رونے لگتے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تک میں ان کے درمیان ہوں میں گواہ ہوں اور جب تو مجھے موت عطا کردے تو تو ہی ان پر نگہبان ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (4)۔

يَوْمَئِذٍ يَّوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُ ؕ وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا ﴿۴۲﴾

''اس روز تمنا کریں گے وہ جنہوں نے کفر کیا اور نافرمانی کی رسول کی کہ کاش! (انہیں دبا کر) ہموار کر دی جاتی ان پر زمین اور نہ چھپا سکیں گے اللہ سے کوئی بات''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ زمین اور پہاڑ ان پر برابر کر دیے جائیں گے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ چاہیں گے کہ ان کے لئے زمین پھٹ جائے تو وہ اس میں پھنس جائیں۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی زمین پھٹ جائے گی وہ اس میں داخل ہو جائیں گے اور زمین اس پر برابر کر دی جائے گی۔

1۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 10، صفحہ 244 (546)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ ایضاً، جلد 19، صفحہ 221، (492)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 112، بیروت 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 114

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ، بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کیا آپ قرآن میں ایسی اشیاء سے باخبر ہیں جو باہم مختلف ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا قرآن حکیم میں شک ہے؟ تو اس آدمی نے عرض کی شک تو نہیں لیکن اختلاف ضرور ہے۔ فرمایا قرآن حکیم میں سے جو چیزیں تجھ پر مختلف ظاہر ہوئیں وہ بیان کرو تو اس نے کہا سنو اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (الانعام:23) اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَلَا يَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِيْثًا جبکہ انہوں نے چھپایا سنو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ (المومنون 101) پھر فرمایا وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (الصافات: 27) اور فرمایا: اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ (فصلت:9) اس آیت میں آسمان کی تخلیق سے قبل زمین کی تخلیق کا ذکر ہے جبکہ دوسری آیت میں فرمایا اَمِ السَّمَآءُ ۭ بَنٰىهَا (النازعات:27) پھر اس کے بعد فرمایا: وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا (النازعات:30) اس کریت کریمہ میں آسمان کی تخلیق کا زمین کی تخلیق سے پہلے ذکر ہے سنو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: (وکان اللہ عزیز احکیما) (وکان اللہ غفور رحیما) (وکان اللہ سمیعا بصیرا) گویا پہلے تھا اور جن آیات میں اللہ تعالیٰ (وکان اللہ) فرماتا ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ لَمْ تَكُنْ فِتْنَتُهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا وَاللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِيْنَ (الانعام:23) کا مطلب یہ ہے کہ جب انہوں نے یوم قیامت کو دیکھا اور یہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اور ان کے گناہوں کو بخش رہا ہے اور شرک کو نہیں بخش رہا۔ جبکہ کوئی گناہ بخشنا اس کے لئے مسئلہ نہیں تو مشرکوں نے شرک سے انکار کر دیا اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ انہیں بخش دے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم اے ہمارے رب ہم مشرک نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے منہ پر مہر لگا دی، ان کے ہاتھوں اور پاؤں نے ان کے اعمال کے بارے میں گواہی دی۔ اس موقع پر کافر خواہش کریں گے کہ کاش ان پر زمین برابر کر دی جاتی اور وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔

جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان فَلَاۤ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ (المومنون:101) کا تعلق ہے یہ نفحہ اولی میں ہوگا وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ (الزمر:68) تو اس وقت ان میں کوئی تعلق نہیں ہوگا اور نہ ہی وہ آپس میں سوال کریں گے ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ (الزمر:68) وَ اَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ (الصافات: 27) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ (فصلت:9) زمین آسمان سے پہلے تخلیق کی گئی جبکہ آسمان دھواں تھا زمین کی تخلیق کے بعد انہیں سات آسمان بنا دیا جہاں تک اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالْاَرْضَ بَعْدَ ذٰلِكَ دَحٰىهَا ۝ (النازعات) کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس زمین میں پہاڑ بنائے، اس میں نہریں بنائیں، اس میں درخت بنائے اور اس میں سمندر بنائے جہاں تک اللہ تعالیٰ کا فرمان (وکان اللہ) کا تعلق ہے تو وہ تھا اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ اسی طرح عزیز حکیم، علیم قدیر تھا اور ہمیشہ اسی طرح رہے گا۔ قرآن میں سے جو چیز تم کو

مختلف نظر آئی وہ اسی طرح ہے جس طرح میں نے تیرے سامنے ذکر کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی چیز نازل نہیں فرمائی مگر اس نے جو ارادہ کیا اس کو پا لیا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے (1)۔

امام ابن جریر نے جو یبر کے واسطہ سے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے ابن عباس رضی اللہ عنہما اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یَوْمَىٕذٍ یَّوَدُّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَ عَصَوُا الرَّسُوْلَ لَوْ تُسَوّٰى بِهِمُ الْاَرْضُؕ وَ لَا یَكْتُمُوْنَ اللّٰهَ حَدِیْثًا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ (الانعام: 23)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے فرمایا میرا خیال ہے تم اپنے ساتھیوں کے پاس سے اٹھ کر آئے ہو میں نے عرض کیا میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پر متشابہات القرآن پیش کروں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب تو ان کے پاس جائے تو انہیں بتانا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع فرمائے گا۔ مشرک کہیں گے اللہ تعالیٰ صرف موحد کا عمل قبول کرے گا۔ تو وہ کہیں گے آؤ ہم بھی توحید کی بات کریں۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا تو وہ کہیں گے وَ اللّٰهِ رَبِّنَا مَا كُنَّا مُشْرِكِیْنَ (الانعام: 23) اللہ تعالیٰ ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور ان کے اعضاء کو بولنے کا حکم دے گا۔ وہ اعضاء ان لوگوں کے خلاف گواہی دیں گے کہ وہ شرک کیا کرتے تھے۔ اس وقت وہ یہ آرزو کریں گے کہ کاش زمین ان پر برابر کر دی جاتی اور وہ اس وقت اللہ سے کوئی بات نہیں چھپا سکیں گے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی لایا جائے گا جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے دنیا میں کیا کام کیا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔ تو وہ عرض کرے گا اے میرے رب میں نے کچھ عمل نہیں کیا، تو نے مجھے مال دیا میں لوگوں کے ساتھ خرید و فروخت کیا کرتا تھا۔ میرا طریقہ تھا کہ میں تنگ دست کو مہلت دیتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تیری بنسبت اس شان کا زیادہ حامل ہوں، اے فرشتو میرے بندے سے درگزر کرو۔ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان اقدس سے اسی طرح سنا ہے (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے وہ اپنے اعضاء کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر کوئی بات نہیں چھپائیں گے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَ لَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْاؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَیْدِیْكُمْؕ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 113، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 114

3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 335 (3197) دار الکتب العلمیہ بیروت

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَفُوًّا غَفُوۡرًا ﴿۴۳﴾

"اے ایمان والو! نہ قریب جاؤ نماز کے جبکہ تم نشہ کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو جو (زبان سے) کہتے ہو اور نہ جنابت کی حالت میں مگر یہ کہ تم سفر کر رہے ہو یہاں تک کہ تم غسل کر لو اور اگر ہو تم بیمار یا سفر میں یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت سے یا ہاتھ لگایا ہو تم نے (اپنی) عورتوں کو پھر نہ پاؤ تم پانی تو (اس صورت میں) تیمم کر لو پاک مٹی سے اور (اس کا طریقہ یہ ہے کہ) ہاتھ پھیر و اپنے چہروں پر اور اپنے بازوؤں پر، بے شک اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا بڑا بخشنے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لئے کھانا تیار کیا۔ ہمیں دعوت دی اور ہمیں شراب پلائی، ہمیں نشہ ہو گیا اور نماز کا وقت ہو گیا۔ انہوں نے مجھے آگے کر دیا تو میں نے پڑھا قُلۡ یٰۤاَیُّھَا الۡکٰفِرُوۡنَ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ وَنَحۡنُ نَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ اور ایک اور آدمی نے شراب پی۔ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے جماعت کرائی اور یہ سورت پڑھی اور آیات کے الفاظ کو خلط ملط کر دیا تو یہ آیات نازل ہوئیں(2)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے لئے کھانا اور شراب تیار کرائی۔ ان صحابہ نے کھانہ کھایا اور شراب پی۔ پھر حضرت علی نے انہیں مغرب کی نماز پڑھائی۔ سورۃ الکافرون تلاوت کی اور یہ الفاظ کہے لیس لی دین و لیس لکم دین تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد، نسائی، نحاس اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کو یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ (المائدہ:6) نے منسوخ کر دیا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے طریق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ یہ حکم حرمت شراب سے پہلے تھا(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کو نشہ کی حالت میں صرف نماز پڑھنے سے منع کیا گیا پھر تحریم خمر کے حکم نے اس کو بھی منسوخ کر دیا(5)۔

1۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 115، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 285، دار الفکر بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 115، بیروت 5۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کریمہ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اسے اس ارشاد باری تعالیٰ نے منسوخ کر دیا ہے یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَیْدِیَكُمْ۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی قسم کا قول نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشے کی حالت میں ہو یہاں تک کہ تم جان لو جو تم نماز میں پڑھتے ہو۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں شراب مراد نہیں لی بلکہ نیند کی بے ہوشی مراد لی ہے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ سکاری سے مراد نیند ہے۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں نیند آ جائے تو نماز چھوڑ دے اور سو جائے یہاں تک کہ ایسی حالت میں نماز پڑھے کہ جو وہ کہہ رہا ہے اسے اس کا علم ہو (2)۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جُنُبًا اِلَّا عَابِرِیْ سَبِیْلٍ یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم مسافر کے بارے میں نازل ہوا۔ مسافر کو جنابت ہو جائے وہ تیمّم کرے اور نماز پڑھے۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ کوئی ایسا آدمی جسے جنابت لاحق ہو نماز کے قریب نہ جائے مگر مسافر جو پانی نہ پائے تو وہ تیمّم کرے اور نماز پڑھے یہاں تک کہ پانی پائے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم جنبی ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم پانی پاؤ۔ اگر تم پانی نہ پاؤ تو میں نے تمہارے لئے حلال کیا کہ تم مٹی سے تیمّم کر لو (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مسافر ہے جو پانی نہیں پاتا تو وہ تیمّم کرے اور نماز پڑھے (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنبی اور حائضہ مسجد سے نہ گزرے۔ یہ آیت مسافر کے بارے میں نازل ہوئی جو تیمّم کرے اور نماز پڑھے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد ایسے مسافر ہیں جو پانی نہیں پاتے (6)۔

امام حسن بن سفیان نے مسند میں، قاضی اسماعیل نے احکام میں، طحاوی نے مشکل الآثار میں، بارودی نے صحابہ میں،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 116
2۔ صحیح بخاری، جلد 1، صفحہ 87 (210) وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 117
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ مصنف عبد الرزاق جلد 1، صفحہ 222 (863)، گجرات ہند

دار قطنی، طبرانی اور ابونعیم نے معرفت میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں، ضیاء مقدسی نے مختارہ میں حضرت اسلع بن شریک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی اونٹنی تیار کرتا تھا مجھے ٹھنڈی رات میں جنابت ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا ارادہ کیا۔ میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ جنابت کی حالت میں حضور ﷺ کی سواری کو تیار کروں۔ مجھے یہ بھی خوف لاحق تھا کہ ٹھنڈے پانی سے غسل کروں گا تو مرجاؤں گا یا مریض ہو جاؤں گا۔ میں نے انصاری کو کہا تو اس نے حضور ﷺ کی اونٹنی کو تیار کیا۔ پھر میں نے پتھروں کو گرم کیا اور اس کے ذریعے پانی کو گرم کیا تو اس پانی کے ساتھ میں نے غسل کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر اور طبرانی نے سنن میں ایک اور سند سے حضرت اسلع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت کرتا تھا اور آپ ﷺ کے لئے اونٹ تیار کیا کرتا تھا۔ ایک رات حضور ﷺ نے مجھے فرمایا اے اسلع اٹھو اور میرے لئے اونٹنی تیار کرو میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے تو حالت جنابت لاحق ہوگئی ہے۔ آپ ﷺ تھوڑی دیر کے لئے مجھ سے خاموش ہو گئے یہاں تک کہ حضرت جبرئیل امین تیمم والی آیت لے آئے۔ فرمایا اے اسلع اٹھو اور تیمم کرو۔ پھر حضرت اسلع نے مجھے دکھایا کہ کیسے رسول اللہ ﷺ نے اسے تیمم سکھایا تھا۔ کہا رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور چہرے پر مسح کیا پھر ہاتھ زمین پر مارے اور ایک کو دوسرے کے ساتھ رگڑا پھر انہیں جھاڑا پھر اپنے بازوؤں کے ظاہر اور باطن پر مسح کیا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہاں صلوۃ سے مراد مسجد ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم مسجد میں داخل نہ ہو اس حال میں کہ تم جنبی ہو مگر صرف اس سے گزرنا جائز ہے۔ فرمایا وہ مسجد سے گزر جائے بیٹھے نہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کچھ انصار کے دروازے مسجد میں کھلتے تھے۔ انہیں جنابت کی حالت لاحق ہوتی اور ان کے پاس پانی بھی نہ ہوتا وہ پانی لانا چاہتے تھے مگر مسجد کے علاوہ راستہ بھی نہ پاتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی مگر وہ مسجد سے گزر سکتا ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حائضہ اور جنبی کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ مسجد سے گزریں جبکہ وہ مسجد میں نہ بیٹھیں (6)۔

1۔ معجم طبرانی، جلد 1، صفحہ 299 (877)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 119، بیروت 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 120 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 119 6۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے ابوعبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنبی مسجد میں سے گزرے اور اس میں نہ بیٹھے پھر یہ آیت پڑھی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنبی مسجد میں سے گزر سکتا ہے (2)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنبی کے لئے رخصت ہے کہ وہ مسجد میں سے گزر جائے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس سے گزرے بیٹھے نہیں (4)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت جابر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم میں سے ایک مسجد میں سے گزرتا جبکہ وہ جنبی ہوتا (5)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ مریض تھا اٹھ نہیں سکتا تھا وضو نہیں کرتا تھا۔ اس کا ہم میں سے کوئی خدمت کرنے والا بھی نہیں تھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں یہ ذکر کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں مریض سے مراد چیچک کا مریض ہے یا وہ آدمی ہے جس کا زخم ہو یا پھوڑا ہو۔ اسے حالت جنابت لاحق ہو، اسے خوف ہوتا ہے کہ اگر غسل کرے گا تو مر جائے گا تو وہ تیمم کرتا ہے (6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے المعرفہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راویت نقل کی ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مرفوع قرار دیا جب کسی آدمی کو اللہ کی راہ میں زخم لگا ہو یا اسے پھوڑا ہو یا چیچک کا مرض ہو وہ جنبی ہو جائے اسے خوف ہو کہ اگر اس نے غسل کیا تو مر جائے گا تو تیمم کرلے (7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حکم اس مریض کے لئے ہے جسے جنابت لاحق ہو جب اسے اپنی جان کے تلف ہونے کا خوف ہو تو اس کے لئے تیمم میں رخصت ہے جس طرح ایک مسافر ہو اور وہ پانی نہ پائے (8)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا چیچک کے مرض میں مبتلا اور اس جیسے مریضوں کو رخصت ہے کہ وہ وضو نہ کرے اور یہ آیت تلاوت کی۔ پھر فرمایا یہ قرآن حکیم کا مخفی معنی ہے (9)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کو زخم لگا پھر وہ پھیل گیا پھر انہیں جنابت لاحق ہوئی تو ان صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کی تو یہ آیت نازل ہوئی (10)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 135 (1552) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 136 (1558)
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 443، دارالفکر بیروت
4۔ ایضاً
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 119، بیروت
6۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 224
7۔ ایضاً
8۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 1، صفحہ 222، (863) گجرات ہند
9۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 222 (862)
10۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 128، بیروت

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مریض جسے تیمّم کی رخصت دی گئی ہے وہ ہے جس کا عضو ٹوٹا ہوا ہو یا وہ زخمی ہو، جب اسے جنابت کی کیفیت لاحق ہو تو وہ زخم کو نہ کھولے مگر جس کے بارے میں کوئی ڈر نہ ہو (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے دونوں نے کہا یہ اس مریض کے بارے میں ہے جو کوئی ایسا آدمی نہیں پاتا جو اسے پانی لا دے، اسے اپنی ذات کے بارے میں خوف ہے، وہ اس مسافر کی مانند ہے جو پانی نہیں پاتا تو وہ تیمّم کرلے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسا مریض جو ایسا آدمی نہیں پاتا جو اس کے پاس پانی لائے وہ خود پانی لانے پر قادر نہیں، اس کا کوئی خادم اور مددگار نہیں تو وہ تیمّم کرلے اور نماز پڑھے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ غائط سے مراد وادی ہے (4)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، مسدد، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللمس سے مراد جماع سے کم عمل ہے، بوسہ لینا بھی اس میں داخل ہے اور اس میں وضو ہے (5)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ملامسہ کا معنی ہاتھ سے ٹٹولنا کرتے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے وہ عورت کو بوسہ لینے کی وجہ سے وضو کرتے اور کہتے یہ لماس ہے (7)۔

امام شافعی نے ام میں، عبدالرزاق، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد کا عورت کا بوسہ لینا اور ہاتھ سے اسے ٹٹولنا یہ ملامسہ میں سے ہے، جس نے عورت کا بوسہ لیا اور اسے ہاتھ سے ٹٹولا تو اس پر وضو ہوگا (8)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بوسہ لمس میں سے ہے اور اس سے وضو کیا (9)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لمس سے مراد جماع ☆ ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو کنایۃً ذکر کیا (10)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع ہے (11)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 121، بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 184 (2117) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 122 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 126 6۔ معجم طبرانی کبیر، جلد 9، صفحہ 249 (9226)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 126 8۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 124، دار الفکر بیروت
9۔ ایضاً 10۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 125 11۔ ایضاً

☆ ملامسہ کی تعبیر میں علماء کے اقوال مختلف ہیں:
(۱) اس سے مراد جماع ہے اس صورت میں غسل لازم ہوگا۔
(۲) ہاتھ سے چھونا وغیرہ ائمہ احناف کے نزدیک اس صورت میں اگر کوئی مادہ خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حجرہ میں تھے جبکہ ہمارے پاس عطاء بن ابی رباح، عجمیوں کی ایک جماعت، عبید بن عمیر اور عربوں کی ایک جماعت تھی۔ ہم نے لماس کا ذکر کیا عطاء، عجمیوں اور میں نے کہا اس سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے۔ عبید بن عمیر اور عربوں نے کہا اس سے مراد جماع ہے۔ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے انہیں بتایا انہوں نے فرمایا موالی (عجمی) مغلوب ہو گئے اور عربوں نے صحیح کہا۔ پھر فرمایا لمس، مس اور مباشرہ کا معنی جماع ہے لیکن اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اسے کنایہ کے ساتھ بیان کرتا ہے (1)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کے بارے میں بتاؤ۔ فرمایا تم اپنی بیویوں سے جماع کرو اور ہذیل کہتا ہے ہاتھ سے چھونا۔ نافع نے کہا کیا عرب اسے پہچانتے تھے۔ فرمایا ہاں کیا تو نے لبید بن ربیعہ کا شعر نہیں سنا وہ کہتا ہے

یَلْمَسُ الْاَحْلَاسَ فِی مَنْزِلِهٖ　　بِیَدَیْهِ کَالْیَهُوْدِیِّ الْمُصَلِّ

وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ گھر میں کملی سے جماع کرتا رہتا ہے جیسے عبادت گزار یہودی۔

اعشی نے کہا۔

وَدَادِعَةٌ صَفْرَاءَ بِالطِّیْبِ عِنْدَنَا　　لِلَمْسِ النَّدَامٰی مِنْ یَدِ الدِّرْعِ مُفْتَقٍ

وہ ہمارے ہاں اپنے زیورات کو خوشبو لگاتی ہے تاکہ مجلس شراب میں شریک لوگوں کو اپنی قمیص کے ہاتھ سے چھوئے جس پر خوشبو لگی ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ پڑھتے یعنی اس سے مراد جماع سے کم عمل ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عبیدہ سے اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کے معنی کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور انگلیاں ملا دیں، گویا وہ چیز قبضہ کرنے کے لئے پکڑتے ہیں، محمد نے کہا مجھے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں بتایا گیا۔ جب وہ اپنی شرم گاہ کو ہاتھ لگاتے تو وضو کرتے۔ تو میں نے گمان کیا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور عبیدہ کا قول ایک ہی چیز ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عثمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کیا اس سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عبیدہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع سے کم فعل ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 122، بیروت　2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1265 (642)، دار الصمیعی الریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 126　4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 153 (1756)

5۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 154 (1769)

(بقیہ پچھلے صفحہ سے) جب کہ دوسرے ائمہ کے نزدیک صرف عورت کو چھونے سے وضو ٹوٹ جائے گا مذی وغیرہ کا نکلنا شرط نہیں۔ (مترجم)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع سے کم فعل ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملامسہ سے مراد جماع ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا** سے مراد ہے کہ پاکیزہ مٹی کا قصد کرو (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ **صَعِيْدًا طَيِّبًا** سے مراد ایسی زمین ہے جس میں درخت اور نباتات نہ ہوں (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن قیس ملائی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صعید سے مراد مٹی ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن بشیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طیب سے مراد وہ زمین ہے جس پر بارش ہوئی ہو اور اسے پاک کر دیا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے رویت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ مٹی ہے جو تمہارے لئے حلال ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے عمدہ زمین کھیتی باڑی والی زمین ہے (6)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حماد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ شے جس پر تو اپنا ہاتھ رکھے تو وہ صعید ہے یہاں تک کہ تیرے بدن پر جو غبار ہے پس تو اس کے ساتھ تیمم کرے (7)۔

امام شیرازی نے القاب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے عرض کی گئی کون سی زمین سب سے پاکیزہ و عمدہ ہے، فرمایا کھیتی باڑی والی زمین۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت تیمم نازل ہوئی تو مجھے معلوم نہیں تھا کہ کیا کروں۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کو نہ پایا۔ میں آپ کو تلاش کرنے کے لئے باہر نکل پڑا تو میں نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا۔ جب آپ ﷺ نے مجھے دیکھا تو جس ارادہ سے میں آیا تھا اسے پہچان لیا۔ آپ نے قضائے حاجت کی پھر زمین پر ہاتھ مارے اور اس کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کیا (8)۔

امام ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب تیمم والی آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور ان کے ساتھ چہرے پر مسح کیا۔ دوسری دفعہ زمین پر پھر ہاتھ مارے اور ان کے ساتھ ہتھیلیوں پر مسح کیا۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 153 (1767) 2۔ ایضاً (1766) 3 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 131

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 148 (1702)

7۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 148 (1705) 8۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 147 (1689)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سفر میں تھا۔ مجھے حالت جنابت لاحق ہوگئی، میں زمین میں لوٹ پوٹ ہوا اور میں نے نماز پڑھی۔ پھر میں نے اس چیز کا ذکر نبی ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے اتنا کرنا ہی کافی تھا پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ زمین پر مارے اور دونوں کے ساتھ چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کیا(1)۔

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا تیمم دو ضربیں ہیں۔ ایک ضرب چہرہ کے لئے اور ایک ضرب کہنیوں تک ہاتھوں کے لئے(2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تیمّم کیا ہم نے اپنے ہاتھ پاکیزہ زمین پر مارے پھر ہم نے اپنے ہاتھوں کو جھاڑا پھر ان کے ساتھ اپنے چہروں پر مسح کیا۔ پھر ہم نے ایک اور ضرب لگائی پھر ہم نے ہاتھ جھاڑے پھر ہم نے اپنے ہاتھوں کے ساتھ کہنیوں سے ہتھیلیوں تک ظاہر اور باطن پر جہاں بال ہوتے ہیں مسح کیا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے تیمم کیا اپنے چہرے اور ہاتھوں پر مسح کیا بازوؤں پر مسح نہ کیا(4)۔

حضرت مکحول رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ تیمّم چہرے اور ہتھیلیوں کے لئے کلائی تک ایک ضرب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ وضو کے بارے میں فرماتا ہے وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ (المائدہ:6) اور تیمم میں فرمایا وَ اَيْدِيَكُمْ تیمّم میں استثناء نہیں کی جس طرح وضو میں مرافق تک کی استثناء کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا (المائدہ:38) کیونکہ چور کا ہاتھ کلائی کے جوڑ سے کاٹا جاتا ہے (ائمہ احناف کے نزدیک بازوؤں پر مسح کہنیوں تک اس طرح کرنا ہے کہ کوئی حصہ رہ نہ جائے)۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیمّم بغلوں تک ہے(5)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ رکے رہے یہاں تک کہ صبح خوب روشن ہوگی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر غصے ہوئے تو اس وقت تیمّم کا حکم نازل ہوا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ فرمایا اے عائشہ تو بڑی بابرکت ہے، تیری وجہ سے رخصت کا حکم نازل ہوا ہے۔ ہم نے اپنے چہروں کے لئے ایک ضرب زمین پر لگائی اور ایک ضرب ہاتھوں کے لئے کندھوں اور بغلوں تک لگائی۔ امام شافعی نے کہا یہ حکم منسوخ ہے کیونکہ پہلا تیمّم وہ تھا جب تیمم والی آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد جو تیمّم ہوا اس کے خلاف ہوا، وہ پہلے کے لئے ناسخ ہے(6)۔

1۔ صحیح مسلم شرح نووی جلد 4، صفحہ 53 (111) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 287 (234) دارالکتب العلمیہ بیروت — 3۔ ایضاً

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 133، بیروت — 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 136 — 6۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس غنیمت کے جانور جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر انہیں جنگل میں لے جاؤ۔ میں انہیں ربذہ لے گیا۔ مجھے جنابت کی حالت لاحق ہو جاتی۔ میں پانچ چھ دن اسی حالت میں رہتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا پاکیزہ مٹی مسلمان کو طہارت عطا کرنے والی ہے اگرچہ دس سال گزر جائیں۔ جب تو پانی پائے تو غسل کر لے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام مسلم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ہم پانی نہ پائیں تو مٹی کو ہمارے لئے پاکیزگی عطا کرنے والا بنا دیا گیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوعثمان نہدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس مٹی کے ساتھ تیمم کرو کیونکہ یہ زمین تمہارے ساتھ نیکی کرنے والی ہے (3)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سنت یہ ہے کہ آدمی تیمم کے ساتھ صرف ایک نماز پڑھے پھر دوسری کے لئے دوبارہ تیمم کرے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر نماز کے لئے تیمم کیا جاتا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر نماز کے لئے تیمم کیا جاتا (6)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يَشْتَرُوْنَ الضَّلٰلَةَ وَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ تَضِلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۴۴﴾ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَعْدَآئِكُمْ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَلِيًّا ٝ وَّ كَفٰى بِاللّٰهِ نَصِيْرًا ﴿۴۵﴾ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَ يَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَ عَصَيْنَا وَ اسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ وَّ رَاعِنَا لَيًّۢا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَ طَعْنًا فِي الدِّيْنِ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا وَ اسْمَعْ وَ انْظُرْنَا لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَقْوَمَ ۙ وَ لٰكِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۴۶﴾

”کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ مول لے رہے ہیں گمراہی کو اور

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 284 (628)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 144 (1662) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 149 (1707)

4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 1، صفحہ 221، دار الفکر بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 147 (1691)

6۔ ایضاً (1690)

(یہ بھی) چاہتے ہیں کہ بہک جاؤ تم بھی راہ راست سے؟ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے تمہارے دشمنوں کو اور کافی ہے (تمہارے لئے) اللہ حمایتی اور کافی ہے (تمہارے لئے) اللہ مددگار۔ کچھ لوگ جو یہودی ہیں پھیر دیتے ہیں (اللہ کے) کلام کو اس کی اصلی جگہوں سے اور کہتے ہیں، ہم نے سنا اور ہم نے نافرمانی کی اور (کہتے ہیں) سنو تم نہ سنائے جاؤ اور (کہتے ہیں) ''رَاعِنَا'' بل دیتے ہوئے اپنی زبانوں کو اور طعنہ زنی کرتے ہوئے دین میں اور اگر وہ (یوں) کہتے ہم نے (آپ کا ارشاد) سنا اور (اسے) مان لیا اور (ہماری عرض) سنیے اور نگاہ (کرم) فرمایئے ہم پر تو ہوتا بہت بہتر ان کے لئے اور بہت درست۔ لیکن (اپنی رحمت سے) دور کر دیا انہیں اللہ نے بوجہ ان کے کفر کے پس نہیں ایمان لائیں گے مگر تھوڑے سے''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رفاعہ بن زید بن تابوت یہودیوں کے بڑے لوگوں میں سے تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کی تو اپنی زبان کو دہرا کیا اور کہا اے محمد ہماری بات توجہ سے سنیے تاکہ ہم آپ کو بات سمجھائیں پھر اسلام میں طعن کیا اور عیب جوئی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات رفاعہ بن زید بن تابوت یہودی کے بارے میں نازل ہوئیں(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے وہیب بن ورد سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابن آدم جب تو غصے میں ہو تو مجھے یاد کیا کر جب میں غصے ہوں گا تو تجھے یاد کروں گا۔ میں تجھے نیست و نابود نہیں کروں گا ان لوگوں کے ساتھ جنہیں میں نیست و نابود کرتا ہوں۔ جب تجھ پر ظلم ہو صبر کر اور میری مدد پر راضی ہو کیونکہ تیرے لئے میری مدد تیری اپنے لئے مدد سے بہتر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ سے مراد یہ ہے کہ وہ تورات میں اللہ کی حدود کو بدل دیتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودیوں کا تورات کو بدل دینا ہے اور وہ کہتے ہیں جو تو کہتا ہے ہم اس کو سنتے ہیں اور تیری اطاعت نہیں کرتے اور جو آپ کہتے ہیں وہ قبول نہیں کیا جاتا اور وہ بات کرتے وقت زبان کو دہرا کرتے ہیں اس کے لئے موزوں تھا کہ یوں کہتے سنیے اور ہماری رعایت کیجئے۔ آپ ہمیں بات سمجھائیں، ہم پر جلدی نہ کیجئے(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس معنی میں اسے نازل کیا ہے وہ اس معنی میں اسے نہیں رکھتے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے وہ کہتے ہیں سنئے نہ سنا

جائے وہ نبی کریم ﷺ سے کہتے ہیں ہماری سماعت کی رعایت کیجئے رَاعِنَا تیرے قول عاطفا کی طرح ہے اور لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ سے مراد جھوٹ بولنا ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان میں سے کچھ لوگ کہتے اسْمَعْ غَيْرَ مُسْمَعٍ جس طرح تیرا قول اسمع غیر صاغر ہے لَيًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ کا مطلب ہے ایسی گفتگو کرتے جو استہزاء کے مشابہ ہوتی اور الدِّيْنِ سے مراد حضور ﷺ کا دین ہے(2)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لی سے مراد ان کا اپنی زبانوں کو حرکت دینا ہے(3)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا فَنَرُدَّهَا عَلٰۤى اَدْبَارِهَاۤ اَوْ نَلْعَنَهُمْ كَمَا لَعَنَّاۤ اَصْحٰبَ السَّبْتِ ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝

"اے وہ لوگو جنہیں دی گئی کتاب! ایمان لاؤ اس کتاب پر جو نازل فرمائی ہم نے تاکہ تصدیق کرے اس کتاب کی جو تمہارے پاس ہے (ایمان لاؤ) اس سے پہلے کہ ہم مسخ کر دیں چہرے پھر پھیر دیں انہیں پشتوں کی طرف یا لعنت کریں ان پر جس طرح ہم نے لعنت کی سبت والوں پر اور اللہ کا حکم پورا ہو کر رہتا ہے"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہود کے علماء سے گفتگو کی جن میں عبد اللہ بن صوریا اور کعب بن اسد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا اے یہودیوں کی جماعت اللہ سے ڈرو اور اسلام قبول کرو، اللہ کی قسم تم خوب جانتے ہو کہ جو پیغام حق میں تمہارے ساتھ لایا ہوں وہ حق ہے۔ انہوں نے کہا اے محمد ہم تو نہیں جانتے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مالک بن صیف اور رفاعہ بن زید بن ثابوت کے بارے میں نازل ہوئی جو بنو قینقاع سے تعلق رکھتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ چہروں کے طمس سے مراد ان کا اندھا ہونا ہے یعنی ہم ان کے چہرے ان کی گدیوں کی طرف کر دیں گے، وہ پچھلے پاؤں چلیں گے اور ان میں سے کسی ایک کی آنکھیں ان کی گدی کی طرف کر دیں گے۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اسے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان مِنْ قَبْلِ اَنْ نَّطْمِسَ وُجُوْهًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس کو کسی اور مخلوق کی صورت میں مسخ

کر دیں۔ نافع نے پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے تھے؟ فرمایا ہاں کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا قول نہیں سنا جبکہ وہ کہتا ہے۔

مَنۡ یَطۡمِسِ اللّٰهُ عَیۡنَیۡهِ فَلَیۡسَ لَهٗ نُوۡرٌ یَبِیۡنُ بِهٖ شَمۡسًا وَ لَا قَمَرًا

اللہ تعالیٰ جس کی آنکھوں کو اندھا کر دے تو اس کے لئے کوئی نور نہیں ہوتا جس کی مدد سے وہ سورج اور چاند دیکھے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوادریس خولانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی کہ ابومسلم خلیلی کعب کا معلم تھا جب حضرت کعب کو ملامت کرتا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہیں جاتے۔ ابومسلم خلیلی نے اسے بھیجا تا کہ دیکھے کہ کیا وہ انہیں صفات کا حامل ہے جن کا ذکر کیا گیا ہے۔ کعب نے کہا میں مدینہ طیبہ آیا کیا دیکھتا ہوں کہ ایک وہ قرآن حکیم اس آیت کی تلاوت کر رہے ہیں۔ میں پانی کی طرف جلدی گیا تا کہ غسل کروں۔ میں اپنے چہرہ پر ہاتھ پھیرتا اس خوف سے کہ کہیں میرا چہرہ بھی مسخ نہ کر دیا جائے پھر میں اسلام لے آیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عیسیٰ بن مغیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے ابراہیم کے نزدیک کعب کے اسلام کا ذکر کیا اس نے کہا کعب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مسلمان ہوئے۔ وہ مدینہ طیبہ آئے جبکہ بیت المقدس جانے کا ارادہ رکھتے تھے۔ وہ مدینہ طیبہ میں سے گزرے۔ حضرت عمر کا گزر اس کے پاس سے ہوا۔ حضرت عمر نے فرمایا اے کعب اسلام قبول کر لو تو کعب نے کہا کیا تم اپنی کتاب میں نہیں پڑھتے مَثَلُ الَّذِیۡنَ حُمِّلُوا التَّوۡرٰىةَ ثُمَّ لَمۡ یَحۡمِلُوۡهَا كَمَثَلِ الۡحِمَارِ یَحۡمِلُ اَسۡفَارًا (الجمعۃ: 5) کہا میں تو حامل تورات ہو۔ حضرت عمر نے اسے جانے دیا پھر کعب چلا گیا یہاں تک کہ حمص پہنچا۔ وہاں ایک آدمی کو قرآن کی یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا۔ کعب نے کہا اے میرے رب میں ایمان لے آیا۔ اے میرے رب میں مسلمان ہو گیا اس خوف سے کہ کہیں اس آیت میں مذکور عذاب اس پر نہ آ پڑے پھر واپس لوٹے اور یمن میں اپنے گھر والوں کے پاس واپس آئے پھر انہیں مسلمان کی حیثیت سے مدینہ طیبہ لے آئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے قبل اس کے کہ ہم تمہیں حق کے راستہ سے اندھا کر دیں اور انہیں گمراہی کے راستہ کی طرف لوٹا دیں۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ طمس کا معنی یہ ہے کہ وہ دوبارہ کافر بن جائیں اور کبھی ہدایت نہ پائیں یا انہیں بندر اور خنزیر بنا دیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ابی کہا کرتے تھے کہ وہ شام کی طرف لوٹ گئے جہاں سے آئے تھے۔ یہاں شام کی طرف انہیں لوٹانا مراد ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم انہیں حق سے اندھا کر دیں، انہیں گمراہی کی طرف لوٹا دیں یا انہیں بندر بنا دیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَكَ بِهٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِكَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰۤى اِثْمًا عَظِيْمًا ﴿۴۸﴾

''بے شک اللہ تعالیٰ نہیں بخشا اس بات کو کہ شرک کیا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے جو اس کے علاوہ ہے جس کو چاہتا ہے اور جو شریک ٹھہراتا ہے اللہ کے ساتھ وہ ارتکاب کرتا ہے گناہ عظیم کا''۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، کہا میرا بھتیجا ہے جو حرام سے نہیں رکتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا دین کیا ہے؟ اس نے عرض کی نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا ہے۔ فرمایا جاؤ اس سے اس کا دین ہبہ کے طور پر لے لو، اگر انکار کرے تو اس سے دین خرید لو۔ آدمی نے جا کر اس سے مطالبہ کیا تو اس نے انکار کر دیا۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا میں نے اسے اپنے دین پر حریص پایا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بزار نے مختلف طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ہم جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ تھے کہ ہم قاتل، یتیم کا مال کھانے والے، جھوٹی گواہی دینے والے اور قطع رحمی کرنے والے کے بارے میں جہنمی ہونے کا کوئی شک نہ کرتے تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ہم یہ شہادت دینے سے رک گئے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب اللہ میں اللہ تعالیٰ نے جن کے حق میں جہنم کا فیصلہ کیا ہے ہمیں اس کے بارے میں کوئی شک نہ تھا یہاں تک کہ ہم پر یہ آیت نازل ہوئی۔ جب ہم نے اس آیت کو سنا تو ہم یہ شہادت دینے سے رک گئے اور ہم نے معاملات اللہ کے سپرد کر دیئے۔

امام ابن ضریس، ابویعلیٰ، ابن منذر اور ابن عدی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے کے لئے دعائے استغفار نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ آیت سنی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنی دعا اپنی امت کے گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے مختص کر رکھی ہے۔ ہمارے دلوں میں جو باتیں تھیں ان سے ہم رک گئے۔ بعد میں ہم بات کرنے لگے اور ہم نے امید رکھی (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت سلیمان بن عتبہ بارقی سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اسماعیل بن ثوبان نے حدیث بیان کی کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے صحابہ کو یہ کہتے ہوئے سنا مَنْ قَتَلَ نَفْسًا (المائدہ: 32) مہاجرین اور انصار نے کہا اس کے لئے جہنم ثابت ہوگئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ نے کہا اللہ تعالیٰ جو چاہے گا ان کے ساتھ سلوک کرے گا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب آیت يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ (الزمر: 53) نازل ہوئی تو ایک آدمی اٹھا۔ اس نے عرض کی اے اللہ کے نبی! شرک۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

1۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 177، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 152، بیروت

3۔ مسند ابویعلی، جلد 5، صفحہ 181 (5787) دار الکتب العلمیہ بیروت

نے سوال ناپسند کیا پھر یہ آیت پڑھی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو مجلز سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا (الزمر:53) نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اسے لوگوں پر پڑھا۔ ایک آدمی اٹھا، عرض کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا کیا حکم ہے؟ تو حضور ﷺ دو یا تین دفعہ خاموش رہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی وہ آیت زمر اور یہ آیت سورۂ نساء میں ثابت ہوگئی۔

امام ابوداؤد نے ناسخ اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں کہا اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے لئے مغفرت کو حرام کیا ہے جو کفر کی حالت میں مرا ہو مسلمانوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے سپرد کر دیا، انہیں مغفرت سے مایوس نہیں کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے بکر بن عبد اللہ مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت قرآن حکیم میں مذکور مغفرت سے مستثنیٰ ہے۔

امام فریابی اور ترمذی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے فرمایا قرآن میں سے سب سے محبوب آیت یہ ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو جوزاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تیرہ سال تک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا۔ میں نے قرآن حکیم کی ہر چیز کے بارے میں ان سے سوال کیا جبکہ میرا قاصد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوتا تھا۔ نہ میں نے حضرت عباس سے سنا اور نہ ہی کسی اور عالم سے سنا جو یہ کہتا ہو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں کسی گناہ کو معاف نہیں کروں گا۔

امام ابو یعلی اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بندہ بھی فوت ہوتا ہے جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو اس کے لئے مغفرت حلال ہے، چاہے تو بخش دے چاہے تو عذاب دے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی استثناء فرمائی اور یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس عمل پر ثواب کا وعدہ فرمایا ہے تو اسے پورا کرے گا اور جس عمل پر اس نے سزا کی وعید سنائی ہے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو اختیار ہوگا (3)۔

امام طبرانی نے حضرت سلمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا، ایک ایسا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ چھوڑ دیتا ہے اور ایک ایسا گناہ ہے جسے بخش دیا جاتا ہے۔ جس گناہ کو نہیں بخشا جاتا وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک ہے۔ جس گناہ کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے وہ بندے اور اللہ کے درمیان گناہ ہے۔ وہ گناہ جسے اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑتا وہ بندوں کا آپس میں ظلم ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5 صفحہ 151، بیروت 2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 126 (3037)

3۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 180 (3303) دار الکتب العلمیہ بیروت 4۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 252 (6133)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام احمد، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں تین دفتر ہیں ایک دفتر ہے جس کی اللہ تعالیٰ کوئی پرواہ نہیں کرے گا۔ دوسرا، وہ دفتر جس میں سے اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہیں چھوڑے گا۔ تیسرا، وہ دیوان جس سے اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہیں بخشے گا۔ وہ شرک والا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (المائدہ:72) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ۔

۲۔ وہ دیوان جس کی اللہ تعالیٰ کوئی پراہ نہیں کرے گا وہ بندے کا اپنی ذات پر ظلم ہے۔ یہ وہ معاملات ہیں جو اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ہیں جیسے روزہ، نماز کو ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے بخشش دیتا ہے اور اسی سے تجاوز فرماتا ہے اگر چاہے۔

۳۔ وہ دیوان جس میں سے اللہ تعالیٰ کوئی چیز ترک نہیں فرماتا وہ بندوں کا ایک دوسرے پر ظلم ہے اس میں قصاص ضروری ہے (1)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس بندے نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا پھر اسی حالت میں مر گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ میں نے عرض کی اگرچہ وہ بدکاری کرے اور چوری کرے؟ فرمایا اگرچہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ میں نے عرض کی اگرچہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ فرمایا اگرچہ وہ بدکاری اور چوری کرے۔ یہ تین دفعہ فرمایا۔ چوتھی دفعہ فرمایا ابوذر کی ناک خاک آلود ہو (2)۔

امام احمد اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے میرے بندے جو تو نے میری عبادت کی ہے اور مجھ سے امید رکھی ہے اس کی وجہ سے جو غلطیاں بھی تم میں ہیں انہیں معاف کرنے والا ہوں اے میرے بندے جب تک تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے تو مجھے زمین بھر گناہوں کے ساتھ ملے تو میں تجھے اتنی ہی مغفرت کے ساتھ ملاقات کروں گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی اس حالت میں فوت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا پھر اس پر ریت کے ذرات کے برابر گناہ ہوں تو وہ بخش دیے جائیں گے۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اس حال میں مرا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گا (3)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 619 (8717) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 66، قدیمی کتب خانہ کراچی
3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 79، دار صادر بیروت

کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو یہ جانتا ہو کہ میں گناہ معاف کرنے پر قادر ہوں تو میں اسے بخش دوں گا اور مجھے کوئی پرواہ نہیں جب تک وہ میرے ساتھ شرک نہ کرے (1)۔

امام احمد نے حضرت سلمہ بن نعیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا اگرچہ اس نے بدکاری اور چوری کی ہو (2)۔

امام احمد نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک کہے وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔ میں نے عرض کی اگرچہ وہ بدکاری کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے؟ فرمایا اگرچہ وہ بدکاری کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے۔ میں نے عرض کی اگرچہ وہ زنا کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے؟ فرمایا اگرچہ وہ زنا کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے میں نے عرض کی اگرچہ وہ بدکاری کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے؟ فرمایا اگرچہ وہ بدکاری کرے اور اگرچہ وہ چوری کرے۔ خواہ ابو درداء کی ناک خاک آلود ہو۔ میں نکلا تاکہ لوگوں میں اس کا اعلان کردوں تو مجھے حضرت عمر ملے، فرمایا لوٹ جا اگر لوگوں کو اس کا علم ہو گیا تو وہ اسی پر بھروسہ کریں گے۔ میں واپس لوٹ آیا۔ میں نے اس بارے میں حضور ﷺ سے بات کی تو حضور ﷺ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا ہے۔

امام ہناد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں چار آیتیں ایسی ہیں جو مجھے سرخ اور سیاہ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہیں (۱) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ (۲) اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ (۳) وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء:64) (۴) وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ (النساء:110)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُزَكُّوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ بَلِ اللّٰهُ يُزَكِّيْ مَنْ يَّشَاۗءُ وَلَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿۴۹﴾ اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۭ وَكَفٰى بِهٖٓ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۰﴾

”کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جو پاکباز بتلاتے ہیں اپنے آپ کو بلکہ (یہ تو) اللہ (کی شان ہے کہ) پاکباز بنادے جسے چاہے اور وہ نہیں ظلم کیے جائیں گے کھجور کی گٹھلی کے ریشے کے برابر۔ دیکھئے کیسے گھڑتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور کافی ہے (انہیں رسوا کرنے کے لئے) یہ کھلا گناہ“۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا کہ ہمارے بیٹے فوت ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری قربت کا ذریعہ ہیں۔ وہ ہماری شفاعت کریں گے اور ہمارا تزکیہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا (3)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 241 (11615)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 260، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 154، بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی بچوں کو آگے رکھتے ان کے ساتھ نماز پڑھتے اور اپنی قربانیوں کے قریب رکھتے اور یہ گمان رکھتے کہ ان کی کوئی خطا اور گناہ نہیں۔ انہوں نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں کسی گناہ گار کو کسی ایسے دوسرے شخص کی وجہ سے پاک نہیں کروں گا جس کا گناہ نہ ہو۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں جو بچوں کو آگے کھڑا کرتے اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے۔ وہ گمان کرتے کہ ان کا کوئی گناہ نہیں۔ یہی تزکیہ ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی، وہ بچوں کو امام بناتے، کہتے ان کے گناہ نہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی ان بچوں کو امام بناتے جو ابھی بالغ نہ ہوتے، ان کے پیچھے نماز پڑھتے اور کہتے ان کے گناہ نہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں وہ کہتے ہیں، ہم اللہ کے بیٹے اور محبوب ہیں اور کہتے جنت میں کوئی داخل نہیں ہوگا مگر جو یہودی یا نصرانی ہوگا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ ہم اپنے بیٹوں کی چھوٹی عمر میں تورات سکھاتے ہیں تو ان کے کوئی گناہ نہیں ہوتے جبکہ ہمارے گناہ ہمارے آباء کے گناہوں جیسے ہیں جو ہم دن کے وقت عمل کرتے ہیں رات کے وقت انہیں ہم سے بخش دیا جاتا ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے دین کے ساتھ دھوکہ کرتا پھر رجوع کرتا تو اس کے ساتھ دین میں سے کچھ بھی نہ ہوتا۔ وہ کسی آدمی سے ملتا جو اس کے لئے نفع و نقصان کا مالک نہ ہوتا۔ وہ کہتا اللہ کی قسم تو اس شان کا حامل ہے، شاید وہ لوٹے جبکہ وہ اسے اس کی ضرورت میں کچھ بھی فائدہ نہ دے حال یہ ہے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر ناراض کر لیا پھر پڑھا اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ (6)

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فتیل سے مراد وہ چیز ہے جو دو انگلیوں کے درمیان سے نکل جائے (7)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مختلف طرق سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فتیل یہ ہے کہ تو اپنی دو انگلیوں کو رگڑے تو جو چیز ان دونوں سے نکلے تو وہ فتیل ہے (8)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نقیر سے مراد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 153، بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 154 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 152
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 153 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 154 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 155 8۔ ایضاً

کھجور کی گٹھلی پر جو گڑھا ہوتا ہے جس سے کھجور کا درخت اگتا ہے اور فتیل سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو کھجور کی گٹھلی کے شق میں ہوتی ہے اور قطمیر سے مراد وہ چھلکا ہوتا ہے جو گٹھلی کے اوپر ہوتا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فتیل سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جو گٹھلی کے بطن کی جانب شق میں ہوتی ہے (2)۔

امام طستی اور ابن انباری نے الوقف والا بتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ لَا يُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا کے بارے میں بتایئے فرمایا وہ فتیل کی مثل بھی خیر و شر میں کمی نہیں کر سکتے، فتیل وہ چیز ہوتی ہے جو گٹھلی کے شق میں ہوتی ہے۔ عرض کی کیا عرب اس کا معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ زبیانی کا یہ شعر نہیں سنا۔

يَجْمَعُ الجَيْشَ ذَاالَالُوْف وَيَغْزُوْ ثُمَّ لَا يَرْزَأُ الاَعَادِيَ فَتِيْلًا

وہ لاکھوں کا لشکر جمع کرتا ہے اور جنگ کرتا ہے پھر دشمنوں کو فتیلہ برابر نقصان بھی نہیں دیتا۔

أُعَاذِلُ بَعْضَ لومك لَاتلحى فَاِنَّ اللُّوْمَ لَا يُغْنِيْ فَتِيْلًا

میں تیری بعض ملامتوں سے الگ تھلگ ہو جاتا ہوں جو قابل ملامت کاموں پر نہیں ہوتی کیونکہ ملامت فتیلہ برابر فائدہ نہیں دیتی۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ نقیر سے مراد وہ گڑھا ہوتا ہے جو گٹھلی کی پشت پر اس کے وسط میں ہوتا ہے اور فتیل گٹھلی کے شق میں ہوتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں گٹھلی کو رگڑا جاتا ہے تو اس کی میل سے جو چیز نکلتی ہے اسے فتیل کہتے ہیں۔ قطمیر سے مراد گٹھلی کا لفافہ انڈے کی جھلی اور قصبہ (سرکنڈہ) کی جھلی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطیہ جدلی سے روایت نقل کی ہے یہ تینوں چیزیں گٹھلی میں ہوتی ہیں قطمیر گٹھلی کے چھلکے کو کہتے ہیں۔ نقیر اسے کہتے ہیں جو گٹھلی کے وسط میں گڑھا ہوتا ہے اور فتیل اسے کہتے ہیں جو گٹھلی کے درمیان (شق میں) ہوتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا ہمارے گناہ بھی ایسے ہی ہیں جیسے ہماری اولادوں کے گناہ ہوتے ہیں جس روز ان کی پیدائش ہوتی ہے۔ اگر ان کے گناہ ہیں تو ہمارے بھی گناہ ہیں تو ہم ان کی مثل ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُنْظُرْ كَيْفَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ۗ وَ كَفٰى بِهٖۤ اِثْمًا مُّبِيْنًا آیت پڑھی (3)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ يَقُوْلُوْنَ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا سَبِيْلًا ﴿۵۱﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۗ وَ مَنْ يَّلْعَنِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1285، دار الصمیعی بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 156 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 153

نَصِيرًا ۝٥٢ أَمْ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّنَ الْمُلْكِ فَإِذًا لَّا يُؤْتُونَ النَّاسَ نَقِيرًا ۝٥٣

''کیا نہیں دیکھا تم نے ان لوگوں کی طرف جنہیں دیا گیا حصہ کتاب سے وہ (اب) اعتقاد رکھنے لگے ہیں جبت اور طاغوت پر اور کہتے ہیں ان کے بارے میں جنہوں نے کفر کیا کہ یہ کافر زیادہ ہدایت یافتہ ہیں ان سے جو ایمان لائے ہیں۔ یہی وہ (بدنصیب ہیں) جن پر لعنت کی ہے اللہ تعالیٰ نے اور جس پر لعنت بھیجے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کا کوئی مددگار۔ کیا ان کے لئے کوئی حصہ ہے، حکومت میں اگر ایسا ہوتا تو نہ دیتے یہ لوگوں کو تل برابر''۔

امام طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حیی بن اخطب اور کعب بن اشرف قریش کے پاس مکہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کرنے کا ان سے وعدہ کیا۔ تو قریش نے ان یہودیوں سے کہا تم پرانے علماء اور اہل کتاب ہو، ہمیں ہمارے بارے میں اور محمد کے بارے میں کچھ بتاؤ۔ یہودیوں نے کہا بتاؤ تمہارے کیا اوصاف ہیں اور محمد کے کیا کام ہیں؟ تو قریش نے کہا بلند کوہانوں والے اونٹ ذبح کرتے ہیں، پانی پر دودھ پلاتے ہیں، غلام آزاد کرتے ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں اور صلہ رحمی کرتے ہیں۔

یہودیوں نے پوچھا محمد کیا کرتے ہیں؟ تو قریش نے کہا وہ لاوراث ہے، ہماری رشتہ داریوں کو ختم کر دیا ہے، حاجیوں کے چور بنو غفار اس کے پیروکار ہیں، تو یہودیوں نے کہا تم اس سے بہت بہتر ہو اور زیادہ ہدایت یافتہ ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

یہ امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے مرسل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام احمد، ان جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کعب بن اشرف مکہ مکرمہ آیا تو قریش نے اس سے کہا تو مدینہ کا بہترین آدمی ہے اور ان کا سردار ہے۔ اس نے کہا بات ایسے ہی ہے۔ تو قریش نے کہا کیا تم اس لاوارث اور اپنی قوم سے کٹے ہوئے آدمی کو دیکھتے ہو جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ ہم سے بہتر ہے جبکہ ہم حاجیوں کی خدمت کرنے والے، بیت اللہ کے خادم اور حاجیوں کو پانی پلانے والے ہیں۔ تو کعب نے کہا تم اس سے بہتر ہو تو سورۂ کوثر نازل ہوئی اور یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کعب بن اشرف مشرکین مکہ کے پاس گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سرکشی پر ابھارا اور انہیں کہا کہ وہ حملہ کریں، ہم جنگ میں تمہارے ساتھ ہوں گے۔ تو قریش نے کہا تم اہل کتاب ہو اور وہ بھی صاحب کتاب ہے، ہمیں اطمینان نہیں کہ یہ تمہاری طرف سے کوئی چال ہو۔ اگر تو یہ ارادہ کرتا ہے کہ ہم تیرے ساتھ مل کر جنگ کریں تو ان بتوں کو سجدہ کرو اور ان دونوں پر ایمان لاؤ۔ اس نے ایسا ہی کیا پھر قریش نے

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 251 (11645)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد　2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1280، دار الصمیعی بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت

پوچھا بتاؤ ہم ہدایت پر ہیں یا محمد۔ ہم اونچی کوہانوں والے اونٹ ذبح کرتے ہیں، پانی پر دودھ پلاتے ہیں، صلہ رحمی کرتے ہیں، مہمان کی خدمت کرتے ہیں، اس بیت کا طواف کرتے ہیں جبکہ محمد نے رشتہ داری توڑ دی ہے اور اپنے شہر سے نکل گیا ہے تو کعب بن اشرف نے کہا تم اس سے بہتر اور زیادہ ہدایت یافتہ ہو، تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف کے حق میں نازل ہوئی اس نے کہا قریش کے کفار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے سدی سے وہ ابو مالک سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بنو نضیر کے یہودیوں کا معاملہ ہوا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عامریوں کی دیت ادا کرنے میں ان کی مدد کے لئے تشریف لائے تو بنو نضیر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے ارادہ سے آگاہ کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لے گئے۔ کعب بن اشرف وہاں سے بھاگا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ آ گیا۔ اس نے قریش سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف معاہدہ کیا۔ ابوسفیان نے کہا اے ابو سعید تم کتاب پڑھتے ہو اور علم رکھتے ہو جبکہ ہم علم نہیں رکھتے ہمیں بتاؤ کہ کیا ہمارا دین بہتر ہے یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین بہتر ہے؟ کعب نے کہا اپنا دین مجھ پر پیش کرو۔ ابوسفیان نے کہا ہم ایسی قوم ہیں جو اونچی کوہان والے اونٹ ذبح کرتے ہیں، حاجیوں کو پانی پلاتے ہیں، مہمانوں کی ضیافت کرتے ہیں، اپنے رب کے گھر کی نگہداشت کرتے ہیں اور ہم ان معبودوں کی عبادت کرتے ہیں جن کی ہمارے آباء پوجا کرتے تھے جبکہ محمد ہمیں یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ چھوڑ دیں اور ان کی پیروی کریں۔ تو کعب نے کہا تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے، اس دین پر ثابت قدم رہو، کیا تم دیکھتے نہیں کہ محمد گمان کرتے ہیں کہ انہیں تواضع کے ساتھ مبعوث کا گیا ہے جبکہ وہ جس عورت سے چاہتا ہے شادی کر لیتا ہے، ہم کوئی ایسا بادشاہ نہیں جانتے جو عورتوں کے بادشاہ سے بڑھ کر ہو، تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احزاب میں قریش، غطفان، بنو قریظہ کو جن لوگوں نے شریک کیا۔ وہ حیی بن اخطب، سلام بن ابی الحقیق، ابورافع، ربیع بن ابی الحقیق، عمارہ، وحوح بن عامر اور ہودہ بن قیس تھا۔ وحوح بن عامر اور ہودہ بنو وائل میں سے تھے جبکہ باقی سب بونضیر میں سے تھے۔ جب یہ لوگ قریش کے پاس آئے تو قریش نے کہا یہ یہودی علماء اور پہلی کتابوں کے عالم ہیں ان سے پوچھو کیا تمہارا دین بہتر ہے یا محمد کا دین بہتر ہے؟ تو قریش نے ان سے پوچھا تو ان یہودیوں نے کہا بلکہ تمہارا دین اس کے دین سے بہتر ہے اور تم ان سے اور ان کے پیروکاروں سے بہتر ہو۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی (4)۔

امام بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے تاریخ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بنو نضیر کا معاملہ ہوا جو ہوا تو کعب بن اشرف الگ تھلگ ہو گیا اور مکہ چلا گیا اور وہاں ہی رہنے لگا۔ اس نے کہا نہ میں اس کے خلاف کسی کی مدد کروں گا اور نہ ہی اس سے خود جنگ کروں گا۔ اسے مکہ مکرمہ میں کہا گیا اے کعب کیا ہمارا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 161، 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 162 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

دین بہتر ہے یا محمد اور اس کے ساتھیوں کا دین بہتر ہے؟ تو اس نے کہا تمہارا دین بہتر اور پرانا ہے جبکہ محمد کا دین نیا ہے تو اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف، حیی بن اخطب کے بارے میں نازل ہوئی جو بنونضیر کے دو یہودی تھے جو حج کے موقع پر مکہ آئے تو مشرکوں نے کہا کیا ہم زیادہ ہدایت یافتہ ہیں یا محمد اور ان کے ساتھی۔ ہم بیت اللہ کے خادم، پانی پلانے والے اور حرم والے ہیں دونوں نے کہا بلکہ تم محمد اور اس کے ساتھیوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہو جبکہ وہ دونوں جانتے تھے کہ وہ دونوں جھوٹے ہیں اس جھوٹ پر انہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ سے حسد نے ابھارا تھا (2)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جبت اور طاغوت دو پتھر تھے (3)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور رستہ نے ایمان میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد جادوگر اور طاغوت سے مراد شیطان ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مختلف سندوں سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد حیی بن اخطب اور طاغوت سے مراد کعب بن اشرف ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد بت ہیں اور طاغوت سے مراد جو بتوں کے سامنے ہوتا ہے وہ جھوٹ کو اسی سے تعبیر کرتے تا کہ لوگوں کو گمراہ کریں (8)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبت حبشہ کی زبان میں شیطان کا نام ہے اور طاغوت سے مراد عرب کے کاہن ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبت حبشہ کی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں اور طاغوت کاہن کو کہتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبت سے مراد حبشہ کی زبان میں جادوگر کو کہتے ہیں اور طاغوت سے مراد کاہن ہے۔

حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ طاغوت سے مراد جادوگر اور جبت سے مراد کاہن ہے۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 194، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 163
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 158
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1283، دار الصمیعی بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 160
6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 160
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 158

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ ہم کہا کرتے تھے کہ جبت سے مراد شیطان اور طاغوت سے مراد کاہن ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت لیث رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ جبت سے مراد کعب بن اشرف اور طاغوت سے مراد وہ شیطان ہے جو انسان کی شکل میں ہوتا ہے (2)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، نسائی اور ابن ابی حاتم نے حضرت قبیصہ بن مخارق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جانوروں کو اڑا کر فال لینا، بدشگونی لینا اور زمین پر کنکریاں مار کر فال لینا یہ سب جبت میں سے ہے (3)۔

امام رستہ نے ایمان میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ بات یہودیوں نے کی تھی وہ کہتے کہ قریش محمد اور اس کے ساتھیوں سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا کچھ حصہ نہیں، اگر ان کا کچھ حصہ ہوتا تو وہ لوگوں کو کچھ بھی عطا نہ کرتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر ان کا بادشاہت میں کوئی حصہ ہوتا تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ ذرہ برابر چیز نہ دیتے (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے پانچ سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نقیر سے مراد وہ نقطہ ہے جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے (5)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے نقیر کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا گٹھلی کی پشت پر جو گڑھا ہوتا ہے اور جس سے کھجور اگتی ہے تو نافع نے پوچھا کیا عرب اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَلَيْسَ النَّاسُ بَعْدَكَ فِيْ نَقِيْرٍ وَلَيْسُوْا غَيْرَ اَصْدَاءٍ وَهَامٍ

تیرے بعد لوگ کچھ بھی نہیں اور صدائے بازگشت اور کھوپڑی کے سوا کچھ بھی نہیں۔

امام ابن انباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نافع بن ازرق نے اسے کہا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاِذًا لَّا يُؤْتُوْنَ النَّاسَ نَقِيْرًا کے بارے میں بتاؤ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا گٹھلی کی پشت پر جو نشان ہوتا ہے اسے نقیر کہتے ہیں۔ اس بارے میں شاعر نے کہا:

لَقَدْ رَزَحَتْ كِلَابُ بَنِيْ زُبَيْرٍ فَمَا يُعْطُوْنَ سَائِلَهُمْ نَقِيْرًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 159 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 160 3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 477، دار صادر بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 164 5۔ ایضاً

بنوز بیر کے کتے کمزوری کی وجہ سے زمین پر گرے پڑے ہیں، وہ اپنے سائل کو نقیر (کچھ) بھی نہیں دیتے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ نقیر ہے اور انگوٹھے کے سرے کو انگشت شہادت کے باطن پر رکھا پھر اسے بجایا (1)۔

اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ فَقَدْ اٰتَيْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ اٰتَيْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِيْمًا ﴿۵۴﴾ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ وَ مِنْهُمْ مَّنْ صَدَّ عَنْهُ ؕ وَ كَفٰى بِجَهَنَّمَ سَعِيْرًا ﴿۵۵﴾

''کیا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس نعمت پر جو عطاء فرمائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (وہ حسد کی آگ میں جلا کریں) ہم نے تو مرحمت فرمادی ہے ابراہیم کے گھرانے کو کتاب اور حکمت اور عنایت فرمادی ہے انہیں عظیم الشان سلطنت۔ تو ان سے کوئی ایمان لایا اس کے ساتھ اور کسی نے منہ پھیر لیا اس سے اور کافی ہے (انہیں جلانے کے لئے) جہنم کی دہکتی ہوئی آگ''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابی منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب نے کہا (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گمان ہے کہ انہیں تواضع کا حکم دیا گیا ہے جبکہ ان کی نو عورتیں ہیں، ان کا مقصد ہی نکاح کرنا ہے، ان سے کون بادشاہ بڑھ کر ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ آیت میں مُّلْكًا عَظِيْمًا سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملک ہے (2)۔

امام ابن منذر نے عطیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا کہ تم یہ گمان رکھتے ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تواضع اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے، جبکہ ان کی نو بیویاں ہیں کون ان سے بڑا بادشاہ ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (3)۔

امام ابن منذر اور طبرانی نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آیت میں الناس سے مراد ہم لوگ ہیں نہ کہ کوئی اور (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس جگہ الناس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 165 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 168 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 146 (11313) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 166

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس جگہ النّاس سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی حضور ﷺ سے حسد کرتے جب نبی آخر الزمان کا ظہور ان میں سے نہ ہوا اور انہوں نے آپ کا انکار کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو ستر سے اوپر نو جوان عطا کیے گئے تو یہودیوں نے حضور ﷺ سے حسد کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت سے مراد یہودی ہیں جنہوں نے عربوں سے حسد کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے نبی کو مبعوث فرمایا تو یہودیوں نے ان سے حسد کیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فضل سے مراد نبوت ہے (3)۔

امام ابوداؤد اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے (4)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بندے کے پیٹ میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہو سکتے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آل ابراہیم سے یہاں سلیمان اور داؤد علیہما السلام ہیں، حکمت سے مراد نبوت ہے اور ملک عظیم سے مراد عورتوں میں بادشاہت ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے یہ حلال ہوا کہ وہ ننانوے عورتوں سے شادی کریں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے حلال تھا کہ وہ سو عورتوں سے شادی کریں۔ حضور ﷺ کے لئے اتنی عورتوں سے شادی کرنا حلال نہ ہوا جتنی عورتوں سے شادی کرنا ان کے لئے حلال تھا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی پشت میں سو مردوں کی قوت تھی۔ آپ کی تین سو بیویاں تھیں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔

امام حاکم نے مستدرک میں حضرت محمد بن کعب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں تھیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ہمام بن حارث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک عظیم سے مراد یہ ہے کہ ان انبیاء کو فرشتوں اور لشکروں کی تائید حاصل تھی (7)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ملک عظیم سے مراد نبوت ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 167 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 266 (6608)
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 267 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 169 7۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ بِهٖ سے مراد یہ ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگ قرآن حکیم پر ایمان لائے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور کچھ ایمان نہ لائے اور اتباع نہ کی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے فصل کاشت کی اور اسی سال لوگوں نے بھی فصل کاشت کی۔ لوگوں کی کھیتی ضائع ہوگئی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کھیتی خوب پھلی پھولی۔ لوگ آپ کے محتاج ہوگئے۔ لوگ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے۔ آپ سے غلہ کا سوال کرتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا جو ایمان لے آئے گا میں اسے غلہ دوں گا اور جو ایمان نہیں لائے گا میں اسے غلہ نہیں دوں گا۔ ان میں سے جو ایمان لے آیا نہیں آپ نے غلہ عطا فرمادیا اور جنہوں نے انکار کیا وہ کچھ نہ لے سکے۔ اس آیت کریمہ کا یہی مصداق ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی آل ابراہیم سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے بنی ہاشم تم یہ ارادہ کرتے ہو کہ جس طرح تم نبوت کے مستحق بنے ہو اسی طرح خلافت کے بھی مستحق بن جاؤ جبکہ یہ دونوں چیزیں جمع نہیں ہوتیں۔ تم یہ خیال کرتے ہو کہ بادشاہت تمہارے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تمہارا یہ کہنا کہ ہم نبوت کی وجہ سے خلافت کے مستحق ہیں اگر ہم نبوت کی وجہ سے اس کے مستحق نہ بنیں تو کس وجہ سے مستحق بنیں؟ جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ نبوت اور خلافت ایک آدمی میں جمع نہیں ہوتیں تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہوگا تو آپ نے مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی۔ کتاب سے مراد نبوت، حکمت سے مراد سنت اور ملک سے مراد خلافت ہے۔ ہم سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ اللہ کا حکم ہمارے بارے میں ایک ہے۔ سنت ہمارے اور ان کے لئے جاری ہے۔ جہاں تک تمہارا یہ کہنا ہے کہ ہمارا گمان ہے کہ ہمارے لئے حکومت ہے، کتاب اللہ میں گمان کرنا شک ہے ہر کوئی گواہی دیتا ہے کہ حکومت ہمارے لئے ہے۔ تم لوگ ایک دن مالک نہیں بنتے مگر ہم دو دن مالک ہوتے ہیں اور تم ایک ماہ مالک نہیں بنتے مگر ہم دو ماہ مالک ہوتے ہیں، تم ایک سال مالک نہیں ہوتے مگر ہم دو سال مالک ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا سَوْفَ نُصْلِيْهِمْ نَارًا ؕ كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝٥٦ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 170، دار احیاء التراث العربی بیروت

تَجۡرِیۡ مِنۡ تَحۡتِہَا الۡاَنۡہٰرُ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ لَہُمۡ فِیۡہَاۤ اَزۡوَاجٌ مُّطَہَّرَۃٌ ۫ وَّ نُدۡخِلُہُمۡ ظِلًّا ظَلِیۡلًا ﴿۵۷﴾

''بے شک جنہوں نے انکار کیا ہماری آیتوں کا ہم ڈال دیں گے انہیں آگ میں۔ جب کبھی پک جائیں گے ان کی کھالیں تو بدل کر دے دیں گے ہم انہیں کھالیں دوسری تاکہ وہ (مسلسل) چکھتے رہیں عذاب کو۔ بے شک اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل بھی کیے عنقریب ہم داخل کریں گے انہیں باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ رہیں گے ان میں تا ابد۔ ان کے لئے ان باغوں میں پاکیزہ بیویاں ہوں گی اور ہم داخل کریں گے انہیں گھنے سایہ میں''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ثویر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی جب ان کی جلدیں جل جائیں گی تو ہم ان کی جلدیں بدل دیں گے جو کاغذ کی طرح سفید ہوں گی (1)۔

امام طبرانی نے اوسط میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت نافع رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ آیت پڑھی گئی تو حضرت معاذ نے کہا اس آیت کی تفسیر میرے پاس ہے، فرمایا ایک ساعت میں سو دفعہ اس کی جلد بدلی جائے گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح سنا ہے (2)۔

امام ابن مردویہ اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر کے پاس یہ آیت تلاوت کی تو کعب الاحبار نے کہا اس آیت کی تفسیر میرے پاس ہے جو میں نے اسلام لانے سے پہلے پڑھی تھی۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کعب بیان کرو، اگر تم نے اس کی تفسیر اسی طرح کی جس طرح ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہے تو ہم تیری تصدیق کریں گے۔ تو کعب الاحبار نے کہا میں نے اسلام سے قبل یوں پڑھا تھا کہ ایک ساعت میں ایک سو بیس دفعہ اسے تبدیل کیا جائے گا۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسی طرح سنا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ان آدمیوں کو دن میں ستر ہزار بار جلایا جائے گا۔ جب بھی ان کی جلدیں پک جائے گی اور ان کا گوشت کھالیا جائے گا تو انہیں کہا جائے گا لوٹ جاؤ تو لوٹ آئیں گے۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آگ انہیں پکڑ لے گی اور ان کی جلدیں کھا جائے گی یہاں تک کہ ان جلدوں کو گوشت سے ہٹا دیا جائے گا اور آگ ہڈیوں تک پہنچ جائے گی اور ان کی جلدیں بدل جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں سخت عذاب کا مزا چکھائے گا۔ یہ ان کے لئے ہمیشہ ہمیشہ رہے گا کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جھٹلایا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 171 2۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 62 (10933) دار الفکر بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن یزید حضرمی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں یہ خبر پہنچی ہے کہ کافر کی سو جلدیں بنائی جائیں گی اور ہر جلد کے درمیان عذاب کی ایک قسم ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے سنا کہ پہلی کتاب میں لکھا ہوا ہے اس میں سے کہ ہر ایک کی جلد چالیس ہاتھ ہوگی، اس کا دانت ستر ہاتھ، اس کا پیٹ اتنا بڑا کہ اس میں پہاڑ سما جائے جب آگ ان کی جلدیں کھا جائے گی تو ان کی جلدیں بدل جائیں گی (1)۔

امام ابن ابی دنیا نے صفۃ النار میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے مجھ سے راز کی بات کی فرمایا اے حذیفہ جہنم میں آگ کے درندے، آگ کے کتے، آگ کے آنکڑے اور آگ کی تلواریں ہوں گی۔ فرشتوں کو بھیجا جائے گا جو جہنمیوں کو ان آنکڑوں سے تالوؤں کے ساتھ لٹکائیں گے اور وہ انہیں ان تلواروں کے ساتھ ایک ایک عضو کر کے کاٹیں گے اور ان کے جسم کے ٹکڑے ان درندوں اور کتوں کے سامنے پھینک دیں گے۔ جب بھی وہ اس کا عضو کاٹیں گے تو اس کی جگہ نیا عضو پیدا ہو جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تو جانتا ہے کہ کافر کی جلد کتنی موٹی ہوگی؟ فرمایا نہیں۔ کہا کافر کی جلد بیالیس ہاتھ موٹی ہوگی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کافر کی جلد چالیس ہاتھ ہوگی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جہنمی جہنم میں بہت بڑے ہوں گے یہاں تک کہ ایک اتنی اتنی مسافت تک پھیل جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کی داڑھ احد پہاڑ جتنی ہوگی (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ ظِلًّا ظَلِيْلًا سے مراد عرش کا سایہ ہے جو ختم نہیں ہوگا۔

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمٰنٰتِ إِلٰٓى أَهْلِهَا ۙ وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ۭ إِنَّ اللَّهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ۭ إِنَّ اللَّهَ كَانَ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۵۸﴾

”بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے تمہیں کہ (ان کے) سپرد کرو امانتوں کو جو ان کے اہل ہیں اور جب بھی فیصلہ کرو لوگوں کے درمیان تو فیصلہ کرو انصاف سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت ہی اچھی بات کی نصیحت کرتا ہے تمہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ سننے والا ہر چیز دیکھنے والا ہے“۔

امام ابن مردویہ نے کلبی کے واسطہ سے ابو صالح سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 171　2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 53 (34155) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ ایضاً　4۔ ایضاً (34153)

جب حضور ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کیا تو آپ ﷺ نے عثمان بن ابی طلحہ کو بلایا جو وہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ فرمایا چابی مجھے دو وہ چابی لے آیا جب اس نے چابی دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حضرت عباس آگے ہوئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان حاجیوں کو پانی پلانے کے ساتھ یہ شرف بھی مجھے عطا کیجئے عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عثمان چابی مجھے دو۔ عثمان نے چابی دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو حضرت عباس نے پہلے والی بات کی۔ حضرت عثمان نے اپنا ہاتھ روک لیا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عثمان اگر تو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو مجھے چابی دے دو۔ تو اس نے عرض کی اللہ تعالیٰ کی امانت کے ساتھ لو۔ حضور ﷺ اٹھے اور بیت اللہ شریف کا دروازہ کھولا تو کعبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر دیکھی جس کے پاس جوئے کے تیر تھے جن کے ساتھ حضرت ابراہیم علیہ السلام جوا کھیل رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مشرکوں کو ہلاک کرے شرک کہاں، حضرت ابراہیم علیہ السلام کہاں اور ان تیروں کی کیا حیثیت۔ پھر حضور ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا جس میں پانی تھا پہلے ان تیروں کو صاف کیا پھر اس پانی کے ساتھ اس تصویر کو صاف کیا بعد ازاں آپ مقام ابراہیم کی طرف نکلے جو کعبہ کی حدود میں تھا پھر فرمایا اے لوگو یہ قبلہ ہے پھر آپ نکلے بیت اللہ شریف کا طواف کیا پھر جبرئیل امین چابی کے بارے میں جو ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے اس کا حکم لے کر حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے عثمان بن طلحہ کو بلایا اور چابی اسے عطا کر دی پھر سورۂ نساء کی یہ آیت نمبر 58 پڑھی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان بن طلحہ کے حق میں نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے کعبہ کی چابی ان سے لی اور اس کے ساتھ فتح مکہ کے روز بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ باہر نکلے تو اس آیت کریمہ کی تلاوت کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے حضرت عثمان کو بلایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ جو آپ ﷺ تلاوت کر رہے ہیں۔ اس سے قبل آپ ﷺ کو تلاوت کرتے ہوئے نہیں سنا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بنو طلحہ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لو، دربانی تم سے کوئی نہیں چھینے گا مگر ظالم ہی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امور مملکت چلانے والوں کے بارے میں اور جنہیں وہ لوگوں کے معاملات سپرد کرتے ہیں ان کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے شہر بن حوشب سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امراء کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ امام پر لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے، وہ امانت ادا کرے۔ جب وہ ایسا کرے تو لوگوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5 صفحہ 175 — 2۔ معجم کبیر، جلد 11 صفحہ 120 (11235) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5 صفحہ 174 — 4۔ ایضاً

پر لازم ہے کہ وہ اس کی بات سنیں، اس کی اطاعت کریں اور جب انہیں بلایا جائے تو وہ اس کی دعوت پر لبیک کہیں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں امانت سے مراد حکومت ہے جو تم لوگوں کے سپرد کرتے ہو (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت نیک اور بد دونوں کو شامل ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان امانات سے مراد تیرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان معاملات ہیں۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہادت تمام گناہوں کو ختم کر دیتی ہے مگر امانت، قیامت کے روز ایک آدمی کو لایا جائے گا اگرچہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہوا ہوگا تو اسے کہا جائے گا امانت ادا کرو۔ تو وہ آدمی کہے گا امانت کہاں سے دوں جبکہ دنیا ختم ہو چکی ہے۔ تو کہا جائے گا اسے ہاویہ (جہنم) کی طرف لے جاؤ۔ اسے لے جایا جائے گا تو جہنم کی گہرائی میں اس کی امانت کی شکل بنائی جائے گی جو بالکل اس جیسی ہوگی جس دن اسے امانت دی گئی۔ وہ اس امانت کو اٹھائے گا اور اوپر چڑھے گا یہاں تک کہ وہ گمان کرے گا کہ وہ اس سے نکلنے والا ہے تو امانت اس کے کندھے سے سرک جائے گی اور جہنم میں گر پڑے گی تو وہ بھی اس میں گر پڑے گا۔ یہی سلسلہ یونہی چلتا رہے گا۔ ذاذان نے کہا میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے کہا کیا تو نے نہیں سنا جو تیرا بھائی ابن مسعود کہتا ہے۔ انہوں نے کہا ابن مسعود نے سچ کہا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور یہ آیت تلاوت کی نماز میں امانت ہے، جنابت میں غسل امانت ہے، بات چیت میں امانت ہے، ناپنے اور وزن کرنے میں امانت ہے، قرض میں امانت ہے اور سب سے شدید ودیعت میں امانت ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ خوشحال اور تنگ دست کسی کو اس میں رخصت نہیں (4)۔

امام ابن جریر نے قتادہ سے وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کہا کرتے تھے جو آدمی تیرے پاس امانت رکھتا ہے اس کو امانت ادا کرو اور جو آدمی تجھ سے خیانت کرے اس سے خیانت نہ کرو (5)۔

امام ابوداؤد، ترمذی، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوصالح رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے یہی روایت کی (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 173 2۔ ایضاً جلد 5، صفحہ 174 3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 323 (5266)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 175 5۔ ایضاً جلد 5، صفحہ 176 6۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 319 (5252)

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزیں جس میں ہوں خالص منافق ہے اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور گمان یہ کرے کہ وہ مسلمان ہے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے (1)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں (2)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب چار چیزیں تجھ میں ہیں تو دنیا میں سے جو چیز فوت ہوگئی اس کی وجہ سے تم پر کوئی پکڑ نہیں۔ امانت کی حفاظت، سچی گفتگو، حسن اخلاق اور پاکیزہ لقمہ (3)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے لوگوں سے امانت اٹھالے جائے گی اور جو چیز سب سے آخر تک باقی رہے گی وہ نماز ہے۔ بعض نمازیوں میں کوئی خیر نہیں (4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس امت سے سب سے پہلے حیاء اور امانت اٹھالی جائے گی، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان دونوں کا سوال کرو (5)۔

امام عبدالرزاق اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی کی نماز اور روزے کو نہ دیکھو بلکہ جب وہ بات کرے تو اس کے قول کی سچائی کو دیکھو، جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کی امانت کو دیکھو اور اس کی پرہیزگاری کو دیکھو جب اسے شفا نصیب ہو (6)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (7)۔

امام میمون بن مہران سے مروی ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جو نیک اور گناہ گار کو دی جائیں صلہ رحمی کی جائے خواہ رشتہ دار نیک ہوں یا گناہ گار ہو، امانت ادا کی جائے گی خواہ نیک کی ہو یا فاجر کی اور وعدہ کو پورا کیا جائے وہ نیک کے لئے ہو یا گناہ گار کے لئے۔

امام سفیان بن عیینہ سے منقول ہے جس کے پاس کوئی مال نہ ہو تو وہ امانت کو راس المال بنالے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس گھر میں خیانت ہو اس میں برکت نہیں ہوتی۔

امام ابوداؤد، ابن حبان، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے ابو یونس سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا اور وہ اپنے انگوٹھے اپنے دونوں کانوں پر اور ساتھ والی انگلیاں اپنی آنکھوں پر رکھتے اور

1۔ صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 147 (207)، بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 320 (5254)، دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 321 (58-5257) 4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 325 (5274) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 326 (5276)
6۔ ایضاً (5278) 7۔ ایضاً (5279)

کہتے میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح پڑھتے ہوئے سنا اور انگلیاں رکھتے ہوئے (دیکھا)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عقبہ بن عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ یہ تلاوت کر رہے تھے یعنی وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ ۚ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾

"اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ تعالیٰ کی اور اطاعت کرو (اپنے ذی شان) رسول کی اور حاکموں کی جو تم میں سے ہوں۔ پھر اگر جھگڑنے لگو تم کسی چیز میں تو لوٹا دو اسے اللہ اور (اپنے) رسول (کے فرمان) کی طرف اگر تم ایمان رکھتے ہو اللہ پر اور روز قیامت پر۔ یہی بہتر ہے اور بہت اچھا ہے اس کا انجام"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کتاب وسنت کی اتباع ہے اور اولی الامر سے مراد صاحب فقہ اور صاحب علم ہے (1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن حذافہ کے بارے میں نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک سریہ (لشکر) میں بھیجا تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے ایک سریہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھیجا جس میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ تھے۔ یہ لشکر اس قوم کی طرف چلا جس کا یہ قصد کر رہے تھے۔ جب ان کے قریب پہنچے تو رات کو آرام کیا ذو العیینتین قوم کے پاس آیا، ان کو لشکر کے بارے میں بتایا۔ قوم کے لوگ بھاگ گئے۔ صرف ایک آدمی رہ گیا۔ اس نے گھر والوں کو حکم دیا تو انہوں نے اپنا سامان جمع کیا پھر رات کی تاریکی میں آیا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے لشکر میں پہنچا اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ پھر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، کہا اے ابو یقظان میں مسلمان ہو چکا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ، میری قوم کے لوگوں نے جب تمہارے بارے میں سنا تو بھاگ گئے، صرف میں رہ گیا ہوں، کیا میرا اسلام کل مجھے نفع دے گا ورنہ میں بھی بھاگ جاؤں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں تیرا اسلام تجھے نفع دے گا، تو اپنے گھر ٹھہرا رہ۔ جب صبح ہوئی تو حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا تو اس آدمی کے سوا کوئی آدمی نہ پایا، اسے پکڑ لیا اور اس کا مال بھی چھین لیا، خبر حضرت عمار رضی اللہ عنہ تک پہنچی۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے، کہا اس آدمی کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

آزاد کردو کیونکہ یہ مسلمان ہو چکا ہے اور میری امان میں ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا تم اسے کس طرح امان دے سکتے ہو۔ دونوں نے ایک دوسرے کو برا بھلا کیا اور معاملہ نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کی امان کو جائز قرار دیا اور انہیں آئندہ امیر کی اجازت کے بغیر کسی کو امان دینے سے منع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ کے پاس بھی دونوں صحابہ نے ایک دوسرے سے جھگڑا کیا۔ حضرت خالد نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا اس بے نسل غلام کو اجازت دیں گے کہ مجھے گالی دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے خالد عمار کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ جو آدمی بھی عمار کو برا بھلا کہے گا اللہ تعالیٰ اسے برا بھلا کہے گا اور جو عمار سے ناراض ہوگا، اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگا جو عمار پر لعنت کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرے گا حضرت عمار رضی اللہ عنہ ناراض ہو گئے اور اٹھ گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے اٹھے اور آپ کا کپڑا پکڑ لیا، معذرت کی تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ راضی ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن عساکر نے سدی کی سند سے ابو صالح سے اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اولی الامر سے مراد حضور ﷺ کے دور میں سرایا کے امیر ہیں (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد تمہارے امیر ہیں اور ایک روایت میں یہ ہے کہ یہ سرایا کے امیر ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد سابقہ آیت کا مصداق لوگ ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی (4)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ ابی نے کہا اس سے مراد سلاطین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم پر اطاعت لازم ہے، تم پر اطاعت لازم ہے اطاعت میں آزمائش ہے اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو یہ حکومت انبیاء میں رکھتا یعنی لوگوں کے لئے حکمران اور انبیاء ساتھ ساتھ بھیجتا، کیا تم نہیں دیکھتے جب انہوں نے حضرت یحییٰ بن زکریا کے قتل کا حکم دیا (5)۔

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حکم سنو اور اس کی اطاعت کرو اگرچہ تم پر کوئی حبشی حاکم بنا دیا جائے گویا اس کا سر کشمش کے دانے جتنا ہو (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 177,79 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 178

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1287، دار الصمیعی الریاض 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 176 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 178

6۔ صحیح بخاری، کتاب الاحکام، جلد 4، صفحہ 314 (6997) دار ابن کثیر دمشق

امام احمد، امام ترمذی، امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے ہوئے سنا فرمایا اپنے رب کی امامت کرو، پانچوں نمازیں پڑھو، ماہ رمضان کے روزے رکھو، اپنے مال کی زکوٰۃ دو، اور اپنے امیر کی اطاعت کرو تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد فقہاء اور دین دار لوگ، اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار جو دین کے معانی کو جانتے ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی اطاعت لوگوں پر لازم کی ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد فقہاء اور نیک لوگ ہیں (3)۔

امام ابن عدی نے کامل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد علماء ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اولی الامر کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد فقہاء اور علماء ہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ، فقہاء اور دین دار لوگ ہیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد علماء ہیں کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ (النساء:83) (6)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں جو داعی بھی ہیں اور راوی بھی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اولی الامر سے مراد حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان، حضرت علی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے امہات الاولاد کے بارے میں پوچھا گیا فرمایا وہ آزاد ہیں پوچھا گیا تم کس دلیل سے یہ کہتے ہو۔ فرمایا قرآن حکیم سے۔ لوگوں نے پوچھا کس آیت سے؟ فرمایا اللہ

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 15 (7348) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 179
3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 418 (32533) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1287، دار الصمیعی الریاض
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 80-179
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 169

تعالیٰ کا فرمان ہے اور یہ آیت پڑھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولی الامر میں سے تھے، انہوں نے فرمایا تھا وہ لونڈی آزاد ہے اس لونڈی کا حمل گر گیا تھا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ مسلمان آدمی پر امیر کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا لازم ہے۔ وہ بات پسند کرے یا ناپسند کرے مگر اس صورت میں کہ اسے نافرمانی کا حکم دیا جائے جسے نافرمانی کا حکم دیا جائے نہ اس پر حکم سننا لازم ہے اور نہ اس کی اطاعت کرنا لازم ہے(2)۔

ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے بعد تم پر حکمران ہوں گے نیک نیکی کے ذریعے اور برے برائی کے ذریعے والی ہوں گے ان کی بات سنو ان کا جو حکم حق کے موافق ہو اس کی اطاعت کرو، ان کے پیچھے نماز پڑھو اگر وہ اچھے اعمال کریں تو انہیں اور تمہیں فائدہ ہے۔ اگر برے اعمال کریں تو تمہیں فائدہ ہوگا اور ان پر وبال جان ہوگا(3)۔

امام احمد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں ارشاد فرمائیں، اگر ہم پر حکمران ہوں جو آپ کے طریقہ پر نہ چلیں اور آپ کے حکم کو نہ اپنائیں تو آپ ان کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ کرے اس کی اطاعت لازم نہیں(4)۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو یعلی، ابن حذیفہ، ابن حبان اور حاکم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علقمہ بن بجزر کو ایک مہم پر روانہ کیا۔ اس لشکر میں، میں بھی تھا۔ جب ہم روانہ ہوئے تو انہوں نے لشکر کے ایک طائفہ کو اجازت دی ان پر عبد اللہ بن حذافہ بن قیس سہمی کو امیر بنایا یہ بدری صحابی تھے۔ ان میں دعابہ بھی تھے ہم راستہ میں اترے لشکر نے آگ جلائی تاکہ اپنے لئے کھانا بنائیں تو حضرت عبد اللہ نے کہا کیا تم پر میرا حکم سننا اور میری اطاعت لازم نہیں تو لشکر کے افراد نے کہا کیوں نہیں تو کہا میں تمہیں جو حکم دوں تم نے وہ کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں، ہم ضرور کریں گے۔ تو حضرت عبد اللہ نے کہا میں اپنے حق اور اطاعت کی تمہیں قسم دیتا ہوں کہ تم اس آگ میں کود جاؤ۔ لوگ اٹھے اپنی کمریں کسیں یہاں تک کہ حضرت عبد اللہ نے گمان کیا کہ وہ اس میں کود جائیں گے۔ حضرت عبد اللہ نے کہا اپنے آپ کو روک لو میں تو تمہارے ساتھ مذاق کر رہا تھا۔ جب یہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو واقعہ عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو تمہیں نافرمانی کا حکم دے تو اس کی اطاعت نہ کرنا(5)۔

امام ابن ضریس نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ پہلی کتاب میں لکھا ہوا ہے جس نے کسی کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں دیکھا جبکہ اس پر دیکھنے والے کی اطاعت لازم تھی تو دیکھنے والے کا عمل اللہ تعالیٰ قبول نہ کرے گا جب تک وہ اسی حالت

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1292، دار الصمیعی الریاض 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 44-543 (33707)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 180 4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 545 (33717)

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 544 (33708)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

میں رہے گا اور جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر راضی ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کا عمل قبول نہیں کرے گا جب تک وہ اس حالت میں رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق میں سے کسی کی اطاعت جائز نہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی کو عامل مقرر کرتے تو اس کے عہد نامہ پر لکھتے اس کی بات سنو اور جب تک تم میں یہ عدل کرے اس کی اطاعت کرو (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بات سنو اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر حبشی غلام جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں امیر بنا دیا جائے۔ اگر وہ تجھے تکلیف دے تو صبر کر۔ اگر تجھے محروم رکھے تو صبر کر۔ اگر وہ ایسے امر کا ارادہ کرے جو تیرے دین میں نقص پیدا کرے تو کہہ دے میرا خون میرے دین سے کم مرتبہ ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے ابوسفیان سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت عبد اللہ بن زبیر نے خطبہ ارشاد فرمایا جس طرح تم دیکھ رہے ہو ہم آزمائش میں ڈال دیے گئے، ہیں ہم تمہیں جو حکم دیں اس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو تو تم پر ہماری بات سننا اور اطاعت کرنا لازم ہے۔ اگر ہم لوگ ایسا حکم دیں جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت نہ ہو تو تم پر ہماری اطاعت لازم نہیں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام ترمذی نے حضرت ام الحسین الاخمسیہ رحمہا اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ پر چادر تھی جس میں آپ لپٹے ہوئے تھے۔ وہ ارشاد فرما رہے تھے اگر تم پر ایسا حبشی غلام امیر بنا دیا جائے جس کے اعضاء کٹے ہوئے ہوں تو اس وقت تک اس کی بات سنو اور اطاعت کرو جب تک اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق تمہاری قیادت کرے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ حکم سنیں اور اس کی اطاعت کریں جب انہیں دعوت دی جائے تو وہ لبیک کہیں (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی انسان کی اطاعت جائز نہیں (8)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 545 (33717) کتاب السیر — 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 544 (33715)
3۔ ایضاً (33716) — 4۔ ایضاً (33711)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 543 (33707) — 6۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 19-418 (32538)
7۔ ایضاً۔ جلد 6، صفحہ 418 (32532) — 8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 544 (33710)

میں کسی بشر کی اطاعت جائز نہیں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا ایک انصاری کو اس پر امیر بنایا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا کہ امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں، لشکریوں نے امیر کو کسی بات پر ناراض کر دیا تو اس نے انہیں حکم دیا کہ لکڑیاں جمع کرو۔ انہوں نے لکڑیاں جمع کیں، حکم دیا آگ جلاؤ۔ سپاہیوں نے آگ جلائی۔ کہا کیا تمہیں حکم نہیں دیا گیا کہ تم امیر کی بات کو سننا اور اس کی اطاعت کرنا؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں۔ تو حکم دیا آگ میں داخل ہو جاؤ۔ صحابہ نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کہا ہم آگ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف بھاگے تھے۔ تو امیر کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا اور آگ بجھ گئی۔ جب یہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ واقعہ ذکر کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم اس میں داخل ہو جاتے تو اس سے نہ نکل سکتے بے شک امیر کی اطاعت نیکی میں ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ زیاد نے حکم بن عمرو غفاری کو ایک لشکر پر امیر بنایا تو اسے حضرت عمران بن حصین ملے فرمایا کیا تم جانتے ہو میں کیوں تیرے پاس آیا ہوں؟ کیا تجھے یاد نہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تک یہ خبر پہنچی کہ امیر نے حکم دیا اٹھو اور آگ میں کود جاؤ تو ایک آدمی اس میں چھلانگ لگانے کے لئے اٹھا پھر ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا تو وہ رک گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر وہ اس میں گر پڑتا تو جہنم میں داخل ہو جاتا، اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کوئی اطاعت نہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں میں جانتا ہوں تو عمران نے کہا میں نے تجھے یہی حدیث یاد دلانے کا ارادہ کیا تھا (3)۔

امام بخاری نے تاریخ میں، امام نسائی، امام بیہقی نے شعب میں حضرت حارث اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تجھے پانچ چیزوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا جماعت کے ساتھ رہو، امیر کی بات سنو، اس کی اطاعت کرو، (دین بچانے کے لئے) ہجرت کرو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو جو آدمی بالشت بھر جماعت سے الگ ہوا تو اس نے اپنی گردن سے اسلام کا پٹہ اتار دیا مگر یہ کہ وہ لوٹ آئے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے امراء کی اطاعت کرو۔ اگر وہ تمہیں ایسی بات کا حکم دیں جو میں تمہارے پاس لایا ہوں تو انہیں بھی اجر ملے گا اور تمہیں بھی ان کی اطاعت کی وجہ سے اجر ملے گا۔ اگر وہ تمہیں اس بات کا حکم دیں جو میں تمہارے لئے نہیں لایا تو اس کا وبال ان پر ہوگا اور تم اس سے بری ہو گے۔ جب تم اللہ سے ملاقات کرو تو کہنا اے ہمارے رب آج کوئی ظلم نہیں تو وہ ارشاد فرمائے گا آج کوئی ظلم نہیں، تم کہو گے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف رسول بھیجا۔ ہم نے تیرے حکم سے اس کی اطاعت کی، تو نے ہم پر خلیفے بنائے، ہم نے تیرے حکم سے ان کی اطاعت کی، تو نے ہم پر امیر بنائے، ہم نے تیرے حکم سے ان کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تم نے سچی بات کہی، اس کا وبال انہیں پر ہے جبکہ تم اس سے بری ہو (5)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 544 (33709) 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 543 (33706) 3۔ معجم کبیر، جلد 18 صفحہ 150 (324)
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 59 (7494) دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 61 (7499)

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم پر ایسے امیر ہوں گے جن سے دل مطمئن ہوں گے اور ان کے لئے جلدیں نرم ہوں گی۔ پھر تم پر ایسے امیر ہوں گے جن سے دل نفرت کریں گے اور جن سے جلدیں کانپیں گی۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم ان سے جنگ کریں؟ فرمایا نہیں جب تک وہ نماز پڑھتے ہیں (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تم میرے بعد ایسی چیزیں دیکھو گے جن کو تم ناپسند کرو گے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا جو تم پر فرض ہے اسے ادا کرو اور جو تمہارا حق ہے اللہ سے اس کا سوال کرو (2)۔

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا میرے بعد سلطان ہوگا۔ تم اسے ذلیل نہ کرنا، جس نے اس کو ذلیل کرنے کا ارادہ کیا اس نے اپنی گردن سے اسلام کے پٹے کو اتار دیا، اس کی طرف سے کوئی عمل قبول نہ ہوگا یہاں تک کہ اس رخنہ کو بند کر دے جو اس نے کیا ہے اور وہ ایسا کرنے والے نہیں پھر وہ اپنے رویہ سے پلٹ آئے اور ان میں سے ہو جائے جو اس سلطان کی عزت کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا کہ ہم تین چیزوں کے بارے میں مغلوب نہ ہوں، ہم نیکی کا حکم دیتے رہیں، برائی سے روکتے رہیں اور لوگوں کو سنتوں کی تعلیم دیتے رہیں۔

امام احمد نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو جماعت سے الگ ہوا اور امارت کو ذلیل کرنا چاہا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کے لئے کوئی حیثیت نہ ہوگی۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ سلطان کو برا بھلا نہ کہا کرو کیونکہ وہ اللہ کی زمین میں اس کا ظل ہے (3)۔

امام ابوسعید اور امام بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت محمد ﷺ کے اکابر صحابہ نے حکم دیا ہے کہ ہم اپنے امراء کو گالیاں نہ دیں، انہیں دھوکہ نہ دیں اور نہ ہی ان کی نافرمانی کریں ہم اللہ سے ڈریں اور صبر کریں کیونکہ امر قریب ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کو نیک امیر یا برا امیر ہی درست کر سکتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی نیک تو ٹھیک ہے، فاجر کس طرح اصلاح کرے گا۔ فرمایا فاجر کے ذریعے اللہ تعالیٰ امتوں کو پر امن بناتا ہے، اس کے ذریعے دشمنوں سے جہاد کیا جاتا ہے، اس کے ذریعے مال غنیمت لایا جاتا ہے، اس کے ذریعے حدود قائم کی

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 64 (7506)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 69 (7522)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 17 (7372)
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 64 (7507)

جاتی ہے، بیت اللہ کا حج کیا جاتا ہے اس کی حکومت میں مسلمان امن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے یہاں تک کہ اس کی اجل آجاتی ہے(1)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ کی یہ تفسیر کی ہے کہ اگر علماء میں تنازع ہو جائے تو اسے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی سنت کی طرف پھیرو پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رد کا مطلب اللہ تعالیٰ کی کتاب کی طرف لوٹانا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف رد کا مطلب جب تک حضور ﷺ ظاہری زندگی میں رہے تو آپ کی طرف لوٹانا اور جب پردے میں چلے گئے تو پھر آپ ﷺ کی سنت کی طرف لوٹانا ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ اور حضرت سدی رحمہما اللہ سے اس کی مثل قول نقل کیا ہے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے یہ ثواب اور طاقت کے اعتبار سے بہترین ہے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ جزاء کے اعتبار سے بہترین ہے(6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے تاویل کا معنی عاقبت نقل کیا ہے(7)۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ یَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ یَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَ یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۶۰﴾ وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ رَاَیْتَ الْمُنٰفِقِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۚ﴿۶۱﴾ فَكَیْفَ اِذَاۤ اَصَابَتْهُمْ مُّصِیْبَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ ثُمَّ جَآءُوْكَ یَحْلِفُوْنَ ۖۗ بِاللّٰهِ اِنْ اَرَدْنَاۤ اِلَّاۤ اِحْسَانًا وَّ تَوْفِیْقًا ﴿۶۲﴾ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ یَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ ۗ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ عِظْهُمْ وَ قُلْ لَّهُمْ فِیْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِیْغًا ﴿۶۳﴾

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 64 (7506) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 181 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 182
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً

''کیا نہیں دیکھا آپ نے ان کی طرف جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ وہ ایمان لائے اس (کتاب) کے ساتھ جو اتاری گئی آپ کی طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے (اس کے باوجود) چاہتے ہیں کہ فیصلہ کرانے کے لئے (اپنے مقدمات) طاغوت کے پاس لے جائیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا تھا کہ انکار کریں طاغوت کا اور چاہتا ہے شیطان کہ بہکا دے انہیں بہت دور تک۔ اور جب کہا جائے انہیں کہ آؤ اس (کتاب) کی طرف جو اتاری ہے اللہ نے اور (آؤ) رسول (پاک) کی طرف تو آپ دیکھیں گے منافقوں کو کہ منہ موڑ لیتے ہیں آپ سے روگردانی کرتے ہوئے۔ پس کیا حال ہوتا ہے جب پہنچتی ہے انہیں مصیبت بوجہ ان (کرتوتوں) کے جو آگے بھیجے ہیں ان کے ہاتھوں نے پھر حاضر ہوتے ہیں آپ کے پاس قسمیں اٹھاتے ہیں اللہ کی (کہتے ہیں بخدا) نہیں قصد کیا تھا ہم نے مگر بھلائی اور باہمی مصالحت کا۔ یہ لوگ ہیں خوب جانتا ہے اللہ تعالیٰ جو کچھ ان کے دلوں میں ہے (اے حبیب) چشم پوشی فرمایئے ان سے اور نصیحت کرتے رہیے انہیں اور کہیے انہیں تنہائی میں ایسی بات جو موثر ہو''۔

امام ابن ابی حاتم اور طبرانی نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ابو برزہ اسلمی کاہن تھا۔ جن معاملات میں ان کا باہم اختلاف ہوتا وہ ان میں فیصلہ کرتا۔ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ اس کے پاس فیصلہ کے لئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن اسحاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جلاس بن صامت توبہ سے پہلے، معتب بن قشیر، رافع بن زید اور بشیر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے۔ ان کی قوم کے مسلمانوں نے ایک جھگڑے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے کہا جبکہ انہوں نے مسلمانوں کو کاہنوں کے پاس جانے کے لئے کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی اور ایک مسلمان میں جھگڑا تھا، ایک روایت میں ہے ان میں سے ایک آدمی مسلمان ہونے کا گمان کرتا تھا۔ یہودی اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بلانے لگا کیونکہ اسے علم تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ میں رشوت نہیں لیتے۔ پھر ان دونوں کا اتفاق ہوا کہ وہ جہینہ کے ایک کاہن کے پاس جائیں گے تو یہ آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سلیمان تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرمی نے گمان کیا ہے کہ ایک یہودی مسلمان ہوا۔ اس مسلمان اور ایک یہودی کے درمیان کسی معاملہ میں جھگڑا تھا۔ یہودی نے اسے کہا چلو اللہ کے نبی کے پاس چلیں۔ تو مسلمان کو علم ہو گیا کہ نبی مکرم اس کے خلاف فیصلہ کریں گے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جانے سے انکار کر دیا۔ دونوں ایک کاہن کے پاس چلے گئے۔ دونوں نے اس کے سامنے فیصلہ کے لئے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (3)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 343 (12045) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 183 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 184

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت ایک انصاری اور ایک یہودی کے بارے میں نازل ہوئی جن کا کسی معاملہ میں جھگڑا تھا تو انہوں نے اپنا معاملہ مدینہ میں ایک کاہن کے پاس پیش کیا اور رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ میں ان پر عیب لگایا۔ ہمیں یہ بھی بیان کیا گیا کہ یہودی انصاری کو نبی کریم ﷺ کے پاس جانے کی دعوت دیتا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ فیصلہ اس کے خلاف نہیں ہوگا جبکہ انصاری ایسا کرنے سے انکار کرتا جو گمان کرتا تھا کہ وہ مسلمان ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا جو تم سنتے ہو۔ اس میں اس پر عیب بھی لگایا جو یہ گمان کرتا تھا کہ وہ مسلمان ہے اور صاحب کتاب پر بھی عیب لگایا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگ مسلمان ہوئے اور ان میں سے کچھ نے نفاق کیا۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے درمیان دور جاہلیت میں یہ طریقہ مروج تھا کہ جب بنو نضیر کا کوئی آدمی قتل ہوتا جسے بنو قریظہ کے کسی آدمی نے قتل کیا ہوتا تو بنو نضیر مقتول کے بدلے میں قاتل کو قتل کرتے۔ جب بنو قریظہ کا کوئی آدمی قتل ہوتا جسے بنو نضیر نے قتل کیا ہوتا تو وہ ساٹھ وسق کھجوروں کے دیت کے طور پر دیتے۔ جب بنو قریظہ اور بنو نضیر کے لوگ مسلمان ہو گئے تو بنو نضیر کے ایک آدمی نے بنو قریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تو دونوں نے اپنا جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ تو نضیری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم دور جاہلیت میں انہیں دیت دیتے تھے، آج بھی ہم انہیں دیت دیں گے۔ بنو قریظہ نے کہا نہیں بلکہ ہم نسب اور دین میں تمہارے بھائی ہیں اور ہمارے خون تمہارے خونوں جیسے ہیں لیکن تم دور جاہلیت میں ہم پر غالب رہتے تھے، اب اسلام آچکا ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں شرمندہ کرنے کے لئے یہ حکم جاری فرمایا وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (المائدہ:45) پھر نضیری کا قول ذکر کیا کہ ہم دور جاہلیت میں انہیں ساٹھ وسق دیتے تھے، ہم ان کے افراد کو قصاص میں قتل کرتے، وہ ہمارے افراد کو قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے۔ تو ارشاد فرمایا اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (المائدہ:50) تو بنو قریظہ نے بنو نضیر کے آدمی کو پکڑ لیا اور اپنے ساتھی کے بدلے میں اسے قتل کر دیا۔

بنو نضیر اور بنو قریظہ کے آدمیوں نے باہم فخر کیا تو بنو نضیر کے ایک آدمی نے کہا ہم تم سے زیادہ قریبی ہیں بنو قریظہ نے کہا ہم تم سے زیادہ معزز ہیں۔ یہ لوگ مدینہ میں ابو برزہ اسلمی کے پاس داخل ہوئے جو کاہن تھا۔ بنو قریظہ اور بنو نضیر کے منافق نے کہا ہمیں ابو برزہ اسلمی کے پاس لے چلو جو ہمارے درمیان فیصلہ کرے۔ انہوں نے اس کے پاس جانے کے لئے ایک دوسرے کو بلایا۔ منافقوں نے انکار کیا۔ وہ ابو برزہ کے پاس گئے اور اس سے سوال کیا۔ اس نے کہا لقمہ بڑا کرو۔ وہ کہتا اعظمو الخطر۔ انہوں نے کہا تیرے لئے دس وسق ہیں۔ اس نے کہا نہیں بلکہ میری دیت سو وسق ہے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میں بنو نضیر کے حق میں فیصلہ کروں تو بنو قریظہ مجھے قتل کر دیں۔ اگر بنو قریظہ کے حق میں فیصلہ کروں تو بنو نضیر مجھے قتل کر دیں گے تو انہوں نے دس وسق سے زیادہ دینے سے انکار کر دیا تو اس نے ان کے درمیان فیصلہ کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 184 2۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ طاغوت سے مراد یہودی ہے جسے کعب بن اشرف کہتے۔ جب انہیں کہا جاتا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف آؤ تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو انہوں نے کہا بلکہ ہم کعب بن اشرف کے پاس فیصلہ کے لئے جائیں گے تو آیت کا یہی مفہوم ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آپؐ کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک منافق اور ایک یہودی کا آپس میں تنازع ہوا۔ منافق نے کہا ہمیں کعب بن اشرف کے پاس لے چلو۔ یہودی نے کہا ہمیں نبی کریم ﷺ کے پاس لے چلو تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے دو صحابیوں کے درمیان جھگڑا تھا، ایک مومن تھا اور ایک منافق تھا۔ مومن نے نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا اور منافق نے کعب بن اشرف کے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا(3)۔

امام ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک منافق کے بارے میں نازل ہوئی جس کو بشر کہتے۔ اس نے ایک یہودی سے جھگڑا کیا۔ یہودی نے اسے حضور ﷺ کے پاس حاضر ہونے کے لئے کہا اور منافق نے اسے کعب بن اشرف کے پاس حاضر ہونے کو کہا۔ پھر دونوں نے اپنا مسئلہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ حضور ﷺ نے یہودی کے حق میں فیصلہ دیا۔ منافق راضی نہ ہوا، کہا ہم اپنا مسئلہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لے جاتے ہیں۔ یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے درمیان فیصلہ فرمایا مگر یہ آپ ﷺ کے فیصلہ پر راضی نہ ہوا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے منافق سے کہا کیا بات اس طرح ہے تو اس نے کہا جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہیں ٹھہرو یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندر تشریف لے گئے۔ اپنی تلوار نکالی پھر باہر تشریف لائے اور منافق کی گردن اڑا دی یہاں تک کہ وہ ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک سے آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ طاغوت سے مراد کعب بن اشرف ہے(4)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طاغوت سے مراد انسان کی صورت میں شیطان ہے جس کے پاس وہ اپنے فیصلے لے جاتے وہ ان کے حاکم ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ سے طواغیت کے بارے میں پوچھا جن کے پاس لوگ فیصلے لے جاتے فرمایا جہینہ میں ایک، بنو اسلم میں ایک، ہلال میں ایک اور ہر قبیلہ میں ایک آدمی ہوتا۔ یہ کاہن تھے جن کے پاس شیطان آتے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان نے منافق کو رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 185 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 186

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضری کے لئے کہا تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیصلہ فرمائیں (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے صدود کا معنی اعراض کرنا کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَكَيْفَ إِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے جب انہیں ان کی ذاتوں کے بارے میں مصیبت پہنچے اس نے قرآن میں موجود امر کی وضاحت کی یہ قرآن حکیم کی وعید میں سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے ان الفاظ کی یہ تفسیر نقل کی ہے جوان کے ہاتھوں نے اپنی ذاتوں کے بارے میں آگے بھیجا تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے مُّصِيْبَةٌ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ مُّصِيْبَةٌ سے مراد وہ سزا ہے جو ان کے نفاق اور اللہ تعالیٰ کا حکم ناپسند کرنے کی وجہ سے ملی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی اس بات کی وجہ سے ان سے اعراض کریں اور ان سے ان کے بارے میں اچھی بات کریں۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

"اور نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول مگر اس لئے کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے اذن سے اور اگر یہ لوگ جب ظلم کر بیٹھے تھے اپنے آپ پر حاضر ہوتے آپ کے پاس اور مغفرت طلب کرتے اللہ تعالیٰ سے نیز مغفرت طلب کرتا ان کے لئے رسول (کریم) بھی تو وہ ضرور پاتے اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول فرمانے والا نہایت رحم کرنے والا"۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ لوگوں پر رسولوں کی اطاعت واجب ہے، کوئی بھی کسی رسول کی اطاعت نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اطاعت کرتا ہے (2)۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک یہودی اور مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنا معاملہ کعب بن اشرف کے پاس پیش کیا تھا (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ استغفار کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کلام میں اور ایک عمل میں کلام میں استغفار اس لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَاۗءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ جہاں تک عمل کے ساتھ استغفار کا تعلق ہے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ (الانفال: 33) یہاں یہی مراد ہے، وہ ایسا عمل کریں جو مغفرت طلب کرنے والا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 186　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 188　3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 89-188

جبکہ تو جانتا ہے کہ لوگ جہنم میں داخل ہوں گے تو زبان سے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کر رہے ہوں گے جو اسلام کا دعوی کرتے ہوں گے اوران ملتوں سے بھی جو مسلمان نہیں۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿٦٥﴾

''پس (اے مصطفیٰ ﷺ) تیرے رب کی قسم! یہ لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حاکم بنائیں آپ کو ہر اس جھگڑے میں جو پھوٹ پڑا ان کے درمیان پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں تنگی اس سے جو فیصلہ آپ نے کیا اور تسلیم کر لیں دل وجان سے''۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداود، ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان اور بیہقی نے حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور وہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان کا ایک بدری صحابی سے چشمہ کے پانی کے بارے میں جھگڑا ہوا اور ہم نے اپنا معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ اس پانی سے دونوں اپنی کھجوروں کو سیراب کرتے تھے۔ انصاری نے کہا سیلابی پانی کو گزرنے دے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے انکار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے زبیر اپنی کھجوروں کو سیراب کر پھر اسے اپنے پڑوسی کی طرف جانے دے۔ انصاری غصے ہو گیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ فیصلہ اس لئے ہے کہ زبیر آپ کا پھوپھی زاد ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا رنگ متغیر ہو گیا پھر فرمایا اے زبیر اپنی کھجوریں سیراب کر پھر پانی روک لے یہاں تک کہ پانی باغ کی دیواروں تک جا پہنچے پھر اپنے پڑوسی کے لئے پانی چھوڑ۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کے حق کی رعایت کی جبکہ اس سے قبل رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر پر اپنی رائے پیش کی جس میں آپ ﷺ نے حضرت زبیر اور انصاری کے لئے سہولت کا ارادہ کیا جب انصاری نے رسول اللہ ﷺ کو غصہ دلایا تو رسول اللہ ﷺ نے واضح انداز میں حضرت زبیر کے حق کی رعایت کی۔ حضرت زبیر نے کہا میرا خیال ہے یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام حمیدی نے اپنی مسند، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے کبیر میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زبیر اور ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اپنا قصہ پیش کیا تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر کے حق میں فیصلہ کیا۔ آدمی نے کہا کہ حضور ﷺ نے حضرت زبیر کے حق میں اس لئے فیصلہ کیا کیونکہ وہ آپ کا پھوپھی زاد بھائی ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے پانی کے بارے

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد 1، صفحہ 33 (15) دار الکتب العلمیہ بیروت 1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 190، دار احیاء التراث العربی بیروت

میں جھگڑا کیا تھا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ پہلے اوپر والا اور پھر نیچے والا سیراب کرے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک یہودی اور ایک مسلمان کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے کعب بن اشرف کے سامنے جھگڑا پیش کیا تھا (1)۔

امام ابن جریر نے شعبی سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے مگر انہوں نے کہا وہ کاہن کے پاس اپنا معاملہ لے کر گئے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوالاسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو آدمیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں اپنا جھگڑا پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے درمیان فیصلہ کر دیا۔ جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا ہمیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے۔ تم دونوں عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ جب وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو آدمی نے کہا اے ابن خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے حق میں فیصلہ کیا ہے تو اس نے کہا ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں آپ کے پاس بھیج دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوسرے سے پوچھا کیا بات اسی طرح ہوئی ہے؟ تو اس نے کہا ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم یہیں ٹھہرو میں تمہارے پاس آتا ہوں اور تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تلوار لئے ان کی طرف آئے تو جس سے یہ کہا تھا ہمیں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو اس پر تلوار سے وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ دوسرا بھاگتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی قسم حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میرے ساتھی کو قتل کر دیا اگر میں ان سے بھاگ نہ جاتا تو وہ مجھے بھی قتل کر دیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرا گمان یہ نہیں تھا کہ عمر رضی اللہ عنہ دو مومنوں کو قتل کرنے کی جرأت کریں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو اس آدمی کا خون رائیگاں چلا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کے قتل سے بری ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے بعد میں اس طریقہ کو ناپسند کیا تو بعد والی آیات نازل ہوئی۔

امام حافظ دحیم اپنی تفسیر میں حضرت عتبہ بن ضمرہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ دو آدمیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جھگڑا پیش کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حق دار کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ تو جس کے خلاف فیصلہ ہوا تھا اس نے کہا میں راضی نہیں۔ ساتھی نے پوچھا تو کیا ارادہ رکھتا ہے؟ تو اس نے کہا میں یہ ارادہ رکھتا ہوں کہ تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جائے۔ دونوں آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو آپ نے فرمایا تمہارے لئے وہی فیصلہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا ہے۔ تو اس نے یہ بھی ماننے سے انکار کر دیا اور کہا ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ وہ دونوں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے۔ آپ باہر تشریف لائے جبکہ تلوار ان کے ہاتھ میں تھی۔ تو جس نے پہلے فیصلہ ماننے سے انکار کیا تھا اس کے سر پر تلوار ماری اور اسے قتل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 191　　2۔ ایضاً

کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت مکحول رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک منافق اور ایک مومن کے درمیان کوئی جھگڑا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے ان کے درمیان فیصلہ کرنا زیب نہیں دیتا جو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے اعراض کرتے ہیں۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، سب واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم دونوں جلدی نہ کرنا یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے۔ تلوار حمائل کی اور باہر نکلے اور منافق کو قتل کیا پھر فرمایا جو آدمی رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ سے راضی نہ ہو میں اس کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں۔ جبریل امین رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی عمر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر اللہ تعالیٰ نے حق اور باطل میں فرق کیا۔ اسی وجہ سے ان کا نام فاروق ہو گیا(1)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ کے بارے میں بتائیے فرمایا شَجَرَ کا معنی اَشْكَلَ ہے۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے زہیر کا شعر نہیں سنا، وہ کہتا ہے۔

مَتٰى تَشْتَجِرْ قَوْمٌ تَقِلُّ سُرَاتُهُمْ هُمْ بيننا فَهُمْ رِضًا وَهُمْ عَدْلٌ

جب قوم میں باہم جھگڑا کھڑا ہو جائے تو سردار کم پڑ جاتے ہیں، وہ ہمارے درمیان جھگڑا کرنے والے ہوتے ہیں، وہی راضی کرنے والے اور وہی عدل کرنے والے ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حرجا کا معنی شک نقل کیا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حرجا کا معنی گناہ نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو جس آدمی نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے جھگڑا کیا تھا جو انصاری تھا، کہا میں نے فیصلہ تسلیم کیا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے انصاری سے غسل جنابت کے بارے میں جھگڑا کیا۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا مجھے بتاؤ اگر میں مان لوں جو تم کہتے ہو، حکم اسی طرح ہے جس طرح تم کہتے ہو اس کے باوجود میں غسل کروں؟ تو انصاری نے اس سے کہا اللہ کی قسم نہیں یہاں تک کہ تیرے سینے میں رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ کے بارے میں کوئی تنگی نہ ہو۔ واللہ اعلم۔

وَ لَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْۤا اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوْا مِنْ دِيَارِكُمْ مَّا

1۔ نوادر الاصول، جلد 1، صفحہ 59، دار صادر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 189، دار احیاء التراث العربی بیروت

فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ؕ وَ لَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَ اَشَدَّ تَثْبِيْتًا ﴿۶۶﴾ وَّ اِذًا لَّاٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ لَّدُنَّاۤ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۶۷﴾ وَّ لَهَدَيْنٰهُمْ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۶۸﴾

''اور اگر ہم فرض کر دیتے ان پر کہ قتل کرواپنے آپ کو یا نکل جاؤ اپنے اپنے گھروں سے تو نہ بجالاتے اس کو مگر چند آدمی ان میں سے اور اگر وہ کرتے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہوتا بہتر ان کے لئے اور (اس طرح) سختی سے (اللہ کے احکام پر) ثابت قدم ہو جاتے تو اس وقت ہم بھی عطا فرماتے انہیں اپنے پاس سے اجر عظیم اور ضرور پہنچاتے انہیں سیدھے راستہ تک''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ عربوں کو اس طرح حکم دیا جاتا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کے صحابہ کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک دوسرے کو خنجروں سے قتل کریں (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے بارے میں نازل ہوئی اسی کے بارے میں وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ثابت بن قیس بن شماس اور ایک یہودی نے آپس میں باہم فخر کیا۔ یہودی نے کہا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض کیا کہ اپنے آپ کو مارو تو ہم نے اپنے آپ کو قتل کیا۔ ثابت نے کہا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ ہم پر اپنے آپ کو قتل کرنا فرض کرتا تو ہم بھی اپنے آپ کو قتل کر دیتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن اسحاق سبیعی نے روایت نقل کی ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو ایک آدمی نے کہا اگر ہمیں اس کا حکم دیا جاتا تو ہم ایسا کرتے تاہم الحمد للہ اس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا ہے۔ یہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایسے لوگ ہیں جن کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے (3)۔

امام ابن منذر نے اسرائیل کے واسطہ سے ابو اسحاق سے وہ زید بن حسن سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ انصار کے کچھ لوگوں نے کہا اللہ کی قسم اگر اللہ تعالیٰ ہم پر یہ فرض کر دیتا تو ہم اسے قبول کر لیتے۔ الحمد للہ اس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی بڑھ کر مضبوط ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ہشام رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو کچھ صحابہ نے کہا اگر ہمارا رب ایسا کرتا تو...... یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو فرمایا ایمان والوں کے دلوں میں ایمان مضبوط پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 192 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے شریح بن عبید سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی تو حضرت عبداللہ بن رواحہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا اور فرمایا اگر اللہ تعالیٰ یہ عمل فرض کر دیتا تو یہ بھی ان قلیل لوگوں میں سے ہوتے۔

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سفیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر یہ حکم نازل ہوتا تو ام عبد کا بیٹا ان میں سے ہوتا۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس قلیل جماعت میں شمار ہوتے جو حکم نازل ہونے کی صورت میں اپنے آپ کو قتل کر دیتے۔

امام ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ اس قلیل جماعت میں سے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے تَثْبِيْتًا کا معنی تصدیق کیا ہے (1)۔

وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِيْنَ ۚ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾ ذٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ عَلِيْمًا ﴿۷۰﴾

''اور جو اطاعت کرتے ہیں اللہ کی اور (اس کے) رسول کی تو وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین اور کیا ہی اچھے ہیں یہ ساتھی۔ یہ (محض) فضل ہے اللہ تعالیٰ کا اور کافی ہے اللہ تعالیٰ جاننے والا''۔

امام طبرانی، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ، ضیاء مقدسی نے صفۃ الجنۃ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا جبکہ ضیاء مقدسی نے اسے صحیح قرار دیا کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں، آپ مجھے اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہیں، میں گھر میں ہوتا ہوں، آپ ﷺ کا ذکر کرتا ہوں تو میں اس وقت تک صبر نہیں کر سکتا جب تک آپ ﷺ کو دیکھ نہ لوں۔ جب میں اپنی موت اور آپ ﷺ کے وصال کو یاد کرتا ہوں تو میں جان لیتا ہوں کہ جب آپ ﷺ جنت میں داخل ہوں گے تو آپ ﷺ انبیاء کے ساتھ بلند مرتبہ میں ہوں گے۔ جب میں جنت میں داخل ہوں گا تو مجھے ڈر ہے کہ میں تجھے نہ دیکھ سکوں گا۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا یہاں تک کہ جبرئیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے (2)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 193 2۔ معجم اوسط، جلد 1، صفحہ 296 (480)، بیروت

جب میں آپ کا ذکر کرتا ہوں اگر میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہولوں اور آپ کو دیکھ نہ لوں میں گمان کرتا ہوں کہ میری روح نکل جائے گی میں یہ بھی یاد کرتا ہوں اگر میں جنت میں داخل ہو بھی جاؤں تو میں جنت میں آپ سے کم مرتبہ پر فائز ہوں گا۔ یہ چیز مجھ پر شاق گزرتی ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ درجہ میں آپ ﷺ کے ساتھ ہی رہوں۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ حضور ﷺ نے اسے بلایا اور اس پر یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم آپ ﷺ مجھے میری جان، میری اولاد، میرے اہل اور میرے مال سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ اگر میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوں اور آپ ﷺ کو دیکھ نہ لوں تو میں مرجاؤں پھر انصاری رونے لگا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا تو کیوں روتا ہے؟ عرض کی میں نے یہ ذکر کیا کہ آپ ﷺ وصال فرما جائیں گے اور ہم بھی مرجائیں گے۔ آپ انبیاء کے ساتھ بلند مرتبہ میں چلے جائیں گے۔ جب ہم جنت میں داخل ہوں گے تو مرتبہ میں آپ ﷺ سے کم ہوں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے کچھ خبر نہ دی تو اللہ تعالیٰ نے رسول ﷺ پر یہ حکم نازل فرمایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے فلاں تجھے بشارت ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک انصاری نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوا جبکہ وہ سخت پریشان تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے فلاں کیا وجہ ہے میں تجھے غمگین دیکھتا ہوں۔ عرض کی اے اللہ کے نبی ایک چیز کے بارے میں، میں نے سوچ و بچار کی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ عرض کی ہم صبح و شام آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، ہم آپ کی زیارت کرتے ہیں اور آپ کی مجلس میں بیٹھتے ہیں، کل آپ انبیاء کے ساتھ بلند مرتبہ میں ہوں گے اور ہم آپ تک نہ پہنچ سکیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے کوئی جواب نہ دیا تو جبرئیل امین یہ آیت لے کر حاضر ہوئے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے بلا بھیجا اور خوش خبری دی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہمیں زیب نہیں دیتا کہ ہم دنیا میں آپ ﷺ سے جدا ہوں، اگر آپ ﷺ ہم سے پہلے اس دنیا سے پردہ فرما گئے تو آپ ﷺ ہم سے مرتبہ میں بہت بلند ہوں گے اور ہم آپ کو دیکھ نہ سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک نوجوان نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی اے اللہ کے نبی دنیا میں تو ہم آپ ﷺ کی زیارت کرسکتے ہیں جبکہ قیامت کے روز ہم آپ ﷺ کی زیارت نہ کریں گے کیونکہ آپ ﷺ جنت میں بہت ہی اعلیٰ مقام پر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان شاء اللہ جنت میں تو میرے ساتھ ہوگا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 86 (12559)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1307، دار الصمیعی الریاض
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 195
4۔ ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ کچھ لوگوں نے یہ کہا یہ اللہ کے نبی ہیں ہم دنیا میں آپ کی زیارت کرتے ہیں۔ جہاں تک آخرت کا تعلق ہے تو آپ ﷺ اپنی فضیلت کی وجہ سے بہت بلند مرتبہ ہوں گے، ہم آپ کی زیارت نہ کرسکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ انصاری صحابہ نے کہا جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو جنت میں داخل فرمائے گا تو آپ ﷺ جنت کے بلند درجات میں ہوں گے جبکہ ہم آپ ﷺ کے مشتاق ہیں تو ہم کیا کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے کہا ہمیں علم ہے کہ حضور ﷺ کو جنت کے درجات میں ان پر فضیلت ہوگی جنہوں نے آپ ﷺ کی پیروی کی اور آپ ﷺ کی تصدیق کی۔ جب وہ جنت میں جمع ہو جائیں گے تو کیسے ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اعلیٰ درجات میں مقیم اپنے سے نچلے درجہ میں رہنے والے لوگوں کی طرف اتریں گے اور ان کے باغوں میں جمع ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو انعام کئے ان کا ذکر کریں گے اور اللہ تعالیٰ کی ثناء کریں گے (3)۔

امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کے پاس رات گزارتا تھا۔ میں آپ ﷺ کے لئے پانی لاتا اور خدمت کرتا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا مانگ۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں جنت میں آپ ﷺ کی سنگت مانگتا ہوں۔ فرمایا کیا کچھ اور بھی۔ میں نے عرض کی بس وہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کثرت سجود کے ساتھ میری مدد کرو (4)۔

امام احمد نے حضرت عمرو بن مرۃ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، میں پانچوں نمازیں ادا کرتا ہوں، اپنے مال کی زکوۃ دیتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ان اعمال پر فوت ہوا تو وہ قیامت کے روز انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ اس طرح ہوں گے۔ آپ نے دو انگلیاں کھڑی کیں جبکہ وہ اپنے والدین کی نافرمانی نہ کرے۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے فی سبیل اللہ ہزار آیات پڑھیں تو قیامت کے روز اسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ لکھا جائے گا یہ کتنے اچھے رفیق ہیں ان شاء اللہ (5)۔

امام بخاری، امام مسلم اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 196 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 4، صفحہ 173 (226) 5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 97 (2443)

ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو نبی بھی مریض ہوتا اسے دنیا اور آخرت میں اختیار دیا جاتا۔ حضور ﷺ اس بیماری میں تھے جس میں آپ ﷺ کی روح قبض کی گئی۔ آپ کو گلے کی تکلیف ہوئی (جس میں حلق خشک اور آواز میں سختی آجاتی ہے) تو میں نے حضور ﷺ کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو میں جان گئی کہ آپ ﷺ کو اختیار دیا گیا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے مقداد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی آپ ﷺ نے اپنی ازواج کے بارے میں فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ میرے بعد ان کے لئے صدیقین ہوں گے۔ فرمایا۔ تمہاری صدیقین سے کیا مراد ہے میں نے عرض کی ہماری وہ اولادیں جو چھوٹی عمر میں فوت ہو گئیں فرمایا نہیں صدیقین سے مراد وہ ہیں جنہوں نے تصدیق کی(2)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا خُذُوْا حِذْرَكُمْ فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ اَوِ انْفِرُوْا جَمِیْعًا ﴿۷۱﴾ وَ اِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ لَّیُبَطِّئَنَّ ۚ فَاِنْ اَصَابَتْكُمْ مُّصِیْبَةٌ قَالَ قَدْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیَّ اِذْ لَمْ اَكُنْ مَّعَهُمْ شَهِیْدًا ﴿۷۲﴾ وَ لَىِٕنْ اَصَابَكُمْ فَضْلٌ مِّنَ اللّٰهِ لَیَقُوْلَنَّ كَاَنْ لَّمْ تَكُنْۢ بَیْنَكُمْ وَ بَیْنَهٗ مَوَدَّةٌ یّٰلَیْتَنِیْ كُنْتُ مَعَهُمْ فَاَفُوْزَ فَوْزًا عَظِیْمًا ﴿۷۳﴾ فَلْیُقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ الَّذِیْنَ یَشْرُوْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَ مَنْ یُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیُقْتَلْ اَوْ یَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۷۴﴾ وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا ۚ وَ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِیًّا ۙۚ وَّ اجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِیْرًا ﴿۷۵﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ۚ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْۤا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ ۚ اِنَّ كَیْدَ الشَّیْطٰنِ كَانَ ضَعِیْفًا ﴿۷۶﴾

''اے ایمان والو! ہوشیار رہو پھر (وقت آجائے تو) نکلو ٹولیاں بن کر یا نکلو سب مل کر۔ اور بے شک تم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ضرور دیر لگائیں گے پھر اگر پہنچے تمہیں کوئی مصیبت تو وہ کہے احسان فرمایا ہے اللہ نے مجھ پر کہ میں نہیں تھا ان کے ہمراہ (جنگ میں) حاضر۔ اور اگر ملے تمہیں فضل (فتح اور مال غنیمت) اللہ کی مہربانی سے تو ضرور کہے جیسے نہیں تھی تمہارے درمیان اور اس کے درمیان کوئی دوستی کاش میں بھی ہوتا ان کے ہمراہ تو حاصل

1۔ سنن ابن ماجہ، جلد2، صفحہ 294 (1620) دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد5، صفحہ 194

کرتا بڑی کامیابی۔ پس چاہیے کہ لڑا کریں اللہ کی راہ میں (صرف) وہ لوگ جنہوں نے بیچ دی ہے دنیا کی زندگی آخرت کے عوض اور جو شخص لڑے اللہ کی راہ میں پھر (خواہ) مارا جائے یا غالب آئے تو (دونوں حالتوں میں) ہم دیں گے اسے اجر عظیم۔ اور کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ جنگ نہیں کرتے ہو راہ خدا میں حالانکہ کئی بے بس مرد اور عورتیں اور بچے ایسے بھی ہیں جو (ظلم سے تنگ آکر) عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب! نکال ہمیں اس بستی سے ظالم ہیں جس کے رہنے والے اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی دوست اور بنا دے ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار۔ جو ایمان لائے ہیں وہ جنگ کرتے ہیں اللہ کی راہ میں اور جو کافر ہیں وہ جنگ کرتے ہیں طاغوت کی راہ میں تو (اے ایمان والو!) لڑو شیطان کے حامیوں سے، بے شک شیطان کا فریب کمزور ہے''۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے خُذُوْا حِذْرَكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے اپنا اسلحہ لو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے الگ الگ چھوٹے لشکروں کی صورت میں نکلو اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا یا سب اکٹھے نکلو۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَانْفِرُوْا ثُبَاتٍ کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا دس یا زائد افراد کی صورت میں۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عمرو بن کلثوم تغلی کا شعر نہیں سنا۔

فَلَمَّا يَوْمَ خَشْيَتِنَا عَلَيْهِمْ فَتُصْبِحُ خَيْلُنَا عُصَبًا ثُبَاتَا

ان کے خلاف ہماری جنگ کے دن ہمارے گھوڑے دس دس کی ٹولیوں میں نکلتے ہیں۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی سنن میں حضرت عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس کا معنی ہے جماعتوں اور فرقوں کی صورت میں نکلو یا سب نکلو کہا اس حکم کو (وما كان المومنون لينفروا كافة (الانعام: 141) نے منسوخ کر دیا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ثبات کا معنی حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے چھوٹی جماعتیں نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے اس کا معنی جماعت نقل کیا ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں سب نکلو (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَوِ انْفِرُوْا جَمِيْعًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جب اللہ کا نبی جہاد پر روانہ ہو تو کسی کو حق حاصل نہیں کہ گھر میں بیٹھا رہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَاِنَّ مِنْكُمْ لَمَنْ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 47، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 197، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً

لَيُبَطِّئَنَّ...... فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا منافق کے بارے میں ہے(1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ منافقوں کے رئیس عبد اللہ بن ابی بن سلول کے بارے میں نازل ہوئی۔ معنی یہ ہے تم میں سے وہ بھی ہیں جو جہاد سے بیٹھ رہتے ہیں۔ اگر تمہیں دشمن کی طرف سے کوئی تکلیف یا زندگی میں مشقت پہنچتی ہے تو کہتا ہے اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے میں ان کے ساتھ حاضر نہیں تھا۔ اگر میں ان کے ساتھ ہوتا تو مجھے بھی ویسی ہی تکلیف پہنچتی جیسی انہیں تکلیف پہنچی ہے۔ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فتح، غنیمت اور رزق میں وسعت نصیب ہوتی ہے تو منافق بیٹھ رہنے پر ندامت کا اظہار کرتا ہے، گویا تمہارے اور اس کے درمیان کوئی محبت کا رشتہ موجود نہیں تو وہ کہتا ہے ہائے کاش میں ان کے ساتھ ہوتا اور غنیمت سے وافر حصہ پاتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم میں سے وہ بھی ہیں جو جہاد سے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں جنگ کرنے سے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔ اگر تمہیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے کہ دشمن مسلمانوں کے کچھ افراد کو قتل کر دیتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر انعام ہے کہ میں ان کے پاس نہیں تھا۔ یہ دشمن کی تکلیف پر خوش ہونے والے کی بات ہے۔ اگر تمہیں اللہ کی جانب سے فضل نصیب ہو یعنی مسلمان دشمنوں پر غالب ہوں اور وہ غنیمت حاصل کریں تو وہ یہ بات کرتے ہیں جو حاسد کی بات ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ آخرت کے مقابلہ میں دنیاوی زندگی بیچ دیتے ہیں(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے مشرکوں سے جنگ کریں جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہوئے قتل ہو جائے اور وہ مشرکوں پر غالب آ جائے تو ہم اسے اجر عظیم عطا فرمائیں گے یعنی جنت میں وافر حصہ عطا فرمائیں گے گویا مسلمانوں میں سے کوئی قاتل ہو یا مقتول ہو جب مشرکوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہو وہ اجر میں شریک ہوں گے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ کمزوروں کی راہ میں کیوں جہاد نہیں کرتے(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ سے مراد وہ مسلمان تھے جو مکہ مکرمہ میں تھے اور ہجرت کی استطاعت نہیں رکھتے تھے(5)۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: میں اور میری والدہ بے بس لوگوں میں سے تھے(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 198، 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 99-198 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 199
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 201 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 201 6۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 660

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مومنوں کو حکم دیا گیا کہ وہ مکہ مکرمہ میں موجود کمزور مومنوں کی طرف سے جنگ کریں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے هٰذِهِ الْقَرْيَةِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا کہ اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ سے نصیر کا معنی ''حجت ثابت'' نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے طاغوت کا معنی شیطان نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم شیطان کو دیکھو تو اس سے نہ ڈرو بلکہ اس پر حملہ کر دو کیونکہ شیطان کا مکر کمزور ہے۔ مجاہد نے کہا شیطان نماز میں مجھے دکھائی دیتا۔ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول یاد کرتا تو اس پر حملہ کر دیتا تو وہ مجھ سے بھاگ جاتا۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّكٰوةَ ۚ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً ۚ وَ قَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ ۚ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۭ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ ۚ وَ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى ۣ وَ لَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ﴿٧٧﴾

''کیا نہیں دیکھا آپ نے ان لوگوں کی طرف جنہیں جب کہا گیا کہ روکو اپنے ہاتھوں کو اور قائم کرو نماز اور ادا کرو زکوٰۃ (ان باتوں کو تو مان لیا) پھر جب فرض کیا گیا ان پر جہاد تب ایک گروہ ان میں سے ڈرنے لگ گیا لوگوں سے جیسے ڈرا جاتا ہے خدا سے یا اس سے بھی زیادہ اور کہنے لگے اے ہمارے پروردگار! کیوں فرض کر دیا تو نے ہم پر جہاد (اور) کیوں نہ مہلت دی تو نے ہمیں تھوڑی مدت تک۔ (اے ترجمان حقیقت انہیں) کہو دنیا کا سامان بہت قلیل ہے اور آخرت زیادہ بہتر ہے اس کے لئے جو تقویٰ اختیار کیے ہے اور نہیں ظلم کیا جائے گا تم پر کھجور کی گٹھلی کے ریشہ کے برابر''۔

امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی اے اللہ کے نبی ہم جب مشرک تھے تو عزت والے اور غالب تھے۔ جب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 200

ہم ایمان لائے تو ہم ذلیل ہو گئے فرمایا مجھے معاف کرنے کا حکم ہے تم قوم سے جنگ نہ کرو۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مدینہ میں پہنچا دیا تو جہاد کا حکم دیا تو وہ جہاد کرنے سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ جب مکہ مکرمہ میں تھے تو وہ جنگ کی طرف جلدی کرتے۔ نبی کریم ﷺ سے عرض کی ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم کدالیں بنالیتے ہیں جن کے ساتھ ہم مشرکوں سے جنگ کریں گے۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں ایسا کرنے سے منع کیا۔ فرمایا مجھے اس بات کا حکم نہیں دیا گیا۔ جب ہجرت ہو چکی تو صحابہ کو جہاد کا حکم دیا گیا تو قوم نے اسے ناپسند کیا اور وہ کچھ کیا جو تم سنتے ہو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ یہ وہ قوم تھی جو مسلمان ہو چکی تھی اور ابھی ان پر جہاد فرض نہیں کیا گیا تھا ان پر ابھی نماز اور روزے کا حکم تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ ان پر جہاد فرض کیا جائے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ قِیْلَ لَهُمْ كُفُّوْۤا اَیْدِیَكُمْ ...... وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ان جیسا فعل کرنے سے منع کیا (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اجل قریب کا معنی موت نقل کیا ہے (6)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (7)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ہشام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت تلاوت کی فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم کرے جو اس دنیا کا ساتھی بنا۔ دنیا ابتداء سے آخر تک اس آدمی کی طرح ہے جو سویا تو اس نے خواب میں کچھ پسندیدہ چیزیں دیکھیں پھر بیدار ہوا تو کوئی چیز بھی نہ تھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ دنیا قلیل ہے۔ قلیل کا بھی اکثر حصہ گزر چکا ہے اور قلیل میں سے قلیل باقی رہ گیا ہے۔

اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا یُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَ لَوْ كُنْتُمْ فِیْ بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 203 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 204 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 207

یَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا یَكَادُوْنَ یَفْقَهُوْنَ حَدِیْثًا ۝۷۸

”جہاں کہیں تم ہو گے آلے گی تمہیں موت اگرچہ (پناہ گزیں) ہو تم مضبوط قلعوں میں اور اگر پہنچے انہیں کوئی بھلائی تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے اور اگر پہنچے انہیں کوئی تکلیف تو کہتے ہیں یہ آپ کی طرف سے ہے۔ (اے میرے رسول) آپ فرمائیے سب اللہ کی طرف سے ہے۔ تو کیا ہو گیا ہے اس قوم کو بات سمجھنے کے قریب ہی نہیں جاتے۔ جو پہنچے آپ کو بھلائی سو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو پہنچے آپ کو تکلیف سو وہ آپ کی طرف سے ہے اور بھیجا ہے ہم نے آپ کو سب لوگوں کی طرف رسول بنا کر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کی رسالت کا) گواہ“۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اَیْنَ مَا تَكُوْنُوْا کا معنی یہ نقل کیا ہے زمین میں جہاں کہیں بھی ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے بُرُوْجٍ مُّشَیَّدَةٍ کا معنی ایسے محل جو قلعوں میں ہوں کیا ہے (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس کا معنی (ایسے محل جن پر پلستر کیا گیا ہو) کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے اس کا معنی (ایسے سفید محل جو آسمان دنیا میں بنا گئے ہیں) نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی ایسے محل جو آسمانوں میں ہیں نقل کیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں سفیان سے نقل کیا ہے کہ وہ دیکھیں گے کہ یہ محل آسمان میں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ایک عورت تھی اس کا ایک خادم تھا اس عورت کے ہاں ولادت ہوئی۔ اس نے خادم سے کہا جاؤ میرے لئے آگ لے آؤ۔ خادم گیا، کیا دیکھتا ہے کہ دروازے پر دو آدمی کھڑے ہیں۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا اس عورت نے کیا جنا ہے۔ دوسرے نے کہا اس نے بچی جنی ہے۔ ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا یہ بچی اس وقت تک نہیں مرے گی یہاں تک کہ سو مردوں سے بدکاری کرے گی اور پھر خادم سے شادی کرے گی اور اس کی موت مکڑی سے ہوگی۔ خادم نے کہا اللہ کی قسم میں ضرور ان دونوں باتوں کو جھوٹا ثابت کروں گا۔ اس کے ہاتھ میں جو تھا اسے پھینک دیا اور چھری لے لی، اسے خوب تیز کیا اور کہا کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں اس بچی سے اس وقت شادی کروں گا جب وہ سو مردوں سے بدکاری کر چکی ہوگی۔ چھری اس کے سینے میں گھونپ دی پھر چھری پھینک دی اور خیال کیا کہ اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔ بچی چیخی اس کی ماں اٹھی، اس کے پیٹ کو دیکھا جو پھٹ چکا تھا۔ اس نے اس کے پیٹ کو سیا اس کی دوائی کی یہاں تک کہ بچی صحت یاب ہوگئی۔

خادم جدھر منہ آیا ادھر چلا گیا۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ ٹھہرا رہا۔ غلام نے مال کمایا اور ارادہ کیا کہ اپنا علاقہ دیکھے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 205، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 206 3۔ ایضاً

یہ معلوم کرے کہ کون مر گیا ہے اور کون زندہ ہے؟ وہ آیا یہاں تک کہ ایک بوڑھی کے پاس آ کر ٹھہرا۔ اس نے بوڑھی سے کہا شہر میں جو سب سے زیادہ خوبصورت عورت ہے اس کا خواہش مند ہوں۔ اس سے اپنی خواہش پوری کروں گا اور اسے مال عطا کروں گا۔ وہ بوڑھی اسی عورت کے پاس گئی۔ یہ عورت شہر میں سب سے خوبصورت عورت تھی۔ بوڑھی نے اسے اس مرد کے لئے دعوت دی اور کہا تو اس سے بہت زیادہ مال پائے گی۔ عورت نے انکار کر دیا اور کہا زمانہ گزشتہ میں مجھ سے یہ فعل ہوتا رہا ہے مگر آج مجھے مناسب لگا کہ میں یہ کام نہ کروں۔ وہ بوڑھی اس آدمی کی طرف لوٹی اور سب واقعہ بتایا۔ تو مرد نے کہا جا کر میری طرف سے اسے پیغام نکاح دو۔ اس نے پیغام نکاح دیا۔ اس سے شادی کر لی۔ مرد اس عورت سے شادی کر کے بہت خوش ہوا۔ جب مرد اس عورت سے مانوس ہو گیا تو اپنا واقعہ سنایا تو عورت نے کہا اگر تو سچا ہے تو میری ماں نے تیرا واقعہ سنایا تھا میں وہی عورت ہوں۔ مرد نے کہا تو وہی ہے؟ عورت نے کہا میں ہی وہ ہوں۔ مرد نے کہا اگر تو وہی ہے تو تجھ میں ایک نشانی ہے جو چھپ نہیں سکتی۔ مرد نے اس کے پیٹ سے پردہ ہٹایا تو اس کے پیٹ پر چھری کا نشان تھا۔ تو مرد نے کہا اللہ کی قسم ان دو آدمیوں نے مجھ سے سچ کہا تھا۔ اللہ کی قسم تو نے سو مردوں سے بدکاری بھی کی ہو گی اور میں وہی خادم ہوں۔ میں نے تجھ سے شادی کی اور تیری بات بھی ضرور پوری ہو گی اور تیری موت ضرور مکڑی سے ہو گی۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم مجھ سے یہ فعل صادر ہوتا رہا لیکن میں نہیں جانتی کہ وہ سو تھے، اس سے کم تھے یا زیادہ۔ مرد نے کہا اللہ کی قسم نہ ایک کم ہو گا اور نہ ایک زیادہ ہو گا پھر وہ بستی کی ایک طرف چلا گیا۔ وہاں اس نے مکڑی کے ڈر سے گھر بنایا۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ رہا۔ جب موت کا وقت قریب آیا تو وہ دیکھنے لگا کیا دیکھتا ہے کہ چھت میں ایک مکڑی ہے جبکہ وہ عورت اس کے ساتھ تھی۔ مرد نے کہا اللہ کی قسم میں گھر کی چھت میں ایک مکڑی دیکھتا ہوں۔ عورت نے کہا تم یہ گمان کرتے ہو کہ یہ مجھے قتل کر دے گی۔ اللہ کی قسم اس کے قتل کرنے سے پہلے میں اسے قتل کروں گی۔ آدمی اٹھا کوشش کی اور اس مکڑی کو نیچے پھینک دیا۔ عورت نے کہا اللہ کی قسم میرے سوا اسے کوئی نہیں مارے گا۔ اس نے اپنی انگلی اس پر رکھ دی اور اسے کچل دیا زہر اڑا یہاں تک کہ ناخن اور گوشت کے درمیان جا لگا۔ اس کا پاؤں سیاہ ہو گا اور وہ عورت مر گئی۔ جب اللہ تعالیٰ کا نبی مبعوث ہوا تو اس پر یہ حکم نازل ہوا (1)۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کا سَيِّئَةٌ کا معنی مصیبت ہے یعنی تمام نعمتیں اور مصائب اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا کہ هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ کا قول وہ خوش حالی اور تنگ دستی کے بارے میں کرتے ہیں نیکیوں کے بارے میں کہتے ہیں یہ اللہ کی جانب سے ہے اور برائیوں کے بارے میں کہتے ہیں یہ تیری وجہ سے ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ایک فتح اور شکست کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 205 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 207 3۔ ایضاً

روایت نقل کی ہے کہ حَسَنَةٌ اور سَيِّئَةٌ اللہ کی جانب سے ہے۔ جہاں تک حسنہ کا تعلق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا تجھ پر انعام ہے اور سیئہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے تجھے آزمائش میں ڈالا ہے اور مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ سے مراد اللہ تعالیٰ نے غزوۂ بدر میں جو فتح عطا کی اور مال غنیمت حاصل ہوا اور سَيِّئَةٌ سے مراد غزوۂ احد میں جو مصیبت لاحق ہوئی یعنی چہرہ مبارک زخمی ہوا اور سامنے کے دانت ٹوٹ گئے (1)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت مطرف بن عبداللہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ تم جو تقدیر کو جاننا چاہتے ہو تو تمہارے لئے وہ آیت کافی ہے جو سورۂ نساء میں ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے عطیہ عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں سَيِّئَةٌ سے مراد غزوۂ احد کی مصیبت ہے۔ ارشاد فرمایا جو تمہیں شکست ہوئی وہ تمہارے گناہ کا نتیجہ ہے میں نے اسے تم پر مقدر کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اسے تم پر مقدر کیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم تمہیں اپنے گناہوں کی سزا پہنچتی ہے۔ ہمارے سامنے یہ بات بھی ذکر کی گئی کہ اللہ کے نبی ارشاد فرماتے ہیں کہ کسی انسان کو لکڑی کی خراش، قدم کی لڑکھڑاہٹ اور رگ کے پھڑکنے کی تکلیف نہیں ہوتی مگر اس کے گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ جو معاف فرماتا ہے ان کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تیرے گناہ کی وجہ سے پہنچتی ہے جس طرح احد والوں کے بارے میں کہا (اولما اصابتکم مصيبة قد اصبتم مثليها (التوبۃ: 122) کہ تمہیں یہ مصیبت تمہارے گناہوں کی وجہ سے پہنچی (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما یوں قرأت کرتے وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ وانا کتبتها عليك۔ مجاہد نے کہا ابی اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت اسی طرح ہے۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾

"جس نے اطاعت کی رسول کی تو یقیناً اس نے اطاعت کی اللہ کی اور جس نے منہ پھیرا تو نہیں بھیجا ہم نے آپ کو ان کا پاسبان بنا کر"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 08-207
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 209
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 208
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 209

امام ابن منذر اور خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم صحابہ کی ایک جماعت میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ حکم نازل کیا ہے جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں، ہم گواہی دیتے ہیں کہ جس نے آپ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت آپ کی اطاعت ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کی اطاعت یہ ہے کہ تم میری اطاعت کرو اور میری اطاعت یہ ہے کہ تم اپنے ائمہ کی اطاعت کرو۔ اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھیں تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہا حرف، حرف کیا ہے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ معاملہ حضور ﷺ کی طرف سپرد کیا گیا آپ ﷺ صرف بھلائی کا ہی حکم دیتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا ابتداء میں یہی حکم تھا فرمایا اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ پھر اس کے بعد یہ حکم دیا گیا کہ کفار کے ساتھ جہاد کیا جائے اور ان پر سختی کی جائے یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئیں (1)۔

وَ يَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫ فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ تَقُوْلُ ؕ وَ اللّٰهُ يَكْتُبُ مَا يُبَيِّتُوْنَ ۚ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۸۱﴾

”اور کہتے ہیں ہم نے حکم مان لیا اور جب باہر نکلتے ہیں آپ کے پاس سے تو رات بھر مشورہ کرتا ہے ایک گروہ ان میں سے اس کے برعکس جو آپ نے فرمایا اور اللہ تعالیٰ لکھ رہا ہے جو وہ راتوں کو سوچا کرتے ہیں۔ پس رخ (انور) موڑ لیجئے ان سے اور بھروسہ کیجئے اللہ پر اور کافی ہے اللہ تعالیٰ (آپ کا) کارساز“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس یہ کہتے ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے یہ کہنے کا مقصد اپنی جانوں اور اموال کی حفاظت تھی جب رسول اللہ ﷺ کے پاس سے جاتے تو جو بات انہوں نے آپ ﷺ سے کی ہوتی اس کے برعکس کرتے اللہ تعالیٰ نے ان پر عیب لگایا اور فرمایا جو آپ کہتے ہیں اس میں تبدیلی کر دیتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافق جب حضور ﷺ کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور حضور ﷺ انہیں کوئی حکم دیتے ہیں تو اس وقت وہ اطاعت (تسلیم کرتے ہیں) کہتے ہیں۔ جب آپ ﷺ کے پاس سے باہر جاتے ہیں تو ایک جماعت اس امر میں تبدیلی کر دیتی ہے جو حضور ﷺ نے فرمایا ہوتا ہے جو کچھ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 210　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 212

کہتے ہیں اللہ تعالیٰ اسے لکھ لیتا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں تبدیلی کر دیتے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان میں وہ تبدیلی کر دیتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسا کرنے والے منافق ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیے ہوئے وعدہ میں تبدیلی کی (5)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت عثمان بن عطاء رحمہ اللہ کے واسطہ سے ان کے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو فرماتے اس میں تبدیلی کر دیتے۔

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ؕ وَ لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا ﴿۸۲﴾

''تو کیا غور نہیں کرتے قرآن میں؟ اور (اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ) اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے (بھیجا گیا) ہوتا تو ضرور پاتے اس میں اختلاف کثیر''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ضحاک سے قول نقل کیا ہے کہ کیا وہ قرآن حکیم میں نظر و فکر نہیں کرتے (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان میں اختلاف نہیں ہوتا، اللہ کا فرمان حق ہے اس میں کوئی چیز باطل نہیں۔ لوگوں کا قول مختلف ہوتا ہے (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن منکدر کو کہتے ہوئے سنا انہوں نے یہ آیت پڑھی اور فرمایا اختلاف لوگوں کے دلوں کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکم نازل ہوتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم کا بعض بعض کو نہیں جھٹلاتا اور نہ ہی اس کا ایک حصہ دوسرے کی تکذیب کرتا ہے۔ لوگ جو اس کے حکم سے ناواقف ہوتے ہیں وہ ان کی عقلوں کی کوتاہی اور ان کی جہالت ہے اور یہ آیت تلاوت کی۔ مومن پر یہ فرض ہے کہ وہ یہ کہے سب اللہ کی طرف سے ہے، وہ متشابہ آیات پر ایمان لائے بعض آیات کو بعض آیات سے نہ ٹکرائے جب کسی امر سے آگاہ نہ ہو اور اسے نہ جانتا ہو تو وہ کہے اللہ تعالیٰ کا ہر فرمان حق ہے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 212 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 211 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 212
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 211 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 213 7۔ ایضاً

یہ پہچان لے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ارشاد نہیں فرمایا جس میں کوئی نقص ہو، اس کے لئے مناسب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کی حقیقت پر ایمان لائے (1)۔

وَ اِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ؕ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰۤى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۸۳﴾

''اور جب آتی ہے ان کے پاس کوئی بات اطمینان یا خوف کی تو چرچا کرنے لگتے ہیں اس کا اور اگر لوٹا دیتے اسے رسول (کریم) کی طرف اور با اقتدار لوگوں کی طرف اپنی جماعت سے تو جان لیتے اس خبر (کی حقیقت) کو وہ لوگ جو نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں بات کا ان میں سے اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور (نہ ہوتی) اس کی رحمت تو ضرور تم اتباع کرنے لگتے شیطان کا سوائے چند آدمیوں کے''۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطہ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی ازواج سے گوشہ نشینی اختیار کی تو میں مسجد میں داخل ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگ کنکریاں زمین پر مار رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق دے دی ہے۔ میں مسجد کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور بلند آواز سے کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج کو طلاق نہیں دی۔ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی میں اس امر کا استنباط کرنے والا تھا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اَذَاعُوْا بِهٖ کا معنی ہے اسے عام کر دیتے ہیں اور ایک دوسرے کے پاس لے جاتے ہیں۔ اگر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صاحب امر لوگوں کے پاس لے جاتے تو وہ اسے جان لیتے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے یہ حکم اخبار کے بارے میں ہے۔ جب مسلمانوں کا کوئی لشکر جنگ کے لئے جاتا تو لوگ اس کے بارے میں باتیں کرنے لگتے کہتے مسلمانوں نے اتنے دشمنوں کو مار ڈالا اور دشمنوں نے فلاں فلاں مسلمان کو مار ڈالا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے خبر دیے بغیر ہی وہ لوگوں میں بات عام کر دیتے۔ ابن جریج نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا (اذا عوا به) کا معنی ہے وہ اس کا اعلان کر دیتے اور افشاء کر دیتے وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ اگر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف معاملہ لوٹاتے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس کی خبر دیتے یا دین میں سمجھ رکھنے والے اور صاحب عقل لوگوں کو بتاتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ جب ان کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 213 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 214

پاس ایسی خبر ہوتی کہ وہ دشمن سے امن میں ہیں یا انہیں دشمن سے خوف لاحق ہے تو وہ اس بات کو پھیلا دیتے یہاں تک کہ ان کی بات دشمنوں تک جا پہنچتی۔ اگر وہ خاموش رہتے اور معاملہ رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹا دیتے یا اپنے امیر کی طرف پھیر دیتے یہاں تک کہ وہ گفتگو کرتا تو صاحب علم لوگ خبر کی حقیقت کو جان لیتے کیونکہ وہ خبر کو پرکھ لیتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان لوگوں سے مراد منافق ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو معاذ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے (1)۔

حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اَذَاعُوْا بِهٖ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ اسے عام کر دیتے ہیں کہا جنہوں نے خبر کو پھیلایا وہ یا تو منافق تھے یا دوسرے کمزور مسلمان تھے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اُولِی الْاَمْرِ کا معنی علماء کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اُولِی الْاَمْرِ سے مراد لشکروں کے امیر ہیں جو آنے والی خبر میں سوچ و بچار کرتے ہیں کہ کیا یہ سچی ہے یا جھوٹی ہے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اس خبر میں تتبع اور تجسس کرتے ہیں (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس کے بارے میں سوال کرتے ہیں اور تجسس کرتے ہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ سمجھ جاتے ہیں کہ بات کیا تھی اور تم نے کیا سنی (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ اولی الامر اس کی چھان بین کر لیتے ہیں۔ یہ چیز انہیں پریشان کرتی ہے مگر تھوڑے لوگ اس سے محفوظ رہتے ہیں (7)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے معمر کے واسطہ سے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو تم سب کے سب شیطان کی اتباع کرتے اور حقیقت حال کو جاننے والے تھوڑے ہوتے (8)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ پر کلام ختم ہو جاتی ہے اور اِلَّا قَلِيْلًا اس کا تعلق کلام کے آغاز کے ساتھ ہے جو منافقین کے بارے میں آگاہ کرتی ہے۔ اس صورت میں قلیل سے مراد مومن ہے (9)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں تقدیم و تاخیر ہے۔ کلام یوں ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 215 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 216
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17-216 8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 217 9۔ یضاً، جلد 5، صفحہ 218

اَذَاعُوْا بِهٖ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَمْ يَنْجُ قَلِيْلٌ وَّلَا كَثِيْرٌ۔ وہ سب اس خبر کو پھیلا دیتے ہیں مگر تھوڑے، اگر تم پر اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو نہ قلیل اور نہ ہی کثیر نجات پاتے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا مصداق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ہیں، وہ اپنے نفوس سے شیطان کے امور کی باتیں کرتے مگر ایک طائفہ ایسا نہ کرتا (2)۔

فَقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۚ لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ وَحَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّكُفَّ بَاْسَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ وَاللّٰهُ اَشَدُّ بَاْسًا وَّاَشَدُّ تَنْكِيْلًا ﴿۸۴﴾

''تو (اے محبوب) جہاد کرو اللہ کی راہ میں نہ تکلیف دی جائے گی آپ کو سوائے اپنی ذات کے اور ابھاریں آپ ایمان والوں کو (جہاد پر)، عجب نہیں کہ اللہ تعالیٰ روک دے زور ان لوگوں کا جو کفر کر رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی گرفت بہت سخت ہے نیز وہ سزا دینے میں بہت سخت ہے''۔

امام ابن سعد نے حضرت خالد بن معدان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا، اگر وہ نہ مانیں تو عربوں کی طرف، اگر وہ نہ مانیں تو قریش کی طرف، اگر وہ بھی نہ مانیں تو بنو ہاشم کی طرف، اگر وہ بھی نہ مانیں تو صرف اپنی ذات کی طرف۔

امام احمد اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے پوچھا ایک آدمی مشرکوں پر حملہ کرتا ہے کیا یہ ان لوگوں میں سے ہے جو اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے؟ جواب دیا نہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا اور فرمایا لَا تُكَلَّفُ اِلَّا نَفْسَكَ اس کا تعلق نفقہ سے ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے فرمایا میرے رب نے مجھے جہاد کا حکم دیا ہے اب جہاد کرو۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ابو سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ کا معنی ہے مومنوں کو نصیحت کریں۔

امام ابن منذر نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز صحابہ سے فرمایا خبردار کیا کوئی جنت کی تیاری کرنے والا ہے کیونکہ جنت ایسی چیز ہے اس جیسی کوئی ذیشان چیز نہیں، کعبہ کے رب کی قسم یہ چمکتا نور ہے، جھومتا ریحانہ ہے، مضبوط محل ہے، بہتی نہر ہے، کثیر پکے ہوئے پھل ہیں، حسین و جمیل بیوی ہے، کثیر حلے ہیں، ایسے مقام میں ہے جو ہمیشہ رہے گا، خیر، تروتازگی اور نعمت میں ہے، ایسے گھر میں ہے جو بلند محفوظ اور خوبصورت ہے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم حاضر ہیں۔ فرمایا ان شاء اللہ کہو پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کا ذکر کیا اور اس پر برانگیختہ کیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 218　2۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم اور ابن عبد البر تمہید میں حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن شبرمہ رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انہیں یوں پڑھتے ہوئے سنا عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ من بَاْسِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا سفیان نے کہا یہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرأت میں اس طرح ہے عَسَى اللّٰهُ اَنْ یَّكُفَّ من بَاْسِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے بَاْسًا اور تَنْكِیْلًا کا معنی سزا کیا ہے(1)۔

مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَّكُنْ لَّهٗ نَصِیْبٌ مِّنْهَا ۚ وَ مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیْتًا ﴿۸۵﴾

”جو کرے گا سفارش اچھی ہوگا اس کا حصہ اس میں سے اور جو کرے گا سفارش بری تو ہوگا اس کے لئے بوجھ اس سے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے“۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شَفَاعَةً حَسَنَةً کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ لوگ جو ایک دوسرے کی شفاعت کرتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی کے حق میں اچھے امر کی سفارش کرتا ہے۔ اس کا اجر اس پر ہوگا اگرچہ اس کی سفارش قبول نہ کی جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی اور کہا یَّشْفَعْ کے الفاظ ذکر نہیں کیے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی کے حق میں اچھی سفارش کرتا ہے اس کے لئے اس وقت تک اجر لکھا جاتا رہتا ہے جب تک اس سفارش کی منفعت جاری رہتی ہے(4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نصیب کا معنی حصہ ہے اور کفل سے مراد گناہ ہے(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی اور حضرت ربیع رحمہما اللہ سے کفل کا معنی حصہ نقل کیا ہے(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کفل اور نصیب کا معنی ایک ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یُؤْتِكُمْ كِفْلَیْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ۔(7)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُّقِیْتًا کا معنی ہے حفاظت کرنے والا(8)۔

ابوبکر بن انباری نے الوقف والابتداء میں، طبرانی نے کبیر میں اور طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 220 دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 221 4۔ ایضاً
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً

سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے مُّقِیْتًا کے بارے میں پوچھا تو فرمایا قادر و مقتدر۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا کیا تو نے احیحہ بن انصاری کا قول نہیں سنا۔

وَذِیْ ضِغْنٍ كَفَفْتُ النَّفْسَ عَنْهُ   وَكُنْتُ عَلٰی مَسَاءَتِهٖ مُقِیْتًا

کتنے ہی کینہ پرور ہیں جن سے میں نے نفس کو روکے رکھا جبکہ میں اسے تکلیف پہنچانے پر قادر تھا۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم عیسیٰ بن یونس کے واسطہ سے حضرت اسماعیل رحمہ اللہ سے وہ ایک آدمی سے وہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے ان سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے عمل کے مطابق اجر عطا فرماتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مقیت کا معنی شہید (گواہ)، حسیب (حساب لینے والا) اور حفیظ (نگہبان) کیا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مقیت کا معنی قادر نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس کا معنی قدیر نقل کیا ہے(2) ابن زید سے بھی اسی کی مثل منقول ہے(3)۔

ابن ابی حاتم نے ضحاک سے مقیت کا معنی رازق نقل کیا ہے۔

وَاِذَا حُیِّیْتُمْ بِتَحِیَّةٍ فَحَیُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَاۤ اَوْ رُدُّوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ حَسِیْبًا ﴿۸۶﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ لَیَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ لَا رَیْبَ فِیْهِ ؕ وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِیْثًا ﴿۸۷﴾

"اور جب سلام دیا جائے تمہیں کسی لفظ دعا سے تو سلام دو تم ایسے لفظ سے جو بہتر ہو اس سے یا (کم از کم) دوہرا دو وہی لفظ، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے۔ اللہ، نہیں کوئی معبود بغیر اس کے وہ ضرور جمع کرے گا تمہیں قیامت کے دن نہیں ذرا شک اس (کے آنے) میں اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کہنے میں"۔

امام احمد نے زہد میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے سند حسن کے ساتھ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم السلام علیک۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا وعلیک ورحمۃ اللہ۔ پھر دوسرا آیا اس نے عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا وعلیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر ایک اور آیا عرض کی السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا وعلیک۔ اس آدمی نے عرض کی اے اللہ کے نبی میرے ماں باپ آپ پر قربان فلاں فلاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کو مجھ سے زیادہ کلمات

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 222 دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

کے ساتھ جواب دیا تو حضور ﷺ نے فرمایا تو نے ہمارے لئے کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا پھر یہ آیت تلاوت کی فرمایا ہم نے انہیں کلمات کو تجھ پر لوٹا دیا(1)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ایک مجلس میں تشریف فرماتھے کہ ایک آدمی آپ کے پاس سے گزرا عرض کی سلام علیکم۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا دس نیکیاں۔ دوسرا آدمی گزرا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ فرمایا بیس نیکیاں۔ ایک اور آدمی گزرا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ فرمایا تیس نیکیاں(2)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ ایک آدمی آیا۔ اس نے سلام عرض کیا عرض کی السلام علیکم۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا دس نیکیاں۔ اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دیتا۔ اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتا تو اللہ تعالیٰ اس کے حق میں تیس نیکیاں لکھ دیتا(3)۔

امام بیہقی نے حضرت سہل بن حنیف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص السلام علیکم کہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دیتا ہے، اگر وہ السلام علیکم رحمۃ اللہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دیتا ہے اور اگر وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دیتا ہے(4)۔

امام احمد، دارمی، ابو داؤد، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی السلام علیکم۔ آپ ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا اور فرمایا دس۔ پھر ایک اور آیا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ حضور ﷺ نے اسے جواب ارشاد فرمایا پھر وہ بیٹھ گیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا بیس۔ پھر ایک اور آدمی حاضر ہوا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ حضور ﷺ نے اسے جواب دیا پھر وہ بیٹھ گیا تو فرمایا تیس(5)۔

امام ابو داؤد اور بیہقی نے حضرت معاذ بن انس جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسی مفہوم کی روایت نقل کی ہے پھر ایک اور آدمی آیا عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا چالیس۔ فرمایا فضائل اسی طرح ہوتے ہیں(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تمہیں کوئی سلام کہے تو تو کہے وعلیک السلام ورحمۃ اللہ یا تو یوں کہے السلام علیک جس طرح اس نے تجھے کہا(7)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ طریقہ مسلمانوں کے بارے میں ہے(8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 225 دار احیاء التراث بیروت
2۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 473، قاہرہ
3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 454 (8874)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 55-454 (8875)
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 453 (8870)
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 455 (8876)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 224
8۔ ایضاً

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی آدمی کسی کو سلام کرے تو جس طرح اسے سلام کیا گیا اسی طرح جواب دے مثلاً سلام کرنے والا کہتا ہے السلام علیکم تو دوسرا اللہ کا بندہ کہے السلام علیکم (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے اسے سلام کیا کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے ہمارے لئے کچھ نہیں چھوڑا کیونکہ السلام تو برکاتہ پر ختم ہو جاتا ہے (2)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت سالم رحمہ اللہ سے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے غلام تھے سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کو کوئی سلام کرتا تو جواب میں کلمات زائد کہتے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی السلام علیکم آپ نے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ ایک دفعہ میں پھر حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ فرمایا السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔ ایک دفعہ میں پھر حاضر ہوا۔ عرض کی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تو آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے جواب دیا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وطیب صلواتہ (3)۔

امام بیہقی نے حضرت مبارک بن فضالہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تجھے کوئی مسلمان سلام کرے اور کہے السلام علیک تو کہو السلام علیکم ورحمۃ اللہ اور اگر تو اسے السلام علیک ورحمۃ اللہ نہیں کہتا تو جو اس نے کلمات کہے تھے وہی کہہ دو یعنی السلام علیکم مگر صرف وعلیک نہ کہو (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت یونس رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں کو اس سے بہتر اور اہل کتاب جیسا جواب دو۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ سب احکام مسلمانوں کے لئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی مخلوق میں سے جو بھی تجھے سلام کرے تو اسے جواب دو وہ یہودی، نصرانی یا مجوسی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر فرعون مجھے یہ کہتا بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ تو میں بھی کہتا وَفِيْكَ بَارَكَ اللّٰهُ۔ (5)

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سلام کرنا نفل ہے اور جواب دینا فرض ہے (6)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک نام ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھا اسے باہم پھیلایا۔ جب کوئی آدمی قوم کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کرے تو وہ اسے جواب دیں۔ تاہم سلام کرنے والے کو ایک درجہ فضیلت حاصل ہے کیونکہ اس

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 510 (9095) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 511 (9096)
3۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 498 (1020)، قاہرہ
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 510 (9094)
5۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 568 (1118)
6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 514 (1044)

نے انہیں سلام یاد دلایا اگر وہ اسے جواب نہ دیں تو اسے وہ جواب دے گا جو ان سے بہتر اور افضل ہے(1)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے(2)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھا آپس میں سلام کو عام کرو(3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ السلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک یہ اسم ہے جو اللہ تعالیٰ نے زمین میں رکھا ہے اسے آپس میں عام کرو(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ السلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے۔ جب تو اسے زیادہ کرے گا تو تو اللہ تعالیٰ کا ذکر زیادہ کرے گا(5)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سلام اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ایک اسم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مخلوق کے درمیان رکھا ہے۔ جب ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو سلام کرے تو اس پر لازم ہے کہ اس کا ذکر اچھے طریقے سے کرے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپس میں سلام کو عام کرو کیونکہ یہ جنتیوں کا سلام ہے۔ جب کوئی آدمی جماعت کے پاس سے گزرے تو انہیں سلام کرے۔ اگر وہ اسے جواب دیں تب بھی اسے ان پر ایک درجہ ہے۔ اگر وہ اسے جواب نہ دیں تو اسے فرشتوں میں سے ان سے بہتر لوگ اسے جواب دیں گے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سلام زمین میں اللہ تعالیٰ کی امان ہے(6)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سلام میں پہل کی وہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک بہتر ہے(7)۔

امام بخاری نے الادب المفرد میں اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں یہودیوں نے تم پر اتنا کسی اور چیز کی وجہ سے حسد نہیں کیا جتنا سلام اور تامین کے بارے میں حسد کیا۔ ابن مردویہ کے الفاظ ہیں کہا یہودی حاسد قوم ہے۔ انہوں نے مسلمانوں پر سلام سے بڑھ کر کسی چیز سے حسد نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دنیا میں عطا فرمایا جبکہ قیامت کے روز یہ جنتیوں کا سلام ہوگا اور اسی طرح امام کے پیچھے آمین پر انہوں نے حسد

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 332 (8782)
2۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 514 (1043)
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 75-474 (992)
4۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 433 (8784) دار الکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 435 (8793)
6۔ نوادر الاصول باب التحیۃ بالسلام، جلد 1، صفحہ 186، دار صادر بیروت 7۔ ایضاً

کیا(1)۔

امام بیہقی نے حضرت حارث بن شریح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ جب وہ مسلمان کو ملے تو اسے سلام کا اسی طرح جواب دے جیسا اس نے سلام کیا یا اس سے بہتر جواب دے۔ جب مسلمان اس سے مشورہ طلب کرے تو اخلاص کے ساتھ اسے مشورہ دے، جب وہ دشمنوں کے خلاف اس سے مدد طلب کرے۔ تو وہ اسے مدد دے، جب وہ راستہ کے بارے میں پوچھے تو اسے سہولت عطا کرے اور وضاحت کرے جب وہ دشمن کے خلاف حملہ کے لئے طلب کرے تو وہ حملہ کرے۔ جب مسلمان کے خلاف غارت گری کا مطالبہ کرے تو وہ ایسا نہ کرے۔ جب وہ ڈھال مانگے تو دے اور اس سے عام ضرورت کی چیزیں نہ روکے۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ماعون کیا چیز ہے؟ فرمایا ماعون میں پتھر، پانی اور لوہا شامل ہے۔ عرض کی کونسا لوہا؟ فرمایا ٹھٹھرا کلہاڑا جس سے تم محنت مزدوری کرتے ہو۔ عرض کی یہ پتھر کیا ہے؟ فرمایا پتھر کی ہنڈیا(2)۔

امام بیہقی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب دو مومن آپس میں ملیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کو سلام کریں اور ایک دوسرے سے مصافحہ کریں تو اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ زیادہ محبوب ہوگا جو خندہ پیشانی میں زیادہ اچھا ہوگا۔ دونوں پر سو رحمتیں نازل ہوں گی۔ سلام میں پہل کرنے والے کے لئے نوے اور مصافحہ کے لئے دس(3)۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ بھی صدقہ ہے کہ تو لوگوں کو سلام کرے جبکہ تیرا چہرہ کھلا ہوا ہو(4)۔

امام طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے سلام کو ہماری امت کا سلام اور اہل ذمہ کے لئے امان بنا دیا ہے(5)۔

امام بیہقی نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سوار، پیدل چلنے والے کو، پیدل چلنے والا، بیٹھنے والے کو، تھوڑے زیادہ کو، چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ جب کوئی قوم قوم کے پاس سے گزرے ایک بھی سلام دے دے تو سب کی طرف سے ہو جائے گا اور ایک بھی جواب دے دے تو سب کی طرف سے جواب ہو جائے گا(6)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے گزرا جبکہ اس کے جسم پر دو سرخ کپڑے تھے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا(7)۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن ابی ہلال لیثی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کا سلام قوم کے سلام کے قائم

1۔ الادب المفرد، جلد 2، صفحہ 474 (991) قاہرہ
2۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 16-115 (7654) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 253 (8052)
4۔ ایضاً (8053)
5۔ جلد 6، صفحہ 436 (8798)
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 446 (8983)
7۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 211 (7399) دار الکتب العلمیہ بیروت

مقام ہو جاتا ہے اور ایک آدمی کا جواب قوم کے جواب کے قائم مقام ہو جاتا ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں مکتوب کا جواب فرض خیال کرتا ہوں جس طرح سلام کا جواب حق خیال کرتے ہوں (1)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم اسے صرف سلام میں خیال کرتے ہو جبکہ یہ ہر چیز میں ہے جو تیرے ساتھ احسان کرے تو بھی اس کے ساتھ احسان کر اور بدلہ دے، اگر تو نہ پائے تو اس کے لئے دعا کر یا اس کے بھائیوں کے پاس اس کی تعریف کر۔

حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ سلام اور دوسری چیزوں کا گواہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ سے حَسِيْبًا کا معنی حفیظا نقل کیا ہے (2)۔

فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنٰفِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَ اللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَهْدُوْا مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۸۸﴾ وَدُّوْا لَوْ تَكْفُرُوْنَ كَمَا كَفَرُوْا فَتَكُوْنُوْنَ سَوَآءً فَلَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ اَوْلِيَآءَ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ ۪ وَ لَا تَتَّخِذُوْا مِنْهُمْ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ۙ﴿۸۹﴾

''سو کیا ہو گیا ہے تمہیں کہ منافقوں کے بارے میں (تم) دو گروہ بن گئے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اوندھا کر دیا ہے انہیں بوجہ ان کرتوتوں کے جو انہوں نے کئے۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اسے راہ دکھاؤ جسے گمراہ کر دیا اللہ نے اور جسے گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کے لئے (ہدایت کا) راستہ۔ وہ دوست رکھتے ہیں اگر تم بھی کفر کرنے لگو جیسے انہوں نے کفر کیا تا کہ تم سب یکساں ہو جاؤ پس نہ بناؤ تم ان سے اپنے دوست یہاں تک کہ وہ ہجرت کریں اللہ کی راہ میں پس اگر وہ (ہجرت سے) منہ موڑیں تو پکڑ لو انہیں اور قتل کرو انہیں جہاں کہیں پاؤ ان کو اور نہ بناؤ ان سے (کسی کو) اپنا دوست اور نہ مددگار''۔

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کی طرف نکلے جو لوگ آپ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے ان میں سے کچھ واپس لوٹ گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی ان کے بارے میں دو جماعتیں ہو گئیں ایک جماعت وہ تھی جو کہتی ہم ان سے جنگ کریں گے اور دوسری جماعت وہ تھی جو کہتی ان سے

1۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 11-510 (9097) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 226

جنگ نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ طیبہ ہے۔ یہ خبث کو اس طرح دور کر دیتی ہے جس طرح آگ چاندی کے خبث کو دور کر دیتی ہے (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد العزیز بن محمد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن سعد بن معاذ انصاری رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا جو مجھے اذیت دیتا ہے اس سے کون مجھے چھٹکارا دلائے گا اور کون اسے روکے گا جو اپنے گھر میں مجھے اذیت دینے والوں کو جمع کرتا ہے۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اٹھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ایسا شخص اگر ہم میں سے ہے تو ہم اسے قتل کریں گے اور اگر ہمارے خزرجی بھائیوں میں سے ہے۔ آپ ﷺ ہمیں حکم دیں گے تو ہم آپ کے حکم کی اطاعت کریں گے۔ حضرت سعد بن عبادہ اٹھے کہا اے ابن معاذ تجھے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے کیا سروکار۔ لیکن میں تیرے ارادہ کو پہچانتا ہوں۔ حضرت اسید بن حضیر نے کہا اے ابن عبادہ تو منافق ہے اور منافقوں کو پسند کرتا ہے۔ حضرت محمد بن مسلم نے کہا اے لوگوں خاموش ہو جاؤ۔ ہم میں رسول اللہ ﷺ موجود ہیں وہ ہمیں حکم دیں گے۔ ہم اس کی اطاعت کریں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے مکہ مکرمہ میں کچھ لوگ تھے جنہوں نے زبانی اسلام قبول کر لیا تھا جبکہ وہ مشرکوں کی مدد کرتے تھے۔ وہ اپنے کسی کام کے لئے مکہ مکرمہ سے نکلے انہوں نے کہا اگر ہمیں حضور ﷺ کے صحابہ ملے تو ہمیں ان سے کوئی خطرہ نہیں۔

جب مومنوں کو ان کے بارے میں خبر ہوئی کہ وہ مکہ مکرمہ سے نکلے ہیں تو مومنوں کی ایک جماعت نے کہا ان خبیثوں کی طرف نکلو اور انہیں قتل کر ڈالو کیونکہ یہ تمہارے خلاف تمہارے دشمنوں کی مدد کرتے ہیں۔ مومنوں کی دوسری جماعت نے کہا سبحان تم ان لوگوں کو قتل کرتے ہو جنہوں نے وہی کلام کی جو تم نے کی تم انہیں اس لئے قتل کرتے ہو کہ انہوں نے ہجرت نہیں کی اور اپنے گھر نہیں چھوڑے ان کے خون اور مال حلال جانتے ہو۔ صحابہ کی یہ دو جماعتیں ہو گئیں جبکہ رسول اللہ ﷺ ان میں موجود تھے۔ آپ ﷺ کسی جماعت کو بھی منع نہ کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام احمد نے منقطع سند کے ساتھ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عربوں کی ایک جماعت مدینہ طیبہ آئی اسلام قبول کر لیا انہیں مدینہ کی وباء نے آلیا تو وہ واپس لوٹے مدینہ طیبہ سے نکلے تو انہیں صحابہ کی ایک جماعت ملی صحابہ نے ان سے پوچھا کیا وجہ ہے تم واپس لوٹ گئے۔ انہوں نے کہا ہمیں مدینہ طیبہ کی وباء نے آلیا۔ صحابہ نے پوچھا رسول اللہ ﷺ کی ذات میں تمہارے لئے اسوہ موجود نہیں۔ بعض نے کہا یہ لوگ منافق ہیں بعض نے کہا منافق نہیں یہ مسلمان ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

1۔ المستخرج علی صحیح مسلم، جلد 4، صفحہ 49 (3199)، بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1313 (663) دار الصمیعی الریاض

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 228، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ عربوں کی کچھ جماعتیوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا وہ وہاں ٹھہرے رہے پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ گئے۔ صحابہ کی ایک جماعت سے ملے۔ صحابہ نے ان لوگوں کو پہچان لیا پوچھا کیوں لوٹے ہو؟ ان لوگوں نے صحابہ کے سامنے عذر پیش کیا۔ صحابہ میں سے کچھ لوگوں نے انہیں کہا تم نے نفاق کیا۔ یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا یہاں تک کہ یہ بات عام ہوگئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کچھ لوگ مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ آئے وہ خیال کرتے تھے کہ وہ ہجرت کر کے آئے ہیں پھر مرتد ہوگئے اور مکہ مکرمہ جانے کے لئے نبی کریم ﷺ سے اجازت لی تاکہ وہاں سے اپنا سامان لے آئیں جس کے ساتھ تجارت کریں۔ مومنوں کا آپس میں ان کے بارے میں اختلاف ہوگیا کچھ کہتے وہ منافق ہیں، کچھ کہتے وہ مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نفاق کو واضح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے قتل کا حکم دیا وہ اپنے سامان لے آئے۔ اس سے مراد ہلال بن عویمر اسلمی لیتے۔ اس کا حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ تھا۔ یہی وہ شخص تھا جو مومنوں اور اپنی قوم کے ساتھ جنگ کی ہمت نہیں پا رہا تھا اس کا یہ طرز عمل اس چیز کو رد کر دیتا ہے کہ وہ اس سے مراد ہلال لیتے اور اس کا حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ تھا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ قریش کے دو آدمی تھے جو مکہ مکرمہ میں مشرکوں کے ساتھ رہتے تھے۔ انہوں نے زبانی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن ہجرت کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر نہ ہوئے۔ ان کو رسول اللہ کے صحابہ ملے جبکہ یہ دونوں مکہ مکرمہ آ رہے تھے۔ بعض نے کہا ان کے خون اور مال حلال ہیں۔ بعض نے کہا تمہارے لئے حلال نہیں۔ ان میں اختلاف ہوگیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(2)۔

امام ابن جریر نے معمر بن راشد سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو خط لکھا کہ وہ مسلمان ہو چکے ہیں یا ان کی طرف سے یہ جھوٹ تھا۔ صحابہ ان کو ملے تو ان کے بارے میں اختلاف کیا ایک جماعت نے کہا ان کے خون حلال ہیں، ایک جماعت نے کہا ان کے خون حرام ہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگ تھے جنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہجرت نہ کی وہ مکہ مکرمہ میں ہی ٹھہرے رہے انہوں نے ایمان کا اعلان کیا اور ہجرت نہ کی۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کا ان کے بارے میں اختلاف ہوگیا کچھ صحابہ نے ان سے دوستی کی اور کچھ نے ان کی دوستی سے برأت کا اظہار کیا اور کہا یہ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر گھروں میں بیٹھے رہے اور ہجرت نہ کی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں منافق قرار دیا۔ مومنوں نے ان کی دوستی سے برأت کر لی اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ جب تک وہ ہجرت نہ کریں ان سے دوستی نہ کریں(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ منافقوں کی ایک جماعت نے مدینہ طیبہ سے نکلنے کا ارادہ کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 228 دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 229 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

مومنوں سے کہا مدینہ طیبہ میں تو ہمیں تکلیفوں نے آلیا اور ہمارے پیٹ خراب ہو گئے۔ شاید ہم کھلی فضا کی طرف نکلیں تو ٹھیک ہو جائیں پھر ہم لوٹ آئیں گے۔ بے شک ہم بادیہ نشین ہیں۔ وہ مدینہ طیبہ سے چلے گئے۔ ان کے بارے میں صحابہ کا اختلاف ہو گیا۔ ایک جماعت نے کہا اللہ کے دشمن ہیں اور منافق ہیں، ہمیں یہ بات پسند ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اجازت دیں تو ہم ان سے جنگ کریں۔ ایک جماعت نے کہا نہیں بلکہ ہمارے بھائی ہیں، مدینہ طیبہ کی آب و ہوا نے ان کے پیٹ خراب کر دیے ہیں تو وہ بیمار ہو گئے ہیں۔ وہ کھلی فضا کی طرف نکل گئے۔ جب تندرست ہو گئے تو لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں نے مشرکوں سے مال لیا اور یمامہ کی طرف تاجر بن کر گئے۔ مسلمانوں کا ان کے بارے میں اختلاف ہو گیا۔ ایک جماعت نے کہا اگر ہم ان سے ملے تو ہم ان کو قتل کر دیں گے اور جو کچھ ان کے پاس ہوگا ہم وہ لے لیں گے۔ بعض نے کہا یہ درست نہیں وہ تمہارے بھائی ہیں تجارت کی غرض سے گئے ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت وہب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابن ابی کے بارے میں نازل ہوئی جب اس نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازیبا باتیں کی تھیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت سعد بن معاذ نے کہا میں اس کی دوستی سے اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن عبد الرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہم اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو جو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کے درمیان ذلیل و رسوا ہوا ہے اور رسول اللہ کے گھر والوں کے بارے میں بدگوئی کرتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے برأت کا اعلان کر دیا ہے پھر ان آیات کو تلاوت فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت کے بارے میں نازل فرمایا تھا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد کوئی بھی اس بارے میں کوئی بات نہیں کرتا تھا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَرْكَسَهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں گرا دیتا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں لوٹا دیا (4)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے اَرْكَسَهُمْ کا معنی پوچھا تو فرمایا اللہ تعالیٰ انہیں ان کے اعمال کے بدلہ میں جہنم میں محبوس کر دے گا۔ پوچھا کیا عرب

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 229 دار احیاء التراث بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 230
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 231
4۔ ایضاً

اسے پہچانتے ہیں فرمایا ہاں کیا تو نے امیہ بن ابی صلت کا شعر نہیں سنا۔

أُرْكِسُوا فِي جَهَنَّمَ أَنَّهُمْ كَانُوا عُتَاةً يَقُولُوا مينا وَكِذْبًا وَزُورًا

انہیں جہنم میں محبوس کر دیا گیا کیونکہ وہ سرکش تھے اور جھوٹ بولتے تھے۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے اعمال کے باعث ہلاک کر دیا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں گمراہ کر دیا(2)۔

إِلَّا الَّذِينَ يَصِلُونَ إِلَىٰ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ أَوْ جَاءُوكُمْ حَصِرَتْ صُدُورُهُمْ أَن يُقَاتِلُوكُمْ أَوْ يُقَاتِلُوا قَوْمَهُمْ ۚ وَلَوْ شَاءَ اللَّهُ لَسَلَّطَهُمْ عَلَيْكُمْ فَلَقَاتَلُوكُمْ ۚ فَإِنِ اعْتَزَلُوكُمْ فَلَمْ يُقَاتِلُوكُمْ وَأَلْقَوْا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ فَمَا جَعَلَ اللَّهُ لَكُمْ عَلَيْهِمْ سَبِيلًا ﴿٩٠﴾

''مگر ان کو (قتل نہ کرو) جو تعلق رکھتے ہیں اس قوم سے کہ تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ ہے یا آ گئے ہوں تمہارے پاس اس حال میں کہ تنگ ہو چکے ہوں ان کے سینے کہ جنگ کریں تم سے یا جنگ کریں اپنی قوم سے اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو مسلط کر دیتا انہیں تم پر تو وہ ضرور لڑتے تم سے پھر اگر وہ کنارہ کر لیں تم سے اور نہ جنگ کریں تمہارے ساتھ اور بھیجیں تمہاری طرف صلح (کا پیغام) تو نہیں بنائی اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان پر (زیادتی کرنے کی) راہ''۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابونعیم نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سراقہ بن مالک مدلجی نے انہیں بیان کیا کہ جب حضور ﷺ نے اہل بدر اور اہل احد پر غلبہ پالیا اور مدینہ طیبہ کے اردگرد کے لوگ مسلمان ہو گئے تو سراقہ نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضور ﷺ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو میری قوم بنومدلج کی طرف بھیجنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی میں آپ کو نعمت کا واسطہ دیتا ہوں صحابہ نے کہا رک جاؤ حضور ﷺ نے فرمایا اسے چھوڑ دو پوچھا تو کیا چاہتا ہے؟ میں نے عرض کی مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ ﷺ ارادہ رکھتے ہیں کہ آپ ﷺ میری قوم کی طرف لشکر بھیجیں جبکہ میں چاہتا ہوں کہ آپ ﷺ انہیں اس حال میں رہنے دیں اگر آپ ﷺ کی قوم مسلمان ہوگئی تو وہ بھی مسلمان ہو جائیں گی اور اسلام میں داخل ہو جائیں گی۔ اگر وہ مسلمان نہ ہوئے تو آپ ﷺ ان پر اپنی قوم کے دلوں کی وجہ سے سخت نہیں ہوں گے۔ حضور ﷺ نے حضرت خالد کا ہاتھ پکڑا فرمایا جاؤ جو یہ چاہتا ہے وہ کرو۔ حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے ان سے اس بات پر صلح کر لی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 231 دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً

خلاف دشمنوں کی مدد نہ کریں گے۔ اگر قریش مسلمان ہوگئے تو یہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہو جائیں گے۔ جو لوگ بھی مدلج کے ساتھ ملیں گے وہ بھی اس عہد میں شامل ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب وہ اپنے کفر کو ظاہر کریں تو انہیں جہاں پاؤ قتل کر دو اگر کوئی آدمی اس قوم میں شامل ہو جاتا ہے جن کا تمہارے ساتھ معاہدہ ہے تو ان پر وہ احکام لاگو کرو جو تم ذمیوں پر جاری کرتے ہو (2)۔

امام ابو داؤد نے ناسخ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کو سورۂ توبہ کی آیت نمبر 5 نے منسوخ کر دیا (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے سینے ان (مومنوں) سے اور ان (کافروں) سے رکے ہوتے ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے وہ لوٹیں اور تم میں داخل ہو جائیں اور ان کے سینے تنگ پڑ جائیں (4)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان کے سینے (دل) ناپسند کرتے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے السَّلَمَ کا معنی صلح نقل کیا ہے (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو سورۃ توبہ کی آیت نے منسوخ کر دیا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری اور حضرت عکرمہ رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو سورۂ توبہ کی آیت نے منسوخ کر دیا (7)۔

سَتَجِدُوْنَ اٰخَرِیْنَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّاْمَنُوْكُمْ وَ یَاْمَنُوْا قَوْمَهُمْ ؕ كُلَّمَا رُدُّوْۤا اِلَى الْفِتْنَةِ اُرْكِسُوْا فِیْهَا ۚ فَاِنْ لَّمْ یَعْتَزِلُوْكُمْ وَ یُلْقُوْۤا اِلَیْكُمُ السَّلَمَ وَ یَكُفُّوْۤا اَیْدِیَهُمْ فَخُذُوْهُمْ وَ اقْتُلُوْهُمْ حَیْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا مُّبِیْنًا ﴿۹۱﴾

”تم پاؤ گے چند اور لوگ جو چاہتے ہیں کہ امن میں رہیں تم سے بھی اور امن میں رہیں اپنی قوم سے (لیکن)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 345، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 233 دار احیاء التراث بیروت

3۔ سنن کبری از بیہقی، جلد 9، صفحہ 11، دار الفکر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 235 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 236

6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 237 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 236

جب کبھی پھیرے جاتے ہیں فتنہ کی طرف منہ کے بل گر پڑتے ہیں اس میں، سو اگر نہ کنارہ کریں تم سے یا نہ بھیجیں تمہاری طرف صلح (کا پیغام) اور نہ روک لیں اپنے ہاتھ تو پکڑ لو انہیں اور قتل کرو انہیں جہاں تم پاؤ انہیں اور یہی لوگ ہیں کہ دیا ہے ہم نے تمہیں ان پر کھلا اختیار"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل مکہ میں سے کچھ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوتے، دکھاوے کا اسلام قبول کرتے پھر قریش کی طرف پلٹ جاتے اور بتوں کی عبادت شروع کر دیتے۔ اس طریقہ سے یہ خواہش کرتے کہ یہاں بھی امن سے رہیں اور وہاں بھی امن سے رہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ اگر وہ الگ تھلگ نہ رہیں اور مسلمانوں سے مصالحت نہ کریں تو ان سے جنگ کرو (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ جب بھی وہ فتنہ سے نکلنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس میں الٹے منہ گر پڑتے ہیں۔ اس کی صورت یہ ہوتی کہ ایک آدمی اسلام قبول کرنے کا دعویٰ کرتا پھر مکڑی، پتھر، بچھو اور گبریلا کو دیکھتے تو مشرک اس مسلمان کو کہتے کہو یہ گبریلا اور بچھو میرا رب ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ تہامہ میں ایک قبیلہ تھا، انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی نہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ کریں گے اور نہ ہی اپنی قوم سے جنگ کریں گے۔ انہوں نے ارادہ کیا وہ اللہ کے نبی سے امن میں رہیں اور اپنی قوم سے امن میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس خواہش کا انکار کیا۔ جب بھی انہیں کوئی آزمائش سامنے آتی ہے تو اس میں ہلاک ہو جاتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نعیم بن مسعود اشجعی مسلمانوں اور مشرکوں دونوں میں امان سے تھا کیونکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکوں کے درمیان سفارت کا کام کر رہا تھا اور کہا فتنہ کا معنی شرک ہے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب بھی انہیں آزمائش میں ڈالا جاتا تو اس میں اوندھے منہ گر پڑتے (5)۔

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا خَطَـًٔا ۚ وَ مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّ دِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ؕ فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ؕ وَ اِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍۢ بَيْنَكُمْ وَ بَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 237 دار احیاء التراث بیروت 2۔ جلد 5، صفحہ 238 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

اِلٰۤى اَهۡلِهٖۤ وَ تَحۡرِيۡرُ رَقَبَةٍ مُّؤۡمِنَةٍ ۚ فَمَنۡ لَّمۡ يَجِدۡ فَصِيَامُ شَهۡرَيۡنِ مُتَتَابِعَيۡنِ ۫ تَوۡبَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيۡمًا حَكِيۡمًا ﴿۹۲﴾

''اور نہیں (جائز) کسی مومن کے لئے کہ قتل کرے کسی مومن کو مگر غلطی سے اور جس نے قتل کیا کسی مومن کو غلطی سے تو (اس کی سزا یہ ہے کہ) آزاد کرے مسلمان غلام اور خون بہا ادا کرے مقتول کے گھر والوں کو مگر یہ کہ وہ خود ہی (خون بہا) معاف کردیں پھر اگر ہو (مقتول) اس قوم سے جو دشمن ہے تمہاری لیکن وہ (مقتول) خود مومن ہو تو (قاتل) آزاد کرے ایک مسلمان غلام اور اگر مقتول اس قوم سے ہو کہ ہو چکا ہے تمہارے درمیان اور ان کے درمیان معاہدہ تو (قاتل) خون بہا دے دے اس کے گھر والوں کو اور آزاد کرے ایک مسلمان غلام۔ تو جو شخص غلام نہ پا سکے تو روزے رکھے دو ماہ لگاتار (اس گناہ کی) توبہ اللہ کی طرف سے (یہی مقرر ہے) اور ہے اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا حکمت والا''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کسی مومن کو زیب نہیں دیتا اس عہد کی وجہ سے جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے لیا (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ کوئی مومن کسی مومن کو قتل نہ کرے۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا قول ذکر کیا ہے کہ حرث بن یزید بن نبیشہ جو بنو عامر بن لوئی سے تعلق رکھتا ہے ابوجہل کے ساتھ مل کر عیاش بن ابی ربیعہ کو اذیتیں دیا کرتا تھا پھر وہ ہجرت کر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے نکلا عیاش اسے حرہ میں ملا تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کردیا جبکہ وہ گمان کرتا تھا کہ حرث کافر ہے پھر عیاش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور واقعہ عرض کیا تو یہ آیت نازل ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یہ آیت پڑھ کر سنائی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا اٹھو اور غلام آزاد کرو (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ عیاش بن ابی ربیعہ نے ایک مومن کو قتل کیا وہ اور ابوجہل عیاش کو اذیتیں دیا کرتے تھے۔ عیاش ابوجہل کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ عیاش کا خیال تھا کہ وہ آدمی پہلے کی طرح کافر ہے۔ عیاش نے مومن کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہجرت کی تھی۔ ابوجہل اس کے پاس آیا جو ماں کی طرف سے اس کا بھائی تھا کہ تیری ماں تجھے اپنی رحم اور حق کا واسطہ دیتی ہے کہ تو واپس آجا۔ وہ امیمہ بنت مخرمہ تھی۔ عیاش ابوجہل کے ساتھ ہولیا۔ ابوجہل نے اسے باندھ لیا اور اسے مکہ لے آیا۔ جب کافروں نے اسے دیکھا تو ان کے کفر اور فتنہ میں اور اضافہ ہوگیا اور کہا ابوجہل (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ہر اس بات پر قادر ہے جو وہ چاہتا ہے۔ ابوجہل ان کے صحابہ پکڑ لیتا ہے اور انہیں رسیوں میں جکڑ لیتا ہے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 240 دار احیاء التراث بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 241 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 240

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کے حق میں نازل ہوئی۔ اس نے اسلام قبول کیا اور نبی کریم ﷺ کی طرف ہجرت کی عیاش، ابوجہل اور حارث کا ماں کی طرف سے بھائی تھا اور یہ ماں کا سب سے پیارا بیٹا تھا۔ جب حضرت عیاش رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تو یہ بات اس کی ماں پر بڑی شاق گزری اس نے قسم اٹھا دی کہ وہ اس وقت تک کمرے میں داخل نہ ہو گی جب تک اپنے بیٹے کو دیکھ نہ لے۔ ابوجہل اور حارث مدینہ طیبہ آئے اور اس کی وجہ سے ماں کی جو حالت ہو گئی تھی وہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو بتائی اور حضرت عیاش رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ مکہ مکرمہ جائے تا کہ اس کی والدہ اسے دیکھ لے۔ وہ دونوں اسے مدینہ طیبہ آنے سے نہیں روکیں گے اور اس سے وعدہ کیا کہ جب اس کی والدہ اسے دیکھ لے گی تو وہ اسے آزاد کر دیں گے۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ دونوں کے ساتھ چل پڑے جب یہ دونوں مدینہ طیبہ سے نکلے تو اس پر حملہ کر دیا اور اس کی مشکیں کس دیں اور اسے تقریباً سو کوڑے مارے کوڑے مارنے میں بنی کنانہ کے ایک آدمی نے بھی ان کی مدد کی۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی کہ اگر وہ کنانی سے بدلہ لینے پر قادر ہوا تو اسے ضرور قتل کرے گا۔ یہ دونوں حضرت عیاش کو مکہ مکرمہ لے آئے۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ میں محبوس رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کو فتح کر لیا۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نکلے اور کنانی سے ملاقات ہوئی جبکہ ربیعہ کنانی مسلمان ہو چکا تھا جبکہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو اس کے مسلمان ہونے کا کوئی علم نہ تھا۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار سے وار کیا اور قتل کر دیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ خطأً کا معنی ہے کہ قاتل یہ نہ جانتا ہو کہ مقتول مومن ہے اور یصدقوا کا مطلب ہے کہ وہ دیت کو چھوڑ دیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ حارث بن یزید کو قتل کرے گا جو بنو عامر بن لوئی کا مولی تھا۔ جب حضرت عیاش رضی اللہ عنہ نے قسم اٹھائی۔ اس وقت حارث مشرک تھا، بعد میں حارث مسلمان ہو گیا جبکہ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا۔ حضرت عیاش رضی اللہ عنہ کی حارث سے ملاقات مدینہ طیبہ میں ہوئی تو عیاش نے حارث کو قتل کر دیا یہ قتل غلطی سے ہوا۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حارث بن یزید حضور ﷺ کے ساتھ سخت زیادتیاں کرتا تھا وہ اسلام کے ارادہ سے آیا جبکہ عیاش کو کچھ علم نہ تھا۔ عیاش بن ابی ربیعہ کی اس سے ملاقات ہوئی۔ عیاش رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔ ابو درداء رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا۔ یہ لوگ ایک مہم پر گئے ہوئے تھے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ اپنے کام کے لئے ایک گھاٹی کی طرف گئے تو قوم کے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنا ریوڑ چرا رہا تھا۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار سے حملہ کر دیا۔ اس آدمی نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا جبکہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے اس پر وار کیا پھر اس کا ریوڑ ہانک کر اپنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 241 دار احیاء التراث بیروت
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 131، دار الفکر بیروت

ساتھیوں کے پاس لے آئے پھر دل میں کچھ خلش محسوس کی۔ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضری دی اور سب واقعہ ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا سینہ کیوں نہیں چیر لیا۔ عرض کی میرے لئے یہ ممکن نہ تھا یارسول اللہ ﷺ میں اگر ایسا کرتا بھی تو پانی پاتا یا خون۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے تجھے اپنی زبان سے آگاہ کیا لیکن تو نے نہ مانا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا کیا بنے گا فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کیا کرو گے۔ عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرا کیا بنے گا۔ فرمایا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کیا کرو گے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کہ یہ دن میرے اسلام لانے کا پہلا دن ہوتا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اَنْ یَّصَّدَّقُوْا کا معنی ہے مگر وہ دیت نہ لیں (1)۔

امام رویانی، ابن مندہ اور ابونعیم نے المعرفۃ میں بکر بن حارثہ جہنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک چھوٹے لشکر میں تھا جو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا ہم نے اور مشرکوں نے باہم جنگ کی۔ میں نے ایک مشرک پر حملہ کیا تو اس نے اسلام کا اظہار کر کے مجھ سے بچنا چاہا۔ میں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی۔ آپ ﷺ سخت غصے ہوئے اور مجھے دور کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی کی تو آپ ﷺ مجھ پر راضی ہو گئے اور مجھے اپنے قریب بٹھایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رقبہ مومنہ سے مراد ایسا غلام ہے جو ایمان کی سمجھ بوجھ رکھتا ہو اس نے روزے رکھے ہوں اور نمازیں پڑھی ہوں۔ قرآن حکیم میں جہاں بھی رقبہ کا ذکر آیا ہے اور اس کے لئے مومنہ کا لفظ ذکر نہیں کیا تو اس میں بچہ اور اس سے بڑا آزاد کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ اپاہج نہ ہو۔ ساتھ ہی اس پر مکمل دیت لازم ہے بشرطیکہ مقتول کے ورثاء اس میں تخفیف کر دیں (2)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ ابی کی قرأت فَتَحْرِیْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ہے اس میں بچے کو آزاد کرنا جائز نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی ایک حبشی لونڈی کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھ پر ایک مومن غلام آزاد کرنا فرض ہے۔ حضور ﷺ نے اس لونڈی سے پوچھا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ اس لونڈی نے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں؟ تو اس لونڈی نے رسول اللہ اور آسمان کی طرف اشارہ کیا یعنی آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کر دے یہ مومنہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا عرض کی مجھ پر ایک غلام آزاد کرنا فرض ہے۔ جب کہ میرے پاس ایک حبشن لونڈی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے میرے پاس لے آؤ۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتی ہے؟ اس لونڈی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 42-241 دار احیاء التراث بیروت
2۔ جلد 5، صفحہ 243
3۔ سنن ابو داؤد، جلد 4، صفحہ 77-176 (906) الریاض

نے کہاں ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کردے۔

امام عبد الرزاق، امام احمد اور عبد بن حمید نے ایک انصاری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایک حبشن لونڈی لایا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھ پر ایک مومن غلام آزاد کرنا فرض ہے۔ اگر آپ ﷺ اسے مومنہ خیال کرتے ہیں تو اسے آزاد کر دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس لونڈی سے فرمایا کیا تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دیتی ہے؟ عرض کی جی ہاں، پوچھا کیا تو میرے رسول اللہ ہونے کی گواہی دیتی ہے؟ عرض کی جی ہاں فرمایا کیا تو موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے کی گواہی دیتی ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے آزاد کردو یہ مومنہ ہے۔

امام طیالسی، امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اپنی لونڈی کو تھپڑ مارا پھر رسول اللہ ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا تو یہ چیز حضور ﷺ پر بڑی شاق گزری۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا میں اسے آزاد نہ کردوں؟ فرمایا کیوں نہیں اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں لونڈی حضور ﷺ کی بارگاہ میں لے آیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟ عرض کی آسمان میں۔ پوچھا میں کون ہوں؟ عرض کی آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا یہ مومنہ ہے، اسے آزاد کردو(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دیت سو اونٹ مقرر فرمائی۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قتل خطا کی دیت بیس بنت مخاص، بیس بنی مخاص، بیس بنت لبون، بیس جذعہ اور بیس حقہ معین فرمائی(2)۔

امام ابوداؤد اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے دیت بارہ ہزار درہم مقرر فرمائی ہے(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابوبکر بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اہل یمن کی طرف ایک خط لکھا جس میں فرائض، سنن اور دیتیں لکھی ہوئی تھیں، ساتھ حضرت عمرو بن حزم کو بھیجا۔ اس میں یہ بھی تھا جن کے پاس دینار ہوں ان پر دیت ہزار دینار ہے۔

امام ابوداؤد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اونٹوں کے مالکوں پر دیت سو اونٹ، گائے کے مالکوں پر دو سو گائیں، بکریاں پالنے والوں پر ایک ہزار بکری اور پارچہ فروشوں پر دو سو حلے اور گندم کے مالکوں پر بھی کوئی چیز معین کی جو محمد بن اسحاق کو یاد نہیں رہی(4)۔

1۔ صحیح مسلم، جلد 5، صفحہ 22 (533,37) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 276 (2631) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن ابوداؤد باب الدیۃ کم ھی، جلد 2، صفحہ 269، وزارت تعلیم اسلام آباد
4۔ ایضا

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مُّسَلَّمَةٌ کا معنی (کامل) کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے مُّسَلَّمَةٌ کا معنی مکمل نقل کیا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مکمل دیت مقتول کے ورثاء کو دی جائے مگر اس صورت میں کہ مقتول کے ورثاء اس میں کمی کر دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دیت مقتول کے ورثاء کو دی جائے مگر اس صورت میں کہ مقتول کے ورثاء صدقہ کر دیں وہ معاف کر دیں یا درگزر کریں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ قاتل کا قبیلہ مقتول کے ورثاء کو دیت دے۔ اگر مقتول کے ورثاء دیت قاتل کے ورثاء پر صدقہ کر دیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے جہاں تک غلام آزاد کرنے کا تعلق ہے تو یہ قاتل کے مال میں سے اس پر واجب ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت بکر بن شرود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابی کی قرأت میں اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی منذر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے رایت نقل کی ہے کہ اَهْلِهٖٓ سے مراد ہے وہ مسلمان کے وارث مسلمان بنیں اور فَاِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ میں مقتول سے مراد مومن اور اس کی قوم کافر ہو۔ جبکہ اس قوم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان معاہدہ ہو تو اس کی وراثت مسلمانوں کے لئے ہوگی اور اس کی دیت اس کی قوم کے لئے ہوگی کیونکہ اس کی طرف سے وہی دیت دیتے ہیں (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اگر مقتول حربی ہو اور ایمان دار ہو، قاتل نے اسے خطا قتل کر دیا ہو تو قاتل پر فرض ہے کہ ایک مومن غلام آزاد کرے یا دو ماہ لگاتار روزے رکھے تو اس صورت میں قاتل پر کوئی دیت لازم نہیں ہوگی اور اگر مقتول کافر ہو جس کا تمہارے ساتھ معاہدہ ہے وہ قتل کر دیا جائے تو قاتل پر دیت ہوگی جو مقتول کے ورثاء کو دی جائے گی اور ایک غلام بھی آزاد کرنا لازم ہوگا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ مقتول مومن ہو، دشمن قوم سے تعلق رکھتا ہو۔ مشرک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لشکر کے بارے میں سنتے ہیں وہ بھاگ جاتے ہیں جبکہ مومن وہاں ہی ٹھہرا رہتا ہے تو قتل ہو جاتا ہے، اس میں ایک غلام آزاد کرنا لازم ہے (5)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مقتول مومن ہو اور اس کی قوم کافر ہو تو اس کی دیت قاتل پر لازم نہ ہوگی لیکن غلام کا آزاد کرنا لازم ہے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 243 دار احیاء التراث بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 246
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 245
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 244

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطے سے ابو عیاض سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آتا، اسلام قبول کرتا پھر اپنی قوم کے پاس چلا جاتا جو کہ مشرک ہوتی انہیں کے درمیان رہتا حضور ﷺ کے لشکر حملہ آور ہوتے تو دوسرے لوگوں کے ساتھ وہ مومن بھی قتل ہو جاتا تو یہ آیت نازل ہوئی کہ اس کی دیت لازم نہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو یحییٰ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتا اسلام قبول کرتا پھر اپنی قوم کی طرف لوٹ جاتا وہ اپنی قوم میں ہی رہتا آدمی اسے قتل کرتا غلام آزاد کرتا تمہارے اور ان کے درمیان معاہدہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ آدمی خود بھی اور اس کی قوم بھی معاہدہ میں شامل ہو تو اس کی دیت قوم کو دی جائے گی اور جس نے قتل کیا ہو تا وہ ایک غلام آزاد کرتا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مرداس بن عیاش کے بارے میں نازل ہوئی وہ خود مسلمان ہو گیا جبکہ اس کی قوم حربی کافر تھی۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے غلطی سے اسے قتل کر دیا ان کے لئے کوئی دیت نہ ہو گی کیونکہ وہ حربی تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو مسلمان مشرکوں کے ساتھ مقیم رہا وہ ذمہ سے بری ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مطلب ہے وہ معاہدہ میں شامل ہو مگر مومن نہ ہو (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مقتول مومن ہو۔ ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارا اور اس قوم کا آپس میں معاہدہ ہو جبکہ مقتول کافر ہو (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میثاق کا معنی عہد ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی کہ معاہد کی دیت مسلمان کی دیت جیسی ہے پھر بعد میں اس میں کمی کر دی گئی اور اس کی دیت مسلمان کی دیت کے نصف کر دی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ معاہد کی دیت اس کے ورثاء کے حوالے کی جائے اور اس کے ساتھ ایک مومن غلام آزاد کیا جائے۔

امام ابو داؤد نے حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں دیت کی قیمت آٹھ سو دینار یا آٹھ ہزار دینار تھی جب کہ اہل کتاب کی دیت مسلمانوں کی دیت کا نصف تھی یہ

1۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 3، صفحہ 261 (3116)، بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 246 دار احیاء التراث بیروت

3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 247　4۔ ایضاً

معاملہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے آپ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا اونٹ مہنگے ہوگئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہزار دینار دیت مقرر کی جن کے پاس سونا ہو اور جن کے پاس چاندی ہو ان پر بارہ ہزار درہم، جو گائے پالتے ہوں ان پر دو سو گائیں اور جو بکریاں پالتے ہیں ان پر دو ہزار بکریاں اور جو پارچہ فروش ہوں ان پر دو سو حلے اور ذمیوں کی دیت میں اضافہ نہ کیا اسے اسی حال پر چھوڑ دیا(1)۔

ابن ابی شیبہ، امام نسائی اور امام حاکم نے ابوبکرہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جنت کی خوشبو سو سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے جو آدمی کسی معاہد کو قتل کرے اللہ تعالیٰ اس پر جنت اور اس کی خوشبو کو حرام کر دیتا ہے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی ذمی کو قتل کیا وہ جنت کی خوشبو نہیں پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے معلوم کی جاسکتی ہے(3)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس نے کسی ایسے معاہد کو قتل کیا جسے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی حفاظت حاصل تھی اس نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ کو توڑا وہ جنت کی ہوا بھی نہ پائے گا جبکہ جنت کی خوشبو ستر سال کی مسافت سے محسوس کی جاسکتی ہے(4)۔

امام شافعی، عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل کتاب کی دیت چار ہزار درہم اور مجوسی کی دیت آٹھ سو درہم ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قتل خطا یہ ہے کہ وہ ایک چیز کا ارادہ کرتا ہے جبکہ اس کا وار کسی اور چیز پر جا پڑتا ہے(6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جو آدمی کسی مومن کو خطا قتل کرے جبکہ وہ کسی غلام کو نہ پائے تو وہ دو ماہ پے در پے روزے رکھے۔ یہ آیت عیاش بن ابی ربیعہ کے بارے میں نازل ہوئی جس نے ایک مومن کو خطا قتل کر دیا تھا(7)۔

ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے یہ قول نقل کیا ہے جو آزاد کرنے کے لئے غلام نہ پائے تو دو ماہ کے روزے رکھے۔

امام ابن جریر حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے قول نقل کرتے ہیں کہ روزے تو اس پر لازم ہیں جس کے پاس غلام نہ ہو جہاں تک دیت کا تعلق ہے اسے کوئی چیز باطل نہیں کر سکتی(8)۔

1۔سنن ابوداؤد، باب الدیۃ کم ھی، جلد 2، صفحہ 269، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 137 (2579) بیروت
3۔ایضاً، جلد 2، صفحہ 137 (2580)
4۔ایضاً، جلد 2، صفحہ 138 (2581)
5۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 252
6۔ایضاً، جلد 5، صفحہ 248
7۔ایضاً، جلد 5، صفحہ 253
8۔ایضاً

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے سورۂ نساء کی اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا دو ماہ کے روزے صرف غلام آزاد کرنے کے مقابلہ میں ہیں یا دیت اور غلام آزاد کرنے کے مقابلہ میں ہیں تو انہوں نے جواب دیا جو نہ پائے تو یہ دیت اور غلام دونوں کے مقابلہ میں ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے دو ماہ کے پے درپے روزوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ نہ ان میں روزہ افطار کرے اور نہ ہی ان میں انقطاع کرے۔ اگر اس نے مرض اور عذر کے بغیر ایسا کیا تو تمام روزے نئے سرے سے رکھے۔ اگر اسے کوئی مرض یا عذر لاحق ہو تو باقی ماندہ روزے رکھ لے۔ اگر وہ مر گیا اور روزے نہ رکھے تو ان روزوں کے مقابلہ میں ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور ہر مسکین کو ایک مد (نصف سیر) دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو ماہ کے پے درپے کی شرط اللہ کی جانب سے سختی کے لئے ہے فرمایا قتل خطا میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے تشدید ہے۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے تَوْبَةً مِّنَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس امت کے لئے معافی ہے کہ اس نے قتل خطا میں کنارہ اور دیت لازم کی اللہ تعالیٰ علیم حکیم ہے یعنی جس نے خطا قتل کیا اللہ تعالیٰ کفارہ کے حکم کو جاننے والا ہے پھر عہد اور معاہدہ کی وجہ سے مشرکین عرب کی دیت منسوخ کر دی گئی اسے سورۂ توبہ کی آیت نمبر 5 نے منسوخ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا دو دینوں والے ایک دوسرے کے وارث نہیں بنتے۔

وَ مَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا ﴿۹۳﴾

اور جو شخص قتل کرے کسی مومن کو جان بوجھ کر تو اس کی سزا جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں اور غضب ناک ہو گا اللہ تعالیٰ اس پر اور اپنی رحمت سے دور کرے گا اسے اور تیار کر رکھا ہے اس نے اس کے لئے عذاب عظیم۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسی انصاری نے مقیس بن ضبابہ کے بھائی کو قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے مقیس کو دیت دی تو اس نے دیت قبول کر لی پھر اس نے اپنے بھائی کے قاتل پر حملہ کیا اور اسے قتل کر دیا۔ ابن جریج اور دوسرے علماء نے کہا حضور ﷺ نے اس کی دیت بنو نجار پر لازم کی پھر حضور ﷺ نے مقیس اور بنو فہر کے ایک آدمی کو کسی کام کے لئے بھیجا۔ مقیس نے فہری پر حملہ کر دیا مقیس بڑا طاقتور آدمی تھا۔ فہری کو زمین پر پٹخ دیا اور اس کے سر کو دو پتھروں کے درمیان کچل دیا پھر یہ اشعار پڑھنے لگا۔

قَتَلْتُ به فِهْرًا وَ حَمَلْتُ عَقْلَهٗ سُرَاةَ بَنِي النَّجَّارِ اَرْبَابَ قَارِعِ

میں نے بھائی کے بدلہ میں فہر کو قتل کر دیا اور اس (بھائی) کی دیت بنو نجار کے سرداروں پر لازم کی جو قلعوں والے ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 254 دار احیاء التراث بیروت

نبی کریم ﷺ کو اس کے بارے میں بتایا گیا فرمایا میرا خیال ہے اس نے بہت بڑا ظلم کیا ہے، اللہ کی قسم اگر اس نے ایسا کیا تو میں اسے نہ حل اور نہ ہی حرم میں پناہ دوں گا نہ صلح میں اور نہ ہی حالت جنگ میں پناہ دوں گا۔ تو وہ فتح مکہ کے موقع پر قتل کر دیا گیا۔ ابن جریج نے کہا اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضبابہ کنانی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اس کا سبب یہ ہوا کہ وہ اور اس کا بھائی ہشام بن ضبابہ مسلمان ہوئے۔ یہ دونوں مدینہ طیبہ میں رہتے تھے۔ مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنی نجار میں مقتول پایا۔ مقیس حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور واقعہ کے بارے میں بتایا۔ رسول اللہ ﷺ نے قریش میں سے بنوفہر کا ایک آدمی بنونجار کی طرف بھیجا۔ اس کے ساتھ مقیس بھی تھا۔ بنونجار کے مکانات ان دنوں قباء میں تھے۔ حضور ﷺ نے بنونجار کو حکم دیا کہ اگر تمہیں علم ہے تو مقیس کے بھائی کا قاتل اس کے حوالے کر دیا جائے بصورت دیگر اس کی دیت ادا کر دی جائے۔ جب حضور ﷺ کا قاصد بنونجار کے پاس آیا تو انہوں نے کہا ہم نے اللہ کے رسول کا پیغام سنا اور اس کی اطاعت کی، اللہ کی قسم ہم اس کے قاتل کو نہیں جانتے لیکن ہم اس کی دیت دیتے ہیں۔ بنونجار نے مقیس کو اس کے بھائی کی دیت کے سو اونٹ دے دیے جب مقیس اور فہری قباء سے مدینہ طیبہ کی طرف لوٹے تو مقیس نے رسول اللہ ﷺ کے قاصد فہری پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا۔ مقیس مرتد ہو گیا۔ دیت کے اونٹوں میں سے ایک پر سوار ہوا اور باقی ماندہ کو ہانکا اور مکہ مکرمہ جا پہنچا یہ شعر کہے۔

قَتَلْتُ بِهٖ فِهْرًا وَ حَمَّلْتُ عَقْلَهٗ   سُرَاةَ بَنِي النَّجَّارِ اَرْبَابَ قَارِعٖ

میں نے بھائی کے بدلہ میں فہر کو قتل کر دیا اور اس کی دیت بنی نجار کے سرداروں پر لازم کی جو قلعوں والے ہیں۔

وَاَدْرَكْتُ ثَارِيْ وَاضْطَجَعْتُ مُوَسِّدًا   وَكُنْتُ اِلَى الْاَوْثَانِ اَوَّلَ رَاجِعٖ

میں نے اپنا بدلہ لے لیا اور تکیہ لگا کر لیٹ گیا، میں بتوں کی طرف سب سے پہلا لوٹنے والا ہوں۔

یہ آیت اس کے بعد نازل ہوئی کہ اس نے ناحق آدمی قتل کیا، دیت لی، اسلام سے مرتد ہوا اور کافر کی حیثیت میں مکہ مکرمہ چلا گیا۔

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

امام عبد بن حمید، امام مسلم، امام بخاری، ابو داؤد، امام نسائی، ابن جریر اور طبرانی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کوفہ نے مومن کو قتل میں اختلاف کیا۔ میں اس معاملہ کو جاننے کے لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا، اس بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت سب سے آخر میں نازل ہوئی۔ اسے کسی نے منسوخ نہیں کیا(1)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 295 دار احیاء التراث العربی بیروت

امام احمد، سعید بن منصور، نسائی، ابن ماجہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور طبرانی نے حضرت سالم بن ابی جعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آپ کی خلافت میں آیا۔ مجھے اس آدمی کے بارے میں بتایئے جو جان بوجھ کر کسی آدمی کو قتل کرتا ہے۔ تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ قرآن حکیم کا جو حصہ آخری عرصہ میں نازل ہوا یہ آیت بھی اسی زمانہ میں نازل ہوئی، اسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا جب کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد تو کوئی وحی نازل نہیں ہوئی۔ سوال کیا بتایئے اگر وہ توبہ کر لے، ایمان لے آئے، اچھے عمل کرے پھر ہدایت یافتہ ہو جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کے لئے توبہ کہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی دوسرے آدمی کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے قیامت کے روز مقتول اس حال میں آئے گا کہ اس کے قاتل کو دائیں یا بائیں ہاتھ میں پکڑا ہوگا اور اپنا سر دائیں یا بائیں ہاتھ میں پکڑا ہوگا۔ عرش کے سامنے اس کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی اور مقتول کہے گا اے میرے رب اپنے اس بندے سے پوچھ کس وجہ سے اس نے مجھے قتل کیا (1)۔

امام ترمذی حسن حدیث میں حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ قیامت کے روز مقتول قاتل کو لائے گا اس کی پیشانی اور اپنا سر اس کے ہاتھ میں ہوگا جبکہ اس کی رگیں خون بہا رہی ہوں گی۔ مقتول عرض کرے گا اے میرے رب اس نے مجھے قتل کیا یہاں تک کہ اسے عرش کے قریب لے جائے گا لوگوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سامنے اس کی توبہ کا ذکر کیا تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔ فرمایا نہ یہ آیت منسوخ ہے اور نہ ہی اس کا حکم بدلا گیا تو پھر اس کے لئے توبہ کہاں (2)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے عبد الرحمٰن بن ابزی نے کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اسے کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا اور فرمایا وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ (الفرقان: 68) مشرکوں کے بارے میں نازل ہوئی (3)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد الرحمٰن بن ابزی نے کہا کہ سورۂ نساء کی اس آیت وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا اور سورۂ فرقان کی آیت نمبر 68 وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا کے بارے میں پوچھوں۔ سعید بن جبیر نے کہا میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا جب کوئی آدمی اسلام میں داخل ہو گیا اور شریعت کے احکام کو جان لیا پھر جان بوجھ کر مومن کو قتل کیا تو اس کی جزاء

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 257

2۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 120 (3029) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 258

جہنم ہے، اس کی توبہ نہیں جو فرقان میں آیت ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو مکہ کے مشرکوں نے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا، ہم نے ناحق قتل کیے اور برے اعمال کیے تو پھر ہمیں اسلام کوئی نفع نہ دے گا تو سورۂ فرقان کی آیت نمبر 70 اِلَّا مَنْ تَابَ نازل ہوئی وہ حکم ان لوگوں کے بارے میں ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ یہ آیت سورۂ فرقان کی آیت کے ایک سال بعد نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت سورۂ فرقان کی آیت کے آٹھ سال بعد نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، نحاس اور طبرانی نے سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا وہ آدمی جو جان بوجھ کر کسی انسان کو قتل کرے اس کے لئے توبہ ہے؟ فرمایا نہیں تو میں نے ان پر سورۂ فرقان کی آیت نمبر 68 پڑھی۔ فرمایا سورۂ فرقان کی آیت مکی ہے جبکہ یہ سورۂ نساء کی آیت مدنی ہے سورۂ نساء کی آیت نے اسے منسوخ کر دیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت شدیدہ (یہ)، آیت ہینہ (سورۂ فرقان والی) کے چھ ماہ بعد نازل ہوئی (4)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت نقل کی ہے (5)۔

امام ابو داؤد، ابن جریر، نحاس، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت زید بن ثابت سے اسی کی مثل روایت نقل کی (6)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ جب سورۂ فرقان والی آیت نازل ہوئی تو ہم اس کی نرمی پر متعجب ہوئے، ہم سات ماہ تک اسی طرح رہے پھر سورۂ نساء کی یہ آیت نازل ہوئی (7)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ دونوں آیتوں کے نزول کے درمیان کا عرصہ آٹھ سال کا ہے اور سورۂ نساء والی آیت سورۂ فرقان والی آیت کے بعد نازل ہوئی۔

امام سمویہ نے فوائد میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی سورۂ نساء کی یہ آیت سورۂ نساء کی آیت وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ کے چار ماہ بعد نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، اس نفس کو قتل کرنا جس کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 258 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 259 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 260
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 50-149 (4869)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مبہمتان ہیں یعنی شرک اور قتل (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت محکم ہے، اس کی شدت میں بھی اضافہ ہوا (2)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت کردم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو سب نے فرمایا کیا وہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ اسے موت نہ آئے، کیا وہ یہ طاقت رکھتا ہے کہ وہ زمین میں کوئی سوراخ کر لے یا آسمان تک سیڑھی لگالے یا مقتول کو زندہ کر لے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن میناء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی حاضر ہوا۔ اس نے ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا جو کسی مومن کو قتل کر دیتا ہے کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم وہ جنت میں داخل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو رزین رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا مبہم ہے اس کی توبہ کے بارے میں کچھ علم نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی مومن کو قتل کرتا ہے اس کے لئے کوئی توبہ نہیں اسے کسی چیز نے منسوخ نہیں کیا (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے سعید بن میناء سے روایت نقل کی ہے کہ میرے ساتھی اور تاجر کے درمیان جھگڑا ہوا میرے ساتھی نے کرسی اٹھائی اور آدمی کے سر پر ماری اور اسے قتل کر دیا بعد میں شرمندہ ہوا اور کہا میں اپنا سب کچھ چھوڑتا ہوں پھر جاتا ہوں اور اپنی زندگی اللہ کی راہ میں مختص کرتا ہوں۔ میں نے کہا ہمارے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں چلو ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا کوئی توبہ کی صورت ہے۔ دونوں چلے یہاں تک کہ ہم آپ کی خدمت میں داخل ہوئے۔ میں نے تمام واقعہ بیان کیا۔ میں نے عرض کی کیا آپ اس کی توبہ کی کوئی راہ پاتے ہیں۔ فرمایا، کھاؤ، پیو، میں تم پر افسوس کا اظہار کرتا ہوں اور میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی وہ یہ گمان کرتا ہے کہ اس نے اسے قتل کرنے کا ارادہ نہیں کیا تھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا تم میں سے کوئی ایک لکڑی (اٹھانے) کا قصد کرتا ہے اور ایک مسلمان کے سر پر مارتا ہے۔ پھر کہتا ہے میں نے اسے قتل کا ارادہ نہیں کیا۔ اس نے جھوٹ بولا ہے۔ جتنا کھا پی سکتے ہو کھاؤ پیو۔ میں تم پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 259 دار احیاء التراث بیروت　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 60-259

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1330 (668) دار الصمیعی الریاض　4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 31-1330 (669)

افسوس کا اظہار کرتا ہوں میرے پاس سے اٹھ جاؤ آپ نے ہم سے مزید کوئی بات نہ کی یہاں تک کہ ہم اٹھ کر چلے آئے (1)۔

امام سعید بن منصور نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن کا قتل تاوان ہے (2)۔

امام بخاری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن دین کی کشادگی میں ہوتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہیں بہاتا (3)۔

امام احمد، نسائی اور ابن منذر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ ہر گناہ کے متعلق امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا مگر وہ آدمی جو کافر ہو کر مرے یا وہ آدمی جو کسی مومن کو عمداً قتل کرے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ہر گناہ کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بخش دے مگر جو مشرک کی حیثیت میں مرجائے یا جو مومن کو جان بوجھ کر قتل کردے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے ایک کلمہ برابر مسلمان کو قتل کرنے میں معاونت کی جس روز وہ اللہ تعالیٰ سے ملے گا وہ یوں ملے گا کہ اس کی پیشانی پر لکھا ہوگا اللہ کی رحمت سے مایوس۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مسلمان آدمی کے خون بہانے میں ایک کلمہ برابر مدد کی تو قیامت کے روز اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو قرآن حکیم میں کسی کے بارے میں لفظ خلود سنے تو ایسے شخص کے لئے توبہ نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے التجاء کی کہ وہ مومن کے قاتل کے لئے توبہ مقدر کردے تو اللہ تعالیٰ نے میری عرضداشت قبول نہ فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابو القاسم بن شبران اپنی امالی (کتاب) میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں نقل کرتے ہیں کہ یہی اس کی جزاء ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کو جزا دے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ قاتل کی جزاء ہے اگر وہ جزاء دے یعنی یہ حکم مومن کے لئے ہے کافر کے لئے نہیں مومن کے بارے میں چاہے گا تو اسے

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1332 (670)، دار الصمیعی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 1333 (671)
3۔ صحیح بخاری، کتاب الدیات، جلد 6 (6469)، دار ابن کثیر دمشق
4۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 99، دار صادر بیروت

معاف کر دے گا، چاہے گا تو اسے سزا دے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت عاصم بن ابی النجو د رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جہنم اس کی جزاء ہوگی اگر اللہ تعالیٰ اسے عذاب دینا چاہے گا اور اگر چاہے گا تو اسے بخش دے گا۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے بعث میں حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اس کی جزاء ہے، اگر اللہ تعالیٰ اس کی جزاء سے تجاوز کرنا چاہے گا تو ایسا کرے گا(1)۔

امام ابن منذر نے حضرت عون بن عبد اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اس کی جزاء ہے اگر اللہ تعالیٰ اسے جزاء دینا چاہے گا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

ابن منذر نے اسماعیل بن ثوبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں بڑی بیماری سے پہلے جامع مسجد میں بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے انہیں یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو مہاجرین و انصار نے کہا جس نے یہ عمل کیا اس کے لئے جہنم واجب ہو چکی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر 48 نازل فرمائی تو مہاجرین و انصار نے کہا اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے تو میں خاموش ہو گیا۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی نے بعث میں حضرت ہشام بن حسان سے روایت نقل کی ہے کہ ہم محمد بن سیرین کے ساتھ تھے تو ایک آدمی نے یہ آیت پڑھی تو محمد بن سیرین غصے ہو گئے، فرمایا تم اس آیت اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء:48) سے کیوں غافل ہو میرے پاس سے اٹھ جاؤ اور نکل جاؤ تو اس نے کہا میں نکل جاتا ہوں۔

امام قتبی اور بیہقی نے بعث میں قریش بن انس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عمرو بن عبید کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھے قیامت کے روز لایا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دیا جائے گا اللہ تعالیٰ مجھ سے فرمائے گا تو نے یہ کیوں کیا قاتل جہنم میں ہے میں عرض کروں گا تو نے خود یہ فرمایا ہے پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی میں نے عرض کی گھر میں مجھ سے کوئی چھوٹا نہ تھا اگر اللہ تعالیٰ آپ کو فرمائے میں نے یہ بھی فرمایا ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ (النساء: 48) وہ فرماتے کہ تو نے کہاں سے جان لیا کہ میں اس کی مغفرت نہیں چاہوں گا تو وہ مجھے کوئی جواب نہ دے سکے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا کہا مومن کے قاتل کے لئے توبہ ہے فرمایا ہاں پھر یہ آیت پڑھی۔ حٰمٓ ۚ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ۙ غَافِرِ الذَّنْۢبِ وَ قَابِلِ التَّوْبِ (المومن)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مومن کے قاتل کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کہا جاتا ہے جب وہ شرمندہ ہو تو اس کے لئے توبہ ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت کردم رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1346، دار الصمیعی الریاض

ہیں کہ ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے اپنا حوض بھرا اور اپنے اونٹوں کا انتظار کرنے لگا۔ میں ابھی جاگا نہیں تھا کہ ایک آدمی پانی پلانے کے لئے اپنی اونٹنی حوض پر لایا، حوض کی منڈیر کو توڑ دیا اور پانی بہہ گیا۔ میں گھبرا کر اٹھا اور تلوار کا وار کیا اور اسے قتل کر دیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ اس طرح نہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور اس آدمی کو توبہ کا حکم دیا۔ سفیان نے کہا جب علماء سے اس بارے میں پوچھا جاتا تو وہ کہتے ایسے قاتل کے لئے توبہ نہیں، جب کوئی آدمی اس مصیبت کا شکار ہوتا تو وہ کہتے تو نے جھوٹ بولا ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن جعفر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ قتل کا کفارہ قتل ہے (1)۔

امام عبد بن حمید اور نحاس نے سعد بن عبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے جس نے کسی مومن کو قتل کیا اس کے لئے توبہ کی اجازت ہے۔ ایک آدمی آپ کے پاس آیا، پوچھا جو آدمی کسی مومن کو قتل کرے کیا اس کے لئے توبہ ہے؟ فرمایا نہیں مگر آگ ہے۔ جب وہ آدمی اٹھا تو آپ کے ہم نشینوں نے آپ سے عرض کی آپ ہمیں یہ فتویٰ تو نہیں دیتے تھے، آپ تو کہتے جو کسی مومن کو قتل کر دے اس کے لئے توبہ ہے تو آج کیا ہوا؟ فرمایا میرا خیال ہے کہ یہ آدمی غضب میں ہے، ایک مومن کو قتل کرنا چاہتا ہے۔ وہ ساتھی اس آدمی کے پیچھے اٹھے تو انہوں نے اس آدمی کو اسی طرح پایا۔

امام نحاس نے حضرت نافع اور حضرت سالم رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ آپ کی اس آدمی کے بارے میں کیا رائے ہے جو دوسرے آدمی کو جان بوجھ کر قتل کر دیتا ہے۔ پوچھا کیا تو نے قتل کیا ہے؟ عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اللہ کی طرف توبہ کر وہ تجھ پر نظر کرم کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قاتل کے لئے کوئی توبہ نہیں مگر یہ کہ اس سے قصاص لیا جائے، اسے معاف کر دیا جائے یا اس سے دیت لی جائے۔

امام عبد بن حمید نے سفیان سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ جو آدمی جان بوجھ کر قتل کرتا ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ اس سے قصاص لیا جائے یا مقتول کے ورثاء اسے معاف کر دیں یا اس سے دیت لی جائے۔ اگر اس کے ساتھ یہ سلوک کر دیا گیا تو ہم امید کرتے ہیں کہ یہ اس کا کفارہ ہو جائے گا اور اس کا رب اسے معاف کر دے۔ اگر اس کے ساتھ ان میں سے کوئی سلوک بھی نہ کیا گیا تو یہ اللہ تعالیٰ کی مرضی پر منحصر ہوگا۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے بخش دے۔ اگر چاہے تو نہ بخشے۔ سفیان نے کہا جب تیرے پاس کوئی ایسا آدمی آئے جس نے قتل نہیں کیا تو اس پر سختی کر، اس کو رخصت نہ دے تاکہ وہ اس عمل سے رک جائے۔ اگر ایسا آدمی سوال کرے جو قتل کر چکا ہے تو اسے بتا، شاید اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کر لے اور اسے مایوس نہ کر۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میں شرک سے توبہ کروں یہ مجھے زیادہ پسند ہے بنسبت اس کے کہ میں کسی مومن کو قتل کر کے توبہ کروں۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ سے اس حال

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1347 (675)، دارالصمیعی الریاض

میں ملے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے شرک نہیں کرتا تھا، جس نے خوش دلی سے اپنے مال کی زکوٰۃ دی، اللہ تعالیٰ کے حکم کو سنا اور اس کی اطاعت کی اس کے لئے جنت ہے۔ پانچ چیزوں کا کوئی کفارہ نہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، ناحق کسی کو قتل کرنا، مومن پر بہتان لگانا، میدان جنگ سے بھاگ جانا اور جھوٹی قسم جس کے ساتھ وہ ناحق دوسرے کا مال لینا چاہتا ہو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے بے شک وہ آدمی جو دنیا میں ایک قتل کرتا ہے قیامت کے روز وہ ہزار قتل ہوں گے۔ ابوزرعہ نے کہا جس طرح اس نے مارا اسی طرح اسے قتل کیا جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں ناحق مسلمان کو قتل کرنے سے کم درجہ رکھتا ہے۔

امام نسائی اور نحاس نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کی تباہی ایک مسلمان کے قتل کرنے سے آسان ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مومن کا قتل دنیا کی تباہی سے بڑھ کر ہے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ایک مومن کا قتل اللہ تعالیٰ کے ہاں دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے(2)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں حضرت بریدہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مومن کا قتل ساری دنیا کے زوال سے بڑھ کر ہے(3)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی کے لئے دین میں گنجائش رہے گی جب تک اس کا ہاتھ خون سے پاک رہے گا۔ جب اس نے اپنا ہاتھ خون سے رنگ لیا تو اس کا حیاء ختم ہو جائے گا(4)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا ایک آدمی ایک آدمی کا ہاتھ پکڑے آئے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے اسے کیوں قتل کیا، تو وہ بندہ عرض کرے گا تاکہ عزت تیرے لئے رہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ تو میرے لئے ہی ہے۔ ایک آدمی دوسرے آدمی کا ہاتھ پکڑے آئے گا عرض کرے گا اے میرے رب اس نے مجھے قتل کیا ہے اللہ تعالیٰ پوچھے گا تو نے

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 362، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 46-345 (5341) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 345 (5342) 4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1348، دار الصمیعی الریاض

اسے کیوں قتل کیا تو وہ عرض کرے گا میں نے اسے اس لئے قتل کیا تا کہ عزت فلاں کے لئے ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا عزت اس کے لئے تو نہیں اسے اس گناہ کے عوض مار ڈالا جائے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے قیامت کے روز مقتول بیٹھا ہوگا۔ جب قاتل اس کے پاس سے گزرے گا تو مقتول اٹھ کر اسے پکڑ لے گا اور اس لے جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرے گا اے میرے رب اس سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قتل کیا؟ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کس وجہ سے تو نے اسے قتل کیا؟ وہ عرض کرے گا مجھے فلاں نے حکم دیا تھا تو قاتل اور حکم دینے والے کو عذاب دیا جائے گا (2)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اگر تمام آسمان والے اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو جہنم میں منہ کے بل گرا دے گا (3)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے شعب میں اور اصبہانی نے ترغیب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے اس کی تباہی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک مومن کے قتل سے آسان ہے۔ اگر تمام آسمانوں اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ تعالیٰ ان سب کو آگ میں داخل فرما دے گا (4)۔

امام بیہقی شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں ایک آدمی مدینہ طیبہ میں قتل ہو گیا جس کے قاتل کا کوئی علم نہ تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے، فرمایا اے لوگو ایک آدمی قتل کیا گیا جبکہ میں تمہارے درمیان ہوں، ہم نہیں جانتے کہ اسے کس نے قتل کیا۔ اگر زمین و آسمان میں رہنے والے سب ایک آدمی کے قتل میں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو عذاب دے گا مگر جو وہ کرنا چاہے کرے (5)۔

امام عبد الرزاق اور بیہقی نے حضرت جندب بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سب سے جو طاقت رکھے کہ اس کے اور جنت کے درمیان ہتھیلی بھر مسلمان کا خون حائل نہ ہو تو اسے چاہیے کہ اسے نہ بہائے (بصورت دیگر) جب بھی وہ کسی دروازے کے سامنے آئے گا وہ خون اس کے اور دروازے کے درمیان حائل ہو جائے گا (6)۔

امام اصبہانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں مومن ہمیشہ عزت والا صالح رہتا ہے جب تک ناحق خون کا ارتکاب نہیں کرتا جب وہ حرام خون کا ارتکاب کرتا ہے تو محتاج ہو جاتا ہے۔

امام اصبہانی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر جن وانس ایک مومن کو قتل کرنے پر جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ سب کو منہ کے بل زمین میں گرا دے گا اور اللہ تعالیٰ نے قاتل اور قتل کا حکم دینے

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 341 (5328) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (5329) 3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 348 (5352)

4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 354 (5343) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 347 6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 347 (5350)

والے پر جنت حرام کر دی ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جہنم کی آگ ستر حصوں میں تقسیم کی جائے گی انہتر حصے حکم دینے والے کے لئے ایک حصہ قاتل کو دیا جائے گا(1)۔

امام بیہقی نے حضرت محمد بن عجلان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں اسکندریہ میں تھا کہ ایک آدمی پر موت کا وقت قریب آ گیا ہم اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں جانتے تھے ہم اسے تلقین کرتے تو وہ سبحان اللہ اور الحمد للہ کی تلقین کو قبول کرتا جب لا الہ الا اللہ کی تلقین کرتے تو وہ قبول کرنے سے انکار کر دیتا۔ ہم نے اس سے کہا ہم نے اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں تجھ سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں دیکھا تھا، ہم تجھے تلقین کرتے ہیں تو تو تلقین کو قبول کرتا ہے، جب لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرتے ہیں تو تو انکار کر دیتا ہے اس نے کہا میرے اور اس کلمہ کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ میں نے جوانی میں ایک آدمی کو قتل کیا تھا(2)۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو بندہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا، اس نے حرام خون سے ہاتھ آلودہ نہیں کیا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا، جنت کے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہو(3)۔

امام بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن مسلم رضی اللہ عنہ زہری سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت سالم بن عبد اللہ رحمہ اللہ کے پاس مدینہ طیبہ کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا ایک آدمی نے کہا امیر نے ابھی ابھی ایک آدمی کو کوڑے مارے ہیں اور وہ آدمی مر گیا ہے حضرت سالم نے کہا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر عیب لگایا کہ انہوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا(4)۔

امام بیہقی نے شہر بن حوشب سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو حضرت ابوذر کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی اس نے ایک حاجی کو ظلم کرتے ہوئے قتل کر دیا ہے کیا اس گناہ سے نکلنے کی کوئی صورت ہے حضرت ابوذر نے کہا تجھ پر افسوس کیا تیرے والدین زندہ ہیں اس نے عرض کی نہیں پوچھا کیا ایک زندہ ہے فرمایا نہیں فرمایا اگر دونوں یا ایک زندہ ہوتے تو تیرے حق میں امید تھی میں تیرے لئے نجات کی ایک صورت پاتا ہوں پوچھا وہ کیا ہے فرمایا کیا تو مقتول کو زندہ کر سکتا ہے جس طرح تو نے اسے قتل کیا ہے کہا نہیں اللہ کی قسم۔ پوچھا کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ تو خود نہ مرے اس نے کہا اللہ کی قسم موت کے سوا تو کوئی چارہ نہیں تیسری کیا صورت ہے؟ فرمایا کیا تو یہ طاقت رکھتا ہے کہ زمین میں سوراخ کر لے یا آسمان میں سیڑھی لگا لے آدمی اٹھا اور اس کی چیخ نکل گئی اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ملے اس نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیرے والدین زندہ ہیں عرض کی گئی نہیں فرمایا اگر دونوں یا ایک زندہ ہوتے تو تیرے بارے میں کچھ امید ہوتی لیکن اللہ کی راہ میں جہاد کر اور اپنے آپ کو شہادت کے لئے پیش کر ممکن ہے کوئی صورت بن جائے۔

1۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 349 (5360) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 342 (5332)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 50-349 (5361)
4۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 346 (5347)

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا ضَرَبْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَتَبَيَّنُوْا وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰٓى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا ۚ تَبْتَغُوْنَ عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ فَعِنْدَ اللّٰهِ مَغَانِمُ كَثِيْرَةٌ ۭ كَذٰلِكَ كُنْتُمْ مِّنْ قَبْلُ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ فَتَبَيَّنُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۹۴﴾

''اے اہل ایمان! جب تم سفر پر نکلو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) تو خوب تحقیق کرلو اور نہ کہو اسے جو بھیجتا ہے تم پر سلام کہ تم مومن نہیں ہو، تم تلاش کرتے ہو سامان دنیوی زندگی کا پس اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں (وہ تمہیں غنی کردے گا)۔ ایسے ہی (کافر) تم بھی تھے اس سے پہلے پھر احسان فرمایا اللہ نے تم پر تو خوب تحقیق کرلیا کرو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ اس سے جو کچھ تم کرتے ہو خبردار ہے''۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، امام بخاری، امام نسائی، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایک آدمی کو ملے جس کے پاس اپنی بکریاں تھیں۔ اس نے مسلمانوں کو کہا السلام علیکم۔ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا اور اس کی بکریاں قبضے میں لے لیں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہاں عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد مال غنیمت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے السلام پڑھا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، طبرانی، ترمذی، عبید بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ بنو سلیم کا ایک آدمی صحابہ کی ایک جماعت کے پاس سے گزرا جو اپنا ریوڑ ہانک کر لے جا رہا تھا۔ اس آدمی نے صحابہ کو سلام کیا۔ صحابہ نے کہا اس نے سلام محض اس لئے کیا ہے تاکہ ہم سے اپنا بچاؤ کرے۔ صحابہ نے اس پر حملہ کیا اور قتل کر دیا اور ریوڑ حضور ﷺ کی خدمت میں لے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابن جریر، طبرانی، ابن منذر، ابن ابی حاتم ابونعیم اور بیہقی دونوں نے دلائل میں حضرت عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اضم کی طرف بھیجا۔ میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلا جبکہ ان میں حرث بن رابعی، ابو قتادہ، محلم بن جثامہ بن قیس لیثی تھے۔ ہم چلے، ہم وادی اضم میں پہنچے تو ہمارے پاس سے عامر بن اضبط اشجعی اپنے اونٹ پر گزرا، اس کے ساتھ اپنا سامان اور دودھ کا برتن تھا۔ جب وہ ہمارے پاس سے گزرا تو اس نے اسلام کے طریقہ کے مطابق ہمیں سلام کیا۔ ہم اس سے رک گئے جبکہ محلم بن جثامہ نے اس سے باہمی ناراضگی کی وجہ سے اس پر حملہ کر دیا، اسے قتل کر دیا، اس کا اونٹ اور سامان لے لیا۔ جب ہم رسول اللہ کی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1350 (677)، دار الصمیعی الریاض

2۔ معجم کبیر، جلد 4، صفحہ 79-278 (11731)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کیا تو ہمارے بارے میں قرآن حکیم نازل ہوا (1)۔

امام ابن اسحاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بغوی نے معجم میں حضرت یزید بن عبد اللہ بن قسیط رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوحدرد اسلمی سے وہ اپنے باپ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا کہ تو نے اسے اس کے بعد بھی قتل کر دیا۔ جب اس نے آمَنْتُ بِاللّٰهِ کہا تو قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محلم بن جثامہ کو ایک لشکر میں بھیجا انہیں عامر بن اضبط ملا اسلام کے مطابق انہیں سلام کیا۔ محلم اور عامر کے درمیان دور جاہلیت کی ناراضگی تھی۔ محلم نے عامر کو تیر مارا اور اسے قتل کر دیا۔ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی۔ محلم دو چادروں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تجھے نہ بخشے۔ محلم اٹھا اپنی چادر سے آنسو صاف کر رہا تھا۔ ابھی کچھ وقت بھی نہ گزرا تھا کہ وہ مرگیا۔ لوگوں نے اسے دفن کیا۔ زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس واقعہ کا ذکر کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین تو تمہارے صاحب سے بھی زیادہ برے لوگوں کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے تمہیں نصیحت کرنا چاہی ہے پھر لوگوں نے اسے ایک پہاڑ میں پھینکا اور اوپر پتھر ڈال دیے تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام بزار اور دارقطنی نے افراد میں اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چھوٹا لشکر بھیجا جس میں حضرت مقداد بن اسود بھی تھے۔ جب وہ دشمن قوم کے پاس پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ سب ادھر ادھر بھاگ چکے ہیں۔ صرف ایک آدمی باقی ہے جس کے پاس کثیر مال (جانور) تھا۔ وہ اپنی بستی میں ہی رہا۔ اس نے کہا اشہد ان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ حضرت مقداد اس کی طرف بڑھے اور قتل کر دیا۔ ایک صحابی نے حضرت مقداد سے کہا کیا تو نے ایسے آدمی کو قتل کر دیا ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دیتا ہے، اللہ کی قسم میں اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کروں گا۔ جب وہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آدمی نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی شہادت دی تو مقداد نے اسے قتل کر دیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مقداد کو میرے پاس بلا لاؤ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے مقداد تو نے اس آدمی کو قتل کر دیا ہے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے کل قیامت کے روز تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کیا جواب دے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقداد سے فرمایا وہ مومن آدمی تھا جو اپنی کافر قوم کے سامنے ایمان کو چھپاتا تھا اس نے اپنے ایمان کو ظاہر کیا تو تو نے اسے قتل کر دیا تو بھی تو مکہ مکرمہ میں اپنا ایمان چھپاتا تھا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مرداس کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اسلام کا اظہار کرتا اللہ اور اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 262، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 31-30 (12369)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

کے رسول پر ایمان رکھتا اور وہ اپنی قوم میں رہتا جب رسول اللہ ﷺ کا لشکر آتا تو اپنے قبیلہ کو اس کے بارے میں آگاہ کرتا وہ مومنوں سے نہ ڈرتا کیونکہ وہ ان کے دین پر ہوتا یہاں تک کہ انہیں ملتا اور انہیں سلام کرتا صحابہ کہتے تو مومن نہیں جبکہ اس نے انہیں سلام کیا ہوتا تو صحابہ اسے قتل کر دیتے اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ فرمایا تم اسے اس لئے قتل کرتے ہو کہ اس کا وہ مال تم پر حلال ہو جائے جو اس کے پاس ہے یہ سامان دنیاوی زندگی کا سامان ہے جبکہ میرے پاس بہت زیادہ غنیمتیں ہیں اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ یہ وہ آدمی تھا جس کا نام مرداس تھا، اس کی قوم رسول اللہ کے لشکر کی وجہ سے بھاگ گئی، اس لشکر میں بنولیث کا ایک آدمی تھا جس کا نام قلیب تھا۔ جب گھڑ سوار دستہ پہنچا تو اس نے دستہ کو سلام کیا تو دستہ نے اسے قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقتول کے وارثوں کے لئے دیت کا حکم دیا اور ان کا مال انہیں واپس کر دیا اور مومنوں کو اس قسم کا عمل کرنے سے منع کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت صرف مرداس کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ غطفان کا ایک آدمی تھا۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر اہل فدک کی طرف بھیجا جن کا امیر غالب لیسی تھا۔ وہاں بنوغطفان کے کچھ لوگ بھی تھے جن میں مرداس بھی تھا۔ مرداس کے ساتھی بھاگ گئے۔ مرداس نے کہا میں مومن ہوں اور تمہارے دین پر ہوں۔ صبح کے وقت گھڑ سوار دستے نے حملہ کیا۔ جب لشکر اسے ملا تو مرداس نے انہیں سلام کیا تو صحابہ نے اسے قتل کر دیا اور اس کے پاس جو مال تھا وہ چھین لیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کیونکہ مسلمانوں کا سلام سلام تھا۔ یہی چیز متعارف تھی اور اسی لفظ کے ساتھ مسلمان ایک دوسرے کو سلام کرتے تھے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک چھوٹا لشکر بنوضمرہ کی طرف بھیجا جس پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ امیر تھے۔ وہ ایک ایسے آدمی کو ملے جسے مرداس بن نہیک کہتے جس کے پاس اس کا ریوڑ اور مرخ اونٹ تھا۔ جب اس نے صحابہ کو دیکھا تو پہاڑ کی ایک غار میں انہیں لے گیا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس کا پیچھا کیا۔ جب مرداس غار تک پہنچا وہاں اپنا ریوڑ چھوڑا اور صحابہ کی طرف آیا، کہا السلام علیکم اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کے اونٹ اور ریوڑ کی وجہ سے اسے قتل کر دیا۔ نبی کریم ﷺ جب حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو بھیجتے تو پسند کرتے کہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کی تعریف کی جائے اور اس کے ساتھیوں سے اس کے بارے میں پوچھتے۔ جب یہ صحابہ لوٹے تو صحابہ سے اس کے بارے میں سوال نہ کیا۔ قوم حضور ﷺ سے گفتگو کرنے لگی اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کاش آپ اسامہ کو اس وقت دیکھتے جبکہ انہیں ایک آدمی نے کہا لا اللہ الا اللہ محمد رسول ﷺ تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر دیا جبکہ حضور ﷺ ان صحابہ سے اعراض کر رہے تھے۔ جب انہوں نے زیادہ باتیں کیں تو حضور ﷺ نے اپنا سر حضرت اسامہ کی طرف اٹھایا، پوچھا تیرا اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا کیا معاملہ ہوگا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی اس نے یہ کلمہ جان بچانے کے لئے کہا تا کہ وہ بچ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت

جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا تا کہ تو دیکھ لیتا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی اور خبر دی کہ اسامہ نے اسے اونٹ اور ریوڑ کی وجہ سے قتل کیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے عَرَضَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کے الفاظ فرمائے ہیں۔ جب یہ الفاظ فرمائے فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْكُمْ تو ان کا معنی ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر رحمت فرمائی۔ حضرت اسامہ نے قسم اٹھائی کہ اس آدمی کے بعد وہ کسی بھی ایسے آدمی کو قتل نہیں کریں گے جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہوگا اور اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے انہوں نے یہ رویہ نہ دیکھا(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ راستہ تلاش کر رہے تھے کہ دشمنوں کے کچھ لوگوں سے ملے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کر دیا اور انہیں بھگا دیا۔ ایک آدمی بھاگ کھڑا ہوا۔ ایک مسلمان سامان کے ارادہ سے اس کے پیچھے ہولیا۔ جب نیزے کا وار کرنے لگا تو اس آدمی نے کہا میں مسلمان ہوں۔ میں مسلمان ہوں صحابی نے اسے نیزہ گھونپ دیا اور اسے قتل کر دیا اور سامان لے لیا۔ یہ واقعہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قاتل سے فرمایا کیا تو نے اسے اس کے بعد قتل کیا جبکہ اس نے کہا میں مسلمان ہوں۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے صرف جان بچانے کے لئے یہ کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا۔ اس نے عرض کی کس کے لئے دل چیرتا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو جان لیتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ کیا میں جان سکتا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے کہا اس کی زبان بتا رہی تھی۔ اس کی زبان بتا رہی تھی قاتل اسی طرح رہا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کے لئے قبر کھود لی۔ اسے قبر میں رکھا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ انہوں نے دوبارہ اس کی قبر کھودی۔ صبح کیا دیکھتے ہیں کہ زمین نے اسے قبر سے باہر ایک جانب پھینک دیا ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں یہ نہیں جانتا کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کیا کہا اسے دو دفعہ دفن کیا تھا یا تین دفعہ، ہر دفعہ زمین اسے قبول نہیں کرتی تھی۔ جب ہم نے دیکھا کہ زمین اسے قبول نہیں کرتی تو ہم نے اس کی ٹانگیں پکڑیں اور اسے گھاٹی میں پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اللہ کی قسم زمین اس سے بھی برے لوگوں کو اپنے اندر چھپا لیتی ہے مگر اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ دوبارہ ایسا نہ کریں۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت معمر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ایک مسلمان نے ایک مشرک پر حملہ کیا۔ مشرک نے اسے کہا میں مسلمان ہوں اشھد ان لا الہ الا اللہ۔ جب اس نے یہ کلمہ کہہ لیا تو مسلمان نے اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی۔ حضور ﷺ نے قاتل کو فرمایا کیا تو نے اسے اس وقت قتل کر دیا جبکہ اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو قاتل نے معذرت کرتے ہوئے کہا یا نبی اللہ اس نے صرف جان بچانے کے لئے ایسا کیا، حقیقت میں اس نے یہ کلمہ نہیں پڑھا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا۔ پھر قاتل مر گیا۔ اسے قبر میں دفن کیا گیا تو زمین نے اسے باہر پھینک دیا۔ یہ معاملہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں ذکر کیا گیا۔ حضور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 263، دار احیاء التراث العربی بیروت

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اسے دفنانے کا حکم دیا۔ زمین نے پھر اسے باہر پھینک دیا یہاں تک کہ یہ معاملہ تین دفعہ ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین نے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اسے کسی غار میں پھینک دو معمر نے کہا بعض لوگوں نے کہا زمین اس سے برے آدمی کو قبول کر لیتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے عبرت کا سامان بنایا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوضحیٰ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں کی ایک جماعت ایک مشرک کو ملی جس کے پاس اس کی بکریاں بھی تھیں اس نے کہا السلام علیکم انی مومن السلام علیکم میں مومن ہوں۔ صحابہ نے گمان کیا وہ اپنا بچاؤ کر رہا ہے۔ اسے قتل کیا اور اس کا ریوڑ لے لیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ ایک لشکر میں نکلے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیجا تھا۔ یہ صحابہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس کے پاس اپنی بکریاں تھیں۔ اس نے کہا میں مسلمان ہوں۔ ابن اسود رضی اللہ عنہ نے اسے قتل کر دیا۔ جب یہ صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اس چیز کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہاں عَرَضَ سے مراد مال غنیمت ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جسے ابودرداء رضی اللہ عنہ نے قتل کیا تھا پھر اسی طرح کا واقعہ ذکر کیا جس طرح کا واقعہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نقل کیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک چرواہے کو مسلمانوں کی ایک جماعت ملی جس جماعت نے اسے قتل کر دیا اور اس کا مال لے لیا اور اس کا یہ قول قبول نہ کیا السلام علیکم انی مومن(5)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر اس بات کو حرام کیا کہ وہ اس آدمی کے بارے میں یہ کہیں کہ تو مومن نہیں جو یہ کہتا ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ یہ حکم اسی طرح قطعی ہے جس طرح ان پر مردار حرام ہے۔ وہ آدمی اپنے مال اور جان کے بارے میں محفوظ ہے، اس کا قول رد نہ کرو(6)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے ابورجاء اور حسن سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں آیت میں لفظ السَّلٰمَ پڑھتے(7)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت مجاہد اور عبد الرحمٰن سلمی رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دونوں اس لفظ کو السلام پڑھتے(8)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا تم بھی اپنے ایمان اس طرح چھپاتے تھے جس طرح یہ چرواہا اپنا ایمان چھپاتا تھا۔ یہ الفاظ بھی مروی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 264، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 265 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً
7۔ سنن سعید بن منصور جلد 4، صفحہ 1352 (680)، دار الصمیعی بیروت 8۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 1351 (678)

ہیں تم اپنے ایمان مشرکوں سے چھپاتے تھے، اللہ تعالیٰ نے تم پر احسان کیا، اسلام کو غلبہ دیا اور تم نے اپنے ایمان کا اعلان کیا۔ فَتَبَیَّنُوْا میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دو دفعہ وعید ہے(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم کافر تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے تم پر احسان فرمایا اور تمہیں اس کی ہدایت عطا فرمائی۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم بھی اس سے قبل مومن نہیں تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت نعمان بن سالم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے یہ آیت بنو ہذیل کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ فَتَبَیَّنُوْا کو یاء کے ساتھ پڑھتے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور نسائی نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک چھوٹے لشکر میں بھیجا، ہم نے جہینہ کے مضافات میں صبح کی۔ میں نے ایک آدمی کو پایا۔ اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا تو میں نے اسے نیزہ مارا وہ اسی جگہ مر گیا میں نے اس کا ذکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اور تو نے اسے قتل کر دیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نے اسلحہ سے ڈر کر یہ کہا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا تا کہ تو جان لیتا کہ اس نے دل سے کہا یا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جملہ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں یہ آرزو کرنے لگے کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا(2)۔

امام ابن سعد نے حضرت جعفر بن برقان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اہل یمامہ کے ایک آدمی نے بیان کیا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر پر امیر بنا کر بھیجا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں گفتگو کرنے لگا جب قوم کو شکست ہوگئی تو میں نے ایک آدمی کو گھیر لیا۔ میں نے نیزہ مارنے کا قصد کیا تو اس نے کہا لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ تو میں نے اسے نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک متغیر ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اسامہ تجھ پر افسوس لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے مقابلہ میں تیرا کیا حال ہوگا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ جملہ بار بار دہراتے رہے یہاں تک کہ میں یہ خواہش کرنے لگا میں نے آج تک جو عمل کیا ہے اس سے نکل چکا ہوں اور میں نے آج نئے سرے سے اسلام لایا ہوں۔ اللہ کی قسم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ سننے کے بعد میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔

امام ابن سعد نے حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے کہا میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے سعد بن مالک نے کہا اللہ کی قسم میں کسی ایسے آدمی کو قتل نہیں کروں گا جو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے۔ ایک آدمی نے دونوں سے کہا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 266 2۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان، جلد 1، صفحہ 68-67، قدیمی کتب خانہ کراچی

الدِّیْنُ لِلّٰہِ (البقرۃ:193) دونوں نے کہا ہم نے جہاد کیا یہاں تک کہ کوئی فتنہ نہ رہا اور دین سب کا سب اللہ کے لئے ہو گیا۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد اور نسائی نے حضرت عقبہ بن مالک لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا۔ اس نے ایک قوم پر حملہ کیا۔ لشکر کے ایک مجاہد نے اسلحہ سونت کر ایک آدمی کا پیچھا کیا تو دشمن کے بھاگنے والے آدمی نے کہا میں مسلمان ہوں۔ اس نے جو کہا مجاہد نے اس کا کوئی لحاظ نہ کیا اس پر وار کیا اور اسے قتل کر دیا۔ یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی۔ حضور ﷺ نے اس بارے میں سخت گفتگو کی۔ وہ بات قاتل تک پہنچی۔ حضور ﷺ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ قاتل نے عرض کی اللہ کی قسم اس مقتول نے محض جان چھڑانے کے لئے یہ کلمات کہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اور اس طرف کے لوگوں سے رخ انور پھیر لیا۔ خطبہ جاری رکھا پھر اس نے عرض کی یا رسول اللہ اس نے قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے اور اس طرف کے لوگوں سے اعراض کیا اور خطبہ جاری رکھا۔ وہ آدمی پھر بھی صبر نہ کر سکا اور تیسری دفعہ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے صرف قتل سے بچنے کے لئے یہ بات کی۔ رسول اللہ ﷺ متوجہ ہوئے اور ناراضگی آپ ﷺ کے چہرے سے عیاں تھی، فرمایا جو آدمی کسی مومن کو قتل کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے (اس کی توبہ کی قبولیت کے بارے میں) تین دفعہ انکار کیا ہے۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی اور بیہقی نے اسماء و صفات میں حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے میں اور ایک مشرک باہم وار کریں وہ میرا ہاتھ کاٹ دے جب میں اس پر تلوار اٹھاؤں تو وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ دے کیا میں اسے ماروں یا نہ ماروں؟ حضور ﷺ نے اسے فرمایا اسے چھوڑ دے۔ میں نے عرض کی اس نے میرا ہاتھ کاٹا فرمایا اگر یہ الفاظ کہنے کے بعد تو نے اسے مارا تو وہ تیرے قتل کرنے سے پہلے تیری حالت جیسا ہو جائے گا اور تو اس کی اس حالت جیسا ہو جائے گا جو اس کی یہ الفاظ کہنے سے پہلے تھی۔

امام طبرانی نے حضرت جندب بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھا۔ جب ایک چھوٹے لشکر کی خوشخبری سنانے والا حاضر ہوا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو لشکر کے لئے اللہ کی مدد اور اس فتح کے بارے میں بتایا جو اس نے انہیں عطا فرمائی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسی اثناء میں کہ ہم قوم کا پیچھا کر رہے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست دے دی تھی کہ میں تلوار لے کر ایک آدمی کے پیچھے ہو لیا۔ جب اسے خوف لاحق ہوا کہ تلوار اسے لگے گی جبکہ وہ دوڑ رہا تھا وہ کہنے لگا میں مسلمان ہوں، میں مسلمان ہوں، حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کیا تو نے اسے قتل کر دیا؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے اپنا بچاؤ کرنا چاہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے اس کا دل کیوں نہیں چیر لیا تا کہ دیکھ لیتا کہ وہ سچا ہے یا جھوٹا ہے عرض کی اگر میں اس کا دل چیر بھی لیتا تب بھی مجھے کوئی علم نہ ہوتا کیونکہ اس کا دل تو گوشت کا ایک لوتھڑا ہے فرمایا نہ تو اس کے دل کی بات جانتا ہے اور نہ ہی اس کی زبان کی تصدیق کرتا ہے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے بخشش کی دعا کیجئے فرمایا میں تیرے لئے بخشش کی دعا نہیں کروں گا وہ آدمی مر گیا۔ لوگوں نے اسے دفن کیا تو وہ صبح کے وقت زمین پر پڑا تھا پھر لوگوں نے اسے دفن کیا تو وہ صبح زمین پر پڑا تھا۔ یہ واقعہ تین دفعہ ہوا۔ جب لوگوں نے یہ دیکھا تو

شرمندہ ہوتے اور اس کی مصیبت سے دل گرفتہ ہوئے۔انہوں نے اس کی لاش کو اٹھایا اور ایک گھاٹی میں پھینک آئے۔

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ۭ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ۭ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰي ۭ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٩٥﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٩٦﴾

''نہیں برابر ہوسکتے (گھروں میں) بیٹھنے والے مسلمان سوائے معذوروں کے اور جہاد کرنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے۔بزرگی دی ہے اللہ تعالیٰ نے جہاد کرنے والوں کو اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے (گھروں میں) بیٹھ رہنے والوں پر درجہ میں اور سب سے وعدہ فرمایا ہے اللہ نے بھلائی کا لیکن فضیلت دی ہے اللہ نے جہاد کرنے والوں کو بیٹھنے والوں پر اجر عظیم سے۔(ان کے لئے) بلند درجے ہیں اللہ (کی جناب) سے اور (نوید) بخشش اور رحمت ہے اور ہے اللہ تعالیٰ سارے گناہ بخشنے والا ہمیشہ رحم فرمانے والا''۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، امام بخاری، ترمذی، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں بغوی نے معجم میں اور بیہقی نے سنن میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فلاں کو بلاؤ، ایک میں یہ الفاظ ہیں زید کو بلاؤ۔وہ حاضر ہوئے تو ان کے پاس دوات تختی اور کندھا تھا۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لکھو لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم کو اپنا نائب بنایا۔حضرت ابن ام مکتوم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تو نابینا ہوں تو اس آیت کی جگہ یہ آیت نازل ہوئی لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (1)

امام ابن سعد، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابونعیم نے دلائل میں اور بیہقی نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطہ سے یہ یوں روایت کی کہ مجھے حضرت سہل بن سعد ساعدی رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ اسے مروان بن حکیم نے بتایا کہ اسے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے یوں املاء کروائی لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے املاء کرا رہے تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں جہاد کی طاقت رکھتا تو میں ضرور جہاد کرتا جبکہ وہ نابینا تھے تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی جبکہ آپ کی ران میری ران پر تھی تو مجھے سخت بوجھ

1۔صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 215 (2780) بیروت

محسوس ہونے لگا یہاں تک کہ مجھے خوف ہوا کہ میری ران کی ہڈی ٹوٹ جائے گی پھر آپ ﷺ سے وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے یوں نازل فرمایا غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ۔ امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے اس حدیث کا راوی سہل بن سعد ہے جو صحابی ہے مروان بن حکم سے روایت کرتا ہے جو تابعی ہے اس نے نبی کریم ﷺ سے خود نہیں سنا(1)۔

امام سعید بن منصور، ابن سعد، امام احمد، ابوداؤد، ابن منذر، ابن انباری، طبرانی اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رحمہ اللہ سے وہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں جبکہ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے میں رسول اللہ ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ آپ پر سکینہ غالب آگئی۔ حضور ﷺ کی ران میری ران پر آ پڑی۔ میں نے حضور ﷺ کی ران سے بڑھ کر کسی چیز کو بھاری نہیں پایا پھر آپ پر وحی کا سلسلہ منقطع ہوا۔ حضور ﷺ نے مجھے فرمایا لکھو۔ میں نے اونٹ کے کندھے والی ہڈی پر لکھا لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ۔ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہا نے عرض کی جبکہ وہ نابینا تھے جب انہوں نے مجاہدوں کی فضیلت کو سنا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جو مومن جہاد کی طاقت ہی نہیں رکھتے ان مومنوں کا کیا ہوگا؟ جب انہوں نے گفتگو ختم کی تو رسول اللہ ﷺ پر سکینہ پھر غالب آگئی تو آپ کی ران میری ران پر آ پڑی۔ میں نے دوسری دفعہ بھی اسی طرح بوجھ محسوس کیا جس طرح پہلی دفعہ بوجھ محسوس کیا تھا پھر رسول اللہ ﷺ سے دوبارہ وحی کا سلسلہ منقطع ہوا، فرمایا اے زید پڑھو تو میں نے وہ آیت پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھو غَیْرُ اُولِی الضَّرَرِ۔ حضرت زید نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسے الگ نازل فرمایا میں نے اسے آیت کے ساتھ ملا دیا، قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے گویا میں اس کے الحاق کو مونڈھے کی ہڈی پر جہاں شگاف تھا دیکھ رہا ہوں(2)۔

امام ابن فہر نے کتاب الفضائل مالک اور ابن عساکر نے حضرت عبد اللہ بن رافع رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہارون رشید مدینہ طیبہ آیا تو برمکی کو امام مالک کے پاس بھیجا اور پیغام دیا کہ میرے پاس وہ کتاب لائیں جو آپ نے تصنیف کی ہے تاکہ میں اسے آپ سے سنوں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے برمکی سے فرمایا امیر المومنین کو میرا سلام کہیں اور یہ پیغام دینا کہ علم کی زیارت کی جاتی ہے، علم زیارت کے لئے نہیں آتا، علم کے پاس آیا جاتا ہے، وہ خود چل کر نہیں آتا۔ برمکی واپس ہارون کے پاس آیا، عرض کی اے امیر المومنین اہل عراق کو یہ خبر پہنچے گی کہ آپ نے مالک کو پیغام بھیجا تو اس نے آپ کی مخالفت کی اس پر سختی کیجئے یہاں تک کہ وہ آپ کے پاس آئے، اسی اثناء میں امام مالک تشریف لائے جبکہ آپ کے پاس کتاب نہیں تھی۔ آپ سلام کرنے کے لئے تشریف لائے تھے۔ کہا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ مقام آپ کے علم کی وجہ سے عطا فرمایا۔ آپ ان لوگوں میں سے پہلے فرد نہ بنیں جو علم کو پست کرے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں پست کر دے۔ میں نے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جو آپ کے حسب و نسب سے تعلق نہیں رکھتے۔ وہ علم کی تعظیم کرتے ہیں، تم اس کے زیادہ مستحق ہو کہ تم حضور ﷺ کے عطا کردہ علم کی تعظیم کرو۔ امام مالک لگاتار ایسی باتیں کرتے رہے یہاں تک کہ ہارون رشید

1۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 216 (2781) بیروت　2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 91 (2428)، دارالکتب العلمیہ بیروت

رونے لگا پھر کہا مجھے زہری نے خارجہ بن زید کے واسطہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں کندھے کی ہڈی پر یہ آیت لکھ رہا تھا جبکہ حضرت عبداللہ بن ام مکتوم وہاں موجود تھے، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ نے جہاد کی فضیلت میں آیات نازل فرمائی ہیں جبکہ میں نابینا ہوں، کیا میرے لئے اس میں رخصت ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں کچھ نہیں جانتا۔ حضرت زید بن ثابت نے کہا میرا قلم ابھی تر تھا خشک نہیں ہوا تھا کہ آپ پر وحی نازل ہونے لگی، آپ کی ران میری ران پر آپڑی، خوف محسوس ہونے لگا کہ وحی کے بوجھ سے میری ران ٹوٹ ہی نہ جائے پھر وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا اے زید غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ لکھو اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے صرف ایک حرف (ان الفاظ) کے لئے جبرئیل امین کو پچاس ہزار سال کی مسافت سے بھیجا تا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اسے پہنچائیں کیا مجھے یہ زیبا نہیں کہ میں اس کی تعظیم بجالاؤں؟

امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن مقسم کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں شریک نہ ہونے والوں اور شریک ہونے والوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جب غزوۂ بدر کا واقعہ ہوا تو حضرت عبداللہ بن جحش اور حضرت ابن ام مکتوم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم تو نابینا ہیں، کیا ہمارے لئے رخصت ہے تو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ نازل ہوئے۔ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین کو گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے، گھروں میں بیٹھ رہنے والوں سے مراد جو معذور نہ ہوں یعنی مجاہدوں کو معذوروں کے علاوہ گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر کئی درجے فضیلت دی ہے (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، بخاری، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقسم رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت غزوۂ بدر میں شریک ہونے والوں اور شریک نہ ہونے والوں کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے کبیر میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے ایسی سند سے روایت نقل کی ہے کہ جس کے راوی ثقہ ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر خدمت ہوئے۔ عرض کی کیا میرے لئے رخصت نہیں، فرمایا نہیں۔ تو ام مکتوم نے دعا کی اے اللہ میں نابینا ہوں، مجھے رخصت عطا فرما۔ تو اللہ تعالیٰ نے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ نازل فرمائے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی کتابت کا حکم ارشاد فرمایا (3)۔

امام عبد بن حمید، بزار، ابو یعلی، ابن حبان اور طبرانی نے حضرت فلتان بن عاصم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل فرمایا۔ جب آپ پر وحی نازل ہوتی آپ کی نظر ایک جگہ رک جاتی، آنکھیں کھلی ہوتیں، کان اور دل دوسری چیزوں سے بالکل فارغ ہو جاتے۔ جب یہ امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا تو ہم پہچان لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کاتب سے فرمایا (یہ آیت) لکھو۔ ایک نابینا کھڑا ہو گیا، عرض کی یا رسول اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 269، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 268

ﷺ ہمارا کیا گناہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے پھر وحی نازل فرمائی۔ ہم نے نابینا سے کہا نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہو رہی ہے تو وہ ڈر گیا کہ اس کے بارے میں کوئی چیز آپ پر نازل ہوگی، وہ یوں ہی کہتا رہا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے غضب سے پناہ چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے کاتب سے فرمایا لکھو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ۔(1)

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے جہاد کے بارے میں جو حکم نازل فرمایا ہے وہ آپ کو معلوم ہے جبکہ میں نابینا ہوں، میں جہاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، کیا میرے لئے رخصت ہے اگر میں جہاد میں شرکت نہ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے بارے میں مجھے کوئی حکم نہیں دیا گیا، میں نہیں جانتا کہ کیا تیرے اور تیرے ساتھیوں کے لئے رخصت ہے؟ حضرت ابن ام مکتوم نے دعا کی اے اللہ میں تیری بارگاہ میں اپنی آنکھ کا واسطہ دیتا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جنہیں امراض اور دردوں نے جہاد سے روک دیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذر کے بارے میں آسمان سے حکم نازل فرمایا (3)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ حضرت ابن ام مکتوم کے بارے میں نازل ہوئے۔ میں نے مسلمانوں کی بعض جنگوں میں دیکھا کہ ان کے پاس جھنڈا ہوتا تھا (4)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عبد اللہ بن ام مکتوم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں جس طرح آپ دیکھ رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کو نازل فرمایا (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ جب یہ آیت نازل کی گئی تو حضرت ابن ام مکتوم نے کہا اے اللہ کے نبی میرا عذر تو اللہ تعالیٰ نے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی تو ایک نابینا آدمی نے کہا اے اللہ کے نبی میں جہاد کو پسند کرتا ہوں لیکن میں جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے الفاظ نازل ہوئے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نابینا ہوں اور میں جہاد کی طاقت نہیں رکھتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کلمات کو نازل فرمایا (7)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 18، صفحہ 334 (856) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 269
3۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 165 (12775)　4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1360 (682) دار الصمیعی الریاض
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 270　6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 271　7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 271

امام ابن سعد، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت زیاد بن فیاض رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو عبد الرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے میرے رب میں تو آزمائش میں ڈالا گیا ہوں میں کیا کروں تو یہ کلمات نازل ہوئے (1)۔

امام ابن سعد اور ابن منذر نے ثابت کے واسطہ سے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے میرے رب میں میرا عذر، اے میرے رب میرے عذر کا کیا بنے گا تو غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کے کلمات نازل ہوئے تو انہیں درمیان میں رکھ دیا گیا۔ اس کے بعد وہ جنگ میں حصہ لیتے اور کہتے مجھے جھنڈا دے دو اور مجھے صفوں کے درمیان کھڑا کر دو، میں ہرگز نہیں بھاگوں گا۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کے بار میں چار آیات نازل ہوئیں لَا يَسْتَوِي الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ، لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَىٰ حَرَجٌ (النور: 61) فانما لا تعمی الابصار (الحج: 16) اور عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ (عبس: 1) حضور ﷺ نے اسے بلایا اور اسے قریب کیا اور فرمایا تو وہ شخص ہے جس کے بارے میں میرے رب نے مجھے عتاب کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دشمن کے مقابلہ میں گھر بیٹھ رہنے والا مجاہد کے درجہ کے برابر نہیں، اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر فضیلت دی ہے جبکہ گھروں میں رہنے والے معذور نہ ہوں۔ یہ فضیلت ستر درجے ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ کی تفسیر معذورین سے کی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معذوروں پر مجاہدوں کو فضیلت عطا فرمائی ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے الْحُسْنَىٰ کا معنی جنت کیا یعنی اللہ تعالیٰ ہر صاحب فضل کو فضل عطا فرماتا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجاہدوں کو ان مومنوں پر فضیلت دی ہے جو گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں اور معذور نہ ہوں (4)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے درجات کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اسلام ایک درجہ ہے، ہجرت کا اسلام میں درجہ ہے جہاد کا ہجرت میں درجہ ہے اور قتل کا جہاد میں درجہ ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 271، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 272

امام ابن جریر نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان درجات منہ کی تفسیر پوچھی فرمایا درجات سے مراد وہ سات درجے ہیں جن کا ذکر سورۂ برأت میں ہے مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَلَا يَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخْمَصَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا يَّغِيْظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوْنَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً وَّلَا يَقْطَعُوْنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ پوچھا کیا یہ سات درجے ہیں؟ یہ پہلی چیز تھی، جہاد کا درجہ مجمل تھا، جس نے اپنے کمال کے ساتھ جہاد کیا اس کا اس آیت میں ذکر ہے۔ جب ان درجات کا ذکر فضیلت کے ساتھ ہوا تو ان سے اسے خارج کر دیا گیا، ان میں سے اس کا حصہ صرف نفقہ رہ گیا اور یہ آیت تلاوت کی لَا يُصِيْبُهُمْ ظَمَاٌ وَّلَا نَصَبٌ (التوبہ:120) فرمایا یہ صاحب نفقہ کے لئے نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی وَلَا يُنْفِقُوْنَ نَفَقَةً فرمایا یہ قاعد کا نفقہ ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن محیریز رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ درجات ستر ہیں اور دو درجوں کے درمیان ضامر گھوڑے کے ستر سال کی دوڑ کا فاصلہ ہے (2)۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ ستر درجے ہیں اور دو درجوں کے درمیان ضامر گھوڑے کے ستر سال کی دوڑ کا فاصلہ ہے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہونے والے کے لئے چھ بھلائیاں ہیں (۱) خون کا پہلا قطرہ گرنے کے ساتھ ہی اس کے تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں (۲) اسے ایمان کا ایک حلہ پہنایا جاتا ہے (۳) وہ عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے (۴) بڑی گھبراہٹ سے محفوظ ہو جاتا ہے (۵) جنت میں رہائش رکھتا ہے (۶) اس کی شادی حور عین سے کی جاتی ہے۔

امام بخاری اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدوں کے لئے بنائے ہیں جو اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ دو درجوں کے لئے اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔ جب تم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرو تو اس سے فردوس کا سوال کرو کیونکہ یہ سب سے بہترین اور اعلیٰ جنت ہے۔ اس کے اوپر رحمٰن کا عرش ہے۔ اسی سے جنت کی نہریں نکلتی ہیں (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں سو درجے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین کے لئے بنائے ہیں جو اس کی راہ میں جہاد کرتے ہیں۔ ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 272، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 5، صفحہ 260، بیروت 4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 207 (2770) بیروت

امام مسلم، ابوداؤد، نسائی اور حاکم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہو اس کے لئے جنت ثابت ہوگئی۔ ابوسعید یہ سن کر خوش ہوئے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مجھ پر دوبارہ بیان کیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر دوبارہ اسے بیان کیا پھر فرمایا ایک اور عمل بھی ہے۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ بندے کو سو درجات میں بلند فرمائے گا اور دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہوتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ عمل کون سا ہے؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک تیر پہنچایا اس کے لئے بھی درجہ ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ درجہ کیا ہے؟ فرمایا خبردار یہ تیری ماں کی چوکھٹ نہیں۔ دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے سو درجے ہیں اور اس کے دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن ابی مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات کہی جاتی تھی کہ جنت کے سو درجے ہیں، دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا فاصلہ زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ ان میں یاقوت اور گھوڑے ہوں گے۔ ہر درجے میں امیر ہوگا جس کی فضیلت اور سرداری کو لوگ دیکھیں گے۔

إِنَّ الَّذِينَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ قَالُوا فِيمَ كُنْتُمْ ۖ قَالُوا كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ فِي الْأَرْضِ ۚ قَالُوا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللَّهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوا فِيهَا ۚ فَأُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿٩٧﴾ إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا ﴿٩٨﴾ فَأُولَٰئِكَ عَسَى اللَّهُ أَنْ يَعْفُوَ عَنْهُمْ ۚ وَكَانَ اللَّهُ عَفُوًّا غَفُورًا ﴿٩٩﴾

”بے شک وہ لوگ کہ قبض کیا ان (کی روحوں) کو فرشتوں نے اس حال میں کہ وہ ظلم توڑ رہے تھے اپنی جانوں پر فرشتوں نے انہیں کہا تم کس شغل میں تھے (معذرت کرتے ہوئے) انہوں نے کہا ہم تو بے بس تھے زمین میں۔ فرشتوں نے کہا کیا نہیں تھی اللہ کی زمین کشادہ تاکہ تم ہجرت کرتے اس میں؟ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ جہنم ہے اور جہنم بہت بری پلٹ کر آنے کی جگہ ہے۔ مگر واقعی کمزور و بے بس مرد اور عورتیں اور بچے جو نہیں کر سکتے تھے

1۔ مستدرک حاکم، جلد 5، صفحہ 260 (9545)، دارالکتب العلمیہ بیروت

(ہجرت کی) کوئی تدبیر اور نہیں جانتے تھے (وہاں سے نکلنے کا) کوئی راستہ تو یہ لوگ ہیں جن کے بارے میں امید کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ درگزر فرمائے گا ان سے اور اللہ تعالیٰ درگزر فرمانے والا بہت بخشنے والا ہے"۔

امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ مشرکوں کے ساتھ تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف مشرکوں کی جماعت میں اضافہ کرتے، تیر آتا جو پھینکا جاتا کسی کو لگتا اور اسے قتل کر دیتا یا اس پر تلوار کا وار کیا جاتا پس وہ قتل ہو جاتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ کے لوگ مسلمان ہوئے، وہ اسلام کو مخفی رکھتے، مشرک انہیں غزوہ بدر کے موقع پر ساتھ لے آئے۔ کچھ گرفتار کر لئے گئے اور کچھ قتل ہو گئے۔ مسلمانوں نے کہا ہمارے یہ ساتھی تو مسلمان تھے، انہیں مجبور کیا گیا اس لئے مسلمانوں نے ان کے لئے دعائے استغفار کی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ تو مکہ مکرمہ میں جو لوگ رہ گئے تھے انہیں یہ آیت لکھ کر بھیجی گئی کہ اب ان کے لئے کوئی عذر نہیں تو وہ مکہ مکرمہ سے نکل پڑے۔ مشرکوں نے انہیں پکڑ لیا اور انہیں اذیتیں دیں۔ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِيَ فِي اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ (العنکبوت:10) اب مسلمانوں نے یہ آیت انہیں لکھ بھیجی، وہ سخت غمگین ہوئے اور ہر بھلائی سے مایوس ہو گئے تو ان کے بارے میں ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جٰهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا ۙ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (النحل) نازل ہوئی تو ان کی طرف یہ آیت لکھ کر بھیجی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک راہ نکالی ہے اس لئے وہاں سے نکل آؤ تو وہ صحابہ نکل پڑے، مشرکوں نے انہیں آلیا، ان سے جنگ کی۔ کچھ مسلمان بچ گئے اور کچھ قتل ہو گئے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے آیت نمبر 97 کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ آیت قیس بن فاکہ بن مغیرہ، حارث بن زمعہ بن اسود، قیس بن ولید بن مغیرہ، ابو العاص بن منبہ بن حجاج اور علی بن امیہ بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی جب قریش اور ان کے ساتھی ابوسفیان بن حرب اور قریش کے قافلہ کی حفاظت کے لئے نکلے تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کے حملہ سے اسے بچائیں اور یوم نخلہ کو ان کے جو آدمی مارے گئے ان کا بدلہ لیں۔ کچھ نوجوان مجبور ہو کر بھی ساتھ نکلے۔ وہ مسلمان ہو چکے تھے۔ میدان جنگ کی بجائے یہ ایک اور جگہ جمع ہوئے پھر بدر میں بطور کافر جنگ میں حصہ لیا اور اسلام سے رجوع کیا۔ یہ وہی لوگ تھے جن کا ہم نے نام لیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن اسحاق رحمہ اللہ سے آیت نمبر 97 کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ پانچ افراد تھے جو قریش سے تعلق رکھتے تھے۔ علی بن امیہ، ابو قیس بن فاکہ زمعہ بن اسود، ابو العاصی بن منبہ بن حجاج اور کہا میں پانچویں آدمی کو بھول گیا ہوں (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 274 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 275 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 276

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے اور آپ کے ساتھ نکلنے کو ترک کیا۔ ان میں سے جو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ملنے سے پہلے ہی مر گیا فرشتوں نے اس کے منہ پر مارا اور اسے پشت کی طرف پھیر دیا (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں کچھ لوگ مسلمان ہو گئے جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی تو انہوں نے ہجرت کو ناپسند کیا اور ڈر گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کچھ لوگ منافق تھے جو مکہ مکرمہ مین ہی رہ گئے تھے اور حضور ﷺ کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی اور غزوۂ بدر کے موقع پر مشرکوں کے حمایتی بن کر آئے تھے اس موقع پر دوسرے لوگوں کے ساتھ یہ بھی مارے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے سدی سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عباس، عقیل اور نوفل گرفتار کر لئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنی طرف سے اور اپنے بھتیجے کی طرف سے فدیہ دیں۔ تو حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم آپ کے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتے اور آپ کی شہادت نہیں دیتے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا اے عباس تم نے جھگڑا کیا اس لئے تم سے جھگڑا کیا جائے گا پھر آیت نمبر 97 کی تلاوت کی۔ جس روز یہ آیت نازل ہوئی وہ مسلمان ہو چکے تھے لیکن ابھی تک ہجرت نہ کی تھی۔ وہ ہجرت تک کافر کے حکم میں ہی رہے مگر وہ کمزور لوگ جو کوئی حیلہ اور راہ نہ پاتے۔ حیلہ سے مراد مال اور سبیل سے مراد راستہ ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں ان بچوں میں سے ایک تھا (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ مجھے بتایا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ کے رہنے والے تھے اور اسلام لے آئے تھے مگر وہ ابوجہل کے ساتھ جنگ کے لئے نکلے تھے۔ غزوۂ بدر میں جنگ میں شریک ہوئے اور بغیر عذر کے معذرت کی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی معذرت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ سے مراد یہ ہے کہ اہل مکہ کے کچھ لوگ ایسے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا اور اس حکم سے خارج کر دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے میں اور میری والدہ ان لوگوں میں سے تھے جو کوئی حیلہ نہ پاتے اور نہ ہی راستہ جانتے تھے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان کمزور لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو غزوۂ بدر میں قتل ہوئے۔ یہ قریش کے کفار کے ساتھ شریک تھے مگر بے بس تھے (6)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مبعوث

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 275، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 444 (12260)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ تفسیر طبری زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 276　　4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 76-275

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 276　　6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 278

ہوئے اور یہ لوگ ظاہر ہوئے ایمان نمایاں ہوا تو یہ نفاق بھی نمایاں ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر ہمیں اس قوم سے یہ ڈر نہ ہوتا کہ وہ ہمیں عذاب دیں گے اور وہ ہمارے ساتھ یہ یہ سلوک کریں گے تو ہم اسلام لے آئے لیکن ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے یہ کہتے۔ جب غزوۂ بدر کا موقع آیا مشرک اٹھے، انہوں نے کہا ہم میں سے جو بھی پیچھے رہا ہم اس کا گھر گرا دیں گے اور اس کا مال اپنے لئے مباح کر لیں گے۔ جو لوگ حضور ﷺ سے یہ باتیں کرتے تھے وہ کفار کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ کچھ ان میں سے جنگ میں قتل ہو گئے اور کچھ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان میں سے جو قتل ہوئے انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں۔ بے شک وہ لوگ جن کی روحوں کو فرشتوں نے قبض کیا جبکہ وہ اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے تھے الخ۔ کیا اللہ کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے اور ان لوگوں کو چھوڑ دیتے جو تمہیں کمزور جانتے ہیں انہیں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور یہ بہت برا ٹھکانہ ہے پھر اللہ تعالیٰ نے اہل صدق کی معذرت قبول کی مگر وہ جو مردوں عورتوں اور بچوں میں سے کمزور ہیں وہ کسی حیلہ کی طاقت نہیں رکھتے اور نہ ہی کوئی راہ پاتے ہیں کہ اس کی طرف نکل جائیں۔ اگر باہر نکلیں تو ہلاک ہو جائیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی غلطیاں معاف فرما دے جو وہ مشرکوں کے درمیان رہتے ہیں۔ جو لوگ گرفتار ہوئے تھے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ جانتے ہیں ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ گواہی دیتے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں، ہم اس قوم کے ساتھ محض خوف کی وجہ سے نکلے۔ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّمَنْ فِیْۤ اَیْدِیْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰۤی ۙ اِنْ یَّعْلَمِ اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِكُمْ خَیْرًا یُّؤْتِكُمْ خَیْرًا مِّمَّاۤ اُخِذَ مِنْكُمْ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ (الانفال:70) یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے عمل کو جانتا ہے جو تم نے نبی کریم ﷺ کے خلاف مشرکوں کے ساتھ نکل کر کیا ہے وَ اِنْ یُّرِیْدُوْا خِیَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ (الانفال:71) یہ مشرکوں کے ساتھ نکلے تھے تو ان میں سے کچھ پکڑ لئے گئے (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں اور میری ماں مستضعفین میں سے تھے، میں بچوں میں سے تھا اور میری ماں عورتوں میں سے تھی (2)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی اور کہا میں اور میری ماں ان لوگوں میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے اے اللہ ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ربیعہ اور کمزور مسلمانوں کو مشرکوں کے قبضہ سے چھٹکارا دلا دے جو نہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 276، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 9، صفحہ 13، دار الفکر بیروت

کوئی حیلہ پاتے ہیں اور نہ ہی کوئی راستہ پاتے ہیں (1)۔

امام بخاری نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں حضور ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھائی جب آپ نے سمع اللہ لمن حمدہ کہا تو سجدہ کرنے سے پہلے یہ دعا کی اے اللہ عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات عطا فرما، اے اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات عطا فرما، اے اللہ ولید بن ولید کو نجات فرما، اے اللہ مسلمانوں میں سے جو کمزور ہیں انہیں نجات عطا فرما، اے اللہ مضر قبیلہ پر اپنی پکڑ سخت کر دے، اے اللہ ان کے سالوں کو یوں خشک کر دے جس طرح حضرت یوسف کے سال تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اَلْمُسْتَضْعَفِيْنَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے انتہائی بوڑھا مرد، بوڑھی عورت، چھوٹی بچیاں اور بچے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن یحییٰ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے چالیس روز صبح کی نماز میں رکوع کے بعد دعا کی آپ دعا میں یہ الفاظ ادا کرتے تھے اے اللہ ولید بن ولید، عیاش بن ابی ربیعہ، عاصی بن ہشام اور مکہ مکرمہ میں رہنے والے کمزور مسلمانوں کو نجات عطا فرما جو نہ کوئی حیلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی نکلنے کی کوئی راہ دیکھتے ہیں (3)۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئی جو مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ وہ ایک جنگ میں مشرکوں کے حمایتی بن کر نکلے، ان کے ساتھ مل کر جنگ میں حصہ لیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ان میں سے جو لوگ معذور تھے اللہ تعالیٰ نے ان کا عذر قبول کر لیا جن کا کوئی عذر نہ تھا وہ ہلاک ہو گئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میں اور میری والدہ معذوروں میں سے تھے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے حیلہ کا معنی قوت نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ نہ مدینہ جانے کی طاقت رکھتے تھے اور نہ ہی راستہ سے آگاہ تھے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ مدینہ طیبہ کا راستہ نہیں جانتے تھے (6)۔

وَمَنْ يُّهَاجِرْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يَجِدْ فِي الْاَرْضِ مُرٰغَمًا كَثِيْرًا وَّسَعَةً ۭ وَمَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ ۱۰۰

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 278

2۔ صحیح بخاری، کتاب الاستقاء، جلد 1، صفحہ 341، دار ابن کثیر دمشق

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 108 (5051)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 272 (11708)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 278

6۔ ایضاً

''اور جو شخص ہجرت کرے گا اللہ کی راہ میں پائے گا زمین میں پناہ کے لئے بہت جگہ اور کشادہ روزی اور جو شخص نکلے اپنے گھر سے ہجرت کر کے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف پھر آلے اس کو (راہ میں) موت تو ثابت ہو گیا اس کا اجر اللہ کے ذمہ اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مراغم کا معنی ایک علاقہ سے دوسرے علاقہ میں جانا اور سَعَةً کا معنی رزق نقل کیا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی ناپسندیدہ چیز سے بچنے کی جگہ نقل کیا ہے (2)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مراغم کا معنی پوچھا تو آپ نے فرمایا ہذیل کی لغت میں اس کا معنی وسعت ہے۔ عرض کیا گیا عرب اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

وَاَتْرُكُ اَرْضَ جَهْرَةَ اِنَّ عِنْدِیْ ۔۔۔ رِجَاءً فِی الْمُرَاغِمِ وَالتَّعَادِیْ

جہرہ کے علاقہ کو چھوڑ دو کیونکہ میرے ہاں آسودگی اور دشمنی میں امید موجود ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی ہجرت کی جگہ نقل کیا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی جہاں رزق حاصل کیا جا سکے نقل کیا ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صخر رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی وسعت کی جگہ کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مراغم کا معنی گمراہی سے ہدایت کی طرف اور تنگ دستی سے خوشحالی کی طرف نکلنے کی جگہ نقل کیا ہے (5)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے سَعَةً کا معنی خوشحالی نقل کیا ہے۔

امام ابن قاسم سے مروی ہے کہ مالک سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَّسَعَةً کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا مصیبت سے خلاصی۔

امام ابو یعلی، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ثقہ سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ضمرہ بن جندب اپنے گھر سے ہجرت کرتے ہوئے نکلے، انہوں نے اپنے گھر والوں سے کہا مجھے اٹھاؤ اور مشرکوں کے علاقہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے چلو وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچنے سے پہلے ہی فوت ہوئے تو یہ وحی نازل ہوئی (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 283
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 284
6۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 272، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں ایک آدمی تھا جس کا نام ضمرہ تھا، وہ مریض تھا اس نے گھر والوں سے کہا مجھے مکہ مکرمہ سے لے چلو کیونکہ میں یہاں سخت گرمی محسوس کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا تمہیں کہاں لے چلیں، اس نے اپنے ہاتھ سے مدینہ طیبہ کے راستہ کی طرف اشارہ کیا۔ گھر والے اسے لے چلے، مکہ مکرمہ سے دو میل کے فاصلہ پر وہ فوت ہو گیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابو حاتم بجستانی نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے کتاب المعمرین میں یہ نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ آیت اکثم بن صیفی کے بارے میں نازل ہوئی۔ میں نے پوچھا لیثی کہاں ہے؟ انہوں نے فرمایا یہ تو لیثی سے بہت پہلے نازل ہوئی یہ خاص و عام ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنوخزاعہ کا ایک آدمی مکہ مکرمہ میں رہتا تھا جو بیمار ہو گیا۔ اس کا نام ضمرہ بن عیس تھا یا عیس بن ضمرہ تھا۔ جب صحابہ کو ہجرت کا حکم ہوا تو یہ بیمار تھا۔ اس نے اپنے گھر والوں کو کہا کہ اس کے لئے چارپائی بچھائیں۔ انہوں نے اس کے لئے چارپائی بچھادی پھر اسے اٹھالیا اور مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑے۔ جب وہ تنعیم پر پہنچا تو فوت ہو گیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے وہ ابو ضمرہ بن عیس سے روایت نقل کرتے ہیں یہ مکہ میں رہتا تھا اور نابینا تھا۔ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی جس میں کمزوروں کا ذکر تھا تو اس نے کہا میں تو غنی ہوں اور میرے پاس تو چارہ کار بھی موجود ہے۔ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضری کا ارادہ کیا تو تنعیم کے مقام پر اسے موت نے آلیا تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 96 نازل ہوئی جس میں مکہ مکرمہ میں رہنے والے معذور مسلمانوں کے لئے رخصت کا ذکر تھا پھر گھروں میں بیٹھ رہنے والوں پر مجاہدین کا ذکر ہوا اور معذوروں کے لئے رخصت نازل ہوئی یہاں تک کہ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ ؕ قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْاَرْضِ ؕ قَالُوْٓا اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا ؕ فَاُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ؕ وَسَآءَتْ مَصِيْرًا نازل ہوئی تو انہوں نے کہا یہ حکم کو واجب کرنے والی ہے پھر سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو ضمرہ بن عیس جو بنو لیث میں سے تھا اور اس کی آنکھ خراب تھی، نے کہا میرے پاس تو ہجرت کرنے کے وسائل ہیں میرے پاس مال ہے پس مجھے اٹھالو۔ جب وہ مکہ مکرمہ سے چلا تو بیمار تھا، تنعیم کے مقام پر اسے موت نے آلیا۔ اسے تنعیم کی مسجد کے پاس دفن کر دیا گیا۔ اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 282، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 279
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 282
4۔ ایضاً، جلد 280

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا ایک مومن مکہ مکرمہ میں تھا جسے ضمرہ کہتے یوں الفاظ بھی ہیں مکہ میں سبرہ کا غلام تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میرے پاس مال ہے جو مجھے مدینہ طیبہ بلکہ اس سے دور جگہ تک بھی پہنچا سکتا ہے میں ضرور مدینہ جاؤں گا۔ اس نے گھر والوں سے کہا مجھے لے چلو ان دنوں وہ مریض تھا۔ جب حرم سے باہر نکلا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو قبض کر لیا اور وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے ایک اور سند سے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے کہا جو مریض تھا اللہ کی قسم میرا تو کوئی عذر نہیں میں راستہ جانتا ہوں، میں خوشحال ہوں، مجھے اٹھالو اس کے گھر والوں نے اسے اٹھا لیا۔ اسے راستہ میں ہی موت نے آلیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو بنی ضمرہ میں سے ایک آدمی نے کہا جو مریض تھا مجھے روح کی طرف لے چلو۔ وہ اسے لے چلے۔ جب وہ حصحاص کے مقام پر تھا تو وہ مر گیا تو اس کے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت علباء بن احمر رحمہ اللہ سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنوخزاعہ کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت ضمرہ رضی اللہ عنہ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 سنی تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا جبکہ وہ بیمار تھے میری سواری تیار کرو۔ مکہ کے دونوں پہاڑوں نے مجھے غمگین کر دیا ہے، مجھے امید ہے کہ میں یہاں سے نکلوں گا تو مجھے راحت نصیب ہوگی۔ وہ اپنی سواری پر بیٹھا پھر وہ مدینہ طیبہ کی طرف چل پڑا اور راستہ میں ہی فوت ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ جب اس نے مدینہ طیبہ کی طرف رخ کیا تو اس نے کہا اے اللہ میں تیری اور تیرے رسول کی طرف ہجرت کرنے والا ہوں (5)۔

امام سنید اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ نساء کی آیت نمبر 97 نازل ہوئی تو ضمرہ بن جندب ضمعی نے کہا اے اللہ مجھے معذرت اور حجت کے بارے میں خبر پہنچی ہے جبکہ میرے لئے نہ کوئی عذر ہے اور نہ ہی حجت پھر وہ نکل پڑے جبکہ وہ انتہائی بوڑھے تھے تو راستہ میں ہی فوت ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا وہ ہجرت سے پہلے ہی فوت ہو گیا ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ ولایت پر ہیں یا نہیں تو یہ آیت نازل ہوئی (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 280، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 281　5۔ ایضاً

بارے میں آیت نازل فرمائی جو مشرکوں کی معیت میں بدر میں مارے گئے تھے تو بنولیث کے ایک آدمی نے اس آیت کو سنا جو مکہ مکرمہ میں رہتا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین پر تھا۔ یہ ان لوگوں میں سے تھا جنہیں اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا تھا۔ یہ انتہائی بوڑھا تھا تو اس نے اپنے گھر والوں سے کہا میں آج رات مکہ میں نہیں گزاروں گا۔ وہ اسے لے کر نکل پڑے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے راستہ پر جب تنعیم کے مقام پر پہنچے تو اسے موت نے آلیا تو اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنولیث کے ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو بنو جندع میں سے ایک شاخ تھی۔

امام ابن سعد اور ابن منذر نے حضرت یزید بن عبد اللہ بن قسیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جندع بن ضمرہ جندعی مکہ مکرمہ میں رہتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو اس نے اپنے بیٹوں سے کہا مجھے مکہ مکرمہ سے لے چلو اس کے غم نے مجھے ہلاک کر دیا ہے تو گھر والوں نے پوچھا کہاں لے چلیں تو اس نے مدینہ طیبہ کی طرف اشارہ کیا وہ ہجرت کا ارادہ رکھتا تھا گھر والے اسے لے کر نکل پڑے جب وہ اضاء بنوغفار میں پہنچے تو وہ مر گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی جو بنو کنانہ سے تعلق رکھتا تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہونے کے لئے ہجرت کی وہ راستہ میں ہی فوت ہو گیا اس کی قوم نے اس کے ساتھ مذاق اور استہزاء کیا اور کہا نہ یہ وہاں پہنچا جہاں کا اس نے ارادہ کیا اور نہ ہی اپنے خاندان میں رہا جو اس کی خدمت کرتے اور اسے دفن کیا جاتا تو قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مسلمان ہونے کے بعد مکہ مکرمہ سے نکلا جبکہ وہ نبی مکرم اور صحابہ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا تھا تو اسے راستہ میں ہی موت آ گئی۔ تو اس کی قوم کے لوگوں نے کہا اس نے کوئی چیز نہیں پائی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ہشام رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضرت خالد بن حزام نے حبشہ کے علاقہ کی طرف ہجرت کی۔ راستہ میں سانپ نے انہیں ڈسا تو یہ فوت ہو گئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ نے کہا میں ان کے آنے کی توقع رکھتا تھا اور ان کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب مجھے ان کی وفات کی خبر پہنچی تو جتنا غم مجھے ان کی وفات کا ہوا، اتنا غم کسی اور چیز کا نہ ہوا کیونکہ قریش میں سے کم ہی کوئی ایسا شخص ہو گا کہ اس نے ہجرت کی ہو اور اس کے ساتھ گھر میں سے یا ذی رحم رشتہ دار نہ ہو، بنو اسد بن عبد العزیٰ میں سے میرے ساتھ کوئی بھی نہ تھا اور اس کے سوا کسی کے ہجرت کرنے کی مجھے کوئی امید بھی نہ تھی۔

امام ابن سعد نے حضرت مغیرہ بن عبد الرحمٰن خزاعی رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حبشہ کی طرف

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 281، داراحیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً

دوسری ہجرت میں حضرت خالد بن حزام ہجرت کے لئے نکلے راستہ میں سانپ نے اسے ڈسا تو وہ فوت ہو گئے جبکہ وہ ابھی حبشہ کے علاقہ میں نہیں پہنچے تھے تو اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت لہیعہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ کہا کرتے تھے جس نے جہاد میں جانے کے لئے کچھ فاصلہ بھی طے کیا تو اس کے لئے مال غنیمت میں حصہ ہے وہ اسی آیت سے استدلال کرتے یعنی وہ آدمی جو اپنے گھر کو اس نیت سے چھوڑتا ہے کہ جہاد میں حصہ لے اور جہاد میں حصہ لینے سے پہلے ہی فوت ہو جاتا ہے تو مال غنیمت میں اس کا حصہ بھی ہوگا (2)۔

امام ابن سعد، امام احمد اور امام حاکم نے حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو اللہ کی راہ میں جہاد کے ارادہ سے گھر سے نکلا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کا کیا مقام ہے؟ وہ اپنی سواری سے نیچے گر اوہ مر گیا تو اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہوگا یا کسی جانور نے اسے ڈسا تو وہ مر گیا اس کا اجر اللہ تعالیٰ پر ہے یا وہ راستہ میں طبعی موت مرا تو اس کا اجر بھی اللہ تعالیٰ پر ہے۔ اللہ کی قسم حتف انفہ ایسا کلمہ ہے جو میں نے پہلے کسی عرب سے نہیں سنا تھا جو فوراً مر گیا اس کے لئے جنت ثابت ہو گئی (3)۔

امام ابو یعلی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی حج کے ارادہ سے نکلا، وہ (راستہ میں) مر گیا تو قیامت تک حاجی کا اجر اس کے حق میں لکھا جائے گا اور جو عمرہ کے ارادہ سے نکلا (راستہ میں) وہ مر گیا تو قیامت تک اس کے لئے عمرہ کرنے والے کا اجر لکھا جائے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کی نیت سے نکلا تو قیامت تک اس کے حق میں نمازی کا درجہ لکھا جائے گا (4)۔

وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ فَلَیْسَ عَلَیْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ﳓ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ یَّفْتِنَكُمُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِیْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِیْنًا ﴿۱۰۱﴾

"اور جب تم سفر کرو زمین میں تو نہیں تم پر کچھ حرج اگر تم قصر کرو نماز میں اگر ڈرو اس بات سے کہ تکلیف پہنچائیں گے تمہیں کافر۔ بے شک کافر تو تمہارے کھلے دشمن ہیں"۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام احمد، امام مسلم، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جارود، ابن خزیمہ، طحاوی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں اور ابن حبان نے حضرت یعلی بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آیت میں یہ حکم ہے جبکہ لوگ تو امن میں ہیں (کوئی خوف کی کیفیت

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 119، دار صادر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 284، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 97 (2445)
4۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 474 (4100)، دار الکتب العلمیہ بیروت

نہیں) تو حضرت عمر نے مجھے فرمایا میں بھی اس چیز سے متعجب ہوا تھا جس سے تو متعجب ہوا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا تھا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے، اللہ کا صدقہ قبول کرو(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابو حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے سفر کی نماز کے بارے میں پوچھا تو فرمایا یہ دو رکعتیں ہیں، میں نے عرض کی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا کیا مطلب ہو گا جبکہ ہم امن میں ہیں؟ فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

امام عبد بن حمید، نسائی، ابن ماجہ، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت امیہ بن عبد اللہ بن خالد بن اسد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ سفر میں نماز کی قصر کو جائز سمجھتے ہیں ہم کتاب اللہ میں اس کا ذکر نہیں پاتے، ہم تو صلوٰۃ خوف کا ذکر قرآن میں پاتے ہیں؟ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بھتیجے اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا جبکہ ہم کچھ بھی نہ جانتے تھے، ہم اسی طرح عمل کرتے ہیں جس طرح رسول اللہ کیا کرتے تھے، سفر کی حالت میں قصر سنت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے قائم کی(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز منی میں دو رکعتوں کی صورت میں پڑھی جبکہ لوگ کتنے ہی زیادہ اور کتنے ہی امن میں تھے(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ترمذی اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں مکہ مکرمہ اور مدینہ کے درمیان دو رکعتیں پڑھیں جبکہ ہم حالت امن میں تھے، ہمیں کوئی خوف نہ تھا(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کیا، میں دو رکعت نماز پڑھتا تھا۔ اس علاقہ کے علماء مجھے ملے، انہوں نے پوچھا تم کیسی نماز پڑھتے ہو؟ میں نے کہا دو رکعتیں پڑھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا یہ قرآن سے ثابت ہے یا سنت سے ثابت ہے؟ میں نے کہا سنت اور قران دونوں سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت ہی نماز پڑھی ہے۔ انہوں نے کہا حضور ﷺ تو حالت جنگ میں تھے تو میں نے سورۂ فتح کی آیت لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ ۙ لَا تَخَافُوْنَ ؕ (الفتح: 27) اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿۱۰۱﴾ وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآئِكُمْ ۪ وَ لْتَاْتِ طَآئِفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 285، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 136، دار الفکر بیروت

3۔ جامع ترمذی، باب تقصیر الصلوٰۃ بمنیٰ، جلد 1، صفحہ 127، مکتبۃ رحیمیہ 4۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 97

اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٠٢﴾ فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰي جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ (النسا: 102,101)(1)

امام ابن ابی شیبہ، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم نے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان دو رکعت نماز پڑھی جبکہ ہم حالت امن میں تھے۔ ہمیں کوئی خوف نہ تھا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تاجروں کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی ہم سفر کرتے ہیں، ہم کس طرح نماز پڑھیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت وَ اِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ ڰ کو نازل فرمایا پھر وحی منقطع ہوگئی۔ جب ایک سال گزر گیا تو نبی کریم ﷺ نے جنگ کی تو ظہر کی نماز پڑھی۔ مشرکوں نے کہا محمد اور ان کے اصحاب نے پشت کی جانب سے تم پر حملہ کرنے کا موقع دیا ہے، کیا تم ان پر حملہ نہیں کرو؟ گے تو ان میں سے ہی ایک آدمی نے کہا ان کے پیچھے اتنی مقدار اور بھی ہوتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے دو نمازوں کے درمیان یہ حصہ نازل فرمایا اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ اِنَّ الْكٰفِرِيْنَ كَانُوْا لَكُمْ عَدُوًّا مُّبِيْنًا ﴿١٠١﴾ وَاِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَھُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَاۗىِٕفَةٌ مِّنْھُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْٓا اَسْلِحَتَھُمْ ۣ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَاۗىِٕكُمْ ۠ وَلْتَاْتِ طَاۗىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَلْيَاْخُذُوْا حِذْرَھُمْ وَاَسْلِحَتَھُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَاَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ۭ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَنْ تَضَعُوْٓا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَخُذُوْا حِذْرَكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿١٠٢﴾ تو صلوٰۃ خوف کا حکم نازل ہوا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ میں تاجر ہوں اور بحرین جاتا رہتا ہوں تو حضور ﷺ نے اسے دو رکعت نماز پڑھنے کا حکم ارشاد فرمایا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے (فَاقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا) اور اِنْ خِفْتُمْ نہیں پڑھتے تھے جبکہ مصحف عثمان میں ہے اِنْ خِفْتُمْ اَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

امام ابن جریر نے حضرت عمر بن عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہا میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ فرماتے ہوئے سنا سفر میں مکمل نماز پڑھو۔ لوگوں نے عرض کی رسول اللہ ﷺ سفر میں دو رکعت نماز ادا فرماتے تھے تو انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ تو حالت جنگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 285، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ جامع ترمذی، باب تقصیر الصلوٰۃ فی السفر، جلد 1، صفحہ 91
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 286
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 204 (8162)

میں تھے آپ ﷺ کو تو دشمنوں کا خوف ہوتا تو کیا تم بھی خوف محسوس کرتے ہو؟ (1)

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء سے پوچھا کون سے صحابی سفر میں نماز مکمل پڑھتے تھے تو انہوں نے جواب دیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت امیہ بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا ہم قرآن حکیم میں حالت خوف میں تو صلوٰۃ قصر پاتے ہیں لیکن حالت سفر میں صلوٰۃ قصر نہیں پاتے تو حضرت عبد اللہ نے جواب دیا ہم نے نبی کریم ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس لئے ہم بھی اس طرح کرتے ہیں (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب رسول اللہ ﷺ عسفان کے مقام پر تھے جبکہ مشرک ضجنان کے مقام پر تھے۔ صحابہ نے اکٹھے نماز پڑھی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام کو ظہر کی چار رکعتیں پڑھائیں۔ رکوع، سجود، قیام سب صحابہ اکٹھے کر رہے تھے۔ مشرکوں نے ارادہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے مال پر حملہ کر دیں تو اللہ تعالیٰ نے آیت فَلْتَقُمْ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ (النساء:102) نازل فرمائی۔ حضور ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی تو آپ نے صحابہ کی دو جماعتیں بنا دیں۔ سب نے اکٹھے تکبیر کہی پھر پہلی جماعت نے آپ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا جبکہ دوسری جماعت کھڑی رہی۔ انہوں نے سجدہ نہ کیا یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے پھر آپ نے تکبیر کہی سب نے رکوع کیا۔ دوسری جماعت آگے ہو گئی اور پہلی جماعت پیچھے ہٹ گئی۔ انہوں نے سجدے بھی آگے پیچھے کیے جس طرح پہلی دفعہ کیا تھا اور عصر کی نماز قصر کی صورت میں پڑھی (4)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خوف اور جنگ کی وجہ سے نماز میں قصر ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس سمت منہ کرے سوار ہو یا پیدل۔ جہاں تک نبی کریم ﷺ کی نماز کا تعلق ہے تو وہ دو رکعتیں تھیں۔ سفر کی حالت میں لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھنا قصر نہیں بلکہ یہ پوری نماز ہے (5)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ نماز اس وقت تھی جب مومنوں کو کافروں سے خوف ہو۔ حضور ﷺ نے بعد میں دو رکعتیں ادا کرنے کی سنت قائم کی وہ قصر نہیں ہے بلکہ وہ مکمل نماز ہے (6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جب تو سفر میں دو رکعت نماز ادا کرے تو یہ مکمل نماز ہے۔ قصر اس وقت ہے جب تجھے کافروں سے خوف ہو کہ وہ نماز کی حالت میں تجھے تکلیف پہنچائیں گے قصر نماز ایک رکعت ہے۔ امام قیام کرے گا اس کے ساتھ دو جماعتیں ہوں گی، ایک جماعت امام کے پیچھے ہوگی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے ہوگی۔ جو جماعت حضور ﷺ کے ساتھ ہے وہ ایک رکعت پڑھے گی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 287، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 288

5۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 512 (4255)، بیروت 6۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 517 (4274)

پھر پچھلے پاؤں چلتے ہوئے اس جماعت تک پہنچ جائے گی۔ جہاں دوسری جماعت کھڑی تھی وہاں پر کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ الٹے پاؤں چلنا ہو گا پھر دوسری جماعت آئے گی اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھے گی پھر امام بیٹھ جائے گا اور سلام پھیرے گا۔ لوگ کھڑے ہو جائیں گے ایک رکعت پڑھیں گے پھر واپس اپنی صف میں چلے جائیں گے۔ دوسرے کھڑے ہو جائیں گے اپنی رکعت کے ساتھ دوسری رکعت ملائیں گے جو امام کی رکعت کے قائم مقام ہو جائے گی۔ امام کی دو رکعتیں ہوں گی جبکہ ان کی امام کے ساتھ ایک ایک رکعت ہو گی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے (1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے اس آیت کے متعلق پوچھا تو آپ نے جواب دیا ہذیل کی لغت میں فتنہ کا معنی عذاب اور جہالت ہے نافع نے پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا قول نہیں سنا۔

كُلُّ امْرِئٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ مُضْطَهَدٌ بِبَطْنِ مَكَّةَ مَقْهُوْرٌ وَمَفْتُوْنٌ

اللہ کے بندوں میں سے ہر کوئی مکہ مکرمہ کی وادی میں مجبور، مظلوم اور عذاب دیا جا رہا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے سماک حنفی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے قصر کی نماز کے بارے پوچھا۔ فرمایا دو رکعتیں مکمل نماز ہے قصر نہیں۔ قصر صرف خوف کی نماز ہے۔ میں نے پوچھا خوف کی نماز کون سی ہے؟ فرمایا امام ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھائے۔ یہ جماعت اس جماعت کی جگہ آ جائے اور یہ جماعت اس جماعت کی جگہ آ جائے۔ امام انہیں ایک رکعت پڑھائے۔ امام کی دو رکعتیں مکمل ہو جائیں جبکہ مقتدیوں نے ایک ایک رکعت پڑھی ہو (2)۔

امام مالک، عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نماز سفر اور اقامت میں دو دو رکعت فرض ہوئی۔ سفر کی نماز کو اس حالت پر باقی رکھا گیا جبکہ اقامت کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا (3)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مکہ مکرمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز دو رکعت فرض ہوئی۔ جب آپ نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو آپ پر چار چار رکعتیں فرض ہو گئیں اور سفر کی نماز دو رکعتیں برقرار رکھی گئیں (4)۔

امام احمد اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ مغرب کی نماز کے علاوہ نماز دو دو رکعت فرض کی گئی، مغرب کی نماز تین رکعتیں فرض کی گئی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر تشریف لے جاتے تو آپ پہلے والی نماز ادا فرماتے، جب آپ مقیم ہوتے تو دو رکعتوں کے ساتھ دو اور رکعتیں ملا لیتے مگر مغرب کی نماز کیونکہ یہ وتر ہے اور صبح کی نماز دو رکعت ہی رہی کیونکہ اس میں قرأت لمبی ہوتی ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 289، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 290
3۔ صحیح مسلم، باب صلوٰۃ المسافرین وقرھا جلد 1، صفحہ 241، قدیمی کتب خانہ کراچی 4۔ مصنف عبد الرزاق، باب صلوٰۃ المسافر، جلد 2، صفحہ 515 (7267)
5۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 145، دار الفکر بیروت

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اہل مکہ چار برد سے کم مسافت میں قصر نہ کرو، یہ مسافت مکہ مکرمہ سے عسفان تک ہے(1)۔

امام شافعی اور بیہقی نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہم دونوں چار برد میں دو رکعت نماز ادا فرماتے اور روزہ افطار کرتے یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہوتا تو پھر بھی یہی کرتے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے پوچھا گیا کیا آپ عرفہ تک سفر میں قصر کرتے ہیں؟ فرمایا نہیں بلکہ جب عسفان، جدہ اور طائف تک سفر کروں تو قصر کرتا ہوں(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کی زبان پر حالت اقامت میں چار اور حالت سفر میں دو رکعتیں فرض کی ہیں اور خوف کی حالت میں ایک رکعت لازم کی ہے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قصر صلوٰۃ کا مطلب یہ ہے کہ تو دشمن کا سامنا کرے جبکہ نماز کا وقت ہو چکا ہو تو تکبیر کہے، سر کو اشارہ کے ساتھ جھکائے، سوار ہو یا پیدل۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نماز میں قصر جنگ کے وقت ہے۔ آدمی سواری پر سوار ہو کر جس طرف بھی منہ ہو تکبیر کہہ کر نماز پڑھ لے۔

وَ اِذَا كُنْتَ فِيْهِمْ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ فَلْتَقُمْ طَآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ مَّعَكَ وَلْيَاْخُذُوْۤا اَسْلِحَتَهُمْ ۫ فَاِذَا سَجَدُوْا فَلْيَكُوْنُوْا مِنْ وَّرَآىِٕكُمْ ۪ وَلْتَاْتِ طَآىِٕفَةٌ اُخْرٰى لَمْ يُصَلُّوْا فَلْيُصَلُّوْا مَعَكَ وَ لْيَاْخُذُوْا حِذْرَهُمْ وَ اَسْلِحَتَهُمْ ۚ وَدَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَوْ تَغْفُلُوْنَ عَنْ اَسْلِحَتِكُمْ وَ اَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيْلُوْنَ عَلَيْكُمْ مَّيْلَةً وَّاحِدَةً ؕ وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَنْ تَضَعُوْۤا اَسْلِحَتَكُمْ ۚ وَ خُذُوْا حِذْرَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ فَاِذَا قَضَيْتُمُ

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، کتاب الصلوٰۃ، جلد 3، صفحہ 137، دار الفکر بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 215 (83-8282) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ ۚ فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۚ اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا ﴿۱۰۳﴾

اور (اے حبیب علیہ السلام!) جب آپ ان میں موجود ہوں اور قائم کریں آپ ان کے لئے نماز تو چاہیے کہ کھڑا ہوایک گروہ ان سے آپ کے ساتھ اور وہ پکڑ رکھیں اپنے ہتھیار۔ پس جب سجدہ کر چکیں تو وہ ہو جائیں تمہارے پیچھے اور آجائے دوسرا گروہ جس نے (ابھی) نماز نہیں پڑھی پس (اب) وہ نماز پڑھیں آپ کے ساتھ اور لیے رہیں اپنے بچاؤ کا سامان اور اپنے ہتھیار۔ تمنا کرتے ہیں کافر اگر تم غافل ہو جاؤ اپنے اسلحہ سے اور اپنے ساز و سامان سے تو وہ ٹوٹ پڑیں تم پر یک بارگی اور نہیں کوئی حرج تم پر اگر ہو تمہیں تکلیف بارش کی وجہ سے یا ہو تم بیمار تو اتار دو اپنے ہتھیار مگر (دشمن کی نقل و حرکت سے) ہوشیار رہو۔ بے شک اللہ نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے عذاب رسوا کرنے والا۔ جب تم ادا کر چکو نماز تو ذکر کرو اللہ تعالیٰ کا کھڑے ہوئے اور بیٹھے ہوئے اور اپنے پہلوؤں پر (لیٹے ہوئے) پھر جب مطمئن ہو جاؤ (دشمن کی طرف سے) تو ادا کرو نماز (حسب دستور) بے شک نماز مسلمانوں پر فرض کی گئی ہے اپنے اپنے مقرر وقت پر۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دار قطنی، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو عیاش زرقی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عسفان میں تھے۔ مشرک ہمارے سامنے آ گئے جن پر خالد بن ولید امیر تھا۔ وہ مشرک ہمارے اور قبلہ کے درمیان حائل تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، مشرکوں نے کہا مسلمان ایسی حالت پر تھے، کاش ہم ان کی غفلت سے فائدہ اٹھاتے۔ پھر انہوں نے کہا ان پر ایسی نماز کا وقت ہونیوالا ہے جو انہیں ان کے بیٹوں اور جانوں سے بھی عزیز ہے۔ تو جبرئیل امین ظہر اور عصر کے درمیان یہ آیت لائے۔ نماز کا وقت ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا۔ صحابہ نے اسلحہ پکڑ لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے دو صفیں بنا لیں پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا تو ہم سب نے بھی رکوع کیا پھر اس صف نے سجدہ کیا جو آپ کے ساتھ تھی جبکہ دوسرے صحابہ کھڑے نگہبانی کر رہے تھے۔ جب یہ صحابہ سجدہ کر چکے اور اٹھ کھڑے ہوئے تو دوسری صف والے صحابہ بیٹھ گئے اور انہوں نے اپنی جگہ سجدہ کیا پھر دوسری صف والے پہلی صف والوں کی جگہ ہو گئے اور پہلی صف والے دوسری صف والوں کی جگہ ہو گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا تو سب صحابہ نے رکوع کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھایا پھر اس صف نے سجدہ کیا جو آپ کے ساتھ تھی جبکہ دوسری صف کھڑی تھی اور حفاظت کر رہے تھے۔ جب یہ صحابہ بیٹھے تو دوسرے صحابہ بیٹھ گئے تو انہوں نے سجدہ کیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا اور ایک طرف ہو گئے۔ یہ بھی کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نماز دو دفعہ پڑھائی، ایک دفعہ عسفان میں اور دوسری دفعہ بنو سلیم میں (1)۔

1۔ سنن الدار قطنی، جلد 2، صفحہ 59، دار المحاسن قاہرہ

امام ترمذی اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضجنان اور عسفان کے درمیان فروکش ہوئے۔ مشرکوں نے کہا ان مسلمانوں کی ایک نماز ہے جو انہیں اپنے آباء اور بیٹوں سے بھی زیادہ عزیز ہے، وہ عصر کی نماز ہے، تیاری کرلو اور یک بارگی ان پر حملہ کر دینا۔ جبرئیل امین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اپنے صحابہ کو دو حصوں میں تقسیم کر دیں اور انہیں نماز پڑھائیں، ایک جماعت آپ کے پیچھے کھڑی ہو پھر دوسرے آئیں اور ایک رکعت آپ کے ساتھ پڑھیں پھر یہ اسلحہ لے لیں۔ دونوں کے لئے ایک ایک رکعت ہوگی جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو رکعتیں ہوں گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت یزید فقیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سفر میں دو رکعتوں کے بارے میں پوچھا کیا یہ قصر ہیں تو انہوں نے فرمایا سفر میں دو رکعتیں مکمل ہیں، قصر حالت جنگ میں ایک رکعت ہے۔ اسی اثناء میں کہ ہم ایک غزوہ میں رسول اللہ کے ساتھ تھے کہ نماز کے لئے اقامت کہی گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے ایک جماعت نے صف بنائی جبکہ دوسری جماعت کے چہرے دشمن کی طرف تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک رکعت پڑھائی اور ان کے ساتھ دو سجدے کیے پھر یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور دوسرے لوگوں کی جگہ چلے گئے۔ ان کی جگہ کھڑے ہو گئے دوسرے لوگ آگے آ گئے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی اور انہیں دو سجدے کرائے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قعدہ کیا اور سلام پھیرا تو جو آپ کے پیچھے تھے۔ انہوں نے اور دوسرے صحابہ نے بھی سلام پھیرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو رکعتیں تھیں جبکہ صحابہ کی ایک ایک رکعت تھی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے سلیمان یشکری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے نماز میں قصر کے بارے میں پوچھا کہ کس روز یہ حکم نازل ہوا؟ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا قریش کا ایک قافلہ شام سے آ رہا تھا۔ جب ہم نخل کے مقام پر تھے قوم کا ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف آیا، کہا اے محمد کیا تو مجھ سے ڈرتا ہے؟ فرمایا نہیں کہا تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچائے گا، اس نے تلوار سونتی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دھمکی دی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوچ کی منادی کرائی اور اسلحہ لے لیا پھر اذان ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم میں سے ایک جماعت کو نماز پڑھائی جبکہ دوسری جماعت نگہبانی کر رہی تھی۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے انہیں آپ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹ گئے اور ساتھیوں کی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔ پھر دوسرے لوگ آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں جبکہ دوسرے لوگ نگہبانی کر رہے تھے پھر حضور نے سلام پھیرا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار رکعتیں ہو گئیں جبکہ قوم کی دو دو رکعتیں تھیں اللہ تعالیٰ نے نماز کے قصر کا حکم دیا اور مسلمانوں کو اسلحہ ساتھ رکھنے کا ارشاد فرمایا (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن ابی حاتم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 291، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 289

حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے سالم سے وہ اپنے باپ فَاَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلٰوةَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد صلوٰۃ خوف ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کو ایک رکعت پڑھائی جبکہ دوسری جماعت دشمنوں کے سامنے کھڑی تھی پھر وہ جماعت جس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک رکعت پڑھی تھی وہ چلی گئی اور ان لوگوں کی جگہ جا کھڑے ہو گئے جو دشمن کے سامنے کھڑے تھے اور وہ دوسری جماعت جو دشمنوں کے سامنے کھڑی تھی وہ آ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک اور رکعت پڑھی پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا پھر ہر ایک جماعت اٹھی اور اس نے ایک ایک رکعت نماز ادا کی (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ حکم صلوٰۃ خوف کا ہے امام کھڑا ہو تو اس کے ساتھ ایک جماعت کھڑی ہو، ایک جماعت اپنا اسلحہ لے اور دشمن کے سامنے کھڑی ہو جائے۔ امام جماعت کو ایک رکعت پڑھائے پھر اسی طرح بیٹھا رہے، قوم کھڑی ہو جائے، وہ خود ایک رکعت پڑھے جبکہ امام بیٹھا ہوا ہو پھر یہ چلے جائیں اور دوسری جماعت کی جگہ کھڑے ہو جائیں پھر دوسرے آئیں، امام انہیں ایک رکعت پڑھائے اور سلام پھیر دے۔ یہ جماعت اٹھ کھڑی ہو، اکیلے ایک رکعت پڑھیں۔ بطن نخلہ میں حضور ﷺ نے اسی طرح نماز پڑھائی تھی (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ذی قرد میں صلوٰۃ خوف پڑھی۔ حضور ﷺ نے لوگوں کی دو صفیں بنائیں، ایک صف آپ کے پیچھے تھی اور ایک صف دشمن کے سامنے تھی۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے انہیں آپ نے ایک رکعت پڑھائی پھر یہ لوگ دوسرے لوگوں کی جگہ چلے گئے اور دوسرے آ گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں بھی ایک رکعت نماز پڑھائی اور لوگوں نے باقی کی قضاء نہ کی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ خوف پڑھی سفیان نے کہا پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت جیسی روایت ذکر کی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابو داؤد، امام نسائی، ابن جریر، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت ثعلبہ بن زہدم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم سعید بن عاص کے ساتھ طبرستان میں تھے۔ انہوں نے پوچھا تم میں سے کس نے صلوٰۃ خوف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی ہے؟ تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے پڑھی ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے ایک صف آپ کے پیچھے بنالی اور ایک صف دشمنوں کے سامنے کھڑی ہو گئی۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے انہیں آپ نے ایک رکعت نماز پڑھائی پھر یہ لوگ دوسروں کی جگہ چلے گئے اور دوسرے لوگ آ گئے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی اور لوگوں نے دوسری رکعت کی قضاء نہ کی (5)۔

1۔ جامع ترمذی، جلد 1، صفحہ 73، وزارت تعلیم اسلام آباد　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 296

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 511 (4251) بیروت　4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 2، صفحہ 213، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ سنن نسائی، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 3، صفحہ 168، دار الریاض قاہرہ

امام ابوداؤد، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے ذات رقاع میں صلوۃ خوف پڑھی لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا، ایک صف آپ کے پیچھے کھڑی ہو گئی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور جو جماعت آپ کے پیچھے تھی اس نے بھی تکبیر کہی پھر حضور ﷺ نے رکوع کیا تو اس جماعت نے بھی رکوع کیا۔ حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو ان لوگوں نے بھی سجدہ کیا۔ آپ نے سر اٹھایا تو ان لوگوں نے بھی سر اٹھایا پھر حضور ﷺ بیٹھے رہے۔ لوگوں نے دوسرا سجدہ کیا پھر لوگ کھڑے ہو گئے پھر الٹے پاؤں چلتے گئے یہاں تک کہ پیچھے کھڑے ہو گئے دوسری جماعت آ گئی، انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف بنالی۔ انہوں نے تکبیر تحریمہ کہی پھر خود ہی رکوع کیا پھر رسول اللہ ﷺ نے دوسرا سجدہ کیا تو ان لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ دوسرا سجدہ کیا پھر رسول اللہ ﷺ دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے خود ہی دوسرا سجدہ کیا پھر دونوں جماعتیں کھڑی ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صف بنالی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو سب نے سجدہ کیا پھر آپ نے سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھایا۔ یہ سب کچھ حضور ﷺ نے جلدی جلدی کیا، جتنی تخفیف ہو سکتی تھی تخفیف کی پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا تو سب صحابہ نے بھی سلام پھیرا پھر آقائے دو عالم ﷺ اٹھے جبکہ لوگ آپ کی مکمل نماز میں شریک ہو چکے تھے (1)۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی صلوۃ خوف کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ایک جماعت حضور ﷺ کے پیچھے تھی اور دوسری جماعت اس جماعت کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھی جو رسول اللہ ﷺ کے پیچھے تھی سب کے منہ رسول اللہ ﷺ کی طرف تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی تو دونوں جماعتوں نے بھی تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو اس جماعت نے رکوع کیا جو آپ کے پیچھے تھی جبکہ دوسرے لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو انہوں نے سجدہ کیا جبکہ دوسرے بیٹھے رہے پھر یہ الٹے پیچھے ہٹے اور بیٹھنے والے صحابہ کی جگہ پہنچ گئے۔ دوسری جماعت آئی۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت اور دو سجدے۔ جماعت کرائی۔ بعد میں آپ ﷺ نے سلام پھیرا جبکہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے دوسرا سلام پھیرا تو دونوں جماعتیں کھڑی ہو گئیں۔ ان سب نے اپنے اپنے طور پر ایک رکعت اور دو سجدے ادا کیے (2)۔

امام مالک، امام شافعی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، دار قطنی اور بیہقی نے حضرت صالح بن خوات رحمہ اللہ سے انہوں نے اس صحابی سے رویت نقل کی جس نے حضور ﷺ کے ساتھ ذات رقاع میں صلوۃ خوف پڑھی۔ ایک جماعت نے حضور ﷺ کے ساتھ صف باندھی اور ایک جماعت دشمن کے سامنے تھی۔ جو جماعت حضور ﷺ کے ساتھ تھی اسے حضور ﷺ نے ایک رکعت نماز پڑھائی پھر آپ ﷺ کھڑے رہے۔ لوگوں نے اپنی نماز کو مکمل کیا اور چلے گئے اور دشمن کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ دوسری جماعت آئی، حضور ﷺ نے باقی ماندہ نماز میں سے ایک رکعت اس جماعت کو پڑھائی پھر آپ ﷺ بیٹھے رہے۔ جماعت نے اپنی نماز مکمل کی پھر حضور

1۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 487 (1250)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 1، صفحہ 486 (1249)

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ساتھ سلام پھیرا(1)۔

امام عبد بن حمید اور دار قطنی نے حضرت ابوبکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کو صلوٰۃ خوف پڑھائی کچھ صحابہ کو دو رکعتیں پڑھائیں پھر سلام پھیرا تو یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ دوسرے آگئے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں دو رکعت نماز پڑھائی پھر سلام پھیر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چار رکعتیں ہوگئیں اور مسلمانوں کی دو دو رکعتیں ہوگئیں (2)۔

امام دار قطنی اور حاکم نے حضرت ابوبکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کو مغرب کی نماز صلوٰۃ خوف کی صورت میں پڑھائی۔ یہ لوگ چلے گئے، دوسرے آگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بھی تین رکعتیں پڑھائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چھ رکعتیں ہوگئیں جبکہ صحابہ کی تین تین رکعتیں ہوگئیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور دار قطنی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں صلوٰۃ خوف پڑھائی وہ دو صفوں میں کھڑے ہوئے ایک صف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھی اور ایک صف دشمن کے سامنے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک رکعت پڑھائی، دوسرے آگئے اور وہ ان کی جگہ کھڑے ہوگئے اور یہ دشمنوں کے مقابلہ میں کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک رکعت نماز پڑھائی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیر دیا۔ یہ لوگ ان کی جگہ کھڑے ہوگئے انہوں نے ایک رکعت نماز ادا کی پھر سلام پھیرا(4)۔

امام عبد بن حمید اور حاکم نے حضرت عروہ بن مروان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ صلوٰۃ خوف پڑھی تھی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں۔ مروان نے پوچھا کہاں پڑھی فرمایا نجد کے غزوہ میں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عصر کی نماز کے لئے کھڑے ہوئے، ایک جماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت دشمن کے سامنے کھڑی ہوگئی جبکہ ان کی پشتیں قبلہ کی جانب تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہی تو سب نے تکبیر کہی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکوع کیا تو جو جماعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھی اس نے بھی رکوع کیا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ کیا تو اس جماعت نے بھی سجدہ کیا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھی جبکہ دوسرے دشمن کے سامنے کھڑے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ والی جماعت بھی کھڑی ہوگئی اور دشمن کی طرف چلی گئی اور دشمنوں کے سامنے کھڑی ہوگئی۔ دوسری جماعت آئی انہوں نے رکوع کیا، سجدہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی طرح کھڑے رہے پھر لوگ کھڑے ہوگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا رکوع کیا۔ لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ رکوع کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہی سجدہ کیا پھر وہ جماعت آگئی جو دشمنوں کے مقابل تھی۔ انہوں نے رکوع کیا اور سجدہ کیا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے ساتھ والے بیٹھے ہوئے تھے پھر سلام کا مرحلہ آیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو سب نے سلام پھیرا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو رکعتیں تھیں جبکہ ہر جماعت کی ایک ایک رکعت تھی (5)۔

1۔ سنن نسائی، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 3، صفحہ 171، دار الریان قاہرہ
2۔ سنن الدار قطنی، جلد 2، صفحہ 61، دار المحاسن قاہرہ
3۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 487 (2151) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن الدار قطنی، جلد 2، صفحہ 62
5۔ مستدرک حاکم، جلد 1، صفحہ 488 (1253)

امام دار قطنی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ہمیں صلوٰۃ خوف کا حکم دیا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے جبکہ ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ دو صفیں بنا کر کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی اور رکوع کیا اور ہم سب نے بھی رکوع کیا پھر آپ ﷺ نے سر اٹھایا پھر آپ ﷺ سجدے میں گر گئے جو صف آپ ﷺ کے ساتھ تھی اس نے بھی سجدہ کیا پھر دوسرے لوگ اپنے بھائیوں کی حفاظت میں کھڑے رہے۔ جب آپ ﷺ سجدہ سے فارغ ہو گئے اور کھڑے ہو گئے تو پچھلی صف سجدہ میں چلی گئی۔ انہوں نے دو سجدہ کیے پھر کھڑے ہو گئے۔ پہلی صف پیچھے چلی گی اور پچھلی صف آگے آ گئی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا۔ اور سب نے رکوع کیا رسول اللہ ﷺ نے سجدہ کیا تو اس صف نے بھی سجدہ کیا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھی جبکہ پیچھے کھڑے بھائیوں کی حفاظت کرتے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے تو پچھلی صف سجدے میں گر گئی پھر نبی کریم ﷺ نے سلام پھیرا (1)۔

امام دار قطنی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نخل کے مقام پر بنو محارب کا محاصرہ کیے ہوئے تھے پھر لوگوں میں اعلان کیا گیا کہ جماعت ہونے والی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا، ایک حصہ دشمن کے سامنے تھا جو بات چیت کرتے رہے، دوسرے حصہ کو آپ ﷺ نے دو رکعتیں پڑھائیں پھر حضور ﷺ نے سلام پھیرا یہ لوگ چلے گئے اور اپنے بھائیوں کی جگہ پہنچ گئے۔ دوسری جماعت آئی، رسول اللہ ﷺ نے انہیں بھی دو رکعتیں پڑھائیں۔ نبی کریم ﷺ کی چار رکعتیں ہو گئیں اور ہر جماعت کی دو رکعتیں ہو گئیں (2)۔

امام بزار، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ غزوہ کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ عسفان کے مقام پر مشرکوں سے ملے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی تو دشمنوں نے حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ کو رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھا تو ان میں سے بعض نے بعض سے کہا اگر تم ان پر حملہ کر دیتے تو انہیں تمہارے بارے میں علم ہی نہ ہوتا یہاں تک کہ تم ان پر جا پڑتے۔ تو ان میں سے ایک نے کہا ان کی ایک اور نماز ہے جو انہیں اپنے گھر والوں اور اپنے اموال سے بھی زیادہ محبوب ہے، صبر کرو یہاں تک کہ اس نماز کا وقت ہو جائے، ہم اکٹھے ان پر حملہ کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور حضور ﷺ کو اس مشورہ سے آگاہ کیا جو انہوں نے آپس میں کیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھی، دشمن قبلہ کی جانب تھے۔ مسلمانوں نے حضور ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی تو سب صحابہ نے تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا۔ تو سب صحابہ نے رکوع کیا جب حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو صرف اس صف نے سجدہ کیا جو آپ ﷺ کے ساتھ تھی جو لوگ ان کے پیچھے تھے وہ دشمنوں کے سامنے کھڑے رہے۔ جب رسول اللہ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے اور کھڑے ہو گئے تو دوسری صف نے سجدہ کیا پھر وہ کھڑے ہو گئے۔ جو صف حضور ﷺ کے قریب تھی وہ پیچھے ہٹ گئی اور دوسری صف آگے آ گئی اب یہ رسول اللہ ﷺ کے قریب تھے۔ جب حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب نے رکوع کیا پھر حضور ﷺ نے سر اٹھایا تو سب

1۔ سنن الدار قطنی، جلد 2، صفحہ 58، دار المحاسن قاہرہ 2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 60

نے سر اٹھایا پھر حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو صرف انہوں نے سجدہ کیا جو حضور ﷺ کے قریب تھے۔ دوسری صف دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب رسول اللہ ﷺ سجدہ سے فارغ ہوئے اور قعدہ کیا جو آپ ﷺ کے قریب تھے وہ بھی بیٹھ گئے اور دوسری صف نے سجدہ کیا پھر وہ بھی بیٹھ گئے اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سجدہ کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام کیا تو سب نے سلام پھیرا۔ جب مشرکوں نے مسلمانوں کو اس حال میں دیکھا کہ بعض مسلمان سجدہ کر رہے ہیں اور بعض کھڑے ہیں تو انہوں نے کہا ہم نے جو ارادہ کیا تھا اس سے آپ ﷺ کو باخبر کر دیا گیا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو عالیہ ریاحی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اصبہان کے علاقہ میں دار کے مقام پر تھے۔ اس دن انہیں کوئی زیادہ خوف نہ تھا لیکن انہوں نے پسند کیا کہ لوگوں کو ان کا دین اور ان کے نبی کی سنت سکھائیں۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کی دو صفیں بنا دیں، ایک جماعت کے پاس اسلحہ تھا جو دشمن کی طرف منہ کیے ہوئے تھے اور دوسرا طائفہ آپ کے پیچھے تھا۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے انہیں آپ نے ایک رکعت نماز پڑھائی پھر یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے یہاں تک دوسرے لوگوں کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ دوسری جماعت آ گئی یہاں تک آپ کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی پھر سلام پھیر دیا۔ جو لوگ آپ کے پیچھے تھے وہ کھڑے ہو گئے اور دوسرے بھی کھڑے تھے۔ سب نے ایک رکعت پڑھی۔ بعض نے بعض کو سلام کیا۔ امام کی دو رکعتیں مکمل ہو گئیں جبکہ لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوئی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ عسفان کے مقام پر تھے جبکہ دشمن ضجنان کے مقام پر تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھی مشرکوں نے آپ ﷺ کو رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھا انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ آپ پر حملہ کر دیں۔ جب عصر کی نماز کا وقت ہوا لوگوں نے آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنائیں۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی اور تمام صحابہ نے بھی تکبیر کہی۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب صحابہ نے بھی رکوع کیا۔ آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو جو صف آپ ﷺ کے پیچھے تھی اس نے بھی سجدہ کیا۔ دوسری صف اپنا اسلحہ لے کر کھڑی رہی جبکہ وہ دشمن کی طرف منہ کیے ہوئے تھی۔ جب نبی کریم ﷺ نے سر اٹھایا تو دوسری صف نے سجدہ کیا۔ جب انہوں نے سر اٹھا لئے۔ حضور ﷺ نے رکوع کیا تو سب صحابہ نے رکوع کیا۔ حضور ﷺ نے سجدہ کیا تو جو صف آپ کے پیچھے تھی اس نے بھی سجدہ کیا اور دوسری صف اپنا اسلحہ لے کر دشمن کے سامنے کھڑی رہی۔ جب حضور ﷺ نے سر اٹھایا تو دوسری صف نے سجدہ کیا۔ مجاہد نے کہا ان کی تکبیر، رکوع اور سلام اکٹھے تھا جبکہ انہوں نے سجدے جماعتوں کی صورت میں کیے۔ مجاہد نے کہا رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ خوف نہ اس سے پہلے اور نہ ہی اس کے بعد پڑھی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ دو دو

1۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 32 (4323)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 214، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 3۔ ایضاً

رکعتیں پڑھیں مگر مغرب کی نماز یہ حضور ﷺ نے تین رکعتیں پڑھائی تھی (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ خوف کا حکم نازل ہونے سے پہلے صحابہ کو ظہر کی نماز پڑھائی۔ مشرکوں نے افسوس کا اظہار کیا کہ انہوں نے مسلمانوں پر کیوں حملہ نہ کیا۔ ایک آدمی نے مشرکوں سے کہا کہ سورج کے غروب ہونے سے پہلے ان کی ایک نماز ہے جو انہیں اپنی جانوں سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ انہوں نے کہا اگر اس کے بعد انہوں نے نماز پڑھی تو ہم ان پر حملہ کر دیں گے۔ تو وہ اس نماز کا انتظار کرنے لگے۔ صلوٰۃ خوف کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں عصر کی نماز صلوٰۃ خوف کی صورت میں پڑھائی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کے ساتھ تھا، ہم نخل کے مقام پر مشرکوں سے ملے۔ دشمن ہمارے اور قبلہ کے درمیان تھا۔ جب ظہر کا وقت ہوا رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی جبکہ ہم سب اکٹھے تھے۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو کافروں نے مشورہ کیا کہ کاش ہم مسلمانوں پر اس وقت حملہ کر دیتے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے ہوتے۔ تو ان میں سے بعض نے کہا ان کی ایک نماز ہے جس کا وہ انتظار کر رہے ہیں جو ابھی آنے والی ہے۔ یہ انہیں اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ جب یہ وہ نماز پڑھیں تو ان پر حملہ کر دینا۔ جبرائیل امین خبر لائے اور بتایا کہ وہ کس طرح نماز پڑھیں۔ جب عصر کا وقت ہوا نبی کریم ﷺ دشمن کی جانب کھڑے ہوئے اور ہم آپ ﷺ کے پیچھے دو صفیں بنا کر کھڑے ہوئے۔ حضور ﷺ نے تکبیر کہی تو ہم سب نے تکبیر کہی پھر اسی کی مثل روایت نقل کی (3)۔

امام بزار نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے صلوٰۃ خوف کے بارے میں روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا انہوں نے اسلحہ اٹھالیا۔ ایک طائفہ آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہوا تھا جبکہ انہوں نے منہ دشمن کی طرف کئے ہوئے تھے ایک طائفہ آیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت پڑھائی پھر یہ لوگ اس طائفہ کی طرف چلے گئے جس نے نماز نہ پڑھی تھی۔ وہ طائفہ آ گیا جس نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز نہیں پڑھی تھی اور آپ ﷺ کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ایک رکعت اور دو سجدے کرائے پھر ان پر سلام پھیرا پھر ان پر سلام پھیرا جب حضور ﷺ سلام پھیر چکے تو جو دشمن کے سامنے وہ اٹھ کھڑے ہوئے، سب نے تکبیر کہی، ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کیے جبکہ حضور ﷺ سلام پھیر چکے تھے۔

امام احمد نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے صلوٰۃ خوف سے پہلے چھ غزوات کیے صلوٰۃ خوف ساتویں سال پڑھی گئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک جماعت اپنا اسلحہ ساتھ رکھتی وہ دشمن کے سامنے رہتی جبکہ دوسری جماعت امام کے پیچھے نماز پڑھتی پھر نماز پڑھنے والا اسلحہ اٹھالیتا

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 215　2۔ مصنف عبدالرزاق، باب صلوٰۃ الخوف، جلد 2، صفحہ 502، بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 300　4۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 348، دار صادر بیروت

اور دشمن کے سامنے چلا جاتا اور دوسرے افراد لوٹ آتے اور امام کے ساتھ ایک رکعت پڑھتے، امام کی دو رکعتیں ہو جاتیں جبکہ لوگوں کی ایک ایک رکعت ہوتی پھر وہ ایک رکعت کی قضا کرتے۔ اس طرح ان کی نماز مکمل ہو جاتی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جب وہ طائفہ سجدہ کر چکے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا پھر وہ سجدہ سے فارغ ہو جائے پس وہ اپنے سجدہ سے فارغ ہونے کے بعد دشمن کے سامنے اس جگہ انتظار کریں جہاں باقی جماعت ہے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں داخل نہیں ہوئی (2)۔

امام بخاری، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت اِنْ كَانَ بِكُمْ اَذًى مِّنْ مَّطَرٍ اَوْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ یہ زخمی تھے (3)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں مقاتل بن حبان کا قول نقل کیا ہے کہ اسلحہ رکھنے اور احتیاط کو ملحوظ خاطر رکھنے کا حکم عَذَابًا مُّهِیْنًا سے مراد ذلت والا عذاب۔ جب تمام صلوٰۃ خوف مکمل کر چکو تو زبان سے اللہ کا ذکر کرو اور جب تمہیں اطمینان ہو جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَاِذَا قَضَیْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ کا ذکر رات و دن، خشکی و تری، سفر و حضر، غنا و فقر، مرض و صحت، خفیہ و ظاہر اور ہر حالت میں کرو (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں یہ خبر پہنچی کہ ایک قوم کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا ہم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے پھر یہ آیت پڑھی، فرمایا اس کا مطلب یہ ہے جب ایک آدمی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَاِذَا اطْمَاْنَنْتُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب تم دار سفر سے دار اقامہ کی طرف نکلو تو نماز کو مکمل کرو (5)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم اپنے شہروں میں مقیم ہو جاؤ تو اپنی نمازوں کو مکمل کرو (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تم امن میں ہو جاؤ تو نماز مکمل کرو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم امن میں ہو جاؤ گے تو نماز مکمل کرو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے جب تم شہروں میں مقیم ہو جاؤ۔ ابن ابی حاتم نے ابو العالیہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تم فروکش ہو جاؤ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 299، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 293　3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 303

4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 304　6۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے جب تمہیں خوف کے بعد اطمینان ہو جائے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تمہیں اطمینان ہو جائے تو نماز پڑھ پھر سوار ہو کر، چلتے ہوئے اور بیٹھ کر نماز نہ پڑھو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ موقوت کا معنی واجب ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی مفروض نقل کیا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کا معنی فرض واجب نقل کیا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا معنی کتاب واجب نقل کیا ہے (6)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نماز کا وقت اسی طرح معین ہے جس طرح حج کا وقت ہے (7)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ موقوت کا معنی منجم ہے یعنی جب ایک وقت گزر جاتا ہے تو دوسرا وقت آ جاتا ہے (8)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، ابن ابی شیبہ، ابو داؤد، امام ترمذی، ابن خزیمہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیت اللہ شریف کے پاس جبرئیل امین نے میری دو دفعہ امامت کرائی، مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب سورج زوال پذیر ہوا جبکہ سایہ ایک تسمہ جتنا تھا، مجھے عصر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر ایک چیز کا سایہ ایک مثل تھا۔ مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جب روزے دار روزہ افطار کرتا ہے، مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب شفق غائب ہوتی ہے، مجھے صبح کی نماز پڑھائی جب کھانا پینا روزے دار پر حرام ہوتا ہے، اگلے روز مجھے ظہر کی نماز پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ ایک مثل تھا، مجھے عصر کی نماز پڑھائی جب ہر شی کا سایہ دو مثل تھا، مجھے مغرب کی نماز پڑھائی جب روزے دار روزہ افطار کرتا ہے، مجھے عشاء کی نماز پڑھائی جب رات کا تیسرا پہر گزر چکا تھا، مجھے فجر کی نماز پڑھائی جب روشنی خوب پھیل چکی تھی۔ پھر جبرئیل امین میری طرف متوجہ ہوئے، کہا اے محمد ﷺ یہ آپ ﷺ سے پہلے انبیاء کا وقت تھا۔ نمازوں کا وقت ان دو وقتوں کے درمیان ہے (9)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نماز کا اول اور آخر وقت ہے (۱)، ظہر کا اول وقت زوال شمس سے ہے اور اس کا آخری وقت جب عصر کا وقت داخل ہوتا ہے، عصر کا اول وقت جب عصر کا وقت داخل ہوتا ہے اور اس کا آخری وقت جب سورج کی روشنی زرد پڑ جائے، مغرب کا اول

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 304، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 305 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306
8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 306 9۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 280 (3220)

(۱) نماز کے اوقات کے بارے میں مختلف احادیث مروی ہیں ائمہ احناف نے روایات میں تطبیق دیتے ہوئے اوقات کو دو قسموں میں تقسیم کیا (باقی اگلے صفحہ)

وقت جب سورج غروب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب شفق غائب ہو جائے، عشاء کا اول وقت جب شفق غائب ہو جائے اور اس کا آخری وقت جب آدھی رات گزر جائے، فجر کا اول وقت جب فجر صادق طلوع ہو اور اس کا آخری وقت جب سورج طلوع ہو(1)۔

وَ لَا تَهِنُوْا فِي ابْتِغَآءِ الْقَوْمِ ؕ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ ۚ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۰۴﴾

"اور نہ کمزوری دکھاؤ (دشمن) قوم کی تلاش میں اگر تمہیں دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی دکھ پہنچتا ہے جیسے تمہیں دکھ پہنچتا ہے اور تم تو امید رکھتے ہو اللہ تعالیٰ سے اس (ثواب) کی جس کی وہ امید نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا بڑا دانا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ لَا تَهِنُوْا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم کمزوری نہ دکھاؤ۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ دشمن قوم کی تلاش میں کمزوری نہ دکھاؤ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تَاْلَمُوْنَ کا معنی تَرْجُوْنَ نقل کیا ہے یعنی تمہیں دکھ پہنچے اور تَرْجُوْنَ کا مفعول خیر مقدر مانا ہے یعنی تم بھلائی کی امید رکھتے ہو(2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دشمن کی تلاش میں کمزوری نہ دکھاؤ اگر تمہیں دکھ پہنچا ہے تو دشمنوں کو بھی دکھ پہنچتا ہے، جس طرح تمہیں دکھ پہنچتا ہے، تم اجر و ثواب کی امید رکھتے ہو جبکہ وہ اجر و ثواب کی امید نہیں رکھتے (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دشمن کی تلاش میں کمزوری نہ دکھاؤ اگر تمہیں زخموں سے دکھ پہنچتا ہے تو انہیں بھی تمہاری طرح دکھ پہنچتا ہے جبکہ تم تو اللہ تعالیٰ سے دنیا میں زندگی، رزق، شہادت اور کامیابی کی امید رکھتے ہو(4)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 281، (3222)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 307، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 307 4۔ ایضاً

(بقایا صفحہ گزشتہ) ہے (۱) مطلق وقت (۲) مستحب وقت۔ نمازوں کے مطلق اوقات یہ ہیں۔ فجر کا وقت۔ فجر صادق کے طلوع ہونے سے لے کر آفتاب کے طلوع ہونے سے تھوڑا پہلے تک۔ ظہر کا وقت۔ سورج کے زوال سے لے کر مثل ثانی کے ختم ہونے تک۔ عصر کا وقت مثل ثانی کے ختم ہونے سے لے کر غروب آفتاب تک مغرب کا وقت۔ سورج کے غروب ہونے سے لے کر شفق کے غائب ہونے تک ہے عشاء کا وقت۔ شفق کے غائب ہونے سے لے کر فجر صادق کے طلوع ہونے تک ہے۔ ائمہ احناف میں دو اوقات میں باہم اختلاف ہے صاحبین کے نزدیک ظہر کا وقت مثل اول کے گزر جانے کے بعد ختم ہو جاتا ہے اسی طرح مغرب کا وقت سرخی کے ختم ہونے پر ختم ہو جاتا ہے جب کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک ظہر کا وقت مثل ثانی کے ختم ہونے پر ختم ہوتا ہے اور مغرب کا وقت سرخی کے بعد جب سفیدی ختم ہوتی ہے اس وقت ختم ہوتا ہے مستحب اوقات نماز فجر کا مستحب وقت جب صبح خوب روشن ہو جائے۔ ظہر کو سردیوں میں جلدی اور گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے پڑھنا مستحب ہے۔ عصر کا وقت سورج کی روشنی زرد ہونے سے پہلے تک مؤخر کرنا مستحب ہے۔ مغرب کو جلدی پڑھنا مستحب ہے اور عشاء کی نماز ایک تہائی تک مؤخر کرنا مستحب ہے بارش اور سخت تاریک رات میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ (مترجم)

إِنَّآ أَنزَلْنَآ إِلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ بِٱلْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ ٱلنَّاسِ بِمَآ أَرَىٰكَ ٱللَّهُ ۚ
وَلَا تَكُن لِّلْخَآئِنِينَ خَصِيمًا ﴿١٠٥﴾ وَٱسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ ۖ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ
غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١٠٦﴾ وَلَا تُجَٰدِلْ عَنِ ٱلَّذِينَ يَخْتَانُونَ أَنفُسَهُمْ ۚ
إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُحِبُّ مَن كَانَ خَوَّانًا أَثِيمًا ﴿١٠٧﴾ يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱلنَّاسِ وَلَا
يَسْتَخْفُونَ مِنَ ٱللَّهِ وَهُوَ مَعَهُمْ إِذْ يُبَيِّتُونَ مَا لَا يَرْضَىٰ مِنَ ٱلْقَوْلِ ۚ
وَكَانَ ٱللَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطًا ﴿١٠٨﴾ هَٰٓأَنتُمْ هَٰٓؤُلَآءِ جَٰدَلْتُمْ عَنْهُمْ فِى
ٱلْحَيَوٰةِ ٱلدُّنْيَا فَمَن يُجَٰدِلُ ٱللَّهَ عَنْهُمْ يَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ أَم مَّن يَكُونُ
عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ﴿١٠٩﴾ وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُۥ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ ٱللَّهَ
يَجِدِ ٱللَّهَ غَفُورًا رَّحِيمًا ﴿١١٠﴾ وَمَن يَكْسِبْ إِثْمًا فَإِنَّمَا يَكْسِبُهُۥ عَلَىٰ
نَفْسِهِۦ ۚ وَكَانَ ٱللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ﴿١١١﴾ وَمَن يَكْسِبْ خَطِيٓـَٔةً أَوْ إِثْمًا
ثُمَّ يَرْمِ بِهِۦ بَرِيٓـًٔا فَقَدِ ٱحْتَمَلَ بُهْتَٰنًا وَإِثْمًا مُّبِينًا ﴿١١٢﴾ وَلَوْلَا فَضْلُ ٱللَّهِ
عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهُۥ لَهَمَّت طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ أَن يُضِلُّوكَ ۖ وَمَا يُضِلُّونَ
إِلَّآ أَنفُسَهُمْ ۖ وَمَا يَضُرُّونَكَ مِن شَىْءٍ ۚ وَأَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَيْكَ ٱلْكِتَٰبَ وَ
ٱلْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُن تَعْلَمُ ۚ وَكَانَ فَضْلُ ٱللَّهِ عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴿١١٣﴾

”بے شک ہم نے نازل کی ہے آپ کی طرف یہ کتاب حق کے ساتھ تا کہ فیصلہ کریں آپ لوگوں میں اس کے مطابق جو دکھادیا آپ کو اللہ تعالیٰ نے اور نہ بنیے بددیانت لوگوں کی طرف سے جھگڑنے والے اور مغفرت طلب کیجئے اللہ سے بے شک اللہ تعالیٰ غفور ورحیم ہے۔ اور مت جھگڑیں آپ ان کی طرف سے جو خیانت کرتے ہیں اپنے آپ سے بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا اسے جو بڑا بددیانت (اور) بدکار ہے۔ وہ چھپا سکتے ہیں (اپنے ارادے) لوگوں سے لیکن نہیں چھپا سکتے اللہ تعالیٰ سے اور وہ تو (اس وقت بھی) ان کے ساتھ ہوتا ہے جب راتوں کو مشورہ کرتے ہیں ایسی باتوں کا جو پسند نہیں اللہ تعالیٰ کو اور اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کرتے ہیں اسے گھیرے ہوئے ہے سنتے ہو! تم وہ لوگ ہو کہ جھگڑتے ہو ان کی طرف سے دنیا کی زندگی میں پس کون جھگڑے گا

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی طرف سے قیامت کے دن یا کون ہوگا (اس روز) ان کا وکیل؟ اور جو شخص کر بیٹھے برا کام یا ظلم کرے اپنے آپ پر پھر مغفرت مانگے اللہ تعالیٰ سے تو پائے گا اللہ تعالیٰ کو بڑا بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا اور جو کمائے گناہ کو تو وہ کماتا ہے اسے اپنے لئے اور اللہ تعالیٰ علیم (و) حکیم ہے۔ اور جو شخص کمائے کوئی خطایا گناہ پھر تہمت لگائے اس سے کسی بے گناہ کو تو اس نے اٹھالیا (بوجھ) بہتان کا اور کھلے گناہ کا۔ اور اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل آپ پر اور اس کی رحمت تو تہیہ کرلیا تھا ایک گروہ نے ان سے کہ غلطی میں ڈال دیں آپ کو اور نہیں غلطی میں ڈال رہے مگر اپنے آپ کو اور نہیں ضرر پہنچا سکتے آپ کو کچھ بھی اور اتاری ہے اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت اور سکھا دیا آپ کو جو کچھ بھی آپ نہیں جانتے تھے اور اللہ تعالیٰ کا آپ پر فضل عظیم ہے''۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور حاکم نے حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہا ہمارے خاندان کے لوگ تھے جنہیں بنو ابیرق کہا جاتا، وہ بشر، بشیر اور مبشر تھے۔ بشیر منافق آدمی تھا، وہ اشعار کہتا جن میں صحابہ کی ہجو بیان کرتا پھر ان اشعار کو دوسرے لوگوں کی طرف منسوب کر دیتا اور کہتا فلاں نے یوں یوں کہا ہے، فلاں نے یوں یوں کہا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وہ اشعار سنتے تو وہ کہتے اللہ کی قسم یہ اشعار یہی خبیث کہتا ہے۔ تو اس نے کہا جب بھی لوگ کوئی قصیدہ (شعر) کہیں تو کہہ دیں ابن ابیرق نے کہا ہے۔

یہ لوگ دور جاہلیت اور دور اسلام میں تنگ دست ہی رہے۔ مدینہ طیبہ میں لوگوں کا کھانا کھجور اور جو ہوا کرتا۔ جب کوئی آدمی خوشحال ہوتا اور ملک شام سے رزمک علاقہ کا کوئی تجارتی قافلہ آتا تو وہ اس سے سامان لے لیتا اور اپنے لئے مخصوص کر لیتا لیکن زیر کفالت افراد کا کھانا جو ہی ہوتے۔ شام سے تجارتی قافلہ آ گیا۔ میرے چچا رفاعہ بن زید نے ایک پورے اونٹ کا سامان خرید لیا اور اپنی بیٹھک میں رکھ لیا۔ اس کمرہ میں ان کا اسلحہ یعنی دو زرہیں، دو تلواریں اور ان کا متعلقہ سامان تھا۔ رات کے وقت کسی چور نے چوری کی۔ اس کمرہ میں نقب لگائی کھانا اور اسلحہ چوری کر لیا۔ جب صبح ہوئی تو میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا۔ اس نے کہا اے بھتیجے کیا تم جانتے ہو اس رات ہمارے گھر چوری ہوگئی ہے، ہمارے اس کمرے میں نقب لگائی گئی ہے اور ہمارا کھانا اور اسلحہ چرا لیا گیا ہے؟ ہم نے گھر میں تلاشی وغیرہ کی اور اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھا۔ ہمیں بتایا گیا کہ ہم نے رات کے وقت دیکھا کہ بنو ابیرق نے آگ جلائی تھی۔ ہمارا خیال ہے کہ وہ تمہارا ہی کھانا ہوگا۔ بنو ابیرق نے کہا ہم نے چھان بین کی ہے۔ تمہارا چور تمہارا اپنا ساتھی لبید بن سہل ہے جو ہمارے خاندان سے تعلق رکھتا تھا۔ وہ بڑا صالح اور پکا مسلمان تھا۔ جب لبید نے یہ بات سنی تو اس نے تلوار سونت لی اور بنو ابیرق کے پاس آیا فرمایا میں چوری کروں گا، اللہ کی قسم یہ تلوار تم میں پیوست ہوگی یا تم اس چوری کے بارے میں بتاؤ گے۔ انہوں نے کہا اے شخص ہمیں کچھ نہ کہو، اللہ کی قسم تم تو چور نہیں ہو۔ ہم نے گھر میں چھان بین کی ہے، ہمیں ذرا بھی شک نہیں، چور گھر والے خود ہیں۔ میرے چچا نے مجھے کہا اے میرے بھتیجے کاش تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاتا اور اس کا ذکر رسول اللہ سے کرتا۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے گھر کے لوگوں نے ہمارے اوپر زیادتی کی ہے، وہ میرے چچا رفاعہ بن زید کے گھر گئے۔ ان کے کمرہ میں نقب لگائی، اس کا اسلحہ اور کھانا لے گئے، ہمارا اسلحہ ہی ہمیں واپس کر دیں۔ جہاں تک کھانے کا تعلق ہے اس کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس بارے میں غور و فکر کروں گا۔ جب بنو ابیرق نے اس بارے میں سنا تو وہ اپنے ایک آدمی کے پاس آئے جسے اسیر بن عروہ کہتے اس بارے میں انہوں نے آپس میں بات چیت کی۔ ان کے خاندان کے لوگ جمع ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ اور ان کے چچا ہمارے خاندان کے لوگوں کے پاس آئے جو مسلمان اور نیک لوگ ہیں، وہ ان پر بغیر گواہی اور دلیل کے چوری کے الزام لگاتے ہیں۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے اس بارے میں گفتگو کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو ایسے خاندان کے پاس گیا ہے جن کے مسلمان اور نیک ہونے کا ذکر کیا جاتا ہے اور تو بغیر دلیل اور ثبوت کے ان پر چوری کا الزام لگاتا ہے؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں واپس لوٹ آیا اور یہ پسند کیا کہ میں اپنا بعض مال نکالوں (اور چچا کو دے دوں) مگر رسول اللہ ﷺ سے اس مال کے بارے میں بات چیت نہ کی۔ میرا چچا رفاعہ میرے پاس آیا، اس نے پوچھا اے بھتیجے تو نے کیا کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے مجھے جو فرمایا تھا میں نے چچا کو بتایا تو چچا نے کہا اللہ ہی ہماری دست گیری فرمانے والا ہے، ہم اس طرح تھے کہ یہ آیات نازل ہوئیں۔ خائنین سے مراد بنو ابیرق ہیں اور آپ ﷺ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے جو فرمایا اس پر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں۔ گمراہ کرنے والے گروہ سے مراد اسیر بن عروہ اور اس کے ساتھی ہیں۔

جب قرآن کی آیات نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں اسلحہ پیش کیا گیا تو حضور ﷺ نے اسلحہ رفاعہ کو واپس کر دیا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں اسلحہ اپنے چچا کے پاس لایا، وہ بوڑھا شخص تھا جبکہ دور جاہلیت قریب ہی گزرا تھا۔ میری رائے تھی کہ ابھی اس کا اسلام مغلوب ہوگا۔ جب میں اس کے پاس اسلحہ لایا تو انہوں نے کہا اے بھتیجے یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے، میں پہچان گیا کہ اس کا اسلام راسخ ہے۔ جب قرآن حکیم نازل ہوا تو بشیر مشرکوں کے پاس چلا گیا اور سلافہ بنت سعد کے پاس جا کر ٹھہرا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نمبر 115 نازل فرمائی۔ جب وہ سلافہ کے پاس ٹھہرا تو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں چند اشعار کہے۔ تو سلافہ نے اس کا سامان لیا اپنے سر پر رکھا پھر نکلا اور ابطح میں جا پھینکا پھر کہا تو نے مجھے حسان کے شعر تحفہ کے طور پر دیے ہیں تو میں تجھے یہی بھلائی دے سکتا تھا (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت محمود بن لبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بشیر بن حارث نے رفاعہ بن زید جو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بن عمان ظفری کے چچا تھے کہ بالا خانہ میں چوری کی، اس کی پشت کی جانب سے نقب لگائی، وہاں سے کھانا اور دو زرہیں متعلقہ سامان کے ساتھ اٹھالیں۔ حضرت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بارے میں عرض کی۔ حضور ﷺ نے بشیر کو بلایا اور اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے اس سے انکار کیا اور لبید بن سہل پر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 310، دار احیاء التراث العربی بیروت

تہمت لگائی جو حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کے خاندان کا حسب ونسب والا آدمی تھا۔ قرآن حکیم بشیر کی تکذیب اور لبید بن سہل کی برأت میں نازل ہوا آیت میں بَرِیْٓــًٔا سے مراد لبید بن سہل ہے جس پر بنو ابیرق نے چوری کا الزام لگایا تھا۔

جب قرآن حکیم بشیر کے بارے میں نازل ہوا اور اس کی چوری کے بارے میں اطلاع ہوگئی تو وہ مرتد کافر ہو کر مکہ مکرمہ بھاگ گیا اور سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس جا کر اترا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں باتیں کرنے لگا۔ قرآن حکیم اس کے بارے میں نازل ہوا۔ حضرت حسان بن ثابت نے اس کی ہجو کی یہاں تک کہ وہ لوٹ آیا یہ واقعہ ہجرت کے چوتھے سال ربیع کے مہینے میں ہوا۔

امام ابن سعد نے ایک اور سند سے حضرت محمود بن لبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسیر بن عروہ بڑی فصیح و بلیغ گفتگو کرنے والا باتونی آدمی تھا حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ بن نعمان نے بنی ابیرق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جو گفتگو کی تھی اس کے بارے میں سنا۔ جب حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا کے بالا خانہ میں نقب اس کا کھانا اور دو زرہیں اٹھا لینے کے بارے میں ذکر کیا گیا تھا۔ اسیر بن عروہ اپنی قوم کی جماعت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا، عرض کی کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اور اس کے چچا نے ہمارے خاندان کے نیک، شریف اور صالح لوگوں پر تہمت لگائی ہے۔ ان کے بارے غلط باتیں کر رہے ہیں اور ایسی باتیں کر رہے ہیں جو بغیر ثبوت اور دلیل کے نہیں کرنی چاہئیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ان کے بارے میں جو چاہا کہا پھر واپس چلا گیا۔ اس کے بعد حضرت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اس معاملہ میں گزارش کریں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ سختی سے پیش آئے، فرمایا تو نے کتنی بری حرکت کی، برے عمل کے لئے کوشاں رہے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اٹھے اور وہ کہتے میں نے پسند کیا کہ میں اپنے گھر والوں اور اپنے مال کو چھوڑ دوں اور ان کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی گفتگو نہ کروں اور میں اس کی طرف رجوع کرنے والا بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنے نبی پر قرآن حکیم نازل فرمایا۔ آیت میں خیانت کرنے والوں سے مراد اسیر بن عروہ اور اس کے ساتھی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی اس کی لوہے کی ایک زرہ تھی جو اس نے چوری کی تھی۔ مومنوں میں سے اس کے ساتھیوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی اپنی زبان سے لوگوں کے درمیان اس کی صفائی دے دیں اور انہوں نے زرہ کے بارے میں الزام ایک یہودی پر لگایا جو اس معاملہ میں بری تھا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ یہ آیات طعمہ بن ابیرق کے حق میں نازل ہوئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی صفائی دینے کا ارادہ فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ نے طعمہ بن ابیرق کی حالت کو بیان کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو نصیحت کی اور اس امر سے ڈرایا کہ آپ خیانت کرنے والوں کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 310، دار احیاء التراث العربی بیروت

حمایتی بنیں۔ طعمہ بن ابیرق انصاری تھا اور بنی ظفر سے تعلق رکھتا تھا۔ اس نے اپنے چچا کی زرہ چوری کر لی تھی جوان کے پاس امانت تھی پھر اسے یہودی کے پاس لے آیا۔ اس یہودی کا ان کے پاس آنا جانا تھا جسے زید بن سمین کہتے۔ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خبر دینے کے لئے آیا جو طعمہ کی قوم بنوظفر نے اسے دیکھا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ اپنے ساتھی کی صفائی دیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا عذر قبول کرنے کا ارادہ کر لیا تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں حکم نازل فرمایا جو نازل فرمایا۔ طعمہ نے ایک برے آدمی پر تہمت لگائی تھی۔ جب اللہ تعالیٰ نے طعمہ کی حالت کو بیان کر دیا تو وہ منافق ہو گیا اور مشرکوں کے پاس چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں آیت نمبر 114 نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصار کی ایک جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ میں شرکت کی، کسی کی زرہ چوری ہو گئی۔ ایک انصاری کے بارے میں شک کیا گیا۔ زرہ کا مالک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی طعمہ بن ابیرق نے میری زرہ چوری کی ہے۔ جب چور نے یہ دیکھا تو اس نے زرہ اٹھائی اور ایک بری آدمی کے گھر میں پھینک دی اور اپنے خاندان کے لوگوں سے کہا میں نے زرہ چھپائی تھی، اب میں نے اسے فلاں کے گھر پھینک دیا ہے، وہ وہاں سے مل سکتی ہے۔ وہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی اے اللہ کے نبی ہمارا ساتھی اس جرم سے بری ہے، زرہ کا چور فلاں ہے۔ ہم نے پوری تحقیق کر لی ہے۔ تمام لوگوں کے سامنے ہمارے ساتھی کی صفائی دیں اور اس کی طرف سے دوسرے فریق سے بات کریں۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اسے نہ بچائے تو یہ ہلاک ہو جائے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور لوگوں کے سامنے اس کی صفائی پیش کی اور برأت کر دی تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو وَكِيلًا تک نازل فرمایا ان لوگوں کے بارے میں جو لوگوں سے چھپ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تا کہ خائنوں کی طرف سے جھگڑا کریں اور وَمَنْ يَكْسِبْ خَطِيئَةً سے چور اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل فرمائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوہے کی ایک زرہ چوری کی اور اسے یہودی کے پاس چھوڑ آیا۔ یہودی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نے اسے چوری نہیں کیا بلکہ میرے گھر میں پھینکی گئی ہے۔ جس آدمی نے زرہ چوری کی تھی اس کے پڑوسی اس چور کی برأت کرتے اور یہودی پر الزام دیتے اور کہتے یا رسول اللہ یہ یہودی خبیث کافر ہے، یہ اللہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آنے والی وحی کا بھی انکار کرتا ہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف مائل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر عتاب کیا اور فرمایا اس یہودی سے جو کچھ آپ نے کہا ہے اس پر اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کیجئے۔ آیت کے اگلے حصہ میں چور کے پڑوسی سے خطاب فرمایا اور توبہ ان پر پیش کی جس نے چوری کی تھی اس نے توبہ کرنے سے انکار کیا اور مشرکوں کے پاس مکہ مکرمہ چلا گیا۔ وہاں چوری کرنے کے لئے گھر میں نقب لگائی اللہ تعالیٰ نے اس پر دیوار گرا دی اور اسے قتل کر دیا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 312، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 313

امام ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایک آدمی نے ایک لوہے کی زرہ چوری کی۔ جب اسے خوف ہوا کہ زرہ اس کے پاس تلاش کر لی جائے گی تو اس نے زرہ اپنے پڑوسی کے گھر میں پھینک دی جو یہودی تھا اور کہا تم گمان کرتے ہو کہ زرہ میں نے چوری کی ہے جبکہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ زرہ تو یہودی کے پاس ہے۔ مسئلہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اور اس کے ساتھی اس کی صفائی پیش کرنے کے لئے آئے۔ جب اس مسلمان کے خلاف کوئی گواہی نہ تھی تو حضور ﷺ اس کی برأت قبول کرنے والے ہی تھے جبکہ لوگوں نے زرہ یہودی کے پاس پائی۔ اللہ تعالیٰ نے عدل کو پسند کیا اور اپنے نبی کریم ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجرم پر توبہ پیش کی۔ اگر وہ اسے قبول کرلے۔ آیت میں بَرِیْٓـًٔا سے مراد یہودی ہے، یہودی بری کر دیا گیا اور زرہ چوری کرنے والے کا پتہ چل گیا۔ اس نے کہا اب میں مسلمانوں میں ذلیل ورسوا ہو گیا ہوں۔ لوگوں کو پتہ چل گیا ہے کہ میں نے ہی زرہ چوری کی ہے۔ اب اس شہر میں میرا رہنا ممکن نہیں۔ وہاں سے نکل پڑا اور مشرکوں کے پاس چلا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر 114 کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت طعمہ بن ابیرق کے بارے میں نازل ہوئی۔ ایک یہودی نے اس کے پاس زرہ امانت کے طور پر رکھی۔ وہ اسے اپنے گھر لے گیا۔ یہودی نے زرہ کے لئے گڑھا کھودا اور زرہ اس میں دفن کر دی۔ بعد میں طعمہ وہاں گیا گڑھا کھودا اور اس سے زرہ نکال لی۔ جب یہودی آیا تا کہ اپنی زرہ دیکھے تو زرہ نہ ملی۔ وہ اپنے قبیلہ کے یہودیوں کے پاس گیا اور کہا میرے ساتھ چلو کیونکہ جہاں زرہ ہے میں اسے جانتا ہوں۔ جب طعمہ کو اس بارے میں علم ہوا تو اس نے زرہ لی اور ابوملیک انصاری کے گھر پھینک دی۔ جب یہودی زرہ تلاش کرنے کے لئے آئے اور ابوملیک کے گھر جھانکے تو زرہ وہاں پڑی تھی طعمہ نے کہا زرہ تو ابوملیک نے اٹھائی تھی۔ انصار نے طعمہ کی طرف داری کی۔ طعمہ نے کہا میرے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں چلو اور آپ ﷺ سے عرض کرو۔ مجھ سے اس شرمندگی کو دور کریں اور یہودی کو جھٹلائیں۔ اگر میں جھٹلایا گیا تو یہودی تمام اہل مدینہ کو جھٹلائیں گے۔ چند انصاری آئے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طعمہ کی حمایت کریں اور یہودی کو جھٹلائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ارادہ کیا ہی تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل فرما کر طعمہ کو مدینہ طیبہ میں ذلیل ورسوا کر دیا تو وہ مدینہ سے بھاگ گیا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ آ گیا اور مرتد ہو گیا۔ حجاج بن علاط سلمی کے پاس ٹھہرا۔ حجاج کے گھر میں نقب لگائی اور چوری کا ارادہ کیا۔ حجاج نے گھر میں کھٹ کھٹ اور چمڑوں کے ٹکرانے کی آواز سنی جو چمڑے اس کے گھر میں موجود تھے۔ حجاج نے کیا دیکھا کہ وہ طعمہ ہے۔ حجاج نے کہا میرے مہمان اور میرے چچازاد بھائی کیا تو نے میرے ہاں چوری کا ارادہ کیا ہے اور اسے گھر سے نکال دیا تو طعمہ بنی سلیم کے علاقہ میں کافر کی حیثیت سے مرگیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے آیت نمبر 115 نازل فرمائی (1)۔

امام سنید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے ایک انصاری نے طعمہ کو بیٹھک حوالے کی جس میں ایک زرہ تھی، وہ زرہ غائب ہو گئی۔ جب انصاری آیا، اس نے وہ بیٹھک کھولی تو اس میں زرہ نہ پائی۔ طعمہ بن ابیرق

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 313، دار احیاء التراث العربی بیروت

سے اس بارے میں پوچھا طعمہ نے اس بارے میں ایک یہودی پر الزام لگایا جسے زید بن سمین کہتے۔ زرہ کے مالک نے زرہ کے بدلے میں طعمہ کو پکڑ لیا۔ جب طعمہ کی قوم نے یہ دیکھا وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ سے گفتگو کی تاکہ طعمہ سے اس الزام کو دور کریں۔ حضور ﷺ نے اس بارے میں ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا۔ خیانت کرنے والوں سے مراد طعمہ اور اس کی قوم ہے، وکیل سے مراد حضور ﷺ اور ان کی قوم ہے، بَرِیۡٓـًٔا سے مراد زید بن سمین ہے۔ بہتان لگانے والے سے مراد طعمہ بن ابیرق ہے۔ علیک میں کاف ضمیر سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے، طائفہ سے مراد طعمہ کی قوم ہے، کثیر سے مراد عام لوگ ہیں۔

جب طعمہ بن ابیرق کے حق میں قرآن حکیم نازل ہوا تو وہ قریش کے پاس چلا گیا اور مرتد ہو گیا پھر حجاج بن علاط سلمی کی بیٹھک میں چوری کا ارادہ کیا اس میں نقب لگائی تو اس پر ایک پتھر آ گرا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں نے اسے مکہ مکرمہ سے نکال دیا۔ وہ وہاں سے نکلا تو قضاعہ کے ایک قافلہ کو ملا۔ ان کے سامنے اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا مسافر ہوں اور ساتھیوں سے بچھڑ گیا ہوں۔ انہوں نے اسے ساتھ ملا لیا۔ جب رات تاریک ہوئی تو ان پر زیادتی کی، ان کی چوری کی پھر وہاں سے چلا گیا۔ لوگ اس کی تلاش میں نکلے اور اسے پکڑ لیا۔ اسے پتھر مارے یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ یہ تمام آیات اسی کے بارے میں نازل ہوئیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی، اس نے ایک زرہ کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھی تو اس نے واپس کرنے سے انکار کر دیا۔ صحابہ کرام سے کچھ لوگ اس کے پیچھے ہو لئے۔ اس آدمی کے حق میں اس کی قوم کے افراد غضبناک ہو گئے اور حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی ان لوگوں نے ہمارے ساتھی کو خائن قرار دیا ہے جبکہ وہ امین اور مسلمان ہے، اے اللہ کے نبی اس کی صفائی بیان کریں اور اس سے اس الزام کو دور فرمائیں۔ حضور ﷺ کھڑے ہو گئے اس کی صفائی بیان فرمائی اور اس سے جھوٹ کو دور کر دیا۔ حضور ﷺ یہ خیال کر رہے تھے کہ وہ بری ہے اور اس پر جھوٹا الزام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر کو آپ ﷺ پر نازل فرمایا۔ جب قرآن حکیم میں اس آدمی کی خیانت بیان ہوگئی تو وہ مکہ مکرمہ میں مشرکوں کے پاس چلا گیا اور اسلام سے مرتد ہو گیا۔ تو اس بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جسے طعمہ بن ابیرق کہتے۔ اس نے حضور ﷺ کی زندگی میں ایک زرہ چوری کی۔ مسئلہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو طعمہ نے زرہ ایک آدمی کے گھر پھینک دی پھر اپنے ساتھیوں سے کہا جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس میری صفائی پیش کرو کیونکہ زرہ تو فلاں کے گھر سے ملی ہے۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس صفائی پیش کرنے کے لئے حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 314، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 315

کہ ایک انصاری نے اپنے چچا کی زرہ چوری کرلی، اس کا الزام یہودی پر لگادیا جوان کے پاس آتا جاتا رہتا تھا۔ اس کی قوم نے اس کی حمایت کی، گویا حضور ﷺ نے اس کی برأت کی پھر وہ مشرکوں کے علاقوں میں چلا گیا تو اس بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رائے سے بچو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ فرمایا ہے بمارایت نہیں فرمایا۔

امام ابن منذر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا بِمَآ اَرٰىكَ اللّٰهُ تو آپ نے فرمایا رک جا کیونکہ یہ الفاظ حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہیں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بِمَآ اَرٰىكَ سے مراد اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو اپنی کتاب میں دکھایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک رحمہ اللہ کے واسطہ حضرت ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک نازل فرمایا اور اس میں سنت کے لئے جگہ رکھی۔ رسول اللہ ﷺ نے سنت قائم فرمائی اور رائے کے لئے جگہ رکھی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو فیصلہ لوگوں کے درمیان کیا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں: جو قرآن وسنت کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے وہ واجب اور صحیح ہے، وہ فیصلہ جسے ظالم اپنے اجتہاد سے کرتا ہے جس کی پہلے مثال نہیں ہوتی، امید ہے وہ درست ہو، تیرا فیصلہ وہ ہے جو جاہل کی طرف سے تکلف ہے اس کے غلط ہونے کا زیادہ امکان ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اللّٰهُ کا یہ معنی کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے بیان فرمایا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مطر رحمہ اللہ سے اس کا معنی دلائل اور شواہد نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف اور مرفوع روایت نقل کی ہے جو آدمی لوگوں کے سامنے ایسی نماز پڑھے جو اکیلے نہیں پڑھتا تو یہ استہانت ہے جس کے ساتھ وہ اللہ تعالیٰ کی توہین کرتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کیے ہیں اور یہ الفاظ زائد نقل کی ہے کہ وہ اس سے حیا نہیں کرتا کہ لوگ اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر ہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اِذْ يُبَيِّتُوْنَ کا معنی اذیولفون کیا ہے یعنی وہ ناپسندیدہ مشورہ کرتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 316، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 317

کہ وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو اپنے حلم، کرم، رحمت کی وسعت اور مغفرت سے آگاہ کیا۔ جو آدمی چھوٹا یا بڑا گناہ کرے پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش کا طالب ہو وہ اللہ تعالیٰ کو غفور و رحیم پائے گا اگرچہ اس کا گناہ آسمانوں، زمینوں اور پہاڑوں سے بڑھ کر ہو(1)۔

امام ابن جریر، عبد بن حمید، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل میں سے جب کوئی گناہ کرتا تو صبح اس کے دروازے پر اس کا کفارہ لکھا ہوتا۔ جب پیشاب کپڑے پر لگ جاتا تو قینچی سے اس حصہ کو کاٹ دیتے۔ ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو بڑی بھلائی عطا فرمائی ہے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو عطا فرمایا ہے وہ اس سے بہتر ہے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پانی کو پاکیزگی عطا فرمانے والا بنا دیا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے سورۂ نساء کی یہ دو آیتیں تلاوت کیں پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کی اسے بخش دیا جاتا ہے وہ دو آیات یہ ہیں:۔

وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (نساء) وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ (النساء:64)

امام ابن جریر نے حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضرت عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے پاس آئی، ایک ایسی عورت کے بارے میں سوال کیا جس نے بدکاری کی اور وہ حاملہ ہوگئی۔ جب اس نے بچہ جنا تو اسے قتل کر دیا تو آپ نے اسے جواب دیا اس کے لئے جہنم ہے۔ وہ روتی ہوئی چلی گئی۔ حضرت عبد اللہ نے اسے دوبارہ بلایا، میں تیرے معاملہ کو دو صورتوں میں سے ایک میں دیکھتا ہوں پھر یہ آیت وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا تلاوت کی۔ اس نے اپنی آنکھ صاف کی اور چلی گئی(3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی گناہ کرے پھر وہ کھڑا ہو وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر کھڑا ہو نماز پڑھے اور اپنے گناہوں پر بخشش کا طالب ہو اب اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا ہے وہ اسے بخش دے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا (114)

امام ابو یعلی، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما تھے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی کام تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے لئے اٹھے پھر واپسی کا ارادہ بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جوتے اور دوسرا سامان مسجد میں ہی چھوڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے، جوتے چھوڑے۔ میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 319، دار احیاء التراث العربی بیروت	2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 318	3۔ ایضاً

نے پانی کا چھاگل لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑا چلے پھر لوٹ آئے اور قضائے حاجت نہ کی، فرمایا ابھی میرے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا پھر یہ آیت تلاوت کی۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ اپنے صحابہ کو بشارت دوں۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا پہلے نازل ہونے والی ایک آیت لوگوں پر بڑی شاق تھی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ (النساء: 123) میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ وہ بدکاری کرے، اگرچہ وہ چوری کرے پھر اپنے رب سے مغفرت کا طالب ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا؟ فرمایا ہاں، میں نے دوبارہ عرض کی۔ فرمایا ہاں، میں نے تیسری بار عرض کی۔ فرمایا ہاں اگرچہ عویمر کی ناک خاک آلود ہو۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن سیرین سے قول نقل کیا ہے کہ بَرِيْٓئًا سے مراد یہودی ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کے بیان کی تعلیم دے دی، حلال وحرام کو بیان فرمایا تا کہ اس کے ذریعے مخلوق پر حجت قائم کرے۔

حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خیر وشر کا علم عطا فرمایا۔ واللہ اعلم۔

لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

"نہیں کوئی بھلائی ان کی اکثر سرگوشیوں میں بجز ان لوگوں کے جو حکم دیں صدقہ دینے کا یا نیک کام کا یا صلح کرانے کا لوگوں میں اور جو شخص کرے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضامندیاں حاصل کرنے کے لئے تو ہم عطا فرمائیں گے اسے اجر عظیم"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مسئلہ میں رازدارانہ بات کرے تو اس سے رازدارانہ بات کریں اور جو اس کے علاوہ رازدارانہ بات کرے تو اس سے رازدارانہ بات نہ کریں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ معروف سے مراد قرض ہے۔

امام ترمذی، ابن ماجہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، ابن ابی الدنیا نے الصمت میں، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت محمد بن عبداللہ بن یزید بن خنیش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے تا کہ آپ کی عیادت کریں جبکہ ہمارے ساتھ سعید بن حسان مخزومی رحمہ اللہ بھی تھے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا ہمیں وہ حدیث سناؤ جو تو نے مجھے ام صالح سے روایت کی تھی۔ تو سعید نے کہا مجھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 320، دار احیاء التراث العربی بیروت

حضرت ام صالح بنت صالح رحمہما اللہ نے حضرت صفیہ بنت شیبہ رحمہ اللہ سے اس نے حضرت ام حبیبہ زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا انسان کا تمام کلام اس کے لئے وبال جان ہے۔ اس کے حق میں فائدہ مند نہیں مگر نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ محمد بن یزید نے کہا یہ حدیث تو بہت سخت ہے۔ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ نے پوچھا اس حدیث کی شدت کیا ہے؟ اسے ایک عورت نے ایک عورت سے بیان کیا ہے یہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں ہے جس کے ساتھ تمہارے نبی کو بھیجا گیا ہے۔ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو نہیں سنا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یہ بعینہ وہ ہے، کیا تم نے اللہ تعالیٰ کو ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا یَوْمَ یَقُوْمُ الرُّوْحُ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ صَفًّا ۙۖ لَّا یَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَ قَالَ صَوَابًا (النباء: 38) یہ بھی بعینہ وہ ہے کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا وَ الْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ تَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ۬ وَ تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ (سورہ العصر) یہ بھی تو بعینہ وہ ہے۔

امام مسلم اور بیہقی نے حضرت ابن شریح خزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے (1)۔

امام بخاری اور بیہقی نے حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی اپنے دونوں جبڑوں اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز کی ضمانت دے میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (2)۔

امام بخاری ادب میں اور بیہقی حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے زیادہ جو چیزیں لوگوں کو جہنم میں داخل کریں گی وہ دو جوف ہیں ایک منہ اور دوسری شرم گاہ (3)۔

امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت سفیان بن عبد اللہ ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اس نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے حکم ارشاد فرمایئے تا کہ حالت اسلام میں اسے مضبوطی سے پکڑے رکھوں۔ فرمایا قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ۔ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ کہہ پھر اس پر ڈٹ جا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس چیز کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے بارے میں خوف کرتے ہیں وہ کیا ہے؟ فرمایا یہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان کی ایک طرف پکڑ لی (4)۔

امام بیہقی نے ابو عمرو شیبانی سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اس گھر والے یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کون سا عمل سب سے فضیلت والا ہے؟ فرمایا وقت پر نماز ادا کرنا۔ میں نے عرض کی پھر کون سا عمل ہے فرمایا والدین کے ساتھ حسن سلوک میں نے عرض کی پھر کون سا عمل افضل ہے فرمایا لوگ تیری زبان سے محفوظ رہیں پھر میں خاموش ہو گیا اگر میں مزید بات کرتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مزید کرم فرماتے (5)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 235 (4912) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 235 (4913) 3۔ ایضاً (4914)

4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 328 (3972)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 238 (4925)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی نجات کیا ہے؟ فرمایا اپنی زبان قابو میں رکھو، تیرا گھر تجھے اپنی آغوش میں رکھے اور اپنی غلطی پر رو(1)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن ابی الدنیا نے الصمت میں اور بیہقی نے اسود بن ابی احرم محاربی سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا کیا تو اپنی زبان کا مالک ہے؟ میں نے عرض کی اگر میں اپنی زبان کا مالک نہیں تو میں کس چیز کا مالک ہوں؟ فرمایا کیا تو اپنے ہاتھ کا مالک ہے؟ میں نے عرض کی اگر میں اپنے ہاتھ کا مالک نہیں تو کس کا مالک ہوں؟ فرمایا تو اپنی زبان سے کوئی بات نہ کر مگر نیکی کی اور اپنے ہاتھ کو نہ بڑھا مگر نیکی کی طرف(2)۔

امام بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی پر رحم فرمائے جس نے گفتگو کی تو فائدہ اٹھایا یا خاموش رہا تو محفوظ رہا(3)۔

امام بیہقی نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے بات کی تو فائدہ اٹھایا یا خاموش رہا، تو محفوظ رہا(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ صفاء پر آئے اور کہا اے زبان اچھی بات کر فائدے میں رہے گی یا خاموش رہ سلامت رہے گی، قبل اس کے تو شرمندہ ہو۔ لوگوں نے پوچھا اے ابو عبد الرحمٰن یہ ایسی چیز ہے جو تو خود کہتا ہے یا تو نے کسی سے سنا ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ انسان کی اکثر خطائیں اس کی زبان میں ہیں(5)۔

امام احمد نے زہد میں اور بیہقی نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ اپنی زبان کے کنارے کو پکڑے ہوئے تھے اور کہہ رہے تھے اے زبان اچھی بات کر فائدے میں رہے گی یا بری بات کرنے سے خاموش رہ محفوظ رہے گی قبل اس کے تو شرمندہ ہو۔ ایک آدمی نے آپ سے عرض کی کیا وجہ ہے میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ نے زبان کا کونہ پکڑا ہوا ہے اور آپ یہ کہہ رہے ہیں فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ قیامت کے روز انسان اپنی زبان سے بڑھ کر کسی چیز پر ناراض نہیں ہوگا(6)۔

امام ابو یعلی اور بیہقی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے محفوظ رہنا خوش کرے تو وہ خاموشی کو لازم پکڑے۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ابو ذر رضی اللہ عنہ سے ملے، پوچھا کیا

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 239 (4930) 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 240 (4931)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 241 (4938) 4۔ ایضاً، (4934)
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 240 (4933) 6۔ کتاب الزہد، صفحہ 236، بیروت
7۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 241 (4938)، دار الکتب العلمیہ بیروت

میں تجھے دو خصلتوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو دوسروں کی بنسبت زبان پر بڑی ہلکی اور میزان میں بڑی وزنی ہیں؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیوں نہیں۔ فرمایا حسن خلق کا مظاہرہ کرو اور طویل خاموشی اختیار کرو، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے مخلوقات کا عمل ان جیسا نہیں (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ مجھے وصیت کیجئے۔ فرمایا میں تجھے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں۔ بے شک یہ تیرے تمام معاملہ کو زینت بخشنے والا ہے۔ میں نے عرض کی مزید کرم فرمائیں۔ فرمایا قرآن حکیم کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کو لازم پکڑو کیونکہ یہ چیز آسمان میں تیرے لئے ذکر اور زمین میں تیرے لئے نور کا باعث ہوگی۔ میں نے عرض کی مزید کچھ ارشاد فرمایئے فرمایا طویل خاموشی اختیار فرماؤ کیونکہ یہ چیز شیطان کو دور بھگاتی ہے اور دین کے معاملہ میں مددگار ہے۔ میں نے عرض کی مزید نصیحت فرمائیں۔ فرمایا زیادہ ہنسنے سے اجتناب کرو کیونکہ یہ چیز دل کو مردہ کردیتی ہے اور چہرے کے نور کو ختم کردیتی ہے۔ میں نے عرض کی اور کچھ فرمائیں۔ فرمایا حق کہو اگرچہ کڑوا ہو۔ میں نے عرض کی مزید فرمائیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے سے نہ ڈرو میں نے عرض کی اور کچھ۔ فرمایا جو تو اپنے نفس کے بارے میں جانتا ہے وہ تجھے لوگوں سے روک دے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت رکب مصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کتنا اچھا آدمی ہے وہ جو اپنے علم کے مطابق عمل کرتا ہے، اپنے مال میں سے زائد خرچ کرتا ہے اور زائد بات سے رک جاتا ہے (3)۔

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابن آدم صبح کرتا ہے تو جسم کی ہر چیز زبان کے سامنے ہاتھ جوڑتی ہے۔ وہ کہتا ہے، ہم اپنے بارے میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتے ہیں، اگر تو بیمار ہوگئی تو ہم بھی بیمار ہوجائیں گے، اگر تجھ میں کجی آگئی تو ہم میں بھی کجی آجائے گی (4)۔

امام احمد زہد میں، امام نسائی اور حضرت بیہقی زید بن اسلم رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوئے جبکہ وہ اپنی زبان باہر نکالے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے رسول اللہ کے خلیفہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا اس نے مجھے مختلف گھاٹوں پر وارد کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسم میں کوئی ایسا حصہ نہیں جو زبان کی تیزی کی شکایت نہ کرتا ہو (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوجحیفہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے؟ تو لوگ خاموش رہے کسی نے جواب نہ دیا فرمایا زبان کی حفاظت (6)۔

امام بیہقی نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدمی کا خاموش رہنا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے (7)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 241 (4941) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (4942)
3۔ ایضاً جلد 4، صفحہ 243 (4944) 4۔ ایضاً، (4945) 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 244 (4947)
6۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 245 (4950) 7۔ ایضاً، (4953)

امام بیہقی نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم غزوۂ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے لوگوں کو شدید آندھی نے آلیا۔ لوگ بکھر گئے۔ میں نے آنکھ کھولی تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سب سے زیادہ قریب ہوں۔ میں نے کہا آج میں حضور ﷺ کی تنہائی میں فائدہ اٹھاؤں گا۔ میں آپ ﷺ کے قریب ہو گیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جو مجھے جنت کے قریب کردے یا عرض کی مجھے جنت میں داخل کردے اور جہنم سے دور کردے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تو نے عظیم بات کی ہے تاہم یہ اس پر آسان ہے جس پر اللہ تعالیٰ اسے آسان کرے۔ اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا، فرض نماز ادا کر، فرض زکوٰۃ دے، بیت اللہ شریف کا حج کر اور رمضان کے روزے رکھ۔ اگر تو چاہے تو میں تجھے خیر کے دروازوں کے بارے میں آگاہ کروں؟ میں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ ﷺ۔ فرمایا روزہ ڈھال ہے، صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے، نصف رات بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کی رضا کا باعث ہوتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے سورۂ سجدہ کی آیت نمبر 16 تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ تلاوت کی۔ پھر فرمایا اگر تو پسند کرے تو میں تجھے امر کے سردار، اس کے ستون اور اس کی چوٹی کے بارے میں بتاؤں؟ میں نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا تمام امور کا سردار اسلام ہے، ان کا ستون نماز ہے، ان کی کوہان کی چوٹی جہاد ہے۔ اگر تم پسند کرو تو میں تجھے بتاؤں انسانوں کے اعضاء میں کون سا عضو اس کا مالک ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے اپنی انگلی سے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ عرض کی کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں اس پر بھی ہمارا مواخذہ ہوگا، فرمایا اے معاذ تیری ماں تجھ پر روئے لوگ اپنی زبانوں کے کاٹے کی وجہ سے ہی تو جہنم میں منہ کے بل گریں گے، تو جو بھی بات کرتا ہے وہ تیرے حق میں ہوتی ہے یا تیرے خلاف ہوتی ہے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فرمایا تم سے جو لوگ پہلے تھے وہ قرآن حکیم کی تلاوت، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور زندگی کی ضروری بات کے علاوہ ہر گفتگو کو فضول شمار کرتے تھے، کیا تمہیں یاد ہے کہ تم پر کراماً کاتبین مقرر ہیں کِرَامًا كَاتِبِيْنَ (الانفطار: 11)، عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ﴿۱۷﴾ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴿۱۸﴾ (ق) کیا تم حیا محسوس نہیں کرتے کہ اگر تمہارا صحیفہ کھولا جائے جو اس نے دن کو لکھوایا ہے تو اس میں آخرت کی کوئی چیز نہیں (2)۔

امام ابن سعد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کوئی بندہ اس وقت تک اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل درست نہ ہو اور اس وقت تک اس کا دل درست نہیں ہوسکتا جب تک اس کی زبان درست نہ ہو

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 247 (4958)　2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 274 (5080)

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 198، دار صادر بیروت

اور کوئی آدمی جنت میں داخل نہیں ہوگا یہاں تک کہ اس کے پڑوسی اس کی زیادتیوں سے محفوظ نہ ہوں (3)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد زہد میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن کے جسم میں کوئی ایسا حصہ نہیں جو اللہ تعالیٰ کے ہاں زبان سے بڑھ کر محبوب ہو، اس زبان کے ساتھ وہ جنت میں داخل ہوتا ہے اور کافر کے جسم میں بھی کوئی حصہ نہیں جو زبان سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے ہاں مبغوض ہو۔ اسی کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل فرماتا ہے۔

امام احمد نے زہد میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے فرمایا بے مقصد بات نہ کر اور اپنی زبان کی بھی اسی طرح حفاظت کر جس طرح تو اپنے درہم کی حفاظت کرتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے زہد میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ گناہ گار وہ لوگ ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں زیادہ باتیں کرتے ہیں (2)۔

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں میں سے زیادہ گناہ گار وہ ہیں جو زیادہ غلط باتیں کرتے ہیں۔

امام احمد نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے زبان سے بڑھ کر زمین پر کوئی ایسی چیز نہیں جو زیادہ عرصہ تک قابو رکھنے کی محتاج ہو۔

امام ابن عدی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین امور کے علاوہ کسی معاملہ میں بھی جھوٹ بولنا ٹھیک نہیں آدمی بیوی کو راضی کرنا چاہتا ہو، جنگ میں اور لوگوں کے درمیان صلح کرانے کے لئے (3)۔

امام بیہقی نے نواس بن سمعان سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تین چیزوں کے علاوہ کسی چیز میں بھی جھوٹ بولنا درست نہیں، جنگ میں کیونکہ یہ ایک تدبیر ہوتی ہے، آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنا چاہتا ہو اور کوئی آدمی لوگوں کے درمیان صلح کرانا چاہتا ہو (4)۔

امام بیہقی نے حضرت اسماء بنت یزید سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹے حرف تین مواقع پر مناسب ہیں: آدمی اپنی بیوی کو راضی کرنے کے لئے یا لوگوں کے درمیان مصالحت کے لئے یا جنگ میں جھوٹ بولے (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں انسان کے اعمال میں سے صدقہ، لوگوں کے درمیان مصالحت اور اچھے اخلاق سے بڑھ کر کوئی عمل نہیں (6)۔

1۔ کتاب الزہد، صفحہ 173، بیروت 2۔ ایضاً، صفحہ 188 3۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، باب یحیی بن خلیف، جلد 9، صفحہ 109 (92-2145)

4۔ شعب الایمان، باب فی الاصلاح بین الناس، جلد 7، صفحہ 491 (11097)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ ایضاً (11098) 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 489 (11091)

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہترین صدقہ لوگوں کے درمیان مصالحت ہے(1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا اے ابوایوب کیا میں تجھے ایسا عمل نہ بتاؤں جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ تیرے اجر کو عظیم کردے اور گناہوں کو مٹادے، جب لوگ باہم ناراض ہوں اور فساد کا شکار ہوں تو تو لوگوں میں مصالحت کرا رہا ہو کیونکہ یہ صدقہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے(2)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام بیہقی نے حضرت ام کلثوم بنت عقبہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی لوگوں کے درمیان مصالحت کراتا ہے وہ جھوٹا نہیں، وہ خیر کی بات بڑھا چڑھا کر بیان کرے یا خیر کی بات کہے اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو تین باتوں میں رخصت دیتے ہوئے سنا جنگ، لوگوں کے درمیان مصالحت، مرد کا اپنی بیوی سے بات کرنا یا بیوی کا اپنے خاوند سے بات کرنا(3)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں روزوں، نماز اور صدقہ سے بہتر عمل کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا لوگوں کے درمیان مصالحت فرمایا باہم جدائی کا فساد ہلاک کرنے والا ہے(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے انہیں فرمایا اے ابوایوب کیا میں تجھے اس صدقہ کے بارے میں نہ بتاؤں جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی ہوتے ہیں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا جب لوگوں میں فساد برپا ہو تو ان میں مصالحت کراؤ اور جب وہ دور ہوں تو ان میں قربت پیدا کرو(5)۔

امام بزار نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تجھے تجارت کے بارے میں نہ بتاؤں؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا جب لوگوں میں باہم فساد پیدا ہو چکا ہو تو ان میں مصالحت کی کوشش کر اور جب وہ ایک دوسرے سے دور ہوں تو ان کو قریب کر۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن حبیب بن ابی ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں محمد بن کعب قرظی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا تو ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ قوم نے اس سے کہا تو کہاں تھا؟ اس نے کہا میں ایک قوم میں باہم مصالحت کرا رہا تھا۔ محمد بن کعب نے کہا تو نے اپنے لئے مجاہدین کا اجر ثابت کر لیا ہے پھر یہ آیت کریمہ تلاوت کی۔

1۔ شعب الایمان، باب فی الاصلاح بین الناس، جلد 7، صفحہ 490 (11092)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (11093)

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 491 (11096)

4۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی ابواب صفۃ القیامۃ جلد 9، صفحہ 230 (2509) دار الکتب العلمیہ

5۔ شعب الایمان، باب فی الاصلاح بین الناس، جلد 7، صفحہ 490 (11094)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ جس نے صدقہ کیا، قرضہ دیا اور لوگوں کے درمیان مصالحت کرائی۔

امام ابونصر سجزی نے الابانہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک اعرابی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا تو نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا اے اعرابی اللہ تعالیٰ نے قرآن میں مجھ پر یہ وحی نازل فرمائی لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِؕ وَ مَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا اے اعرابی اجر عظیم جنت ہے۔ اعرابی نے کہا اس اللہ کے لئے تمام ترحمد ہے جس نے ہمیں اسلام کی طرف ہدایت نصیب فرمائی۔

وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُؕ وَ مَنْ یُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِیْدًا ﴿۱۱۶﴾

''اور جو شخص مخالفت کرے (اللہ کے) رسول کی اس کے بعد کہ روشن ہوگئی اس کے لئے ہدایت کی راہ اور چلے اس راہ پر جو الگ ہے مسلمانوں کی راہ سے تو ہم پھرنے دیں گے اسے جدھر وہ خود پھرا ہے اور ڈال دیں گے اسے جہنم میں اور یہ بہت بری پلٹنے کی جگہ ہے۔ بے شک اللہ نہیں بخشتا اس (جرم عظیم) کو کہ شریک ٹھہرایا جائے اس کے ساتھ اور بخش دیتا ہے اس کے جتنے جرائم ہوں جس کے لئے چاہتا ہے اور جو شریک ٹھہرائے (کسی کو) اللہ کے ساتھ تو وہ گمراہ ہوا اور گمراہی میں دور نکل گیا''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت معاویہ نے بلایا اور کہا اپنے بھتیجے کی بیعت کرلو تو میں نے کہا اے معاویہ وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَ نُصْلِهٖ جَهَنَّمَؕ وَ سَآءَتْ مَصِیْرًا تو اس آیت نے اسے مجھ سے خاموش کر دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم اسے معبودان باطلہ کی طرف پھرنے دیتے ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے مالک سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز فرمایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ اور خلفاء راشدین نے کچھ سنتیں قائم فرمائی ہیں ان کو اپنانا کتاب اللہ کی تصدیق، اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو کمال تک پہنچانا اور اللہ تعالیٰ کے دین کو قوت دینا ہے۔ کسی کو ان میں تغیر و تبدل کرنے اور ان کے خلاف میں دیکھنے کا حق نہیں، جو ان کی اقتداء کرے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 323، دار احیاء التراث العربی بیروت

وہ ہدایت یافتہ ہے، جو ان سے مدد لے وہ مدد کیا گیا ہے، جس نے ان کی مخالفت کی اس نے مومنوں سے مختلف راستہ اپنایا، اللہ تعالیٰ اسے اس طرف پھرنے دیتا ہے جس طرف وہ منہ کرے، اللہ تعالیٰ اسے جہنم میں داخل کرتا ہے جو بہت برا ٹھکانہ ہے۔

امام ترمذی اور امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کی تائید جماعت کو حاصل ہے۔ جو جماعت سے الگ ہوا وہ جہنم کا ایندھن بنا(1)۔

امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت یا فرمایا اس امت کو کبھی بھی گمراہی پر جمع نہیں کرے گا اللہ تعالیٰ کی تائید جماعت کو حاصل ہے(2)۔

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اِنٰثًا ۚ وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾ لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَ قَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾ وَّ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَ يُمَنِّيْهِمْ ؕ وَ مَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۫ وَ لَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا ﴿۱۲۱﴾ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَ مَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا ﴿۱۲۲﴾

”نہیں عبادت کرتے یہ مشرک اللہ کے سوا مگر دیویوں کی اور نہیں عبادت کرتے مگر شیطان سرکش کی۔ لعنت کی ہے اس پر اللہ نے اور اس نے کہا تھا کہ میں ضرور لوں گا تیرے بندوں سے (اپنا) حصہ مقرر اور میں ضرور انہیں گمراہ کروں گا اور میں ضرور انہیں جھوٹی امیدوں میں رکھوں گا اور میں ضرور حکم دوں گا انہیں پس وہ ضرور چیریں گے جانوروں کے کان اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور بدل ڈالیں گے اللہ کی مخلوق کو اور جو شخص بنا لے شیطان کو (اپنا) دوست اللہ کو چھوڑ کر تو نقصان اٹھایا اس نے کھلا نقصان۔ شیطان (جھوٹے) وعدے کرتا ہے ان سے اور (غلط) امیدیں دلاتا ہے انہیں اور نہیں وعدہ کرتا ان سے شیطان مکر و فریب کا۔ یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانا

1۔ جامع ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ابواب الفتن، جلد 9، صفحہ 10 (2127)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (2126)

دوزخ ہے اور نہ پائیں گے اس سے بچ نکلنے کی جگہ۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کیے داخل کریں گے ہم انہیں ان باغوں میں رواں ہیں جن کے نیچے ندیاں ہمیشہ ہمیشہ اس میں رہیں گے (یہ) اللہ کا سچا وعدہ ہے اور کون زیادہ سچا ہے اللہ تعالیٰ سے بات کرنے میں"۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد مسند میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے اِنٰثًاکی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ ہر بت کے ساتھ ایک جنیہ ہوتی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اِنٰثًاکی یہ تعبیر نقل کی ہے لات، عزیٰ اور منات سب مؤنث ہیں(1)۔

امام ابن جریر نے سدی سے یہ تفسیر قول نقل کیا ہے کہ وہ ان کے نام عورتوں جیسے رکھتے جیسے لات، منات، عزیٰ(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنٰثًاکا معنی مردہ نقل کیا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اِنٰثًاہر اس چیز کو کہتے ہیں جو مردہ ہو اس میں روح نہ ہو جیسے خشک لکڑی اور خشک پتھر(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اِنٰثًاکا معنی ایسا مردہ جس میں روح نہ ہو نقل کیا ہے(5)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے عربوں کے تمام قبائل کا کوئی نہ کوئی بت تھا جن کی وہ عبادت کرتے جنہیں وہ انثی بنی فلاں کہتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(6)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرکوں نے کہا کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں ہم ان کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تا کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کر دیں۔ کہا انہوں نے رب بنائے ہوئے تھے اور ان کی عورتوں جیسی تصویریں بنا رکھی تھیں، انہیں زیور اور ہار پہناتے اور کہتے یہ بت اللہ تعالیٰ کی بیٹیوں کی شبیہیں ہیں جن کی ہم عبادت کرتے ہیں۔ اس سے مراد وہ فرشتے لیتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس حرف کو یوں پڑھتے اِلَّا اُنُثٰی اور فرماتے ہر بت کے ساتھ ایک شیطانہ ہوتی۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے ضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے اِلَّا اَوْثَانًا۔(7)

امام ابو عبید نے فضائل قرآن، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے مصاحف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اِلَّا اَوْثَانًا پڑھتیں ابن جریر کے مطابق مصحف عائشہ میں اِلَّا اَوْثَانًا کے الفاظ ہیں(8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 324، دار احیاء التراث العربی بیروت — 2۔ ایضاً — 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 325

4۔ ایضاً — 5۔ ایضاً — 6۔ ایضاً

7۔ جلد 5، صفحہ 326 — 8۔ ایضاً

امام خطیب نے اپنی تاریخ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اِلَّآ اُنثٰی قرأت کی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے شیطان کا معنی ابلیس نقل کیا ہے۔ حضرت سفیان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ کوئی ایسا بت نہ تھا جس میں شیطان نہ ہو۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مَّرِيْدًا کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں سرکشی کی (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ یہ ابلیس کا قول ہے نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا سے مراد کہ ہزار میں سے نوسوننانوے جہنم میں اور ایک جنت میں جائے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کریں گے اور وہ میری جماعت میں ہوں گے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مَّفْرُوْضًا کا معنی معلوم نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے مفہوم نقل کیا ہے کہ ایک ہزار میں سے نوسوننانوے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ...... (الانعام) کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ دین جسے ابلیس نے ان کے لئے معین کیا جسے بحیرہ اور سائبہ کی ہیئت (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ تَبْتِكُ بحیرہ اور سائبہ میں ہوتا، وہ اپنے بتوں کے لئے جانوروں کے کان کاٹ دیتے تھے (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ چوپاؤں کے کان کاٹ دیتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ جانوروں کے کان پھاڑ دیتے اور انہیں بحیرہ بنا دیتے (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ خصی کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور فرمایا اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ۔ (6)

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ خصی کرنے کو مکروہ جانتے اور فرمایا اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ عبد الرزاق کے الفاظ ہیں اللہ کی تخلیق کو بدلنے کی ایک صورت خصی کرنا ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جانوروں کو خصی کرنا مثلہ ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 327، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 328

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ جلد 5، صفحہ 328

پھر مذکورہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام عبد بن حمید نے کئی سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد خصی کرنا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے گھوڑوں اور جانوروں کو خصی کرنے سے منع فرمایا۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا اسی کے ذریعے تو مخلوقات میں اضافہ ہوتا ہے (2)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روح ڈالے جانے سے روکنے اور جانوروں کو خصی کرنے سے منع کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جانوروں کو خصی کرنے سے منع کرتے۔ فرمایا جانوروں کی افزائش مذکروں کے ذریعے ہی تو ہوتی ہے (3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت شبیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے شہر بن حوشب کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ فرمایا خصی کرنا بھی اسی میں سے ایک ہے۔ میں نے ابو تیاج کو کہا تو اس نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے بکرے کو خصی کرنے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے عکرمہ سے اس کی تفسیر نقل کی انہوں نے کہا یہ خصی کرنا ہے (5)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ خصی کرنے کو ناپسند کرتے اور فرماتے اسی کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی افزائش ہوتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ خصی کرنے کو مکروہ خیال کرتے تھے۔ فرمایا اسی بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عروہ کے بارے میں یہ قول کیا ہے کہ اس نے اپنے خچر کو خصی کیا تھا (7)۔

امام ابن منذر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کے بارے میں یہ کہا ہے کہ انہوں نے اپنے اونٹ کو خصی کیا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت محمد بن سیرین کے بارے میں کہا کہ ان سے نر کو خصی کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگر نروں کو یوں ہی چھوڑ دیا جائے تو وہ ایک دوسرے کو کھا جائیں (8)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جانوروں کو خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں (9)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 329، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السیر، جلد 6، صفحہ 423 (32577)
3۔ ایضاً جلد 6، صفحہ 423 (32585)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 329
5۔ ایضاً
6۔ جلد 5، صفحہ 330
7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السیر، جلد 6، صفحہ 423 (32587)
8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 424 (32590)
9۔ ایضاً (32589)

امام ابن منذر نے حضرت ابوسعید عبداللہ بن بشر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں حضرت عمر بن عبد العزیز نے گھوڑا خصی کرنے کا حکم دیا جبکہ عبدالملک بن مروان نے ہمیں اس سے منع کیا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے نر کو خصی کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کسی نقص اور اس کے برے رویہ کی وجہ سے خصی کرنے میں کوئی حرج نہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے خلق اللہ کا معنی اللہ تعالیٰ کا دین نقل کیا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے خلق اللہ کا معنی دین اللہ نقل کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ (روم: 30) میں فطرۃ کا معنی دین ہے (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے ابراہیم سے بھی خلق اللہ کا معنی دین اللہ نقل کیا ہے (4)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے (5)۔

امام عبدالرزاق، آدم، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ (6)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے فَلَیُغَیِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ کا معنی گودنا نقل کیا ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گودنے والی، گودنے کی خواہش کرنے والی، پیشانی کے بال اکھیڑنے والی اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کو کھلا کرنے والی اور اللہ کی تخلیق کو بدلنے والی پر لعنت کی ہے (8)۔

امام احمد نے حضرت ابوریحانہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دس چیزوں سے منع فرمایا دانت باریک کرنے، گودنا، بال اکھیڑنا، مرد کا مرد کے ساتھ پردے کے بغیر اکھٹے ہونا، عورت کا عورت کے ساتھ پردے کے بغیر اکھٹے ہونا، مرد کا کپڑے کے نیچے نشانی کے طور پر ریشم لگانا، عجمیوں کی طرح کندھے پر رکھنا، لوٹ مار کرنا، چیتے پر سواری کرنا اور انگوٹھی پہننا مگر سلطان کے لئے جائز ہے (9)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ چہرے کو رگڑنے والی، چہرے کو رگڑانے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب السیر، جلد 6، صفحہ 423 (32588)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 330،
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 331 4۔ ایضاً
5۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1374 (689) 6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 331
7۔ ایضاً 8۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 332 9۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 134، دار صادر بیروت

والی، گودنے والی اور گودنے کی خواہش کرنے والی، بال لگانے والی اور بال لگوانے کی خواہش کرنے والی پر لعنت کی۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اپنے سر پر کوئی چیز لگانے سے منع کیا(1)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انصاری کی ایک بچی نے شادی کی وہ مریض تھی اس کے بال گر گئے تھے گھر والوں نے ارادہ کیا کہ وہ اس کے سر پر بال لگائیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال لگانے والی اور لگوانے کی خواہش کرنے والی پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے(2)۔

امام بخاری، امام احمد اور امام مسلم نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری بیٹی دلہن ہے، اس کو خسرہ کا مرض لگا جس کی وجہ سے اس کے بال ختم ہو گئے، کیا میں اس کے سر پر بال لگا سکتی ہوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بال لگانے اور بال لگانے کی خواہش کرنے والی پر لعنت کی ہے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس جاہل قوم کا کیا حال ہے جو اللہ تعالیٰ کے رنگ کو بدلتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام باتوں میں سے اللہ کا کلام زیادہ سچا ہے۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر آنے والی چیز قریب ہوتی ہے، خبردار بعید وہ چیز ہوتی ہے جو آنے والی نہ ہو خبردار اللہ تعالیٰ کسی کی وجہ سے جلدی نہیں کرتا، لوگوں کے امور میں سے یہ امر اللہ کی مشیت کی وجہ سے ہوتا ہے، لوگوں کی خواہش کی وجہ سے نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ ایک امر کا ارادہ کرتا ہے اور لوگ ایک امر کا ارادہ کرتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اگرچہ لوگ ناپسند کریں۔ اللہ تعالیٰ جسے دور کر دے اس کو قریب کرنے والا کوئی نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ قریب کر دے اسے دور کرنے والا کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی چیز واقع نہیں ہوتی۔ سب سے سچا کلام اللہ کا کلام ہے، سب سے اچھی ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے، امور میں سے برے نئے امور ہیں، ہر نیا امر بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ دل میں جو چیزیں القاء کی گئی ہیں ان سے بہترین یقین ہے۔ بہترین غناء نفس کا غناء ہے۔ بہترین علم وہ ہے جو نفع رساں ہو، بہترین ہدایت وہ ہے جس کی اتباع کی جائے، جو تھوڑا اور کافی ہو وہ زیادہ اور لغو سے بہتر ہے، تم میں سے ہر ایک آدمی کا ٹھکانہ چار ہاتھ جگہ ہے۔ خبردار لوگوں کو نہ اکتاہٹ میں ڈالو اور نہ ہی پریشان کرو، ہر نفس کا نشاط اور توجہ کا وقت ہوتا ہے اور اس کے لئے ایک وقت اکتاہٹ اور عدم توجہی کا ہوتا ہے، سب سے برے راوی جھوٹ کی روایت کرنے والے ہیں، جھوٹ فجور کی طرف لے جاتا ہے اور فجور جہنم کی طرف لے جانے والا ہے،

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 296، دار صادر بیروت

2۔ صحیح مسلم شرح نووی کتاب اللباس جلد 14، صفحہ 87 (2123) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ ایضاً، جلد 14، صفحہ 86 (2122)

خبردار تم پر سچ بولنا لازم ہے، سچ نیکی کی طرف لے جانے والا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جانے والی ہے۔ اے دو جماعتو جو آپس میں ملی ہو اس میں عبرت پکڑو، صادق کے لئے سچ اور نیکی کا قول کہا جاتا ہے، جھوٹے کے لئے جھوٹ اور گناہ کہا جاتا ہے۔ ہم نے تمہارے نبی کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ ایک بندہ لگاتار سچ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور وہ لگاتار جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک اسے جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

خبردار جھوٹ پختہ ارادہ اور مزاق میں درست نہیں اور نہ ہی کسی کے لئے یہ مناسب ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے بچے سے وعدہ کرے پھر اسے پورا نہ کرے، خبردار اہل کتاب سے کوئی سوال نہ کیا کرو، ان پر طویل زمانہ گزر چکا ہے، ان کے دل سخت ہو گئے ہیں، انہوں نے اپنے دین میں نئی نئی باتیں گھڑ لی ہیں، اگر سوال کرنے کے سوا کوئی چارہ کار نہ پاؤ تو جو بات تمہاری کتاب کے موافق ہو اسے اپنا لو اور جو اس کے مخالف ہو اس کو چھوڑ دو اور خاموش رہو۔ خبردار گھروں میں سے سب سے زیادہ خالی گھر وہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب نہ ہو۔ خبردار جس میں اللہ تعالیٰ کی کتاب نہیں وہ اس کھنڈر گھر کی طرح ہے جس طرح وہ گھر کھنڈر ہوتا ہے جس میں کوئی آدمی نہ رہتا ہو۔ خبردار شیطان اس گھر سے نکل جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتے ہوئے سنتا ہے (1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ تبوک کے موقع پر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے قریب پہنچ گئے۔ جب اس سے ایک دن کی مسافت رہتی تھی تو ایک روز آپ بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ پر اوپر آچکا تھا، فرمایا اے بلال کیا میں نے تم کو کہا نہیں تھا کہ آج کی رات خیال رکھنا؟ تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیند مجھ پر غالب آگئی، جو مجھ پر غالب آیا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی غالب آگیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جگہ سے تھوڑا آگے منتقل ہوئے پھر نماز پڑھی پھر باقی دن اور رات چلتے رہے یہاں تک کہ تبوک جا کر صبح کی، اللہ تعالیٰ کی اس کی شان کے مطابق حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا امابعد سب سے سچا کلام اللہ کا کلام ہے، سب سے مضبوط حلقہ تقویٰ ہے، بہترین ملت ملت ابراہیمی ہے، بہترین سنت محمد مصطفیٰ کی سنت ہے، بہترین گفتگو اللہ کا ذکر ہے، بہترین قصہ یہ قرآن ہے، بہترین امور قطعی احکام (فرائض) ہیں اور برے امور نئی باتیں ہیں، بہترین ہدایت انبیاء کی ہدایت ہے، بہترین موت شہداء کی موت ہے، سب سے زیادہ اندھا پن ہدایت کے بعد گمراہی ہے، بہترین علم وہ ہے جو نفع رساں ہو، بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے، سب سے برا اندھا پن دل کا اندھا پن ہے، اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے، جو تھوڑا اور کافی ہے وہ زیادہ اور فضول سے بہتر ہے، سب سے بری معذرت موت کے وقت ہے اور سب سے بری شرمندگی قیامت کی شرمندگی ہے، لوگوں میں سے کچھ وہ ہیں جو آخری وقت میں نماز ادا کرتے ہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو صرف تھکاوٹ و اکتاہٹ میں اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ سب سے بڑی خطا جھوٹ ہے، بہترین غناء نفس کی غناء ہے، بہترین زادراہ تقویٰ ہے، سب سے اچھی حکمت اللہ کا خوف ہے، دل میں جو چیزیں قرار پذیر ہیں ان میں سے بہترین یقین

1۔ شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، جلد 4، صفحہ 200 (4876)، دارالکتب العلمیہ بیروت

ہے، شک، کفر کی ایک صورت ہے، نوحہ جاہلیت کا طریقہ ہے، خیانت جہنم کا ڈھیر ہے۔ خزانہ آگ کا کاویہ ہے، شعر ابلیس کے آلات میں سے ہے، شراب گناہوں کا جامع ہے، عورتیں شیطان کا پھندہ ہیں، جوانی جنون کی ایک قسم ہے، سب سے بری کمائی سود کی کمائی ہے، سب سے برا کھانا یتیم کا مال ہے، سعادت مند وہ ہے جو دوسروں سے نصیحت حاصل کرے، بدبخت وہ ہے جو ماں کے پیٹ میں بھی بدبخت تھا، بے شک تم سب کا ٹھکانہ چار ہاتھ زمین ہے، امر کی پہچان اس کے انجام پر ہے، عمل کی روح اس کے خاتمہ پر منحصر ہے، سب سے برے راوی جھوٹ روایت کرنے والے ہیں، جو چیز وقوع پذیر ہونے والی ہے وہ قریب ہے، مومن کو گالی دینا فسق ہے مومن کو قتل کرنا کفر ہے اس کا گوشت کھانا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، اس کا مال کھانا اس کا خون کھانے کی طرح ہے، جو اللہ تعالیٰ پر تاویلیں پیش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جھٹلاتا ہے اور جو بخشش کا طالب ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے جو غصے ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے جو غصہ پی جاتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرماتا ہے جو کسی مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اجر عطا فرماتا ہے اور جو شہرت کے پیچھے بھاگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شہرت دے دیتا ہے، جو صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو کئی گنا عطا فرماتا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عذاب عطا فرما دیتا ہے، اے اللہ مجھے اور میری امت کو بخش دے۔ یہ دعا آپ ﷺ نے تین دفعہ کی میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے بخشش کا طالب ہوں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ وہ اپنے خطبہ میں ارشاد فرماتے سب سے سچی گفتگو اللہ تعالیٰ کا کلام ہے پھر اسی کے برابر گفتگو کی۔

لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ وَلَآ اَمَانِيِّ اَهْلِ الْكِتٰبِ ؕ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ۙ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۱۲۳﴾

"(نجات کا انحصار) نہ تمہاری جھوٹی امیدوں پر ہے اور نہ اہل کتاب کی جھوٹی امیدوں پر (بلکہ) جو عمل کرے گا برے اسے سزا ملے گی اس کی اور نہ پائے گا اپنے لئے اللہ کے بغیر کوئی دوست اور نہ مددگار"۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ عربوں نے کہا نہ ہمیں دوبارہ اٹھایا جائے گا اور نہ ہی ہم سے حساب لیا جائے گا۔ یہود و نصاری نے کہا لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (البقرہ: 111) وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (البقرہ: 80) تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں اور اہل کتاب میں باہم گفتگو ہوئی۔ مسلمانوں نے کہا ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ ہیں، اہل کتاب نے کہا ہم تم سے زیادہ ہدایت یافتہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر التاریخ لغزوۃ تبوک، جلد 5، صفحہ 241، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1376 (692)، دار الصمیعی الریاض

ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ مسلمانوں نے اہل کتاب پر اس آیت کے ساتھ غلبہ پایا: وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ (النساء:124)(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مسروق سے روایت نقل کی ہے کہ نصاریٰ اور مسلمانوں نے آپس میں فخر کیا۔ انہوں نے کہا ہم تم سے افضل ہیں، انہوں نے کہا ہم تم سے افضل ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت کو نازل فرمایا(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ مسلمانوں اور اہل کتاب نے باہم فخر کیا، اہل کتاب نے کہا ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے ہوا ہے، ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے تھی، ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری بنسبت زیادہ قریبی ہیں۔ مسلمانوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں تمہاری بنسبت زیادہ قریب ہیں، ہمارا نبی خاتم النبیین ہے، ہماری کتاب تمام پہلی کتابوں پر غالب ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی دلیل کو دوسرے ادیان کی دلیل پر غالب قرار دیا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ یہود و نصاریٰ سے ملے۔ یہودیوں نے مسلمانوں سے کہا ہم تم سے بہتر ہیں، ہمارا دین تمہارے دین سے پہلے ہے، ہماری کتاب تمہاری کتاب سے پہلے ہے، ہمارا نبی تمہارے نبی سے پہلے ہے۔ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں، جنت میں صرف یہودی داخل ہوگا۔ نصاریٰ نے بھی ایسی ہی بات کہی۔ مسلمانوں نے کہا ہماری کتاب تمہاری کتاب کے بعد ہے، ہمارا نبی تمہارے نبی کے بعد ہے، ہمارا دین تمہارے دین کے بعد ہے، تمہیں حکم دیا گیا کہ تم ہماری اتباع کرو اور اپنے امر کو چھوڑ دو، ہم تم سے بہتر ہیں، ہم حضرت ابراہیم، حضرت اسحاق اور حضرت اسماعیل کے دین پر ہیں، جنت میں صرف وہی داخل ہوگا جو ہمارے دین پر ہوگا، اللہ تعالیٰ نے ان کے قول کو رد فرما دیا اور یہ آیت نازل فرمائی پھر مومنوں کو اہل کتاب پر فضیلت دی، فرمایا وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ (النساء:129)(4)

امام ابن جریر نے حضرت عبید بن سلیمان رحمہ الہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مختلف دینوں کے پیروکاروں نے آپس میں جھگڑا کیا۔ تورات کے پیروکارون نے کہا ہماری کتاب پہلی کتاب ہے اور یہ بہترین کتاب ہے، ہمارا نبی بہترین نبی ہے، اہل انجیل نے بھی ایسی ہی گفتگو کی۔ مسلمانوں نے کہا دین تو صرف اسلام ہے، ہماری کتاب نے تمہاری کتابوں کو منسوخ کر دیا، ہمارا نبی خاتم النبیین ہے، ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی کتاب پر عمل کریں اور تمہاری کتاب پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ فرما دیا اور یہ کتاب نازل فرمائی پھر اہل ادیان کو اختیار دیا اور اہل فضل کو فضیلت عطا فرمائی وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ (النساء:125)(5)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت جویبر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 335، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 335 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 336

اہل ادیان نے آپس میں فخر کیا۔ یہودیوں نے کہا ہماری کتاب تمام کتابوں سے بہترین ہے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں معزز ترین ہے، ہمارا نبی اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے معزز ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تنہائی میں ملاقات کی اور ہم کلامی کا شرف حاصل کیا اور ہمارا دین تمام دینوں سے بہتر ہے۔ نصرانیوں نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خاتم النبین ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں تورات اور انجیل عطا فرمائی، اگر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کا زمانہ پاتے تو ان کی اتباع کرتے، ہمارا دین تمام دینوں سے بہترین ہے۔ مجوسیوں اور عرب کے کفار نے کہا ہمارا دین سب سے قدیمی اور بہترین دین ہے۔ مسلمانوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول، خاتم الانبیاء اور رسولوں کے سردار ہیں قرآن حکیم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، قرآن حکیم تمام کتابوں کی امیر ہے، اسلام بہترین دین ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار عطا فرمایا اور اس آیت کی تلاوت فرمائی یعنی یہودیوں، نصرانیوں، مجوسیوں اور عرب کے کافروں کو اس کی جزادی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں وہ کوئی ولی اور مددگار نہیں پائیں گے پھر اللہ تعالیٰ نے تمام دینوں پر اس دین کو فضیلت عطا کی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تورات کے ماننے والوں نے کہا ہماری کتاب ان تمام کتابوں سے افضل ہے جو اس سے پہلے نازل کی گئیں، ہمارا نبی تمام نبیوں سے افضل ہے۔ اہل انجیل نے بھی ایسی ہی بات کی۔ اہل اسلام نے کہا ہماری کتاب نے تمام کتابوں کو منسوخ کردیا، ہمارا نبی خاتم النبین ہے، تمہیں اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم تمہاری کتاب پر ایمان لائیں اور اپنی کتاب کے مطابق عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے ان کے درمیان فیصلہ فرمادیا۔ اہل ادیان میں اختیار دیا اور فرمایا وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ (النساء:125)(2)

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو صالح سے روایت نقل کی ہے کہ اہل تورات، اہل انجیل اور اہل ایمان اکھٹے ہوئے۔ انہوں نے کہا ہم تم سے افضل ہیں۔ دوسروں نے کہا ہم افضل ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر فیصلہ فرمادیا پھر اہل دین کو خاص فرمایا کہ مذکر و مؤنث میں سے جس نے نیک اعمال کیے۔ (النساء:124)(3)

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کم ضمیر سے مراد قریش اور اہل کتاب سے مراد کعب بن اشرف ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایمان آراستہ ہونے اور آرزویں کرنے کا نام نہیں، ایمان وہ ہے جو دل میں باوقار ہو اور عمل کی تصدیق کرے۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے کہا ہمارے بغیر جنت میں کوئی داخل نہ ہوگا۔ قریش نے کہا ہمیں دوبارہ نہ اٹھایا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 337، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 336
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 336
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 337

سوء سے مراد شرک ہے۔

امام احمد، ہناد، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابن جریر، ابو یعلی، ابن منذر، ابن حبان اور ابن سنی نے عمل الیوم واللیلۃ میں، بیہقی نے شعب الایمان میں، ضیاء نے مختارہ میں اور حاکم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس آیت کے بعد بچاؤ کی کیا صورت ہو گی کیونکہ ہر غلطی کا تو ہمیں بدلہ دیا جائے گا؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر تجھے بخش دیا گیا ہے، کیا تو دکھی نہیں ہوتا؟ کیا تو بیمار نہیں ہوتا؟ کیا تو غمگین نہیں ہوتا؟ کیا تمہیں مصیبت نہیں آتی؟ عرض کی کیوں نہیں۔ فرمایا یہی تو ہے جس کے ساتھ تمہیں بدلہ دیا جا رہا ہے (1)۔

امام احمد، بزار، ابن جریر، ابن مردویہ اور خطیب نے المتفق والمفترق میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے سنا وہ ارشاد فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی کوئی برائی کرے گا اسے دنیا میں ہی بدلہ دے دیا جائے گا (2)۔

امام ابن سعید، ترمذی حکیم، بزار، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے جبکہ انہیں سولی پر لٹکایا گیا تھا، کہا اے ابو حبیب اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے میں نے تیرے والد کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی غلطی کرتا ہے اسے دنیا میں ہی بدلہ دے دیا جاتا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ترمذی اور ابن منذر نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر میں تجھے وہ آیت پڑھ کر نہ سناؤں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ تو حضور ﷺ نے وہ آیت مجھ پر پڑھ کر سنائی۔ میں کچھ نہیں جانتا سوائے اس کے کہ میں نے یہ محسوس کیا کہ میری پشت میں جوڑ ہل گیا ہے جس کی وجہ سے میں لیٹ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر تجھے کیا ہو گا ہے؟ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہم میں سے کون ایسا شخص ہے جو گناہ نہیں کرتا کیا ہمیں ہر گناہ کا بدلہ دیا جائے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر تجھے اور تیرے مومن ساتھیوں کو اسی دنیا میں بدلہ دے دیا جائے گا، تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے تو تم پر کوئی گناہ نہیں ہو گا۔ جہاں تک دوسرے لوگ ہیں ان کے لئے گناہ جمع کیے جاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ قیامت کے روز انہیں بدلہ دیا جائے گا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 343، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، کتاب معرفۃ الصحابہ، جلد 3، صفحہ 637 (6340)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، بواب التفسیر، جلد 11، صفحہ 127 (3039)، دار الکتب العلمیہ بیروت

عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم جو بھی عمل کرتے ہیں کیا اس پر مؤاخذہ ہوگا؟ فرمایا اے ابوبکر کیا تمہیں یہ یہ تکلیف نہیں پہنچتی پس یہی تو کفارہ ہے(1)۔

امام سعید بن منصور، ہناد، ابن جریر، ابونعیم نے حلیہ میں اور ابن مردویہ نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ آیت تو کتنی سخت ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا میں پہنچنے والے مصائب امراض اور غم ان اعمال کا بدلہ ہیں(2)۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، امام بخاری نے تاریخ، ابویعلی، ابن جریر اور بیہقی نے شعب الایمان میں صحیح سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے یہ آیت تلاوت کی اور کہا ہم نے جو اعمال کیے ہیں ہر ایک کی ہمیں جزا دی جائے گی تو پھر ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو حضور ﷺ نے فرمایا ہاں مومن کو دنیا میں اعمال کا بدلہ اس کے نفس، جسم اور تکلیف دینے والی چیزوں کی صورت میں دیا جاتا ہے(3)۔

امام ابوداؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ قرآن حکیم میں جو سب سے سخت آیت ہے میں اسے جانتی ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عائشہ رضی اللہ عنہا وہ کون سی آیت ہے؟ میں نے یہ آیت تلاوت کی تو حضور ﷺ نے فرمایا انسان کو جو تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ وہ گرتا ہے تو یہ ہی اس کے اعمال کی جزا ہے، اے عائشہ جس کا مناقشہ ہوا وہ ہلاک ہو گیا، جس کا محاسبہ ہوا اسے عذاب دیا جائے گا، میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ یہ ارشاد نہیں فرماتا (فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا) فرمایا وہ تو پیشی ہے اے عائشہ جس آدمی سے اس آیت کے مطابق حساب میں مناقشہ ہوا مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ۔ حضور ﷺ نے فرمایا مومن کو ہر چیز میں بدلہ دیا جائے گا یہاں تک کہ موت کے وقت جو اسے تکلیف ہوتی ہے اس کا بھی اسے اجر دیا جائے گا(4)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور بندے کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہوتی جن سے وہ کفارہ ادا کرے تو اللہ تعالیٰ اسے حزن میں مبتلا کر دیتا ہے تا کہ یہ غم اس کے گناہوں کا کفارہ بن جائے۔

امام ابن راہویہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور حاکم نے حضرت ابومہلب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں اس آیت کی تفسیر جاننے کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا دنیا میں جو تمہیں مصیبت پہنچتی ہے یہی اس کا بدلہ ہے(5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 341، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343

3۔ مسند ابویعلی، باب مسند عائشہ، جلد 4، صفحہ 185 (4656) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابوداؤد، کتاب الجنائز، جلد 6، صفحہ 11 (1530)　5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 399

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مسلمانوں پر بڑا شاق گزرا۔ اللہ تعالیٰ نے جو چاہا انہیں مصیبت پہنچی۔ صحابہ کرام نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں شکایت کی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ایک دوسرے کی راہنمائی کرو اور میانہ روی اختیار کرو کیونکہ مسلمان کو جو تکلیف بھی پہنچتی ہے وہ گناہ کا کفارہ ہوتی ہے یہاں تک کہ جو کانٹا اسے چبھتا ہے اور وہ گرتا ہے۔ ابن مردویہ کے ہاں یہ الفاظ ہیں ہم روئے اور غمگین ہوئے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس آیت نے تو ہمارا کچھ نہیں چھوڑا۔ فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ تمہارے لئے نازل ہوئی لیکن ایک دوسرے کو بشارت دو، ایک دوسرے کی راہنمائی کرو اور اعتدال کی راہ اختیار کرو، دنیا میں تمہیں جو بھی تکلیف پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اسے گناہ کا کفارہ بنا دیتا ہے یہاں تک کہ تم میں سے کسی کو جو کانٹا چبھتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مومن کو جو کمزوری، تھکاوٹ، مرض، غم یہاں تک کہ جو معمولی غم لاحق ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے (2)۔

امام احمد، مسدد اور ابن ابی دنیا نے کفارات میں، ابو یعلی، ابن حبان، طبرانی نے اوسط میں، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بتائیے ہمیں جو امراض لاحق ہوتی ہیں ان کا بدلہ بھی ہمیں ملتا ہے؟ فرمایا یہ گناہوں کا کفارہ ہیں۔ میرے باپ نے عرض کی اگرچہ وہ مصیبت بہت تھوڑی ہو فرمایا وہ کانٹا ہو یا اس سے بڑھ کر (3)۔

امام ابن راہویہ نے اپنی مسند میں حضرت محمد بن منتشر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے عرض کی میں قرآن حکیم میں سب سے شدید آیت جانتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور اسے ایک درہ مارا۔ فرمایا مالك نقبت عنها تجھے اس کا کھوج لگانے سے کیا غرض۔ وہ چلا گیا۔ جب اگلا دن آیا، حضرت عمر نے اس سے فرمایا وہ آیت کون سی ہے جس کا تو نے کل ذکر کیا تھا؟ عرض کی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ ہم میں سے جو بھی برا عمل کرے گا اسے جزا دی جائے گی۔ حضرت عمر نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہمیں کھانا پینا کوئی فائدہ نہ دیتا تھا یہاں تک کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا اور اس میں رخصت دی اور سورۂ نساء کی آیت نمبر 110 تلاوت فرمائی۔

امام طیالسی، امام احمد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت امیہ بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 150 (9804) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب البر، جلد 16، صفحہ 106 (2573) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 343 (7854) کتاب الرقاق، دار الکتب العلمیہ بیروت

ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ میں نے اس آیت کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا فرمایا تو نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنے کے بعد مجھ سے کسی نے سوال نہ کیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ یہ اللہ تعالیٰ کی بندے سے بیع ہے، بندے کو جو بخار، غم، پاؤں کا زخمی ہونا، یہاں تک کہ وہ سامان جو وہ اپنی آستین میں رکھتا ہے پھر وہ اسے گم پاتا ہے، اس سامان کے لئے گھبراتا ہے پھر اسے اپنی بغل کے نیچے پالیتا ہے یہاں تک کہ بندہ اپنے گناہوں سے یوں نکل آتا ہے جیسے سرخ سونا بھٹی سے نکلتا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی دنیا، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت زیاد بن ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے کہا قرآن حکیم میں ایک آیت نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ کہا میں تجھے اپنے سے زیادہ سمجھدار خیال کرتا ہوں۔ مومن کو جو مصیبت بھی پہنچتی ہے قدم کا پھسلنا ہو، رگ کا پھڑکنا ہو اور چیونٹی کا کاٹنا ہو وہ گناہ کا بدلہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ معاف فرماتا ہے یہاں تک کہ کسی چیز کا ڈسنا اور کسی چیز کا انسان کو پھونک مارنا(2)۔

امام ہناد، ابونعیم نے حلیہ میں حضرت ابراہیم بن مرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی میرے والد کے پاس آیا اس نے کہا اے ابومنذر قرآن حکیم میں ایک آیت ہے جس نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ عرض کی مَنۡ یَّعۡمَلۡ سُوۡٓءًا یُّجۡزَ بِهٖ۔ فرمایا بندہ مومن کو جو مصیبت پہنچتی ہے حتی کہ اس کے پاؤں کا زخمی ہونا پھر وہ صبر کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کرے گا کہ اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا میری تو کمر ٹوٹنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ دنیا میں مصائب ہیں(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما انہیں غمگین ملے اور اس آیت کے بارے میں پوچھا تو فرمایا تمہیں اس آیت سے کیا ڈر، یہ تو مشرکوں کے لئے ہے، وہ قریش ہوں یا اہل کتاب۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے کہا جو آدمی شرک کرتا ہے اسے بدلہ دیا جائے گا کیونکہ شرک ہی سوء ہے، اگر وہ موت سے پہلے توبہ کر لے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لے گا(4)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد، حکیم ترمذی اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے فرمایا یہ حکم اس کے لئے ہے جسے اللہ تعالیٰ ذلیل و رسوا کرنا چاہے، جسے اللہ تعالیٰ عزت دینا چاہے اس کے گناہوں سے

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 152 (9809) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 339 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 341

درگزر فرماتا ہے، وہ جنتی لوگوں میں سے ہے، ان سے اللہ تعالیٰ نے سچا وعدہ کیا ہے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے پاس تشریف لائے اسے ہلایا، اس کے پتے گرے۔ جتنے اللہ تعالیٰ نے چاہے۔ فرمایا دکھ اور مصیبتیں لوگوں کے گناہوں کو اس سے بھی تیزی سے گراتی ہیں جتنی تیزی سے میں نے اس درخت کے پتے گرائے ہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن اور مومنہ کی ذات اولاد اور مال میں لگاتار مصیبت میں رہتی ہے یہاں تک کہ جب وہ اللہ سے ملاقات کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

امام احمد نے حضرت سائب بن خلاد سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندۂ مومن کو جو تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹا اسے چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے لئے نیکی لکھ لیتا ہے اور اس سے گناہ مٹا دیتا ہے (3)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مسلمان کو جو مصیبت پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کے گناہ مٹا دیتا ہے یہاں تک کہ جو کانٹا اسے چبھتا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام مسلم اور حکیم ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کو کانٹا چبھتا ہے یا اس سے بڑھ کر تکلیف پہنچتی ہے مگر اس وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کا ایک درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کی وجہ سے اس کی ایک خطا معاف کر دیتا ہے (5)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کو درد ہوا آپ ﷺ اس کی شکایت کرنے لگے اور اپنے بستر پر پہلو بدلنے لگے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی اگر ہم میں سے کوئی یہ کرتا تو آپ اس پر ناراض ہوتے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صالح لوگوں پر سختی ہوتی ہے، مومن کو کوئی کانٹا چبھتا ہے یا اس سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے تو اس کی ایک غلطی معاف ہو جاتی ہے اور اس کے ساتھ اس کا ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مومن کو جو تھکاوٹ، بیماری، پریشانی، حزن، تکلیف اور غم لاحق ہوتا ہے یہاں تک کہ اسے کوئی کانٹا چبھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے (6)۔

امام احمد اور ہناد نے زہد میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان کو ہر شے میں اجر دیا جاتا

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1392، دار الصمیعی الریاض

2۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 166 (9864) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 56، دار صادر بیروت 4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب البر والصلۃ والآداب، جلد 16، صفحہ 106 (2572)

5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 16، صفحہ 106 (2573)

ہے یہاں تک کہ پاؤں کے زخمی ہونے، تسمہ کے ٹوٹ جانے اور وہ سامان جو اس کی آستین میں ہو وہ گم ہو جائے وہ اس کی وجہ سے گھبرائے پھر اپنی بغل میں پائے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ کس آدمی کو سب سے زیادہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے۔ فرمایا انبیاء پھر لوگوں میں سے جو بہترین و اعلیٰ ہوتے ہیں، بندہ پر آزمائش لگاتار آتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرتا ہے کہ اس پر کوئی خطاء نہیں ہوتی۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور بیہقی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا بندۂ مومن کو جو تکلیف پہنچی ہے جو اس کے جسم کو اذیت دیتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اس کی خطائیں معاف فرمادیتا ہے (2)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن کو جو سر درد ہوتا ہے یا اسے جو کانٹا چبھتا ہے یا جو چیز اسے اذیت دیتی ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے بدلے میں اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کے بدلے میں اس کے گناہ بخش دیتا ہے (3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت بریدا سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے پاؤں کو جو زخم لگا ہے یا اس سے بڑھ کر کوئی تکلیف پہنچتی ہے یہاں تک کہ کانٹے کا ذکر کیا مگر اسے دو فائدوں میں سے ایک فائدہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخش دیتا ہے، اللہ تعالیٰ کی شان نہیں تھی مگر اس کی بدلہ میں بخشے یا بندے کو ایسی کرامت نصیب فرمائے، اللہ تعالیٰ اسے شرف سے نوازنے والا نہیں تھا مگر اسی جیسے عمل سے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ درد کی وجہ سے اجر نہیں لکھا جاتا اجر تو عمل کی وجہ سے لکھا جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں خطائیں معاف فرماتا ہے (5)۔

امام ابن سعد اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن ایاس بن ابی فاطمہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا تم میں کون یہ پسند کرتا ہے کہ صحت مند رہے بیمار نہ ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سب یہی پسند کرتے ہیں فرمایا کیا تم پسند کرتے ہو کہ گم شدہ گدھے کی طرح ہو جاؤ۔ ایک روایت میں ضالۃ کی جگہ صالہ کے الفاظ ہیں فرمایا کیا تم پسند نہیں کرتے کہ تم تکلیفوں والے اور کفارات والے ہو جاؤ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ مومن کو آزماتا ہے وہ نہیں آزماتا مگر اسے عزت دینے کے لئے۔ جنت میں بندے کے لئے ایسا درجہ ہے کوئی عمل بھی اسے اس مقام تک نہیں پہنچاتا یہاں تک کہ اسے آزمائش میں ڈالا جاتا ہے تا کہ وہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 136، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 168 (9874)
3۔ ایضاً (9875) 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 163، (9854) 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 162 (9848)

اس آزمائش کے ذریعے اس درجہ تک پہنچ سکے(1)۔

امام احمد، ابن ابی دنیا اور بیہقی نے حضرت محمد بن خالد سلمی رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں جبکہ وہ صحابی تھے۔ کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جب اللہ کی جانب سے ایک منزل بندے سے چھوٹ جائے جس تک وہ اپنے عمل کے ذریعے نہ پہنچ سکے اللہ تعالیٰ اس کے جسم میں کوئی بیماری پیدا فرمادیتا ہے یا اس کے مال یا اس کی اولاد میں آزمائش ڈالتا ہے پھر بندہ اس پر صبر کرے تو اللہ تعالیٰ اسے اس مقام تک پہنچادیتا ہے جو اس کے ہاتھ سے نکل چکی تھی(2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے کی اللہ تعالیٰ کے ہاں ایک منزل ہوتی ہے جس تک وہ عمل کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا اللہ تعالیٰ اسے ایسی آزمائش میں ڈالتا ہے جسے وہ پسند نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اس مقام تک جا پہنچتا ہے(3)۔

امام بیہقی نے حضرت احمد بن ابی حواری رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابوسلیمان کو کہتے ہوئے سنا حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنی عبادت گاہ میں تھا پھر آپ اس کے پاس سے گزرے تو درندوں نے اس کے گوشت کو چھیر پھاڑ دیا تھا، اس کا سر ایک طرف پڑا تھا، ران دوسری طرف پڑی تھی، جگر ایک طرف پڑا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب یہ تیرا بندہ تھا جو تیری اطاعت کرتا تھا تو نے اسے اس آزمائش میں ڈالا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی اے موسیٰ اس نے مجھ سے ایک ایسے مقام کا سوال کیا تھا جہاں تک وہ عمل سے نہیں پہنچ سکتا تھا، میں نے اسے اس آزمائش میں ڈالا ہے تو میں اسے اس وجہ سے ضرور اس مقام تک پہنچاؤں گا(4)۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس مومن کی رگ زخمی ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی خطائیں معاف فرماتا ہے اس کے حق میں نیکی لکھتا ہے اور اس کا درجہ بلند کردیتا ہے(5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ بیماری کے ذریعے اپنے بندے کو آزماتا ہے یہاں تک کہ اس کے سب گناہ بخش دیتا ہے(6)۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ کی راہ میں سر درد ہوا پھر اس نے صبر کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے سابقہ گناہ بخش دیتا ہے(7)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 164 (9856) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 163 (9852)

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 164، (9888) 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 163 (9853) 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 165 (9860)

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 166 (9863) 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 174، (9899)

مسلمان کو لگاتار درد اور اندرونی بخار سفید چاندی کی طرح کر دیتا ہے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو خضر کا بھائی تھا کہ میں محارب کے علاقہ میں تھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں بڑے اور چھوٹے جھنڈے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا یہ رسول اللہ ہیں۔ میں آپ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا جبکہ آپ ﷺ درخت کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ کے لئے ایک چادر بچھائی گئی تھی جبکہ آپ ﷺ کے اردگرد صحابہ موجود تھے۔ صحابہ نے بیماریوں کا ذکر کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بندۂ مومن کو جب کوئی بیماری لگتی ہے پھر اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرماتا ہے تو یہ بیماری اس کے سابقہ گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور باقی ماندہ زندگی کے لئے نصیحت ہوتی ہے۔ جب منافق بیمار ہوتا ہے اور بعد میں ٹھیک ہو جاتا ہے تو وہ اس اونٹ کی طرح ہے جسے گھر والے ڈھنگا ڈال دیں پھر کھول دیں۔ وہ اونٹ نہیں جانتا کہ کس مقصد کے لئے انہوں نے اسے ڈھنگا ڈالا اور کس مقصد کے لئے ڈھنگا کھولا۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ بیماریاں کیا ہیں؟ پوچھا گیا تو کبھی بھی بیمار نہیں ہوا، عرض کی نہیں۔ فرمایا ہمارے پاس سے اٹھ جا تو ہم میں سے نہیں (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو آدمی کسی مرض کی وجہ سے گرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے پاکیزہ اٹھاتا ہے (3)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندہ جب مریض ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کی طرف وحی کرتا ہے اے میرے فرشتو جب میں نے اپنے بندے کو اپنی قیود میں سے ایک قید میں لیا ہے، اگر میں اس کی روح قبض کروں تو میں اسے بخش دوں گا، اگر میں اسے موت عطا کروں تو اس کا جسم بخشا ہوا ہوگا، اس کا کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کو آزمائش میں ڈالتا ہے (جبکہ وہ خوب جانتا ہے) جس طرح تم اپنے سونے کو آگ میں ڈالتے ہو ان میں سے کچھ تو آگ سے یوں نکلتے ہیں جیسے خالص سونا، یہ وہ آدمی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام گناہوں سے نجات عطا فرمادی ہے، ان میں کوئی آزمائش سے یوں نکلتا ہے جو اس سونے کی طرح ہوتا ہے جو خالص سونے سے درجہ میں کم ہو۔ یہ وہ آدمی ہوتا ہے جس میں کوئی شک باقی رہتا ہے ان میں سے کچھ کالے سونے کی طرح نکلتے ہیں یہ وہ ہے جسے فتنہ میں ڈالا گیا ہے (4)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی حضرت بشیر بن عبد اللہ بن ابی ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایک انصاری صحابی کی عیادت کی، آپ ﷺ اس پر جھکے اس سے حال پوچھا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ سات دنوں سے میں نے آنکھ بند نہیں کی اور نہ ہی کوئی میرے پاس آیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بھائی صبر کر، تو اپنے گناہوں سے اسی طرح نکلے گا جس طرح تو ان میں داخل ہوا تھا۔ رسول

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 175 (9900) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 179، (9916)
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 180 (9922)
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 181 (24-9923)

اللہ ﷺ نے فرمایا بیماری کی ساعتیں گناہوں کی ساعتوں کو ختم کر دیتی ہیں (1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تکلیف کی ساعتیں گناہوں کی ساعتوں کو ختم کر دیتی ہیں (2)۔

امام بیہقی نے حضرت حکم بن عتبہ رحمہ اللہ سے وہ مرفوع روایت نقل کرتے ہیں فرمایا جب بندے کے گناہ زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کا کوئی عمل ایسا نہیں ہوتا جو اس کے گناہوں کا کفارہ بنے تو اللہ تعالیٰ اسے غم میں مبتلا کر دیتا ہے جس کے ذریعے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (3)۔

امام ابن عدی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو آزمائش اور دکھ سے آزماتا ہے یہاں تک کہ اسے صاف چاندی کی طرح چھوڑتا ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت مسیب بن رافع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا مسلمان آدمی لوگوں میں چلتا پھرتا ہے جبکہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا، عرض کی گئی اے ابو بکر یہ کیونکر ہو سکتا ہے؟ فرمایا مصائب پہنچنے، پتھر لگنے، کانٹا چبھنے اور تسمہ ٹوٹنے سے (5)۔

امام احمد نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ بے شک درد اور اندر کا بخار مومن کو لگے رہتے ہیں جبکہ اس کے گناہ احد پہاڑ جیسے ہوتے ہیں، یہ تکالیف اسے نہیں چھوڑتیں یہاں تک کہ اس پر رائی کے دانے کے برابر بھی گناہ نہیں رہتا۔

امام احمد نے حضرت خالد بن عبد اللہ قسری رحمہ اللہ سے وہ اپنے دادا یزید بن اسد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مریض کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح درخت کے پتے جھڑتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عیاض بن غضیف رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنا چہرہ دیوار کی طرف کیا ہوا تھا جبکہ ان کی بیوی ان کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھی۔ میں نے پوچھا حضرت ابو عبیدہ نے رات کیسے گزاری؟ بیوی نے جواب دیا اجر کے ساتھ رات گزاری۔ حضرت ابو عبیدہ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔ میں نے اجر کے ساتھ رات نہیں گزاری، اللہ تعالیٰ جسے کسی جسمانی آزمائش میں مبتلا کرے تو یہ اس کے گناہوں کو ختم کرنے کا باعث ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کو تکلیف دیتا ہے پھر اسے صحت بخشتا ہے تو یہ چیز اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے اور باقی ماندہ زندگی میں وہ رضا کا طالب ہوتا ہے، فاجر کو اللہ تعالیٰ

1۔ شعب الایمان، باب فی الصبر علی المصائب، جلد 7، صفحہ 181 (9925) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 182، (9926)
3۔ ایضاً (9927)
4۔ ایضاً (9927) مکرر
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 196 (9974)

آزمائش میں ڈالتا ہے پھر اسے صحت عطا کرتا ہے تو وہ اونٹ کی طرح ہے جس کے گھر والوں نے ڈھنگا باندھا ہو، اونٹ نہیں جانتا کہ گھر والوں نے اسے کیوں ڈھنگا باندھا پھر اسے آزاد کر دیا اور وہ نہیں جانتا کہ گھر والوں نے اسے کیوں آزاد کر دیا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کے پاس ایک اعرابی تھا۔ لوگوں نے درد کا ذکر کیا۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تجھے کبھی درد نہیں ہوا۔ اس نے کہا نہیں حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تو ہم میں سے نہیں۔ جس بندے کو بھی کسی آزمائش میں ڈالا جاتا ہے تو اس کے گناہ یوں جھڑ جاتے ہیں جیسے درخت سے پتے جھڑ جاتے ہیں۔ کافر کو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے اس کی آزمائش اونٹ جیسی ہے جس کو ڈھنگا مارا جاتا ہے۔ اسے پتا نہیں ہوتا کہ اس کا پاؤں کیوں باندھا جا رہا ہے۔ اسے آزاد کر دیا جاتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں آزاد کیا گیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت میں لفظ سوء کا معنی شرک نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بھی اس کی مثل روایت نقل کی ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں کافر کا ذکر ہے پھر آپ نے یہ آیت هَلْ نُجْزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ (سبأ: 17) پڑھی (3)۔

وَ مَنْ يَّعْمَلْ مِنَ الصّٰلِحٰتِ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ وَ لَا يُظْلَمُوْنَ نَقِيْرًا ﴿۱۲۴﴾

"اور جس نے عمل کیے اچھے، مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو سو وہی لوگ داخل ہوں گے جنت میں اور نہ ظلم کیے جائیں گے تل بھر"۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت لَيْسَ بِاَمَانِيِّكُمْ نازل ہوئی تو اہل کتاب نے کہا ہم اور تم برابر ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی، مسلمانوں کو اہل کتاب پر کامیابی دی گئی (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عمل صالح کے بغیر ایمان قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے (5)۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ، ان سے ملے اور اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہاں صالحات سے مراد فرائض ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودی، نصرانی اور مشرک بھی عمل خیر کرتے ہیں یہ انہیں کوئی نفع نہیں دیتا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 341، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 340

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 335 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 344

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والا عمل قبول کرتا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نَقِيْرًا سے مراد وہ نقطہ ہے جو گٹھلی کی پشت پر ہوتا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت کلبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قطمیر سے مراد وہ چھلکا ہے جو گٹھلی پر ہوتا ہے فتیل سے مراد وہ ریشہ ہے جو اس کے اندر کی جانب ہوتا ہے اور نَقِيْرًا سے مراد وہ سفید نقطہ ہے جو گٹھلی کے وسط میں ہوتا ہے۔

وَ مَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحْسِنٌ وَّ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ؕ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ﴿۱۲۵﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا ﴿۱۲۶﴾

''اور کون بہتر ہے دینی لحاظ سے اس شخص سے جس نے جھکا دیا ہو اپنا چہرہ اللہ کے لئے اور وہ احسان کرنے والا ہو اور پیروی کی ملت ابراہیم کی اسی حال میں کہ وہ ہر باطل سے منہ موڑے ہوئے ہو اور بنالیا ہے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم کو خلیل۔ اور اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو گھیرے میں لینے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل اسلام نے کہا کہ اسلام کے سوا کوئی دین نہیں ہماری کتاب نے تمام کتابوں کو منسوخ کر دیا اور ہمارے نبی خاتم النبین ہیں، ہمارا دین بہترین دین ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک صحیح روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت کے لئے چن لیا (1)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے سند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلت، حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیدار کے لئے منتخب کیا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور ابن ضریس نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ یمن آئے تو لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو یہ آیت پڑھی وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا تو ایک آدمی نے کہا حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ماں کی آنکھ ٹھنڈی ہوگئی۔

امام حاکم نے حضرت جندب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی اور اسے صحیح قرار دیا کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی اپنا خلیل بنایا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم

1۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 629 (4098)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 332 (11914)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے (1)۔

امام طبرانی اور ابن عسا کر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا بے شک تمہارا صاحب (نبی) اللہ کا خلیل ہے، بے شک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے روز تمام بنی آدم کے سردار ہوں گے پھر سورۃ الاسراء کی آیت نمبر 79 پڑھی عَسٰۤى اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔(2)

امام طبرانی نے حضرت سمرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے روز دو نبی آپس میں خلیل ہوں گے کوئی اور ان کا خلیل نہ ہوگا، اس روز میرا خلیل حضرت ابراہیم خلیل اللہ ہوں گے (3)۔

امام طبرانی اور بزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں موتی کا ایک محل ہے نہ اس میں کوئی سوراخ ہے اور نہ ہی اس میں کمزوری ہے، اللہ تعالیٰ نے اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ضیافت کے لئے تیار کیا ہے۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے کیا تم اس پر تعجب کرتے ہو کہ خلت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے ہے، کلام کا اشرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہے اور دیدار حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہے؟ (4)

امام ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ صحابہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے یہاں تک کہ ان کے قریب آئے، انہیں مذاکرہ کرتے ہوئے سنا ان کی گفتگو سنی، کوئی کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے خلیل بنایا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے خلیل ہیں، ایک اور نے کہا یہ کوئی اس سے زیادہ تعجب والی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہم کلامی کا شرف بخشا، ایک اور نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں، ایک اور نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور انہیں سلام کیا فرمایا میں نے تمہاری گفتگو سنی اور تمہارے اظہار تعجب کو بھی سنا کہ حضرت ابراہیم، اللہ کے خلیل ہیں، حضرت موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ ہیں، حضرت عیسی روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے، بات اسی طرح ہے، خبردار میں اللہ کا حبیب ہوں، یہ کوئی فخر نہیں کر رہا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، میں کوئی فخر نہیں کر رہا، سب سے پہلے میں جنت کے تالے کو حرکت دوں گا تو اللہ تعالیٰ اسے کھولے گا، اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل کرے گا اور میرے ساتھ مومن فقراء ہوں گے، یہ میں کوئی فخر کی بات نہیں کر رہا، میں قیامت کے روز اگلوں پچھلوں میں سے سب سے معزز ہوں گا، یہ کوئی فخر نہیں کر رہا (5)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقد مین من الانبیاء، جلد 2، صفحہ 599 (4018) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 142 (10256)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد　3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 258 (7052)

4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 510 (3747)

5۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی کتاب المناقب جلد 13، صفحہ 90 (3616) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام زبیر بن بکار نے موفقیات میں روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی کی کیا تو جانتا ہے میں نے تجھے کیوں اپنا خلیل بنایا۔ عرض کی اے میرے رب میں تو نہیں جانتا۔ فرمایا میں نے تیرے دل میں نگاہ کی تو تجھے پایا کہ تو سخاوت کرنا پسند کرتا ہے، کچھ لینا پسند نہیں کرتا۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن ابزی سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام گھر تشریف لائے، ملک الموت ایک ایسے نوجوان کی شکل میں آئے جسے آپ پہنچانتے نہ تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کس کی اجازت سے اندر آئے تو اس نے کہا گھر کے مالک کی اجازت سے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسے پہچان لیا۔ ملک الموت نے عرض کی تیرے رب نے اپنی مخلوق میں سے ایک خلیل بنایا ہے۔ حضرت ابراہیم نے فرمایا ہم اس کے لئے ہیں۔ ملک الموت نے پوچھا آپ اس کے ساتھ کیا کریں گے؟ فرمایا میں موت تک اس کا خادم رہوں گا۔ ملک الموت نے کہا وہ تو آپ ہی ہیں۔ حضرت ابراہیم نے پوچھا اللہ تعالیٰ نے مجھے کس وجہ سے اپنا خلیل بنایا ہے؟ عرض کی آپ دینا پسند کرتے ہیں لینا پسند نہیں کرتے۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے جبرئیل اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل کس وجہ سے بنایا ہے؟ تو حضرت جبرئیل امین نے عرض کی اے محمد ﷺ وہ کھانا کھلانا پسند کرتے تھے(1)۔

امام دیلمی نے کمزور سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا اے چچا کیا تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کیوں خلیل بنایا ہے؟ حضرت جبرئیل امین آپ کی طرف اترے، پوچھا اے خلیل کیا تو جانتا ہے تجھے کیوں خلت عطا کی گئی؟ فرمایا اے جبرئیل علیہ السلام میں تو کچھ نہیں جانتا۔ تو جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا کیونکہ آپ عطا کرتے ہیں لیتے کچھ نہیں۔

امام حافظ ابو القاسم حمزہ بن یوسف سہمی نے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے فضائل عباس میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ اسلام کی اولاد میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منتخب کیا اور خلیل بنایا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو منتخب فرمایا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے نزار کو منتخب کیا، نزار میں سے مضر کو منتخب کیا، مضر سے کنانہ کو چنا، کنانہ سے قریش کو چنا، قریش میں سے بنو ہاشم کو چنا، بنو ہاشم میں سے بنو مطلب کو چنا اور بنو مطلب سے مجھے منتخب کیا۔

حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بیہقی نے شعب الایمان میں، ابن عساکر اور دیلمی نے حضرت ابراہیم سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو خلیل حضرت موسیٰ کو نجی اور مجھے حبیب بنایا پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنی عزت کی قسم میں اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور نجی پر ترجیح دوں گا(2)۔

1۔ شعب الایمان، باب فی اکرام الضیف، جلد 7، صفحہ 98 (9616)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ ایضاً، باب فی حب النبی ﷺ، جلد 2، صفحہ 185 (1494)

امام بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو قبطی (چادریں) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حبرہ کا حلہ پہنایا جائے گا جبکہ نبی مکرم عرش کی دائیں جانب تشریف فرما ہوں گے۔ واللہ اعلم۔

وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَآءِ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ ۙ وَ مَا يُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ فِيْ يَتٰمَى النِّسَآءِ الّٰتِيْ لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْوِلْدَانِ ۙ وَ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلْيَتٰمٰى بِالْقِسْطِ ؕ وَ مَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِهٖ عَلِيْمًا ﴿۱۲۷﴾

"اور فتویٰ پوچھتے ہیں آپ سے عورتوں کے بارے میں آپ فرمائیے اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے تمہیں ان کے بارے میں اور وہ آیتیں جو پڑھی جاتی ہیں تم پر اس کتاب (قرآن) میں (ان میں احکام ہیں) ان یتیم بچیوں کے متعلق جنہیں تم نہیں دیتے ہو جو (حق) مقرر کیا گیا ہے ان کے لئے اور خواہش کرتے ہو کہ خود نکاح کرلو ان کے ساتھ (ان کا مال دبوچنے کے لئے) اور (قرآن میں احکام ہیں) کمزور بچوں کے متعلق اور (وہ یہ) کہ قائم رہو یتیموں کے معاملہ میں انصاف پر اور جو کرو گے بھلائی (کے کاموں) سے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ دور جاہلیت میں بچے کو وارث نہ بنایا جاتا یہاں تک کہ وہ بڑا ہو جاتا۔ اسی طرح وہ عورت کو بھی وارث نہ بناتے۔ جب اسلام آ گیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ وراثت کے بارے میں پہلا حکم تھا(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہی وارث بنتا جو بالغ ہوتا وہ مال کی نگہداشت کر سکتا اور اس کی بہتری کے لئے کام کرتا، چھوٹا بچہ اور عورت کسی چیز کے وارث نہ بنتے۔ جب سورۂ نساء میں میراث کے احکام نازل ہوئے تو یہ امر لوگوں پر شاق گزرا، کہنے لگے کیا چھوٹا بچہ بھی وارث ہوگا جو مال کی نگہداشت ہی نہیں کرتا جبکہ عورت کی بھی یہی حالت ہے، کیا یہ دونوں اسی طرح وارث بنیں گے جس طرح مرد وارث بنتا ہے۔ وہ امید رکھتے تھے کہ اس بارے میں آسمان سے کوئی حکم نازل ہوگا۔ انہوں نے انتظار کیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ آسمان سے کوئی حکم نازل نہیں ہوتا تو انہوں نے کہا اگر یہ اسی طرح مکمل ہو گیا کہ یہ فرض ہے تو اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ ہوگا پھر انہوں نے کہا اس بارے میں پوچھو تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس میں یتیم عورتوں کا حکم نازل فرمایا۔ جنہیں تم ان کا حق نہیں دیتے اور تم یہ بھی رغبت رکھتے ہو کہ ان سے نکاح کرلو۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے کہا ولی کا طریقہ یہ ہوتا کہ جب عورت خوبصورت اور صاحب مال ہوتی تو ولی اس میں رغبت کرتا، اس سے نکاح کرتا اور اسے اپنے لئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 347، دار احیاء التراث العربی بیروت

ترجیح دیتا۔ اگر وہ عورت خوبصورت اور صاحب مال نہ ہوتی تو اس کا کسی اور سے نکاح کر دیتا، خود اس سے نکاح نہ کرتا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ عورتوں اور بچوں کو وراثت میں سے کوئی چیز نہ دیتے وہ کہتے نہ یہ جنگ کرتے ہیں اور نہ مال غنیمت اکٹھا کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے معین حق فرض کر دیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کوئی بچی یتیم اور بدصورت ہوتی تو وہ لوگ اسے میراث نہ دیتے اسے شادی کرنے سے روک دیتے یہاں تک کہ وہ بچی مر جاتی پھر خود اس کے وارث بن جاتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یتیم بچی کسی مرد کی گود میں ہوتی وہ اس سے نکاح میں رغبت رکھتا، اسے مال نہ دیتا یہ امید رکھتے ہوئے کہ وہ مر جائے اور خود اس کا وارث بن جائے۔ اگر اس کا کوئی قریبی فوت ہو جاتا تو میراث میں سے اسے کوئی چیز عطا نہ کی جاتی۔ یہ دور جاہلیت میں رواج تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حکم کو واضح کیا۔ وہ چھوٹے بچے اور کمزور کو وراثت میں سے کوئی چیز نہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میراث میں سے اسے حصہ دیا جائے (4)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمۃ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے چچا کی ایک نابینا بیٹی تھی، وہ بدصورت بھی تھی۔ وہ اپنے باپ کے مال کی وارث بنی۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ اس سے نکاح میں کوئی رغبت نہیں رکھتے تھے اور اس کا نکاح کسی اور سے بھی نہ کرتے کہ کہیں اس کا خاوند مال نہ لے جائے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا کچھ لوگوں کی پرورش میں اس جیسی لڑکیاں تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل کیا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو مالک سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا جب کوئی عورت کسی ولی کے پاس ہوتی جس کے ساتھ نکاح میں وہ کوئی رغبت نہ رکھتا تو وہ اس سے شادی نہ کرتا اور نہ ہی کسی کو اس سے شادی کرنے دیتا وہ لوگ صرف بڑے لڑکے پھر بڑے لڑکے کو ہی وارث بناتے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ میراث کے بارے میں سورہ کے آغاز میں جو تم پر احکام تلاوت کیے گئے ہیں وہ لوگ نہ بچے اور نہ ہی عورت کو وارث بناتے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جاتا (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 347، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 348 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 348

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 349 5۔ ایضاً

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 22 (17401) 7۔ ایضاً، (17400)

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ مرد ہے جس کے پاس کوئی یتیم بچی ہوتی۔ وہ اس بچی کا ولی اور وارث ہوتا۔ وہ بچی اس کے مال میں حصہ دار ہوتی یہاں تک کہ کھجور کے پھل دار درختوں میں بھی حصہ دار ہوتی وہ اس کے ساتھ نکاح میں رغبت رکھتا اور کسی دوسرے مرد سے شادی کرنے کو ناپسند کرتا کہ جس مال میں وہ بچی شریک ہے کہیں وہ مرد اس مال میں شریک نہ ہو جائے۔ تو وہ مرد اس عورت کو تنگ کرتا تو یہ آیت نازل ہوئی(1)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے اس آیت کے نازل ہونے کے بعد ان عورتوں کے بارے میں فتویٰ طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو یہ ذکر کیا ہے مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ فِی الْكِتٰبِ سے مراد پہلی آیت ہے جس میں یہ حکم ہے اِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ فرمایا اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ تَرْغَبُوْنَ اَنْ تَنْكِحُوْهُنَّ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس یتیم عورت سے اعراض کرتا ہے جو اس کی گود میں ہوتی ہے جس کے پاس مال بھی کم اور حسن بھی ناپید۔ انہیں منع کیا گیا کہ وہ یتیموں کے مال اور جمال کی وجہ سے ان میں رغبت کریں مگر اس صورت میں کہ انصاف کو ملحوظ خاطر رکھیں کیونکہ تم ان سے اعراض کرتے ہو(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں مرد کے پاس یتیم بچی ہوتی وہ اپنا کپڑا اس پر ڈال دیتا۔ جب وہ ایسا کر دیتا تو کوئی بھی اس سے شادی نہ کر سکتا اگر وہ بچی خوبصورت ہوتی اور یہ اس سے محبت کرتا تو اس سے شادی کر لیتا اور اس کا مال کھاتا۔ اگر وہ بدصورت ہوتی تو دوسرے لوگوں کو اس سے شادی کرنے سے روک دیتا یہاں تک کہ وہ مر جاتی جب وہ مر جاتی۔ تو وہ اس عورت کا وارث بن جاتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا اور اس سے منع کر دیا وہ لوگ چھوٹے بچوں اور بیٹوں کو وارث نہ بناتے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان لَا تُؤْتُوْنَهُنَّ مَا كُتِبَ کا یہی مطلب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا اور ہر حصے دار کا حصہ متعین فرمایا وہ چھوٹا ہو یا بڑا ہو(3)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یتیم بچی کسی مرد کے ہاں پرورش پا رہی ہوتی جو بدصورت ہوتی، وہ مرد اس سے نکاح کرنے میں رغبت کا اظہار نہ کرتا اور اس کے مال کی طمع میں نہ اس کا کسی اور سے نکاح کرتا(4)۔

قاضی اسماعیل نے احکام القرآن میں عبد الملک بن محمد بن حزن رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمرہ بنت حزم، حضرت سعد بن ربیع کی بیوی تھی۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی عمرہ سے ایک بیٹی تھی۔ حضرت عمرہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئی کہ اپنی بیٹی کی میراث طلب کرے۔ اس بارے میں یہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 661، وزارت تعلیم اسلام آباد
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 52-350
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 54-353
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 349

آیت نازل ہوئی۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری اور ابن سیرین رحمہما اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں ان کے قول نقل کیے ہیں۔ ایک نے کہا اس کا معنی ہے تم ان سے نکاح کرنے میں رغبت رکھتے ہو، دوسرے نے کہا تم ان سے نکاح کرنے میں رغبت نہیں رکھتے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ تم ان عورتوں سے نکاح کرنے میں رغبت نہیں رکھتے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عبیدہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم نے ان کے ساتھ نکاح کرنے سے اعراض کرتے ہو۔

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَاۤ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ؕ وَ الصُّلْحُ خَيْرٌ ؕ وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ؕ وَ اِنْ تُحْسِنُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۲۸﴾ وَ لَنْ تَسْتَطِيْعُوْۤا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَ لَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ ؕ وَ اِنْ تُصْلِحُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۲۹﴾ وَ اِنْ يَّتَفَرَّقَا يُغْنِ اللّٰهُ كُلًّا مِّنْ سَعَتِهٖ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ وَاسِعًا حَكِيْمًا ﴿۱۳۰﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ لَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ اِيَّاكُمْ اَنِ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَنِيًّا حَمِيْدًا ﴿۱۳۱﴾ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۳۲﴾ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَ يَاْتِ بِاٰخَرِيْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِيْرًا ﴿۱۳۳﴾ مَنْ كَانَ يُرِيْدُ ثَوَابَ الدُّنْيَا فَعِنْدَ اللّٰهِ ثَوَابُ الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًۢا بَصِيْرًا ﴿۱۳۴﴾ ع

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 352، دار احیاء التراث العربی بیروت

''اور اگر کوئی عورت خوف کرے اپنے خاوند سے (اس کی) زیادتی یا روگردانی کی وجہ سے تو نہیں کوئی حرج ان دونوں پر کہ صلح کرلیں آپس میں اور صلح ہی (دونوں کے لئے) بہتر ہے اور موجود رکھا گیا ہے نفسوں میں بخل اور اگر تم احسان کرو اور متقی بنو تو بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے۔ اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھتے کہ پورا پورا انصاف کرو اپنی بیویوں کے درمیان اگرچہ تم اس کے بڑے خواہش مند بھی ہو تو یہ نہ کرو کہ جھک جاؤ (ایک بیوی کی طرف) بالکل اور چھوڑ دو دوسری کو جیسے وہ (درمیان میں) لٹک رہی ہو اور اگر تم درست کرلو اپنا (رویہ) اور پرہیزگار بن جاؤ تو بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اور اگر دونوں (میاں بیوی) جدا ہو جائیں تو غنی کردے گا اللہ تعالیٰ دونوں کو اپنی وسیع بخشش سے اور اللہ تعالیٰ وسیع بخشش والا حکمت والا ہے۔ اور اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور بے شک ہم نے حکم دیا ان لوگوں کو جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور (حکم دیا) تمہیں بھی کہ ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور اگر کفر کرو تو بے شک اللہ کے ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور ہر تعریف کا مستحق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔ اگر چاہے تو لے جائے تمہیں اے لوگو اور لے آئے دوسروں کو اور اللہ تعالیٰ اس بات پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ جو شخص ارادہ کرتا ہو صرف ثواب دنیا کا (تو یہ اس کی اپنی کم نظری ہے) اللہ کے پاس تو دنیا و آخرت (دونوں) کا ثواب ہے اور اللہ تعالیٰ ہر بات سننے والا ہر چیز دیکھنے والا ہے''۔

امام طیالسی، ترمذی، ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو خوف ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اسے طلاق دے دیں گے انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے طلاق نہ دیجئے، میری باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دے دیجئے تو حضور ﷺ نے ایسا ہی کیا تو یہ آیت نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا میاں بیوی جس امر پر صلح کرلیں وہ جائز ہے(1)۔

امام ابن سعد، ابوداؤد، حاکم اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم ازواج مطہرات کے ہاں قیام میں کسی کو کسی پر کوئی فضیلت نہ دیتے تھے۔ حضور ﷺ دن میں ہر عورت کے پاس تشریف لے جاتے جبکہ اس سے حقوق زوجیت ادا نہ فرماتے یہاں تک کہ جس عورت کی باری ہوتی تو اس کے ہاں رات گزارتے۔ حضرت سودہ بنت زمعہ جب بوڑھی ہو گئیں اور انہیں خوف ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اسے طلاق دے دیں گے تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میری باری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے ہے تو رسول اللہ ﷺ نے اسے قبول فرمالیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں آیت نازل فرمائی(2)۔

1۔ جامع ترمذی، مع عارضۃ الاحوذی، کتاب التفسیر، جلد 11، صفحہ 128 (3040) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 203 (2760) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ مرد کے پاس ایک بیوی ہو، وہ اپنے پاس مزید رکھنے کی خواہش نہ رکھتا ہو، اس سے جدائی کا ارادہ رکھتا ہو تو وہ عورت کہے میں اپنے حقوق سے آپ کو بری کرتی ہوں تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت وَ الصُّلۡحُ خَیۡرٌ (النساء:128) ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس کے عقد میں بیوی تھی جس کے ساتھ اس کا طویل عرصہ گزر چکا تھا۔ اس عورت کے بطن سے اس کے کئی بچے ہوئے تھے۔ اب مرد نے اس بیوی کو بدلنے کا ارادہ کیا تو عورت نے اس مرد سے اس بات پر صلح کی کہ مرد اس کے پاس ہی رہے مگر اس کے اخراجات سے بری الذمہ ہو جائے (2)۔

امام مالک، عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت رافع بن خدیج رحمہ اللہ سے روایت نقل کیا ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس کے پاس ایک بیوی تھی جس کے بڑھاپے سے وہ بیزار ہو چکا تھا۔ اس مرد نے اس عورت کے ہوتے ہوئے ایک جوان عورت سے شادی کر لی اور اس جوان عورت کو بوڑھی عورت پر ترجیح دینے لگا۔ پہلی عورت نے اس کے پاس رہنے سے انکار کر دیا۔ مرد نے اسے ایک طلاق دے دی۔ جب اس کی تھوڑی عدت رہ گئی تو مرد نے کہا اگر تو چاہے تو میں تجھ سے رجوع کر لوں اور تو اس ترجیح پر صبر کرے اور اگر تو چاہے تو میں تجھے چھوڑ دوں۔ عورت نے کہا بلکہ تو مجھ سے رجوع کر لے دونوں نے آپس میں رجوع کر لیا لیکن عورت اس ترجیح پر صبر نہ کر سکی۔ مرد نے دوسری طلاق دے دی اور نوجوان عورت کو اس پر ترجیح دی۔ یہ وہ صلح ہے جس کے بارے میں ہمیں خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام شافعی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ محمد بن مسلمہ کی بیٹی رافع بن خدیج کے عقد میں تھی رافع نے اس کی کسی بات کو ناپسند کیا وہ بڑھاپا تھا یا کوئی اور بات تھی رافع نے اسے طلاق دینے کا ارادہ کیا تو بیوی نے کہا مجھے طلاق نہ دو جو تمہیں مناسب لگے میرے لئے باری مقرر کر دو۔ دونوں نے آپس میں صلح کر لی تو یہی طریقہ چل پڑا تو اس بات میں قرآن حکیم نازل ہوا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا اس قسم کے مسائل کے بارے میں پوچھا کرو پھر فرمایا ایک عورت کسی مرد کے عقد میں ہو جس کی عمر سے وہ بے زار ہو چکا ہو وہ دوسری عورت سے شادی کرے تا کہ اسے بچہ حاصل ہو تو وہ میاں بیوی جس امر پر صلح کریں تو وہ جائز ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 356، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 480، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 359

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 510 (16469)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 356

امام طیالسی، ابن ابی شیبہ، ابن راھویہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ایک مرد کے پاس دو بیویاں ہوں، ان میں سے ایک بوڑھی ہو اور بدصورت بھی ہو، وہ اس عورت سے جدائی کا ارادہ کرے۔ وہ عورت مرد سے اس بات پر صلح کرے کہ مرد اس کے پاس ایک رات گزارے اور دوسرے کے پاس کئی راتیں گزارے اور اس سے جدائی اختیار نہ کرے، جتنا عرصہ وہ خوش رہے تو اس میں کوئی حرج نہیں، اگر وہ عورت اسی مصالحت سے رجوع کرے تو مرد دونوں میں برابری کرے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہ عورت ہے جو کسی مرد کے عقد میں ہو اور بوڑھی ہو جائے، وہ مرد اس عورت کے ہوتے ہوئے ایک اور عورت سے شادی کرنا چاہے، وہ آپس میں صلح کرلیں کہ اس کے لئے ایک دن اور دوسری کے لئے دو یا تین دن ہوں گے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے ایک عورت جو کسی مرد کے عقد میں ہو جو اس مرد سے وافر محبت نہیں پاتی جبکہ اس مرد کی ایک اور بیوی ہو جو اس مرد کو زیادہ محبوب ہے، وہ مرد اس عورت کو ترجیح دیتا ہے۔ جب صورتحال ایسی ہو تو اللہ تعالیٰ نے اس مرد کو حکم دیا کہ وہ اس غیر محبوب بیوی کو کہے۔ اے فلانہ اگر تو چاہے تو اس حال میں رہے جس طرح تو دیکھ رہی ہے کہ میں دوسری بیوی کو ترجیح دے رہا ہوں تو میں تیرے ساتھ ہمدردی کروں گا، تم پر خرچ کروں گا تو تو میرے پاس رہ، اگر تو ناپسند کرتی ہے تو میں تجھے آزاد کرتا ہوں، اگر وہ عورت اس مرد کے پاس رہنے پر راضی ہو جائے جبکہ مرد نے اسے اختیار دیا تھا تو اس پر کوئی حرج نہیں، اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالصُّلۡحُ خَيۡرٌ کا یہی مطلب ہے۔ یعنی مرد کے ساتھ رہنے اور جدائی اختیار کرنے میں اختیار دینا ایک عورت کو دوسری عورت پر لگاتار ترجیح دینے سے زیادہ بہتر ہے (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک مرد ہو جس کے عقد میں بڑی عمر کی عورت ہو وہ اس کی موجودگی میں ایک نوجوان عورت سے شادی کر لیتا ہے اور یہ ناپسند کرتا ہے کہ پہلی بیوی (جو اس کے بچوں کی ماں ہے) سے جدائی اختیار کرے وہ عورت سے مال یا نفس کے عطیہ پر صلح کر لیتا ہے تو یہ صلح اچھی ہے (3)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ابی سنابل بن بعکک کے حق میں نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کے حق میں نازل ہوئی۔

امام ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سے سب سے زیادہ مبغوض طلاق ہے (5)۔

امام حاکم، کثیر بن عبد اللہ بن عوف سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 356، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 357 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 358

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 359 5۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الطلاق، جلد 2، صفحہ 505

ارشاد فرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے نزدیک ہر صلح جائز ہے مگر وہ صلح جو حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر دے۔ مسلمانوں کو اپنی شرطیں پوری کرنا ہوں گی مگر ایسی شرط جو حلال کو حرام کر دے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ اُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ عورت صلح کے وقت خاوند سے اپنا حصہ لینے میں بخل سے کام لیتی ہے (2)۔

امام جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اس کی تفسیر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں نقل کی ہے وہ دوسرے آدمی سے ایسی چیز کی خواہش کرتا ہے جس پر دوسرا آدمی حرص کرتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ تم اس بات کی طاقت نہیں رکھتے کہ عورتوں سے محبت کرنے اور ان سے حقوق زوجیت ادا کرنے میں عدل کرو تو تم ایک کی طرف یوں مائل نہ ہو جاؤ کہ دوسری کو یوں عضو معطل بنا دو کہ نہ وہ بیوہ ہو اور نہ ہی خاوند والی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ نبی کریم ﷺ دوسری ازواج کی بنسبت آپ سے زیادہ محبت کرتے تھے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ عورتوں میں باری معین کرتے اور ان میں عدل کرتے پھر یوں دعا کرتے اے اللہ یہ میری وہ تقسیم ہے جس کا میں مالک ہوں مجھے اس چیز میں ملامت نہ کرنا جس کا تو تو مالک ہے مگر میں مالک نہیں (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر اور ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی دو بیویاں ہوں ان میں سے ایک کی طرف مائل ہو جائے وہ قیامت کے روز آئے گا کہ اس کی ایک جانب گری ہوگی (5)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام اس بات کو بھی پسند کرتے تھے کہ وہ خوشبو میں بھی سوکنوں میں برابری کریں، وہ جس طرح ایک عورت کے لئے خوشبو لگاتے اسی طرح دوسری کے لئے بھی خوشبو لگاتے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت جابر بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میری دو بیویاں تھیں، میں ان میں مساوات کرتا یہاں تک کہ بوسہ لینے میں برابری کرتا (7)۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاحکام، جلد 4، صفحہ 113 (7059)　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 361
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 362,65,67　4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 479 (1971) بیروت
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 367　6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 37 (17545)
7۔ ایضاً، (17544)

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں قول نقل کیا ہے کہ جس کی دو بیویاں ہوں وہ اسے بھی ناپسند کرتے کہ ایک کے گھر میں وضو کریں دوسری کے گھر میں وضو نہ کریں (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صحابہ سوکنوں میں برابری کرتے، اگر کوئی ایسی چیز بچ جاتی جس کا کیل نہ ہوسکتا جیسے ستو اور کھانا وہ ایک ایک ہتھیلی ان کو دے دیتے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم عورتوں کے حقوق زوجیت ادا کرنے میں برابری کی طاقت نہیں رکھتے۔

امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت عبیدہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم محبت میں برابری کی طاقت نہیں رکھتے تو تم حقوق زوجیت ادا کرنے میں ایک طرف مائل نہ ہو جاؤ کہ تم اسے یوں عضو معلق بنادو کہ نہ وہ بیوہ ہو اور نہ ہی خاوند والی (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم محبت میں برابری کی طاقت نہیں رکھتے تو ایک کے ساتھ برائی کا قصد نہ کرو (4)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نہ تو اس کی طرف مائل ہو، نہ اس پر مال خرچ کرے اور نہ ہی اس کے لئے باری مقرر کرے (5)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر تو ایک سے محبت کرتا ہے اور دوسری سے بغض رکھتا ہے تو ان میں عدل کر۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تم اسے یوں کر چھوڑو کہ نہ وہ مطلقہ ہو اور نہ ہی خاوند والی (6)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن جریر، ابن منذر اور ابن جریر نے معلقہ کا معنی قیدی نقل کیا ہے (7)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَاِنْ يَّتَفَرَّقَا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ خاوند بیوی کو طلاق دے دے (8)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے غنیا اور حمیدا کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ مخلوق سے بے نیاز اور ان کے ہاں حمد کے لائق ہے (9)۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 37 (17543)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، (17546)
3۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 519 (16686)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 366
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 368
7۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 482 (651)، بیروت
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 369
9۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 370

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وکیل کا معنی حفیظ (نگہبان) نقل کیا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ کی قسم ہمارا رب اس پر قادر ہے کہ مخلوق میں سے جسے چاہے ہلاک کرے اور دوسرے لوگوں کو ان کے بعد لے آئے (3)۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا ۫ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ﴿۱۳۵﴾

"اے ایمان والو! ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے انصاف پر، گواہی دینے والے محض اللہ کے لئے۔ چاہے گواہی دینا پڑے تمہیں اپنے نفسوں کے خلاف یا اپنے والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف، (جس کے خلاف گواہی دی جا رہی ہے) وہ دولت مند ہو یا فقیر، پس اللہ زیادہ خیر خواہ ہے دونوں کا، تو نہ پیروی کرو خواہش نفس کی انصاف کرنے میں اور اگر تم ہیر پھیر کرو یا منہ موڑ و تو بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے اچھی طرح باخبر ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ وہ حق بات کہیں اگر چہ وہ ان کے اپنے، ان کے آباء اور ان کے بیٹوں کے خلاف ہو، وہ غنی سے اس کی دولت کی وجہ سے نہ ڈریں اور نہ ہی مسکین پر اس کی مسکینی کی وجہ سے رحم کریں۔ تم خواہش نفس کی پیروی نہ کرو کہ حق کو چھوڑ دو اور ظلم کرنے لگو اور گواہی دیتے وقت زبانوں کو دہرا نہ کر دیا گواہی دینے سے اعراض نہ کرو (4)۔

ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ دو آدمی قاضی کے پاس بیٹھتے ہیں، قاضی دوسرے کی بنسبت ایک کے لئے جھکتا یا اعراض کرتا ہے (5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ آئے تو سورۂ بقرۃ پہلی صورت تھی جو نازل ہوئی، اس کے پیچھے سورۂ نساء نازل ہوئی ایک آدمی کے ہاں بیٹے، چچا یا قریبی رشتہ دار کے بارے میں گواہی ہوتی، وہ شہادت بیان کرتا ہوئے صحیح بات نہ کرتے یا گواہی کو چھپا تا تھا۔ اس کی وجہ اس آدمی کی تنگ دستی ہوتی۔ وہ خیال کرتے کہ یہ خوش حال ہو لے اس وقت اس کے خلاف گواہی دے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 370
2۔ ایضاً
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 371
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 373
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 375

لوں گا۔تو یہ حق ادا کردے گا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی یعنی اللہ کی رضا کی خاطر گواہی اگرچہ وہ مدعی علیہ غنی ہو یا فقیر ہو۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک غنی اور ایک فقیر نے اپنا مسئلہ پیش کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمدردی فقیر کے ساتھ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے تھی کہ فقیر غنی پر ظلم نہیں کرسکتا۔ اللہ نے غنی اور فقیر میں انصاف کا حکم دیا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ گواہی کے بارے میں آیت نازل ہوئی اے ابن آدم صحیح گواہی دو اگرچہ گواہی تمہارے اپنے خلاف ہو یا والدین، قریبی رشتہ دار وں یا اپنی قوم کے معززین کے خلاف ہو، شہادت تو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہوتی ہے، لوگوں کی رضا کی خاطر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں بھی عدل سے راضی ہوتا ہے، عدل و انصاف زمین میں اللہ کے ترازو ہیں، اس کے ذریعے قوی سے ضعیف، سچے سے جھوٹے، باطل پرست سے حق پرست کی طرف لوٹاتا ہے، عدل کے ذریعے سچے کی تصدیق کرتا ہے اور جھوٹے کی تکذیب کرتا ہے، اللہ تعالیٰ جو ہمارا رب ہے اسی کے ذریعے حد سے تجاوز کرنے والے کو واپس لوٹاتا ہے، عدل کے ذریعے لوگوں کی اصلاح کرتا ہے، اے ابن آدم اگر مدعی علیہ غنی ہو یا فقیر اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ زیادہ شفقت کرنے والا ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے غنی اور تمہارے فقیر کے ساتھ زیادہ شفقت کرنے والا ہے، غنی کی دولت اور فقیر کا فقر تمہیں اس بات سے نہ روکے کہ جو کچھ تو جانتا ہے اس کے بارے میں گواہی دے کیونکہ یہ حق ہے، ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب تو نے زمین میں کون سی چیز قلیل رکھی ہے۔ فرمایا جو میں نے چیز کم رکھی ہے وہ عدل ہے(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اِنۡ تَلۡوٗۤا اَوۡ تُعۡرِضُوۡا کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ تیرا زبان کو ناحق موڑنے کا مطلب یہ ہے کہ تو زبان کو حرکت تو دے مگر صحیح طرح سے گواہی نہ دے اور اعراض کا مطلب ترک کرنا ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تلو وا کا معنی تم تحریف کرو اور تُعۡرِضُوۡا کا معنی تم چھوڑ دو(4)۔

امام آدم اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اِنۡ تَلۡوٗۤا کا معنی نقل کیا ہے کہ تم گواہی دو۔ اَوۡ تُعۡرِضُوۡا کا معنی ہے کہ تم اس گواہی کو چھپا دو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اٰمِنُوۡا بِاللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِىۡ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوۡلِهٖ وَالۡكِتٰبِ الَّذِىۡۤ اَنۡزَلَ مِنۡ قَبۡلُ ؕ وَمَنۡ يَّكۡفُرۡ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 373
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 374
3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 375
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 376

وَ كُتُبِهٖ وَ رُسُلِهٖ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۳۶﴾

”اے ایمان والو! ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل فرمائی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی اس سے پہلے اور جو کفر کرے اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں اور روز آخرت کے ساتھ تو وہ گمراہ ہوا اور گمراہی میں دور نکل گیا“۔

امام ثعلبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن سلام، اسد واسید جو کعب کے بیٹے تھے، ثعلبہ بن قیس، سلام جو عبداللہ بن سلام کا بھائی تھا، سلمہ جو ان کا بھتیجا تھا اور یامین بن یامین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یارسول اللہ ہم آپ پر اور آپ کی کتاب پر حضرت موسیٰ پر، تورات پر اور حضرت عزیر پر ایمان رکھتے ہیں، ان کے علاوہ جو کتابیں اور رسول ہیں ان کا انکار کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ اللہ اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اس کی کتاب قران اور اس سے پہلے جتنی کتابیں ہوئی ہیں سب پر ایمان لاؤ۔ انہوں نے کہا ہم ایسا تو نہیں کرتے تو یہ آیت نازل ہوئی تو سب ایمان لے آئے۔

امام ابن منذر نے حضرت ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اہل کتاب سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب سے تورات اور انجیل میں پختہ وعدہ لیا تھا اور ان سے اقرار کرایا تھا کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو مبعوث فرمایا تو لوگوں کو دعوت دی کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن حکیم پر ایمان لائیں۔ انہیں وہ پختہ وعدہ یاد دلایا۔ کچھ لوگ تو وہ تھے جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کی اور آپ کا اتباع کیا اور کچھ لوگ وہ تھے جنہوں نے انکار کر دیا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلًا ﴿۱۳۷﴾ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمَا ﴿۱۳۸﴾ الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ﴿۱۳۹﴾

”بے شک جو لوگ ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر بڑھتے گئے کفر میں نہیں ہے سنت الٰہی ان کے متعلق کہ بخش دے انہیں اور نہ (یہ) کہ پہنچائے انہیں راہ (راست) تک۔ خوشخبری سنا دو منافقوں کو کہ بلاشبہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ وہ منافق جو بناتے ہیں کافروں کو (اپنا) دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر، کیا وہ تلاش کرتے ہیں ان کے پاس عزت؟ تو (وہ سن لیں) عزت تو صرف اللہ کے لئے ہے سب کی سب“۔

آیت کی تفسیر میں امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے فرمایا وہ یہودی اور نصرانی

ہیں۔ یہودی تورات پر ایمان لائے پھر انکار کردیا، نصرانی انجیل پر ایمان لائے بعد میں اس کا انکار کردیا(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں جو تورات پر ایمان لائے پھر کفر کیا پھر نصاری کا ذکر کیا، فرمایا وہ ایمان لائے پھر کفر اختیار کیا۔ یعنی وہ انجیل پر ایمان لائے پھر اس کا انکار کردیا پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انکار کر کے کفر میں مزید اضافہ کیا اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کریں اور اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے(2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں جو دو دفعہ ایمان لائے اور دو دفعہ انکار کیا پھر انہوں نے کفر میں اضافہ کیا(3)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے مرتد کے بارے میں کہا کہ تو اس سے تین دن دفعہ توبہ کا مطالبہ کر پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی(4)۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان کی خدمت میں ایک مسلمان لایا گیا جو دشمن کی طرف بھاگ گیا تھا، انہوں نے اس پر سلام پیش کیا تو وہ مسلمان ہو گیا پھر دوبار بھاگ گیا، اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اس پر اسلام کو پیش کیا، وہ تیسری دفعہ بھاگ گیا، اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا، آپ نے اس آیت سے استدلال کیا۔ پھر اس کی گردن اڑادی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اُزْدَادُوْا كُفْرًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے وہ کفر میں مکمل ہوئے یہاں تک کہ وہ مر گئے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام حاکم نے تاریخ میں، دیلمی اور ابن عساکر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر روز فرماتا ہے میں تمہارا غالب رب ہوں جو آدمی دونوں جہانوں کی عزت چاہتا ہے وہ اس غالب کی اطاعت کرے(5)۔

وَ قَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتٰبِ اَنْ اِذَا سَمِعْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ يُكْفَرُ بِهَا وَ يُسْتَهْزَاُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ حَتّٰى يَخُوْضُوْا فِيْ حَدِيْثٍ غَيْرِهٖٓ ۖ اِنَّكُمْ اِذًا مِّثْلُهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ جَامِعُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ جَهَنَّمَ جَمِيْعًا ۙ﴿۱۴۰﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 379، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 380

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 381 5۔ تہذیب تاریخ دمشق، باب ذکر من اسمہ حامد، جلد 4، صفحہ 19

الَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰهِ قَالُوْۤا اَلَمْ نَكُنْ مَّعَكُمْ ۖ وَ اِنْ كَانَ لِلْكٰفِرِیْنَ نَصِیْبٌ ۙ قَالُوْۤا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَیْكُمْ وَ نَمْنَعْكُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ فَاللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ لَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِیْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ سَبِیْلًا ﴿۱۴۱﴾

''اور تحقیق اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے تم پر (یہ حکم) کتاب میں کہ جب تم سنو اللہ کی آیتوں کو کہ انکار کیا جا رہا ہے ان کا اور مذاق اڑایا جا رہا ہے ان کا تو مت بیٹھو ان (کفر واستہزاء کرنے والوں) کے ساتھ یہاں تک کہ وہ مشغول ہو جائیں کسی دوسری بات میں ورنہ تم بھی انہیں کی طرح ہو گے، بے شک اللہ تعالیٰ اکٹھا کرنے والا ہے سب منافقوں اور سب کافروں کو جہنم میں۔ وہ جو انتظار کر رہے ہیں تمہارے (انجام) کا۔ تو اگر ہو جائے تمہیں فتح اللہ کی طرف سے (تو) کہتے ہیں کیا نہیں تھے ہم بھی تمہارے ساتھ اور اگر ہو کافروں کے لئے کچھ حصہ (کامیابی سے) کہتے ہیں کیا نہیں غالب آ گئے تھے ہم تم پر اور (اس کے باوجود) کیا نہیں بچایا تھا ہم نے تم کو مومنوں سے؟ پس (اے اہل نفاق!) اللہ فیصلہ کرے گا تمہارے درمیان قیامت کے دن اور ہرگز نہیں بنائے گا اللہ تعالیٰ کافروں کے لئے مسلمانوں پر (غالب آنے کا) راستہ''۔

امام ابن منذر اور ابن جریر نے ابو وائل سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی مجلس میں جھوٹی بات کرتا ہے جس کے ساتھ وہ اہل مجلس کو ہنساتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان سب پر ناراض ہو جاتا ہے۔ یہ بات حضرت ابراہیم نخعی کے سامنے کی گئی تو انہوں نے کہا ابو وائل نے سچی بات کی ہے، کیا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں اس طرح نہیں پھر یہ آیت فَلَا تَقْعُدُوْا مَعَهُمْ تلاوت کی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ انعام میں نازل کیا گیا حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِهٖ (الانعام: 68) پھر سورۂ نساء میں اس کی تشدید (سختی) کی گئی۔

امام ابن منذر نے آیت کے متعلق حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مشرک جب مومنوں کے ساتھ بیٹھتے تو وہ رسول اللہ ﷺ اور قرآن حکیم کے بارے میں باتیں شروع کر دیتے، بدزبانی کرتے اور مزاق اڑاتے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ نہ بیٹھا کرو یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں شروع ہو جائیں۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ مدینہ طیبہ کے منافقوں اور مکہ مکرمہ کے ان مشرکوں کو جہنم میں جمع کرے گا جو قرآن حکیم سے مذاق کیا کرتے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ بِكُمْ کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ منافق تھے جو مومنوں کے بارے میں گردش زمانہ کا انتظار کرتے تھے، اگر مسلمانوں کو فتح نصیب ہوتی اور مسلمان دشمنوں سے غنیمت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 383، دار احیاء التراث العربی بیروت

حاصل کرتے تو منافق کہتے کیا ہم تمہارے ساتھ نہ تھے، ہمیں بھی مال غنیمت میں سے حصہ دو جس طرح تم حصہ لے رہے ہو۔ اگر کافروں کا غلبہ ہوتا اور وہ مسلمانوں کا مال چھین لیتے تو منافق کافروں سے کہتے کیا ہم نے تمہارے لئے واضح نہیں کر دیا تھا کہ ہم اس دین پر ہیں جس پر تم ہو، ہم نے انہیں تم سے روکے رکھا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کیا ہم تم پر غالب نہیں آگئے تھے(2)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ انہیں کہا گیا اس آیت کے بارے میں بتایئے وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا جبکہ کفار ہم سے جنگ کرتے ہیں، وہ غالب آجاتے ہیں اور قتل کرتے ہیں۔ فرمایا اُدْنُهٗ اُدْنُهٗ قریب ہو قریب ہو پھر فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان قیامت کے روز فیصلہ فرمائے گا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ فیصلہ آخرت میں ہوگا(4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ فیصلہ آخرت میں ہوگا(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ فیصلہ قیامت کے روز ہوگا(6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(7)۔

ابن جریر نے سدی سے سبیل کا معنی حجت نقل کیا ہے(8)۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ يُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾

''بے شک منافق (اپنے گمان میں) دھوکہ دے رہے ہیں اللہ کو اور اللہ تعالیٰ سزا دینے والا ہے انہیں (اس دھوکہ بازی کی) اور جب کھڑے ہوتے ہیں نماز کی طرف تو کھڑے ہوتے ہیں کاہل بن کر (وہ بھی عبادت کی نیت سے نہیں بلکہ) لوگوں کو دکھانے کے لئے اور نہیں ذکر کرتے اللہ کا مگر تھوڑی دیر''۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ مومن اور منافق پر نور پھینکا جائے گا جس میں وہ قیامت کے روز چلیں گے۔ جب وہ پل صراط تک پہنچیں گے تو منافقوں کا نور بجھ جائے گا اور مومن اپنے نور میں چلتے جائیں گے، اللہ تعالیٰ کی ان کے ساتھ خفیہ تدبیر ہوگی(9)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَهُوَ خَادِعُهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز انہیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 385 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 386 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 387
5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً 8۔ ایضاً 9۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 388

(منافقوں کو) نور عطا کرے گا جس میں وہ مومنوں کے ساتھ چلیں گے جس طرح وہ دنیا میں ان کے ساتھ ہوتے ہیں پھر ان سے وہ نور سلب کر لیا جائے گا تو وہ نور بجھ جائے گا تو وہ تاریکی میں کھڑے رہ جائیں گے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مفہوم نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عبد اللہ بن ابی اور ابو عامر بن نعمان کے بارے میں نازل ہوئی (2)۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن ابی الدنیا نے الصمت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی آدمی یہ کہے کہ میں سست ہوں۔ وہ اس آیت میں تاویل کرتے تھے۔

امام ابو یعلی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ نماز اچھی لگے جہاں لوگ اسے دیکھیں اور جب خلوت میں ہو تو اسے وہ نماز بری لگے، یہ استہانت ہے جس کے ساتھ وہ اپنے رب کو حقیر جانتا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم اگر لوگ نہ ہوتے تو منافق نماز نہ پڑھتا، وہ محض ریاء کاری اور شہرت حاصل کرنے کے لئے نماز پڑھتا ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے وہ اللہ کا ذکر اس لئے کم کرتے ہیں کیونکہ وہ اللہ کی رضا کے لئے ذکر تو کرتے ہی نہیں (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ منافق کا ذکر کم اس لئے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں فرماتا اللہ تعالیٰ جسے بھی رد کر دے وہ قلیل ہے، اللہ تعالیٰ جسے قبول کر لے وہ کثیر ہے (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی عمل تقویٰ کے سات قلیل نہیں ہوتا جو قبول ہو جائے وہ قلیل کیسے ہو سکتا ہے۔

امام مسلم، ابو داؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ منافق کی نماز ہے وہ سورج کے انتظار میں بیٹھا رہتا ہے، جب سورج شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہوتا ہے تو منافق اٹھتا ہے، چار ٹھونگے مارتا ہے، اس میں وہ اللہ تعالیٰ کا بہت ہی کم ذکر کرتا ہے (7)۔

مُّذَبْذَبِيْنَ بَيْنَ ذٰلِكَ ۖ لَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ وَلَآ اِلٰى هٰٓؤُلَآءِ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 387 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 388 3۔ مسند ابو یعلی، جلد 4، صفحہ 380 (5095) بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 388 5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 389 6۔ ایضاً
7۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، جلد 5، صفحہ 104 (195) دار الکتب العلمیہ بیروت

اللّٰهُ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ سَبِيْلًا ﴿۱۴۳﴾

"ڈانواں ڈول ہو رہے ہیں کفر و ایمان کے درمیان نہ ادھر کے اور نہ ادھر کے اور جس کو گمراہ کر دے اللہ تعالیٰ تو ہرگز نہ پائے گا تو اس کے لئے ہدایت کا راستہ"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مومن، منافق اور کافر کی مثال ان تین افراد کی طرح ہے جو ایک وادی تک پہنچے، ایک اس میں داخل ہوا، اس نے وادی کو عبور کیا یہاں تک کہ اس کے کنارے پر پہنچ گیا پھر دوسرا اس میں داخل ہوا، جب وادی کے نصف میں پہنچا جو وادی کے کنارے پر کھڑا تھا اس نے آواز دی تو ہلاک ہو کہاں ہلاکت کی طرف جا رہے ہو خ جہاں سے چلے تھے وہاں لوٹ آؤ؟ جس نے وادی کو عبور کر لیا تھا اس نے اسے بلایا آؤ نجات اس طرف ہے۔ اب وہ کبھی اس طرف دیکھتا ہے کبھی اس طرف دیکھتا ہے۔ اسی اثناء میں سیلاب آجاتا ہے تو اسے غرق کر دیتا ہے۔ جس نے وادی کو عبور کیا تھا وہ مومن ہے، جو غرق ہو گیا وہ منافق ہے، وہ ادھر ادھر تذبذب کا شکار رہا، جو کنارے پر ٹھہرا رہا وہ کافر ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ نہ مخلص مومن ہیں اور نہ واضح شرک کرنے والے ہیں، کہا ہمارے سامنے ذکر کیا گیا کہ حضور ﷺ مومن، منافق اور کافر کی مثال تین افراد سے دیتے ہیں جو ایک نہر تک پہنچے، مومن اس میں داخل ہو گیا، اس نے نہر کو عبور کر لیا پھر منافق اس میں داخل ہوا، قریب تھا کہ وہ مومن تک پہنچ جاتا تو کافر نے اسے بلایا میری طرف آ کیونکہ مجھے تیرے بارے میں خوف لاحق ہو رہا ہے، مومن نے اسے بلایا میری طرف آؤ کیونکہ میرے پاس تیرے لئے نجات ہے اور اس کے پاس جو کچھ ہوتا ہے، وہ اس کی طرف پھینکتا ہے، منافق دونوں کے درمیان لگاتار متردد رہتا ہے یہاں تک کہ پانی اس پر غالب آجاتا ہے تو وہ اسے غرق کر دیتا ہے، منافق لگاتار شک وشبہ میں مبتلا رہتا ہے یہاں تک کہ موت اس پر غالب آجاتی ہے، وہ اسی تذبذب میں مبتلا ہوتا ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافقین ہیں، نہ وہ حضور ﷺ کے صحابہ کے ساتھ ہیں اور نہ وہ یہودیوں کے ساتھ ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ اسلام اور کفر کے درمیان متردد ہوتے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری نے تاریخ میں، امام مسلم، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا منافق کی مثال دو ریوڑوں میں بھاگنے والی بکری کی طرح ہے کبھی اس طرف بھاگتی ہے کبھی دوسری طرف بھاگتی ہے وہ نہیں جانتی کس کے پیچھے چلے (4)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قیامت کے روز منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو دو ریوڑوں کے درمیان دوڑتی پھرتی ہے، اگر اس ریوڑ کے پاس آئے تو وہ اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 390 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 389

سینگ مارتی ہیں، دوسرے ریوڑ کے پاس جائے تو وہ اسے سینگ مارتی ہیں (1)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۴۴﴾

"اے ایمان والو! نہ بناؤ کافروں کو اپنا دوست مسلمانوں کو چھوڑ کر کیا تم ارادہ کرتے ہو کہ بنا دو اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے خلاف واضح دلیل"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی واضح دلیل موجود ہے (2)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں بھی سلطان کا لفظ ہے اس سے مراد حجت ہے۔

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيْرًا ﴿۱۴۵﴾ اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اَصْلَحُوْا وَ اعْتَصَمُوْا بِاللّٰهِ وَ اَخْلَصُوْا دِيْنَهُمْ لِلّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ وَ سَوْفَ يُؤْتِ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۴۶﴾ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۷﴾

"بے شک منافق سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے دوزخ (کے طبقوں) سے اور ہرگز نہ پائے گا تو ان کا کوئی مددگار۔ مگر وہ جنہوں نے توبہ کی اور اپنی اصلاح کر لی اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کا (دامن رحمت) اور خالص کر لیا اپنا دین اللہ کے لئے تو یہ لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہیں اور عطا فرمائے گا اللہ تعالیٰ مومنوں کو اجر عظیم۔ کیا کرے گا اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دے کر اگر تم شکر کرنے لگو اور ایمان لے آؤ اور اللہ تعالیٰ بڑا قدردان ہے سب کچھ جاننے والا ہے"۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جہنم کی صفت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ سے مراد ہے کہ وہ ایسے تابوتوں میں ہوں گے جو لوہے کے ہوں گے اور ان پر بند ہوں گے ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں مبهمة علیهم یعنی ان پر ایسے بند ہوں گے وہ ان کو کھولنے کی جگہ سے آگاہ نہ ہوں گے (3)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 68، دار صادر بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 391　3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 392

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ درک اسفل سے مراد لوہے کے ایسے گھر ہیں جوان پر بند کر دیے گئے ہیں، ان کے اوپر اور نیچے سے آگ جلائی جارہی ہوگی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایسے تابوتوں میں ہوں گے جو ان پر بند کر دیے جائیں گے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے درک اسفل کا معنی جہنم کا سب سے نچلا گڑھا نقل کیا ہے(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے سنا کہ جہنم کے کئی درجے ہیں، بعض بعض سے اوپر ہیں(3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ابوالاحوص سے جہنم کی صفت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جہنم میں سب سے سخت کن لوگوں کو عذاب دیا جائے گا؟ ایک آدمی نے کہا منافقوں کو۔ فرمایا تو نے سچی بات کی، کیا تو جانتا ہے کہ انہیں کیسے عذاب دیا جائے گا؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا انہیں لوہے کے تابوتوں میں رکھا جائے گا جوان پر بند کر دیے جائیں گے پھر انہیں جہنم کے سب سے نیچے والے درجے میں رکھ دیا جائے گا، ایسے تنوروں میں جو نیزے کے لوہے سے بھی تنگ ہوں گے جسے جب الحزن کہتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے اعمال کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ان میں بند کر دیا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب الاخلاص، ابن ابی حاتم، امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں یمن بھیجا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ فرمایا اپنے دین کو مخلص کر و تھوڑا عمل بھی تجھے کافی ہوگا(4)۔

ابن ابی الدنیا نے اخلاص میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت ثوبان سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مخلصوں کو مبارک ہو، یہ لوگ ہدایت کا چراغ ہیں، ان سے تمام تاریک فتنے چھٹ جاتے ہیں(5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوفراس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو بنو اسلم میں سے تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ سے جو چاہو پوچھو۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ فرمایا نماز قائم کرنا اور زکوۃ دینا۔ پوچھا ایمان کیا ہے؟ فرمایا اخلاص پوچھا یقین کیا ہے؟ فرمایا قیامت کی تصدیق(6)۔

امام بزار سند حسن سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا اللہ تعالیٰ اس آدمی کو تروتازہ رکھے جس نے میری گفتگو سنی اور اسے یاد رکھا، بعض اوقات فقہ پڑھنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 5، صفحہ 392 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 393 3۔ ایضاً

4۔ شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ، جلد 5، صفحہ 342 (6859) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343 (6861) 6۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 343 (6858)

والا فقیہ نہیں ہوتا، تین چیزیں ایسی ہیں جن سے بندۂ مومن کا دل نہیں بھرتا، اللہ تعالیٰ کے لئے عمل میں اخلاص، مسلمانوں کے ائمہ کے لئے خلوص اور جماعت کو لازم پکڑنا کیونکہ ان کی دعائیں انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوتی ہے۔

امام نسائی نے حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس نے گمان کیا کہ اسے حضور ﷺ کے کمزور صحابہ پر فضیلت حاصل ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اس امت کی مدد اس کے کمزور لوگوں کی وجہ سے کرتا ہے یعنی ان کی دعاؤں، ان کی نمازوں اور ان کے اخلاص کے ذریعے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، مروزی نے زوائد زہد میں، ابوالشیخ بن حبان نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو بندہ چالیس دن تک اللہ تعالیٰ کے لئے اخلاص کرتا ہے تو حکمت کے چشمے اس کے دل سے اس کی زبان پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔

امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ فلاح پا گیا جس نے اپنے دل کو ایمان کے لئے خالص کر دیا، دل کو سلیم، زبان کو صادق، نفس کو مطمئن، اخلاص کو درست، کان کو سننے والا، آنکھ کو دیکھنے والا بنالیا۔ رہا کان تو یہ کیف کی مانند ہے، آنکھ اس کو ثابت کرتی ہے جسے دل محفوظ کرتا ہے، جس نے اپنے دل کو یاد رکھنے والا بنایا وہ کامیاب ہو گیا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے اخلاص سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ اخلاص سے کیا مراد ہے؟ فرمایا اخلاص کا مطلب یہ ہے کہ تو اس کو محارم سے روک دے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد نے زہد میں، حکیم ترمذی اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابوثمامہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے روح اللہ، اللہ کے لئے مخلص کون ہے؟ فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لئے عمل کرتا ہے وہ یہ پسند نہیں کرتا کہ لوگ اس کی تعریف کریں (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ابوادریس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بندہ اخلاص کی حقیقت نہیں پا سکتا یہاں تک کہ وہ یہ پسند نہ کرے کہ کوئی اس کے کسی عمل پر تعریف کرے (5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے مَا یَفْعَلُ اللّٰہُ بِعَذَابِکُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی شکرگزار اور مومن کو عذاب نہیں دیتا۔

لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ۭ وَ کَانَ اللّٰہُ

1۔ سنن نسائی، کتاب الجہاد، جلد 6، صفحہ 45، دار الریان قاہرہ
2۔ شعب الایمان، باب فی الایمان باللہ، جلد 1، صفحہ 132 (108)
3۔ نوادر الاصور، صفحہ 246، بیروت
4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 66، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
5۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب عیسیٰ بن مریم، جلد 47، صفحہ 450، دار الفکر بیروت

سَمِيْعًا عَلِيْمًا ﴿۱۴۸﴾ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ﴿۱۴۹﴾

''نہیں پسند کرتا اللہ تعالیٰ کہ برملا کہی جائے بری بات مگر (اس سے) جس پر ظلم ہوا اور اللہ تعالیٰ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے۔ اگر تم ظاہر کرو کوئی نیکی یا پوشیدہ رکھو اسے یا درگزر کرو (کسی کی) برائی سے تو بے شک اللہ تعالیٰ درگزر فرمانے والا قدرت والا ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی آدمی کسی کے لئے بددعا کرے مگر اس میں کہ وہ مظلوم ہو۔ کیونکہ مظلوم کے لئے رخصت ہے کہ وہ ظالم کے لئے بددعا کرے، اگر وہ صبر کرے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جو آدمی ظلم کرتا ہے اس کے لئے بددعا نہ کرے بلکہ یوں کہے اے اللہ اس کے خلاف میری مدد فرما۔ اے اللہ میرا حق اس سے نکلوا، میرے اور اس کے ارادہ کے درمیان حائل ہو جا(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مظلوم کو معذور قرار دیا ہے کہ وہ بددعا کرے جیسے تم سنتے ہو۔

امام ابوداؤد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ان کی کوئی چیز چوری کی گئی تو وہ بددعا کرنے لگیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنی بددعا کے ساتھ اس چیز سے فارغ نہ ہو جا(3)۔

امام ترمذی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ظالم کے لئے بددعا کی اس نے اپنا انتقام لے لیا(4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو کسی جنگل میں کسی کے پاس مہمان ٹھہرا لیکن اس نے ضیافت نہ کی تو یہ آیت نازل ہوئی تو وہ مہمان صرف یہ ذکر کرے کہ اس نے میری ضیافت نہیں کی، اس سے زیادہ بات نہ کرے(5)۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ ایک آدمی کسی کے ہاں مہمان ٹھہرتا ہے مگر میزبان اچھی طرح ضیافت نہیں کرتا۔ وہ اس کے پاس سے باہر نکلتا ہے تو وہ یہ سکتا ہے اس نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 5 بیروت 2۔ ایضاً 3۔ سنن ابوداؤد، باب الدعاء، جلد 5، صفحہ 408 (1468)، الریاض

4۔ جامع ترمذی، مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الدعاء، جلد 13، صفحہ 59 (3552)، دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 7

میرے ساتھ برا سلوک کیا ہے اچھی ضیافت نہیں کی (1)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی سے اعلانیہ بدگوئی پسند نہیں کرتا مگر جس پر ظلم کیا گیا ہو وہ یہ کہہ سکتا ہے اس نے جس قدر ظلم کیا، اس سے اتنا بدلہ لے لے تو اس پر کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے والد یہ آیت پڑھتے اور کہتے جو آدمی نفاق پر قائم رہے تو اس کی بدگوئی کرنا درست ہے یہاں تک کہ وہ نفاق کو چھوڑ دے (3)۔

امام ابن منذر نے حضرت اسماعیل رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ کہا کرتے تھے کہ اس میں تقدیم وتاخیر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔ اسی طرح پڑھتے تھے پھر کہا اللہ تعالیٰ کسی حال میں بھی بدگوئی پسند نہیں فرماتا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ ۙ وَّيُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَّخِذُوْا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۙ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۱۵۱﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۱۵۲﴾ ع

''بے شک جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور چاہتے ہیں کہ فرق کریں اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے ہیں بعض رسولوں پر اور کفر کرتے ہیں بعض کے ساتھ اور چاہتے ہیں کہ اختیار کر لیں کفر و ایمان کے درمیان کوئی (تیسری) راہ۔ یہی لوگ کافر ہیں حقیقت میں اور ہم نے تیار کر رکھا ہے کافروں کے لئے عذاب رسوا کرنے والا۔ اور جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ اور اس کے (تمام) رسولوں کے ساتھ اور نہیں فرق کیا انہوں نے کسی میں ان سے یہی لوگ ہیں دے گا انہیں اللہ تعالیٰ ان کے اجر اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے یہ اللہ کے دشمن یہود و نصاریٰ ہیں، یہودی تورات اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل کا انکار کیا، نصرانی انجیل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے اور قرآن حکیم اور حضرت محمد ﷺ کا انکار کیا۔ انہوں نے یہودیت اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 6 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 7 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 8

عیسائیت کو اپنا لیا۔ یہ دونوں بدعتیں ہیں جو دونوں اللہ کی جانب سے نہیں۔ انہوں نے اسلام کو ترک کر دیا۔ یہی وہ دین ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کو مبعوث فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(1)۔

يَسْـَٔلُكَ اَهْلُ الْكِتٰبِ اَنْ تُنَزِّلَ عَلَيْهِمْ كِتٰبًا مِّنَ السَّمَآءِ فَقَدْ سَاَلُوْا مُوْسٰۤى اَكْبَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَقَالُوْۤا اَرِنَا اللّٰهَ جَهْرَةً فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ بِظُلْمِهِمْ ۚ ثُمَّ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ فَعَفَوْنَا عَنْ ذٰلِكَ ۚ وَاٰتَيْنَا مُوْسٰى سُلْطٰنًا مُّبِيْنًا ﴿۱۵۳﴾ وَرَفَعْنَا فَوْقَهُمُ الطُّوْرَ بِمِيْثَاقِهِمْ وَقُلْنَا لَهُمُ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُلْنَا لَهُمْ لَا تَعْدُوْا فِي السَّبْتِ وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّيْثَاقًا غَلِيْظًا ﴿۱۵۴﴾ فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ ۭ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۵۵﴾ وَّبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا ﴿۱۵۶﴾

"مطالبہ کرتے ہیں آپ سے اہل کتاب کہ آپ اتروا دیں ان پر کتاب آسمان سے سو وہ تو سوال کر چکے ہیں موسیٰ (علیہ السلام) سے اس سے بھی بڑی بات کا، انہوں نے کہا تھا (اے موسیٰ) دکھاؤ ہمیں اللہ کھلم کھلا۔ تو پکڑ لیا تھا انہیں بجلی کی کڑک نے بسبب ان کے ظلم کے پھر بنا لیا انہوں نے بچھڑے کو (اپنا معبود) اس کے بعد کہ آ چکی تھیں ان کے پاس کھلی دلیلیں پھر بھی ہم نے بخش دیا ان کا یہ (سنگین) جرم اور ہم نے عطا فرمایا موسیٰ کو واضح غلبہ۔ اور ہم نے بلند کیا ان کے اوپر طور کو ان سے پختہ وعدہ لینے کے لئے اور ہم نے فرمایا انہیں کہ داخل ہو جاؤ اس دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور ہم نے فرمایا انہیں کہ حد سے نہ بڑھنا سبت میں اور ہم نے لیا تھا ان سے پختہ وعدہ۔ (ان پر پھٹکار کی) وجہ یہ تھی کہ انہوں نے توڑ دیا اپنے وعدہ کو اور انہوں نے انکار کیا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا اور انہوں نے قتل کیا انبیاء کو ناحق اور انہوں نے یہ (گستاخانہ) بات کہی کہ ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہیں، (یوں نہیں) بلکہ مہر لگا دی اللہ نے ان کے دلوں پر بوجہ ان کے کفر کے سو وہ ایمان نہیں لائیں گے مگر تھوڑی سی تعداد۔ اور ان کے کفر کے باعث اور مریم پر بہتان عظیم باندھنے کے باعث"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 11

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ یہودی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، انہوں نے کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پاس سے ہمارے پاس لوحیں لاتے ہیں پس آپ بھی الواح لے آئیں یہاں تک کہ ہم آپ کی تصدیق کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (1)۔

امام ابن جریر اور منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہم اس وقت تک اس امر پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت نہ کریں گے جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلاتے ہیں جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی جانب سے مکتوب ہمارے پاس نہیں لائیں گے جس میں یہ ہو کہ یہ مکتوب اللہ کی جانب سے فلاں شخص کے لئے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے کہا اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس بات میں سچے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو ہمارے پاس آسمان سے لکھی ہوئی کتاب لے آئیں جیسی کتاب حضرت موسیٰ علیہ السلام لاتے تھے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ خالص مکتوب ہو۔ جہرۃ کا معنی آنکھوں کے سامنے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے بے شک انہوں نے جب اسے دیکھا تو انہوں نے اعلانیہ کہا ہمیں اللہ دکھا، کہا اس کلام میں تقدیم و تاخیر ہے (5)۔

امام سعید بن منصور اور عبید بن حمید نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یوں قرأت کی (فَاَخَذَتْهُمُ الصَّعَقَةُ) (6)

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہیں موت نے آلیا اللہ تعالیٰ نے انہیں بطور سزا ان کے وقت مقررہ سے پہلے موت عطا کر دی اس کی وجہ ان کی یہ گفتگو تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جتنا عرصہ چاہا انہیں موت عطا کر دی پھر انہیں دوبارہ اٹھا دیا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ طور سے مراد وہ پہاڑ ہے جس کے دامن میں وہ موجود تھے، اللہ تعالیٰ نے اس پہاڑ کو اٹھایا اور ان کے اوپر یوں کر دیا جیسے سائبان ہو۔ فرمایا تم میرے حکم کو اپناؤ گے یا میں اس پہاڑ کو تم پر پھینک دوں گا تو بنی اسرائیل نے کہا ہم اس کو اپنائیں گے تو اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو ان سے روک لیا نہ گرایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا میں باب سے مراد ہم بیت المقدس کا ایک دروازہ لیتے، اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو حکم دیا تھا کہ وہ ہفتہ کے روز مچھلیاں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 12 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 13 6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1427 (708) دار الصمیعی الریاض

نہ کھائیں اور نہ ہی ان سے چھیڑ چھاڑ کریں، باقی دنوں میں یہ ان کے لئے حلال تھیں۔ انہوں نے اپنے وعدہ کو توڑا اور یہ کہا کہ ہم کچھ نہیں سمجھتے (صرف یہی بات نہ تھی) بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگادی، جب قوم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو ترک کیا، اللہ کے رسول کو قتل کیا، اس کی آیات کا انکار کیا اور پختہ وعدہ کو توڑا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہریں لگا دیں اور ان کے ان افعال کرنے کی وجہ سے انہیں رحمتوں سے دور کر دیا(1)۔

امام بزار اور بیہقی نے شعب میں ضعیف سند سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ طابع عرش الٰہی کے پائے کے ساتھ لٹکا ہوا ہے جب حرمت کو پامال کیا جائے، نافرمانیاں کی جائیں اور اللہ تعالیٰ پر جرأت کی جائے اللہ تعالیٰ طابع کو بھیجتا ہے جو اس بندے پر مہر لگا دیتا ہے جس نے یہ عمل کیے ہوں اس کے بعد اس سے کوئی چیز قبول نہیں کی جاتی(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بُهْتَانًا عَظِيمًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے حضرت مریم علیہا السلام پر بدکاری کی تہمت لگائی(3)۔

امام بخاری نے تاریخ میں اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے علی تجھ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال ہے، یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض کیا یہاں تک کہ ان کی ماں پر بہتان لگایا، نصاریٰ نے ان سے محبت کی یہاں تک کہ آپ کو ایسا مقام دیا جو آپ کا مقام نہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وَّقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيْحَ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ؕ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ؕ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ ۚ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۙ﴿۱۵۷﴾ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۵۸﴾

”اور ان کے اس قول سے کہ ہم نے قتل کر دیا ہے مسیح عیسیٰ فرزند مریم کو جو اللہ کا رسول ہے حالانکہ نہ انہوں نے قتل کیا اور نہ اسے سولی چڑھا سکے بلکہ مشتبہ ہوگئی ان کے لئے (حقیقت) اور یقیناً جنہوں نے اختلاف کیا ان کے بارے میں وہ بھی شک وشبہ میں ہیں ان کے متعلق نہیں، ان کے پاس اس امر کا کوئی صحیح علم بجز اس کے کہ وہ پیروی کرتے ہیں گمان کی اور نہیں قتل کیا انہوں نے اسے یقیناً۔ بلکہ اٹھا لیا ہے اسے اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ تعالیٰ غالب، حکمت والا“۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 14،16
2۔ شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، جلد 5، صفحہ 444 (7214)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 17

امام عبد بن حمید، امام نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھائے تو آپ اپنے ساتھیوں کی طرف تشریف لائے کمرے میں بارہ حواری تھے، آپ ان پر اہل کمرہ کے علاوہ دوسری جگہ سے تشریف لائے تھے جبکہ آپ کے سر سے پانی کے قطرات بہہ رہے تھے۔ فرمایا تم میں سے وہ کون شخص ہے جو بارہ دفعہ میرا کفارہ ادا کرے گا اس کے بعد کہ وہ مجھ پر ایمان لایا۔ پھر فرمایا وہ کون شخص ہے جس پر میری شبیہ ڈالی جائے اسے میری جگہ قتل کیا جائے اور وہ میرے درجہ میں میرے ساتھ ہو، ان سب سے جو سب سے کم عمر نوجوان تھا وہ اٹھا آپ نے اسے فرمایا تو بیٹھ جا پھر آپ نے وہ بات دہرائی وہی نوجوان اٹھا۔ آپ نے فرمایا تو بیٹھ جا۔ آپ نے پھر وہی بات دہرائی تو وہی نوجوان اٹھا۔ اس نے عرض کی میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا تو ہی وہ ہے۔ اس نوجوان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی گئی اور اس کمرے کے روشن دان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔ یہودیوں کے جاسوس آئے۔ انہوں نے اس آدمی کو پکڑ لیا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی تھی انہوں نے اس نوجوان کو قتل کر دیا اور اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔ ان حواریوں میں سے بعض نے ایمان لانے کے بعد بارہ دفعہ آپ کا کفارہ دیا پھر تین جماعتوں میں بٹ گئے۔ ایک جماعت نے کہا اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان رہا جتنا عرصہ اس نے چاہا، یہ یعقوبیہ ہیں ایک جماعت نے کہا ہم میں اللہ کا بیٹا رہا جتنا عرصہ چاہا پھر اللہ تعالیٰ نے اسے آسمانوں پر اٹھالیا، یہ نسطوریہ ہیں۔ ایک جماعت نے کہا ہمارے درمیان اللہ کا بندہ اور اس کا رسول تھا، یہ مسلمان تھے۔ دونوں کافر جماعتیں مسلمانوں پر غالب رہیں، انہیں قتل کیا۔ حقیقی عیسائیت کے پیروکار مغلوب ہی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (فَاٰمَنَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْۢ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ) یعنی وہ طائفہ جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان لایا تھا اور اسی جماعت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کیا جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں کفر کیا تھا تو جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ایمان لائے تھے ان کی مدد اس طرح کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دین کو کفار کے دین پر غلبہ دے دیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنہوں نے یہ کہا کہ ہم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا وہ اللہ کے دشمن یہودی ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کے قتل پر فخر کیا اور گمان کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے اور آپ کو سولی پر لٹکایا ہے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے وہ شخص کون ہے جس پر میری شبیہ ڈالی جائے کیونکہ وہ مقتول ہے تو آپ کے ایک ساتھی نے کہا اے اللہ کے نبی میں حاضر ہوں۔ وہ آدمی قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو محفوظ رکھا اور اسے آسمانوں کی طرف اٹھالیا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شُبِّهَ لَهُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہودیوں نے ایسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 19، دار احیاء التراث العربی بیروت

آدمی کو قتل کیا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو نہ تھے مگر وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مشابہ تھے۔ یہودی یہ گمان کرتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہی ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ آسمانوں پر اٹھالیا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَاقَتَلُوْهُ يَقِيْنًا کا معنی یہ کیا ہے لم يقتلوا ظنهم يقينا۔ یعنی ہ ضمیر سے مراد ظن لیا ہے(2)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے وما قتلوا ظنهم يقينا۔ یعنی انہوں نے جس کا گمان کیا تھا اسے بالکل قتل نہیں کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت جو یبر اور حضرت سعید رحمہما اللہ سے اس کی مثل معنی نقل کیا ہے(3)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد نے زہد میں اور ابن عساکر نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا تو آپ نے ایک جبہ پہنا ہوا تھا، چرواہے کے خفین پاؤں میں تھے اور ایک غلیل تھی جس سے آپ پرندے شکار کرتے تھے۔

امام احمد نے زہد میں، ابونعیم اور ابن عساکر نے حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو عالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھایا گیا تو آپ نے یہ تین چیزیں چھوڑیں، ان کا ایک جبہ، چرواہے کے خفین اور غلیل جس سے آپ پرندے شکار کرتے تھے(4)۔

امام ابن عساکر حضرت عبد الجبار بن سلیمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس رات اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے جس روز انہیں آسمانوں پر اٹھایا گیا تو آپ نے انہیں فرمایا اللہ کی کتاب کے بدلہ میں اجر کا مطالبہ نہ کرنا اگر تم ایسا نہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں پتھروں کے ایسے منبروں پر بٹھائے گا جن میں دنیا و مافیہا سے بہتر چیزیں ہوں گی۔ عبد الجبار نے کہا اس سے مراد وہی مقاعد ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ (القمر:55) پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا(5)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ اسلام کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ وہ دنیا سے جانے والے ہیں تو وہ موت سے گھبرائے اور ان پر یہ چیز بڑی شاق گزری۔ آپ نے حواریوں کو بلایا، ان کے لئے کھانا تیار کیا۔ انہیں فرمایا آج رات میرے پاس حاضر ہونا مجھے تم سے کام ہے۔ جب رات کے وقت حواری آپ کے پاس جمع ہوئے، انہیں کھانا کھلایا اور گفتگو کرنے لگے۔ جب حواری کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ خود ان کے ہاتھ دھلوانے، اپنے ہاتھ سے وضو کرانے اور اپنے کپڑوں سے ان کے ہاتھ خشک کرنے لگے۔ حواریوں نے آپ کے اس عمل کو بڑا عظیم جانا اور باعث شرف سمجھنے لگے۔ فرمایا آج کی رات جو میں کر رہا ہوں اس میں سے جس نے بھی مجھ پر کوئی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 21، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 23 3۔ ایضاً

4۔ حلیۃ الاولیاء، باب رفیع ابو العالیۃ، جلد 2، صفحہ 221، بیروت 5۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب عیسی بن مریم، جلد 47، صفحہ 469، بیروت

چیز رد کی تو اس کا مجھ سے اور میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ سب نے اقرار کرلیا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس عمل سے فارغ ہوگئے۔ فرمایا آج کی رات جو میں نے تمہارے ساتھ معاملہ کیا ہے یعنی تمہاری خدمت کی ہے تو اس پر تم ایک دوسرے پر عظمت نہ جتانا بلکہ ایک دوسرے کی اس طرح خدمت کرنا جس طرح میں نے تمہاری خدمت کی ہے۔ میرا کام جس کے بارے میں تم سے خدمت لینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم میرے بارے میں اللہ سے دعا کرو اور دعا میں پوری کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ میری اجل کو مؤخر کردے۔ جب انہوں نے اپنے آپ کو دعا کے لئے تیار کیا اور دعا میں کوشش کا ارادہ کیا تو ان پر نیند غالب آگئی اور وہ دعا نہ کرسکے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں جگانے لگے اور کہتے سبحان اللہ تم میرے لئے ایک رات بھی صبر نہیں کرسکتے جس میں تم میری مدد کرتے۔ انہوں نے عرض کی اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے ہمیں کیا ہوگیا ہے، ہم راتوں کو جاگتے اور زیادہ دیر تک جاگتے اور باتیں کرتے تھے لیکن آج رات ہم جاگنے کی طاقت نہیں رکھتے، ہم دعا کا ارادہ نہیں کرتے مگر ہمارے اور دعا کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا چرواہے کو لے جایا جاتا ہے اور ریوڑ بکھر جاتا ہے، آپ ایسی باتیں کرنے لگے جس میں اپنی موت کی خبر دینے لگے پھر فرمایا حق کی قسم تم میں سے کوئی میرا کفارہ دے گا قبل اس کے کہ مرغ تین دفعہ چیخے تم میں سے کوئی ضرور مجھے چند دراہم کے عوض بیچے گا اور میری قیمت کھائے گا۔ حواری آپ کے پاس سے نکلے اور بکھر گئے جبکہ یہودی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں تھے۔ انہوں نے شمعون کو پکڑ لیا جو حواریوں میں سے ایک تھا۔ یہودیوں نے کہا یہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حواری ہے اس نے انکار کیا۔ اس نے کہا میں اس کا ساتھی نہیں ہوں تو یہودیوں نے اسے چھوڑ دیا پھر دوسرے لوگوں نے اسے پکڑ لیا پھر اس نے مرغ کی آواز سنی تو وہ رونے لگا اور سخت غمگین ہو گیا۔ جب صبح ہوئی تو ایک حواری یہودیوں کے پاس آیا اور کہا تم مجھے کیا دو گے، اگر میں تمہیں مسیح کے بارے میں بتاؤں تو انہوں نے اسے تیس درہم دینے کا وعدہ کیا۔ اس حواری نے وہ تیس درہم لے لئے اور انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتا دیا۔ اس سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ اس پر ڈالی جا چکی تھی۔ یہودیوں نے اسے پکڑ لیا، اسے جکڑ لیا اور رسی سے باندھ دیا۔ اسے کھینچنے لگے اور کہتے تو ہی مردوں کو زندہ کرتا تھا، مجنونوں کو درست کرتا تھا، کیا تو اپنے آپ کو اس رسی سے آزاد نہیں کرسکتا؟ وہ اس پر تھوکتے، کھانے پھینکتے یہاں تک کہ اسے اس لکڑی تک لے آئے جس پر انہوں نے سولی پر لٹکانے کا ارادہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اور انہوں نے اسے سولی پر لٹکا دیا جس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈالی گئی تھی۔ وہ سات دن تک اسی طرح رہا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ اور وہ عورت جسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوا دیا کرتے تھے جسے اللہ تعالیٰ نے جنون سے شفا عطا کی تھی دونوں روتی ہوئی اس مصلوب شخص کے پاس آئیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس آئے، آپ علیہ السلام نے ان دونوں سے پوچھا تم کس پر رو رہی ہو؟ دونوں نے کہا ہم تم پر روتی ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف اٹھا لیا تھا۔ مجھے تو بھلائی کے سوا کوئی چیز نہیں پہنچی، یہ تو وہ شخص ہے جو ان کے لئے مشتبہ ہوگیا تھا۔ آپ نے حواریوں کو حکم دیا کہ وہ آپ کو فلاں جگہ ملیں۔ اس جگہ گیارہ حواری ملے جس نے آپ کو بیچا تھا اور یہودیوں کی راہنمائی کی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں سے اس کے بارے میں پوچھا تو حواریوں

نے بتایا اس نے جو کیا تھا اس پر نادم ہے تو اس کا گلا بند ہو گیا۔ اور مر گیا فرمایا اگر یہ توبہ کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا پھر آپ نے ان سے اس نوجوان کے بارے میں پوچھا جوان کے پیچھے پیچھے چلا کرتا تھا جسے یحنا کہتے پھر فرمایا وہ تمہارے ساتھ ہے اب تم جاؤ، تم میں سے ہر ایک انسان ایک زبان میں بات کر رہا ہو گا پس اسے چاہیے کہ اس قوم کے لوگوں کو تلاش کرے اور انہیں دعوت دے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیاح تھے۔ آپ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو پانی بھر رہی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تو مجھے وہ پانی پلا جسے جو بھی پیتا ہے مر جاتا ہے میں تجھے وہ پانی پلاؤں گا اس سے جو بھی پیتا ہے زندہ ہو جاتا ہے۔ آپ ایک حکیم عورت سے ملے۔ اس عورت نے آپ سے عرض کی کیا آپ اس پانی پر قناعت کریں گے جسے جو پیتا ہے وہ مر جاتا ہے اس پانی کو چھوڑ کر جسے جو پیے وہ زندہ ہو جاتا ہے؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تیرا پانی عاجل (دنیا) ہے اور میرا پانی آجل (آخرت) ہے۔ اس عورت نے کہا شاید تو وہی شخص ہے جسے عیسیٰ بن مریم کہتے ہیں۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں ہی وہ ہوں، فرمایا میں تجھے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے سوا دوسرے معبودوں کی عبادت ترک کرنے کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا جو آپ کہتے ہیں اس پر دلیل بھی لائیں۔ تو آپ نے فرمایا اس کی دلیل یہ ہے کہ جب تو اپنے خاوند کے پاس واپس جائے گی تو تیرا خاوند تجھے طلاق دے دے گا۔ اس عورت نے کہا یہ دلیل تو بڑی واضح دلیل ہے۔ بنو اسرائیل میں سے کوئی بھی ایسی عورت نہیں جو خاوند کے ہاں مجھ سے بڑھ کر معزز ہو، اگر بات ایسے ہی ہو جیسے تم کہتے ہو تو مجھے یقین ہو جائے گا کہ تم سچے ہو۔ وہ اپنے خاوند کے پاس گئی، اس کا خاوند غیور نوجوان تھا۔ اس نے پوچھا تو نے دیر کس لئے کی۔ عورت نے کہا میرے پاس سے ایک آدمی گزرا۔ عورت نے خاوند کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتانا چاہا۔ مرد پر غیرت غالب آگئی تو اس نے عورت کو طلاق دے دی۔ تو عورت نے کہا اس آدمی نے مجھ سے سچی بات کہی تھی۔ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تلاش میں نکل پڑی۔ آپ علیہ السلام پر ایمان لا چکی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گھر میں آئے جبکہ آپ کے ساتھ ستائیس حواری تھے۔ لوگوں نے انہیں گھیر لیا اور ان کے پاس داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سب حواریوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ ڈال دی۔ لوگوں نے کہا تم نے ہم پر جادو کر دیا ہے، تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہمارے سامنے پیش کرو گے یا ہم سب کو قتل کریں۔ گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا تم میں سے کون جنت کے بدلے میں اپنا نفس بیچتا ہے؟ حواریوں میں سے ایک نے کہا میں۔ ان لوگوں نے اسے پکڑ لیا۔ اسے قتل کیا اور سولی پر لٹکا دیا اس وجہ سے ان پر معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ ان لوگوں نے گمان کیا کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ نصاریٰ نے بھی یہی گمان کیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس روز ہی اٹھا لیا تھا۔

اس عورت تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کر دیے گئے ہیں اور انہیں سولی پر لٹکا دیا گیا ہے۔ وہ عورت آئی، اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے اس درخت کی جڑ میں مسجد بنائی، وہ وہاں عبادت کرنے لگی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر رونے لگی۔ اس نے اپنے اوپر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آواز سنی جس سے وہ اجنبی نہ تھی اے فلانہ اللہ کی قسم انہوں نے مجھے نہ قتل کیا اور نہ ہی مجھے سولی پر لٹکایا بلکہ معاملہ ان پر مشتبہ کر دیا گیا۔ اس کی نشانی یہ ہے کہ آج کی رات حواری تیرے گھر میں جمع ہوں گے پھر بارہ جماعتوں میں بکھر جائیں گے، ہر جماعت ایک قوم کو اللہ کے دین کی طرف دعوت دے گی۔ جب شام ہوئی تو سب اس کے گھر میں جمع ہو گئے۔ تو اس عورت نے ان سے کہا آج رات میں نے ایک ایسی چیز سنی ہے جس کے بارے میں تمہیں بتاتی ہوں جبکہ ممکن ہے تم مجھے جھٹلاؤ جبکہ وہ بات حق ہے۔ میں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آواز سنی جبکہ وہ فرما رہے تھے اے فلانہ اللہ کی قسم مجھے قتل نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے سولی پر لٹکایا گیا، اس کی نشانی یہ ہے کہ آج کی رات تم میرے گھر میں جمع ہو گے پھر تم بارہ جماعتوں میں بکھر جاؤ گے۔ تو حواریوں نے کہا بات ایسے ہی ہے جیسے تم نے سنا کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا ہے اور نہ ہی سولی پر لٹکایا گیا ہے بلکہ فلاں آدمی کو قتل کیا گیا اور اسے سولی پر لٹکایا گیا، ہم تیرے گھر میں جمع نہیں ہوئے مگر اسی وجہ سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، اب ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ ہم زمین میں دین کے داعی بن کر نکلیں۔ جو حواری روم کی طرف گئے وہ نسطورا اور اس کے دو ساتھی تھے۔ نسطور کے دونوں ساتھی تو چلے گئے مگر نسطور کو ایک کام نے روک لیا۔ اس نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا نرمی کرنا اور سختی نہ کرنا اور کسی معاملہ میں مجھ سے پہل نہ کرنا۔ جب وہ کورہ آئے جہاں جانے کا انہوں نے ارادہ کیا تھا تو وہ اہل کورہ کی عید کے دن وہاں پہنچے۔ ان لوگوں کا بادشاہ اور اس کی مملکت کے عمائدین بھی باہر نکلے۔ دونوں آدمی بادشاہ کے پاس آئے اور اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ دونوں نے بادشاہ سے کہا اللہ سے ڈرو، تم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام کرتے ہو اور اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کو پامال کرتے ہو۔ انہوں نے وہ باتیں کیں جو اللہ نے چاہا۔

بادشاہ نے افسوس کا اظہار کیا اور دونوں کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کی مملکت کے کچھ لوگ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے کہا یہ ایسا دن ہے جس میں خون نہیں بہایا جاتا، تو نے اپنے ان ساتھیوں کو قبضہ میں لے لیا ہے، اگر تو پسند کرے کہ انہیں قید رکھے یہاں تک کہ ہماری عید گزر جائے پھر تیری جو رائے ہو اس کے مطابق فیصلہ کر دینا۔ اس نے دونوں کو قید کر دیا پھر بادشاہ پر ان کے بارے میں نسیان طاری ہو گیا یہاں تک کہ نسطورا آ گیا، اس نے ان دونوں کے بارے میں پوچھا تو اسے ان دونوں کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ دونوں قید خانہ میں قید ہیں وہ ان دونوں کے پاس گیا اس نے ان سے کہا کیا میں نے تمہیں کہا نہیں تھا کہ نرمی کرنا سختی نہ کرنا اور کسی معاملہ میں مجھے پیچھے نہ چھوڑنا کیا تم جانتے ہو کہ تمہاری مثال کیا ہے؟ تمہاری مثال اس عورت جیسی ہے جس کے ہاں اولاد نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ بڑھاپے کو جا پہنچتی ہے، جب اسے بڑھاپا آ لیتا ہے تو اس کا بچہ ہوتا ہے۔ وہ عورت پسند کرتی ہے کہ بچہ جلد جوان ہو تا کہ عورت اس سے نفع اٹھائے۔ تو وہ اسے ایسی خوراک کھلاتی ہے جس کی اس کا معدہ طاقت نہیں رکھتا تو وہ عورت اس بچے کو مار ڈالتی ہے پھر نسطور نے دونوں ساتھیوں سے کہا اب تم دونوں مجھ سے سبقت نہ لے جانا پھر نسطور ان کے پاس سے نکل چلا یہاں تک کہ بادشاہ کے دروازے پر آیا۔ بادشاہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب لوگ بیٹھ جاتے تو اس کی چارپائی رکھی جاتی، لوگ اس کے سامنے صف بستہ بیٹھ جاتے۔ جب لوگوں کو حلال و حرام کا کوئی مسئلہ

در پیش ہوتا تو وہ اس کے سامنے مسئلہ رکھتے۔ وہ اس میں غور وفکر کرتا پھر مجلس میں بیٹھے ساتھ والے آدمی سے پوچھتا۔ لوگ ایک دوسرے سے پوچھتے یہاں تک کہ مسئلہ مجلس کے آخری بندے تک پہنچ جاتا۔ نسطور آیا اور قوم کے آخر میں بیٹھ گیا۔ جب لوگوں نے بادشاہ کو جواب دیئے اور نسطور کا جواب بھی اس تک پہنچایا تو اس نے ایک ایسی چیز سنی جس میں حلاوت تھی اور اپنے کانوں میں مٹھاس پائی۔ اس نے پوچھا یہ بات کس نے کی ہے؟ اسے بتایا گیا وہ آدمی جو قوم کے آخر میں بیٹھا ہوا تھا۔ بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس لے آؤ۔ بادشاہ نے کہا تو نے یہ بات کہی ہے؟ تو نسطور نے کہا جی ہاں۔ بادشاہ نے پوچھا اس معاملہ میں تو کیا کہتا ہے؟ اس نے جواب دیا یہ یہ کہتا ہوں۔ وہ کوئی بات بھی نہ پوچھتا مگر نسطور اس کی وضاحت کر دیتا۔ بادشاہ نے کہا تیرے پاس یہ علم اور تو قوم کے آخر میں بیٹھے، اس کے لئے میری چارپائی کے پاس نشست بناؤ پھر اس نے کہا اگر تیرے پاس میرا بیٹا بھی آئے تو اس کے لئے کھڑا نہ ہونا پھر وہ نسطور کی طرف متوجہ ہوا اور لوگوں کو چھوڑ دیا۔ جب نسطور نے یہ پہچان لیا کہ اس کا مقام ومرتبہ ثابت ہو چکا ہے تو اس نے کہا میں بادشاہ سے طریقہ سے بات کروں گا۔

نسطور نے کہا اے بادشاہ میرا گھر اور جاگیر بہت دور ہے، اگر تو پسند کرے تو اپنا کام لے اور مجھے اجازت دے دے تاکہ میں اپنے گھر لوٹ جاؤں۔ بادشاہ نے نسطور سے کہا ایسا کرنے کی تو کوئی گنجائش نہیں، اگر تو پسند کرے کہ اپنے گھر والے یہاں لے آئے تو تیرے ساتھ ہمدردی ہوگی، اگر تو پسند کرے کہ بیت المال سے ضرورت کا مال لے اور گھر والوں کی طرف بھیجے تو ایسا کر گزر۔ نسطور خاموش رہا۔

پھر ایک دن ایسا ہوا کہ ان کا ایک آدمی فوت ہو گیا نسطور نے کہا اے بادشاہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ دو آدمی تیرے پاس آئے جو تیرے دین پر عیب لگاتے تھے۔ بادشاہ نے ان دونوں کا ذکر کیا اور ان دونوں کی طرف پیغام بھیج دیا۔ بادشاہ نے کہا اے نسطور تو میرے اور ان کے درمیان حکم (ثالث) ہے تو جو فیصلہ بھی کرے گا میں اس پر راضی ہوں گا۔ نسطور نے کہا اے بادشاہ یہ میت ہے جو بنو اسرائیل میں فوت ہوا، ان دونوں کو حکم دو کہ وہ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ان کی دعا کے صدقہ اسے زندہ کر دے۔ اس میں ان کے لئے واضح نشانی ہوگی، میت لائی گئی اور بادشاہ کے پاس رکھ دی گئی، وہ دونوں اٹھے، وضو کیا اور دونوں نے اپنے رب کے حضور دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر روح کو لوٹا دیا تو اس نے گفتگو کی۔ اس نے کہا اے بادشاہ اس میں واضح نشانی ہے لیکن انہیں ایسی بات کا حکم دیں جو اس سے مختلف ہو جس پر آپ کی مملکت کے لوگ متفق ہیں پھر اپنے معبودوں سے کہیں۔ اگر تو تیرے معبود ان دونوں کو نقصان پہنچانے پر قادر ہوں تو ان کی بات کا کوئی وزن نہیں، اگر یہ تیرے معبودوں کو نقصان پہنچانے پر قادر ہوں تو پھر ان کا معاملہ قوی ہے۔ بادشاہ نے اپنی مملکت کے لوگوں کو جمع کیا اور اس کمرہ میں داخل ہوا جس میں بت پڑے ہوئے تھے۔ بادشاہ اور اس کی مملکت کے عمائدین بتوں کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ نسطور بھی سجدہ میں گر گیا اور کہا اے اللہ میں تیری بارگاہ میں سجدہ کرتا ہوں اور ان بتوں کے بارے میں ایک تدبیر کرتا ہوں تاکہ تیرے سوا ان کی عبادت نہ کی جائے پھر بادشاہ نے اپنا سر اٹھایا اور یہ کہا یہ دونوں افراد تمہارا دین بدلنا چاہتے ہیں اور تمہارے معبودوں کے علاوہ اور معبود کی طرف بلاتے ہیں۔ ان دونوں کی آنکھوں کو پھوڑ دو، ان کے اعضا کاٹ دو یا ان دونوں کو شل کر دو۔ معبودوں نے

اسے کوئی جواب نہ دیا۔ نسطور نے اپنے دونوں ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ کلہاڑا رکھیں۔ نسطور نے بادشاہ سے کہا اے بادشاہ ان دونوں کو کہیں کہ کیا وہ تیرے معبودوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں؟ بادشاہ نے کہا کیا تم ہمارے معبودوں کو نقصان پہنچا سکتے ہو؟ دونوں نے کہا ہمارے اور ان کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ دونوں آگے بڑھے اور ان معبودوں کو توڑ دیا۔ نسطور نے کہا میں تو ان کے رب پر ایمان لے آیا ہوں۔ بادشاہ نے کہا میں بھی ان کے رب پر ایمان لے آیا ہوں۔ تمام لوگوں نے بھی کہا ہم بھی ان کے رب پر ایمان لے آئے ہیں۔ نسطور نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ نرمی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس طرح غالب و حکیم ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے آپ سے کہا تم یہ کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ عزیز و حکیم تھا آج وہ کیسا ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اپنی ذات سے عزیز و حکیم ہے۔

وَ اِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ ۚ وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا ۚ﴿۱۵۹﴾

”اور کوئی ایسا نہیں ہوگا اہل کتاب سے مگر وہ ضرور ایمان لائے گا مسیح پر ان کی موت سے پہلے اور قیامت کے دن وہ ہوں گے ان پر گواہ“۔

امام فریابی، عبد بن حمید اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے یعنی موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیا میں تشریف لائیں گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ موتہ میں ہ ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے گا تو اہل کتاب میں سے کچھ لوگ آپ کو ملیں گے اور آپ پر ایمان لائیں گے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب سے مراد خاص طور پر یہودی ہیں۔

امام طیالسی، سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت ابی کی قرأت میں قَبْلَ مَوْتِهٖ کی جگہ قبل موتھم کے الفاظ ہیں، فرمایا کوئی یہودی نہیں مرے گا یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی گئی اگر وہ مکان سے گرے تو پھر آپ کیا کہتے ہیں؟ فرمایا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 24، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 24 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 25

وہ ہواہی میں اس بارے میں زبان سے اظہار کرے گا۔ پوچھا گیا اگر ان میں سے کسی کی گردن اڑائی جائے تو انہوں نے فرمایا وہ اپنی زبان سے جلدی جلدی اُسے ادا کرے گا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کسی یہودی کی گردن اڑائی جائے تو اس کی روح اس وقت نہیں نکلتی جب تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کوئی یہودی اس وقت تک نہیں مرتا جب تک وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہونے پر ایمان نہ لائے اگرچہ اسلحہ کے ذریعے اسے قتل کیا جائے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر ایک یہودی کو محل کی چھت سے نیچے پھینکا جائے تو وہ زمین تک نہیں پہنچتا یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول مان لیتا ہے(4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ کوئی یہودی اس وقت تک فوت نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے۔ عرض کی گئی اگرچہ اسے تلوار کے ساتھ قتل کیا جائے؟ تو فرمایا اس کی گواہی وہ زبان سے دے گا۔ عرض کی گئی اگرچہ وہ بلند جگہ سے گرا ہو؟ فرمایا وہ اس کی گواہی دے گا اگرچہ وہ بلندی سے پستی کی طرف گر رہا ہو(5)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہاشم اور حضرت عروہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا مصحف ابی بن کعب میں ہے کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جو موت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہ لائے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے وہ حضرت محمد بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کرتے ہیں جبکہ یہی محمد بن حنیفہ ہیں کہ کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں جس کے پاس فرشتے نہ آتے ہوں وہ اس کے چہرے اور پشت پر مارتے ہیں پھر اسے کہا جاتا ہے اے اللہ کے دشمن بے شک عیسیٰ علیہ السلام روح اللہ اور کلمۃ اللہ ہیں تو نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا تو نے گمان کیا کہ وہ اللہ ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فوت نہیں ہوئے انہیں آسمان کی طرف اٹھایا گیا وہ قیامت سے پہلے زمین پر آئیں گے تو کوئی یہودی اور نصرانی نہیں رہے گا جو ان پر ایمان نہ لائے۔

امام ابن منذر نے حضرت شہر بن حوشب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حجاج نے مجھے کہا اے شہر کتاب اللہ میں ایک ایسی آیت ہے میں نے جب بھی اسے پڑھا ہے اس کے بارے میں میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے پھر یہ آیت پڑھی میرے پاس قیدی لائے جاتے ہیں۔ میں ان کی گردنیں اڑانے کا حکم دیتا ہوں لیکن میں تو ان سے ایسی کوئی بات نہیں سنتا۔ میں نے کہا تیرے سامنے اس کی صحیح توجیہ نہیں پیش کی گئی۔ جب نصرانی کی روح نکلتی ہے تو فرشتے اس کے منہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 26، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 27 5۔ ایضاً

اور پشت پر ضربیں لگاتے ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں اے خبیث تو نے حضرت مسیح علیہ السلام کے بارے میں گمان کیا ہے کہ وہ اللہ ہے یا ابن اللہ ہے یا تین میں سے تیسرا ہے وہ تو اللہ کا بندہ اس کی روح اور اس کا کلمہ ہے۔ جب اسے اپنا ایمان کوئی نفع نہیں دیتا ہے تو وہ یہ ایمان لے آتا ہے۔ یہودیوں کی جب روح نکلتی ہے تو فرشتے اس کے سامنے حصہ اور پشت پر ضربیں مارتے ہیں اور کہتے ہیں اے خبیث تو نے یہ گمان کیا کہ تو نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دیا ہے، وہ تو اللہ کا بندہ اور اس کی روح ہے۔ جب اسے اپنا ایمان نفع نہیں دیتا تو وہ ایمان لے آتا ہے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو ان کے زندہ اسی طرح ان پر ایمان لائیں گے جس طرح ان کے مردے ایمان لاتے تھے۔ پوچھا تو نے یہ کہاں سے اخذ کیا؟ میں نے بتایا حضرت محمد بن علی سے۔ تو اس نے کہا تو نے اسے علم کے معدن سے حاصل کیا۔ شہر نے کہا اللہ کی قسم مجھے یہ بات ام سلمہ نے بتائی تھی لیکن میں نے اسے غضب ناک کرنا چاہا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو تمام دینوں کے پیروکار آپ پر ایمان لے آئیں گے (1) اور ان پر گواہ ہونے کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پیغام کو پہنچایا اور اپنے بارے میں اللہ کا بندہ ہونے کا اقرار کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو دجال سے جنگ کریں گے۔ زمین میں کوئی یہودی ایسا نہیں رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لائے مگر یہ اس وقت ہوگا جب انہیں ایمان کوئی نفع نہ دے گا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب کا ایمان لانا آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے وقت ہوگا اہل کتاب میں سے کوئی آدمی نہیں رہے گا جو آپ پر ایمان نہ لائے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے آپ پر ایمان لائیں گے، اللہ کی قسم اس وقت وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں لیکن جب وہ آسمان سے اتریں گے تو سب لوگ آپ پر ایمان لے آئیں گے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے اس ارشاد کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے وہ آپ پر ایمان لائیں گے اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھالیا ہے، قیامت سے پہلے اللہ تعالیٰ آپ کو ایسے مقام پر فائز فرمانے والا ہے جہاں تمام مومن اور کافر آپ پر ایمان لے آئیں گے۔

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 484، بیروت	2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 24	4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 25

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حکم کی حیثیت سے اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کر دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، مال عام کر دیں گے یہاں تک کہ کوئی آدمی اسے قبول کرنے والا نہ ہوگا یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے درمیان حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حاکم عادل بن کر اتریں گے، دجال کو قتل کریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑ دیں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، مال کو عام کر دیں گے اور سجدہ صرف اللہ رب العالمین کے لئے ہوگا۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو وان من اھل الکتب الخ کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا وہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی موت سے پہلے آپ پر فوراً ایمان لائیں گے۔ پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کو تین مرتبہ دہراتے۔

امام احمد اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ نہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، صلیب توڑیں گے آپ کے لئے نماز جمع کر دی جائے گی وہ اتنا مال دیں گے کہ کوئی سننے والا نہ ہوگا آپ خراج کو ختم کر دیں گے، آپ روحاء کے مقام پر اتریں گے وہاں سے حج یا عمرہ یا دونوں کا احرام باندھیں گے پھر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ آیت تلاوت کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وصال سے پہلے آپ پر ایمان لایا جائے گا (2)۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام روحاء کے درہ سے حج یا عمرہ یا دونوں کا اکٹھے احرام باندھیں گے (3)۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے جبکہ امام تم میں سے ایک ہوگا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر اور ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا انبیاء علاتی (باپ کی طرف سے) بھائی ہیں، ان کی مائیں مختلف ہیں، ان کا دین ایک ہے، میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کا دوسرے لوگوں کی بنسبت زیادہ قریبی ہوں کیونکہ ان کے اور میرے درمیان کوئی اور نبی نہیں، وہ میری امت پر میرے نائب ہیں، وہ آسمان سے اترنے والے ہیں، جب تم اسے دیکھو گے تو پہچان لو گے، وہ درمیانی قد کے ہیں سرخ و

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 64-63 (242)، دار الکتب العلمیہ

2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 290، دار صادر بیروت 3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 540

4۔ صحیح مسلم شرح نووی، کتاب الایمان، جلد 2، صفحہ 166 (247)

سفید رنگت والے ہیں، انہوں نے دو کپڑے گیروی رنگ کے پہنے ہوں گے، ان کے سر سے پانی کے قطرات بہہ رہے ہوں گے، اگر چہ انہیں پانی نے چھوا تک نہ ہو، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے، لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیں گے اللہ تعالیٰ ان کے زمانے میں تمام ادیان کو ختم کر دے گا۔ صرف اسلام باقی رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے زمانہ میں بھی مسیح دجال کو ہلاک کرے گا پھر زمین پر امن قائم ہو جائے گا یہاں تک کہ شیر اونٹوں کے ساتھ، چیتے، اونٹوں کے ساتھ، بھیڑیے بکریوں کے ساتھ اور بچے سانپوں کے ساتھ کھیل رہے ہوں گے۔ یہ چیزیں انہیں کچھ تکلیف نہ دیں گے۔ وہ چالیس سال تک یہاں رہیں گے پھر فوت ہو جائیں گے۔ آپ پر مسلمان نماز جنازہ پڑھیں گے اور آپ کو دفن کریں گے (1)۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میں امید رکھتا ہوں اگر میری عمر طویل ہو تو میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملاقات کروں اگر موت مجھے جلدی آئے تو تم میں سے جو بھی انہیں ملے انہیں میرا اسلام کہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار میرے اور حضرت عیسیٰ بن مریم کے درمیان کوئی نبی یا رسول حائل نہیں، خبردار وہ میرے بعد میری امت پر میرے نائب ہیں، خبردار وہ دجال کو قتل کریں گے، صلیب کو توڑیں گے جزیہ ختم کر دیں گے اور جنگ ختم ہو جائے گی، تم میں سے جو بھی ان سے ملے، انہیں میرا اسلام کہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے زمین پر اتریں گے اور چالیس سال تک دنیا میں رہیں گے۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل امام اور منصف حکم بن کر اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، امن لوٹ آئے گا، تلواروں کو درانتیاں بنا لیا جائے گا، ہر زہر والی چیز کی زہر ختم ہو جائے گی، آسمان اپنا رزق نازل فرمائے گا، زمین اپنی برکات باہر نکال دے گی یہاں تک کہ بچہ سانپ کے ساتھ کھیلے گا تو وہ اس بچے کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، بھیڑیا ریوڑ کو چرائے گا اور اسے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا، شیر گائیں چرائیں گے اور انہیں کچھ نقصان نہ دیں گے (3)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال نکلنے والا ہے اس کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اس پر ایک بھاری پردہ ہوگا، وہ اندھوں اور کوڑھ کے مریضوں کو شفایاب کرے گا اور مردوں کو زندہ کرے گا اور کہے گا میں تمہارا رب ہوں۔ جس نے کہا تو میرا رب ہے وہ آزمائش میں پڑ گیا، جس نے کہا میرا رب اللہ ہے جو زندہ ہے اس پر موت نہیں آتی، وہ اس کے فتنہ سے محفوظ ہو گیا، ایسے آدمی پر کوئی فتنہ اور عذاب نہ ہوگا، وہ زمین

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 298، دار صادر بیروت

3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 482

میں اتنا عرصہ رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر مغرب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے، طبرانی کے الفاظ میں ہے وہ مشرق سے آئیں گے، وہ حضور ﷺ کی تصدیق کریں گے اور آپ کی ملت پر ہوں گے، وہ دجال کو قتل کریں گے پھر اس کے بعد قیامت برپا ہو جائے گی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے جبکہ میں رو رہی تھی پوچھا تو کیوں روتی ہے؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں نے دجال کا ذکر کیا تو میں رونے لگی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ اصبہان کے یہودیوں سے نکلے گا یہاں تک کہ مدینہ طیبہ آئے گا، اس کے اطراف میں قیام کرے گا۔ اس روز مدینہ کے سات دروازے ہوں گے، ہر دروازے پر دو فرشتے ہوں گے۔ مدینہ طیبہ کے شریر لوگ اس کی طرف نکلیں گے یہاں تک وہ شام آئے گا جو فلسطین کا ایک شہر ہے اور دروازے کے پاس آئے گا۔ حضرت عیسیٰ بن مریم اتریں گے تو اسے قتل کر دیں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین میں چالیس سال تک ایک عادل امام اور منصف حکم (ثالث) کی طرح رہیں گے (2)۔

امام احمد نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال دین کی کمزوری اور علم کے اٹھ جانے کے وقت نکلے گا، اس کے چالیس دن ہوں گے جن میں وہ ساری زمین میں سیاحت کرے گا، اس کا ایک دن سال کی طرح ہوگا جس کا ایک دن ایک ماہ کا ہوگا، ایک دن جمعہ کی طرح ہوگا، باقی دن تمہارے دنوں جیسے ہوں گے اس کا ایک گدھا ہوگا جس پر وہ سوار ہوگا، اس کے کانوں کے درمیان چالیس ہاتھوں کا فاصلہ ہوگا، وہ لوگوں سے کہے گا میں تمہارا رب ہوں وہ کانا ہوگا جبکہ تمہارا رب کانا نہیں اس کی آنکھوں کے درمیان حروف تہجی کی صورت کفر (ک ف ر) لکھا ہوگا جس کو کاتب مومن اور غیر کاتب مومن پڑھ لے گا، وہ مدینہ طیبہ اور مکہ مکرمہ کے علاوہ ہر گھاٹ پر وارد ہوگا اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ دونوں حرام کر دیے ہیں، فرشتے ان کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے، اس کے پاس روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے، لوگ سخت تکلیف میں ہوں گے مگر وہ شخص جو اس کی اتباع کرے، اس کے ساتھ دو نہریں ہوں گی جن کے بارے میں میں اس سے زیادہ جانتا ہوں، ایک نہر کو جنت کہے گا اور دوسری کو نار کہے گا جس کو وہ جنت کہتا ہے جو اس میں داخل ہوا وہ جہنم میں ہوگا اور جسے وہ جہنم کہتا ہے جو اس میں داخل ہوا وہ جنت میں ہوگا، اس کے ساتھ شیطان ہوں گے جو لوگوں سے گفتگو کریں گے، اس کے ساتھ عظیم آزمائش ہوگی، وہ آسمان کو حکم دے گا تو وہ بارش برسانا شروع کر دے گا جسے لوگ دیکھیں گے، وہ ایک آدمی کو قتل کرے گا پھر اسے زندہ کر دے گا پھر لوگوں کی موجودگی میں کسی اور پر اسی طرح غالب نہ آئے گا۔ وہ لوگوں سے کہے گا کیا اس قسم کا کام رب کے علاوہ بھی کوئی کر سکتا ہے۔ مسلمان جبل دخان کی طرف بھاگ جائیں گے جو شام میں ہے۔ دجال ان کے پاس آئے گا، ان کا محاصرہ کرے گا اور سخت محاصرہ کرے گا اور انہیں سخت مصیبت پہنچائے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے۔ سحری کے وقت اعلان کریں گے اور فرمائیں گے اے لوگو تمہیں کس چیز نے اس امر سے روک رکھا ہے کہ تم اس

1۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 221 (6919)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 490، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

جھوٹے خبیث کی طرف نکلو لوگ کہیں گے یہ زندہ آدمی ہے وہ اس کے پاس جائیں گے تو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس ہوں گے اقامت کہی جائے گی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی جائے گی یا روح اللہ آگے بڑھیے۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے۔ تمہارا اپنا امام آگے بڑھے اور تمہیں نماز پڑھائے۔ جب وہ صبح کی نماز پڑھ لیں گے تو لوگ دجال کی طرف نکل پڑھیں گے۔ جب دجال کذاب لوگوں کو دیکھے گا تو یوں پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھل جاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی طرف بڑھیں گے اور اسے قتل کر دیں گے یہاں تک کہ درخت پکارے گا یا روح اللہ یہ یہودی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر اس آدمی کو قتل کر دیں گے جس نے دجال کی پیروی کی ہوگی (1)۔

امام معمر نے اپنی جامع میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت عمرو بن سفیان ثقفی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ایک انصاری نے بتایا وہ حضور ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دجال کا ذکر کیا فرمایا کہ وہ مدینہ طیبہ کے مضافات میں آئے گا جبکہ مدینہ طیبہ میں داخلہ اس پر حرام کر دیا گیا ہے۔ مدینہ طیبہ کے لوگوں پر ایک یا دو زلزلے آئیں گے تو اس کی وجہ سے ہر منافق مرد اور منافق عورت اس کی طرف نکل جائے گی پھر دجال شام کے علاقہ میں آئے گا یہاں تک کہ شام کے بعض پہاڑوں کے پاس آئے گا۔ وہاں دجال محاصرہ کرے گا۔ باقی ماندہ مسلمان اس روز پہاڑ کی چوٹی پر پناہ لئے ہوں گے۔ دجال اس پہاڑ کے دامن میں پڑاؤ ڈال کر ان کا محاصرہ کرلے گا۔ جب ان پر محاصرہ طویل ہو جائے گا تو ایک آدمی کہے گا تم کب تک اسی طرح پڑے رہو گے جبکہ تمہارا دشمن پہاڑ کے دامن میں تمہارا محاصرہ کیے ہوئے ہے۔ تمہیں دو بھلائیوں میں سے ایک کو اپنانا ہوگا کہ تم شہادت طلب کرو یا اللہ تعالیٰ تمہیں غلبہ عطا کرے وہ جنگ کے لئے ایسی بیعت کریں گے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ جانتا ہوگا کہ وہ بیعت میں سچے ہیں پھر انہیں تاریکی ڈھانپ لے گی کہ کوئی اپنی ہتھیلی بھی نہ دیکھ سکے گا۔ حضرت ابن مریم اتریں گے، ان کی آنکھوں سے آپ کو پوشیدہ رکھا جائے گا، وہ کیا دیکھیں گے کہ ان کے سامنے ایک ایسا آدمی ہے جس کے جسم پر زرہ ہے، لوگ پوچھیں گے تو کون ہے؟ تو وہ جواب دے گا میں اللہ کا بندہ، اس کا کلمہ اور اس کی روح عیسیٰ علیہ السلام ہوں۔ آپ فرمائیں گے تین باتوں میں سے کوئی ایک اپنا لو (۱) اللہ تعالیٰ دجال اور اس کے لشکروں پر بڑا عذاب نازل فرمائے (۲) انہیں زمین میں دھنسا دے (۳) تمہارے اسلحہ کو ان پر آزاد کر دے اور ان کے اسلحہ کو تم سے روک لے۔ وہ عرض کریں گے یا رسول اللہ یہ ہمارے سینوں کو زیادہ راحت دینے والا ہے، اس دن تو اس یہودی کو دیکھے گا جو عظیم جثہ والا، لمبے قد والا، خوب کھانے پینے والا ہے مگر رعب کی وجہ سے اس کے ہاتھ تلوار نہیں اٹھا سکتے۔ یہ لوگ دجال اور اس کے ساتھیوں کی طرف پہاڑ سے اتریں گے اور ان پر غالب آجائیں گے۔ دجال کا پیٹ خراب ہو جائے گا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے پکڑ لیں گے اور اسے قتل کر ڈالیں گے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، طبرانی اور حاکم نے حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا مسلمانوں کے تین شہر ہوں گے ایک شہر وہاں

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 367، دار صادر بیروت

ہوں گا جہاں دو سمندر ملتے ہیں ایک شہر جزیرہ میں ہوگا اور ایک شہر شام میں ہوگا۔ لوگوں کو تین گھبراہٹوں کا سامنا کرنا ہوگا۔ وہ لشکر کے جلو میں نکلے گا اور مشرق کی جانب میں تمام لوگوں کو شکست دے گا۔ سب سے پہلا شہر جو اسے روکے گا وہ وہ شہر ہے جو دو سمندروں کے ملنے کی جگہ واقع ہے۔ وہاں کے لوگ تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک جماعت اٹھے گی اور کہے گی ہم دیکھتے ہیں دجال کیا ہے۔ ایک جماعت بدوؤں کے ساتھ جا ملے گی۔ تیسری جماعت ساتھ والے شہر کے لوگوں کے ساتھ مل جائے گی جبکہ دجال کے ساتھ ستر ہزار کا لشکر ہوگا جن کے سروں پر تاج ہوں گے۔ ان میں سے اکثر تعداد یہودیوں اور عورتوں کی ہوگی پھر دجال ساتھ والے شہر میں آئے گا۔ وہاں کے لوگ بھی تین جماعتوں میں بٹ جائیں گے۔ ایک جماعت کہے گی ہم دیکھتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ ایک جماعت بدوؤں کے ساتھ جا ملے گی۔ ایک جماعت ساتھ والے شہر والوں کے ساتھ جا ملے گی، پھر دجال شام آئے گا، مسلمان ایک بلند گھاٹی میں جمع ہو جائیں گے، وہ اپنے جانور چرنے کے لئے بھیجیں گے تو انہیں پکڑ لیا جائے گا۔ یہ چیز ان پر بڑی شاق گزرے گی انہیں سخت بھوک اور سخت مصیبت آ پہنچے گی یہاں تک کہ کوئی آدمی اپنے تیر کمان کا دھاگہ جلائے گا اور اسے کھائے گا وہ اس حال میں ہوں گے کہ کوئی منادی کرنے والا ندا کرے گا اے لوگو سحری کے وقت تمہارے پاس مدد آ پہنچے گی۔ یہ اعلان تین دفعہ ہوگا۔ وہ ایک دوسرے کو کہیں گے یہ آواز تو کسی سیر پیٹ والے کی ہے۔ فجر کی نماز کے وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام اتریں گے۔ لوگوں کے امیر ان سے کہیں گے اے اللہ کے رسول آگے بڑھیے اور ہمیں نماز پڑھایئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے اے اس امت کے لوگو تم ایک دوسرے کے امیر ہو، خود آگے بڑھو اور ہمیں نماز پڑھاؤ وہ امیر خود آگے بڑھے گا اور لوگوں کو نماز پڑھائے گا۔ جب امام نماز سے فارغ ہو جائے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنا برچھا لیں گے اور دجال کی طرف چل پڑیں گے۔ جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو یوں پگھل جائے گا جس طرح سکہ پگھل جاتا ہے۔ آپ کا نیزہ اس کی تندوہ میں جا لگے گا جو اسے قتل کر دے گا پھر اس کے ساتھی بھاگ جائیں گے۔ اس دن اس کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی چھپ نہ سکے گا یہاں تک کہ پتھر کہے گا اے مومن یہ کافر ہے، اسے قتل کر دے۔ درخت کہے گا اے مومن یہ کافر ہے، اسے قتل کر ڈال (1)۔

امام حاکم نے اسے حضرت ابو الطفیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں کوفہ میں تھا تو یہ بات کہی گئی کہ دجال نکل آیا ہے، ہم حضرت حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے پوچھا یہ دجال نکل آیا ہے؟ آپ نے فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا تو پھر اعلان کیا گیا کہ یہ رنگ ریز کا جھوٹ تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر دجال تمہارے زمانے میں نکل آیا تو بچے اسے ٹھیکریوں سے ہی مار ڈالیں گے لیکن وہ اس وقت نکلے گا۔ جب لوگوں میں افراتفری برپا ہو چکی ہوگی، دین میں کمزوری پیدا ہو چکی ہوگی اور نسب میں فساد برپا ہو چکا ہوگا وہ ہر گھاٹ پر جائے گا، اس کے لئے زمین اسی طرح لپیٹ دی جائے گی جس طرح فروی کبشہ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے یہاں تک کہ وہ مدینہ طیبہ میں آئے گا، اس کے اردگرد کے علاقوں پر غالب آ جائے گا اور اسے اندر داخل ہونے سے روک دیا جائے گا پھر وہ ایلیا کے پہاڑ کے پاس جائے گا۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 525 (8473) دار الکتب العلمیہ بیروت

مسلمانوں کی ایک جماعت کا محاصرہ کرے گا تو مسلمانوں پر جو امیر ہوگا۔ وہ مسلمانوں کو کہے گا اس سرکش جماعت سے جہاد کرنے کے لئے تم کس کا انتظار کر رہے ہو، اس سے جنگ کرو یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے یا تمہیں فتح عطا کر دی جائے گی۔ وہ آپس میں مشورہ کریں گے۔ جب صبح ہوگی تو ہم جنگ کریں گے۔ وہ صبح کریں گے تو حضرت عیسیٰ علیہ اسلام ان کے ساتھ ہوں گے، آپ دجال کو قتل کریں گے اور اس کے ساتھیوں کو شکست دیں گے (1)۔

امام مسلم اور حاکم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دجال نکلے گا وہ میری امت میں رہے گا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ چاہے گا، وہ چالیس تک رہے گا۔ میں نہیں جانتا کہ چالیس دن، چالیس ماہ یا چالیس سال رہے گا پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ بن مریم کو بھیجے گا گویا وہ عروہ بن مسعود ثقفی ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے تلاش کریں گے یہاں تک کہ اسے ہلاک کر دیں گے پھر لوگ سات سال تک رہیں گے، دو افراد میں بھی باہمی دشمنی نہ ہوگی پھر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جو شام کی جانب سے آئے گی تو وہ کسی ایسے فرد کو بھی نہیں چھوڑے گی جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہوگا مگر اس کی روح کو قبض کر لے گی یہاں تک کہ اگر تم میں سے کوئی پہاڑ کے جگر میں داخل ہو جائے گا تو وہ ہوا اس پر داخل ہوگی اور اس کی روح کو بھی قبض کر لے گی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے کبد جبل کے الفاظ سنے ہیں۔ شریر لوگ ہی رہ جائیں گے جو نہ نیکی کو پہچانتے ہوں گے اور نہ ہی منکر کا انکار کریں گے، وہ پرندوں کے ہلکے پن اور درندوں کی خصلتوں کے حامل ہوں گے۔ شیطان ان لوگوں کے پاس آئے گا، وہ کہے گا تمہیں حیا نہیں آتی؟ وہ کہیں گے تو ہمیں کیا کہتا ہے؟ وہ انہیں بتوں کی عبادت کا حکم دے گا تو وہ ان کی عبادت کریں گے، وہ اس حال میں رہیں گے کہ ان کا رزق عام ہوگا اور عمدہ زندگی ہو گی پھر صور پھونکا جائے گا (2)۔

امام ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ابوامامہ حضرت باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، آپ کے خطبہ کا اکثر حصہ اس بات پر مشتمل تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کے بارے میں بتایا۔ آپ نے ہمیں دجال سے ڈرایا۔ آپ کی گفتگو یہ تھی اللہ تعالیٰ نے جب سے حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد پیدا کی اس وقت سے دجال کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو مبعوث نہیں کیا مگر اس نے دجال کے فتنہ سے لوگوں کو ڈرایا۔ میں آخری نبی ہوں جبکہ تم آخری امت ہو۔ وہ تم میں ضرور ظاہر ہوگا۔ اگر وہ اس وقت نکلے جبکہ میں تمہارے درمیان موجود ہوا تو میں ہر مسلمان کی طرف سے اس کے ساتھ جھگڑوں گا۔ اگر وہ میرے بعد ظاہر ہوا تو ہر ایک اپنی طرف سے جھگڑے۔ میرے بعد اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کا محافظ ہے۔ وہ شام اور عراق کے درمیانی حصہ میں ظاہر ہوگا۔ وہ دائیں، بائیں ہر طرف فساد برپا کر دے گا۔ اے اللہ کے بندو ثابت قدم رہنا، میں تمہارے سامنے اس کی ایسی صفات بیان کرنے والا ہوں جیسی صفات اس سے قبل کسی اور نبی نے بیان نہیں کیں۔

وہ گفتگو کا آغاز کرے گا اور کہے گا میں نبی ہوں جبکہ میرے بعد کوئی نبی نہیں پھر بات بدل دے گا اور کہے گا میں تمہارا رب

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 574 (8612) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 586 (8632)

ہوں جبکہ تم اپنے رب کا اس وقت تک دیدار نہیں کر سکتے یہاں تک کہ تمہیں موت آئے۔ وہ (دجال) کانا ہوگا جبکہ تمہارا رب کانا نہیں۔ اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا جس کو کاتب وغیر کاتب مومن پڑھ لے گا۔ اس کے فتنہ میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی جنت و دوزخ ہوگی جبکہ اس کی دوزخ حقیقت میں جنت ہے اور اس کی جنت حقیقت میں دوزخ ہے۔ جسے اس کی جہنم میں مبتلا کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرے اور سورۂ کہف کی ابتدائی آیات کی تلاوت کرے تو وہ جہنم اس کے لئے ٹھنڈی اور سلامتی بن جائے گی جس طرح آگ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ٹھنڈی اور سلامتی بن گئی تھی۔ اس کے فتنہ میں سے ایک چیز یہ بھی ہے کہ وہ ایک دیہاتی سے کہے گا اگر میں تیرے باپ اور تیری ماں کو زندہ کروں جو میرے رب ہونے کی شہادت دیں تو تو کیا کہے گا تو وہ کہے گا ہاں۔ تو وہ دو شیطانوں کو اس کے ماں اور باپ کی صورت میں ظاہر کرے گا۔ وہ دونوں کہیں گے اے بیٹے اس کی اتباع کر کیونکہ یہ تیرا رب ہے۔ اس کی آزمائش میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک آدمی کو پکڑے گا، اس کو قتل کرے گا، آری کے ساتھ چیرے گا یہاں تک کہ دو ٹکڑے کر کے پھینک دے گا پھر کہے گا میرے اس بندہ کو دیکھ، میں ابھی اسے زندہ کرتا ہوں پھر یہ خیال کرتا ہے کہ اس کا میرے علاوہ کوئی اور رب ہے، اللہ تعالیٰ اسے زندہ کرے گا تو دجال اسے کہے گا تیرا رب کون ہے تو وہ بندہ کہے گا میرا رب اللہ ہے جبکہ تو اللہ کا دشمن دجال ہے، اللہ کی قسم تیرے بارے میں مجھے جو آج بصیرت حاصل ہے وہ اس سے قبل کبھی نہ تھی۔

اس کی ایک آزمائش یہ بھی ہے کہ وہ دجال آسمان کو حکم دے گا کہ وہ بارش برسائے۔ تو آسمان بارش برسائے گا، وہ زمین کو فصل اگانے کا حکم دے گا (تو وہ فصل اگائے گی) اس کی آزمائش میں سے ایک آزمائش یہ بھی ہے کہ وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے گا، وہ لوگ دجال کی تکذیب کریں گے تو ان کے تمام جانور ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے فتنہ میں سے یہ بھی ہے کہ وہ ایک قبیلہ کے پاس سے گزرے گا۔ وہ اس کی تصدیق کریں گے۔ وہ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ بارش برسائے تو وہ بارش برسائے گا۔ وہ زمین کو فصل اگانے کا حکم دے گا تو وہ فصل اگائے گی یہاں تک کہ ان کے مویشی شام کو واپس لوٹیں گے تو پہلے سے زیادہ موٹے، جسیم، لمبی ڈھاکوں والے اور زیادہ دودھ والے ہوں گے۔ زمین میں کوئی چیز ایسی نہ ہوگی جسے اس نے پامال نہ کیا ہو اور اس پر غالب نہ آیا ہو مگر مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ۔ دجال مدینہ کے جس راستہ پر بھی آئے گا تو وہ فرشتوں کو تلواروں کے ساتھ پائے گا جو انہوں نے سونت رکھی ہوں گی یہاں تک کہ وہ ظریف احمر میں جا کر پڑاؤ ڈالے گا جہاں ان کے مضافات ختم ہوتے ہیں۔ مدینہ میں تین زلزلے برپا ہوں گے تو مدینہ طیبہ میں رہنے والا کوئی منافق مرد اور منافق عورت ایسی نہیں رہے گی جو اس کی طرف نہ نکل جائے۔ مدینہ طیبہ اپنے اندر سے خبث اس طرح نکال دے گا جس طرح بھٹی لوہے کے خبث کو نکال دیتی ہے۔ اس دن کو یوم الخلاص کہا جائے گا۔

حضرت ام شریک بنت ابو العسکر رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس روز عرب کہاں ہوں گے؟ فرمایا وہ تھوڑے ہوں گے، ان کی اکثریت بیت المقدس میں ہوگی جبکہ ان کا امام ایک صالح آدمی ہوگا۔ اسی اثناء میں کہ ان کا امام انہیں نماز پڑھانے کے لئے آگے بڑھے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام صبح کے وقت آسمان سے اتریں گے، وہ امام پیچھے ہٹ

جائے گا تا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آگے بڑھ کر جماعت کرائیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے کندوں کے درمیان اپنا ہاتھ رکھیں گے پھر فرمائیں گے آگے بڑھو انہیں نماز پڑھاؤ کیونکہ اقامت تمہارے لئے ہی کہی گئی ہے۔ تو ان کا امام انہیں جماعت کرائے گا۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوگا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے دروازے کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ اس دروازہ کو کھولا جائے گا۔ اس کے پیچھے دجال کھڑا ہوگا اور اس کے ساتھ ستر ہزار یہودی ہوں گے۔ ہر ایک کے پاس آراستہ تلوار اور چادر ہوگی۔ جب دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھے گا تو وہ اس طرح پگھل جائے گا جس طرح نمک پانی میں پگھلتا ہے۔ دجال بھاگ کھڑا ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تیرے لئے میرے پاس ایک ضرب (وار) ہے جس سے تو مجھ سے بچ نہیں سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسے مشرقی دروازے کے پاس پکڑ لیں گے اور اسے قتل کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہودیوں کو شکست دے دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے جو بھی چیز پیدا کی ہے جب وہ اس کے پیچھے چھپیں گے تو اللہ تعالیٰ اسے قوت گویائی عطا فرمائے گا، کوئی پتھر، کوئی درخت، کوئی جانور کوئی دیوار یہاں تک کہ غرقدہ بھی کہے گی، غرقدہ وہ درخت ہے جسے یہودی اگاتے ہیں، اے اللہ کے مسلمان بندے یہ یہودی ہے، ادھر آ اور اسے قتل کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کا زمانہ چالیس سال کا ہوگا۔ ایک سال نصف سال کا، ایک سال مہینے کی طرح، ایک مہینہ جمعہ کی طرح اور اس کے آخری ایام تو شراروں کی طرح ہوں گے۔ تم میں کوئی ایک دروازے پر صبح کرے گا وہ دوسرے دروازے پر نہیں پہنچے گا مگر اسے شام ہو جائے گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم ان مختصر دنوں میں کیسے نماز پڑھیں گے؟ فرمایا تم ان اوقات میں نماز کا اسی طرح اندازہ لگا لینا جس طرح تم ان طویل دنوں میں اندازہ لگاتے ہو پھر نماز پڑھ لینا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام عادل حاکم اور منصف ثالث کی طرح ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے، خنزیر کو قتل کریں گے، جزیہ ختم کر دیں گے اور صدقہ ترک کر دیں گے، آپ بکریوں اور اونٹوں کی زکوٰۃ لینے کے لئے سعی (کوشش) نہیں کریں گے، باہم کینہ اور بغض ختم کر دیا جائے گا اور ہر زہر والی چیز کی زہر نکال دی جائے گی۔ یہاں تک کہ بچہ اپنا ہاتھ سانپ میں ڈالے گا تو اسے کچھ نقصان نہ دے گا، چھوٹا بچہ شیر کے ساتھ دوڑے گا تو وہ اسے کوئی تکلیف نہیں دے گا۔ بھیڑیا ریوڑ میں ہوگا گویا بھیڑیا ریوڑ کا کتا ہے، زمین مسلمانوں سے یوں بھر جائے گی جیسے برتن پانی سے بھر جاتا ہے، دین ایک ہو جائے گا، صرف اللہ کی عبادت کی جائے گی، جنگ اپنے ہتھیار پھینک دے گی، قریش اپنا ملک لے لیں گے، زمین ایسے ہو جائے گی جیسے چاندی کا طبت ہوتا ہے۔

اس کی نباتات یوں اگے گی جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں اس کی نباتات ہوتی تھی یہاں تک کہ لوگوں کی ایک جماعت انگور کے ایک خوشہ پر جمع ہوگی تو انہیں سیراب کر دے گی۔ ایک جماعت ایک انگور پر جمع ہوگی تو وہ انہیں سیر کر دے گا۔ بیل اتنی اتنی رقم کا ہوگا اور گھوڑا اتنے درہموں کا ہوگا۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھوڑا اتنا سستا کیوں ہوگا؟ فرمایا جنگ کے لئے اس پر سواری نہیں کی جائے گی۔ عرض کی گئی بیل اتنا مہنگا کیوں ہوگا؟ فرمایا اس کے ساتھ تمام زمین کاشت کی جائے گی۔ دجال کے ظاہر ہونے سے پہلے تین سال

سخت ہوں گے۔جن میں لوگوں کو سخت بھوک برداشت کرنا ہوگی۔اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا کہ وہ تیسرا حصہ بارش روک لے۔زمین کو حکم دے گا تیسرا حصہ نباتات روک لے۔دوسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا تو وہ دوثلث بارش روک لے گا۔زمین کو حکم دے گا تو وہ دوثلث نباتات روک لے گی۔تیسرے سال اللہ تعالیٰ آسمان کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام بارش روک لے گا۔وہ ایک قطرہ بارش بھی نہیں برسائے گا۔زمین کو حکم دے گا تو وہ اپنی تمام نباتات روک لے گی تو وہ کوئی سبزہ نہیں اگائے گی۔کوئی جانور نہیں ہوگا مگر وہ مر جائے گا مگر جسے اللہ زندہ رکھنا چاہے۔عرض کی گئی لوگ کس طرح زندہ رہیں گے؟ فرمایا لا الہ الا اللہ،اللہ اکبر،سبحان اللہ اور الحمدللہ کہ یہ چیزیں ان کے لئے کھانے کے قائم مقام ہو جائیں گی (1)۔

امام احمد اور امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے ایک جماعت حق پر جہاد کرتی رہے گی،وہ غالب رہے گی یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے تو ان کا امیر کہے گا آئیں ہمیں نماز پڑھائیں۔تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے تم ہی ایک دوسرے کے امیر ہو وہ یہ بات اس لئے کریں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عزت بخشی ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت اوس بن ابی اوس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دمشق میں منارہ بیضاء (سفید منارہ) کے قریب اتریں گے (3)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے مجھے غزوۂ موتہ کے موقع پر بشیر بنا کر حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں بھیجا۔جب میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ۔فرمایا اے ابوعبدالرحمٰن ٹھہر جا۔حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا لیا۔انہوں نے جہاد کیا یہاں تک کہ شہید ہوئے۔اللہ تعالیٰ زید رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے،پھر جھنڈا حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے پکڑا،اس نے جہاد کیا تو پھر شہید ہو گئے۔اللہ تعالیٰ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے،پھر جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے پکڑا،انہوں نے جہاد کیا یہاں تک شہید ہو گئے۔اللہ تعالیٰ عبداللہ پر رحم فرمائے۔پھر جھنڈا حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے پکڑا،اللہ تعالیٰ نے حضرت خالد کے ہاتھ پر فتح نصیب فرمائی۔خالد اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے۔رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رونے لگے۔وہ آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھے ہوئے تھے۔پوچھا تم کیوں رو رہے ہو؟ عرض کی ہم کیوں نہ روئیں جبکہ ہمارے بہترین سردار اور صاحب فضیلت ساتھی شہید ہو گئے۔فرمایا نہ روؤ میری امت کی مثال اس باغ کی طرح ہے جس کا مالک اس کی نگہداشت کرتا ہے،اس کے عمدہ پھل کو کاٹتا ہے،رہائش کی جگہ کو تیار کرتا ہے،زائد

1۔سنن ابن ماجہ،کتاب الفتن،جلد4،صفحہ 444 (4077) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔صحیح مسلم،شرح نووی،کتاب الایمان،جلد2،صفحہ 166 (247)،دارالکتب العلمیہ بیروت

3۔معجم کبیر،باب فضل الجمعہ،جلد1،صفحہ 217،مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

چیزوں کو دور کرتا ہے، وہ باغ ایک سال ایک جماعت کو کھانا کھلاتا ہے، دوسرے سال دوسری جماعت کو کھانا کھلاتا ہے، تیسرے سال تیسری جماعت کو کھانا کھلاتا ہے۔ ممکن ہے آخر میں کھانے والے کا کھانا خوب موٹا تازہ اور اس کا گچھا بہت لمبا ہو، قسم ہے اس کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری امت میں اپنے حواریوں کا نائب پائیں گے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، حکیم ترمذی اور امام حاکم نے حضرت عبدالرحمٰن بن جبیر بن نصیر حضرمی رحمہما اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جب غزوۂ موتہ میں شہید ہونے والے صحابہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا غم بڑھ گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال ضرور اس امت کی ایک جماعت کو پائے گا جو تمہاری مثل ہوں گے یا تم سے بہتر ہوں گے۔ یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ اللہ تعالیٰ اس امت کو ذلیل ورسوا نہیں کرے گا جس کا میں اول ہوں اور عیسیٰ بن مریم آخر ہیں۔ ذہبی نے کہا یہ مرسل ہے اور منکر ہے(2)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کے کچھ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کو ملیں گے اور دجال سے جنگ کے وقت حاضر ہوں گے(3)۔

امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ابن مریم ایک عادل منصف امیر کی حیثیت سے اتریں گے۔ وہ فج میں حج یا عمرہ کے ارادہ سے داخل ہوں گے۔ وہ میری قبر کے پاس آئیں گے، مجھے سلام کریں گے، میں انہیں سلام کا جواب دوں گا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اے بھتیجو اگر تم دیکھو تو کہو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تمہیں سلام کہہ رہے ہیں(4)۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ملے تو میری طرف سے اسے سلام کہے(5)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر چالیس سال تک رہیں گے، اگر وہ بطحاء کو کہیں گے کہ تو شہد بہا تو وہ شہد بہائے گی۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد اور امام ترمذی نے مجمع بن جاریہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ حضرت ابن مریم دجال کو لد دروازے کے پاس قتل کریں گے(6)۔

امام احمد نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں دو جماعتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ جہنم سے محفوظ رکھے گا، ایک وہ جماعت جو ہندوستان میں جہاد کرے گی، دوسری وہ جماعت جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 156، دار صادر بیروت 2۔ مستدرک حاکم، باب المغازی والسرایا، جلد 3، صفحہ 43 (4351)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 587 (8634) 4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 651 (4162)

5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 587 (8635) 6۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 420، دار صادر بیروت

امام ترمذی نے محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے باپ وہ دادا سے روایت کرتے ہیں جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ تورات میں حضرت محمد ﷺ کی صفت اور یہ لکھا ہوا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین حضور ﷺ کے ساتھ ہوگی (1)۔

امام بخاری نے تاریخ اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تدفین حضور ﷺ اور آپ کے دو صحابہ کے ساتھ ہوگی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر چوتھی ہوگی۔

فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبٰتٍ اُحِلَّتْ لَهُمْ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا ﴿۱۶۰﴾ وَّ اَخْذِهِمُ الرِّبٰوا وَ قَدْ نُهُوْا عَنْهُ وَ اَكْلِهِمْ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ ؕ وَ اَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ مِنْهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿۱۶۱﴾

"سو بوجہ ظلم ڈھانے یہود کے ہم نے حرام کر دیں ان پر وہ پاکیزہ چیزیں جو حلال کی گئی تھیں ان کے لئے اور بوجہ روکنے یہود کے اللہ کے راستے سے بہت لوگوں کو اور بوجہ ان کے سود لینے کے حالانکہ منع کیے گئے تھے اس سے اور بوجہ ان کے کھانے کے لوگوں کے مال ناحق اور تیار کر رکھا ہے ہم نے کافروں کے لئے ان میں سے عذاب دردناک"۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اُحِلَّتْ سے پہلے کانت کے الفاظ بھی پڑھے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم یہود کو اس ظلم اور سرکشی کی وجہ سے سزا دی جائے گی جو انہوں نے کی، ان پر کچھ چیزیں ان کی سرکشی اور ظلم کی وجہ سے حرام کی گئیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَ بِصَدِّهِمْ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَثِيْرًا کا معنی ہے بوجہ روکنے یہود کے حق سے اپنے آپ کو اور دوسرے لوگوں کو (2)۔

لٰكِنِ الرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ مِنْهُمْ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَ الْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَ الْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيْهِمْ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۶۲﴾

"لیکن جو پختہ ہیں علم میں ان سے (وہ بھی) اور (جو) مسلمان ہیں ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتارا گیا آپ کی

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی کتاب المناقب، جلد 13، صفحہ 91، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 31، دار احیاء التراث العربی بیروت

طرف اور جو اتارا گیا آپ سے پہلے اور صحیح ادا کرنے والے نماز کے اور دینے والے زکوٰۃ کے اور ایمان لانے والے اللہ اور روز آخرت کے ساتھ۔ یہی ہیں جنہیں عنقریب ہم دیں گے اجر عظیم''۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں سے کچھ لوگوں کو مستثنیٰ کیا، اس میں وہ لوگ بھی تھے جو اللہ تعالیٰ، ان پر نازل ہونے والی کتاب اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت محمد ﷺ پر نازل ہونے والی کتاب پر ایمان رکھتے، اس کی تصدیق کرتے اور یہ جانتے کہ یہ ان کے رب کی جانب سے حق ہے۔

امام ابن اسحاق اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ، حضرت اسید بن سعید رضی اللہ عنہ اور حضرت ثعلبہ بن سعید رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے یہودیت کو چھوڑا اور مسلمان ہوئے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے مصاحف اور ابن منذر نے حضرت زبیر بن خالد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابان بن عثمان بن عفان سے کہا اس آیت کریمہ میں وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ کی کتابت کی کیا حقیقت ہے جبکہ اس سے ماقبل اور مابعد حالت رفع میں ہے جبکہ یہ کلمات حالت نصبی میں ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کاتب نے جب یہ آیت لکھی تو جب وہ اس لفظ پر پہنچا تو وہ رک گیا اس نے کہا میں کیا لکھوں؟ اسے کہا گیا لکھو وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ اس نے وہی لکھا جو اسے کہا گیا(1)۔

امام ابو عبیدہ نے فضائل میں، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی داؤد اور ابن منذر نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے قرآن کے لحن(☆) (اعرابی غلطی) کے بارے میں پوچھا اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِـُٔوْنَ (المائدہ:69) وَالْمُقِيْمِيْنَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ، اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ (طہٰ:63) آپ نے فرمایا اے بھانجے یہ کاتب کا عمل ہے اس نے کتابت میں خطا کی(2)۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں چار حرف ہیں (جن میں اعرابی غلطی ہے) الصّٰبِـُٔوْنَ، وَالْمُقِيْمِيْنَ، فَاَصَّدَّقَ وَاَكُنْ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ (المنافقون:10) اِنْ هٰذٰنِ لَسٰحِرٰنِ (طہٰ:63)

امام ابن ابی داؤد نے حضرت عبد الاعلی بن عبد اللہ بن عامر قرشی رحمہما اللہ سے روایت کیا ہے کہ مصحف کی کتابت سے فراغت ہوئی تو اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ نے اسے دیکھا، فرمایا تو نے بہت اچھا عمدہ کام کیا ہے۔ اس میں کچھ اعرابی غلطیاں دیکھتا ہوں۔ عرب بذات خود اپنی زبانوں میں درست کر لیں گے۔ ابن داؤد نے کہا میرے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے یعنی ہماری لغت میں ایسا ہی ہے۔ بصورت دیگر اگر اس میں کوئی غلطی ہوتی تو پورے کلام

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 32، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 33

(☆) قرآن حکیم قواعد عربیہ کے تابع نہیں بلکہ یہ خود فصاحت و بلاغت کا مرقع ہے۔ جن چار مقامات کے حوالے سے یہ روایات ذکر کی گئی ہیں امام بیضاوی نے انتہائی خوبصورت تعبیریں کی ہیں، نیز متن قرآن میں کسی کا اجتہاد کوئی اہمیت نہیں رکھتا اگر یہ روایات سند و متن کے اعتبار سے درست بھی ہوں تب بھی اجماع صحابہ کے مقابلہ میں ان کی کوئی اہمیت نہ ہوگی، مترجم۔

عرب میں ایسا نہ ہوتا، نہ ہی آپ یہ جائز خیال کرتے کہ اس مصحف کو تمام اقوام کی طرف پڑھنے کے لئے بھیجتے۔

امام ابن ابی داؤد سے روایت نقل کی ہے کہ جب مصحف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو اس میں آپ نے کچھ غلطیاں پائیں، فرمایا اگر املاء کرانے والا ہذیل قبیلہ کا ہوتا اور کاتب بنو ثقیف کا ہوتا تو یہ چیز نہ پائی جاتی۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں جب مصحف پیش کیا گیا۔ فرمایا اس میں کچھ غلطیاں ہیں۔ عرب بذات خود اپنی زبانوں میں انہیں درست کرلیں گے۔

امام ابن ابی داؤد نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا قرآن کی کتابت میں کچھ غلطیاں ہیں عرب اپنی زبانوں میں خود درست کرلیں گے۔

اِنَّاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ كَمَاۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰى نُوْحٍ وَّ النَّبِیّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۚ وَ اَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤى اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ وَ الْاَسْبَاطِ وَ عِیْسٰى وَ اَیُّوْبَ وَ یُوْنُسَ وَ هٰرُوْنَ وَ سُلَیْمٰنَ ۚ وَ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ﴿۱۶۳﴾ۚ

"بے شک ہم نے وحی بھیجی آپ کی طرف جیسے وحی بھیجی ہم نے نوح کی طرف اور ان نبیوں کی طرف جو نوح کے بعد آئے اور (جیسے) وحی بھیجی ہم نے ابراہیم، اسمٰعیل، اسحٰق، یعقوب اور ان کے بیٹوں اور عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف اور ہم نے عطا فرمائی داؤد کو زبور"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مسکین اور عدی بن زید نے کہا اے محمد ہم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد کسی انسان پر کوئی چیز نازل کی ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اسی طرح وحی کی گئی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے تمام انبیاء کی طرف وحی کی گئی (2)۔

وَ رُسُلًا قَدْ قَصَصْنٰهُمْ عَلَیْكَ مِنْ قَبْلُ وَ رُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَیْكَ ؕ وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِیْمًا ﴿۱۶۴﴾ۚ

"اور (جیسے وحی بھیجی) دوسرے رسولوں پر جن کا حال بیان کر دیا ہے ہم نے آپ سے اس سے پہلے اور ان رسولوں پر بھی جن کا ذکر ہم نے اب تک آپ سے نہیں کیا اور کلام فرمایا اللہ نے موسیٰ سے خاص کلام"۔

امام عبد بن حمید، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن حبان نے اپنی صحیح میں، حاکم اور ابن عساکر نے حضرت ابوذر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 35، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ انبیاء کتنے ہیں؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار میں نے عرض کی رسول کتنے ہیں؟ فرمایا تین سو تیرہ کی بڑی جماعت۔ فرمایا اے ابوذر چار سریانی، حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح اور حضرت خنوخ۔ یہی حضرت ادریس ہیں، یہی پہلی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے قلم کے ساتھ لکھا۔ چار عرب ہیں؟ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت شعیب اور تمہارے نبی، بنی اسرائیل کے پہلے انبیاء میں حضرت موسیٰ اور آخری حضرت عیسیٰ ہیں۔ انبیاء میں سے پہلے نبی حضرت آدم اور آخری تمہارے نبی ہیں (1)۔

امام ابن حبان نے اسے اپنی صحیح میں اور ابن جوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے جبکہ یہ دونوں نقیض کی انتہاء میں ہیں جبکہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے، صحیح نہیں موضوع نہیں جس طرح میں نے مختصر موضوعات میں بیان کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی انبیاء کتنے ہیں؟ فرمایا ایک لاکھ چالیس ہزار اور ان میں رسول تین سو پندرہ جم غفیر ہے۔

امام ابویعلی اور ابونعیم نے حلیہ میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انبیاء میں سے جو میرے بھائی گزر چکے ہیں، وہ آٹھ ہزار نبی ہیں پھر حضرت عیسیٰ بن مریم تھے، ان کے بعد میں ہوں (2)۔

امام حاکم نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ کی بعثت آٹھ ہزار انبیاء کے بعد ہوئی ان میں سے چار ہزار انبیاء کی تعداد بنی اسرائیل میں سے تھی (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک حبشی نبی بھی مبعوث فرمایا، یہ ان انبیاء میں سے ہے جو لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ کے ضمن میں ہے۔ ایک روایت میں ہے یہ الفاظ ہیں حبشیوں میں سے بھی ایک نبی مبعوث کیا گیا۔

امام ابن عساکر نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام پر انبیاء و مرسلین کی تعداد کے بارے میں وحی کی پھر حضرت آدم علیہ السلام اپنے بیٹے حضرت شیث کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا اے بیٹے تو میرے بعد میرا خلیفہ ہے، اسے تقویٰ اور عروہ وثقی کے ساتھ اپنا، جب بھی تو اللہ کا ذکر کرے تو ساتھ ہی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ذکر بھی کر۔ میں نے آپ کا نام عرش کے پائے پر لکھا ہوا دیکھا ہے جبکہ میں ابھی روح اور مٹی کی درمیانی حالت میں تھا پھر میں نے آسمان کا چکر لگایا۔ میں نے آسمانوں میں کوئی جگہ نہیں دیکھی مگر اس پر آپ کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ میرے رب نے مجھے جنت میں سکونت عطا کی۔ میں نے جنت میں کوئی محل اور بالا خانہ نہیں دیکھا مگر اس پر حضرت محمد ﷺ کا نام لکھا ہوا تھا۔ میں نے حضور ﷺ کا نام حور عین کی گردنوں، جنت کے درختوں کے پتوں، طوبیٰ درخت کے اوراق، سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں، حجاب کے اطراف اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا دیکھا۔ حضور ﷺ کا ذکر کثرت سے کرنا

1۔ تاریخ مدینہ دمشق، باب شیث بن آدم، جلد 23، صفحہ 277، دارالفکر بیروت 2۔ مسند ابویعلی، مسند انس بن ملک، جلد 3، صفحہ 395 (4078)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 653 (4167)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کیونکہ فرشتے ہر وقت حضور ﷺ کا ذکر کرتے ہیں (1)۔

امام طبرانی اور حاکم نے ابو یونس کے واسطہ سے سماک بن حرب سے وہ حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بنو عبس کا ایک آدمی تھا جسے خالد بن سفان کہتے۔ اس نے اپنی قوم سے کہا میں تم سے حدثان کی آگ ٹھنڈی کر سکتا ہوں تو اس کی قوم کے ایک آدمی نے اس سے کہا اے خالد تو نے ہمیں ہمیشہ حق بات کی ہے۔ یہ حدثان کی آگ اور تیرا کیا معاملہ ہے جس کے بارے میں تو یہ گمان کرتا ہے کہ تو اسے بجھا سکتا ہے تو وہ اور عمارہ کے ساتھ تیس آدمی اس کی قوم کے چلے یہاں تک کہ وہ اس آگ کے پاس پہنچے۔ یہ آگ ایک پہاڑ سے نکل رہی تھی۔ اس علاقہ کو حرۃ اشجع کہتے۔ خالد نے ان لوگوں کے لئے ایک خط کھینچا۔ ان لوگوں کو اس خط کی صورت میں بٹھایا، کہا اگر میں تمہارے پاس آنے میں دیری کروں تو مجھے میرے نام سے نہ بلانا۔ وہ آگ نکلی گویا وہ سرخ گھوڑے ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے دوڑ رہے ہیں۔ خالد ان کے سامنے ہو گئے۔ وہ انہیں اپنی لاٹھی سے مارنے لگے اور کہہ رہے تھے بدا بدا بدا کل ھدی۔ تمام قسم کی ہدایتیں ظاہر ہو چکی ہیں۔ ابن راعیہ معزی نے کہا میں اسے دائرہ سے باہر نہیں نکلتا تھا کہ میرے کپڑے تر ہو جاتے یہاں تک کہ ان میں پھٹن واقع ہو گئی۔ خالد نے واپس آنے میں دیری کی۔ عمارہ نے کہا اگر تمہارا ساتھی زندہ ہوتا تو وہ ہمارے پاس آ جاتا۔ انہوں نے اسے نام سے پکارا تو وہ اپنے سر کے ساتھ ان کی طرف نکلا۔ اس نے کہا کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ مجھے میرے نام سے پکارو، اللہ کی قسم تم نے مجھے قتل کر دیا ہے۔ اب مجھے دفن کر دو۔ جب تمہارے پاس سے گدھے گزریں جن میں دم بریدہ گدھا ہو تو مجھے قبر سے نکال لینا۔ تم مجھے زندہ حالت میں پاؤ گے۔ ان لوگوں نے خالد کو دفن کر دیا۔ ان کے پاس سے گدھے گزرے جن میں دم بریدہ گدھا بھی تھا۔ اب لوگوں نے کہا اس کی قبر کو اکھیڑو کیونکہ اس نے ہمیں قبر اکھیڑنے کو کہا تھا۔ عمارہ نے کہا مضر ہمارے بارے میں یہ باتیں نہ شروع کر دیں کہ ہم اپنے مردے اکھیڑتے ہیں۔ اسے کبھی بھی نہ اکھیڑو جبکہ خالد نے ان لوگوں کو یہ بتا رکھا تھا۔ اس کی بیوی کی ہاں زرہ میں دو تختیاں ہیں۔ جب تم پر کوئی معاملہ مشکل ہو جائے تو اس میں دیکھنا تم جو سوال کرو گے۔ اس کو اس میں پاؤ گے۔ آپ نے یہ بھی کہا تھا ان تختیوں کو کوئی حائضہ ہاتھ نہ لگائے۔ جب یہ لوگ اس کی بیوی کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے اس کی بیوی سے ان تختیوں کے بارے میں پوچھا اس نے وہ تختیاں ان کو نکال دیں جبکہ وہ عورت حالت حیض میں تھی۔ ان دونوں تختیوں میں جو علم تھا۔ وہ ضائع ہو چکا تھا۔ ابو یونس نے کہا سماک بن حرب نے کہا اس بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ نبی تھا جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا۔ اس کا ایک بیٹا حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے بھتیجے خوش آمدید۔ حاکم نے کہا یہ بخاری کی شرط پر روایت صحیح ہے کیونکہ ابو یونس ہی حاتم بن صغیرہ ہے۔ ذہبی نے کہا یہ روایت منکر ہے (1)۔

امام ابن سعد، زبیر بن بکار نے موفقیات میں اور ابن عساکر نے کلبی سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں سب سے پہلا نبی حضرت ادریس کو بنا کر بھیجا۔ یہی اخنوخ بن یرد (یارد) ہے۔ اس کا نسب یوں ہے یارد بن مہلائیل بن

1۔ مستدرک حاکم، کتاب تواریخ المتقدمین، جلد 2، صفحہ 654 (4173)، دار الکتب العلمیہ بیروت

قینان بن انوش بن شیث بن آدم۔ پھر رسولوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا یہاں تک کہ حضرت نوح علیہ السلام بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یارد مبعوث ہوئے۔ سام بن نوح بھی نبی تھے۔ پھر انبیاء کا سلسلہ منقطع ہو گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا۔ ان کا نسب یہ ہے ابراہیم بن تارح اور تارح ہی آزر ہے بن ناحور بن شاروخ بن ارغو بن فالغ اور فالغ ہی فالغ ہے یہی وہ ہیں جنہوں نے زمین تقسیم کی بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ پھر حضرت اسماعیل بن ابراہیم کو مبعوث فرمایا۔ یہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے اور وہاں ہی ان کو دفن کیا گیا پھر حضرت اسحاق بن ابراہیم جو شام میں فوت ہوئے اور لوط بن ہاران بن تارح حضرت ابراہیم ان کے چچا تھے اور یہ حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے۔ پھر حضرت اسرائیل۔ یہی حضرت یعقوب بن اسحاق ہیں پھر حضرت یوسف بن یعقوب پھر شعیب بن بوبب بن عنقاء بن مدین بن ابراہیم پھر حضرت ہود بن عبداللہ بن خلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح پھر حضرت صالح بن آسف بن کماشج بن اروم بن ثمود بن جابر بن ارم بن سام بن نوح۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون جو عمران بن فاہت بن لاوی بن یعقوب کے بیٹے تھے پھر حضرت ایوب بن رازخ بن اموز بن لیغزر بن عیص پھر حضرت داؤد بن ایشا بن عوید بن ناخر بن سلمون بن بخشون بن عناداب بن رام بن خضرون بن یہود بن یعقوب، پھر حضرت سلیمان بن داؤد، پھر حضرت یونس بن متی جو بنیامین بن یعقوب کی اولاد میں سے میں تھے پھر حضرت یسع جو روبیل بن یعقوب کے خاندان میں تھے پھر حضرت الیاس بن بشیر بن عاذر بن ہارون بن عمران پھر حضرت ذوالکفل جن کا نام عویدیا تھا جو یہود بن یعقوب کی اولاد میں سے تھے۔ حضرت موسیٰ بن عمران اور حضرت مریم بنت عمران جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہیں، کے درمیان ایک ہزار سات سو سال کا عرصہ حائل ہے۔ دونوں ایک خاندان سے تعلق نہیں رکھتے تھے پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے۔ تمام وہ انبیاء جن کا ذکر قرآن حکیم میں ہے۔ وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ادریس، حضرت نوح، حضرت لوط، حضرت ہود اور حضرت صالح عربوں میں سے صرف پانچ انبیاء گزرے ہیں۔ حضرت ہود، حضرت صالح، حضرت اسماعیل، حضرت شعیب اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو عرب اس لئے کہتے ہیں کیونکہ ان پانچ کے علاوہ کسی نبی نے عربی زبان میں گفتگو نہیں کی۔ اسی وجہ سے انہیں عرب کہتے ہیں۔

امام ابن منذر، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تمام انبیاء بنو اسرائیل میں سے ہو گزرے ہیں مگر دس۔ حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے دو نام ہوں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یعقوب کا دوسرا نام اسرائیل اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دوسرا نام مسیح تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ ہے حضرت موسیٰ اور حضرت

عیسیٰ علیہما السلام کے درمیان چار سو سال کا عرصہ ہے۔ حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار نبی ہوئے ہیں۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ہزار سال کا عرصہ ہے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان سات سو سال کا عرصہ ہے۔ حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان پندرہ سو سال کا عرصہ ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ ہے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت وائل بن داؤد رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان (وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا) کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی دفعہ گفتگو کی۔

امام ابن مردویہ اور طبرانی نے حضرت عبد الجبار بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضرت ابوبکر بن عیاش رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اس نے کہا میں نے ایک آدمی کو یہ پڑھتے ہوئے سنا وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا تو اس آدمی نے کہا یہ تو کسی کافر نے کہا ہے۔ میں نے اعمش پر پڑھا۔ اعمش نے یحییٰ بن رثاب پر، یحییٰ بن رثاب نے ابو عبد الرحمٰن سلمی پر، ابو عبد الرحمٰن نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ پر پڑھا وَ كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا۔ بیہقی نے کہا اس کے راوی ثقہ ہیں مگر عبد الجبار کو میں نہیں جانتا جس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، وہ احمد بن عبد الجبار بن میمون ہے، وہ ضعیف ہے۔

امام عبد اللہ بن احمد نے زوائد زہد میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ بن عمران رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا تو فرشتوں نے آسمانوں میں چکر لگایا۔ بعض بعض کے پاس گئے۔ انہوں نے اپنے ہاتھ رخساروں پر رکھے ہوئے تھے۔ وہ یہ اعلان کر رہے تھے۔ حضرت موسیٰ کلیم اللہ کا وصال ہو گیا۔ اللہ کی کون سی مخلوق ہے جسے موت نہیں آتی۔

رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ﴿۱۶۵﴾

"(بھیجے ہم نے یہ سارے) رسول خوشخبری دینے کے لئے اور ڈرانے کے لئے تاکہ نہ رہے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی عذر رسول کے (آنے کے) بعد اور اللہ غالب ہے حکمت والا ہے (کوئی تسلیم نہ کرے تو اس کی مرضی)"۔

1۔ مستدرک حاکم، باب تواریخ المتقدمین من الانبیاء، جلد 2، صفحہ 654 (4172) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام احمد، امام بخاری، امام ترمذی، امام نسائی، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کوئی غیرت مند نہیں۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر و مخفی برائیوں کو حرام قرار دیا اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کوئی مدح کو پسند کرنے والا نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے اپنی مدح خود کی اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کوئی عذر کو پسند کرنے والا نہیں اسی وجہ سے اس نے انبیاء کو مبشر اور منذر بنا کر بھیجا (1)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم اور حکیم ترمذی نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کسی کے ہاں عذر محبوب نہیں ہوگا۔ اسی وجہ سے اس نے رسولوں کو مبشر اور منذر بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے بڑھ کر کسی کو مدح پسند نہیں۔ اسی وجہ سے اس نے جنت کا وعدہ کیا (2)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کا یہ مفہوم نقل کیا ہے تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ تو نے ہماری طرف رسول مبعوث نہیں کئے تھے (3)۔

لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ ۚ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ يَشْهَدُوْنَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۱۶۶﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ صَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَدْ ضَلُّوْا ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ﴿۱۶۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ وَ لَا لِيَهْدِيَهُمْ طَرِيْقًا ﴿۱۶۸﴾ اِلَّا طَرِيْقَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۶۹﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَ اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ﴿۱۷۰﴾

”لیکن اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے اس کتاب کے ذریعہ جو اس نے آپ کی طرف اتاری کہ اس نے اسے اتارا ہے اپنے علم سے اور اپنے فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ تعالیٰ بطور گواہ۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا اور روکا (دوسروں کو) اللہ کی راہ سے وہ گمراہ ہوئے اور گمراہی میں بہت دور نکل گئے۔ بے شک جنہوں نے کفر کیا اور ظلم کیا نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ بخش دے انہیں اور نہ یہ کہ دکھائے انہیں (سیدھی) راہ بجز جہنم کی راہ کے ہمیشہ رہیں گے اس میں ابد تک اور یہ بات اللہ تعالیٰ کے لئے بالکل آسان ہے۔ اے لوگو! تحقیق آ گیا ہے تمہارے پاس

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، کتاب الدعاء، جلد 13، صفحہ 49 (3530) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 248، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت

رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے پس تم ایمان لاؤ، یہ بہتر ہے تمہارے لئے اور اگر تم انکار کرو تو بے شک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور ہے اللہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ تم جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو انہوں نے کہا ہم تو نہیں جانتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ کی قسم گواہوں پر کوئی تہمت نہیں (2)۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَ لَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ ؕ اِنَّمَا الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَ كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَ رُوْحٌ مِّنْهُ ٘ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رُسُلِهٖ ۚ وَ لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَةٌ ؕ اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ سُبْحٰنَهٗۤ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ ۘ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۱۷۱﴾

"اے اہل کتاب نہ غلو کرو اپنے دین میں اور نہ کہو اللہ تعالیٰ کے متعلق مگر سچی بات، بے شک مسیح عیسیٰ بن مریم تو صرف اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ جسے اللہ نے پہنچایا تھا مریم کی طرف اور ایک روح تھی اس کی طرف سے پس ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولوں پر اور نہ کہو تین (خدا ہیں) باز آجاؤ (ایسا کہنے سے) یہ بہتر ہے تمہارے لئے بے شک اللہ تو معبود واحد ہی ہے، پاک ہے وہ اس سے کہ ہو اس کا کوئی لڑکا، اسی کا (ملک) ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے اور کافی ہے اللہ تعالیٰ کارساز۔

امام ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے لَا تَغْلُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم بدعتیں نہ اپناؤ۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے كَلِمَتُهٗ ۚ اَلْقٰىهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اس کا کلمہ تھا كُنْ فَيَكُوْنُ (3)۔

امام عبد بن حمید، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت نجاشی نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے فرمایا، آپ کے نبی حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہی کچھ کہتے ہیں جو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 39، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 1، صفحہ 485 (658)، بیروت

روح اللہ وکلمتہ۔ یعنی وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس عورت سے نکالا ہے جو بتول عذراء ہے۔ کسی مرد نے اسے ہاتھ تک نہیں لگایا۔ حضرت نجاشی نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا، اسے بلند کیا، کہا اے علماء اور راہبو تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو کچھ کہتے ہو۔ یہ لوگ اس میں اتنا اضافہ بھی نہیں کرتے جتنا اس تنکا کا وزن ہے (1)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نجاشی کی طرف بھیجا جبکہ ہم اسی مرد تھے ہمارے ساتھ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بھی تھے، قریش نے عمارہ اور عمرو بن عاص کو نجاشی کے پاس بھیجا، ان کے پاس تحائف بھی تھے۔ جب یہ دونوں نجاشی کے پاس حاضر ہوئے تو اسے سجدہ کیا اور اسے تحائف پیش کیے اور کہا ہماری قوم کے کچھ لوگوں نے ہمارے دین کو چھوڑا اور آپ کے ملک میں مکین ہو گئے ہیں۔ نجاشی نے مسلمانوں کو بلا بھیجا۔ جب مسلمان اس کے دربار میں آئے تو اسے سجدہ نہ کیا۔ درباریوں نے کہا کیا وجہ ہے تم نے بادشاہ کو سجدہ نہیں کیا؟ حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف نبی مبعوث کیا، اس نے ہمیں حکم دیا کہ ہم صرف اللہ تعالیٰ کو سجدہ کریں۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نے کہا یہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں تم سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔ نجاشی نے پوچھا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو مسلمانوں نے جواب دیا ہم ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ روح اللہ، کلمۃ اللہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے کنواری پاک دامن مریم کی طرف القاء کیا جسے کسی بشر نے نہیں چھوا۔ نجاشی نے ایک تنکا اٹھایا، کہا اے علماء اور راہبو تم بھی ان کے بارے میں وہی کہتے ہو جو یہ کہتے ہیں، اس تنکے کے وزن کے برابر بھی تم اضافہ نہیں کرتے، اے مسلمانو تمہیں خوش آمدید اور جس کی جانب سے تم آئے ہو اسے بھی خوش آمدید۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے نبی ہیں، میں پسند کرتا ہوں کہ میں ان کے پاس ہوتا تو ان کے جوتے اٹھاتا، میرے ملک میں تم جہاں رہنا چاہو رہو (2)۔

امام بخاری نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بارے میں بے سروپا باتیں نہ کرنا جس طرح نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بے سروپا باتیں کیں، بے شک میں بندہ ہوں تم بھی عبد اللہ ورسولہ کہا کرو (3)۔

امام مسلم نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اللہ تعالیٰ کے وحدہ لاشریک ہونے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ہونے، حضرت عیسیٰ کے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہونے اور اللہ کے کلمہ جسے اس نے حضرت مریم میں القاء کیا اور اللہ کی روح ہونے، جنت اور دوزخ کے حق ہونے کی گواہی دی اللہ تعالیٰ جنت کے آٹھوں دروازوں سے داخل ہونے کی اجازت دے گا، جس دروازہ سے وہ داخل ہو جائے، اگرچہ اس کا عمل کیسا ہی ہو (4)۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب الہجرۃ الاولی الی الحبشۃ، جلد 2، صفحہ 298
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 298، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ صحیح بخاری، جلد 3، صفحہ 1271 (3261) دار ابن کثیر دمشق
4۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 1، صفحہ 200، بیروت

لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيْحُ اَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَ لَا الْمَلٰٓئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ ؕ وَ مَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَ يَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ اِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴿۱۷۲﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَ يَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۚ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اسْتَنْكَفُوْا وَ اسْتَكْبَرُوْا فَيُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ۬ وَّ لَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۱۷۳﴾

"ہرگز عار نہ سمجھے گا۔ مسیح (علیہ السلام) کہ وہ بندہ ہو اللہ کا اور نہ ہی مقرب فرشتے (اس کو عار سمجھیں گے) اور جسے عار ہو اس کی بندگی سے اور وہ تکبر کرے تو اللہ جلد ہی جمع کرے گا ان سب کو اپنے ہاں۔ پھر جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے تو اللہ تعالیٰ پورا پورا دے گا انہیں ان کے اجر اور زیادہ بھی دے گا انہیں اپنے فضل (وکرم) سے۔ لیکن جنہوں نے عار سمجھا (بندہ بننے کو) اور تکبر کیا تو عذاب دے گا انہیں دردناک عذاب۔ اور نہ پائیں گے اپنے لئے اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی مددگار"۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لَنْ يَّسْتَنْكِفَ کا معنی کیا ہے وہ ہرگز تکبر نہیں کریں گے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، ابونعیم نے حلیہ میں اور اسماعیلی نے معجم میں ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پورا اجر دے گا، سے مراد یہ ہے کہ انہیں جنت میں داخل فرمائے گا اور فضل میں اضافہ کرے گا، سے مراد یہ ہے کہ وہ ان کے حق میں شفاعت کرے گا جن کے بارے میں جہنم لازم ہو چکی تھی۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے ایمان والوں سے دنیا میں حسن سلوک کیا ہوگا (1)۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا ﴿۱۷۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ ۙ وَّ يَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ﴿۱۷۵﴾ؕ

"اے لوگو! آ چکی ہے تمہارے پاس ایک (روشن) دلیل تمہارے پروردگار کی طرف سے اور ہم نے اتارا ہے تمہاری طرف نور درخشاں۔ تو جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ پر اور مضبوطی سے پکڑ لیا اللہ کی (رسی) کو تو عنقریب داخل کرے گا انہیں اپنی رحمت اور فضل میں اور پہنچائے گا انہیں اپنی طرف لے جانے والی سیدھی راہ پر"۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب وہ رات کو حرکت کرتے تو وہ یہ

1۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 248 (10462)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

آیت یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا...... پڑھتے۔

امام ابن عساکر نے حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے وہ اپنے والد سے اور وہ ایسے آدمی سے روایت کرتے ہیں جن کا نام نہیں یاد نہیں رہا کہ یہاں بُرْهَانٌ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے اور نور مبین سے مراد قرآن حکیم ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرْهَانٌ سے مراد واضح دلیل ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بُرْهَانٌ سے مراد واضح دلیل اور نور مبین سے مراد قرآن حکیم ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ میں ہ ضمیر سے مراد قرآن لیا ہے (2)۔

یَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ یُفْتِیْكُمْ فِی الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَیْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ۚ وَهُوَ یَرِثُهَاۤ اِنْ لَّمْ یَكُنْ لَّهَا وَلَدٌ ؕ فَاِنْ كَانَتَا اثْنَتَیْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثٰنِ مِمَّا تَرَكَ ؕ وَاِنْ كَانُوْۤا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّنِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ یُبَیِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۷۶﴾

"(اے میرے رسول) فتوی پوچھتے ہیں آپ سے آپ فرمایئے اللہ تعالیٰ فتویٰ دیتا ہے تمہیں کلالہ (کی میراث) کے بارے میں اگر کوئی ایسا آدمی فوت ہو جائے نہ ہو جس کی کوئی اولاد اور اس کی ایک بہن ہو تو بہن کا نصف حصہ ہے اس کے ترکہ سے اور وہ وارث ہوگا اپنی بہن کا اگر نہ ہو اس بہن کی کوئی اولاد۔ پھر اگر دو بہنیں ہوں تو ان دونوں کو دو تہائی ملے گا اس سے جو اس نے چھوڑا اور اگر وارث ہوں بہن بھائی مرد بھی اور عورتیں بھی تو مرد (بھائی) کا حصہ دو عورتوں (بہنوں) کے حصہ کے برابر ہے۔ صاف صاف بیان کرتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے (اپنے) احکام تاکہ گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے"۔

امام ابن سعد، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں بیمار تھا اور میری عقل سلامت نہ تھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا پھر مجھ پر پانی انڈیلا تو میری عقل واپس آ گئی میں نے عرض کی میرا وارث تو کلالہ ہے تو میراث کیسے تقسیم ہوگی تو یہ فرائض والی آیت نازل ہوئی (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 48، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 298، دار صادر بیروت

ابن سعد اور ابن ابی حاتم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن راہویہ اور ابن مردویہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ کلالہ کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ گویا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے اچھی طرح نہ سمجھ سکے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جب حضور ﷺ کی طبیعت خوش ہو تو اس کے بارے میں عرض کرے۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو خوش دیکھا تو اس کے بارے میں عرض کی۔ فرمایا تیرے والد نے تجھ سے اس بارے میں ذکر کیا میرا نہیں خیال کہ وہ اسے جانتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے۔ میں اپنے بارے میں نہیں خیال کرتا تھا کہ میں اسے جانتا ہوں۔ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو فرمایا۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور اور ابن مردویہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وہ نبی کریم ﷺ سے کلالہ کے بارے میں عرض کرے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور ﷺ نے اسے کندھے کی ہڈی پر لکھا دیا۔ فرمایا یہ تمہیں کس نے کہا تھا، کیا عمر نے؟ میری نہیں رائے کہ وہ اس کو اچھی طرح سمجھتا ہے کیا اس کے لئے آیت الصیف کافی نہیں۔ آیت الصیف سے مراد وہ آیت ہے جو سورۂ نساء میں ہے وَ اِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً (النساء:12) جب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں گزارش کی تو پھر سورۂ نساء کے آخر میں یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام مالک، امام مسلم، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کسی اور امر کے بارے مین اتنے سوال نہیں کیے جتنے کلالہ کے بارے میں پوچھے یہاں تک کہ حضور ﷺ نے اپنی انگلی میرے سینے میں ماری فرمایا تیرے لئے آیۃ الصیف کافی ہے جو سورۂ نساء کے آخر میں ہے (2)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کلالہ کے بارے میں گزارش کی تو حضور ﷺ نے فرمایا تیرے لئے آیۃ الصیف کافی ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے مراسیل میں اور بیہقی نے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا کیا تو نے وہ آیت نہیں سنی تھی جو صیف میں نازل ہوئی جو آدمی اپنا بچہ اور والد نہ چھوڑے۔ اس کا وارث کلالہ ہوگا۔ امام حاکم نے اسے ابو سلمہ سے انہوں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے متصل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق، امام بخاری، امام مسلم، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الفتن، جلد 10، صفحہ 305 (19194)، بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 6، صفحہ 293، دار صادر بیروت

چیزیں ایسی ہیں جن کے بارے میں پسند کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ ان کے متعلق ہمیں حتمی حکم ارشاد فرماتے جس پر ہم عمل کرتے دادا، کلالہ اور سود کی صورتیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے کلالہ کے بارے میں عرض کی تو حضور ﷺ نے مجھے فرمایا تجھے آیۃ الصیف کافی ہے۔ حضور ﷺ سے اس بارے میں میرا سوال کرنا مجھے اس چیز سے زیادہ پسند تھا کہ میرے لئے سرخ اونٹ ہوں (2)۔

امام عبد الرزاق، عدنی، ابن منذر اور حاکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں تین چیزوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کروں مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسندیدہ تھا (۱) آپ کے بعد خلیفہ کے بارے میں (۲) اور اس قوم کے بارے میں جو یہ کہتی کہ ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے اموال میں زکوٰۃ فرض ہے لیکن ہم تمہیں نہیں دیں گے کیا ہمارے لئے جائز ہے کہ ہم ان سے جہاد کریں (۳) کلالہ کے بارے میں (3)۔

امام طیالسی، عبد الرزاق، عدنی، ابن ماجہ، ساجی، ابن جریر، حاکم اور بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں حضور ﷺ اس کی وضاحت فرماتے تو میرے لئے یہ دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا خلافت، کلالہ، سود (4)۔

امام طبرانی نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا۔ وہ کلالہ کے بارے میں فتویٰ طلب کر رہا تھا۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے کیا کلالہ سے مراد اس کے ماں باپ کی طرف سے بھائی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے اسے کچھ بھی ارشاد نہ فرمایا، صرف اس پر سورۂ نساء کی آیت کلالہ کی تلاوت کر دی۔ وہ آدمی پھر سوال کرنے لگا۔ جب بھی وہ سوال کرتا آقائے دو عالم ﷺ اسے یہ آیت پڑھ کر سنا دیتے یہاں تک کہ اس نے سوال کرنے میں زیادتی اور شور وغل کیا۔ اس کے اس حرص کی شدت کی وجہ سے شور وغل بڑھ گیا کہ حضور ﷺ کھول کر حقیقت بیان فرمائیں۔ حضور ﷺ نے اس پر یہ آیت تلاوت کی پھر اسے فرمایا اللہ کی قسم جو میں نے تجھے جواب دے دیا۔ اس سے مزید تجھے کچھ جواب نہ دوں گا (5)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہا میں وہ آخری آدمی ہوں جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا زمانہ پایا۔ میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا بات وہی ہے جو میں نے کہی ہے۔ میں نے پوچھا آپ نے کیا فرمایا؟ انہوں نے فرمایا میں نے یہ کہا ہے کلالہ اسے کہتے ہیں جس کی اپنی اولاد نہ ہو (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 38، دار صادر بیروت
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 332 (3186) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 52
5۔ معجم کبیر، جلد 7، صفحہ 259 (7055) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1182 (589)

امام ابن جریر نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کندھا پکڑا اور حضور ﷺ کے صحابہ کو جمع کیا پھر فرمایا میں کلالہ کے بارے میں ضرور فیصلہ کروں گا۔ وہ ایسا فیصلہ ہوگا کہ عورتیں اپنے پردوں میں بیٹھ کر اس کے بارے میں باتیں کریں گی۔ اس موقع پر گھر سے سانپ نکل پڑا تو سب لوگ متفرق ہو گئے۔ کہا اگر اللہ تعالیٰ اسے مکمل کرنا چاہتا تو اسے اللہ تعالیٰ ضرور مکمل کرتا (1)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دادا، کلالہ کے بارے میں کوئی تحریر لکھی پھر یوں ہی ٹھہرے رہے تاکہ اللہ تعالیٰ سے استخارہ کریں اور یوں دعا کرتا اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ اس میں خیر والی بات ہے تو اسے جاری کر دے۔ جب آپ کو زخمی کیا گیا تو آپ نے وہ کتاب منگوائی۔ آپ نے اسے مٹا دیا اور کسی کو بھی علم نہ ہوا کہ اس میں کیا لکھا ہے؟ فرمایا میں نے دادا اور کلالہ کے بارے میں کچھ لکھا، اس بارے میں اللہ تعالیٰ سے استخارہ کرتا رہا تو میں اس رائے پر پہنچا کہ تم جس حال پر ہو اس پر تمہیں چھوڑ دوں (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو میں وہ پہلا شخص تھا جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے فرمایا تین چیزیں مجھ سے خوب یاد کر لو کیونکہ مجھے خوف ہے کہ لوگ مجھے نہ پاسکیں گے (ان کے آنے سے پہلے ہی فوت ہو جاؤں گا) میں نے کلالہ کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا، میں نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا۔ میرا ہر غلام آزاد ہے۔

امام احمد نے حضرت عمرو قاری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے جبکہ ان کو شدید درد تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے پاس مال ہے اور میرا ورثہ کلالہ کی صورت میں تقسیم ہو گا۔ کیا میں اپنے مال کی وصیت کر جاؤں یا اسے صدقہ کر دوں۔ فرمایا نہیں عرض کی کیا میں دو ثلث (دو تہائی) کی وصیت کر جاؤں۔ فرمایا نہیں عرض کی کیا میں نصف کی وصیت کر جاؤں۔ فرمایا نہیں عرض کی کیا میں ایک ثلث کی وصیت کر جاؤں۔ فرمایا ہاں یہ بہت کافی ہے (3)۔

امام ابن سعد، امام نسائی، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں بیمار ہوا تو نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اپنی بہنوں کے لئے ثلث (تیسرا حصہ) کی وصیت کر جاؤں؟ فرمایا اچھا ہے۔ عرض کی نصف کی وصیت کر جاؤں؟ فرمایا اچھا ہے پھر حضور ﷺ باہر تشریف لائے پھر واپس آئے فرمایا میرا خیال نہیں کہ تو اس تکلیف میں فوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم نازل فرمایا ہے اور تیری بہنوں کے حصہ کی وضاحت کر دی ہے اور مال میں سے دو تہائی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، بیروت 2۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 301 (19183)، بیروت

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 60، دار صادر بیروت 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عدنی اور بزار نے اپنی مسند میں، ابوالشیخ نے فرائض میں صحیح سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت کلالہ سفر میں حضور ﷺ پر نازل ہوئی۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حاضر تھے حضور ﷺ نے آیت اسے پڑھ کر سنائی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے تھے تو وہی چیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتائی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کلالہ کے بارے میں غور وفکر کیا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور اس بارے میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی رسول اللہ ﷺ نے وہ آیت مجھے عطا فرمائی تو جس طرح آپ نے مجھے عطا فرمائی میں نے آپ کو پڑھ کر سنادی، اللہ کی قسم میں اس سے زیادہ کچھ نہ کہوں گا۔

امام ابوالشیخ نے فرائض میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا؟ انہوں نے فرمایا جس کا بچہ اور والد نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، دارمی اور ابن جریر نے حضرت ابوالخیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ ایک آدمی نے حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے کلالہ کے بارے میں سوال کیا۔ فرمایا کیا تمہیں تعجب نہیں کہ یہ آدمی مجھ سے کلالہ کے بارے میں پوچھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو کسی چیز نے اتنا مشکل میں نہیں ڈالا جتنا کلالہ نے مشکل میں ڈالا (1)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کلالہ کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا میں اس میں اپنی رائے کا اظہار کروں گا۔ اگر تو بات درست ہو تو یہ اس اللہ کی جانب سے ہے جو وحدہ لاشریک ہے، اگر غلط ہو تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے، اللہ تعالیٰ اس سے بری ہے۔ میرا خیال ہے کلالہ اسے کہتے ہیں جس کا والد اور اولاد نہ ہو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو فرمایا جس کی اولاد نہ ہو۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو زخمی کیا گیا تو فرمایا میں اس امر سے اللہ تعالیٰ سے حیاء کرتا ہوں کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی مخالفت کروں (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو آدمی فوت ہوا اور اس کا بچہ اور والد نہ ہو تو کلالہ اس کے وارث ہوں گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے اختلاف کیا پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کر لیا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا خیال یہ ہے کہ صحابہ نے اس بات پر اتفاق کر لیا تھا کہ کلالہ اسے کہتے ہیں کہ جس کی اولاد اور والد نہ ہو (3)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، دارمی، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حسن بن محمد بن حنفیہ کی سند

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 54، بیروت 2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 3، صفحہ 1185 (591) دار الصمیعی بیروت

3۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 304 (19192)

سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جس کی اولاد اور والد نہ ہو۔ میں نے ان سے عرض کی اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ تو وہ غضب ناک ہو گئے اور مجھے جھڑکا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کلالہ اسے کہتے ہیں جو اپنے پیچھے اولاد اور والد نہ چھوڑے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سمیط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلالہ سے مراد بچے اور والد کے علاوہ رشتہ دار ہیں (2)۔

امام ابن منذر نے شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ کلالہ سے مراد وہ وارث ہیں جو والد اور ولد کے علاوہ ہوں۔ بھائی یا دوسرے عصبہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی یہی مروی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کلالہ سے مراد فوت ہونے والا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے لئے سخت رویہ نہیں اپنایا یا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی معاملہ میں نہیں جھگڑا مگر میں نے کلالہ کی آیت کے بارے میں جھگڑا کیا یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سینے میں ہاتھ مارا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تیرے لئے آیۃ الصیف کافی ہے۔ حضرت عمر نے کہا میں اس میں ایسا فیصلہ کروں گا جسے قرأت کرنے والا اور قرأت نہ کرنے والا جان لے گا۔ وہ وہ آدمی ہے جس کا پرورش کرنے والا اور پرورش پانے والا نہ ہو (4)۔

امام عبدالرزاق، ابن ماجہ اور ابن منذر نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حالت سفر میں تھے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو پہنچائی اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ خبر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پہنچائی جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو امید تھی کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس اس کی تفسیر ہو گی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم اگر آپ نے یہ گمان کیا ہے کہ آپ کی امارت مجھے ایسی بات کرنے پر مجبور کر دے گی کہ میں آپ کو وہ بات کہوں جو میں نے اس روز نہیں کہی تھی تو آپ عاجز رہیں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے میں نے تو کوئی ارادہ نہیں کیا (5)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 303 (19189)، بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفرائض، جلد 6، صفحہ 298

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 299 (31607)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 52

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 51

امام ابن جریر نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں کلالہ کا معنی سمجھوں بنسبت اس کے کہ میرے پاس شام کے محلات کا جزیہ پہنچے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بن مسروق رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اپنے ان قریبی رشتہ داروں کے بارے میں پوچھا جو کلالہ کے وارث بنیں گے جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرمارہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کلالہ کلالہ کلالہ آپ نے اپنی داڑھی پکڑلی پھر فرمایا اللہ کی قسم اس کا علم مجھے زمین پر موجود ہر چیز سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس بارے میں پوچھا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے وہ آیت نہیں سنی جو موسم گرما میں نازل ہوئی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات تین دفعہ دہرائی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس نے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے وہ آیت نہیں سنی جو موسم گرما میں نازل ہوئی۔ مراد سورۂ نساء کی آیت نمبر 11 تھی (3)۔

امام احمد نے عمدہ سند سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے خاوند اور حقیقی بہن کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے خاوند کو نصف اور بہن کو بھی نصف عطا فرمادیا۔ اس بارے میں یہ گفتگو کی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی فیصلہ کیا۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری اور حاکم نے اسود رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں بیٹی اور بہن کے بارے میں فیصلہ کیا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے بھی نصف (4)۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری، حاکم اور بیہقی نے حضرت ہزیل بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بیٹی، بھتیجی اور حقیقی بہن کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے نصف ہے۔ ابن مسعود کے پاس جاؤ وہ بھی میری موافقت کرے گا۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں پوچھا گیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا قول بھی بتایا گیا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں بھی ایسی ہی بات کروں تو میں گمراہ ہو جاؤں گا ہدایت یافتہ نہیں ہوں گا، میں وہ فیصلہ کروں گا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا بیٹی کے لئے نصف، پوتی کے لئے چھٹا حصہ اس طرح دو تہائی مکمل ہو گیا باقی ماندہ بہن کے لئے۔ ہم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول بتایا تو انہوں نے فرمایا جب تک تمہارے درمیان یہ عالم موجود ہے مجھ سے اس بارے میں نہ پوچھنا (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے ایک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 53، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 54 3 ایضاً

4۔ صحیح بخاری، کتاب الفرائض، جلد 2، صفحہ 998، وزارت تعلیم اسلام آباد 5۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 997

آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جو خود فوت ہو گیا اور اس نے اپنے پیچھے اپنی بیٹی اور اپنی حقیقی بہن چھوڑی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا بیٹی کے لئے نصف اور بہن کے لئے کچھ بھی نہیں باقی ماندہ مال عصبات کے لئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی گئی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تو بہن کے لئے بھی نصف معین فرمایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کیا تم زیادہ جانتے ہو یا اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّلَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ تم کہتے ہو بہن کو بھی نصف ملے گا جبکہ اس کی اولاد بھی ہے (1)۔

امام ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک ایسی چیز ہے جسے تم نہ کتاب اللہ میں پاتے ہو اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے میں مگر تمام لوگوں میں یہ پاتے ہو، بیٹی کو نصف، بہن کے لئے نصف جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ (2)

شیخین نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرائض (حصے) ان کے مستحقوں کے حوالے کرو، باقی جو بچے وہ قریبی مرد کو دے دو۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کلالہ کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے میراث کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ضریس، ابن جریر اور ابن منذر، بیہقی نے دلائل میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو مکمل سورت آخر میں نازل ہوئی وہ سورۂ برأت ہے اور سب سے آخر میں جو آیت نازل ہوئی وہ سورۂ نساء کی یہ آیت ہے (3)۔

امام ابن جریر، عبد بن حمید اور بیہقی نے سنن میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں ارشاد فرمایا خبردار وہ آیت جو سورۂ نساء کے آخر میں فرائض کے بارے میں نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اولاد اور والد کے بارے میں نازل کی۔ ایک اور آیت اللہ تعالیٰ نے خاوند، بیوی اور ماں کی طرف سے بھائیوں کے بارے میں نازل فرمائی وہ آیت جس پر سورت کو ختم کیا گیا اللہ تعالیٰ نے اسے بھائیوں اور حقیقی بہنوں کے بارے میں نازل فرمایا، وہ آیت جس پر سورۂ انفال کو ختم کیا گیا۔ وہ ذوی الارحام کے بارے میں نازل ہوئی کہ بعض بعض سے کتاب اللہ میں قریبی ہیں جس طرح رحم میں بعض بعض سے قریبی ہیں (4)۔

امام طبرانی نے صغیر میں ابو سعید سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار ہو کر قباء کی طرف تشریف لے گئے تاکہ پھوپھی اور خالہ کے بارے میں استخارہ کریں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا کہ ان دونوں کے لئے کوئی میراث نہیں۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن سیرین سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ

1۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الفرائض، جلد 10، صفحہ 254 (19023)، بیروت 2۔ متدرک حاکم کتاب الفرائض، جلد 4، صفحہ 374 (7971)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 51، دار احیاء التراث العربی بیروت　4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 49

عنہ نے جب یہ آیت پڑھی تو عرض کی اے اللہ کس کے لئے تو نے کلالہ کی وضاحت کی میرے لئے تو یہ واضح نہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عمرو قاری رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے جبکہ انہیں شدید درد تھا، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس مال ہے جبکہ میرا ورثہ کلالہ میں تقسیم ہوگا، کیا میں اپنے مال کی وصیت کر جاؤں یا اس کو صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کیا دو تہائی وصیت کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کیا میں نصف صدقہ کر دوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کی کیا میں ایک تہائی صدقہ کر دوں؟ فرمایا ہاں یہ بہت ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت خارجہ بن زید بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں یہ تحریر تھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ خط اللہ کے بندے معاویہ امیر المومنین کے لئے ہے جو زید بن ثابت کی طرف سے ہے، اے امیر المومنین تم پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو، میں تیرے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اما بعد آپ نے مجھے خط لکھا تھا جس میں دادا اور بھائیوں کی میراث کا پوچھا تھا، بے شک کلالہ اور وراثت کے بہت سارے فیصلے ان کی حقیقت سے تو اللہ ہی واقف ہے، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ معاملات خلفاء پر پیش کرتے تھے جن کو ہم نے یاد رکھنا چاہا وہ یاد رکھے، ہم سے اس بارے میں جو فتویٰ پوچھتا ہے ہم اس کا فتویٰ دے دیتے ہیں (3)۔ واللہ اعلم۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 60، دار صادر بیروت
3۔ معجم کبیر، جلد 5، صفحہ 148 (4860) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

سورۃ المائدہ

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ مدنی سورت ہے۔

امام احمد اور ابوعبید نے فضائل میں، نحاس نے ناسخ میں، نسائی، ابن منذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے حج کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے جبیر کیا تم سورۂ مائدہ پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ سورت سب سے آخر میں نازل ہوئی، اس میں جو تم حلال پاؤ اسے حلال جانو اور جسے حرام پاؤ اسے حرام جانو (1)۔

امام احمد، امام ترمذی، امام حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے رویت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورت سورۂ مائدہ اور سورۂ فتح ہے (2)۔

امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سورۂ مائدہ اس وقت نازل ہوئی جبکہ آپ اپنی سواری پر سوار تھے تو وہ آپ ﷺ کو نہ اٹھا سکی تو آپ ﷺ اونٹنی سے نیچے اتر آئے۔

امام احمد، عبد بن حمید، ابن جریر اور محمد بن نصر نے الصلوٰۃ میں، طبرانی اور ابو نعیم نے الدلائل میں اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضور ﷺ کی اونٹنی عضباء کی لگام پکڑے ہوئے تھی کہ سورۂ مائدہ مکمل کی مکمل نازل ہوئی، قریب تھا کہ وحی کے بوجھ کی وجہ سے اونٹنی کی ٹانگ ٹوٹ جاتی۔

امام ابن ابی شیبہ نے مسند میں، بغوی نے معجم میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے دلائل النبوہ میں ام عمرو بنت عبس رضی اللہ عنہا سے وہ اپنے چچا سے روایت کرتی ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھی تو آپ پر سورۂ مائدہ نازل ہوئی تو سورت کے بوجھ کی وجہ سے آپ کی اونٹنی عضباء کا کندھا ٹوٹ گیا۔

امام عبد بن حمید نے اپنی مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے خطبہ میں سورۂ مائدہ اور سورۂ توبہ پڑھی۔

امام ابوعبید نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ حضور ﷺ پر حجۃ الوداع کے موقع پر نازل ہوئی جبکہ آپ ﷺ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کے درمیان اپنی اونٹنی پر سوار تھے تو اس اونٹنی کا کندھا ٹوٹ گیا تو حضور ﷺ اس اونٹنی سے نیچے اتر آئے۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر سفر میں سورۂ مائدہ نازل

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 340 (3210)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً (3211)

ہوئی، حجۃ الوداع کا موقع تھا جبکہ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے، اونٹنی وحی کے بوجھ کی وجہ سے بیٹھ گئی (1)۔

امام ابو عبید نے حضرت ضمرہ بن حبیب اور عطیہ بن قیس رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ مائدہ نزول کے اعتبار سے سب سے آخر میں ہے، اس کے حلال کو حلال جانو اور حرام کو حرام جانو۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت ابو میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے آخر میں سورۂ مائدہ نازل ہوئی، اس میں سترہ فرض ہیں (2)۔

امام فریابی، ابو عبید، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت ابو میسرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں اٹھارہ فرض ہیں۔ قرآن حکیم کی کسی اور صورت میں ایسا نہیں، اس میں کوئی منسوخ حکم نہیں، وہ یہ ہیں جس کا دم گھٹ جائے، جو بلندی سے لڑھک جائے، جس کو کوئی جانور سینگ مار دے، جسے درندے کھا جائیں مگر جسے تم ذبح کردو، جسے بتوں کے تھانوں پر ذبح کیا جائے، تم جوا کھیلو، سدھائے ہوئے جانور، اہل کتاب کا کھانا، اہل کتاب میں سے محصن عورتیں، مکمل طہارت، جب نماز کا ارادہ کرو تو وضو کرو، چور مرد اور چور عورت اور اللہ تعالیٰ نے بحیرہ کو نہیں بنایا۔

امام ابو داؤد اور نحاس دونوں نے ناسخ میں حضرت ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ سے کوئی حکم منسوخ نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابو داؤد نے ناسخ میں اور ابن منذر نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا کیا سورۂ مائدہ سے کوئی چیز منسوخ ہے؟ فرمایا نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابو داؤد نے ناسخ، ابن جریر، ابن منذر اور نحاس نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں صرف آیت نمبر 2 يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا منسوخ ہے۔

امام ابو داؤد نے ناسخ میں، ابن ابی حاتم، نحاس اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس سورت میں دو آیتیں منسوخ ہیں، ایک آیت نمبر 2 اور دوسری آیت نمبر 42۔

امام بغوی نے معجم میں حضرت عبدہ بن ابی لبابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت سالم رضی اللہ عنہ جو حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ کے غلام تھے نے خبر پہنچائی مجھے رسول اللہ ﷺ سے ایک کام تھا، میں مسجد میں آیا تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکبیر کہتے ہوئے پایا، میں آپ ﷺ کے قریب ہوا تو حضور ﷺ نے سورۂ بقرہ، سورۂ نساء، سورۂ مائدہ اور سورۂ انعام کی تلاوت کی پھر رکوع کیا۔ میں نے نبی کریم ﷺ کو سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کہتے ہوئے سنا پھر آپ ﷺ کھڑے ہوئے تو میں نے آپ ﷺ کو ہر رکعت میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى تین دفعہ کہتے ہوئے سنا۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السوار التی نزلت بمکۃ والتی نزلت بالمدینۃ، جلد 7، صفحہ 145، بیروت

2۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1435 (711)، دار الصمیعی الریاض

ایاتھا ۱۲۰ سُوْرَۃُ الْمَآئِدَۃِ مَدَنِیَّۃٌ ۵ رکوعاتھا ۱۶

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ ①

"اے ایمان والو! پورا کرو (اپنے) عہدوں کو حلال کیے گئے ہیں تمہارے لئے بے زبان جانور سوائے ان کے جن کا حکم پڑھ کر سنایا جائے گا تمہیں نہ حلال سمجھو شکار کو جبکہ تم احرام باندھے ہو۔ بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے جو چاہتا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عقود سے مراد وعدے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے جو چیز حلال کی، جو چیز حرام کی، جو چیز اس نے فرض کی اور جو اس نے قرآن میں حد مقرر کی سب مراد ہے، نہ دھوکہ کرو اور نہ ہی اس وعدہ کو توڑو(1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقود سے مراد دور جاہلیت کا معاہدہ ہے؟ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ دور جاہلیت کا وعدہ پورا کرو اور دور اسلام میں کوئی نیا معاہدہ نہ کرو(2)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے عقود کا معنی عہود نقل کیا ہے اور اس سے مراد دور جاہلیت کے معاہدے ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عبد اللہ بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ عقود پانچ ہیں ایمان کا عقد، نکاح کا عقد، خرید وفروخت کا عقد، وعدہ کا عقد اور قبیلوں کے یا لوگوں کے باہم معاہدے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ عقود پانچ ہیں عقد ایمان، عقد نکاح، عقد بیع، عقد عہد اور عقد حلف(5)۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن حزم کو لکھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا تھا تاکہ وہاں کے لوگوں کو دین سکھائیں سنت کی تعلیم دیں، ان کے صدقات وصول کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں یہ تحریر فرمایا بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 59، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 3، بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 59 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 60

یہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے مکتوب ہے یَاۤ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ۔ رسول اللہ ﷺ کی جانب سے عمرو بن حزم کے لئے عہد ہے کہ تمام معاملات میں اسے تقویٰ کا حکم ہے اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ (النحل:128) اللہ تعالیٰ متقین اور محسنین کے ساتھ ہے، اس کے لئے یہ حکم ہے کہ جیسا اسے حکم ہے اسی طرح لوگوں سے وہ صدقات وصول کرے، لوگوں کو خیر کی بشارت دے۔ حدیث طویل ہے (1)۔

حضرت حرث بن ابی اسامہ رضی اللہ عنہ اپنی مسند میں حضرت عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے حلیفوں کے ساتھ کیے ہوئے وعدے پورے کرو۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ ان کے عقد سے مراد کیا ہے؟ فرمایا ان کی طرف سے دیت دینا اور ان کی مدد کرنا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمیں اس کی تفسیر میں یہ قول پہنچا ہے کہ وعدے پورے کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں ان سے جو وعدہ لیا گیا ہے اللہ تعالیٰ نے جن امور میں اطاعت کا حکم دیا ہے اس کو بجالائیں۔ جن چیزوں سے منع کیا ہے ان سے رک جائیں، وہ معاہدے جو مومنوں اور مشرکوں کے درمیان ہیں اور مومنوں کے باہم جو معاہدے ہیں سب اس میں شامل ہیں (2)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ نافع بن ازرق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس سے مراد اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں ہیں۔ عرض کی کیا عرب بھی اس کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے اعشی کا قول نہیں سنا۔

اَهْلُ الْقُبَابِ الْحُمْرِ وَالفِّ سعَمِ الْمُوَتَّلِ وَالْقَبَائِلِ

سرخ قبوں، عمدہ جانوروں اور قبائل والے

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد اونٹ، گائے اور بھیڑ بکریاں ہیں (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے جنین کی دم پکڑی اور کہا یہ وہ بھیمہ ہے جو تمہارے لئے حلال کیا گیا ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ سے مراد وہ ہے جو ابھی تک مادہ کے رحم میں ہو۔ میں نے پوچھا اگر اسے مردہ نکالا جائے تو میں اسے کھالوں؟ فرمایا ہاں (5)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کی ہے کہ تمام جانور حلال ہیں مگر وہ مردار جس

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 413، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 20 (5627) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 61، دار احیاء التراث العربی بیروت 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

پر تکبیر نہ پڑھی گئی ہو(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا کہ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ سے مراد اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے الْمَیْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِیْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ چوپاؤں میں سے ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے(2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ اِلَّا مَا یُتْلٰی عَلَیْكُمْ سے مراد مردار اور اس کے ساتھ مذکور چیزیں ہیں اسی طرح وہ جانور بھی حرام ہے جسے کوئی محرم آدمی شکار کرے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ایوب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ پوچھا گیا کہ کیا بندر کا گوشت کھایا جاتا ہے؟ فرمایا یہ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ میں سے نہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ چوپائے تمام کے تمام حلال ہیں مگر ان میں سے جو وحشی ہوں کیونکہ وہ شکار ہیں۔ جب کوئی آدمی محرم ہو تو اس کا یہ مذبوحہ حلال نہ ہوگا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ اپنے مخلوق میں سے جس کا ارادہ کرتا ہے اس کا حکم دیتا ہے، اپنے بندوں کے بارے میں اس نے اپنے ارادے کو یہاں بیان کر دیا ہے، فرائض معین فرمائے، اس کی حدود کو معین کیا، اپنی اطاعت کا حکم دیا اور اپنی نافرمانی سے منع کیا(4)۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحِلُّوْا شَعَآىِٕرَ اللّٰهِ وَ لَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ لَا الْهَدْیَ وَ لَا الْقَلَآىِٕدَ وَ لَاۤ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رِضْوَانًا ؕ وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا ؕ وَ لَا یَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۪ وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝۲

”اے ایمان والو! بے حرمتی نہ کرو اللہ تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ عزت والے مہینہ کی اور نہ حرم کو بھیجی ہوئی قربانیوں کی اور نہ جن کے گلے میں پٹے ڈالے گئے ہیں اور نہ (بے حرمتی کرو) جو قصد کیے ہوئے ہیں بیت حرام کا طلب کرتے ہیں اپنے رب کا فضل اور (اس کی) رضا۔ اور جب احرام کھول چکو تو شکار کر سکتے ہو۔ اور ہرگز نہ

1۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 4، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 63
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 64
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 65

اکسائے تمہیں کسی قوم کا بغض بوجہ اس کے کہ انہوں نے روکا تھا تمہیں مسجد حرام سے اس پر کہ تم زیادتی کرو۔ اور ایک دوسرے کی مدد کرو نیکی اور تقویٰ (کے کاموں) میں اور باہم مدد نہ کرو گناہ اور زیادتی پر اور ڈرتے رہو اللہ سے، بے شک اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے"۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک بیت اللہ شریف کا حج کرتے، قربانی کے جانور لے جاتے، مشاعر کی حرمت کا خیال کرتے، حج کے موقع پر جانور ذبح کرتے۔ مسلمانوں نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے منع فرمادیا اور حکم دیا کہ حرمت والے مہینے میں جنگ کو حلال نہ جانو اور نہ ہی ان کی جانوں کو حلال جانو جو اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کا قصد کرتا ہے مومن اور مشرک اکٹھے بیت اللہ شریف کا حج کرتے، اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو اس چیز سے منع فرمایا کہ وہ کسی کو حج سے روکیں یا اس سے تعرض کریں وہ حاجی مومن ہو یا کافر ہو۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (التوبہ:28)

اللہ کے فرمان يَبْتَغُوْنَ فَضْلًا کا معنی یہ ہے کہ وہ اپنے حج کے ذریعے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں اس لئے کسی قوم سے دشمنی تمہیں اس امر پر برانگیختہ نہ کرے کہ تم ان پر زیادتی کرو۔ بر سے مراد ہر وہ امر ہے جس کا حکم دیا گیا ہے اور تقویٰ سے مراد ہر وہ امر جس سے منع کیا گیا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شعائر اللہ سے مراد ہر وہ امر ہے جس سے حالت احرام میں منع کیا گیا۔ ہدی سے مراد وہ جانور جن کو قلادہ نہ پہنایا گیا ہو قلائد سے مراد وہ جانور جنہیں قلادے پہنا دیئے گئے ہوں۔ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ سے مراد جو آدمی حج کے ارادہ سے بیت اللہ شریف کی طرف جائے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے شعائر کا معنی مناسک حج نقل کیا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے معالم نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے شعائر کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیزیں، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے اجتناب اور اس کی اطاعت کی اتباع۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے شعائر ہیں (4)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور نحاس نے ناسخ میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے۔ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنے گھر سے حج کے ارادہ سے نکلتا تو وہ گلے میں ببول کے درخت کا چھلکا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 67-66، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 72-68-66
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 66
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 65

ڈال لیتے تو کوئی اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرتا۔ جب وہ بالوں کا قلادہ گلے میں ڈالتا تب بھی کوئی اس سے تعرض نہ کرتا۔ مشرکوں کو اس موقع پر حج سے نہیں روکا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ شہر حرام میں مشرکوں سے جنگ نہ کی جائے اور نہ ہی بیت اللہ شریف کے پاس جنگ کی جائے پھر اللہ تعالیٰ نے اس حکم سے اسے منسوخ کر دیا فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5)(1)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت میں سے یہ حصہ (آمین البیعت الحرام) منسوخ ہے۔ اسے سورۂ براءت کی آیت فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ اور مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ (التوبہ:17) اور اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا (التوبہ:28) نے منسوخ کر دیا ہے یہی وہ سال ہے جس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حج کیا اور اس میں برأت کا اعلان بھی کیا گیا(2)۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کو فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ وَجَدْتُّمُوْهُمْ (التوبہ:5) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ حرم کے درخت کے چھلکے سے قلادہ بناتے۔ جب حرم کی حدود سے باہر نکلتے تو اس قلادہ کے ذریعے وہ امن میں رہتے(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شعائر اللہ کا معنی قلائد نقل کیا ہے۔ لوگوں اور جانوروں کی گردنوں میں درخت کا چھلکا ہوتا جو ان کے لئے امن کا باعث ہوتا نیز صفا، مروہ، ہدی، بدنہ یہ سب شعائر اللہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے فرمایا یہ سب دور جاہلیت کے لوگوں کے کام تھے جنہیں کیا جاتا اور ان پر عمل ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعے ان سب کو ختم کر دیا مگر قلادہ کو چھوڑ دیا گیا۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جہاں تک قلائد کا تعلق ہے دور جاہلیت کے لوگ ببول کے درخت کا چھلکا اتارتے، اس سے قلادہ بناتے جس کے ذریعے وہ لوگوں میں امن سے رہتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس امر سے منع کر دیا کہ وہ حرم کے درخت سے چھلکے اتاریں۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شہر حرام سے مراد ذیقعدہ ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ حدیبیہ میں تھے۔ جب مشرکوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت اللہ شریف کی زیارت سے روک دیا یہ امر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 74، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 73
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 68
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 67

اجمعین پر بڑا شاق گزرا۔ اہل مشرق میں سے کچھ مشرک صحابہ کرام کے پاس سے گزرے جو عمرہ کا ارادہ رکھتے تھے۔ صحابہ کرام نے کہا ہم ان لوگوں کو روک لیتے ہیں جس طرح ان کے ساتھیوں نے ہمیں روکا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حطم بن ہند بکری آیا یہاں تک کہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے اسے بلایا، اس نے پوچھا آپ ﷺ کس امر کی طرف دعوت دیتے ہیں؟ تو حضور ﷺ نے اسے سب کچھ بتایا جبکہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کو پہلے بتا چکے تھے آج تمہارے پاس ربیع کا ایک آدمی آئے گا جو شیطان کی زبان سے بات کرے گا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اسے بتایا اس نے کہا مجھے مہلت دو، شاید میں مسلمان ہو جاؤں، میرے کچھ ایسے ساتھی ہیں جن سے میں مشورہ کروں گا۔ وہ حضور ﷺ کے پاس سے چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کافر کے چہرے کے ساتھ داخل ہوا تھا اور دھوکے باز کی پشت سے جا رہا ہے۔ وہ مدینہ طیبہ کی چراگاہوں میں سے ایک چراگاہ کے پاس سے گزرا تو وہاں سے اونٹ بھگا کر لے گیا پھر اگلے سال حج کی نیت سے آیا۔ اس نے جانوروں کو قلادے پہنائے ہوئے تھے اور ہدی کے طور پر لے جا رہا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضور ﷺ کے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اور اس کے درمیان رکاوٹ نہ بنیں، وہ ہمارا مجرم ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نے تو جانوروں کو قلادے پہنا دیئے ہیں۔ صحابہ نے عرض کی ہم بھی دور جاہلیت میں ایسا کرتے تھے (بچاؤ کی غرض سے) حضور ﷺ نے اس کی اجازت نہ دی تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حطم بن ہند بکری تجارتی قافلہ کے ساتھ مدینہ طیبہ آیا، اس کے پاس کھانا تھا۔ اس نے اسے بیچا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی اور اسلام قبول کیا۔ جب وہ جانے لگا تو حضور ﷺ نے اس کی طرف دیکھا تو جو لوگ آپ ﷺ کے پاس موجود تھے ان سے فرمایا وہ فاجر چہرے کے ساتھ میرے پاس آیا اور دھوکہ دینے والی گدی کے ساتھ واپس جا رہا ہے۔ جب یمامہ پہنچا تو مرتد ہو گیا اور ذی قعدہ میں تجارتی قافلہ لے کر مکہ مکرمہ کے ارادہ سے نکلا۔ جب حضور ﷺ کے صحابہ نے اس کے بارے میں سنا تو مہاجرین وانصار کی ایک جماعت نے اس کے لئے نکلنے کا ارادہ کیا تاکہ اس کے قافلہ پر حملہ کریں تو اللہ تعالیٰ اس آیت کو نازل فرمایا۔ تو قوم اس ارادہ سے باز آ گئی (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَلَآ آٰمِّيْنَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ یوم فتح کے موقع پر نازل ہوئی کچھ مشرک بیت اللہ شریف کی زیارت کے لئے آئے، انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا۔ مسلمانوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ لوگ مشرک ہیں ہم ان جیسے لوگوں پر ضرور حملہ کریں گے تو قرآن حکیم کی یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ لوگ اجر اور تجارت کے طلب گار ہیں اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 70، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 71 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 72

ہر کسی پر انہیں خوف زدہ کرنا حرام کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں ہے۔ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کا فضل اور رضا چاہتے جس کے ذریعے ان کی دنیا کے مصالح درست ہو جاتے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی کتاب میں پانچ آیات بطور رخصت ہیں ان میں قطعی حکم نہیں (۱) وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا چاہے تو شکار کرے چاہے تو شکار نہ کرے (۲) فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا (الجمعہ: 10) (۳) اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ (البقرہ: 184) (۴) فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوْا (الحج: 28) (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتاب اللہ میں پانچ آیات بطور رخصت ہیں قطعی حکم نہیں رکھتیں فَكُلُوْا مِنْهَا وَ اَطْعِمُوْا (الحج: 28) جو چاہے کھائے جو چاہے نہ کھائے (۲) وَ اِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوْا جو چاہے شکار کرے جو چاہے شکار نہ کرے (۳) وَ مَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ (البقرۃ: 184) جو چاہے روزہ رکھے اور جو چاہے افطار کرے (۴) فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ (النور: 33) اگر چاہے تو لکھ لے اگر چاہے تو نہ لکھے (۵) فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا (الجمعہ: 10) اگر چاہے تو چلا جائے اگر چاہے تو نہ جائے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کسی قوم کی ناراضگی تمہیں برانگیختہ نہ کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آٰمِّیْنَ الْبَیْتَ الْحَرَامَ سے مراد حج کا ارادہ کرنے والے فَضْلًا مِّنْ رَّبِّهِمْ سے مراد حج میں تجارت، رضوان سے مراد حج، شنان قوم سے مراد قوم کی دشمنی، بر سے مراد جن چیزوں کا حکم دیا گیا اور تقویٰ سے مراد جن سے منع کیا گیا ہے۔

امام احمد اور عبد بن حمید نے اس آیت کی تفسیر میں اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں وابصہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، میں نے ارادہ کیا کہ میں نیکی اور گناہ میں سے ہر ایک چیز کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا میں تجھے بتاؤں جس کے پوچھنے کے لئے تو آیا ہے یا تو خود سوال کرے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بتایئے حضور ﷺ نے فرمایا تو اس لئے آیا ہے تا کہ تو نیکی اور گناہ کے بارے میں سوال کرے پھر حضور ﷺ نے اپنی تین انگلیوں کو جمع کیا اور انہیں میرے سینے میں مارنے لگے، فرماتے اے وابصہ اپنے دل سے فتویٰ طلب کر، اپنے دل سے فتویٰ طلب کر، نیکی وہ ہے جس سے تیرا دل مطمئن ہو جائے اور نفس مطمئن ہو جائے، گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکا پیدا کرے اور تیرے سینے میں متردد ہو اگرچہ لوگ تجھے فتویٰ دیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، بخاری نے ادب میں، امام مسلم، امام ترمذی، امام حاکم اور بیہقی نے شعب میں نواس بن سمعان سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نیکی اور گناہ کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا جو چیز

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 75، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 76

3۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 228، دارصادر بیروت

تیرے دل میں کھٹکے اسے چھوڑ دو۔عرض کی ایمان کیا ہے؟ فرمایا جسے گناہ پریشان کرے اور نیکی خوش کرے تو وہ مومن ہے(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ دلوں کو قابو کر لیتا ہے امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ دلوں کو قابو کر لیتا ہے تو جب تم میں سے کسی کے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو وہ اسے چھوڑ دے(2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ گناہ دلوں کو قابو کر لیتا ہے اور کوئی نظر نہیں ہوتی مگر شیطان کو اس میں طمع ہوتی ہے(3)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو انسان بھی زبان سے کلمہ حق کہتا ہے، اس پر عمل بھی کرتا ہے تو اس کا ثواب قیامت تک اس کے لئے جاری ہو جاتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنا دیتا ہے(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کرتے ہوئے کہا اے میرے رب بندوں میں سے کون تجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تا کہ تیری محبت کی وجہ سے میں اس سے محبت کروں؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد میرے بندوں میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ آدمی ہے جس کا دل صاف ہو، جس کے ہاتھ صاف ہوں، وہ کسی کے ساتھ برائی نہ کرے، چغل خوری نہ کرے، پہاڑ اپنی جگہ سے ہل جائیں وہ اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ مجھ سے محبت کر، جو مجھ سے محبت کرتے ہیں اس سے محبت کر اور میرے بندوں کے اندر میرے لئے محبت پیدا کر۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب تو خوب جانتا ہے میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، جو تجھ سے محبت کرتے ہیں ان سے بھی محبت کرتا ہوں لیکن میں تیرے بندوں کے لئے تجھے کیسے محبوب بنا دوں؟ فرمایا تو انہیں میرے احسانات، میری آزمائش اور میری نعمتیں یاد دلا۔ اے داؤد کوئی ایسا بندہ نہیں جو مظلوم کی مدد کرتا ہے یا تاریکی میں اس کے ساتھ چلتا ہے تو میں اس کے قدم اس دن مضبوط کر دوں گا جس روز قدم پھسل جائیں گے(5)۔

امام احمد حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اپنے بھائی کی عزت کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کے چہرے سے آگ کو دور فرما دے گا۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی مومن کو قتل کرنے میں ایک کلمہ برابر مدد کی وہ اللہ تعالیٰ سے یوں ملاقات کرے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہو گا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے(6)۔

1۔صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 16، صفحہ 90 (2553) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔معجم کبیر، جلد 9، صفحہ 149 (8784) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ایضاً (8749) 4۔مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 266، دار صادر بیروت
5۔شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 119، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔سنن ابن ماجہ، جلد 3، صفحہ 269 (2620)، بیروت

امام طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے باطل طریقہ سے کسی ظالم کی مدد کی تا کہ اس کے ذریعے حق کو باطل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سے بری ہو گیا (1)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ناحق کسی جھگڑا میں کسی کی مدد کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس عمل سے الگ ہو جائے (2)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، طبرانی اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت اوس بن شرحبیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی ظالم کے ساتھ چلا تا کہ اس کی مدد کرے جبکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام کے دائرے سے خارج ہو گیا (3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس کی سفارش اللہ تعالیٰ کی حدود میں رکاوٹ بنی تو اس انسان نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی جو آدمی فوت ہوا جبکہ اس پر قرض تھا تو اس کی ادائیگی دراہم و دنانیر سے نہ ہو گی بلکہ ان کا بدلہ نیکیوں اور برائیوں کے ساتھ ہو گا اور جو آدمی باطل میں جھگڑا جبکہ وہ جانتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک کہ اس عمل سے الگ ہو جائے جس آدمی نے مومن کے بارے میں کوئی ایسی بات کہی جو اس میں نہ تھی تو اللہ تعالیٰ اسے فساد کے کیچڑ میں سکونت دے گا یہاں تک کہ جو اس نے بات کی ہے اس سے قطع تعلق کر لے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت فسیلہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اس نے اپنے والد واثلہ بن اسقع کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا آدمی کا اپنی قوم سے محبت کرنا نافرمانی ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ نافرمانی یہ ہے کہ ایک آدمی ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرے (5)۔

امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنی قوم کے ساتھ چلا وہ خیال کرتا ہے کہ وہ گواہ ہے حالانکہ وہ حقیقت میں گواہ نہ تھا تو وہ جھوٹا گواہ ہے۔ جس نے بغیر علم کے خصومت میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہے گا یہاں تک وہ اس عمل سے الگ ہو جائے۔ مسلمان سے جنگ کرنا کفر ہے، اسے گالی دینا فسق ہے (6)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ اپنے والد سے روایت نقل کرتے ہیں

1۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 451 (2968) مکتبۃ المعارف الریاض 2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاحکام، جلد 4، صفحہ 112، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 122 (7675)، بیروت 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 121 (7673)

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 122 6۔ ایضاً

جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو ظلم کی صورت میں قوم کی مدد کرے تو وہ لڑھکتے ہوئے اونٹ کی طرح ہے جبکہ وہ اس کی دنب کھینچ رہا ہے۔ حاکم کے الفاظ ہیں اس آدمی کی مثال جو ناحق اپنی قوم کی مدد کرتا ہے اس اونٹ کی طرح ہے جو بلندی سے لڑھک جائے اور وہ اس کی دم کھینچ رہا ہو(1)۔

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ذَٰلِكُمْ فِسْقٌ ۗ الْيَوْمَ يَئِسَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ ۙ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٣﴾

''حرام کیے گئے ہیں تم پر مردار، خون، سور کا گوشت اور جس پر ذبح کے وقت غیر خدا کا نام لیا جائے اور گلا گھونٹنے سے مرا ہو، چوٹ سے مرا ہو، اوپر سے نیچے گر کر مرا ہو، سینگ لگنے سے مرا ہو اور جسے کھایا ہو کسی درندے نے سوائے اس کے جسے تم ذبح کر لو، اور (حرام ہے) جو ذبح کیا گیا ہو تھانوں پر اور (یہ بھی حرام ہے) کہ تم تقسیم کرو جوئے کے تیروں سے یہ سب نافرمانی کے کام ہیں۔ آج مایوس ہو گئے ہیں جنہوں نے کفر اختیار کیا تھا تمہارے دین سے، سو نہ ڈرو تم ان سے اور ڈرو مجھ سے۔ آج میں نے مکمل کر دیا ہے تمہارے لئے تمہارا دین اور پوری کر دی ہے تم پر اپنی نعمت اور میں نے پسند کر لیا ہے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین۔ پس جو لاچار ہو جائے بھوک میں درآں حالیکہ نہ جھکنے والا ہو گناہ کی طرف تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابوامامہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری قوم کی طرف بھیجا تاکہ میں لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلاؤں اور ان پر اسلام کے شعائر کو پیش کروں میں اپنی قوم کے پاس آیا ہم اس طرح تھے کہ خون کا ایک پیالہ لائے، وہ سب اسے کھانے لگے، انہوں نے کہا اے محمدی آؤ اور کھاؤ۔ میں نے کہا تم پر ہلاکت ہو میں تمہارے پاس اس کی طرف سے آیا ہوں جو اس چیز کو حرام قرار دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر یہ حکم نازل کیا ہے لوگوں نے پوچھا وہ کیا حکم ہے تو میں نے ان پر یہ آیت تلاوت کی(2)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب کوئی آدمی خنزیر کا گوشت کھائے تو

1۔ شعب الایمان، جلد 6 صفحہ 123، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 3 صفحہ 744، دارالکتب العلمیہ بیروت

اس پر توبہ پیش کی جائے اگر وہ توبہ کر لے تو ٹھیک ورنہ اسے قتل کر دیا جائے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ کا مطلب یہ ہے کہ جنہیں بتوں کے نام پر ذبح کیا جائے۔ وَ الْمُنْخَنِقَةُ سے مراد ہے جس کا دم گھٹ جائے اور مر جائے وَ الْمَوْقُوْذَةُ سے مراد ہے جسے لاٹھی کے ساتھ مارا جائے اور وہ مر جائے وَ الْمُتَرَدِّیَةُ سے مراد ہے جو پہاڑ سے لڑھکے اور مر جائے وَ النَّطِیْحَةُ وہ بکری جسے بکری سینگ مارے اور وہ مر جائے وَ مَآ اَكَلَ السَّبُعُ جسے درندہ پکڑ لے اِلَّا مَا ذَكَّیْتُمْ مگر جسے تم ذبح کر لو جبکہ اس میں ابھی روح ہو پس اسے کھاؤ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ جو ان بتوں کی مخصوص جگہوں پر ذبح کی جائیں وہ لوگ جانوروں کو وہاں ذبح کرتے جہاں بت نصب ہوتے اور ان پر ان بتوں کا نام لیتے وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ یہ وہ پیالہ تھا جس کے ذریعے وہ امور میں تقسیم چاہتے ذٰلِكُمْ فِسْقٌ یعنی ان میں سے کسی چیز کو بھی کھایا تو وہ فسق ہے (1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ الْمُنْخَنِقَةُ کے بارے میں بتائیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا عربوں کا طریقہ تھا کہ وہ بکری کا گلا دباتے۔ جب وہ بکری مر جاتی تو اس کا گوشت کھا لیتے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے امرؤالقیس کا یہ شعر نہیں سنا۔

یَغُطُّ غَطِیطَ البکر شُدَّ خُنَاقُهُ لِیَقْتُلَنِی وَالْمَرْءُ لَیْسَ بِقَتَّالِ

وہ اس اونٹ کی طرح آواز نکالتا ہے جس کا گلا دبا دیا گیا ہو تا کہ وہ مجھے قتل کرے جبکہ آدمی قاتل نہیں۔

حضرت نافع رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ کے فرمان والموقوذۃ کے بارے میں بتائیے فرمایا وہ جانور جسے لکڑی سے مارا جائے یہاں تک کہ وہ مر جائے۔ پوچھا کیا عرب اس معنی کو پہنچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا یہ قول نہیں سنا۔

یَلْوِیْنَنِیْ دَیْنَ النَّهَارِ وَاَقْتَضِیْ دَیْنِیْ اِذَا وَقَذَ النُّعَاسُ الرُّقَّدَا

ہ مجھ سے دن کے قرض سے ٹال مٹول کرتی ہیں جبکہ میں اپنے قرض کا اس وقت تقاضا کرتا ہوں جب نیند سونے والوں کو مارتی ہے۔

عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان (الانصاب) کے بارے میں بتائیے فرمایا الانصاب سے مراد وہ پتھر ہے جن کی عرب عبادت کرتے تھے اور ان بتوں (پتھروں) کے لئے وہ جانور ذبح کرتے تھے۔ نافع نے پوچھا کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے نابغہ زبیانی کا شعر نہیں سنا؟ وہ کہتا ہے۔

فَلَا لَعَمْرُ الَّذِیْ مُسِحَتْ كَعْبَتُهٗ وَمَا هُرِیْقَ عَلَى الْاَنْصَابِ مِنْ جَسَدٍ

ہرگز نہیں اس ذات کی قسم جس کے کعبہ کو چھوا گیا اور ان کی قسم جو جانور پتھروں پر ذبح کیے گئے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 84-82، دار احیاء التراث العربی بیروت

عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ کے بارے میں بتایئے فرمایا اَلْاَزْلَام وہ تیر ہیں جن کے ذریعے وہ امور میں تقسیم چاہتے ان تیروں میں سے ایک پر یہ لکھا ہوتا (اَمَرَنِیْ رَبِّیْ) میرے رب نے مجھے حکم دیا دوسرے تیر پر لکھا ہوتا (نَھَانِیْ رَبِّیْ) میرے رب نے مجھے منع کیا۔ جب وہ کسی کے بارے میں فیصلہ کا ارادہ کرتے تو وہ اپنے بتوں کے گھر میں آتے پھر ان تیروں کو کپڑے سے ڈھانپ دیتے تو جو تیر نکلتا اس کے مطابق عمل کرتے۔ پوچھا کیا عرب اسے پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے حطیہ کا شعر نہیں سنا۔ وہ کہتا ہے۔

لَا یَزْجُرُ الطَّیْرَانِ مَرَّتْ بِہٖ سَنْحًا وَلَا یُفَاضُ عَلٰی قَدَحٍ بِاَزْلَامٍ

وہ فال کے پکڑنے کے لئے پرندہ نہیں اڑاتا جب وہ اس کے سامنے سے دائیں جانب سے بائیں جانب گزرے اور نہ ہی اسے جوئے والے تیروں کے پیالے میں پیش کیا جاتا ہے۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں شکار کو معراض (بغیر پر کا تیر) مارتا ہوں جو اسے لگ جاتا ہے۔ فرمایا جب تو ایسا تیر مارے وہ اسے زخمی کر دے تو اسے کھالے اگر چوڑائی کی صورت میں اسے لگے تو اسے نہ کھا کیونکہ وہ تو وقیذ ہے یعنی لکڑی سے اسے مارا گیا ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رادہ ان جانوروں کو کہتے ہیں جو کنویں میں گر پڑے اور متردیہ اس جانور کو کہتے ہیں جو پہاڑ سے لڑھکے اور مر جائے۔

حضرت ابو میسر رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ وہ اسے منطوحۃ پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ نقل کیا ہے کہ وہ اکیل السبع پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو موقوذہ، متردیہ اور نطیحہ کو اس حالت میں پائے کہ وہ ہاتھ، پاؤں ہلا رہے تھے تو اسے (ذبح کر کے) کھالے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں فرمایا شریطۃ نہ کھاؤ کیونکہ یہ شیطان کا ذبیحہ ہے(2) ابن مبارک نے کہا اس کا مفہوم یہ ہے کہ تو حیوان سے اس خون اس کی جلد کاٹ کر نکالے مگر حلقوم سے اسے ذبح نہ کرے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کا مفہوم یہ ہے کہ کعبہ شریف کے ارد گرد پتھر تھے۔ دور جاہلیت میں جن پر جانور ذبح کیے جاتے تھے۔ جب چاہتے ان کی جگہ اور پتھر بدل دیتے۔ یہ اس وقت ہوتا جب انہیں ان میں کوئی پتھر اچھا لگتا(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد عربوں کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 14-13، صفحہ 63 (1929)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاطعمۃ، جلد 4، صفحہ 126 (7104) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 91، بیروت

تیراور ایرانیوں کے نرد کے مہرے ہیں جن سے وہ جوا کھیلتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بِالْاَزْلَامِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد تیر ہیں جن کے ساتھ وہ سفر، جنگ اور تجارت کا فال نکالتے۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ازلام سے مراد تیر ہیں جب وہ لوگ سفر کا ارادہ کرتے تو سفر کرنے اور گھر میں بیٹھ رہنے کے تیر نکالتے، اگر سفر کرنے کا تیر نکلتا تو سفر پر روانہ ہو جاتے، اگر گھر میں بیٹھے رہنے کا تیر نکلتا تو گھر میں بیٹھے رہتے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ازلام کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد سفید کنکریاں ہیں جو وہ پھینکا کرتے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب وہ لوگ کسی امر یا سفر کا ارادہ کرتے تو وہ تین تیروں کا اہتمام کرتے۔ ایک پر لکھا ہوتا میرے رب نے مجھے حکم دیا، دوسرے پر لکھا ہوتا میرے رب نے مجھے منع کیا ہے۔ تیسرے کو خالی چھوڑ دیتے اس پر کچھ بھی نہ لکھا ہوتا پھر ان میں حیلہ کرتے۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر امرنی (مجھے حکم دیا ہے) کا لفظ ہوتا تو وہ کام کر گزرتے۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر لکھا ہوتا مجھے منع کیا ہے تو وہ اس سے رک جاتے۔ اگر وہ تیر نکلتا جس پر کچھ بھی نہ لکھا ہوتا تو پھر فال نکالتے (3)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کہانت کی یا تیروں سے فال نکالی یا فال پکڑتے ہوئے کام سے واپس آ گیا تو وہ کبھی بلند درجہ حاصل نہیں کر سکتا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلْیَوْمَ یَىِٕسَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اب کافر اس چیز سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم ان کے دین کی طرف لوٹ جاؤ گے (5)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ اہل مکہ اب اس امر سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم ان کے دین اور بتوں کی عبادت کی طرف لوٹ گئے۔ حضور ﷺ کی اتباع کرنے میں ان کفار سے نہ ڈرو بلکہ بتوں کی عبادت کرنے اور حضرت محمد ﷺ کی تکذیب میں مجھ سے ڈرو۔ جب حضور ﷺ مقام عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے تو جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے۔ آپ ﷺ اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے تھے جبکہ مسلمان دعائیں کر رہے تھے (یہ آیت سنائی) اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ تمہارے لئے حلال وحرام کے احکام کو مکمل کر دیا اس کے بعد حلال وحرام کا حکم نازل نہیں ہوگا۔ میں نے تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی ہے۔ اب تمہارے ساتھ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ میں نے تمہارے لئے اسلام کا دین پسند کیا۔ اس آیت کے نزول کے بعد حضور ﷺ اکیاسی دن تک اس دنیا میں رہے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً
4۔ مجمع الزوائد، جلد 5، صفحہ 203، دار الفکر بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 95

روح کو قبض کر لیا(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے یہ اس وقت ہے جب تو اس پر عمل کرے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم یہ خوف نہ کرو کہ اب وہ کفار تم پر غالب آجائیں گے(2)۔

امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ عبادت گزار جزیرہ عرب میں اس کی عبادت کریں گے لیکن وہ ان میں لڑائی جھگڑے کا سلسلہ جاری رکھے گا(3)۔

امام بیہقی شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری اب سرزمین میں اس کی عبادت کی جائے گی لیکن وہ تم میں سے ایسی باتوں پر راضی ہوگا جن کو تم حقیر جانتے ہو(4)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شیطان اس امر سے مایوس ہو چکا ہے کہ عرب کی سرزمین میں بتوں کی عبادت کی جائے لیکن وہ تم سے اس کے علاوہ ایسی چیزوں سے خوش ہوگا جن کو تم حقیر جانتے ہو جبکہ یہ چیزیں قیامت کے دن ہلاکت خیز ہیں جہاں تک ہو سکے مظالم سے بچو(5)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم اور مومنوں کو آگاہ کیا کہ ان کے لئے ایمان مکمل کر دیا گیا۔ اب تم اس کی زیادتی کے کبھی محتاج نہیں اللہ تعالیٰ نے اسے مکمل کر دیا، اب اس میں کبھی بھی کمی نہیں کی جائے گی، اللہ تعالیٰ اس پر راضی ہے، اب اس پر ناراض نہیں ہوگا(6)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے دین کو خالص کر دیا ہے اور مشرکوں کو بیت اللہ سے دور کر دیا ہے۔ کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت عرفہ کے روز نازل ہوئی اس روز جمعہ تھا(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ یہ آیت عرفہ کے دن رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ یہ جمعہ کا دن تھا جب اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مسجد حرام سے دور کر دیا اور حج مسلمانوں کے لئے خالص کر دیا(8)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک اور مسلمان اکٹھے بیت

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 64، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96
3۔ صحیح مسلم، باب تحریش الشیطان، جلد 2، صفحہ 376، قدیمی کتب خانہ کراچی
4۔ شعب الایمان، جلد 5، صفحہ 456
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 455
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 97
8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 98

اللہ کا حج کرتے۔ جب سورت برآت نازل ہوئی تو مشرکوں کو بیت اللہ شریف سے روک دیا گیا۔ مسلمانوں نے بیت اللہ کا حج کیا۔ مشرکوں میں سے کوئی بھی ان کے ساتھ حج میں شریک نہیں تھا۔ یہی اللہ تعالیٰ کی نعمت کی تکمیل تھی۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا بھی یہی مطلب ہے(1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حج کو تمہارے لئے مکمل کیا اور مشرکوں کو بیت اللہ شریف سے دور کر دیا(2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر اس وقت نازل ہوئی جب آپ ﷺ مقام عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے۔ لوگ حضور ﷺ کے اردگرد تھے۔ دور جاہلیت کا مینار اور ان کے مناسک ختم ہو گئے۔ شرک میں ضعف پیدا ہو گیا۔ بیت اللہ شریف کا کسی نے بھی ننگے طواف نہ کیا۔ اس سال کسی مشرک نے بھی حضور ﷺ کی معیت میں بیت اللہ شریف کا طواف نہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی(3)۔

امام عبد بن حمید نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ پر یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب آپ مقام عرفات میں تھے۔ جب حضور ﷺ کو یہ آیات اچھی لگیں تو آپ ﷺ نے انہیں سورت کے آغاز میں رکھ دیا فرمایا جبرئیل امین تعلیم دے رہے تھے کہ کیسے حج کیا جائے۔

امام حمیدی، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن حبان اور بیہقی نے سنن میں حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی تم اپنی کتاب میں ایک آیت پڑھتے ہو۔ اگر وہ آیت ہم یہودیوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ کون سی آیت ہے؟ تو انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں اس دن کو خوب جانتا ہوں جس میں یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ جس گھڑی میں وہ نازل ہوئی اسے بھی جانتا ہوں۔ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر جمعہ کے دن یوم عرفہ (نو ذی الحجہ) کو نازل ہوئی(4)۔

امام اسحاق بن راہویہ نے اپنی مسند میں اور عبد بن حمید نے حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ لوگوں نے اس آیت کا ذکر کیا تو اہل کتاب میں سے ایک آدمی نے کہا اگر ہم جانتے کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تو ہم اسے عید بنا لیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا الحمد للہ جس نے اس دن کو ہمارے لئے عید بنایا ہے۔ یہ آیت یوم عرفہ کو نازل ہوئی۔ اس کا دوسرا دن یوم النحر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے اس امر کو مکمل کر دیا ہم یہ بھی جان گئے کہ اس کے بعد معاملہ کمی میں رہے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عنترہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت حج اکبر کے دن نازل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 98، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 97 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 98

4۔ سنن نسائی، باب زیادۃ الایمان، جلد 8-7، صفحہ 114، دار الریان قاہرہ

ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تجھے کون سی چیز رلا رہی ہے؟ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے یہ چیز رلا رہی ہے کہ ہم اس حال میں تھے کہ ہمارے دین میں اضافہ ہوتا تھا اب یہ مکمل ہوگیا۔ کوئی بھی چیز جب مکمل ہوتی ہے تو اس میں کمی آنا شروع ہو جاتی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا تو نے سچی بات کی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قبیصہ بن ابی ذویب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے کہا اگر یہ آیت اس امت کے علاوہ کسی اور امت پر نازل ہوتی، جس دن یہ آیت ان پر نازل ہوتی وہ اس کو تلاش کرتے اور اسے عید بنا لیتے، اس دن وہ اجتماع کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے کعب وہ کون سی آیت ہے؟ عرض کی یہ آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس دن کو جانتا ہوں جس دن یہ آیت نازل ہوئی، جس جگہ نازل ہوئی اسے بھی جانتا ہوں، یہ آیت جمعہ کے دن اور نو ذی الحجہ کو نازل ہوئی۔ الحمد للہ یہ دونوں ہمارے لئے عید ہیں (2)۔

امام طیالسی، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، طبرانی اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ انہوں نے اس آیت کو تلاوت کیا تو ایک یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں میں نازل ہوئی جمعہ اور عرفہ کے دن (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عیسیٰ بن حارثہ انصاری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے ہم دیوان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک نصرانی نے ہم سے کہا اے مسلمانو تم پر ایک آیت نازل ہوئی ہے۔ اگر وہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن اور ساعت کو عید بنا لیتے۔ جب تک ہم میں سے دو بھی باقی رہتے۔ ہم (مسلمانوں) میں سے کسی نے بھی اسے جواب نہ دیا۔ میں محمد بن کعب قرظی سے ملا۔ اسے میں نے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے کہا کیا تم نے اسے جواب نہیں دیا۔ فرمایا حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت نبی کریم ﷺ پر نازل ہوئی جبکہ آپ یوم عرفہ کو پہاڑ پر وقوف کیے ہوئے تھے جب تک مسلمانوں میں ایک آدمی بھی باقی رہے گا یہ ان کے لئے عید رہے گی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت داؤد سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عامر بن شعبی سے کہا یہودی کہتے ہیں عربوں نے اس دن کو کیوں یاد نہیں رکھا جس میں ان پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ان کے دین کو مکمل فرمایا۔ عامر نے کہا کیا تجھے وہ دن یاد نہیں؟ میں نے پوچھا وہ کون سا دن ہے؟ فرمایا عرفہ کا دن۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ذوالحجہ کو نازل فرمایا (5)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی جبکہ آپ ﷺ مقام عرفات میں وقوف کیے ہوئے تھے (6)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے حضرت عمرو بن قیس سکونی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ بن ابی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 100 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 100

سفیان رضی اللہ عنہما کو منبر پر بیٹھ کر اس آیت کو مشکل سے پڑھتے ہوئے سنا یہاں تک کہ انہوں نے اس آیت کو ختم کیا۔ فرمایا یہ آیت نو ذی الحجہ جمعہ کے دن نازل ہوئی (1)۔

امام بزار، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی جبکہ آپ ﷺ مقام عرفات میں جمعہ کے روز وقوف کیے ہوئے تھے (2)۔

امام بزار نے صحیح سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی جبکہ آپ مقام عرفات میں تھے۔

امام ابن جریر نے ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تمہارے نبی پیر کے روز پیدا ہوئے، پیر کے روز انہیں نبوت عطا کی گئی، مکہ مکرمہ سے پیر کے روز نکلے، مدینہ طیبہ میں پیر کے روز داخل ہوئے، مکہ مکرمہ پیر کے روز فتح ہوا، سورۂ مائدہ پیر کے دن نازل ہوئی اور پیر کے روز ہی رسول اللہ ﷺ نے اس جہاں فانی سے پردہ فرمایا (3)۔

امام ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جب رسول اللہ ﷺ نے غدیر خم کے روز حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اٹھایا اور ان کے لئے ولایت کا اعلان کیا تو جبرئیل امین یہ آیت لائے (4)۔

امام ابن مردویہ، خطیب اور ابن عساکر نے ضعیف سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب غدیر کا دن تھا۔ یہ ذی الحجہ کی اٹھارہ تاریخ تھی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت عرفہ کے دن نازل ہوئی، اس کے بعد حلال و حرام کا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔ رسول اللہ ﷺ مکہ مکرمہ سے واپس تشریف لائے تو وصال فرما گئے۔ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ وہ حج کیا۔ ہم چل رہے تھے کہ جبرئیل امین ایک سواری پر ظاہر ہوئے۔ قرآن حکیم کے بوجھ کی وجہ سے سواری بوجھ برداشت نہ کر سکی تو وہ بیٹھ گئی۔ میں آپ کے پاس حاضر ہوئی، جو چادر میرے اوپر تھی وہ میں نے آپ ﷺ پر ڈال دی (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ اکیاسی دن تک زندہ رہے (7)۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيْنًا

1۔ معجم کبیر، جلد 19، صفحہ 392 (291) مکتبۃ العلوم والحکم بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 220 (6916)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 101، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ تاریخ مدینہ دمشق، جلد 42، صفحہ 237، دار الفکر بیروت
5۔ ایضاً، جلد 42، صفحہ 233
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 96
7۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ ہر دین والے کے لئے اس کے دین کو مثالی صورت دی جائے گی۔ جہاں تک ایمان کا تعلق ہے وہ اہل ایمان کو خوشخبری دے گا اور ان کے ساتھ بھلائی کا وعدہ کرے گا یہاں تک کہ اسلام آئے گا۔ وہ عرض کرے گا اے میرے رب تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج میں تجھے ہی قبول کروں گا اور آج تیرے بدلے میں ہی جزا دوں گا(1)۔

امام احمد نے حضرت علقمہ بن عبداللہ مزنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے ایک آدمی نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قوم کے ایک آدمی سے فرمایا تو نے رسول اللہ ﷺ کو اسلام کی کیسے صفت بیان کرتے ہوئے سنا تو اس نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ اسلام جذعہ (جانور کے چھوٹے بچے) کی طرح ظاہر ہوا پھر دو دانتوں والا پھر چار والا پھر چھ والا پھر کچلیاں نکالنے والے کی طرح ہو گیا۔ حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچلیاں نکالنے کے بعد پھر نقصان ہی ہے(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فَمَنِ اضْطُرَّ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو آدمی اس جانور کو کھانے پر مجبور ہو گیا جن کا اس صورت کے آغاز میں ذکر کیا گیا مَخْمَصَةٍ کا معنی بھوک غَيْرَ مُتَجَانِفٍ لِّإِثْمٍ کا معنی گناہ میں حد سے تجاوز کرنے والا(3)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فِي مَخْمَصَةٍ کے بارے میں بتایئے فرمایا اس کا معنی بھوک اور مشقت ہے۔ عرض کی کیا عرب اس کا معنی پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا تو نے اعشیٰ کا قول نہیں سنا وہ کہتا ہے۔

تَبِيتُونَ فِي الْمَشْتَى مِلَاءً بُطُونُكُمْ وَجَارَاتُكُمْ غَرْثَى يَبِتْنَ خَمَائِصَا

تم موسم سرما میں بھرے پیٹ رات گزارتے ہو جبکہ تمہارے پڑوسی بھوکے خالی پیٹ رات گزارتے ہیں۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے ایسی بھوک جو گناہ کا باعث نہ ہو میں مبتلا ہو جائے۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مجبور آدمی کو رخصت دی گئی ہے کہ وہ اسے مشقت کی وجہ سے کھائے جبکہ وہ گناہ کا ارادہ نہ رکھتا ہو جو آدمی بغاوت کر کے حد سے تجاوز کرے یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نکلے تو اس کے لئے کھانا حرام ہے(4)۔

امام احمد اور امام حاکم نے حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم ایسے علاقے میں رہتے ہیں کہ ہمیں بھوک اور قحط سالی آجاتی ہے، ہمارے لئے مردار کھانا کیا حلال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 99، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ کنز العمال، جلد 1، صفحہ 392، مؤسسۃ الرسالۃ بروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 104
4۔ ایضاً

ہوتا ہے؟ فرمایا جب تمہیں صبح وشام کا کھانا نہ ملے اور تم سبزی بھی نہ پاؤ تو تم اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہو(1)۔

امام ابن سعد اور ابوداؤد نے حضرت فجیع عامری سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے مردار کب حلال ہے؟ پوچھا تمہارا کھانا کیا ہے؟ عرض کی ہم شام کے وقت اور صبح کے وقت کھانا کھاتے ہیں۔ فرمایا ایک پیالہ صبح اور ایک پیالہ شام کے وقت عرض کی اتنا جبکہ بھوک اس سے انکار کرے۔ فرمایا مردار اسی حالت میں حلال کیا گیا ہے(2)۔

امام حاکم نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب تو شام کے وقت گھر والوں کو دودھ سے سیراب کرے تو اس مردار سے اجتناب کر جس سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا(3)۔

يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَآ اُحِلَّ لَهُمْ ؕ قُلْ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۙ وَمَا عَلَّمْتُمْ مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِيْنَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ ۫ فَكُلُوْا مِمَّآ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ ۪ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۝۴

"پوچھتے ہیں آپ سے کہ کیا کیا حلال کیا گیا ہے ان کے لئے آپ فرمایئے حلال کی گئی ہیں تمہارے لئے پاک چیزیں اور (شکار) ان کا سکھایا ہے تم نے جنہیں شکاری جانوروں سے شکار پکڑنے کی تعلیم دیتے ہوئے تم سکھاتے ہو انہیں (وہ طریقہ) جو سکھایا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے۔ تو کھاؤ اس میں سے جسے پکڑے رکھیں تمہارے لئے اور لیا کرو اللہ کا نام اس جانور پر اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے بے شک اللہ تعالیٰ بہت تیز ہے حساب لینے میں"۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جبرئیل امین نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے اجازت دے دی۔ جبرئیل امین نے حاضر ہونے میں دیر کی۔ حضور ﷺ نے چادر لی اور باہر تشریف لے آئے۔ فرمایا ہم نے تجھے اجازت دے دی تھی۔ جبرئیل نے عرض کی ہاں لیکن ہم ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر ہو صحابہ نے دیکھا تو گھر کے ایک حصہ میں پلا موجود تھا۔ ابو رافع نے کہا حضور ﷺ نے مجھے حکم دے دیا کہ مدینہ طیبہ میں جتنے بھی کتے ہیں انہیں قتل کر دو۔ تو میں نے ایسا ہی کیا۔ لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ان جانوروں میں سے ہمارے لئے کیا حلال ہے جنہیں آپ ﷺ نے قتل کا حکم دیا ہے؟ حضور ﷺ خاموش ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنا کتا چھوڑے، اللہ تعالیٰ کا نام لے کتا اس کے کھانے سے رک جائے تو وہ آدمی وہ جانور کھالے جسے کتے نے نہ کھایا ہو(4)۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 139 (7156) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 178، وزارت تعلیم اسلام آباد
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 139 (7157) دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 107، بیروت

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کو کتے مارنے کے لئے بھیجا۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کتے مار ڈالے یہاں تک کہ وہ مدینہ طیبہ کی مضافاتی بستیوں تک جا پہنچے۔ تو حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن خیثم رضی اللہ عنہ اور حضرت عویم رضی اللہ عنہ بن ساعدہ حاضر ہوئے، عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے لئے اس میں سے کیا حلال ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا تو صحابہ کرام نے عرض کی، یارسول اللہ اس امت سے ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ بن مہلہل طائی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا یارسول اللہ تعالیٰ نے مردار ہم پر حرام کیا ہے، ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم طائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کتے کے شکار کے بارے میں پوچھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے حکم سے اچھی طرح آگاہ نہ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مائدہ میں اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے وہ اس سے جس نے اس کے سامنے یہ بیان کی جو ان چیزوں کے بارے میں فتویٰ لینا چاہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے کن چیزوں کو حلال فرمایا اور کن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا تیرے لئے پاکیزہ چیزیں حلال اور ناپاک چیزیں حرام فرمائی ہیں مگر اس صورت میں کہ تو اپنے کھانے کا محتاج ہو تو اس سے کھائے یہاں تک کہ اس سے غنی ہو جائے۔ اس آدمی نے عرض کی میرے فقر کی کیا حد ہے میرے لئے ایسا کھانا حلال کرتا ہے اور میری غنا کتنی ہے جو مجھے اس قسم کی چیز کھانے سے روکتی ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو پیدائش کی امید رکھتا ہو اپنے جانور کے گوشت سے اس کے حمل تک جا پہنچے یا تو غنا کی امید رکھتا تھا تو تو اس میں سے کوئی چیز پائے تو تو اپنے گھر والوں کو اتنا کھلا جتنا مناسب ہو یہاں تک تجھے اس کی ضرورت نہ رہے۔ اعرابی نے کہا میرا اغناء سے کیا مراد ہے؟ جب پاؤں تو اس چیز کو چھوڑ دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو اپنے گھر والوں کو رات کا دودھ پلا دے تو اس کھانے سے اجتناب کر جو اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حلال کیا ہے اور جو چیز تیری اپنی ہے وہ سب تیرے لئے آسانی کا باعث ہے اس میں کوئی بھی حرام نہیں (4)۔

امام طبرانی نے حضرت صفوان بن امیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عرفطہ بن نہیک تمیمی رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا اور میرے گھر والوں کا رزق اس شکار سے ہوتا ہے ہمارا اس میں حصہ اور برکت ہے۔ تاہم یہ چیز ہمیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 107، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 108

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 111　4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 105

اللہ کے ذکر اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے غافل کر دیتی ہے۔ ہمیں اس کی سخت ضرورت بھی ہوتی ہے۔ کیا آپ ﷺ یہ امر ہمارے لئے حلال کرتے ہیں یا حرام کرتے ہیں؟ فرمایا میں حلال کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حلال کیا ہے، یہ کتنا اچھا عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ زیادہ عذر قبول کرنے والا ہے۔ مجھ سے قبل جتنے بھی اللہ کے رسول تھے سب شکار کرتے اور شکار کی تلاش کرتے۔ جب تو رزق کی تلاش کی وجہ سے جماعت سے غائب ہو تو جماعت اور جماعت میں شریک لوگوں کی محبت اور اللہ کے ذکر اور ذکر کرنے والوں کی محبت یہی تیرے لئے کافی ہوگی۔ اپنے لئے اور گھر والوں کے لئے حلال تلاش کر، بے شک یہ بھی اللہ کی راہ میں جہاد ہے۔ یہ بات ذہن نشین کر لے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد صالح تاجروں کو حاصل ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُكَلِّبِيْنَ سے مراد سدھائے ہوئے درندے اور سدھایا ہوا باز ہے۔ جوارح سے مراد کتے، چیتے، شکرے وغیرہ ہیں فَكُلُوْا مِمَّاۤ اَمْسَكْنَ عَلَيْكُمْ یعنی وہ کھاؤ جنہیں وہ قتل کر دیں اگر وہ مار ڈالے مگر ساتھ ہی اس کو کھا جائے تو اسے نہ کھاؤ۔ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ فرمایا جب تو اپنے درندے کو چھوڑے تو بسم اللہ کہہ اگر بھول جائے تو تب بھی کوئی حرج نہیں (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے اس کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد پرندے اور کتے ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ شکار کو مار ڈالیں جب تو نے اپنا کتا، پرندہ یا تیر چھوڑا تھا اور اللہ تعالیٰ کا نام لیا تھا۔ تو اس چیز نے شکار روک لیا یا مار ڈالا تو اس شکار کو کھا لو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مجوسی کا تربیت یافتہ کتا، اس کا باز یا شکرہ شکار کو پکڑتا ہے جسے مجوسی نے ہی سدھایا تھا۔ مسلمان اسے چھوڑتا ہے اور وہ شکار کو پکڑ لیتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا مسلمان اسے نہ کھائے۔ اگرچہ اس نے اس پر بسم اللہ پڑھی ہو کیونکہ یہ کتا مجوسی کا سدھایا ہوا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ

امام ابن جریر نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم انہیں شکار کی تلاش کرنا سکھاتے ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں تعلیم دی ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کتے کا سدھائے ہوئے ہونے سے مراد ہے کہ وہ شکار کو روک لے اسے نہ کھائے یہاں تک کہ اس کا مالک آجائے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کتا کھائے تو تو اسے نہ کھا کیونکہ اس نے وہ شکار اپنے لئے روکا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے باز کے

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 51 (7342)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 109 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 108
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 111 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 112

شکار کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا جو شکار وہ تیرے لئے روک دے اسے کھا(1)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تربیت یافتہ کتے چھوڑتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کا نام لیتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا جب تو تربیت یافتہ کتا چھوڑے اور چھوڑتے وقت تکبیر کہے تو جس جانور کو تیرے لئے روک لے اسے کھا میں نے عرض کی اگر چہ وہ اسے مار ڈالیں۔ فرمایا اگر چہ وہ اس شکار کو مار ڈالیں جب تک ان کے ساتھ کوئی ایسا کتا شریک نہ ہو جو سدھایا ہوا نہ ہو کیونکہ تو نے اپنے سدھائے ہوئے کتے پر تکبیر پڑھی ہے دوسرے پر تکبیر نہیں پڑھی(2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عدی رضی اللہ عنہ بن حاتم سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم ایسی قوم ہیں جو کتوں اور بازوں سے شکار کرتے ہیں، ان میں سے کون سی چیز ہمارے لئے حلال ہے؟ فرمایا تمہارے لئے حلال ہیں (وہ چیزیں جن کا ذکر اس آیت میں ہے پھر فرمایا جو تو کتا چھوڑے اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لے تو جس جانور کو وہ تیرے لئے روک لے اسے کھا میں نے عرض کی اگر چہ وہ جانور کو مار ڈالے فرمایا اگر چہ وہ جانور کو مار ڈالے جبکہ اس جانور کو نہ کھائے جس کو اس نے روک رکھا ہے۔ میں نے عرض کی ہم ایسی قوم ہیں جو تیر سے شکار کرتے ہیں، ہمارے لئے کیا حلال ہے؟ فرمایا جس تیر پر اللہ کا نام لے اور تو اس جانور کو زخمی کردے تو اسے کھالے۔

امام عبد بن حمید نے علی بن حکم سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے بتایئے میں اپنے کتے کو چھوڑوں اس پر تکبیر کہوں تو وہ شکار کو مار ڈالے کیا میں اس شکار کو کھالوں۔ فرمایا ہاں۔ نافع نے عرض کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ جبکہ آپ یہ کہتے ہیں اگر چہ وہ جانور کو قتل کردے۔ فرمایا اے ابن ازرق تجھ پر افسوس مجھے بتا۔ اگر وہ بلے کو روک لے اور تو اسے ذبح کرلے کیا اس کا حکم تیری خواہش پر ہوگا، اللہ کی قسم میں خوب جانتا ہوں کہ یہ آیت کن کتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ بنو طے کے نبہان خاندان کے کتوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ اے ابن ازرق تجھ پر افسوس۔ یقیناً یہ تیرے لئے بڑی خبر ہوگی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ کتا جو سدھایا ہوا نہ ہو، اگر اس نے شکار کو روک لیا تو تو نے اس کو ذبح کرلیا تو اسے کھالے، اگر تو اس کو ذبح نہ کر سکے تو نہ کھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب اس کتے نے شکار کا کچھ حصہ کھالیا تو تو اس کو نہ کھا، اگر شکرے نے اس کو کھالیا ہو تو اسے کھالے کیونکہ کتے کو تو مار سکتا ہے مگر شکرے کو تو نہیں مار سکتا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کوے کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ پاکیزہ چیزوں میں ہے؟ فرمایا وہ طیبات میں سے کیسے ہوسکتا ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے اسے فاسق فرمایا ہے۔

اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبٰتُ ۭ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ ۠ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 110 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب الصید بالکلاب المعلمۃ، جلد 14-13، صفحہ 63، بیروت

طَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۖ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَ الْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَاۤ اٰتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ مُحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسٰفِحِیْنَ وَ لَا مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍ ؕ وَ مَنْ یَّكْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ ۖ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ۠ ﴿۵﴾

''آج حلال کر دی گئیں تمہارے لئے پاکیزہ چیزیں اور کھانا ان لوگوں کا جنہیں دی گئی کتاب حلال ہے تمہارے لئے اور تمہارا کھانا حلال ہے ان کے لئے اور (حلال ہیں) پاک دامن مومن عورتیں اور پاک دامن عورتیں ان لوگوں کی جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے جب دے دو تم انہیں مہران کے پاک باز بنتے ہوئے نہ بدکاری کرتے ہوئے اور نہ چوری چھپے آشنا بناتے ہوئے اور جو انکار کرتا ہے ایمان کا تو بس ضائع ہو گیا اس کا عمل اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں سے ہوگا''۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، نحاس اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب کے طعام سے مراد ان کے ذبیحہ ہیں، وہ تمہارے لئے حلال ہیں، ان کی محصن عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں۔ اجور سے مراد مہر ہیں۔ محصن بنتے ہوئے سے مراد یہ ہے کہ مہر اور گواہوں کے ذریعے ان سے نکاح کرو۔ مسافح سے مراد اعلانیہ بدکاری کرنے والا اور مُتَّخِذِیْۤ اَخْدَانٍ سے مراد مخفی طریقہ سے بدکاری کرنے والا (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے طعام کا معنی ذبیحہ نقل کیا ہے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ہمارے لے دو محصنہ حلال کی ہیں: مومن محصنہ اور اہل کتاب محصنہ، ہماری عورتیں ان پر حرام ہیں، ان کی عورتیں ہمارے لئے حلال ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کر سکتے ہیں، وہ ہماری عورتوں سے شادی نہیں کر سکتے (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مسلمان نصرانی عورت سے شادی کر سکتا ہے اور نصرانی مسلمان عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔

آیت کی تفسیر میں امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لئے اہل کتاب کا کھانا اور عورتیں حلال ہیں (3)۔

امام طبرانی اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ یہود و

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 124، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 125

نصاریٰ کے ذبیحہ مسلمانوں کے لئے اس لئے حلال ہیں کیونکہ وہ تورات اور انجیل پر ایمان لائے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد سے محصنات کا معنی آزاد لیا ہے یعنی اہل کتاب کی آزاد عورتیں تم پر حلال ہیں (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے محصنات کا معنی پاک دامن نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے محصنات کا معنی پاک دامن اور جنابت کا غسل کرنے والی لیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آپ سے مسلمان کے یہودی اور نصرانی عورت کے ساتھ نکاح کرنے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہم نے ان سے فتح (مکہ) کے دور میں شادیاں کیں کیونکہ مسلمان عورتیں زیادہ نہیں پاتے تھے۔ جب ہم واپس لوٹے تو ہم نے انہیں طلاقیں دے دیں۔ فرمایا ان کی عورتیں ہمارے لئے حلال ہیں، ہماری عورتیں ان پر حرام ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت میمون بن مہران رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اہل کتاب کی عورتوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ آیت اور سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 221 پڑھ کر سنائی۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان اہل کتاب کی عورت سے شادی کرسکتا ہے۔ فرمایا مسلمان کو اہل کتاب کی عورتوں سے کیا غرض۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے مسلمان عورتوں کو بہت زیادہ کردیا ہے اگر اس کے لئے اس عورت سے شادی کرنے کے بغیر کوئی چارہ نہ ہو تو پاک دامن بنتے ہوئے اس سے نکاح کرے بدکار بنتے ہوئے اس سے تعلق نہ رکھے۔ آدمی نے پوچھا کہ مسافحہ سے کیا مراد ہے؟ فرمایا مسافحہ سے مراد ایسی عورت ہے کہ مرد عورت کو آنکھ سے اشارہ کرے تو عورت اس کے پیچھے چلی آئے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مُتَّخِذِيٓ اَخۡدَانٍ کا معنی نقل کیا ہے خفیہ دوستی کرنے والے اور ایک ہی عورت سے دوستی کرنے والے کیا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ کچھ لوگوں نے کہا ہم اہل کتاب کی عورتوں سے کیسے شادی کریں جبکہ وہ اپنے دین پر ہیں اور ہم اپنے دین پر ہیں؟ تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا وَ مَنۡ يَّكۡفُرۡ بِالۡاِيۡمَانِ فَقَدۡ حَبِطَ عَمَلُهٗ (المائدہ:5) فرمایا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ کوئی بھی عمل ایمان کے بغیر قبول نہیں فرماتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ ایمان ہی مضبوط حلقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایمان کے ساتھ ہی عمل قبول فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جنت اس پر حرام کرتا ہے جو ایمان کو ترک کرتا ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام قسم کی عورتوں سے منع کیا سوائے ان عورتوں کے جو مومن ہوں اور ہجرت کرکے آئیں اور اسلام کے علاوہ کے ہر دین اپنانے والے کو حرام قرار

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 341 (3213)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 126، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 131

4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 132

دیا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ مَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ (المائدہ:5)(1)

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا قُمْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ وَ اَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ وَ امْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ وَ اَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوْا ؕ وَ اِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰۤى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَ اَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ ؕ مَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ حَرَجٍ وَّ لٰكِنْ يُّرِيْدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَ لِيُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

”اے ایمان والو جب تم اٹھو نماز ادا کرنے کے لئے تو (پہلے) دھولو اپنے چہرے اور اپنے بازو کہنیوں تک اور مسح کرو اپنے سروں پر اور دھولو اپنے پاؤں ٹخنوں تک اور اگر ہو تم جنبی تو (سارا بدن) پاک کرلو اور اگر ہو تم بیمار یا سفر پر یا آئے کوئی تم میں سے قضائے حاجت کے بعد یا صحبت کی ہو تم نے عورتوں سے پھر نہ پاؤ تم پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے یعنی مسح کرلو اپنے چہروں اور اپنے بازوں پر اس سے۔ نہیں چاہتا اللہ تعالیٰ کہ رکھے تم پر کچھ تنگی بلکہ وہ تو یہ چاہتا ہے کہ خوب پاک صاف کرے تمہیں اور پوری کردے اپنی نعمت تم پر تاکہ تم شکریہ ادا کرتے رہو“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت علقمہ بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب قضائے حاجت کرتے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے گفتگو نہ کرتے۔ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام عرض کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سلام کا جواب نہ دیتے یہاں تک کہ آپ گھر تشریف لاتے تو نماز والا وضو کرتے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتے ہیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے بات نہیں کرتے ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سلام کا جواب نہیں دیتے یہاں تک کہ یہ رخصت والی آیت نازل ہوئی (2)۔

امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر نماز کے لئے وضو کرتے۔ جب فتح مکہ کا دن تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضو کیا اور خفین پر مسح کیا اور ایک ہی وضو سے پانچ نمازیں پڑھیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے ایسا عمل کیا ہے جو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں کرتے تھے۔ فرمایا اے عمر میں نے یہ عمل جان بوجھ کر کیا ہے (3)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، جلد 12-11، صفحہ 64 (3215)، دار الکتب العلمیہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 139، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ صحیح مسلم، کتاب الطہارت، جلد 1، صفحہ 135، قدیمی کتب خانہ کراچی

امام ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ بیت الخلاء سے باہر تشریف لاتے۔ آپ ﷺ کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا عرض کی گئی کیا ہم آپ ﷺ کے لئے وضو کا پانی نہ لائیں۔ فرمایا مجھے وضو کا حکم اس وقت دیا گیا جب میں نماز کا ارادہ کروں (1)۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن حنظلہ بن غسیل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ہر نماز کے لئے وضو کا حکم دیا گیا خواہ آپ ﷺ پہلے وضو سے ہوں یا نہ ہوں جب یہ امر آپ ﷺ پر مشکل ہوگیا تو ہر نماز کے لئے مسواک کا حکم دیا گیا اور آپ ﷺ سے وضو کا حکم اٹھا لیا گیا مگر حدث کی صورت میں (وضو کا حکم باقی رہا) (2)

امام ابن جریر اور نحاس نے اپنی ناسخ میں حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ہر نماز کے لئے وضو کرتے اور اس آیت کی تلاوت کرتے (3)۔

امام بیہقی نے سنن میں حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے آدمی کو فرمایا جو نماز میں کوتاہی کر رہا تھا، تم میں سے کسی کی نماز بھی اس وقت تک مکمل نہیں ہوتی یہاں تک کہ وہ اس طرح وضو نہ کرے جس طرح اللہ کا حکم ہے وہ اپنے چہرے کو دھوئے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے، سر پر مسح کرے اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوئے (4)۔

امام مالک، امام شافعی، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت زید بن اسلم اور حضرت نحاس رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جب تم سو کر اٹھو (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جب تم نماز کا ارادہ کرو اور وضو کی حالت میں نہ ہو تو یہ حکم ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غسل سے مراد گڑنا ہے۔

امام دار قطنی اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب وضو کرتے تو پانی اپنی کہنیوں پر بہاتے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ طلحہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے وضو کیا اور اپنے سر پر یوں مسح کیا حفص نے اپنے ہاتھوں کو اپنے سر پر گزارا یہاں تک کہ اپنی گدی پر مسح کیا (8)۔

1۔ جامع ترمذی مع عارضۃ الاحوذی، باب فی ترک الوضو قبل الطعام، جلد 8-7، صفحہ 29، دار الفکر بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 136

4۔ سنن کبری از بیہقی، باب التسمیۃ علی الوضوء، جلد 1، صفحہ 44، دار الفکر بیروت　5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 135　6۔ ایضاً

7۔ سنن الدار قطنی، جلد 2-1، صفحہ 83 (15)، دار المحاسن قاہرہ　8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی مسح الراس کیف ھو جلد 1، صفحہ 23

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وضوفرمایا اور اپنے سر کے اگلے حصہ اور پگڑی پر مسح کیا (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے وَ اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھا، فرماتے اس کا تعلق غسل سے ہے (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَ اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھا، فرمایا اس کا تعلق غسل سے ہے (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور نحاس نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے وَ اَرْجُلَكُمْ کو منصوب پڑھا۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس لفظ کی قرأت کرتے فرماتے امر غسل کی طرف راجع ہے (4)۔

امام عبدالرزاق اور طبرانی نے قتادہ سے وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں اس کا امر پاؤں کے دھونے کی طرف لوٹ رہا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرات حسن وحسین نے ان کلمات کو پڑھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے سنا جبکہ آپ لوگوں کے درمیان فیصلہ کر رہے تھے۔ فرمایا اس کلام میں تقدیم وتاخیر ہے (5)۔

حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ نے اسے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسرہ کے ساتھ نقل کیا انہوں نے کہا یہاں پاؤں میں حکم مسح کا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے لوگ اس میں غسل (دھونے) کے علاوہ چیز کا انکار کرتے ہیں جبکہ میں کتاب اللہ میں مسح کا حکم پاتا ہوں (6)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وضو میں دو اعضاء کو دھونے اور دو اعضاء پر مسح کرنے کا حکم ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو اعضاء کو

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی مسح الراس کیف ھو، جلد 1، صفحہ 23، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 154، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1442، دار الصمیعی الریاض

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 26، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 154

6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 27 (199)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 155

دھونے اور دو اعضاء پر مسح کرنے کو فرض کیا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ تیمم کا ذکر فرمایا تو دو اعضاء کے دھونے کو مسح بنا دیا اور دو اعضاء پر مسح کے معاملہ کو ترک کر دیا۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے ان سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ حجاج نے ہمیں خطبہ دیا اور یہ کہا چہرے اور ہاتھوں کو دھو اور اپنے سر اور پاؤں پر مسح کرو، انسان کے اعضاء میں سے کوئی بھی حصہ قدموں سے زیادہ غلاظت کے قریب نہیں ہوتا پس تم قدموں کے باطن، ظاہر اور پنڈلیوں کو دھو۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور حجاج نے جھوٹ بولا۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے یہ آیت پڑھی حضرت انس رضی اللہ عنہ جب اپنے قدموں پر مسح کرتے تو انہیں تر کرتے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے امام شعبی رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جبرئیل امین مسح کا حکم لے کر نازل ہوئے کیا تم نہیں دیکھتے کہ تیمم میں ان اعضاء پر مسح کیا جاتا ہے جنہیں وضو میں دھویا جاتا ہے اور وضو میں جن اعضاء پر مسح کیا جاتا ہے انہیں تیمم میں چھوڑ دیا گیا (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش سے اور حضرت نحاس نے حضرت شعبی رحمہم اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں حکم مسح کا نازل ہوا اور سنت دھونے میں جاری ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت اعمش رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ علماء اَرْجُلَكُمْ کو مجرور پڑھتے جبکہ وہ پاؤں کو دھوتے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ پاؤں کو دھویا جائے گا۔

ابن ابی شیبہ نے حکم سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کا طریقہ پاؤں دھونے کا چلا آ رہا ہے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے کسی کو پاؤں پر مسح کرتے ہوئے نہیں دیکھا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم مسح کے حکم کے ساتھ نازل ہوا جبکہ سنت پاؤں دھونا ہے (5)۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے اور اس کے بعد بھی موزوں پر مسح کرتے رہے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 156، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 26، (191)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 155

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 156　6۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 582، دار الفکر بیروت

امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مسح کا ذکر کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت سعد رضی اللہ عنہ تجھ سے زیادہ فقیہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے سعد ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پاؤں پر مسح کیا ہے لیکن کیا آپ ﷺ نے اس وقت بھی مسح کیا ہے۔ جب سورۂ مائدہ نازل ہوئی کیونکہ اس سورت نے ہر حکم کو محکم کر دیا ہ اور یہ سورۂ برأت کے علاوہ قرآن کی آخری سورت ہے جو نازل ہوئی تو کسی نے بھی کچھ نہ کہا (1)۔

امام ابوالحسن بن صخر نے ہاشمیات میں ضعیف سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جبرئیل امین نے اس آیت کو میرے چچازاد پر نازل کیا اور آپ ﷺ سے کہا کہ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِكُمْ کو درمیان میں رکھ لو۔

امام بخاری، امام مسلم اور بیہقی نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ الفاظ بیہقی کے ہیں کہ حضور ﷺ نے قضائے حاجت کی پھر آپ ﷺ نے وضو کیا اور خفین پر مسح کیا، فرمایا مجھے کوئی مسح کرنے سے منع نہیں کر سکتا جبکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مسح کرتے ہوئے سنا ہے۔ تو لوگوں نے کہا یہ حکم تو سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے تھا۔ انہوں نے جواب دیا میں تو سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد مسلمان ہوا تھا (2)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ ﷺ کو موزوں پر مسح کرتے ہوئے دیکھا (3)۔

امام ابن عدی نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا موزوں پر مسح کرو (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت قاسم بن فضل حدانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابوجعفر نے ٹخنوں سے۔ لوگوں نے کہا یہاں۔ ابوجعفر نے کہا یہ تو پنڈلی کا سر ہے لیکن ٹخنیں وہ ہیں جہاں جوڑ ہوتا ہے (5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فَاطَّهَّرُوْا کا معنی ہے تم غسل کرو۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ آپ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا جس کے کپڑے بڑے عمدہ خوشبو اچھی اور چہرہ خوبصورت تھا۔ عرض کی السلام علیک یا رسول اللہ حضور ﷺ نے جواب دیا وعلیک السلام۔ عرض کی کیا میں آپ ﷺ کے قریب ہو سکتا ہوں؟ فرمایا ہاں۔ وہ آدمی آپ ﷺ کے قریب ہوا یہاں تک کہ اپنا گھٹنا حضور ﷺ کے گھٹنے کے ساتھ ملا دیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ فرمایا تو نماز قائم کرے، زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ شریف کا حج کرے اور جنابت کی صورت میں

1۔ مجمع اوسط، جلد 3، صفحہ 443 (2952) الریاض 2۔ صحیح مسلم، باب المسح علی الخفین، جلد 1، صفحہ 132، قدیمی کتب خانہ کراچی

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 161، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 5، صفحہ 461 (142-1109) بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 165، داراحیاء التراث العربی بیروت

غسل کرے۔عرض کی آپ ﷺ نے سچ کہا ہے۔ہم نے کہا ہم نے آج تک اللہ کی قسم ایسا آدمی نہیں دیکھا گویا وہ حضور ﷺ کو سکھا رہا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت وہب ذماری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ زبور میں لکھا ہے جس نے جنابت کا غسل کیا وہ میرا سچا بندہ ہے اور جو جنابت کی صورت میں غسل نہ کرے وہ میرا حقیقی دشمن ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایک آدمی کو احتلام ہوا جبکہ اس کے اعضاء کٹے ہوئے تھے۔لوگوں نے اسے غسل دیا تو وہ مر گیا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غسل کرانے والوں نے اسے قتل کر دیا۔اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرے۔انہوں نے اسے ضائع کر دیا۔اللہ تعالیٰ انہیں ضائع کرے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بینائی جانے کے بعد آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے۔آپ نے ایک جماعت کے افراد کو سنا جو مجامعت، ملامست اور رفث کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے جبکہ ان کا معنی نہیں جانتے تھے کہ سب کا معنی ایک ہے یا مختلف ہے۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم عرب کے تمام قبائل کی لغت پر نازل فرمایا۔لوگ جس کے ذکر سے حیاء نہیں کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اسے عیاں کر دیا اور جس کے ذکر سے لوگ حیاء کرتے تھے۔اللہ تعالیٰ نے اسے کنایہ کے انداز میں ذکر کر دیا جبکہ عرب اس کا معنی خوب جانتے ہیں کیونکہ مجامعت، ملامست، رفث اور انگلیاں کا کانوں میں رکھنا سب کا معنی ایک ہے پھر فرمایا خبردار الا ھو انسیلٹ یہی جماع ہے۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَوْلٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ کا معنی بتائیے فرمایا یا تم ان عورتوں سے جماع کرو۔ہذیل کہتے ہیں اس سے مراد ہاتھ سے چھونا ہے۔عرض کی کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔کیا تو نے لبید بن ربیع کا شعر نہیں سنا۔

یَلْمِسُ الْاَحْلَاسَ فِیْ مَنْزِلِهٖ بِیَدَیْهِ كَالْیَهُوْدِیِّ الْمُصَلِّ

وہ اپنے ہاتھوں کے ساتھ گھر میں چادر سے جماع کرتا رہتا ہے جیسے عبادت گزار یہودی۔

اعمش نے کہا

وَرَادِعَةٌ صَفْرَاءَ بِالطِّیْبِ عِنْدَنَا لِلَمْسِ النَّدَامٰی مِنْ یَدِ الدِّرْعِ مُنْتَقِ

وہ ہمارے زیورات کو خوشبو لگاتی ہے تا کہ مجلس شراب میں شریک لوگوں کو اپنی قمیص کے ہاتھ سے چھوئے جس پر خوشبو لگی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر پانی تجھے مشقت میں ڈال دے اور پاک مٹی تجھے بے بس نہ کرے تو تو اپنی ہتھیلیاں پاکیزہ مٹی میں رکھ، پھر دونوں ہاتھوں کو جھاڑ دے پھر دونوں کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الایمان والاسلام، جلد 6، صفحہ 170، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

ساتھ اپنے ہاتھوں اور چہروں پر مسح کر لے۔ جنابت کے غسل اور نماز کے وضو میں حد سے تجاوز نہ کرو۔ جس نے پاک مٹی سے تیمم کیا پھر پانی پر قادر ہو گیا تو اس پر اعضاء کا دھونا لازم ہے جبکہ وہ نماز ہو گئی ہے۔ جس کو وہ پہلے پڑھ چکا ہے جس کے پاس تھوڑا سا پانی ہے جبکہ خود اس کو پیاس کی وجہ سے ہلاک ہونے کا خوف ہو تو وہ پاکیزہ مٹی سے تیمم کرلے اور پانی پی لے اسے یہی حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ اس کے عذر کو زیادہ قبول کرنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ بیداء کے مقام پر میرا ہار گم گیا جبکہ ہم مدینہ طیبہ کے قریب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری بٹھائی اور اپنا سر مبارک میری گود میں رکھا تاکہ سو جائیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے، آپ نے مجھے سخت کچوکہ دیا۔ فرمایا تو نے ایک ہار کی وجہ سے لوگوں کو روک دیا۔ رسول اللہ ﷺ کے سر کی جگہ ہونے کے وجہ سے گویا مجھ پر موت طاری تھی جبکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سخت تکلیفیں دے رہے تھے۔ پھر نبی کریم ﷺ بیدار ہوئے جبکہ صبح کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔ حضور ﷺ نے پانی تلاش کیا پانی نہ ملا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت اسید بن حضیر نے کہا اے آل ابی بکر اللہ تعالیٰ تم میں برکت ڈالے (1)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید اور ابن ماجہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لشکر کے ابتدائی حصہ کے ساتھ رات کے آخری وقت میں آرام کیا جبکہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے ساتھ تھیں ظفار کے گھونگھوں کا بنا ہار ٹوٹ گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہار کی تلاش کے لئے آپ وہیں بیٹھ گئے یہاں تک کہ فجر خوب روشن ہو گئی جبکہ لوگوں کے پاس پانی بھی نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پر یہ حکم نازل کیا کہ وہ پاکیزہ مٹی سے طہارت حاصل کرلیں۔ مسلمان رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھے تو اپنے ہاتھوں پر کندھوں تک مسح کیا اور ہاتھوں کے اندر والے حصہ سے بغل تک مسح کیا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے حرج کا معنی ضیق (تنگ) کیا ہے (3)۔

امام مالک، امام مسلم اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب بندہ مومن وضو کرتا ہے اور اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے تمام غلطیاں نکل جاتی ہیں پانی کے ساتھ یا پانی کے آخری قطرے کے ساتھ یہاں تک کہ وہ اپنے گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے (4)۔

امام ابن مبارک زہد میں، ابن منذر اور بیہقی شعب الایمان میں محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے وہ عبد اللہ بن دارہ سے وہ حمران سے جو حضرت عثمان کے غلام تھے وہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو بندہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر نماز کے لئے کھڑا ہو تو اس کے ایک نماز سے لے کر دوسری نماز تک کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ محمد بن کعب قرظی نے کہا میرا معمول یہ تھا کہ جب میں کوئی حدیث سنتا تو

1۔ صحیح بخاری مع شرح، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 166، دار الفکر بیروت
2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 263، دار صادر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 167، دار احیاء التراث العربی بیروت
4۔ صحیح مسلم، باب خروج الخطایا مع ماء الوضوء، جلد 1، صفحہ 125، کراچی

اس کی مثل قرآن میں تلاش کرتا۔ میں نے اسے تلاش کیا اور اس کو قرآن میں پالیا پھر سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 122 تلاوت کی تو میں پہچان گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نعمت کو مکمل نہیں کیا یہاں تک کہ اس کے گناہ بخش دیے پھر سورۂ مائدہ کی اس آیت کو تلاوت کیا تو میں پہچان گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنی نعمت کو مکمل نہیں کیا یہاں تک کہ اس کے گناہ بخش دیے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب مسلمان آدمی وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ، اس کے کانوں، اس کی آنکھوں، اس کے ہاتھوں اور اس کے پاؤں سے نکل جاتے ہیں، اگر وہ بیٹھتا ہے تو بخشا ہوا بیٹھتا ہے(2)۔

امام طبرانی نے اوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی کلی کرتا ہے تو اس کے منہ کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو اس کے چہرے کے گناہ گر جاتے ہیں جب وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے تو اس کے ہاتھ کے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو اس کے گناہ بالوں کی جڑوں سے جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے قدم دھوتا ہے تو اس کے قدموں سے گناہ گر جاتے ہیں(3)۔

امام احمد اور طبرانی نے سند حسن سے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو بھی آدمی وضو کے لئے اٹھا جس میں وہ نماز کا ارادہ کر رہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ دھوئے تو اس کی ہتھیلیوں سے تمام گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ کلی کرے، ناک میں پانی ڈالے اور ناک کو صاف کرے تو پانی کے پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کی زبان اور ہونٹوں سے گناہ جھڑ جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے تو پہلے قطرے کے ساتھ ہی اس کے کان اور آنکھ کے گناہ گر جاتے ہیں۔ جب وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں اور پاؤں کو ٹخنوں تک دھوئے تو وہ گناہ سے یوں محفوظ ہو گیا جس طرح وہ ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ جب وہ نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے درجے کو بلند فرماتا ہے اگر وہ بیٹھتا ہے تو سلامتی سے بیٹھتا ہے(4)۔

امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے وضو کیا اور اچھی طرح وضو کیا، اس نے اپنے ہاتھوں اور چہرے کو دھویا، اپنے سر اور کانوں کا مسح کیا پھر فرض نماز کے لئے کھڑا ہو گیا تو اس دن اس کے وہ تمام گناہ بخش دیے گئے جن کی طرف وہ چل کر گیا، اس کے ہاتھ نے جس کو پکڑا، اس کے کانوں نے جسے سنا، اس کی آنکھوں نے جسے دیکھا اور اس کے نفس نے وسوسہ کیا(5)۔

امام طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو آدمی وضو کرتا ہے اپنے ہاتھ دھوتا ہے، منہ میں کلی کرتا ہے اس طرح وضو کرتا ہے جس طرح اسے حکم دیا گیا ہے اس سے وہ تمام گناہ گر جاتے ہیں جو اس

1۔ شعب الایمان، جلد 3، صفحہ 10 (2728)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 1، صفحہ 15 (39) مدینہ منورہ
3۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 251 (7983) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
4۔ مجمع الزوائد، جلد 1، صفحہ 516 (1124)، دار الفکر بیروت
5۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 266 (8032)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

نے اس روز کیے۔ اس کے منہ نے کلام کی تھی، اس کے ہاتھوں نے مس کیا تھا، وہ چل کر اس کی طرف گیا تھا یہاں تک کہ اس کے گناہ اس کی اطراف سے گرتے ہیں پھر جب وہ مسجد کی طرف چل کر جاتا ہے تو ایک قدم اس کے حق میں نیکیاں لکھتا ہے اور دوسرا قدم اس کے گناہ مٹاتا ہے (1)۔

امام طبرانی نے حضرت ثعلبہ بن عباد رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے وہ اپنے چہرے کو دھوتا ہے یہاں تک کہ پانی اس کی ٹھوڑی پر بہتا ہے پھر وہ اپنے ہاتھ دھوتا ہے یہاں تک کہ پانی اس کی کہنیوں پر بہتا ہے، وہ پاؤں دھوتا ہے یہاں تک کہ پانی اس کے ٹخنوں سے بہتا ہے پھر وہ اٹھتا ہے نماز پڑھتا ہے تو اس کے سابقہ تمام گناہ بخش دیے جاتے ہیں (2)۔

امام طبرانی نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی آدمی نماز کے لئے وضو کرتا ہے اور منہ میں کلی کرتا ہے تو پانی کے ہر قطرے کے ساتھ اس کے گناہ گر جاتے ہیں جو گناہ اس نے زبان سے کیے وہ ناک میں پانی نہیں ڈالتا ہے مگر پانی کے ہر قطرے کے ساتھ اس کے وہ گناہ گر جاتے ہیں جن کی بو اس نے ناک سے پائی تھی وہ اپنے چہرے کو نہیں دھوتا مگر پانی کے قطرات کے ساتھ وہ گناہ گر جاتے ہیں جن کی طرف اس نے دونوں آنکھوں سے دیکھا تھا۔ وہ اپنے ہاتھوں میں سے کسی حصہ کو نہیں دھوتا مگر پانی کے قطرات کے ساتھ وہ گناہ نکل جاتا ہے جن سے اس نے پکڑا تھا وہ اپنے پاؤں میں سے کوئی حصہ نہیں دھوتا مگر پانی کے ہر قطرہ کے ساتھ ہر گناہ نکل جاتا ہے جن کی طرف وہ اپنے قدموں کے ساتھ چل کر گیا تھا۔ جب وہ مسجد کی طرف چل کر جاتا ہے تو اس کے ہر قدم پر اس کے حق میں نیکی لکھی جاتی ہے اور اس سے ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے مقام پر پہنچ جاتا ہے (3)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے وضو کے بارے میں بتائیے فرمایا تم میں سے جو بھی وضو کے قریب جاتا ہے وہ منہ میں کلی کرتا ہے اور خوب پانی گھماتا ہے۔ پھر ناک میں پانی ڈالتا ہے اور ناک صاف کرتا ہے تو اس کے منہ اور ناک (نتھنوں) کی خطائیں پانی کے ساتھ گر جاتی ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنا چہرہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے کی غلطیاں پانی کے ساتھ ہی داڑھی کے اطراف سے گر جاتی ہیں پھر وہ اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوتا ہے تو اس کے ہاتھوں کی خطائیں پوروں کی اطراف سے گر جاتی ہیں پھر وہ اپنے سر پر اللہ کے حکم کے مطابق مسح کرتا ہے تو پانی کے ساتھ ہی سر کے بالوں کی اطراف سے گناہ جھڑ جاتے ہیں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنے قدموں کو ٹخنوں تک دھوتا ہے تو پانی کے ساتھ ہی اس کی انگلیوں کی اطراف سے خطائیں گر جاتی ہیں پھر وہ اٹھتا ہے اللہ تعالیٰ کی شان کے مطابق اس کی حمد وثناء کرتا ہے پھر وہ دو رکعت نماز ادا کرتا ہے تو وہ اپنے گناہوں سے یوں الگ ہو چکا ہوتا ہے جیسے وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 255 (8032)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
2۔ مجمع الزوائد، جلد 18، صفحہ 520 (1134)، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً، جلد 18، صفحہ 523 (1145)

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام نعمت سے مراد جنت میں داخل ہونا ہے جو آدمی جنت میں داخل نہ ہوا اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت مکمل نہیں ہوئی۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری نے ادب میں امام ترمذی، طبرانی اور بیہقی نے الاسماء والصفات اور خطیب نے معاذ بن جبل سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے۔ میں یہ دعا کر رہا تھا اے اللہ میں تجھ سے صبر کی التجاء کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے مصیبت کا سوال کیا ہے اس سے چھٹکارے کا سوال کر۔ حضور ﷺ ایک اور آدمی کے پاس سے گزرے، وہ عرض کر رہا تھا اے اللہ میں تجھ سے تمام نعمت کا سوال کرتا ہوں۔ فرمایا اے ابن آدم کیا تو جانتا ہے کہ مکمل نعمت سے کیا مراد ہے؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ایسی دعا ہے جو میں نے بھلائی کے ارادہ سے کی ہے۔ فرمایا تمام نعمت سے مراد جنت میں داخل ہونا اور جہنم سے چھٹکارا پانا ہے۔ ایک اور آدمی کے پاس سے حضور ﷺ گزرے وہ کہہ رہا تھا یاذاالجلال والاکرام۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیری دعا قبول ہوگئی مانگ (جو مانگنا چاہتا ہے) (1)

امام ابن عدی نے حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بندے پر جنت کے بغیر نعمت مکمل نہیں ہوتی (2)۔

وَ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَ مِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ بِهٖۤ ۙ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ٞ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝

”اور یاد رکھو اللہ کی نعمت جو تم پر ہے اور اس کے وعدہ کو جو اس نے پختہ لیا تھا تم سے جبکہا تھا تم نے ہم نے سن لیا اور مان لیا اور ڈرتے رہو اللہ، سے بے شک اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ سینوں میں ہے“۔

امام ابن جریر اور طبرانی رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کہا کہ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا اور آپ ﷺ پر کتاب نازل فرمائی، اس کتاب نے کہا تھا کہ ہم اس نبی اور کتاب پر ایمان لائے اور تورات میں جو کچھ ہے اس کا ہم نے اقرار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں انہیں وہ وعدہ یاد دلایا ہے جس کا انہوں نے اقرار کیا تھا اور انہیں وعدہ پورا کرنے کا حکم دیا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نعم سے مراد اللہ تعالیٰ کے احسانات اور میثاق سے مراد وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم سے لیا ایک قول یہ بھی کیا کہ میثاق سے مراد وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنو آدم سے حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے نکال کر لیا (4)۔

1۔ جامع ترمذی مع شرح، جلد 5، صفحہ 505 (3527)، دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ الکامل فی ضعفاء الرجال، جلد 7، صفحہ 536 (144-1765)

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 169، بیروت 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 169

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ ٘ وَ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰۤى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا ۟ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ٘ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ۝

”اے ایمان والو ہو جاؤ مضبوطی سے قائم رہنے والے اللہ کے لئے، گواہی دینے والے انصاف کے ساتھ اور ہرگز نہ اکسائے تمہیں کسی قوم کی عداوت اس پر کہ تم عدل نہ کرو۔ عدل کیا کرو۔ یہی زیادہ نزدیک ہے تقویٰ سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ خوب خبردار ہے جو کچھ تم کرتے ہو۔ وعدہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے کہ ان کے لئے بخشش اور اجر عظیم ہے۔ اور جن لوگوں نے کفر کیا اور جھٹلایا ہماری آیتوں کو وہی لوگ دوزخی ہیں“۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبداللہ بن کثیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت خیبر کے یہودی کے بارے میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیت میں مدد لینے کے لئے ان کے پاس تشریف لے گئے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کا ارادہ کیا (1)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْۤا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

”اے ایمان والو یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر ہوئی جب پختہ ارادہ کر لیا تھا ایک قوم نے کہ بڑھائیں تمہاری طرف اپنے ہاتھ تو اللہ نے روک لیا ان کے ہاتھوں کو تم سے اور ڈرتے رہا کرو اللہ سے اور اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ کرنا چاہیے ایمان والوں کو“۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے دلائل میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جگہ ٹھہرے۔ صحابہ کرام سایہ کی تلاش میں بکھر گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا اسلحہ ایک درخت سے لٹکا دیا۔ ایک بدو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کی طرف بڑھا۔ تلوار لے لی اور اس کو سونتا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف بڑھا، کہنے لگا کہ آپ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 171، داراحیاء التراث العربی بیروت

کو مجھ سے کون بچائے گا؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ۔ بدو نے یہ بات دو یا تین دفعہ دہرائی۔ نبی کریم ﷺ یہ فرماتے رہے اللہ۔ بدو نے تلوار نیام میں رکھ لی۔ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بلایا اور انہیں بدو کے طرز عمل کے بارے میں بتایا جبکہ وہ بدو حضور ﷺ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور ﷺ نے اسے کوئی سزا نہ دی۔

امام معمر نے کہا حضرت قتادہ رحمہ اللہ یہ کہا کرتے تھے اور یہ بھی کہتے تھے کہ عربوں کی ایک قوم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ غفلت میں نبی کریم ﷺ پر حملہ کر دیں انہوں نے ہی اس اعرابی کو بھیجا تھا اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نخل کے مقام پر بنو محارب خصفہ سے جنگ کی ان لوگوں نے مسلمانوں میں کچھ گنجائش دیکھی تو ان میں سے ایک آدمی آیا جسے غورث بن حارث کہتے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ پوچھا تجھے کون مجھ سے بچائے گا؟ فرمایا اللہ۔ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ نبی کریم ﷺ نے وہ تلوار اٹھائی پوچھا تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟ اس نے عرض کی بہترین تلوار اٹھانے والے ہو جائیں حضور ﷺ نے فرمایا یہ گواہی دو لا الہ الا اللہ وانی رسول اللہ۔ اس نے عرض کی میں آپ ﷺ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ ﷺ سے جنگ نہیں کروں گا اور میں اس قوم کا ساتھ بھی نہیں دوں گا جو آپ کے ساتھ جنگ کرے۔ تو حضور ﷺ نے اسے آزاد کر دیا وہ اپنی قوم کے پاس آیا اور کہا میں تمہارے پاس بہترین انسان کے پاس سے آیا ہوں۔ جب نماز کا وقت ہوا تو حضور ﷺ نے نماز خوف ادا کی۔ صحابہ کی دو جماعتیں تھیں۔ ایک جماعت دشمن کے مقابل تھی اور دوسری جماعت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہی تھی۔ پھر یہ لوگ چلے گئے اور اس جماعت کی جگہ کھڑے ہو گئے۔ وہ دشمنوں کے مقابل تھی۔ دوسرے لوگ آئے انہیں رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھائی۔ صحابہ کی دو دو رکعتیں تھیں جبکہ نبی کریم ﷺ کی چار رکعتیں تھیں (2)۔

امام ابن اسحاق اور ابو نعیم نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ بنو محارب کا ایک آدمی تھا جس کا نام غورث بن حارث تھا۔ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا میں تمہارے لئے محمد کو قتل کر دوں؟ انہوں نے پوچھا تو کیسے قتل کرے گا۔ اس نے کہا میں غفلت میں انہیں جا لوں گا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آیا جبکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اور تلوار آپ کی گود میں تھی عرض کی اے محمد کیا میں تیری تلوار کو دیکھ سکتا ہوں۔ فرمایا ہاں اس نے تلوار لے لی، اسے سونتا، اسے لہرانے لگا اور حملہ کا ارادہ کرنے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ذلیل و رسوا کیا، کہنے لگا اے محمد ﷺ کیا آپ ڈرتے نہیں جبکہ میرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ پھر اس نے وہ تلوار رسول اللہ ﷺ کو واپس کر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابو نعیم نے دلائل میں حضرت عطاء اور ضحاک رحمہما اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمرو بن امیہ ضمری جب بئر معونہ سے واپس آئے تو دو کلابی آدمیوں سے ملے جن کے پاس رسول اللہ ﷺ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 176، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مستدرک حاکم، کتاب المغازی، جلد 3، صفحہ 31 (4322)

3۔ دلائل النبوۃ از ابو نعیم، باب عصمۃ ورسولہ، جلد 1، صفحہ 250، المکتبۃ الوہبیۃ کلب

کی آمان تھی اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا مگر یہ علم نہ تھا کہ ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کی امان ہے۔ رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کے پاس گئے جبکہ آپ ﷺ کے ساتھ حضرات ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ بنو نضیر حضور ﷺ سے ملے اور یوں خوش آمدید کہا مرحبا یا ابا القاسم، آپ ﷺ کس مقصد کے لئے تشریف لائے ہیں؟ فرمایا میرے ایک ساتھی نے بنو کلاب کے دو آدمیوں کو قتل کر دیا ہے جن کے پاس میری امان تھی۔ مجھ سے ان دونوں کی دیت کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اب میں ارادہ کرتا ہوں کہ تم دیت ادا کرنے میں میری مدد کرو، انہوں نے کہا ہاں ہم ایسا کرتے ہیں آپ ﷺ یہاں بیٹھیں تاکہ ہم آپ ﷺ کے لئے مال جمع کر لیں۔ حضور ﷺ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک قلعہ کے نیچے بیٹھ گئے۔ بنو نضیر نے یہ مشورہ کیا کہ آپ ﷺ پر پتھر گرا دیں۔ حضرت جبرئیل امین حاضر ہوئے اور انہوں نے جو ارادہ کیا تھا وہ بتایا۔ حضور ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابونعیم نے کلبی کے واسطہ سے ابوصالحہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی مثل روایت کرتے ہیں۔

حضرت عروہ رحمہ اللہ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آیت کے نزول کے بعد یہ بھی زائد ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے برے ارادہ کی وجہ سے جلاوطن کرنے کا حکم دیا رسول اللہ ﷺ نے انہیں گھروں سے نکل جانے کا حکم دیا، انہوں نے پوچھا ہم کہاں جائیں؟ فرمایا حشر کی طرف۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عاصم بن عمر بن قتادہ اور حضرت عبد اللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا رسول اللہ ﷺ بنو نضیر کے پاس تشریف لے گئے تاکہ بنو عامر کے دو افراد کی دیت میں مدد لیں جنہیں حضرت عمرو بن امیہ ضمری نے قتل کر دیا تھا۔ جب حضور ﷺ ان کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے ایک دوسرے سے مشورہ کیا اور کہا آج سے بڑھ کر تم کبھی بھی محمد کو اتنا اپنے سے قریب نہیں پاؤ گے۔ کسی آدمی سے کہو وہ اس کمرہ پر چڑھ جائے اور ان پر پتھر پھینک دے اور ہمیں اس سے راحت پہنچائے۔ عمر بن حجاش بن کعب نے کہا میں ایسا کرتا ہوں۔ نبی کریم ﷺ کو اس کی خبر ہوگئی تو آپ واپس آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کے ارادہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں کہ نبی کریم ﷺ یہودیوں کے پاس ان کے ایک باغ میں داخل ہوئے جبکہ آپ ﷺ کے صحابہ دیوار کے پیچھے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے ایک دیت میں مدد طلب کی پھر آپ ﷺ ان کے پاس سے اٹھے۔ انہوں نے آپس میں آپ ﷺ کو قتل کرنے کا مشورہ کیا۔ آپ ﷺ پچھلے پاؤں واپس ہوئے اور انہیں دیکھ رہے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے ایک ایک صحابی کو بلایا یہاں تک کہ سب صحابہ آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے (3)۔

1۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، باب غزوات بنی النضر، جلد 2، صفحہ 628، المکتبۃ العربیۃ کلب

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت　3۔ ایضاً

امام ابن جریر نے حضرت یزید بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنونضیر کے ہاں تشریف لائے تا کہ ان سے ایک دیت میں مدد لیں جبکہ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت علی رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ فرمایا دیت میں میری مدد کرو جو مجھ پر لازم ہو چکی ہے۔ انہوں نے کہا اے ابوالقاسم ٹھیک ہے۔ ایسا وقت آیا کہ آپ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور ہم سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا مطالبہ کیا بیٹھیے تا کہ ہم آپ ﷺ کو کھانا کھلائیں اور جس چیز کا آپ ﷺ نے ہم سے مطالبہ کیا ہے وہ پیش کریں۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ انتظار کرنے لگے۔ حیی بن اخطب آیا، حیی بن اخطب نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم اس سے بہتر موقع نہیں پاؤ گے، اس پر پتھر گراؤ اور اسے قتل کر دو۔ تم کبھی بھی برائی نہ دیکھو گے۔ وہ اپنی بڑی چکی کے پاس آئے تا کہ اس کا پتھر آپ ﷺ پر گرا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ اس کام سے روک دیے یہاں تک کہ جبرئیل امین آئے اور ان کے سامنے کھڑے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس چیز سے آگاہ کیا جس کا انہوں نے ارادہ کیا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ کے واسطہ سے ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت کعب بن اشرف اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے دھوکہ کرنے کا ارادہ کیا (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ (جو لیلۃ العقبہ کو نقیب تھے) کو تیس انصار و مہاجرین سواروں کے ساتھ غطفان کی طرف بھیجا۔ یہ سوار بنو غطفان سے عامر کے چشموں میں سے ایک چشمہ پر ملے۔ انہوں نے باہم جنگ کی تو حضرت منذر بن عمر رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی شہید ہو گئے۔ صرف تین آدمی بچے جو گمشدہ اونٹنی کی تلاش میں گئے ہوئے تھے۔ انہیں کسی نے خوفزدہ نہیں کیا مگر فضا میں پرندے منڈلا رہے تھے۔ ان کی چونچوں سے جمے ہوئے خون کے ٹکڑے گر رہے تھے۔ ان تینوں نے کہا اللہ کی قسم ہمارے ساتھی شہید ہو گئے۔ انہی میں سے ایک آدمی گیا اور ایک آدمی سے ملا۔ دونوں نے وار کیے۔ جب اسے وار لگ گیا تو اس نے اپنی نظر آسمان کی طرف اٹھائی پھر دونوں آنکھیں اٹھائیں اور کہا اللہ اکبر رب العالمین کی قسم یہ جنت ان کا لقب اعنق لیمو پڑ گیا۔ اس کے ساتھ چلے گئے۔ یہ دونوں بنو سلیم کے دو آدمیوں سے ملے جنہوں نے اپنی نسبت بنو عامر کی طرف کی ان دونوں صحابہ نے ان دونوں افراد کو قتل کر دیا۔ ان مقتولوں اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان معاہدہ تھا۔ ان مقتولوں کی قوم نبی کریم کی خدمت میں حاضر ہوئی وہ ان کی دیت کا مطالبہ کر رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ چلے جبکہ آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔ رسول اللہ ﷺ ان صحابہ کے ساتھ بنونضیر کے پاس پہنچے۔ ان سے دیت میں مدد کا مطالبہ کر رہے تھے۔ بنونضیر نے کہا ہم مدد کریں گے۔ یہودیوں نے یہ اتفاق کر لیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کو قتل کر دیں گے۔ انہوں نے کھانا بنانے کا حیلہ کیا۔ جب جبریل اس سازش کی خبر لائے جو یہودیوں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 174، دار احیاء التراث العربی بیروت　　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 175

نے دھوکہ کا ارادہ کیا تھا۔ تو حضور ﷺ وہاں سے نکل آئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو واپس بھیجا۔ فرمایا اس جگہ رہو تیرے پاس سے میرا جو بھی صحابی گزرے۔ اسے کہو کہ حضور مدینہ کی طرف چلے گئے ہیں۔ آپ ﷺ سے جا کر ملو۔ صحابہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرنے لگے۔ حضرت علی انہیں وہی کہتے جس کا حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا تھا یہاں تک کہ آخری آدمی حضرت علی کے پاس آیا پھر یہ بھی صحابہ کے پیچھے ہولئے۔ اسی بارے میں یہ آیت نازل کی گئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کے لئے کھانا بنایا تا کہ وہ حضور ﷺ کو قتل کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو وحی کی تو حضور ﷺ کھانے میں تشریف نہ لے گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کو حکم دیا وہ بھی کھانے میں نہ گئے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے ذکر کیا گیا ہے کہ یہ آیت اس وقت رسول اللہ ﷺ پر نازل کی گئی جبکہ دوسرے غزوہ میں آپ بطن نخل میں موجود تھے۔ بنو ثعلبہ اور بنو محارب نے آپ کو دھوکے سے قتل کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس امر پر مطلع کر دیا۔ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کے قتل کا ارادہ کیا۔ وہ نبی کریم ﷺ کی طرف آیا جبکہ حضور ﷺ کی تلوار پڑی ہوئی تھی۔ اس آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا میں تلوار لے لوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا تلوار لے لو۔ اس نے عرض کی کیا میں تلوار سونت لوں فرمایا سونت لو۔ اس نے کہا آپ ﷺ کو مجھ سے کون بچائے گا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ۔ نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے اسے ڈرایا اور اس سے سخت گفتگو کی تو اس نے تلوار نیام میں کر لی۔ نبی کریم ﷺ نے کوچ کا حکم دیا۔ اس موقع پر حضور ﷺ پر نماز خوف کا حکم نازل ہوا (3)۔

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ﴿١٢﴾

"اور یقیناً لیا تھا اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے اور ہم نے مقرر کیے ان میں سے بارہ سردار اور فرمایا تھا اللہ تعالیٰ نے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اگر تم صحیح صحیح ادا کرتے رہے نماز اور دیتے رہے زکوۃ اور ایمان لائے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 175، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 176 3۔ ایضاً

میرے رسولوں پر اور مدد کرتے رہے ان کی اور قرض دیتے رہے اللہ کو قرض حسن تو میں ضرور دور کر دوں گا تم سے تمہارے گناہ اور میں داخل کروں گا تمہیں باغات میں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں [تو جس نے کفر کیا اس کے بعد تم میں سے تو یقیناً وہ بھٹک گیا سیدھی راہ سے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابوالعالیہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے پختہ وعدے لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے مخلص رہیں گے کسی اور کی عبادت نہیں کریں گے۔ ہم نے ان میں سے بارہ نقیب بنائے اور انہیں ان پر اس بات کا ضامن بنایا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ان وعدوں میں وفا کریں گے جو ان سے وعدے لئے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ بنی اسرائیل کے ہر خاندان میں ایسے لوگ ہوتے جنہیں اللہ تعالیٰ جباروں کی طرف بھیجتا، ان نقیبوں نے انہیں دیکھا کہ ان جابروں میں سے ہر ایک کی بغل میں دو دو نقیب آجاتے ہیں اور ان کے انگوروں کا ایک گچھا بھی پانچ آدمی لکڑی پر اٹھاتے ہیں اور انار کے ایک حصہ سے جب دانے نکالے جائیں تو چار یا پانچ آدمی داخل ہو سکتے ہیں۔ وہ نقیب واپس ہو گئے، سب لوگ اپنے خاندان کو جابروں سے جنگ کرنے سے منع کرتے مگر یوشع بن نون اور کالب بن باقیہ ان دونوں نے جابروں سے جنگ اور جہاد کرنے کا کہا ان کے خاندانوں نے بھی ان کی پیروی نہ کی بلکہ دوسرے نقباء کی اطاعت کی یہی دو نقیب تھے جن پر اللہ نے انعام فرمایا۔ بنو اسرائیل چالیس سال تک تیہہ کے ریگستان میں سرگرداں پھرتے رہے۔ وہ وہاں ہی صبح کرتے جہاں انہوں نے شام کی ہوتی اور وہاں ہی شام کرتے جہاں انہوں نے صبح کی ہوتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر خاندان کے لئے پتھر پر ضرب لگائی۔ یہ پتھر کا چشمہ تھا جسے وہ اپنے ساتھی اٹھائے ہوئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں فرمایا اے گدھو اسے پیو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنو اسرائیل کو گالی دینے سے منع کر دیا فرمایا یہ میری مخلوق ہے انہیں گدھا نہ بناؤ۔ سبط بنو فلاں کے ہر خاندان کو کہتے ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ اریحا کی طرف چلیں۔ یہی بیت المقدس کا علاقہ ہے۔ وہ اس کی طرف چلے۔ جب وہ اس کے قریب پہنچے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تمام خاندانوں میں سے بارہ نقیب بھیجے۔ وہ نقیب گئے تاکہ جابروں کی خبر لائیں۔ انہیں جابروں میں سے ایک آدمی ملا جسے عاج کہتے۔ اس نے ان بارہ نقیبوں کو پکڑا اور انہیں اپنے نیفے میں اڑھک لیا جبکہ اس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا تھا۔ عاج انہیں اپنی بیوی کے پاس لے گیا اور اس سے کہا انہیں دیکھو، یہ ارادہ کرتے ہیں کہ ہم سے جنگ کریں اور اپنی بیوی کے سامنے پھینک دیا اور کہا میں انہیں پاؤں سے پیس نہ دوں۔ اس کی بیوی نے کہا انہیں چھوڑ دو تاکہ یہ اپنی قوم کو وہ سب واقعات بتائیں جو انہوں نے خود دیکھے ہیں عاج نے ایسا ہی کیا۔ جب یہ نقیب نکلے تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اے قوم اگر تم نے بنو اسرائیل کو یہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 178، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 179

واقعات بتائے تو وہ اللہ کے نبی سے مرتد ہو جائیں گے بلکہ اس بات کو چھپاؤ۔ پھر وہ سب واپس لوٹے اور دس نے اپنا وعدہ توڑ دیا اور ہر ایک اپنے بھائی اور والد کو وہ واقعات بتانے لگا جو اس نے عاج سے دیکھا تھا۔ صرف دو آدمیوں نے اس بات کو پوشیدہ رکھا۔ یہ نقیب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب واقعات بتائے۔ یہی وہ بات ہے جس کا ذکر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کیا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں نقیب کا معنی گواہ ہے یعنی ہر خاندان سے ایک گواہ بنایا جو ان پر گواہ تھا (2)۔

امام طستی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيبًا کے بارے میں بتائیے تو آپ نے فرمایا بارہ وزیر یہ بعد میں انبیاء ہوئے پوچھا کیا عرب جانتے ہیں کہ نقیب کا معنی وزیر ہے؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

وَاِنِّیْ بِحَقٍّ قَائِلٍ لِسُرَاتِهَا مَقَالَةَ نُصْحٍ لَا يَضِيْعُ نَقِيْبُهَا

میں ملت کے سرداروں کو سچی بات کرنے والا ہوں، اخلاص کی بات کو ملت کے وزیر ضائع نہیں کرتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کا معنی نقل کیا ہے اس سے مراد بنو اسرائیل ہیں جنہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا تاکہ اس شہر کو دیکھیں وہ ان جابروں کے پھلوں کا ایک دانا لائے۔ اس کو دیکھ کر یہ بنی اسرائیل آزمائش میں مبتلا ہو گئے اور کہنے لگے ہم تو جنگ کی طاقت نہیں رکھتے، آپ اور آپ کا رب جائے اور ان جابروں سے جنگ کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر یہودیوں میں سے دس میری تصدیق کریں، میرے اوپر ایمان لے آئیں اور میری اتباع کریں تو تمام یہودی اسلام لے آئیں۔ گویا کعب بن اشرف بارہ افراد کے برابر تھا۔ اس کی تصدیق سورہ مائدہ میں ہے۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کتنے خلیفے اس امت کے بادشاہ ہوں گے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہم نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بارہ۔ یہ بنو اسرائیل کی تعداد کی طرح ہے (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ نقیبوں سے فرمایا آج جاؤ اور مجھے ان کے بارے میں آگاہ کرو اور تم خوفزدہ نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی معیت تمہیں حاصل ہو گی اگر تم نماز قائم کرو گے۔ الخ۔

امام ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ کا معنی تم ان کی مدد کرو نقل کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 179، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 178
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 181
4۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 398، دار صادر بیروت

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے وَ عَزَّرْتُمُوْهُمْ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ تم ان کی مدد کرو (1)۔
امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ تعزیز و توقیر کا معنی مدد کرنا اور اطاعت کرنا ہے۔

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ لَعَنّٰهُمْ وَ جَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِيَةً ۚ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ ۙ وَ نَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۚ وَ لَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰى خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَ اصْفَحْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳﴾

”تو بوجہ ان کی عہد شکنی کے ہم نے اپنی رحمت سے انہیں دور کر دیا اور کر دیا ان کے دلوں کو سخت۔ وہ بدل دیتے ہیں (اللہ کے) کلام کو اپنی اصلی جگہوں سے اور انہوں نے بھلا دیا بڑا حصہ جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی اور ہمیشہ آپ آگاہ ہوتے رہیں گے ان کی خیانت پر بجز چند آدمیوں کے ان سے۔ تو معاف فرماتے رہیے ان کو اور درگزر فرمایئے بے شک اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے احسان کرنے والوں کو“۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے اس سے مراد وہ وعدہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اہل تورات سے لیا جسے انہوں نے توڑ دیا (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَبِمَا میں ما زائدہ ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وعدہ توڑنے سے اجتناب کرو۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں وعید اور وعدہ ذکر کیا ہے۔ قرآن حکیم میں اسے بطور تنبیہ، نصیحت اور محبت ذکر کیا ہے۔ دانش مندوں، صاحب عقل اور اہل علم کے نزدیک یہ بات مسلم ہے کہ کسی عظمت کی وجہ سے ہی اللہ تعالیٰ نے اسے عظیمہ قرار دیا ہے۔ ہم کسی ایسے گناہ کو نہیں جانتے جس میں وعدہ توڑنے سے بڑھ کر اس میں وعید کی گئی ہو۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ تورات میں موجود حدود کو وہ بدل دیتے، وہ کہتے اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں ایسی بات کا حکم دیں جس پر تم پہلے سے کاربند ہو تو اسے قبول کر لو اگر وہ تمہاری مخالفت کریں تو اس سے رک جاؤ (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ کتاب کو بھلا دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے مجاہد سے یہ معنی نقل کیا ہے جب کتاب ان پر نازل ہوئی تو انہوں نے اس کو بھلا دیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 182، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 185

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 187

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے حصہ ترک کیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے دین کے معاملات اور اللہ تعالیٰ کے ان لطائف کو بھلا دیا جن کے ساتھ ہی اعمال مقبول ہوتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اللہ کی کتاب، وہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا اور وہ امر جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں حکم دیا اسے بھلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرائض کو بھلا دیا، اس کی حدود کو معطل کر دیا، اس کے رسولوں کو قتل کیا اور اس کی کتاب کو پس پشت ڈال دیا۔

امام ابن مبارک اور امام احمد نے زہد میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرا گمان ہے کہ انسان علم بھول جاتا ہے جسے وہ جانتا تھا اسی غلطی کی وجہ سے جو وہ کرتا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَلَا تَزَالُ تَطَّلِعُ عَلٰی خَآئِنَةٍ مِّنْهُمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہودی ہیں یعنی ان کی اس جیسی خیانتوں پر آپ ہمیشہ مطلع ہوتے رہیں گے جیسی خیانت انہوں نے اس وقت کی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے باغ میں ان کے پاس تشریف لے گئے تھے (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کی خیانت، جھوٹ اور فجور پر ہمیشہ مطلع ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاصْفَحْ کا معنی یہ ہے کہ اس موقع پر مومنوں کو ان کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ ان کو معاف کر دیں اور ان سے درگزر کریں پھر یہ حکم سورۂ برأت میں منسوخ کر دیا گیا قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (التوبہ: 29) (3)

وَمِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤی اَخَذْنَا مِیْثَاقَهُمْ فَنَسُوْا حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوْا بِهٖ ۪ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ ؕ وَسَوْفَ یُنَبِّئُهُمُ اللّٰهُ بِمَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ ﴿۱۴﴾

''اور ان لوگوں سے جنہوں نے کہا ہم نصرانی ہیں، ہم نے لیا تھا پختہ وعدہ ان سے بھی سو انہوں نے بھی بھلا دیا بڑا حصہ جس کے ساتھ انہیں نصیحت کی گئی تھی۔ تو ہم نے بھڑکا دی ان کے درمیان عداوت اور بغض (کی آگ) روز قیامت تک اور آگاہ کر دے گا انہیں اللہ تعالیٰ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے''۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمِنَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّا نَصٰرٰۤی کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ لوگ ایک دیہات میں رہتے تھے جسے ناصرہ کہتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم وہاں تشریف لے جاتے تھے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 187، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 188

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 89-188

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وہ دیہات میں رہتے تھے جسے ناصرہ کہا جاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں تشریف لے گئے۔ یہ ایسا نام ہے جو خود انہوں نے اپنے لئے رکھا تھا۔ اس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی کتاب، وہ وعدہ جو اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا اور وہ امر جو اللہ تعالیٰ نے ان کو دیا تھا سب بھلا دیا۔ انہوں نے اپنے فرائض کو ضائع کر دیا۔ فرمایا ہم نے ان کے برے اعمال کی وجہ سے ان کے درمیان دشمنی اور بغض ڈال دیا جو قیامت تک ان کے درمیان موجود رہے گا۔ اگر قوم اللہ کی کتاب اور اس کے حکم پر کار بند رہتی تو ان میں نہ تفرقہ پیدا ہوتا اور نہ ہی وہ آپس میں بغض رکھتے (1)۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ باہمی جھگڑوں اور دین میں نزاع کی وجہ سے ایک دوسرے سے دشمنی اور بغض رکھنے لگے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میرے نزدیک اس آیت میں اغراء کا معنی مختلف خواہشات ہیں (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کو قلیل قیمت کے بدلے میں نہ بیچیں، حکمت کی تعلیم دے کر اس پر اجر نہ لیں اس پر عمل صرف تھوڑے افراد نے کیا۔ انہوں نے حکم میں رشوت لی اور حدود سے تجاوز کیا۔ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم دیا وَ اَلْقَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ (المائدہ:64) اور نصاریٰ کے بارے میں فرمایا فَنَسُوْا حَظًّا (4)

یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا یُبَیِّنُ لَكُمْ كَثِیْرًا مِّمَّا كُنْتُمْ تُخْفُوْنَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ یَعْفُوْا عَنْ كَثِیْرٍ ؕ۬ قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌ ۙ﴿۱۵﴾ یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۱۶﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّهْلِكَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَ اُمَّهٗ وَ مَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 91-190، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 190
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 191
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 192

بَيْنَهُمَا ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۱۷﴾

''اے اہل کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول کھول کر بیان کرتا ہے تمہارے لئے بہت سی ایسی چیزیں جنہیں تم چھپایا کرتے تھے کتاب سے اور درگزر فرماتا ہے بہت سی باتوں سے۔ بے شک تشریف لایا ہے تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور اور ایک کتاب ظاہر کرنے والی۔ دکھاتا ہے اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ انہیں جو پیروی کرتے ہیں اس کی خوشنودی کی سلامتی کی راہیں اور نکالتا ہے انہیں تاریکیوں سے اجالے کی طرف اپنی توفیق سے اور دکھاتا ہے انہیں راہ راست۔ یقیناً کفر کیا جنہوں نے کہا کہ اللہ تو مسیح بن مریم ہی ہے (اے حبیب) صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرمائیے کون قدرت رکھتا ہے اللہ کے حکم میں سے کوئی چیز روک دے (یعنی) اگر وہ ارادہ فرمائے کہ ہلاک کردے مسیح بن مریم کو اور اس کی ماں کو اور جو کوئی بھی زمین میں ہے سب کو (تو اسے کون روک سکتا ہے) اور اللہ ہی کے لئے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے۔ پیدا فرماتا ہے جو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے''۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جب کانے سمویل بن صوریا نے بتایا کہ ان کی کتاب میں رجم کا حکم ہے۔ اس نے رجم کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی تھی۔ اس نے کہا لیکن ہم اس کو مخفی رکھتے ہیں تو یہ آیت يَآ اَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ نازل ہوئی۔ یہ فدک کے لوگوں میں سے ایک سفید رنگ کا طویل نوجوان تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسولنا سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہمارا رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سی ایسی باتوں کو بیان کرتا ہے جسے تم چھپاتے ہو اور تم ان لوگوں کے لئے ان چیزوں کو بیان نہیں کرتے جو تمہاری کتابوں میں موجود ہیں جس چیز کو وہ چھپاتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ان کے لئے ظاہر کردیا تھا وہ شادی شدہ بدکار کو رجم کرنے کا حکم تھا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تاکہ رجم کے بارے میں آپ سے دریافت کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا تم میں سے کون زیادہ عالم ہے؟ تو یہودیوں نے ابن صوریا کی طرف اشارہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس ذات کا واسطہ دیا جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل کی جس نے ان پر طور اٹھایا تھا تاکہ ان سے وعدے لے کیا تم اپنی کتاب میں رجم کا حکم پاتے ہو؟ اس نے کہا جب یہ برائی ہمارے معاشرے میں زیادہ ہوگئی تو سو کوڑے مارنے لگے اور سر کو مونڈنے لگے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر رجم کا فیصلہ کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یا اہل کتاب سے لے کر صراط مستقیم تک آیات کو نازل فرمایا(2)۔

امام ابن ضریس، امام نسائی، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جس نے رجم کا انکار کیا۔ اس نے قرآن کا اس طرح انکار کیا کہ اسے پتہ ہی نہ چلا۔ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 193، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

رجم کے حکم کو ہی چھپاتے تھے (1)۔

امام عبد بن حمید نے قتادہ سے وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ قوم کے گناہ کو معاف فرماتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں مٹانے کے لئے تشریف لائے اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کریں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے درگزر کرتے ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے سبل السلام کی وضاحت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ سبیل اللہ سے مراد وہ راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لئے معین فرمایا، اس کی طرف دعوت دی، جس کے ساتھ اپنے رسول بھیجے، یہ اسلام ہی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے سوا کسی کے ذریعے بھی کوئی عمل قبول نہیں فرمائے گا نہ یہودیت، نہ نصرانیت اور نہ ہی مجوسیت کے ساتھ کوئی عمل قبول کرے گا (2)۔

وَ قَالَتِ الْيَهُودُ وَ النَّصٰرٰى نَحْنُ اَبْنٰٓؤُا اللّٰهِ وَ اَحِبَّآؤُهٗ ؕ قُلْ فَلِمَ يُعَذِّبُكُمْ بِذُنُوْبِكُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ بَشَرٌ مِّمَّنْ خَلَقَ ؕ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ٞ وَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾

"اور کہا یہود اور نصاریٰ نے کہ ہم اللہ کے بیٹے ہیں اور اس کے پیارے ہیں۔ آپ فرمایئے (اگر تم سچے ہو) تو پھر کیوں عذاب دیتا ہے تمہیں تمہارے گناہوں پر بلکہ تم بشر ہو اس کی مخلوق سے۔ بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کی طرف (سب نے) لوٹ کر جانا ہے"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ابن ابی، بحری بن عمرو اور شاس بن عدی حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے گفتگو کی، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا۔ انہوں نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں نہ ڈرا اللہ کی قسم ہم تو اللہ کے لاڈلے اور اس کے محبوب ہیں جس طرح نصاریٰ کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ کے ساتھ گزرے جبکہ ایک بچہ راستہ میں تھا۔ جب اس بچے کی ماں نے ان افراد کو دیکھا تو اسے خوف ہوا کہ کہیں یہ لوگ میرے بچے کو روند ہی نہ دیں۔ وہ دوڑتی ہوئی آئی اور کہہ رہی تھی میرا بیٹا میرا بیٹا ماں نے اسے اٹھالیا قوم نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ عورت اپنے بیٹے کو کبھی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 193، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 195 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 197

بھی آگ میں نہیں پھینکے گی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ کی قسم، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو جہنم میں نہیں ڈالے گا (1)۔

امام احمد نے زہد میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو عذاب میں نہیں ڈالتا بلکہ اسے دنیا میں ہی آزماتا ہے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ جس کے حق میں چاہتا ہے اسے ہدایت سے نوازتا ہے اور اسے بخش دیتا ہے اور جس کے حق میں چاہتا ہے اسے کفر پر موت عطا کرتا ہے اور اسے عذاب دیتا ہے (3)۔

يَاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا جَآءَنَا مِنْۢ بَشِيْرٍ وَّ لَا نَذِيْرٍ ۫ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّ نَذِيْرٌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝19

"اے اہل کتاب! بے شک آ گیا ہے تمہارے پاس ہمارا رسول، صاف بیان کرتا ہے تمہارے لئے (احکام الٰہی) بعد اس کے کہ رسولوں کا آنا مدتوں بند رہا تھا تاکہ تم یہ نہ کہو کہ نہیں آیا تھا ہمارے پاس کوئی خوشخبری دینے والا اور نہ کوئی ڈرانے والا اب تو آ گیا ہے تمہارے پاس خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی، انہیں رغبت دلائی اور (عذاب سے) انہیں ڈرایا لیکن یہودیوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ حضرت معاذ بن جبل، حضرت سعد بن عبادہ اور حضرت عقبہ بن وہب رضی اللہ عنہم نے کہا اے جماعت یہود اللہ سے ڈرو تم خوب جانتے ہو کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے تم آپ ﷺ کا ذکر کرتے تھے اور ہمارے سامنے آپ ﷺ کے اوصاف بیان کرتے تھے۔ رافع بن حریملہ اور وہب بن یہودا نے کہا ہم نے تو تم سے کوئی بات نہ کی، اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی وحی نہیں کی اور نہ ہی آپ کے بعد کوئی بشارت دینے والا اور کوئی ڈرانے والا بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول سے مراد حضرت محمد ﷺ کی ذات ہے۔ آپ ﷺ حق لائے جس کے ذریعے حق اور باطل میں امتیاز کیا۔ اس میں بیان، موعظت، نور، ہدایت اور عظمت ہے۔ ہر اس آدمی کے لئے جو اس کو اپنائے۔ یہ بھی کہا فترہ کا عرصہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد علیہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 104، دار صادر بیروت
2۔ کتاب الزہد، من مواعظ عیسیٰ علیہ السلام، صفحہ 71، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 199
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 199

السلام کے درمیان تھا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ یہ عرصہ چھ سو سال تھا یا جو اللہ تعالیٰ نے چاہا (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے معمر کے واسطہ سے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان پانچ سو ساٹھ سال کا عرصہ تھا۔ معمر نے کہا کلبی نے کہا پانچ سو چالیس سال کا عرصہ تھا (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے فترہ کا عرصہ پانچ سو سال تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان فترہ کا عرصہ چار سو تیس سال سے کچھ سال زائد تھا (3)۔

وَ اِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَعَلَ فِيْكُمْ اَنْۢبِيَآءَ وَ جَعَلَكُمْ مُّلُوْكًا ۖۗ وَّ اٰتٰىكُمْ مَّا لَمْ يُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲۰

"اور جب کہا موسیٰ (علیہ السلام) نے اپنی قوم سے اے میری قوم! یاد کرو اللہ کا احسان جو تم پر ہوا جب بنائے اس نے تم میں سے انبیاء اور بنایا تمہیں حکمران اور عطا فرمایا تمہیں جو نہیں عطا فرمایا تھا کسی کو سارے جہانوں میں"۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں نبی بنایا اور تمہیں لوگوں کی گردنوں کا مالک بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکر بجالائے۔ بے شک اللہ تعالیٰ شکر بجالانے والوں کو پسند کرتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ بنو اسرائیل پہلے لوگ ہیں جن کے لئے انسانوں میں سے خادم میسر کئے گئے اور وہ دوسرے لوگوں کے مالک بنے (4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خادموں کا مالک بنایا۔ یہ وہ پہلے لوگ تھے جو خادموں کے مالک بنے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل میں سے جب کوئی آدمی بیوی، خادم اور گھر رکھتا تو اسے ملک کہتے (6)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے قول نقل کیا ہے کہ تمہیں بیوی، خادم اور گھر کا مالک بنایا (7)۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ تمہیں بیوی اور خادم کا مالک بنایا اور کہا عالمین سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان کے دور میں تھے (8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 200، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 01-200 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 201
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 202 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 204 6۔ ایضاً
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 203 8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 04-203

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بنو اسرائیل میں سے جب کسی کے ہاں کوئی خادم سواری اور بیوی ہوتی تو اسے ملک لکھا جاتا۔

امام ابن جریر اور زبیر بن بکار نے موفقیات میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا گھر اور خادم ہو وہ ملک ہے (1)۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کا گھر اور خادم ہو تو وہ ملک ہے۔

امام ابوداؤد نے مراسیل میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کی بیوی، گھر اور خادم ہو (تو وہ ملک ہے)

امام سعید بن منصور اور ابن جریر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے ایک آدمی نے پوچھا کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ آپ نے پوچھا کیا تیری بیوی نہیں جس کے پاس تو جاتا ہے۔ اس نے کہا ہاں بیوی ہے پوچھا کیا گھر ہے جس میں تو رہائش رکھتا ہے؟ اس نے کہا ہاں میرا گھر ہے۔ فرمایا تو اغنیاء میں سے ہے۔ اس نے کہا میرا ایک خادم بھی ہے۔ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا تو تو ملک ہے (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بیویاں، خادم اور گھر بنائے اور انہیں من وسلوی (پانی والا) پتھر اور بادل عطا فرمایا (3)۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں ملک سے مراد سواری، خادم اور گھر ہے (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہیں من و سلوی عطا فرمایا جو کسی اور کو نہ دیا گیا (5)۔

يٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِيْ كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِكُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۲۱﴾

''اے میری قوم! داخل ہو جاؤ اس پاک زمین میں جسے لکھ دیا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور نہ پیچھے ہٹو پیٹھ پھیرتے ہوئے ورنہ تم لوٹو گے نقصان اٹھاتے ہوئے''۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْمُقَدَّسَةَ سے مراد مبارکہ ہے (6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 203، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 202
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 205
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 203
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 205
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 207

امام ابن عساکر نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہاں الْاَرْضَ سے مراد عریش سے لے کر فرات تک کا علاقہ ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ارض مقدسہ سے مراد شام کا علاقہ ہے(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے کتب کا معنی امر نقل کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے حکم دیا(2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ حکم اسی طرح دیا جس طرح انہیں نماز، زکوٰۃ، حج اور عمرہ کا حکم دیا۔

قَالُوْا يٰمُوْسٰۤى اِنَّ فِيْهَا قَوْمًا جَبَّارِيْنَ ۖ وَ اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَا حَتّٰى يَخْرُجُوْا مِنْهَا ۚ فَاِنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ﴿۲۲﴾ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِيْنَ يَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمَا ادْخُلُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ ۚ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۚ۬ وَ عَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۲۳﴾

”کہنے لگے اے موسیٰ! اس زمین میں تو بڑی جابر قوم (آباد) ہے اور ہم ہرگز داخل نہ ہوں گے اس میں جب تک وہ نکل نہ جائیں وہاں سے اور اگر وہ نکل جائیں اس سے تو پھر ہم ضرور داخل ہوں گے۔ (اس وقت) کہا دو آدمیوں نے جو (اللہ سے) ڈرنے والے تھے، انعام فرمایا تھا اللہ نے جن پر کہ (بے دھڑک) داخل ہو جاؤ ان پر دروازہ سے اور جب تم داخل ہو گے دروازہ سے تو یقیناً تم غالب آ جاؤ گے اور اللہ پر بھروسہ کرو اگر ہو تم ایمان دار“۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے جبارین کا یہ مفہوم ذکر کیا ہے کہ ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی کہ ان کے ایسے جسم اور صورتیں تھیں جو کسی اور کی نہ تھیں(3)۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے وہ جسموں میں ہم سے طویل اور قوت میں سخت تھے(4)۔

امام ابن عبد الحکم نے فتوح مصر میں حضرت ابوضمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کے ستر آدمیوں نے عمالقہ کے ایک آدمی کے موزے کے نیچے سایہ حاصل کیا۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بجو اور اس کے بچے عمالقہ کے ایک آدمی کی آنکھ کے گڑھے میں سوئے ہوئے دیکھے گئے(5)۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، جلد 2، صفحہ 13، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 207، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 209
4۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 15، بیروت
5۔ شعب الایمان، جلد 7، صفحہ 404، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن ابی حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے لاٹھی پکڑی اور اس میں کسی چیز کو ماپا پھر زمین میں پچاس یا پچپن انداز ہ لگایا پھر کہا عمالقہ اتنے لمبے تھے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ آپ جبار کے شہر میں داخل ہوں آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کے قریب جا پہنچے۔ یہ شہر اریحاء تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہر قبیلہ سے ایک آدمی روانہ کیا کہ وہ اس قوم کی خبر اس کے پاس لائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے افراد شہر میں داخل ہوئے تو عمالقہ کی مصیبت، جسم اور عظمت کا عجیب امر دیکھا۔ یہ لوگ ان کے ایک باغ میں داخل ہوئے۔ باغ کا مالک آیا تا کہ اس کی فصل کاٹے۔ وہ پھل کاٹنے لگا۔ اس نے ان لوگوں کے نشانات دیکھے تو ان کا پیچھا کیا۔ جب بھی ان میں سے کسی تک پہنچتا اسے پکڑتا تو اسے بھی پھل کے ساتھ اپنی آستین میں رکھ لیتا۔ بعد میں اپنے بادشاہ کے پاس گیا اور ان سب کو اس کے سامنے پھینک دیا۔ بادشاہ نے کہا تم نے ہماری شان وشوکت اور معاملہ دیکھ لیا ہے۔ اب جاؤ اور اپنے نبی کو بتاؤ۔ یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس واپس آئے جو کچھ انہوں نے عمالقہ کے متعلق دیکھا تھا اس کے بارے میں بتایا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہم سے اس بات کو چھپاؤ تو وہ اپنے والد اور دوست کو بتانے لگے اور وہ کہتا یہ بات پوشیدہ رکھنا۔ تو یہ بات پورے لشکر میں پھیل گئی۔ صرف دو آدمیوں یوشع بن نون اور کالب بن یوحنا نے بات کو چھپایا۔ یہی وہ دو افراد ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ (1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ارض مقدسہ سے مراد جبابرہ کا شہر ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی قوم وہاں پہنچی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ آدمیوں کو بھیجا۔ یہی وہ نقیب ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا تا کہ وہ عمالقہ کی خبر لائیں یہ لوگ چلے تو انہیں جبابرہ میں سے ایک آدمی ملا۔ تو اس نے ان سب کو اپنی اوڑھنی میں لے لیا۔ انہیں اٹھایا یہاں تک کہ انہیں اپنے شہر لے آیا۔ اپنی قوم میں منادی کی۔ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ لوگوں نے پوچھا تم کون ہو؟ ان لوگوں نے کہا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ہم اس لئے یہاں آئے ہیں تا کہ تمہاری خبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچائیں۔ جبابرہ نے ان لوگوں کو انار کا ایک دانہ دیا جو ایک آدمی کو کافی تھا۔ جبابرہ نے انہیں کہا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کے پاس جاؤ اور انہیں کہو ان کے پھلوں کا اندازہ کرلو۔ جب یہ لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے، کہنے لگے اے موسیٰ تم اور تمہارا رب جائے اور جنگ کرے ہم تو یہاں بیٹھے ہیں (المائدہ: 24) جو لوگ ان میں سے خوف خدا رکھتے تھے وہ اس شہر کے رہنے والے تھے۔ دونوں مسلمان ہو گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی اور دونوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کی، فرمایا اس دروازے سے داخل ہو جاؤ (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رجلان سے مراد حضرت یوشع بن نون اور کالب تھے (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 213 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 212

امام عبد بن حمید نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رجلان سے مراد کالب اور یوشع بن نون تھے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نوجوان ساتھی تھے۔

عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یَخَافُوْنَ کو یُخَافُوْنَ پڑھتے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے (یُخَافُوْنَ) یاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے (2)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دو افراد دشمن قوم سے تعلق رکھتے تھے بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی بن گئے۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وہ یَخَافُوْنَ کو یاء کے ضمہ کے ساتھ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ قرأت نقل کی ہے کہ وہ یاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر ہدایت کا انعام کیا دونوں کو ہدایت سے نوازا۔ یہ دونوں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے اور جبابرہ کے شہر میں رہتے تھے (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت سہل بن علی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر خوف کے ساتھ انعام کیا (4)۔

امام عبد بن حمید نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ دونوں نقیبوں میں سے تھے اور رباب سے مراد جبابرہ کا شہر ہے۔

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿۲۴﴾

"کہنے لگے اے موسیٰ! ہم تو ہرگز داخل نہ ہوں گے اس میں قیامت تک جب تک وہ وہاں ہیں پس جاؤ تم اور تمہارا رب اور دونوں لڑو (ان سے) ہم تو یہاں ہی بیٹھیں گے"۔

امام احمد، امام نسائی اور ابن حبان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر کی طرف روانہ ہوئے تو مسلمانوں سے مشورہ طلب کیا۔ حضرت عمر نے مشورہ عرض کیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پھر مشورہ طلب کیا تو انصار نے کہا اے انصار کی جماعت رسول اللہ ﷺ تمہارا ارادہ کرتے ہیں۔ تو انصاری نے کہا ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنو اسرائیل نے کہی تھی۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اگر آپ اس کے جگر کے ٹکڑوں کو برک غماد لے جائیں تو ہم آپ ﷺ کی اتباع کریں گے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 213، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 214

4۔ ایضاً 5۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 188، دار صادر بیروت

امام احمد اور ابن مردویہ کے حضرت عتبہ بن عبد السلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا کیا تم جہاد نہیں کرو گے؟ صحابہ نے عرض کی کیوں نہیں؟ ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنواسرائیل نے کی بلکہ آپ اور آپ کا رب جائے قتال کرے، ہم تمہاری معیت میں جنگ کریں گے (1)۔

امام احمد نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے بدر کے روز رسول اللہ ﷺ سے عرض کی: یارسول اللہ! ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کی لیکن آپ اور آپ کا رب جائے اور قتال کریں ہم آپ کی معیت میں قتال کریں گے (2)۔

امام بخاری، امام حاکم، ابونعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں نے مقداد کو ایسے مقام پر دیکھا، میں اس کے مقام پر ہوتا تو یہ مجھے ہر دوسرے مقام سے محبوب ہوتا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ دشمنوں کے خلاف دعوت دے رہے تھے، عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم وہ بات نہیں کریں گے جو بنواسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہی بلکہ ہم آپ ﷺ کے دائیں، آپ ﷺ کے بائیں، آپ ﷺ کے سامنے اور آپ ﷺ کے پیچھے جنگ کریں گے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور دیکھا کہ وہ اس بات کی وجہ سے چمک اٹھا اور خوش ہوگیا (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ کے روز اپنے صحابہ سے اس وقت فرمایا جب مشرکوں نے عمرہ سے روک دیا اور مسلمانوں اور مناسک عمرہ کے درمیان رکاوٹ بن گئے۔ میں ہدی کو لے جاؤں گا اور بیت اللہ کے پاس اسے قربان کروں گا تو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم ہم بنواسرائیل کی جماعت کی طرح نہ ہوں گے۔ جب انہوں نے اپنے نبی سے کہا آپ جائیں اور آپ کا رب جائے دونوں جنگ کریں، ہم تو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں (4)۔

قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَافْرُقْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ﴿۲۵﴾

''موسیٰ نے عرض کی اے میرے رب! میں مالک نہیں ہوں بجز اپنی ذات کے اور اپنے بھائی کے پس جدائی ڈال دے ہمارے درمیان اور اس نافرمان قوم کے درمیان''۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بنواسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا اِذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ) تو حضرت موسیٰ علیہ السلام غصے ہوگئے اور بنواسرائیل کے لئے ان الفاظ میں بددعا کرنے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جلدی ہوئی تھی۔ جب بنواسرائیل پر تیہ کا عذاب مسلط کر دیا گیا تو

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 184، دار صادر بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 314
3۔ مستدرک حاکم، جلد 3، صفحہ 392 (5486) دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 216

حضرت موسیٰ علیہ السلام شرمندہ ہوئے۔ جب آپ شرمندہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ یعنی اس قوم پر غمگین نہ ہوں جنہیں آپ نے فاسق کا نام دیا ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فَافْرُقْ کا معنی اِفْصَلْ کیا ہے یعنی ہمارے اور ان کے درمیان جدائی ڈال دے(2)۔

قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۚ يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۭ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِيْنَ ﴿٢٦﴾

اللہ نے فرمایا تو یہ سرزمین حرام کر دی گئی ہے ان پر چالیس سال تک سرگرداں پھریں گے زمین میں۔ سو نہ غمگین ہوں آپ اس نافرمان قوم (کے انجام) پر۔

امام ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ شہر ان پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا گیا اور يَتِيْهُوْنَ فِي الْاَرْضِ کے بارے میں فرمایا کہ وہ چالیس سال تک اس صحراء میں بھٹکتے رہے(3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارہ آدمی بطور جاسوس بھیجے۔ ہر قبیلہ سے ایک آدمی تھا۔ مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ عمالقہ کے بارے میں معلومات لے آئیں۔ جہاں تک دس افراد کا تعلق ہے انہوں نے اپنی قوم کو بزدل بنایا اور اس میں داخل ہونے کو ناپسند کیا۔ جہاں تک حضرت یوشع بن نون اور ان کے ساتھی کا تعلق تھا انہوں نے اپنی قوم کو شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا، اللہ تعالیٰ کے حکم پر قائم رہے اور اپنی قوم کو جہاد کی طرف رغبت لائی اور انہیں یہ بتایا کہ وہ اس پر غالب آجائیں گے یہاں تک کہ دوسرے افراد نے کہا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ فَقَاتِلَآ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ﴿٢٤﴾ (المائدہ) جب قوم نے دشمن کا مقابلہ کرنے سے بزدلی کا مظاہرہ کیا اور اپنے رب کے حکم کو چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَيْهِمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً وہ کنوں کا پانی پیتے کسی دیہات اور شہر میں نہ اترتے اور نہ ہی اس کی راہ پاتے اور نہ ہی اس پر قادر ہوتے۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان پر بستیاں حرام کر دی گئیں تھیں۔ وہ کسی بستی میں نہیں اترتے تھے اور نہ ہی اس پر قادر تھے۔ وہ چالس سال تک اطواء کا پیچھا کرتے رہے۔ اطواء سے مراد کنویں ہیں۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چالیس سالوں میں فوت ہو گئے اور آپ کے ساتھ جانے والے بنو اسرائیل میں سے ان دو افراد کے علاوہ ان کا کوئی فرد داخل نہیں ہوا بلکہ ان کی اولادیں اور وہ دو شخص داخل ہوئے جنہوں نے وہ بات کہی جو کہی(4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل چالیس سال تک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 217، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 219 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 220

تیہ کے ریگستان میں رہے۔اس تیہ کے ریگستان میں ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ السلام فوت ہو گئے اور وہ بھی فوت ہو گئے جن کی عمر چالیس سال سے زائد تھی۔ جب چالیس سال گزر گئے تو حضرت یوشع بن نون نے انہیں ہمت دلائی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد آپ ہی بنواسرائیل کے معاملات چلا رہے تھے۔انہیں کہا گیا کہ آج جمعہ کا دن ہے تو بنواسرائیل نے مقدس شہر کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔حضرت یوشع کو خوف ہوا کہ اگر ہفتہ کی رات داخل ہو گئی تو وہ ہفتہ کے حکم میں داخل ہو جائیں گے۔آپ نے سورج کو ندا دی اور کہا مجھے بھی حکم دیا گیا ہے اور تجھے بھی حکم دیا گیا ہے۔تو سورج ٹھہر گیا یہاں تک کہ حضرت یوشع نے بیت المقدس کو فتح کر لیا۔آپ نے وہاں ایسے اموال پائے جو پہلے کبھی نہ دیکھے گئے تھے۔لوگوں نے یہ مال آپ کے لئے رکھا مگر آسمان سے آگ نہ آئی۔حضرت یوشع نے فرمایا تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے۔آپ نے قبائل کے سرداروں کو بلایا۔یہ بارہ افراد تھے۔آپ نے ان سے بیعت لی۔ان میں سے ایک آدمی کا ہاتھ آپ کے ہاتھ سے چمٹ گیا۔حضرت یوشع نے فرمایا خیانت کا مال تیرے پاس ہے،اسے نکال دے۔ اس نے گائے کا سر نکالا جو سونے کا بنا ہوا تھا۔اس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں اور موتیوں کے دانت تھے۔اسے بھی قربانی کے مال کے ساتھ رکھ دیا گیا۔آگ آئی اور مال کھا گئی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنواسرائیل چالیس سال تک تیہ کے ریگستان میں رہے۔وہ وہاں صبح کرتے جہاں انہوں نے شام کی ہوتی اور وہاں شام کرتے جہاں انہوں نے صبح کی ہوتی (1)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے عظمۃ میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بنی اسرائیل پر اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا کہ وہ چالیس سال تک ارض مقدسہ میں داخل ہوں وہ زمین میں سرگرداں پھرتے رہے بنواسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی کہ ہم کیا کھائیں گے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو تم کھاؤ گے اللہ تعالیٰ وہ تمہارے پاس لائے گا۔انہوں نے عرض کی وہ کہاں سے ہمارے پاس آئے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر پکی پکائی روٹی نازل فرمائے گا۔ان پر من نازل ہوتا تھا۔یہ پتلی روٹی ہوتی اور مکئی جیسی ہوتی۔عرض کی ہم سالن کہاں سے لیں گے؟ کیا ہمیں گوشت کا بدل ملے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں عطا فرمائے گا۔عرض کی کہاں سے وہ آئے گا؟ ہوا بٹیر ان کے پاس لاتی۔یہ کبوتر کی طرح موٹا پرندہ ہے۔عرض کی ہم لباس کیا استعمال کریں گے۔فرمایا چالیس سال تک تمہارا لباس بوسیدہ نہیں ہو گا۔بنو اسرائیل نے عرض کی ہم جوتے کیا استعمال کریں گے؟ فرمایا چالیس سال تک کسی کا تسمہ بھی نہیں ٹوٹے گا۔لوگوں نے عرض کی ہمارے ہاں چھوٹے بچے پیدا ہوں گے۔ہم انہیں کیا پہنائیں گے فرمایا یہ چھوٹا کپڑا اس کے ساتھ بڑھتا جائے گا۔عرض کی ہمارے لئے پانی کہاں سے آئے گا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ بندوبست فرما دے گا۔اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ پتھر پر اپنی چھڑی ماریں۔عرض کی ہم کیسے دیکھیں ہمیں تو تاریکی ڈھانپ لیتی ہے۔آپ نے لشکر کے درمیان نور کا ایک ستون گاڑ دیا جس سے تمام لشکر روشن ہو گیا۔عرض کی ہم سایہ کیسے حاصل کریں گے جبکہ سورج کی دھوپ ہم پر بڑی سخت ہوتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر بادل سے سایہ فرمائے گا۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تیہ میں بادل ان پر پانچ یا چھ فراسخ تک سایہ کرتا۔ جب بھی وہ صبح کرتے تو چل پڑتے، جب شام ہوتی تو وہ اسی جگہ ہوتے جہاں سے انہوں نے کوچ کیا ہوتا۔ وہ چالیس سال تک ایسے ہی رہے۔ وہ اس جگہ ہوتے، ان پر من وسلویٰ نازل ہوتا، ان کے کپڑے بوسیدہ نہ ہوتے، ان کے ساتھ طور کا پتھر تھا جسے وہ ساتھ ساتھ اٹھائے پھرتے۔ جب وہ کسی جگہ فروکش ہوتے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس پر چھڑی مارتے تو اس میں سے بارہ چشمے پھوٹ پڑتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ان کے لئے تیہ میں ایسے کپڑے پیدا کئے گئے جو نہ بوسیدہ ہوئے اور نہ ہی پگھلتے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل جب تیہ میں تھے تو ان کے کپڑے اس طرح بڑھتے جاتے جس طرح وہ جوان ہوتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے پانی طلب کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی تو نے میرے بندوں کو گدھوں کی جماعت کے نام سے یاد کیا ہے میں نے تم پر ارض مقدسہ کو حرام کر دیا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب میری قبر ارض مقدسہ سے اتنی دور بنا دے جتنی دور پتھر پھینکا جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قبر دیکھو تو تم اسے ارض مقدسہ سے اتنا دور دیکھو گے جتنا پتھر پھینکا جا سکتا ہے۔

امام عبد بن حمید حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے بارش کو طلب کیا تو انہیں پانی سے نواز دیا گیا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے گدھو پانی پیو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس امر سے منع کیا اور فرمایا میرے بندوں کو یا حمیر کے نام سے نہ پکارو۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فلا تاس کا معنی تو غمگین نہ ہو(1)۔

امام طستی نے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے عرض کیا مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَلَا تَأْسَ کے بارے میں بتائیے فرمایا اس کا معنی ہے تو غم نہ کر۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں، کیا آپ نے امرؤالقیس کو کہتے ہوئے نہیں سنا۔

وُقُوْفًا بِهَا صَحْبِىْ عَلَىَّ مَطِيَّهُمْ　　يَقُوْلُوْنَ لَا تَهْلِكْ اَسًى وَ تَجَمَّلْ

وہاں ٹھہرنے کی حالت میں جبکہ میرے ساتھی اپنی سواریوں پر سوار تھے کہہ رہے تھے غم کو ہلاک نہ کر اور صبر جمیل کر۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 223، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبدالرزاق نے مصنف میں اور حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ ایک نبی نے اہل شہر سے جہاد کیا۔ جب شہر کو فتح کرنے والے تھے تو سورج غروب ہونے لگا۔ اس نبی نے سورج سے کہا تو بھی حکم دیا گیا ہے اور مجھے بھی حکم دیا گیا ہے۔ میں تجھے اپنا واسطہ دیتا ہوں کہ تو دن کے وقت میں ہی ٹھہر جا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس سورج کو روک لیا یہاں تک کہ اس نبی نے اس شہر کو فتح کر لیا۔ اس وقت لوگ جب مال غنیمت حاصل کرتے تو اسے قربان گاہ میں جمع کرتے آگ آتی جو اس مال کو کھا جاتی۔ جب انہوں نے مال غنیمت کو حاصل کر لیا تو مال کو قربان گاہ میں رکھا۔ آگ اسے کھانے کے لئے نہ آئی۔ لوگوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی کیا وجہ ہے ہماری قربانی قبول نہیں ہوئی، فرمایا تم میں سے کسی نے خیانت کی ہے۔ عرض کی ہمیں یہ کیسے پتہ چلے گا کہ ہم میں سے کس نے خیانت کی ہے؟ وہ بارہ قبائل تھے۔ فرمایا ہر قبیلہ کا سردار میری بیعت کرے گا۔ ہر قبیلہ کے سردار نے بیعت کی۔ آپ کا ہاتھ ایک آدمی کے ساتھ چمٹ گیا۔ لوگوں نے اس سے کہا تیرے پاس خیانت کا مال ہے؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس خیانت کا مال ہے۔ پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ بیل کا سر ہے جو سونے کا بنا ہوا ہے، وہ مجھے اچھا لگا تو میں نے اسے چوری کر لیا۔ وہ اسے لے آیا اور غنیمت کے مال میں رکھ دیا۔ آگ آئی اور اس مال کو کھا گئی۔ کعب نے کہا اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا، اللہ کی قسم تورات میں ایسا ہی واقعہ ہے۔ پھر پوچھا اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کیا نبی کریم ﷺ نے تمہیں بتایا کہ وہ نبی کون تھا؟ کہا وہ حضرت یوشع بن نون تھے۔ پوچھا کیا تمہیں یہ بتایا کہ وہ کون سا دیہات تھا کہا وہ اریحا کا شہر تھا عبدالرزاق کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم سے قبل کسی کے لئے بھی مال غنیمت حلال نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری کو دیکھا تو اسے ہمارے لئے پاکیزہ بنا دیا۔ اس کا گمان ہے کہ سورج کسی کے لئے اس سے قبل نہ اس کے بعد روکا گیا (1)۔

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ ۘ اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَ لَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ؕ قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ؕ قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۞۲۷

''اور آپ پڑھ سنائیے ایسی خبر دو فرزندان آدم کی ٹھیک ٹھیک جب دونوں نے قربانی دی تو قبول کی گئی ایک سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے۔ (اس دوسرے نے) کہا قسم ہے میں تمہیں قتل کر دوں گا۔ (پہلے نے) کہا (تو بلا وجہ ناراض ہوتا ہے) قبول فرماتا ہے اللہ صرف پرہیزگاروں سے''۔

امام ابن جریر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ صحابہ کرام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے ہاں جب بھی کوئی ولادت ہوتی تو بچے کے ساتھ بچی بھی پیدا ہوتی۔ حضرت آدم علیہ السلام اس باری کے بچے کی شادی دوسری باری

1۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 151 (2618)، دارالکتب العلمیہ بیروت

کی بچی سے کر دیتے اور اس باری کی بچی کی شادی دوسری باری کے بچے سے کر دیتے یہاں تک کہ ان کے ہاں دو بچے پیدا ہوئے، ایک کا نام قابیل اور دوسرے کا ہابیل تھا۔ قابیل زراعت پیشہ تھا اور ہابیل کے مال مویشی تھے۔ قابیل بڑا تھا۔ اس کی جڑواں بہن ہابیل کی جڑواں بہن سے زیادہ خوبصورت تھی۔ ہابیل نے مطالبہ کیا کہ اس کا عقد نکاح قابیل کی بہن سے کیا جائے تو قابیل نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا یہ میری بہن ہے۔ میرے ساتھ پیدا ہوئی۔ یہ تیری جڑواں بہن سے زیادہ خوبصورت ہے۔ میں زیادہ حق دار ہوں کہ میرا اس کے ساتھ عقد نکاح کیا جائے۔ اس کے والد حضرت آدم علیہ السلام نے قابیل کو حکم دیا کہ وہ اپنی بہن کا نکاح ہابیل سے کر دے۔ تو اس نے انکار کر دیا دونوں نے قربانی دی کہ کون اس لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا حق دار ہے جبکہ حضرت آدم علیہ السلام وہاں موجود نہ تھے۔ وہ مکہ مکرمہ کی زیارت کے لئے گئے ہوئے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ میرے بچے کی امانت کے ساتھ حفاظت کر۔ تو اس نے انکار کر دیا۔ زمین سے کہا تو اس نے بھی انکار کر دیا۔ پہاڑوں سے کہا تو انہوں نے بھی انکار کر دیا۔ قابیل سے کہا تو اس نے کہا ہاں میں تیار ہوں۔ آپ جائیں، واپس آئیں آپ اپنے گھر والوں کو ایسے ہی پائیں گے جو آپ کو خوش کرے گا۔ جب حضرت آدم علیہ السلام چلے گئے۔ تو دونوں نے قربانی دی قابیل اپنے بھائی ہابیل پر فخر کرتا اور کہتا میں تیری بنسبت اس کا زیادہ مستحق ہوں۔ یہ میری بہن ہے، میں تجھ سے بڑا ہوں اور میں اپنے والد کا وصی ہوں۔ جب دونوں نے قربانی دی ہابیل کی قربانی موٹا جانور تھا جبکہ قابیل کی قربانی سٹوں والا گٹھا تھا اس میں ایک بڑا سٹہ دیکھا، اسے صاف کیا اور خود کھالیا۔ آگ نازل ہوئی ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا۔ قابیل غصے ہو گیا اور کہا میں تجھے قتل کر دوں گا تا کہ تو میری بہن سے شادی نہ کر سکے ہابیل نے یہ کہا اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ۝ لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ۝ اِنِّيْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِيْ وَ اِثْمِكَ یعنی میرے قتل کا گناہ تیرے گناہ کے ساتھ مل جائے جو تیری گردن میں ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر نے عمدہ سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو منع کیا گیا تھا کہ اپنی لڑکی کا نکاح اس کے جڑواں بھائی سے کریں بلکہ یہ حکم دیا گیا کہ وہ اس کے دوسرے باری میں پیدا ہونے والے بھائیوں سے نکاح کریں۔ ہر باری میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتی تھی۔ اسی اثنا میں ایک دفعہ ایک خوبصورت لڑکی اور دوسری دفعہ بدصورت لڑکی پیدا ہوئی۔ بدصورت کے بھائی نے کہا تو اپنی بہن کا نکاح مجھ سے کر دے میں تیرا نکاح اپنی بہن سے کر دیتا ہوں۔ دوسرے نے کہا نہیں میں اپنی بہن کا زیادہ مستحق ہوں۔ دونوں نے قربانی دی۔ ریوڑ والا سفید رنگ کا دنبہ لایا جبکہ کھیتی والا فصل کا ایک گٹھا لایا۔ مینڈھے والے کی قربانی قبول کر لی گئی۔ اللہ تعالیٰ نے اسے چالیس سال تک جنت میں خزانہ کئے رکھا۔ یہی وہ مینڈھا ہے جسے حضرت ابراہیم نے ذبح کیا جبکہ کھیتی والے کی قربانی قبول نہ ہوئی۔ تمام بنو آدم اس کاشتکار کی اولاد ہیں۔

امام اسحاق بن بشر نے مبتداء میں اور امام ابن عساکر رحمہم اللہ نے اپنی تاریخ میں حضرت جویبر اور حضرت مقاتل کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 227، دار احیاء التراث العربی بیروت

واسطہ سے حضرت ضحاک رحمہم اللہ سے اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی چالیس اولادیں ہوئیں۔ بیس بچے اور بیس بچیاں۔ ان میں سے جو زندہ رہے وہ ہابیل، قابیل، صالح، عبدالرحمٰن، وہ جس کا نام آپ نے عبدالحارث رکھا، عود جسے شیث بھی کہا جاتا ہے۔ اسے ہبتہ اللہ بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بھائیوں نے اسے سردار بنایا۔ آپ کی اولاد میں سواع، یغوث اور نسر بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اس بچے کی بہن کی دوسرے بچے کی بہن سے شادی کردے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کی صورتحال یہ تھی کہ وہاں کوئی مسکین نہ تھا جس پر صدقہ کیا جاتا۔ قربانی یہی تھی جسے ایک آدمی پیش کرتا اسی اثناء میں کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹے بیٹھے ہوئے تھے کہ دونوں نے کہا کاش ہم قربانی دیتے۔ ان میں سے ایک جانور پالتا تھا اور دوسرا کھیتی باڑی کرتا تھا۔ ریوڑ کے مالک نے بہترین اور موٹا جانور پیش کیا جبکہ دوسرے نے اپنی فصل کا کچھ حصہ قربانی کے طور پر پیش کیا۔ آگ آسمان سے اتر کر بکری کو کھا گئی اور فصل کو چھوڑ دیا۔ جس کی قربانی قبول نہ ہوئی اس نے اپنے بھائی سے کہا کیا تو لوگوں میں گھومے پھرے گا جبکہ لوگ یہ جانتے ہوں کہ تو نے قربانی دی۔ وہ قبول ہوگئی جبکہ میری قربانی رد ہوگئی؟ نہیں ہرگز نہیں اللہ کی قسم لوگ مجھے اور تجھے نہ دیکھ سکیں گے اس حال میں کہ تو مجھ سے بہتر ہے۔ اس نے کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا۔ جس کی قربانی قبول ہوئی تھی اس نے کہا میرا گناہ؟ اللہ تعالیٰ متقین سے قربانی قبول فرماتا ہے۔ اگر تو میری طرف اس لئے ہاتھ بڑھائے کہ مجھے قتل کردے تب بھی میں تجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ نہیں بڑھاؤں گا، میں کسی سے مدد طلب نہیں کروں گا جبکہ میں اپنا ہاتھ تجھ سے روکے رکھوں گا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وہ دو بیٹے جنہوں نے قربانی دی ان میں سے ایک کاشتکاری کرتا تھا اور دوسرا ریوڑ پالتا تھا۔ دونوں کو حکم دیا گیا کہ وہ قربانی پیش کریں۔ جو ریوڑ پالتا تھا اس نے بہترین سب سے موٹا اور سب سے خوبصورت جانور خوش دلی سے پیش کیا جبکہ کاشتکاری کرنے والے نے سب سے ناقص فصل تنگ دلی سے پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے ریوڑ پالنے والے کی قربانی قبول کرلی اور کھیتی والے کی قربانی قبول نہ کی دونوں کا وہی واقعہ ہے جس کا ذکر کتاب اللہ میں مذکورہ ہے، اللہ کی قسم ان میں سے قتل ہونے والا بھائی زیادہ طاقتور تھا مگر گناہ سے بچنے کی خواہش نے اسے بھائی پر ہاتھ اٹھانے سے روک دیا(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہابیل وقابیل حضرت آدم علیہ السلام کی صلبی اولاد تھی۔ ہابیل نے اپنے ریوڑ میں عمدہ مینڈھا قربانی کے طور پر پیش کیا جبکہ قابیل نے اپنی کھیتی میں سے فصل قربانی کے طور پر پیش کی۔ اللہ تعالیٰ نے مینڈھے کی قربانی قبول فرمالی۔ تو جس کی قربانی قبول نہ ہوئی تھی اس نے اس سے کہا میں تجھے ضرور قتل کروں گا اور اسے قتل بھی کردیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ایک پاؤں کو اس کی پنڈلی سے ران تک چسپاں کردیا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 225، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 224

یہ قتل کے دن سے لے کر قیامت تک سلسلہ یوں ہی رہے گا اور اس کا منہ بہن کی طرف کر دیا۔ وہ جہاں کہیں بھی جائے گا موسم سرما میں برف کا باڑہ اسے احاطہ میں لئے ہوگا اور موسم گرما میں آگ کا ایک باڑہ احاطہ میں لئے ہوگا۔ اس کے ساتھ ساتھ فرشتے ہوں گے، جب بھی ایک فرشتہ جائے گا دوسرا آجائے گا (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ دونوں افراد بنو اسرائیل میں سے تھے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی صلبی اولاد نہ تھی یہ قربانی کا سلسلہ بنو اسرائیل میں جاری ہوا تھا یہ وہ پہلا شخص تھا جو اس طریقہ سے فوت ہوا تھا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ یقین ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے میری ایک نماز قبول کر لی ہے تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب التقوی میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے تقوی کی موجودگی میں کوئی عمل قلیل نہیں اور جو عمل قبول ہو جائے وہ کیسے قلیل ہو سکتا ہے؟

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو خط لکھا میں تجھے اللہ تعالیٰ سے تقوی کی وصیت کرتا ہوں، اللہ تعالیٰ تقویٰ کے بغیر کسی چیز کو قبول نہیں فرماتا، تقویٰ کے بغیر رحم نہیں فرماتا، تقویٰ کے بغیر بدلہ عطا نہیں فرماتا۔ اس کے وعظ کرنے والے تو بہت ہیں اور اس پر عمل کرنے والے تھوڑے ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت یزید عیص رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے موسی بن اعین سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا؟ انہوں نے فرمایا (کچھ) حلال چیزوں سے بچیں کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ حرام چیز میں جا کر واقع ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہی متقین فرمایا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ علم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ میرا رائی کے دانے کے برابر عمل قبول کرلے تو یہ مجھے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔

امام ابن سعد اور ابن ابی الدنیا نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عامر بن عبد القیس نے کہا قرآن حکیم میں ایک آیت مجھے تمام دنیا سے زیادہ پسند ہے کہ میں سب دنیا دے دوں جس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ مجھے متقین میں سے بنا دے کیونکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اِنَّمَا یَتَقَبَّلُ اللّٰهُ۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ہمام بن یحیٰی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عامر بن عبد اللہ موت کے وقت رونے لگے۔ ان سے پوچھا گیا کیوں روتے ہو، کہا کتاب اللہ میں ایک آیت ہے۔ ان سے کہا گیا کون سی آیت ہے؟ تو انہوں نے یہی آیت تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کسی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 225، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 228

بندے کا عمل قبول نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ اس سے راضی ہو جاتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ثابت رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مطرف کہا کرتے تھے اے اللہ مجھ سے ایک دن کا روزہ ہی قبول کر لے اے اللہ میرے حق میں ایک نیکی لکھ دے پھر اس آیت کی تلاوت کرتے۔

امام ابن ابی شیبہ نے اس آیت کی تفسیر میں ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو شرک سے بچتے ہیں (2)۔

امام ابن عساکر نے حضرت ہشام بن یحیٰ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ایک سائل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے اپنے بیٹے سے فرمایا اسے ایک دینار دے دو۔ تو ان کے بیٹے نے اسے دینار دے دیا۔ جب وہ سائل چلا گیا تو ان کے بیٹے نے عرض کیا اے والد محترم اللہ تعالیٰ نے اسے قبول فرما لیا ہے؟ حضرت عبد اللہ نے فرمایا اگر میں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ایک سجدہ قبول کر لیا ہے یا ایک درہم کا صدقہ قبول کر لیا ہے تو غائب چیز مجھے موت سے زیادہ پسندیدہ نہ ہوتی، کیا تو جانتا ہے اللہ تعالیٰ کس کا عمل قبول فرماتا ہے؟ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَیَّ یَدَكَ لِتَقْتُلَنِیْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ یَّدِیَ اِلَیْكَ لِاَقْتُلَكَ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲۸﴾ اِنِّیْۤ اُرِیْدُ اَنْ تَبُوْٓاَ بِاِثْمِیْ وَ اِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِیْنَ ﴿۲۹﴾ۚ

"تو اگر تو بڑھائے میری طرف اپنا ہاتھ تاکہ تو قتل کرے مجھے (جب بھی) میں نہیں بڑھانے والا اپنا ہاتھ تیری طرف تاکہ میں قتل کروں تجھے میں تو ڈرتا ہوں اللہ سے جو مالک ہے سارے جہانوں کا میں تو یہی چاہتا ہوں کہ تو اٹھا لے میرا گناہ اور اپنا گناہ تاکہ تو ہو جائے دوزخیوں سے اور یہی سزا ہے ظلم کرنے والوں کی"۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان کی شریعت میں یہ حکم تھا کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے کو گزند پہنچانا چاہتا تو دوسرا اسے چھوڑ دیتا اور اپنا دفاع نہ کرتا (3)۔

امام ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنو اسرائیل پر یہ فرض تھا کہ جب کوئی آدمی کسی دوسرے پر دست اندازی کرتا تو دوسرا اس کا دفاع نہ کرتا یہاں تک کہ پہلا آدمی اس کو قتل کر دیتا یا اسے چھوڑ دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مدعا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میرے قتل کا گناہ بھی تیرے سر ہے اور اس سے قبل جو تو نے غلطیاں کی ہیں ان کا وبال بھی تیرے سر ہو (4)۔

حضرت قتادہ اور حضرت ضحاک رحمہما اللہ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 13، صفحہ 35-230، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 221 (35501)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 231، داراحیاء التراث العربی بیروت
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 232

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتائیے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا اس کا معنی ہے کہ تو لوٹے تو میرے گناہ اور تیرے اپنے اعمال کا گناہ تجھ پر ہو پھر تو جہنم کا مستحق بن جائے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے شاعر کا شعر نہیں سنا۔

مَنْ كَانَ كَارِهَ عَيْشِهِ فَلْيَأْتِنَا يَلْقَى الْمَنِيَّةَ أَوْ يَبُوْءُ عِنَاءً

جو آدمی اپنی زندگی کو ناپسند کرتا ہے وہ ہمارے پاس آجائے وہ موت سے ملاقات کرے گا یا مشقت کو ٹھکانہ بنائے گا۔

امام احمد، امام ابوداؤد، امام ترمذی اور امام حاکم نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن اور امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب ایک فتنہ کھڑا ہوگا اس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا عرض کی بتائیے اگر کوئی آدمی میرے گھر میں داخل ہو جائے اور وہ مجھے قتل کرنے کے درپے ہو؟ فرمایا ابن آدم کی طرح ہو جاؤ اور اس آیت کی تلاوت کی (1)۔

امام احمد، امام مسلم اور حاکم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دراز گوش پر سوار تھے اور مجھے اپنے پیچھے بٹھایا۔ فرمایا اے ابوذر اگر لوگوں کو بھوک آ لے اور تو اتنی طاقت بھی نہ رکھے کہ اپنے بستر سے اٹھ کر مسجد تک جا سکے تو تو کیا کرے گا؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا اے ابوذر پاک دامن رہ۔ فرمایا مجھے بتا اگر لوگوں کو سخت موت (وبا) آ لے جس میں بندے کا گھر قبر ہو؟ عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ فرمایا اے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ صبر کر۔ فرمایا اے ابوذر بتا اگر لوگ ایک دوسرے کو قتل کرنے لگیں یہاں تک کہ خون سے حجارۃ الزیت ڈوب جائے تو تو کیا کرے گا؟ میں نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا اپنے گھر میں بیٹھ رہ اور اپنا دروازہ بند کر لے۔ میں نے عرض کی اگر مجھے پھر بھی نہ چھوڑا جائے؟ فرمایا فَائْتِ مَنْ اَنْتَ مِنْهُمْ فَكُنْ فِيْهِمْ۔

میں نے کہا کیا میں اپنا اسلحہ لے لوں؟ فرمایا تو پھر بھی تو ان میں شریک ہو جائے گا جس میں وہ ہیں لیکن اگر تجھے ڈر ہو کہ تلوار کی شعاع تجھے خوفزدہ کر دے گی تو اپنی چادر کی ایک طرف اپنے چہرے پر ڈال دے یہاں تک کہ وہ اپنے اور تیرے گناہ کا مستحق بن جائے تو وہ جہنمی ہو جائے گا (2)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فتنہ میں اپنی تلواریں توڑ دو، تیر کمانوں کے تند کاٹ دو گھروں میں رہو اور اس فتنہ میں حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے جو تھا اس کی طرح ہو جاؤ (3)۔

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 185، دار صادر بیروت 2۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 469 (8304) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 340 (5322)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر تم باہم لڑو گے تو میں اپنے گھر کے آخری کمرہ میں انتظار کروں گا اور اس میں گھسا رہوں گا۔ اگر کوئی آدمی وہاں بھی مجھ پر داخل ہوگا تو میں اسے کہوں گا لو میرے اور اپنے گناہ کے مستحق بن جاؤ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک بیٹے نے کیا تھا۔

امام ابن سعد اور ابن عساکر نے حضرت ابونضرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حرہ کے دن حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ خدری ایک غار میں داخل ہوئے، ایک آدمی غار میں داخل ہوا جبکہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کے پاس تلوار بھی تھی۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار رکھ دی اور کہا اپنے گناہ اور میرے گناہ کے مستحق بن جاؤ اور جہنمیوں میں سے ہو جاؤ۔ ابن سعد کے یہ الفاظ ہیں کہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے اس آیت کو تلاوت کیا۔ اس آدمی نے کہا کیا تو ابوسعید خدری ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کی میرے لئے دعائے مغفرت کیجئے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے معاف کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کو اس آیت کے لئے بطور مثال ذکر کیا گیا ہے اس میں سے جو اچھا ہے اسے اپنا لو(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کو تمہارے لئے بطور مثال ذکر کیا گیا ہے، ان میں سے جو اچھا ہے اس کی مشابہت اختیار کرو اور ان میں سے جو برا ہے اس کی مشابہت نہ کرو۔

امام ابن جریر حضرت معتمر بن سلیمان رحمہ اللہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے بکر بن عبداللہ سے عرض کیا کیا آپ تک یہ خبر نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں کو بطور نمونہ ذکر کیا ہے ان میں سے جو اچھا ہے اس کو اپناؤ اور ان میں سے جو برا ہے اس کو چھوڑ دو(2)۔

امام حاکم نے صحیح سند سے حضرت ابوبکرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے، خبردار ایک فتنہ ہوگا جس میں بیٹھا ہوا شخص کھڑے شخص سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اس میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ جب فتنہ برپا ہو جائے تو جس کا اونٹ ہو وہ اپنے اونٹ سے چمٹ جائے، جس کی زمین ہو وہ اپنی زمین سے وابستہ ہو جائے گا۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ اگر اس کے لئے کوئی چیز نہ ہو تو فرمایا وہ ایک پتھر لے اور اسے اپنی تلوار کی دھار پر توڑ دے (اسے کند کر دے) پھر اگر نجات کی طاقت رکھے تو نجات پائے، اے اللہ کیا میں نے پیغام پہنچا دیا۔ یہ بات تین دفعہ دہرائی۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایئے اگر مجھے مجبور کیا جائے یہاں تک کہ مجھے دو صفوں میں سے ایک صف میں لے جایا جائے۔ ایک آدمی مجھے تیر مارے یا تلوار سے وار کرے پھر مجھے قتل کر دے؟ فرمایا وہ اپنے اور تیرے گناہ کا مستحق بن گیا تو وہ جہنمی ہو گیا۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین دفعہ دہرائی(3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 240، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 487 (8361)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اگر نمازی بھی قتل کیے جائیں گے تو اس وقت آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا میں تجھے حکم دیتا ہوں کہ تو اپنے گھر کے آخری کمرہ میں انتظار کرے اور اسی کے ساتھ چمٹا رہے۔ اگر کوئی تیرے گھر میں داخل ہو جائے تو اسے یہ کہہ دے کہ میرے اور اپنے گناہ کا مستحق بن جا تو تو بھی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کی طرح ہو جائے گا (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت خالد بن عرفطہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے خالد میرے بعد بڑے بڑے حادثات اور فتنے اور اختلاف ہوگا۔ اگر تو طاقت رکھے تو اللہ تعالیٰ کا مقبول بندہ بن نہ کہ قاتل بن پس اسی طرح کیجئے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا فتنے برپا ہوں گے جس میں سونے والا لیٹنے والے سے، لیٹنے والا بیٹھنے والے سے، بیٹھنے والا چلنے والے سے، چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ اس کے تمام قاتل جہنم میں ہوں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر میں ایسے حالات پاؤں تو آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا اپنے گھر میں داخل ہو جایئے میں نے عرض کی مجھے بتایئے اگر کوئی میرے گھر میں آ جائے۔ فرمایا تو کہہ میرے اور اپنے گناہ کے مستحق بن جاؤ اللہ کا مقتول بندہ بن (3)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں اور ابن عساکر نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی مقتول کی حیثیت سے مارا گیا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف فرما دے گا یہ حکم قرآن حکیم میں ہے پھر یہ آیت تلاوت کی (4)۔

امام ابن سعد نے حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتنہ کا ذکر کیا اس میں بیٹھنے والا کھڑا ہونے والے سے، کھڑا ہونے والا، چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہے اگر تو اس فتنہ کو پائے تو اللہ کا مقتول بندہ بن، اللہ تعالیٰ کا قاتل بندہ نہ بن۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم میں سے کوئی یہ کہنے سے بھی عاجز ہے کہ کوئی آدمی اسے قتل کرنے کے لئے آئے اور ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر کہے کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے اچھے بیٹے کی طرح ہو جائے تو وہ جنت میں ہوگا۔ وہ جنت میں ہوگا اس کا قاتل جہنم میں ہوگا (5)۔

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۳۰﴾

”پس آسان بنا دیا اس کے لئے اس کے نفس نے اپنے بھائی کا قتل۔ سو قتل کر دیا اسے اور ہو گیا سخت نقصان اٹھانے والوں سے“۔

1۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 492 (8374)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 562 (8578)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 7، صفحہ 485 (37429)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 340 (5324) بیروت

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الفتن، جلد 7، صفحہ 486 (37431)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَطَوَّعَتْ کا معنی فزینت نقل کیا ہے یعنی نفس نے اس کے لئے مزین کیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اور صحابہ کی ایک جماعت سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے نفس نے اسے آمادہ کیا وہ اپنے بھائی کو قتل کر دے۔ اس وجہ سے وہ پہاڑ کی چوٹیوں میں نکل گیا۔ ایک دن وہ اپنے بھائی کے پاس آیا جبکہ اس کا بھائی اپنا ریوڑ چرا رہا تھا جبکہ وہ سویا ہوا تھا۔ اس نے پتھر اٹھایا اور بھائی کا سر کچل دیا تو وہ مر گیا۔ اس کی لاش کو کھلی جگہ چھوڑ دیا اور یہ نہیں جانتا تھا کہ اسے کیسے دفن کرے۔ اللہ تعالیٰ نے دو کوؤں کو بھیجا جو آپس میں لڑنے لگے۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ مارنے والے کوے نے ایک گڑھا کھودا پھر اس پر مٹی ڈال دی۔ جب اس قاتل بھائی نے کوے کو دیکھا تو اس نے کہا ہائے افسوس کیا میں اس کوے جیسا ہونے سے بھی عاجز ہوں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جس بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا۔ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اپنے بھائی کو کیسے قتل کرے تو شیطان اس کے پاس ایک پرندے کی شکل میں آیا۔ اس نے ایک اور پرندے کو پکڑا۔ اس کا سر دو پتھروں کے درمیان رکھا اور اس کا سر کچل دیا تو اس طرح اسے قتل کی تعلیم دی۔ مجاہد سے بھی اس طرح منقول ہے (3)۔

امام ابن جریر نے خیثمہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تو زمین نے اس کے خون کو چوس لیا اور اس قاتل پر لعنت کی اس خون کے بعد زمین نے کسی کا خون اپنے اندر جذب نہ کیا (4)۔

امام ابن عساکر نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دمشق میں ایک پہاڑ ہے جس کو قاسیون کہتے ہیں۔ اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا۔

امام ابن عساکر نے حضرت عمرو بن خبیر شعبانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ کے ساتھ دیر المران کے ایک پہاڑ پر تھا۔ انہوں نے پہاڑ میں بہتا ہوا پانی دیکھا تو کہا یہاں ہی حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا اور یہ اس کے خون کا اثر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے لئے نشانی بنا دیا ہے۔

امام ابن عساکر نے ایک اور سند سے حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قاسیون پہاڑ پر جو خون ہے وہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے کا خون ہے۔

امام ابن عساکر نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ زمین نے حضرت آدم علیہ السلام کے مقتول بیٹے کا خون چوس لیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر لعنت کی، اس وجہ سے زمین ہابیل کے خون کے بعد کسی کا خون نہیں چوستی اور یہ سلسلہ تا قیامت یونہی جاری رہے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 235، دار احیاء التراث العربی بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 237,235

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 235 — 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 239

امام نعیم بن حماد نے فتن میں حضرت عبد الرحمٰن بن فضالہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عقل کو مسخ کر دیا، اس کا دل رنجیدہ کر دیا۔ وہ یونہی سرگرداں رہتا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی انسان جب ظلم کے طور پر قتل کیا جاتا ہے تو اس کا وبال حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس نے یہ طریقہ جاری کیا تھا (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی بھی انسان جب ظلماً قتل کیا جاتا ہے تو اس کا وبال حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے پر بھی ہوتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کیا۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں میں سے سب سے بدبخت وہ انسان ہے جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا جب سے اس نے اپنے بھائی کو قتل کیا اس وقت سے لے کر قیامت تک جو بھی خون بہایا جائے گا اس خون کا وبال بھی اس سے پہلے قاتل کو پہنچے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے سب سے پہلے قتل کو شروع کیا (2)۔

امام ابن جریر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم اس آدمی کو پاتے ہیں جس نے پہلا قتل کیا تھا جہنمیوں میں صحیح طور پر تقسیم ہوتی ہے اس پہلے قاتل کو ان جہنمیوں کے عذاب کا نصف دیا جاتا ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگوں میں سے تین بدبخت ترین ہیں: قوم ثمود کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا، حضرت آدم علیہ السلام کا وہ بیٹا جس نے اپنے بھائی کو قتل کیا تھا، زمین میں جو بھی ناحق خون بہایا جاتا ہے اس کا وبال اسے بھی پہنچتا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے انسان کو قتل کیا (3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے کتاب من عاش بعد الموت میں عبد اللہ بن دینار کی سند سے حضرت ابو ایوب یمانی رحمہ اللہ سے وہ اپنی قوم کے ایک آدمی سے روایت نقل کرتے ہیں جسے عبد اللہ کہا جاتا کہ وہ اور اس کی قوم کی ایک جماعت نے سمندر میں سفر شروع کیا۔ ان دنوں سمندروں سخت تاریک تھا پھر وہ تاریکی چھٹ گئی جبکہ وہ ایک بستی کے قریب تھے۔ عبد اللہ نے کہا میں پانی کی تلاش میں نکلا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے ہیں جو بند ہیں جن سے ہوا ٹکرا رہی ہے۔ میں نے آواز دی تو مجھے کسی نے بھی جواب نہ دیا۔ میں اسی طرح کھڑا تھا کہ دو شاہسوار میرے پاس آ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے مجھ سے صورتحال پوچھی تو میں نے ان دونوں کو بتایا کہ ہمیں سمندر میں کیا مصیبت پہنچی تھی۔ میں پانی کی تلاش میں نکلا ہوں۔ دونوں نے مجھ سے کہا اس گلی میں چلتے جاؤ۔ آخر میں تم ایک تالاب تک پہنچو گے جس میں پانی ہوگا تو اس سے پانی لے لینا اس میں جو کچھ دیکھو اس سے نہ گھبرانا۔ میں نے ان سے ان بند گھروں کے بارے میں پوچھا جن سے ہوا ٹکرا رہی ہے۔ تو ان دونوں نے جواب دیا کہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 383، دار صادر بیروت　2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 234، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ مجمع الزوائد، جلد 7، صفحہ 77 (10970)، دار الفکر بیروت

مردوں کے روحوں کے گھر ہیں۔ میں چلا یہاں تک کہ اس تالاب تک پہنچا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں ایک آدمی سر کے بل لٹک رہا ہے۔ وہ خواہش کرتا ہے کہ ہاتھ سے پانی لے لیکن وہ پانی تک نہیں پہنچتا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مجھے آواز دی اے اللہ کے بندے مجھے پانی پلا۔ میں نے پیالا بھرا تا کہ میں اسے پانی دوں تو میرا ہاتھ رک گیا۔ میں نے پوچھا مجھے بتا تو کون ہے؟ اس نے بتایا میں حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا ہوں جس نے سب سے پہلے زمین میں خون بہایا تھا۔

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِي الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِيْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِيَ سَوْءَةَ اَخِيْ ۚ فَاَصْبَحَ مِنَ النّٰدِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

''پھر بھیجا اللہ نے ایک کوا کھودتا تھا زمین کو تا کہ دکھائے اسے کہ کس طرح چھپائے لاش اپنے بھائی کی۔ کہنے لگا ہائے افسوس! کیا قاصر رہا میں کہ ہوتا اس کوے کی مانند تو چھپا دیتا لاش اپنے بھائی کی۔ غرض وہ ہو گیا سخت پچھتانے والوں سے''۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا۔ اسے اٹھا لیا یہاں تک کہ لاش خراب ہونے لگی۔ پرندے اور درندے تاڑ میں رہنے لگے کہ وہ کب اسے پھینکے تو وہ اس کی لاش کھائیں۔ قابیل نے یہ ناپسند کیا کہ حضرت آدم علیہ السلام آئیں اور یہ دیکھ کر غمگین ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے جن میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا جبکہ قابیل اسے دیکھ رہا تھا پھر کوے نے اپنی چونچ اور پنجوں سے گڑھا کھودا یہاں تک کہ اس کے لئے جگہ بنا دی پھر اسے دھکیلا اور اسے گڑھے میں پھینک دیا۔ پھر اپنے پنجوں سے اس پر مٹی ڈالی اور اسے چھپا دیا۔ جب قابیل نے کوے کو یہ عمل کرتے ہوئے دیکھا تو یہ کہا۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے جو آپس میں لڑ پڑے۔ ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا پھر مارنے والا کوا اس پر مٹی ڈالنے لگا یہاں تک کہ دوسرے کے جسم کو چھپا دیا تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کے قاتل بیٹے سے کہا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک کوا مردہ کے پاس آیا اور اس پر مٹی ڈالنے لگا۔ یہاں تک کہ اسے چھپا دیا۔ یہ دیکھ کر جس شخص نے اپنے بھائی کو قتل کیا اس نے کہا ہائے افسوس کیا میں قاصر رہا اس کوے کی مانند ہوتا تو اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قابیل اپنے بھائی کی لاش بوری میں ڈال کر ایک سال تک پھرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے دو کوے بھیجے تو اس نے انہیں گڑھا کھودتے ہوئے دیکھا تو اس وقت قابیل

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 238، داراحیاء التراث العربی بیروت

نے کہا اور پھر بھائی کی لاش کو دفن کیا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن عساکر نے حضرت سالم بن ابی جعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے جب ایک بیٹے نے دوسرے بیٹے کو قتل کر دیا تو وہ ایک سو سال تک اس پر غم کرتے ہوئے نہ ہنسے۔ جب سو سال پورے ہو گئے تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ایک بچے کی بشارت دیتا ہے تو تب آپ مسکرائے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا بیٹا قتل ہو گیا تو حضرت آدم علیہ السلام روئے اور کہا

تَغَیَّرَتِ الْبِلَادُ وَ مَنْ عَلَیْهَا فَلَوْنُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِیْحٌ

تَغَیَّرَ كُلُّ ذِیْ لَوْنٍ وَطَعْمٍ وَقَلَّ بَشَاشَةُ الْوَجْهِ الْمَلِیْحِ

شہر اور اس پر رہنے والے بدل گئے زمین کا رنگ غبار آلود اور ناپسندیدہ ہو گیا

ہر رنگ دار اور ذائقہ والی چیز بدل گئی خوبصورت چہرے والے کی بشاشت کم ہو گئی

حضرت آدم علیہ السلام کو یہ جواب دیا گیا

اَبَا هَابِیْلَ قَدْ قُتِلَا جَمِیْعًا وَصَارَ الْحَیُّ بِالْمَیِّتِ الذَّبِیْحِ

وَجَاءَ بِشَرَّةٍ قَدْ كَانَ مِنْهُ عَلٰی خَوْفٍ فَجَاءَ بِهَا یَصِیْحُ

اے ہابیل کے باپ دونوں قتل ہو گئے، زندہ مردہ مذبوح کے بدلے میں (مقتول) ہو گیا اور وہ اپنی طرف سے شر حالت خوف میں لایا، وہ اسے چیختے ہوئے لایا (1)۔

امام خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ اشعار نقل کیے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

تَغَیَّرَتِ الْبِلَادُ وَ مَنْ عَلَیْهَا فَوَجْهُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِیْحٌ

تَغَیَّرَ كُلُّ ذِیْ لَوْنٍ وَطَعْمٍ وَقَلَّ بَشَاشَةُ الْوَجْهِ الصَّبِیْحِ

قَتَلَ قَابِیْلُ هَابِیْلًا اَخَاهُ فَوَاحُزْنًا مَضَی الْوَجْهُ الْمَلِیْحُ

شہر اور شہروں کے مکین بدل گئے زمین کا چہرہ غبار آلود بدصورت ہو گیا

ہر رنگ اور ذائقہ والی چیز بدل گئی اور روشن چہرے کی شناخت ناپید ہو گئی

قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا ہائے دکھ خوبصورت چہرہ چلا گیا

ابلیس لعین نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہ جواب دیا۔

تَنَحَّ عَنِ الْبِلَادِ وَ سَاكِنِیْهَا فَبِیْ فِی الْخُلْدِ ضَاقَ بِكَ الْفَسِیْحُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 237، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 228 3۔ ایضاً

وَكُنْتَ بِهَا وَزَوْجُكَ فِي رَخَاءٍ وَقَلْبُكَ مِنْ اَذَى الدُّنْيَا مُرِيْحُ

فَمَا انْفَكَّتْ مَكَايِدَنِيْ وَ مَكْرِيْ اِلَى اَنْ فَاتَكَ الثَّمَنُ الرَّبِيْحُ

ان شہروں اوران کے رہنے والوں سے الگ تھلگ ہو جا خلد میں جا کر ڈیرا لگاؤ، تجھ پر یہ وسیع وعریض زمین تنگ ہوگئی، ہے تو اور تیری زوجہ وہاں خوشحال تھے اور دنیا کی تکلیفوں سے تیرا دل آرام میں تھا۔ میری تدبیریں اور میرا مکر ختم نہیں ہوئے یہاں، تک کہ تیرا نفع دینے والا اثاثہ ختم نہ ہو جائے۔

مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ ۛ كَتَبْنَا عَلٰى بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اَنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًۢا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ مَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ؕ وَ لَقَدْ جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا بِالْبَیِّنٰتِ ٘ ثُمَّ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنْهُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْاَرْضِ لَمُسْرِفُوْنَ ﴿۳۲﴾

”اسی وجہ سے (حکم) لکھ دیا ہم نے بنی اسرائیل پر کہ جس نے قتل کیا کسی انسان کو سوائے قصاص کے یا زمین میں فساد برپا کرنے کے تو گویا اس نے قتل کر دیا تمام انسانوں کو اور جس نے بچا لیا کسی جان کو تو گویا بچایا اس نے تمام لوگوں کو اور بے شک آئے ان کے پاس ہمارے رسول روشن دلیلوں کے ساتھ پھر بھی بہت سے لوگ ان میں سے اس کے بعد بھی زمین میں زیادتیاں کرنے والے ہیں“۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس وجہ سے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو ناحق قتل کیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور کچھ صحابہ سے یہ تفسیر نقل کی ہے کہ گناہ میں ایسا ہے کہ گویا ایک آدمی کو ناحق قتل کرنے کا گناہ اتنا ہے۔ جتنا گناہ تمام انسانوں کو قتل کرنے میں ہے اور جس نے کسی انسان کو ہلاکت سے بچایا۔ بچنے والے کے نزدیک اس نے گویا تمام انسانوں کو بچایا (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے اپنے نفس کو ہلاک کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا اور جس نے ایک انسان کو قتل ہونے سے بچایا تو گویا اس نے سب انسانوں کو بچایا (3)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کو زندہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس انسان کو قتل نہ کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر حرام کیا ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 241، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 242 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 243

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے کسی نبی کو قتل کیا یا عادل امام کو قتل کیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یوم الدار میں، میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی میں آپ کی مدد کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ فرمایا اے ابوہریرہ کیا تجھے یہ بات اچھی لگتی ہے کہ تمام انسانوں کو قتل کردے؟ عرض کی نہیں۔ فرمایا اگر تو نے ایک آدمی کو قتل کیا تو گویا تمام انسانوں کو قتل کیا بس چلا جا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت اسی طرح ہے جس طرح سورۂ نساء میں ہے وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا (النساء:93) فرماتے اگر وہ تمام انسانوں کو قتل کرتا تو تب بھی اس کا عذاب سے بڑھ کر نہ ہوتا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ حکم گناہ اور اجر میں ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَ مَنْ اَحْیَاهَا کا یہ معنی نقل کیا ہے جس نے کسی کو غرق ہونے، جلنے، گرنے اور ہلاک ہونے سے بچایا تو گویا اس نے تمام انسانوں کے ساتھ یہ معاملہ کیا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جس کا قریبی عزیز قتل ہوا پھر اس نے معاف کر دیا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو بچایا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے عرض کی گئی کہ کیا یہ ہمارے لئے بھی حکم اسی طرح ہے جس طرح بنو اسرائیل کے لئے تھا فرمایا ہاں اس ذات کی قسم جس کے بغیر کوئی معبود نہیں (5)۔

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ یَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْۤا اَوْ یُصَلَّبُوْۤا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ؕ ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْیٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَهُمْ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۝۳۳ اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ ۚ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۳۴

"بلاشبہ سزا ان لوگوں کی جو جنگ کرتے ہیں اللہ سے اور اس کے رسولوں سے اور کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی یہ ہے کہ انہیں (چن چن کر) قتل کیا جائے یا سولی دیا جائے یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 241، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 244
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 245
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 244
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 245

ان کے پاؤں مختلف طرفوں سے یا جلاوطن کردیئے جائیں۔ یہ تو ان کے لئے رسوائی ہے دنیا میں اور ان کے لئے آخرت میں (اس سے بھی) بڑی سزا ہے۔ مگر وہ جنہوں نے توبہ کر لی اس سے پہلے کہ تم قابو پالو ان پر (ان کو معاف کر دیا جائے گا) اور خوب جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے''۔

امام ابوداؤد اور نسائی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی ان میں سے جو اس سے پہلے ہی تائب ہو گیا کہ کوئی اسے اپنی گرفت میں لیتا تو اس کو سزا دی جائے گی۔ یہ آیت اس مسلمان کو حد سے محفوظ نہیں رکھتی جس نے قتل کیا یا زمین میں فساد کیا ہو یا اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی ہو پھر گرفت میں آنے سے پہلے کفار کے پاس چلا گیا ہو۔ یہ امراء سے حد قائم کرنے سے مانع نہیں جس جرم میں اسے پکڑا جائے (1)۔

امام ابن جریر اور طبرانی نے کبیر میں اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب کی ایک جماعت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا، اہل کتاب نے وعدہ توڑ دیا اور زمین میں فساد برپا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اختیار دیا چاہے تو اسے قتل کر دے چاہے تو اسے سولی پر لٹکا دے اور چاہے تو ان کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دے۔ نفی سے مراد زمین میں بھاگنا ہے۔ اگر وہ تائب ہو کر آئے اور اسلام میں داخل ہو جائے تو اس کا اسلام قبول کیا جائے گا اور سابقہ گناہ پر مؤاخذہ نہ کیا جائے گا (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن سعد رحمہ الہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حروریہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عکل کے چند افراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اطاعت اختیار کی اور ایمان لے آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں اور ان کے پیشاب پئیں۔ انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور اونٹ بھگا کر لے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ صحابہ انہیں پکڑ لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروا دی۔ ان کے زخموں کو تیل میں نہ جلایا گیا۔ انہیں چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (3)۔

امام ابوداؤد، امام نسائی اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ محاربین والی آیت اہل عرینہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ اہل عرینہ کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ وہ بیمار تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حکم دیا۔ جب وہ تندرست اور مضبوط ہو گئے تو اونٹوں کے چرواہوں کو قتل کر دیا۔ پھر اونٹوں

1۔ سنن نسائی، قولہ عزوجل انما جزاء الذین الخ، جلد 7، صفحہ 101، دار الریان قاہرہ　2۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 256 (13032) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 250، دار الکتب العلمیہ بیروت

کو اپنی قوم کے علاقہ کی طرف ہانک کر لے جانے لگے۔ جریر نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کے ساتھ بھیجا تو ہم انہیں پکڑ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے مختلف سمتوں سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹنے کا حکم دیا اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت یزید بن ابی حبیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عبد الملک بن مروان نے حضرت انس رضی اللہ عنہما کی طرف خط لکھا۔ وہ اس آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کر رہا تھا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسے جواب لکھا کہ یہ آیت اہل عرینہ کے بارے میں نازل ہوئی جو بجیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا وہ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ تھے انہوں نے چرواہے کو قتل کیا، اونٹ بھگا کر لے گئے، راستہ کو خوفزدہ کیا اور حرام عمل کا ارتکاب کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل امین سے اس آدمی کے بارے میں فیصلہ کا پوچھا جو اس قسم کا طرز عمل اپناتا ہے۔ تو جبرئیل امین نے کہا جو چوری کرے، راستہ کو خوف والا بنادے، بدکاری کا ارتکاب کرے، اسے سولی پر لٹکا دو (2)۔

امام حافظ عبد الغنی ایضاح الاشکال میں حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں یہ عمل کرنے والے عکل کے لوگ تھے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں بنو نزارہ کے لوگ آئے جو کمزوری کی وجہ سے مرے جارہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں اپنی شیر دار اونٹنیوں کے پاس بھیج دیا۔ انہوں نے اونٹوں کی چوری کی۔ صحابہ نے ان کا پیچھا کیا تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس انہیں لے آئے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم دیا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے بعد میں آنکھوں کا حکم ترک کر دیا (3)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو سلمہ کے لوگ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام پر بیعت کی۔ جبکہ وہ بیعت کرنے میں جھوٹے تھے۔ پھر انہوں نے کہا ہمیں مدینہ طیبہ کی آب و ہوا موافق نہیں آئی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ اونٹنیاں تمہارے پاس صبح و شام آتی ہے۔ ان کے پیشاب پیا کرو۔ وہ اسی طرح تھے کہ ایک خبر دینے والے نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا۔ عرض کی ان لوگوں نے چرواہے کو قتل کر دیا ہے اور جانور بھگا کر لے گئے ہیں۔ صحابہ کرام ان کی تلاش میں نکل پڑے۔ صحابہ کرام واپس آئے تو انہوں نے ان کو گرفتار کیا ہوا تھا۔ انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے انہیں قتل کیا، سولی پر لٹکایا، ہاتھ پاؤں کاٹ دیے اور آنکھوں میں سلائی پھیر دی۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے پہلے اور بعد میں مثلہ نہ کیا تھا بلکہ مثلہ کرنے سے منع کیا۔ فرمایا کسی چیز کا مثلہ نہ کرو (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 249، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 259

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب المحارب، جلد 10، صفحہ 107 (18541)، حبیب الرحمٰن الاعظمی　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 249

امام مسلم، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا حکم اس لئے دیا تھا کیونکہ انہوں نے چرواہے کی آنکھوں میں سلائی پھیر دی تھی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت عرینہ کے حبشیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ انہیں صفراء کی زیادتی کا مرض تھا۔ انہوں نے اس کی شکایت کی۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حکم دیا تو وہ لوگ صدقہ کے اونٹوں کی طرف چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم ان کے پیشاب اور دودھ پیو۔ انہوں نے پیا تو وہ صحت مند ہو گئے۔ انہوں نے چرواہوں کو قتل کیا، اونٹ بھگا کر لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے آدمی بھیجے جو انہیں پکڑ لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس سے منع کر دیا بلکہ یہ حکم دیا کہ جیسا حکم ہوا ہے اس طرح ان میں حدود جاری کرو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ولید بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت لیث بن سعد رحمہ اللہ سے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں سلائی پھیروائی اور ان کے زخموں کو گرم تیل میں نہ داغا یہاں تک کہ وہ مر گئے۔ اس نے کہا میں نے محمد بن عجلان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ یہ آیت کریمہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تا کہ اس عمل پر آپ کو عتاب کیا جائے اور ان جیسے لوگوں کی سزا سکھائی وہ یہ تھی ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں، انہیں قتل کیا جائے اور جلا وطن کر دیا جائے۔ حضور ﷺ نے ان کے بعد کسی کی آنکھ میں سلائی نہ پھیروائی۔ یہ قول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ذکر کیا گیا تو انہوں نے اس آیت کے بطور عتاب نازل ہونے کا انکار کیا۔ کہا بلکہ یہ سزا اسی جماعت کے ساتھ خاص تھی۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ اس میں ان لوگوں کی سزا کا ذکر ہے جو ان لوگوں کے علاوہ تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اور ان سے آنکھ سے سلائی پھیرنے کا حکم اٹھا لیا گیا (3)۔

امام بیہقی نے سنن میں محمد بن عجلان سے وہ حضرت ابوزناد رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ان لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹے جو آپ کی اونٹنیوں کو بھگا کر لے گئے تھے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروا دی تھی اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں آپ ﷺ پر عتاب کیا اور یہ آیت نازل فرمائی (4)۔

امام شافعی نے الام میں، عبد الرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب محارب (ڈاکو) خروج کرے، صرف مال چھینے اور کسی کو قتل نہ کرے تو اس کے ہاتھ پاؤں مخالف سمت میں کاٹ دیے جائیں گے جب وہ خروج کرے اور کسی کو قتل کرے لیکن کسی کا مال نہ چھینے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ جب وہ خروج کرے قتل کرے اور مال بھی چھینے تو اسے قتل کیا جائے گا اور سولی پر لٹکایا دیا جائے گا

1۔ صحیح مسلم، باب حکم المحاربین والمرتدین، جلد 2، صفحہ 56، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 250، داراحیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 252

4۔ سنن کبری از بیہقی، باب قطاع الطریق، جلد 8، صفحہ 283، دار الفکر بیروت

جب وہ خروج کرے راستے کو خوفزدہ کرے، نہ مال لے اور نہ کسی کو قتل کرے۔ تو اس نے کہا اسے جلاوطن کر دیا جائے گا (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حضرت نحاس رحمہ اللہ نے ناسخ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے مسلمانوں کی مملکت میں اسلحہ سونتا، راستہ کو خوفزدہ کر دیا اور اس پر غالب آ گیا تو مسلمانوں کے حاکم کو اختیار ہوگا۔ چاہے تو اس مجرم کو قتل کرے، چاہے تو سولی پر لٹکا دے چاہے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دے یا وہ دار السلام سے دار حرب کی طرف بھاگ جائے (2)۔

امام ابوداؤد، نسائی، نحاس نے ناسخ میں اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزوں کے علاوہ کسی مسلمان کا خون بہانا حلال نہیں۔ شادی شدہ بدکار جس پر رجم کی سزا کا فیصلہ ہونے والا تھا، وہ آدمی جو جان بوجھ کر مومن کو قتل کر دے اسے بھی قتل کر دیا جائے گا۔ تیسرا وہ شخص ہے جو اسلام کی حدود سے باغی ہو گیا، اس نے ڈاکہ ڈالا اسے قتل کیا جائے گا، اسے سولی پر لٹکایا جائے گا یا اس مجرم کو علاقہ سے جلاوطن کر دیا جائے گا (3)۔

امام خرائطی نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عرینہ کی ایک جماعت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، وہ مسلمان ہو گئے۔ ان میں سے کچھ فریب دینے والے تھے۔ ان کے اعضاء شل ہو گئے، چہرے زرد پڑ گئے پیٹ پھول گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ صدقہ کے اونٹوں کے پاس چلے جائیں۔ ان کے پیشاب اور دودھ پئیں انہوں نے دودھ، پیئے صحت مند اور خوب موٹے ہو گئے۔ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے چرواہے پر حملہ کر دیا۔ اسے قتل کر دیا، اونٹ بھگا کر لے گئے اور اسلام سے مرتد ہو گئے۔ حضرت جبرئیل امین علیہ السلام آئے۔ عرض کی اے محمد ان کے پیچھے لشکر روانہ کیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے لشکر روانہ کر دیا۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے یہ عرض کی کہ یہ دعا کیجئے اے اللہ یہ آسمان تیرا آسمان ہے۔ یہ زمین تیری زمین ہے، یہ مشرق تیرا مشرق ہے، یہ مغرب تیرا مغرب ہے۔ اے اللہ ان پر (یہ) میمنہ کی مشک جتنی تنگ کر دے یہاں تک کہ تو مجھے ان پر قدرت عطا فرما دے۔ صحابہ انہیں پکڑ لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔ جبرئیل امین نے کہا جس نے مال چھینا ہے اور قتل کیا ہے اسے سولی پر لٹکا دیا جائے۔ جس نے قتل تو کیا مگر مال نہیں لوٹا اس کو قتل کر دیا جائے۔ جس نے مال لوٹا اور قتل نہ کیا اس کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دیئے جائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ دعا ہر بھاگ جانے والے اور ہر اس انسان کے لئے ہے جس کا کوئی عزیز یا کوئی اور چیز گم ہو گئی ہو، وہ یہ دعا مانگے کسی چیز میں لکھے اور صاف ستھری جگہ اسے دفن کر دے تو اللہ تعالیٰ اسے اس پر قدرت عطا فرمائے گا۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ اور عطاء خراسانی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو آدمی ڈاکہ ڈالتا ہے تو وہ محارب ہے۔ اگر اس نے کسی انسان کو قتل کیا اور مال بھی چھینا تو اسے سولی پر لٹکایا جائے گا، اگر اس نے قتل تو کیا مگر مال نہ چھینا تو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 254، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 257

3۔ سنن نسائی، جلد 8-7، صفحہ 101، دار الریان قاہرہ

اسے قتل کر دیا جائے گا، اگر مال چھینا قتل نہ کیا تو اس کا ہاتھ پاؤں کاٹ دیا جائے گا، اگر یہ کام کرنے سے پہلے اسے پکڑ لیا گیا تو اسے جلاوطن کر دیا جائے گا۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَیْهِمْ یہ ان لوگوں کے لئے خاص ہے وہ آدمی جس نے کسی کو قتل کیا پھر پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر لی تو اس کا سابقہ عمل ساقط ہو جائے گا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے عطاء اور مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے محارب کا کردار ادا کیا امام کو اس کے بارے میں اختیار ہو گا چاہے تو قتل کرے، چاہے ہاتھ پاؤں کاٹے، چاہے سولی پر چڑھا دے اور چاہے تو جلاوطن کر دے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن مسیب، حضرت حسن اور حضرت ضحاک رحمہم اللہ سے اس آیت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ امام کو محارب کے بارے میں اختیار ہے جو چاہے سلوک کرے(3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ضحاک سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قوم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان معاہدہ تھا انہوں نے وعدہ توڑ دیا اور ڈاکہ مارا زمین میں فساد برپا کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اپنے نبی کو اختیار دیا چاہے تو قتل کر دے، چاہے سولی پر لٹکا دے، چاہے تو ان کے ہاتھ پاؤں مختلف سمتوں سے کاٹ دے، چاہے تو انہیں جلاوطن کر دے انہیں تلاش کیا جائے یہاں تک کہ وہ عاجز آ جائیں، جنہوں نے پکڑے جانے سے پہلے توبہ کی تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے(4)۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت مشرکین کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نفیہ کا مفہوم یہ ہے کہ امام اسے تلاش کرے یہاں تک کہ اس کو پکڑ لے پھر اس کے عمل کے بدلہ میں اس پر ان سزاؤں میں سے ایک سزا جاری کرے جن سزاؤں کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے(5)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ کا مفہوم یہ ہے کہ اسے ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف نکالا جاتا رہے۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کی تلاش اس وقت تک جاری رکھی جائے جب تک اس پر قدرت حاصل نہ ہو جائے(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ وہ اس کی تلاش کرے اور اس پر قادر نہ ہو جب بھی کسی علاقہ میں اس کے بارے میں سنے اس کی تلاش کرے(7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جو آدمی مسلمانوں کے راستوں کو پر امن نہ رہنے دے اسے اس کے شہر سے دوسرے شہر میں جلاوطن کر دیا جائے(8)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 255، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 445 (32797)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 446 (32798)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 248
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 260
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 261
7۔ ایضاً
8۔ ایضاً

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فساد سے مراد بدکاری، چوری، انسان کو قتل کرنا، ڈکیتیاں، برباد کرنا اور نسل تباہ کرنا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی اور حضرت سعید بن جبیر رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دونوں نے کہا اگر وہ تائب ہو کر آئے جبکہ اس نے مال نہیں لوٹا تھا اور نہ ہی کسی کا خون بہایا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مصداق ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے کتاب الاشراف میں، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت نقل کی ہے کہ حارثہ بن بدر تمیمی اہل بصرہ میں سے تھا اس نے زمین میں فساد برپا کیا اور ڈاکے ڈالے، اس نے قریش کے کچھ افراد سے گفتگو کی کہ اس کے لئے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے امان طلب کریں۔ تو قریشیوں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ سعید بن قیس ہمدانی کے پاس آیا۔ سعید بن قیس ہمدانی حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس نے عرض کی اے امیر المومنین وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد برپا کرتے ہیں۔ ان کی کیا جزا ہے؟ فرمایا انہیں قتل کر دیا جائے یا سولی پر لٹکا دیا جائے یا مختلف سمتوں سے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے پھر آیت کا یہ حصہ تلاوت کیا اِلَّا الَّذِیْنَ تَابُوْا سعید نے عرض کی اگرچہ توبہ کرنے والا حارثہ بن بدر ہو؟ مزید کہا یہ حارثہ بن بدر ہے۔ وہ تائب ہو کر آیا ہے کہا اسے امان ہے؟ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اسے امان ہے۔ سعید بن قیس، حارثہ بن بدر کو لے آیا۔ اس نے حضرت علی شیر خدا کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی توبہ قبول کر لی اور اس کے حق میں امان لکھ دی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے حضرت اشعث رحمہ اللہ سے وہ ایک آدمی سے روایت کرتا ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی پھر کہا یہ پناہ چاہنے والے اور توبہ کرنے والی کی جگہ ہے۔ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ میں پکڑے جانے سے پہلے تائب ہو کر آ گیا ہوں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا فلاں بن فلاں نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی اور پکڑے جانے سے پہلے تائب ہو کر آیا ہے۔ ہر کوئی اس کے ساتھ اچھا رویہ اپنائے۔ اگر یہ سچا ہے تو میرا طرز عمل اس کے ساتھ یہی ہے۔ اگر یہ جھوٹا ہے تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ اس کے کسی گناہ کی وجہ سے گرفت کرے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے چوری کی تھی پکڑے جانے سے پہلے توبہ کر کے آ گیا کیا اس پر حد ہو گی؟ کہا نہیں پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام ابوداؤد نے ناسخ میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم نے یہ سنا کہ جب وہ کسی کو قتل کرے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ جب وہ مال چھینے اور قتل نہ کرے تو مال کے بدلے ہاتھ اور محاربہ کے بدلے اس کی ٹانگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 268، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 266

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 6، صفحہ 444

کاٹ دی جائے گی۔ جب وہ قتل کرے اور مال چھینے تو اس کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں گے اور اسے سولی پر لٹکا دیا جائے گا۔ اگر وہ پکڑے جانے سے پہلے امام کے پاس تائب ہو کر آجائے۔ امام اسے امان دے دے تو اسے امان حاصل ہو جائے گی۔ اگر کسی انسان نے یہ جانتے ہوئے بھی قتل کر دیا کہ امام اسے امان دے چکا ہے تو قاتل کو اس کے بدلے میں قتل کر دیا جائے گا۔ اگر اسے یہ معلوم نہ ہو کہ امام نے اسے امان دی ہے اور قتل کر دیا تو قاتل پر دیت ہوگی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَیْهِ الْوَسِیْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِیْ سَبِیْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۳۵

”اے ایمان والو! ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ“۔

امام عبد بن حمید، فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے وسیلہ کا معنی قربت کیا ہے (1)۔

امام حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اس کا معنی قربت نقل کیا ہے جبکہ اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت اختیار کر کے اور ایسے اعمال کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرو جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو وائل رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایمان میں وسیلہ تلاش کرو۔

امام طستی اور ابن الانباری نے الوقف والابتداء میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتائیے فرمایا وسیلہ کا معنی حاجت ہے۔ عرض کی کیا عرب یہ معنی جانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عنترہ کا شعر نہیں سنا۔

اِنَّ الرِّجَالَ لَهُمْ اِلَیْكِ وَسِیْلَةٌ   اِنْ یَا خُذُوْكِ تَكَحَّلِیْ وَ تُخَضِّبِیْ

لوگوں کو تجھ سے کام ہے اگر وہ تیرا دامن مضبوطی سے پکڑ لیں تو تو انہیں اس کا تاج پہنا دے گی اور سرسبز و شاداب کر دے گا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ مَا تُقُبِّلَ مِنْهُمْ ۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝۳۶ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا ۡ وَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ۝۳۷

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 272، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

’’بے شک وہ جنہوں نے کفر اختیار کیا اگر انہی کی ملکیت میں ہو جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اور اتنا اور بھی اس کے ساتھ تا کہ بطور فدیہ دیں اسے (اور نجات پائیں) عذاب سے روز قیامت نہ قبول کیا جائے گا ان سے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بہت چاہیں گے کہ نکلیں اس آگ سے اور وہ نہیں نکل سکیں گے اس سے اور ان کے لئے عذاب ہوگا ہمیشہ رہنے والا‘‘۔

امام مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جہنم سے ایک قوم نکلے گی اور جنت میں داخل ہو جائے گی (1) یزید بن فقیر نے کہا میں نے جابر بن عبد اللہ سے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا تو انہوں نے فرمایا یہ آیت پڑھو اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَوْ اَنَّ لَهُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لِیَفْتَدُوْا بِهٖ مِنْ عَذَابِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ بے شک وہ لوگ کافر ہیں۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت طلق بن حبیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں سب سے زیادہ شفاعت کو جھٹلاتا تھا یہاں تک کہ میں حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ملا۔ میں نے ان پر وہ تمام آیات پڑھیں جو میں پڑھ سکتا تھا جن میں اللہ تعالیٰ جہنمیوں کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر کرتا ہے۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تیری یہ رائے ہے کہ تو مجھ سے زیادہ کتاب اللہ پڑھتا ہے اور مجھ سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی سنت کو جانتا ہے۔ جن لوگوں کے بارے میں یہ تو نے آیات پڑھی ہیں وہ مشرک ہیں لیکن یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے گناہ کیے۔ پھر انہوں نے ان کو چھوڑ دیا پھر اپنے ہاتھ اپنے کانوں کی طرف اٹھاتے اور کہا یہ دونوں بہرے ہوں۔ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے نہیں سنا (وہ لوگ جہنم میں داخل ہونے کے بعد جہنم سے نکلیں گے) جبکہ ہم بھی قرآن حکیم کی تلاوت اس طرح کرتے ہیں جیسے تم تلاوت کرتے ہو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کی کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وَ مَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنْهَا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تجھ پر افسوس اس سے اوپر والی آیت پڑھ یہ آیت کفار کے بارے میں ہے (3)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ مخلوق کے درمیان فیصلہ فرما چکے گا تو وہ اپنے عرش کے نیچے سے کتاب نکالے گا جس میں ہوگا میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی میں ارحم الراحمین ہوں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ جہنم سے جنتیوں کی تعداد کے برابر لوگ نکالے گا یا فرمایا جنتیوں سے دوگنا نکالے گا ان کے یہاں لکھا ہوگا، گردن کی طرف اشارہ کیا عتقاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ۔ ایک آدمی نے عکرمہ سے کہا اے ابو عبد اللہ تعالیٰ فرماتا

1۔ صحیح مسلم، باب اثبات الشفاعۃ واخراج الموحدین من النار، جلد 1، صفحہ 107، قدیمی کتب خانہ کراچی

2۔ شعب الایمان، باب فی حشر الناس بعد ما یبعثون، جلد 1، صفحہ 294 (24-323) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 274، دار احیاء التراث العربی بیروت

ہے يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنَ النَّارِ فرمایا تو ہلاک ہو، یہ تو وہ لوگ ہیں جو جہنم کے اہل ہیں۔

امام ابن منذر اور بیہقی نے شعب میں حضرت اشعث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّخْرُجُوْا کے بارے میں بتایئے فرمایا اللہ کی قسم تو کسی چیز سے بھی نہیں چوکتا جہنم کے کچھ اہل ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ جہنم سے نہیں نکلیں گے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک سے روایت نقل کی ہے کہ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ کا معنی ہے وہ عذاب دائمی ہوگا جو ختم نہ ہوگا۔

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۳۸﴾

”اور چوری کرنے والے اور چوری کرنے والی (کی سزا یہ ہے) کہ کاٹو ان کے ہاتھ بدلہ دینے کے لئے جو انہوں نے کیا (اور) عبرت ناک سزا اللہ کی طرف سے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے نجدہ حنفی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ کے بارے میں پوچھا کہ یہ حکم خاص ہے یا عام ہے۔ انہوں نے فرمایا یہ عام ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت نجدہ بن نفیع رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا مردوں اور عورتوں سے جو بھی یہ کرے گا اس پر قطع ید ہوگا۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے مختلف طرق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اسے (فَاقْطَعُوْٓا اِيْمَانَهُمَا) پڑھا (3)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہتے ہماری قرأت میں اور کبھی کہتے۔ عبداللہ بن مسعود کی قرأت میں ہے والسارقون والسارقات فاقطعوا ایمانهم (4)

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان جَزَآءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے۔ اس میں تم ان کے وارث نہ بنو (یعنی انہیں جیسے کام نہ کرو)۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کیا ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے فاسقوں پر سختی کرو۔ انہیں ایک ایک ہاتھ والا اور ایک ایک پاؤں والا بنادو۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چور کا ہاتھ چوتھائی دینار یا اس سے زیادہ مال میں کاٹا جائے (5)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے وہ حضرت عمر بن شعیب رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ

1۔ شعب الایمان، جلد 1، صفحہ 293 (322) 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 275، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 274 4۔ ایضاً 5۔ صحیح مسلم شرح نووی، جلد 11، صفحہ 151 (1684)

اسلام کے دور میں سب سے پہلی حد جو جاری کی گئی وہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک آدمی لایا گیا جس نے چوری کی تھی۔ لوگوں نے اس پر گواہی دی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جب اس آدمی کو گھیر لیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کی طرف دیکھا گیا، گویا آپ کے چہرے انور پر راکھ اڑا دی گئی ہو۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گویا اس کا ہاتھ کا کاٹنا آپ پر شاق گزر رہا ہے۔ فرمایا مجھے کوئی چیز نہیں روکتی جبکہ تم اپنے بھائی کے خلاف شیطان کے دوست ہو۔ صحابہ نے عرض کی اسے چھوٹ دیجئے۔ فرمایا اسے میرے پاس لانے سے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا، امام جب حد کا فیصلہ کرے پھر اسے معطل کرنا جائز نہیں ہوتا (1)۔

فَمَنْ تَابَ مِنْۢ بَعْدِ ظُلْمِهٖ وَ اَصْلَحَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَتُوْبُ عَلَيْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۹﴾ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۴۰﴾

''پھر جس نے توبہ کر لی اپنے (اس) ظلم کے بعد اور اپنے آپ کو سنوار لیا تو بے شک اللہ توجہ فرمائے گا اس پر۔ بے شک اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔ کیا تو نہیں جانتا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں کی اور زمین کی، سزا دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے''۔

امام احمد، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک عورت نے چوری کی تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا گیا (2)۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میرے لئے توبہ کی کوئی صورت ہے؟ فرمایا ہاں آج تو گناہ سے اس طرح پاک ہے جس طرح اس دن پاک تھی جس دن تیری ماں نے تجھے جنا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کی حد ہی اس کا کفارہ ہے۔

امام عبد الرزاق نے محمد بن عبد الرحمٰن سے وہ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک آدمی لایا گیا جس نے ایک چادر چوری کی تھی۔ پوچھا گیا میں یہ خیال کروں کہ اس نے چوری کی یا تو نے چوری کی؟ اس نے جواب دیا ہاں (میں نے چوری کی)۔ فرمایا اسے لے جاؤ اس کا ہاتھ کاٹ دو پھر ابلتے تیل میں اس کا ہاتھ ڈالو پھر اسے میرے پاس لے آؤ۔ بعد میں صحابہ اسے لے آئے پوچھا تو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے۔ فرمایا میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ فرمایا اے اللہ اس پر نظر رحمت فرما (3)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب الضفی، جلد 7، صفحہ 313، حبیب الرحمٰن الاعظمی 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 276 بیروت

3۔ مصنف عبد الرزاق، باب ستر المسلم، جلد 10، صفحہ 225 (18923)

امام عبدالرزاق نے ابن منذر سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا پھر اسے تیل میں داغنے کا حکم دیا تو تعمیل کر دی گئی پھر فرمایا توبہ کرو۔ اس نے عرض کی میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا چور کا جب ہاتھ کاٹ دیا جائے تو وہ ہاتھ آگ میں جا پڑتا ہے، اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس ہاتھ کا پیچھا کرتا ہے اگر توبہ کرے تو اس کی واپسی کا تقاضا کرتا ہے (1)۔

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ مِنَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاَفْوَاهِهِمْ وَ لَمْ تُؤْمِنْ قُلُوْبُهُمْ ۚ وَ مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا ۚ سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ سَمّٰعُوْنَ لِقَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۙ لَمْ يَاْتُوْكَ ؕ يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ مِنْۢ بَعْدِ مَوَاضِعِهٖ ۚ يَقُوْلُوْنَ اِنْ اُوْتِيْتُمْ هٰذَا فَخُذُوْهُ وَ اِنْ لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوْا ؕ وَ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ فِتْنَتَهٗ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَمْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يُّطَهِّرَ قُلُوْبَهُمْ ؕ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ ۚۖ وَّ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۴۱﴾

”اے رسول! نہ غمگین کریں آپ کو وہ جو تیز رفتار ہیں کفر میں ان لوگوں سے جنہوں نے کہا ہم ایمان لائے (صرف) اپنے منہ سے حالانکہ نہیں ایمان لائے تھے ان کے دل اور ان لوگوں سے جو یہودی ہیں جاسوسی کرنے والے ہیں جھوٹ بولنے کے لئے وہ جاسوس ہیں دوسری قوم کے جو نہیں آئی آپ کے پاس، بدل دیتے ہیں اللہ کی باتوں کو اس کے صحیح موقعوں سے، کہتے ہیں اگر تمہیں دیا جائے یہ حکم تو مان لو اسے اور اگر نہ دیا جائے تمہیں یہ حکم تو بچو اور جس کو ارادہ فرما لے اللہ تعالیٰ فتنہ میں ڈالنے کا تو نہیں طاقت رکھتا تو اس کے لئے اللہ سے کسی چیز کی۔ یہ وہی لوگ ہیں کہ نہیں ارادہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پاک کرے ان کے دلوں کو، ان کے لئے دنیا میں ذلت ہے اور ان کے لئے آخرت میں بڑا عذاب ہے“۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ سے مراد یہودی اور الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اٰمَنَّا سے مراد منافق ہیں۔

امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 44 یہودیوں کی دو جماعتوں کے بارے میں نازل فرمائی۔ دور جاہلیت میں ایک دوسری پر غالب آ گئی تھی یہاں تک کہ دونوں جماعتیں آپس میں راضی ہو گئیں اور صلح کر لی کہ غالب جماعت نے مغلوب

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الضغی، جلد 10، صفحہ 225، (18925) حبیب الرحمٰن الاعظمی

جماعت کا جو آدمی قتل کیا ہے۔ اس کی دیت پچاس وسق ہوگی اور مغلوب جماعت نے غالب جماعت کا آدمی قتل کیا۔ اس کی دیت سو وسق ہوگی۔ وہ اسی طریقہ پر چل رہے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لے آئے۔ ابھی ان پر حضور ﷺ کا غلبہ نہیں ہوا تھا کہ دونوں جماعتیں کسی مسئلہ میں اکٹھی ہوئیں۔ کمزور جماعت اٹھی، کہا دو قبیلوں میں کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ دونوں کا دین ایک ہو، نسب ایک ہو، شہر ایک ہو اور ان کی دیت ایک دوسرے سے نصف ہو۔ ہم تمہیں یہ دیت تمہارے ظلم اور تمہارے خوف کی وجہ سے دیتے رہے ہیں۔ اب جب حضرت محمد ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو ہم تمہیں یہ دیت نہ دیں گے۔ قریب تھا کہ ان کے درمیان جنگ بھڑک اٹھتی پھر وہ اس بات پر راضی ہو گئے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنا ثالث بنا لیتے ہیں۔ غالب جماعت کو فکر لاحق ہوئی کہ اللہ کی قسم محمد ﷺ تو تمہیں اس سے دگنا لے کر نہیں دیں گے جو تم سے لے کر انہیں دیں گے۔ انہوں نے بات تو سچ کی ہے، وہ ہمیں ہمارے ظلم اور غلبہ کی وجہ سے ہی دیتے تھے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سازش کی اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ ﷺ کو ان کا معاملہ اور ارادہ سب کچھ بتا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی نے دوسرے یہودی کو قتل کر دیا۔ انہوں نے اپنے مسلمان حلیفوں سے کہا حضرت محمد ﷺ سے پوچھو اگر وہ دیت کا فیصلہ کریں تو ہم انہیں حکم بنالیں، اگر وہ قتل کا فیصلہ کریں تو ہم ان کے پاس نہ آئیں (2)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہودی علماء بیت المدارس میں جمع ہوئے۔ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لا چکے تھے ایک یہودی نے شادی شدہ ہونے کے بعد ایک یہودن سے بدکاری کی تھی جبکہ عورت بھی شادی شدہ تھی۔ علماء نے کہا اس مرد اور عورت کو محمد ﷺ کے پاس بھیج دو، ان سے پوچھو کہ ان دونوں کے بارے میں کیا حکم ہے اور ان دونوں میں اسے فیصلہ کرنے کا اختیار دے دو، اگر وہ وہی فیصلہ کریں جو تم کرتے ہو یعنی زانی کے ہاتھ زمین پر رکھوائے اور چھال کی ایسی رسی سے کوڑے مارے جس کو تارکول سے رنگا گیا ہوتا ہے پھر ان کے چہرے سیاہ کرے پھر انہیں دو گدھوں پر بٹھائے اور ان کے منہ پچھلی جانب ہوں تو فیصلہ مان لینا کیونکہ وہ بادشاہ ہے اور قوم کا سردار ہے اگر وہ ان میں نفی کا فیصلہ کرے تو وہ نبی ہے تو اس سے بچو، کہیں تم سے وہ چیز نہ چھین لے جو تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

وہ یہودی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یہ آدمی جس نے شادی کے بعد ایک ایسی عورت سے بدکاری کی جو شادی شدہ تھی، ان کے درمیان فیصلہ کیجئے کیونکہ ہم نے ان میں فیصلہ کا اختیار آپ کو دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ چلے یہاں تک کہ بیت المدارس میں ان کے علماء کے پاس پہنچے۔ فرمایا اے یہودیوں کی جماعت اپنے علماء کو میرے پاس لاؤ۔ وہ عبد اللہ بن صوریا، یاسر بن اخطب اور وہب بن یہودا کو لے آئے، کہنے لگے یہ ہمارے علماء ہیں۔ رسول اللہ ﷺ

1۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 246، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 278، دار احیاء التراث العربی بیروت

نے ان سے سوال کیا پھر ان کا اس پر اتفاق ہوا کہ انہوں نے عبد اللہ بن صوریا کے بارے میں کہا یہ دوسروں سے تورات کا زیادہ علم رکھتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے الگ گفتگو کی اور سوال کرنے میں سختی کی؟ فرمایا اے ابن صوریا میں تجھے اللہ کا واسطہ دیتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل پر جو احسانات کیے ہیں وہ یاد دلاتا ہوں کیا تو یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تورات میں شادی شدہ بدکار کی سزا رجم مقرر فرمائی ہے؟ اس نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم اے ابو القاسم یہ سب جانتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے لیکن وہ تجھ سے حسد کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ وہاں سے تشریف لے آئے۔ دونوں کے بارے میں حکم دیا تو دونوں کو مسجد کے دروازے کے پاس رجم کر دیا گیا۔ اس کے بعد ابن صوریا نے انکار کر دیا اور رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کر دیا۔ تو یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد الرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سب سے پہلے جسے رجم کیا وہ ایک یہودی تھا۔ یہودیوں میں سے ایک مرد اور ایک عورت نے بدکاری کی۔ ان میں سے بعض نے بعض سے کہا انہیں اس نبی کے پاس لے جاؤ کیونکہ یہ ایسا نبی ہے جسے احکام میں سہولت کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے۔ اگر اس نے ہمیں ایسا فتویٰ دیا جو رجم سے کم ہوگا تو ہم اسے قبول کر لیں گے اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی اس کے ذریعے سرخرو ہو جائیں گے اور ہم کہیں گے تیرے انبیاء میں سے ایک نبی کا فیصلہ تھا۔ وہ انہیں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لائے جبکہ آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے عرض کی اے ابو القاسم آپ کا کیا فیصلہ ہے۔ اس مرد اور عورت کے بارے میں جنہوں نے بدکاری کی۔ حضور ﷺ نے کوئی گفتگو نہ کی یہاں تک ان کے بیت المدارس میں تشریف لائے۔ دروازے پر کھڑے ہو گئے۔ فرمایا میں تمہیں اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا۔ جب شادی شدہ مرد بدکاری کرے تو تورات میں تم اس کا کیا حکم پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ان کے منہ سیاہ کیے جاتے ہیں ان کو تجبیہ کیا جاتا ہے اور اسے کوڑے مارے جاتے ہیں اور تجبیہ یہ ہے کہ دونوں بدکاروں کو گدھے پر سوار کیا جاتا ہے، ان کے منہ پیچھے کر دیے جاتے ہیں اور انہیں پھرایا جاتا ہے۔ ایک نوجوان خاموش رہا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اسے خاموش دیکھا تو واسطہ دینے میں سختی کی۔ تو اس نوجوان نے کہا آپ نے ہمیں اللہ کا واسطہ دیا ہے ہم تورات میں اس کا حکم رجم پاتے ہیں پھر ایک آدمی نے دوسرے خاندان میں بدکاری کی۔ اس نے رجم کا ارادہ کیا تو اس کی قوم رکاوٹ بن گئی اور کہا ہم اپنے ساتھی کو اس وقت تک رجم نہیں کریں گے یہاں تک کہ تم اپنے ساتھی نہیں لاؤ گے اور اسے رجم نہیں کرو گے تو انہوں نے موجودہ سزا پر صلح کر لی نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں وہ فیصلہ کروں گا جو تورات میں ہے اور ان پر رجم کا فیصلہ فرمایا تو انہیں رجم کر دیا گیا۔ زہری نے کہا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی نبی کریم ﷺ ان انبیاء میں شامل ہیں (2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 278 دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مصنف عبد الرزاق، باب الرجم والاحصان، جلد 7، صفحہ 316 (13330)، حبیب الرحمٰن الاعظمی

امام احمد، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی، نحاس نے ناسخ میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس سے ایک یہودی گزرا جس کے منہ پر کالک ملی ہوئی تھی اور اسے کوڑے مارے گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تم اپنی کتاب میں بدکاری کی یہ حد پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا جی ہاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے علماء میں سے ایک آدمی کو بلایا فرمایا میں تجھے اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات کو نازل فرمایا کیا تم اپنی کتاب میں زانی کی یہی حد پاتے ہو؟ اس نے کہا نہیں اگر آپ مجھے اللہ تعالیٰ کا واسطہ نہ دیتے تو میں تمہیں یہ نہ بتاتا، ہم اپنی کتاب میں زانی کی حد رجم پاتے ہیں لیکن ہمارے معزز لوگوں میں یہ بیماری عام ہوگئی، جب ہم کسی معزز کو پکڑتے تو اسے چھوڑ دیتے، جب کسی کمزور کو پکڑتے تو اس پر حد جاری کر دیتے، تو ہم نے کہا آؤ ہم ایک ایسی سزا معین کریں جو معزز اور کمزور پر جاری کریں۔ تو ہم نے منہ کالا کرنے اور کوڑے مارنے پر اتفاق کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ اگر انہوں نے تیرے حکم کو ضائع کر دیا تھا۔ تو میں وہ پہلا شخص ہوں جو اسے زندہ کرے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجم کرنے کا حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک مرد اور ایک عورت کا ذکر کیا جنہوں نے بدکاری کی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم تورات میں کیا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم انہیں ذلیل و رسوا کرتے ہیں اور انہیں کوڑے مارے جاتے ہیں۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا تم نے جھوٹ بولا تورات میں تو رجم کی آیت ہے، تورات لے آؤ۔ انہوں نے اسے کھولا تو ایک نے اپنا ہاتھ رجم والی آیت پر رکھ دیا اور اس آیت کا ماقبل اور مابعد پڑھا۔ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے کہا اپنا ہاتھ اٹھا۔ اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا تو نیچے رجم والی آیت تھی۔ انہوں نے کہا یہ سچ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا تو انہیں رجم کر دیا گیا (2)۔

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کا مصداق یہودی ہیں، ان میں سے ایک عورت نے بدکاری کی جبکہ تورات میں بدکاری کی سزا رجم تھی۔ انہوں نے اسے رجم کرنا ناپسند کیا اور کہا اسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے چلو، ممکن ہے اس کے ہاں رخصت ہو، اگر ان کے ہاں رخصت ہو تو قبول کر لینا۔ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کی اے ابو القاسم ہماری ایک عورت نے بدکاری کی ہے، اس کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تورات میں زانی کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا تورات میں جو کچھ ہے اسے چھوڑ دو بلکہ یہ بتاؤ تمہارے پاس اس کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا میرے پاس اس آدمی کو لے آؤ جو تورات سے زیادہ آگاہ ہو جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا اس ذات کی قسم جس نے تمہیں فرعون کی قوم سے نجات دی، اس ذات کی قسم جس نے تمہارے لئے سمندر کو پکارا، تمہیں نجات دی اور فرعونیوں کو غرق کر دیا کیا تم مجھے یہ نہیں

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 286، دار صادر بیروت 2۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، باب رجم الیہود، جلد 12-11، صفحہ 173 (1699)، بیروت

بتاؤ گے کہ تورات میں بدکار کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس کا حکم رجم ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے رجم کا حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے الَّذِیْنَ هَادُوْا سے مراد مدینہ کے یہودی ہیں۔ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ سے مراد فدک کے یہودی ہیں۔ یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ سے مراد فدک کے یہودی ہیں۔ یَقُوْلُوْنَ سے مراد مدینہ کے یہودی ہیں۔ هٰذَا سے مراد کوڑوں کی سزا ہے اور فَاحْذَرُوْا سے مراد رجم کی سزا کو چھوڑنا ہے (2)۔

امام حمیدی نے مسند میں، ابو داؤد، ابن ماجہ، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل فدک میں سے ایک آدمی نے بدکاری کی۔ اہل فدک نے مدینہ طیبہ کے یہودیوں کو خط لکھا کہ حضرت محمد ﷺ سے اس بارے میں پوچھو، اگر تو وہ کوڑے مارنے کا حکم دیں تو اسے اپنا لو، اگر رجم کا حکم دیں تو اسے نہ اپناؤ۔ مدینہ طیبہ کے یہودیوں نے اس بارے میں حضور ﷺ سے پوچھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنے میں سے ایسے دو آدمی میرے پاس بھیجو جو تم میں سے زیادہ عالم ہوں۔ وہ ایک کانا اور دوسرا آدمی لائے۔ کانے کو ابن صوریا کہتے۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں سے پوچھا کیا تمہارے پاس تورات نہیں جس میں اللہ کا حکم ہے؟ دونوں نے کہا کیوں نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں تجھے اس اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے بنو اسرائیل کے لئے سمندر کو پھاڑا، تم پر بادل سے سایہ کیا، تمہیں آل فرعون سے نجات دی، حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تورات نازل فرمائی، بنو اسرائیل پر من وسلویٰ کو نازل فرمایا، تم رجم کے بارے میں کیا پاتے ہو؟ ایک نے دوسرے سے کہا مجھے تو کبھی اس قسم کا واسطہ نہیں دیا گیا۔ دونوں نے کہا ہم نظر لوٹانے کو، معانقہ کرنے اور بوسہ لینے کو بھی زنا پاتے ہیں۔ جب چار آدمی گواہی دیں کہ انہوں نے مرد کو آغاز کرتے ہوئے اور دوبارہ داخل کرتے ہوئے یوں دیکھا ہے جیسے سلائی سرمہ دانی میں داخل کیا جاتا ہے تو رجم واجب ہو جائے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا حکم اسی طرح ہے حضور ﷺ نے رجم کا حکم دیا تو اسے رجم کر دیا گیا تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ایک انصاری کے بارے میں نازل ہوئی۔ ان کا خیال ہے کہ وہ حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ تھے۔ محاصرہ کے دن بنو قریظہ نے ان سے مشورہ لیا تھا کہ ہمارے ساتھ کیا سلوک ہونے والا ہے؟ تو انہوں نے یہ اشارہ کیا تھا کہ انہیں ذبح کر دیا جائے گا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِیْنَ هَادُوْا سے مراد ابو بسرہ اور اس کے ساتھی ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لِقَوْمٍ اٰخَرِیْنَ سے مراد خیبر کے یہودی ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہی یہودیوں کے چغل خور ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 284 دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً

3۔ سنن ابو داؤد، باب رجم الیہودین، جلد 2، صفحہ 256، وزارت تعلیم اسلام آباد　4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 278

امام ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی سے کلمات کی تحریف کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنواسرائیل کو فرماتا یابنی احباری تو وہ اسے یابنی ابکاری بنا دیتے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے۔ ابراہیم عن کی جگہ من کا لفظ پڑھتے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی کہ یہ آیت بنوقریظہ اور بنونضیر کے مقتولوں کے بارے میں نازل ہوئی کہ بنوقریظہ کا ایک آدمی قتل ہوا جسے بنونضیر نے قتل کیا تھا۔ بنو نضیر جب بنوقریظہ کا کوئی آدمی قتل کر دیتے تو قصاص نہ دیتے۔ وہ انہیں دیت دیتے کیونکہ وہ اپنے آپ کو بنوقریظہ پر فضیلت دیتے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اس بارے میں پوچھا۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ مسئلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کریں تاکہ آپ فیصلہ فرمائیں۔ ایک منافق نے انہیں کہا تمہارا یہ مقتول جان بوجھ کر قتل کیا گیا ہے۔ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرو گے تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ تم پر قصاص کا فیصلہ نہ کر دیں۔ اگر تو وہ تم سے دیت قبول کریں تو فبہا بصورت دیگر ان سے محتاط رہو۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر وہ تمہاری موافقت کریں تو ان کا حکم مان لو، اگر وہ تمہاری موافقت نہ کریں تو ان سے بچو۔ یہ یہودی منافقوں سے کہتے۔

امام ابن ابی حاتم، ابن منذر اور بیہقی نے اسماء وصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں الکلم سے مراد تورات میں حدود ہیں۔ وہ کہتے اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں اس بات کا حکم دیں تو اسے قبول کر لو، اگر وہ تمہاری مخالفت کریں تو اجتناب کرو۔ فتنہ سے مراد گمراہی ہے۔ فَلَنْ تَمْلِكَ لَهٗ سے مراد ہے یہ اسے اللہ کی پکڑ سے کوئی نفع نہ دے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دنیا میں ان کی رسوائی سے مراد یہ ہے کہ جب اسلام مضبوط ہو گیا تو قسطنطنیہ فتح ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کیا۔ یہی ان کی دنیا میں ذلت ورسوائی ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ روم کے ملک میں ان کا شہر فتح ہوتا جس میں وہ قید کر لئے جاتے (1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے جزیہ دیتے جبکہ وہ تہی دست ہوتے۔

سَمّٰعُوْنَ لِلْكَذِبِ اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ ۭ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ ۚ وَاِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَـيْـــًٔا ۭ وَاِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ﴿۴۲﴾

”قبول کرنے والے ہیں جھوٹ کو بڑے حرام خور ہیں۔ تو اگر وہ آئیں آپ کے پاس تو چاہے فیصلہ فرمائیے ان کے درمیان یا منہ پھیر لیجئے ان سے (آپ کو اختیار ہے) اور اگر آپ منہ پھیر لیں ان سے تو نہ نقصان پہنچا سکیں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 286، داراحیاء التراث العربی بیروت

گے آپ کو کچھ بھی اور اگر آپ فیصلہ کریں تو فیصلہ فرمائیے ان میں انصاف سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے انصاف کرنے والوں سے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے فیصلہ کرنے میں رشوت لی اور ناحق فیصلہ کیا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ یہودیوں کے احکام ہیں، وہ جھوٹ کو قبول کرتے اور رشوت لیتے (2)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سحت سے مراد دین میں رشوت ہے۔ سفیان نے کہا فیصلہ میں رشوت ہے(3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی کسی کے حق میں سفارش کرتا ہے تا کہ اس سے ظلم کو دور کرے یا اس پر اس کا حق لوٹائے اس کو ہدیہ پیش کیا جائے تو وہ قبول کرلے تو یہی سحت ہے۔ عرض کی گئی ہم تو سحت فیصلہ میں رشوت لینے کو کہتے ہیں حضرت عبداللہ نے کہا وہ تو کفر ہے پھر انہوں نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 44 پڑھی (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور طبرانی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ رشوت ہے۔ عرض کی گئی فیصلہ میں؟ فرمایا وہ تو کفر ہے پھر انہوں نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 44 پڑھی(5)۔

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا کیا وہ فیصلہ میں رشوت ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ تو فسق ہے جس طرح سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 45 میں ہے سحت یہ ہے۔ کہ کوئی آدمی ظلم کے خلاف تجھ سے مدد لے پھر وہ تجھے تحفہ دے جسے تو قبول کرلے تو یہ سحت ہے(6)۔

امام ابن منذر نے حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کے نزدیک فیصلہ میں رشوت ہی سحت ہے۔ فرمایا نہیں وہ تو کفر ہے بلکہ سحت یہ ہے کہ ایک آدمی کی بادشاہ کے نزدیک قدر ومنزلت ہو اور کسی کو بادشاہ کے ہاں کوئی کام ہو تو وہ اس وقت تک کام نہ کرے جب تک اسے تحفہ نہ دیا جائے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حکام کی رشوت حرام ہے۔ یہی وہ سحت ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کیا ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 288، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 287 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 288
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 289

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر وہ گوشت جو سحت سے بنا تو وہ جہنم کا زیادہ مستحق ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ سحت کیا ہے؟ فرمایا فیصلہ میں رشوت (1)۔

عبد بن حمید نے زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا انہوں نے فرمایا رشوت۔

امام عبد بن حمید نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ سے سحت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ رشوت۔ عرض کی گئی فیصلہ میں فرمایا۔ وہ تو کفر ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے سحت کے دو دروازے ہیں جسے لوگ کھاتے ہیں۔ فیصلہ میں رشوت اور بدکارہ کا مہر (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سحت کے آٹھ دروازے ہیں: سب سے بڑی سحت حاکم کی رشوت، بدکارہ کی کمائی۔ نر کی جفتی کی مزدوری، مردار کی قیمت، شراب کی قیمت، کتے کی قیمت، حجام کی کمائی اور کاہن کی اجرت۔

امام عبدالرزاق نے طریف سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو لوگوں میں اجر کا حساب کر رہا تھا، ایک میں الفاظ یہ ہیں وہ لوگوں کے درمیان حصے تقسیم کر رہا تھا۔ حضرت علی نے اسے فرمایا تو سحت کھاتا ہے۔

امام فریابی اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سحت میں سے بدکارہ کا مہر، کتے کی قیمت مگر شکاری کتا اور فیصلہ میں جو چیز لی جائے۔

امام عبدالرزاق اور ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا امراء کو دیے جانے والے تحائف سحت ہیں (3)۔

امام ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھ چیزیں سحت میں شمار ہوتی ہیں: حاکم کی رشوت، یہ سب سے بڑی سحت ہے، کتے کی قیمت، نر کی جفتی کی اجرت، بدکارہ کا مہر، حجام کی کمائی اور کاہن کی اجرت (4)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمال کو دیے جانے والے تحائف سحت ہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ سے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو اہل خیبر کی طرف بھیجا تو انہوں نے آپ کو (فردہ) ایک چادر پیش کی تو آپ نے فرمایا یہ سحت ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 289، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 287
3۔ مجمع الزوائد، جلد 4، صفحہ 268 (6743) دار الفکر بیروت
4۔ مسند الفردوس جلد 2، صفحہ 327 (3486) دار العاز مکہ مکرمہ

امام عبدالرزاق، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر لعنت کی ہے (1)۔

امام احمد اور بیہقی نے حضرت ثوبان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے، رشوت لینے والے اور درمیان میں واسطہ کرنے والے پر لعنت کی ہے (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی دس افراد کا ولی بنا پھر اس نے ان کے درمیان وہ فیصلے کئے جنہیں وہ لوگ پسند کرتے تھے یا ناپسند کرتے تھے اسے یوں لایا جائے گا کہ اس کا ہاتھ گردن سے جکڑا ہوگا، اگر اس نے عدل کیا، رشوت نہ لی اور نہ ہی ظلم کیا تو اللہ تعالیٰ اسے آزاد کر دے گا، اگر اس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام سے مختلف فیصلہ کیا اس نے رشوت لی اور اس میں طرف داری کی تو اس کا بایاں ہاتھ دائیں کے ساتھ باندھ دیا جائے گا پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا وہ اس کی گہرائی تک پانچ سو سال میں بھی نہیں پہنچے گا (3)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے بعد ایسے حکمران ہوں گے جو نبیذ کے ساتھ شراب کو، صدقہ کے ساتھ کمی کو، ہدیہ کے ساتھ سحت کو، موعظہ کے ساتھ قتل کو حلال جانیں گے وہ بری لوگوں کو قتل کریں گے تاکہ تمام لوگ ان کے لئے مسخر ہو جائیں، اس طرح وہ گناہ میں اضافہ کریں گے۔

امام خطیب تاریخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سحت میں سے یہ ہے حجام کی کمائی، کتے کی قیمت، بندر کی قیمت، خنزیر کی قیمت، شراب کی قیمت، مردار کی قیمت، خون کی قیمت، نر کی جفتی کی اجرت، نوحہ کرنے والی کی اجرت، مغنیہ کی اجرت، کاہن کی اجرت، جادوگر کی اجرت، قیافہ لگانے والے کی اجرت، درندوں کے چمڑوں کی اجرت، مردار کے چمڑوں کی اجرت تاہم جب ان کی دباغت کر لی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں، مجسموں کی اجرت، سفارش کا ہدیہ اور غزوہ کا انعام۔

امام عبد بن حمید نے عبداللہ بن شقیق سے روایت نقل کی ہے کہ یہ روٹیاں جو معلم لیتے ہیں وہ بھی سحت میں سے ہے۔

امام ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ، طبرانی، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ دو آیتیں اس سورت یعنی مائدہ سے منسوخ ہیں آیت قلائد اور یہ فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ رسول اللہ ﷺ کو اختیار دیا گیا تھا کہ چاہیں تو ان کے درمیان فیصلہ کریں چاہیں تو ان سے اعراض کریں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کے احکام کی طرف پھیر دیا تو آیت وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (المائدہ: 49) نازل ہوئی۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ آپ ان کے درمیان اس کے مطابق فیصلہ کریں جو ہماری کتاب میں ہے (4)۔

1۔ شعب الایمان جلد 4، صفحہ 390 (5502) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، (5503)
3۔ مستدرک حاکم، جلد 4، صفحہ 116 (7069)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن کبریٰ از بیہقی، باب ماجاء فی حد الذمیین، جلد 8، صفحہ 249

امام ابوعبید، ابن منذر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ کو اس آیت وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ (المائدہ:49) نے منسوخ کر دیا ہے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے اسی قسم کا قول نقل کیا ہے۔

امام ابن اسحاق اور ابن جریر نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ آیت جو سورۂ مائدہ میں ہے فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ رجم کے متعلق ہے(1)۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 42 بنی نضیر اور بنی قریظہ کی دیت کے بارے میں نازل ہوئی۔ ہوا یوں کہ بنی نضیر کو شرف حاصل تھا، وہ اپنے مقتولوں کی کامل دیت کا مطالبہ کرتے جب کہ بنی قریظہ نصف دیت کا مطالبہ کرتے چنانچہ اس بارے میں فیصلہ کرانے کے لئے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں حق پر برانگیختہ کیا اور سب کے لئے دیت برابر کر دی(2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے (مدینہ طیبہ میں) بنوقریظہ اور بنونضیر دو قبیلے تھے۔ بنونضیر بنوقریظہ سے معزز تھے۔ جب بنونضیر کا کوئی آدمی بنوقریظہ کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو بنونضیر مقتول کی دیت سو وسق دیتے۔ جب بنوقریظہ کا کوئی آدمی بنونضیر کے کسی آدمی کو قتل کر دیتا تو قاتل مقتول کے بدلے میں قتل کر دیا جاتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہوئی تو بنونضیر کے ایک آدمی نے بنوقریظہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا بنوقریظہ نے کہا قاتل ہمارے حوالے کرو تا کہ ہم اسے قتل کریں۔ بنونضیر نے کہا ہمارے اور تمہارے درمیان ثالث نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ سب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو یہ آیت وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ نازل ہوئی۔ قسط سے مراد جان کے بدلے جان ہے پھر یہ آیت اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (المائدہ:50) نازل ہوئی(3)۔

امام ابوالشیخ نے سدی سے آیت فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سہولت تھی چاہیں تو فیصلہ کریں چاہیں تو فیصلہ نہ کریں۔ پھر فرمایا وَ اِنْ تُعْرِضْ عَنْهُمْ فَلَنْ يَّضُرُّوْكَ شَيْـًٔا اس حکم کو اس آیت وَ اَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ (المائدہ:49) نے منسوخ کر دیا۔

امام عبد بن حمید اور نحاس نے ناسخ میں حضرت شعبی رحمہ اللہ سے اس ایت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر چاہیں تو فیصلہ فرمائیں چاہیں تو فیصلہ نہ کریں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے ابراہیم اور حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب اہل کتاب مسلمان حکام کے پاس آئیں حاکم چاہے تو ان کے درمیان فیصلہ کر دے، چاہے تو اعراض کرے۔ اگر فیصلہ کرے تو اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 290، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 291 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 291

کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اسے اختیار ہوگا۔

امام عبد بن حمید نے ذمیوں کے بارے میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ مسلمان حکام کے سامنے اپنے جھگڑے پیش کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کریں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ذمی جب اپنے جھگڑے مسلمانوں کے سامنے پیش کریں تو حاکم مسلمانوں کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابوالشیخ اور بیہقی نے ابراہیم تیمی سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں قسط کا معنی رجم ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مالک رحمہ اللہ سے الْمُقْسِطِيْنَ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ قول وعمل میں عدل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

امام عبدالرزاق نے آیت کی تفسیر میں حضرت زہری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طریقہ یہی چلا آرہا ہے کہ ذمیوں کے حقوق اور میراث کے مسائل ان کے علماء کی طرف پھیرے جائیں مگر وہ کسی حد کے بارے میں خوشی سے آئیں تا کہ ان کا فیصلہ کیا جائے تو ان کے درمیان کتاب اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو فرماتا ہے: وَ اِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ

وَ كَيْفَ يُحَكِّمُوْنَكَ وَ عِنْدَهُمُ التَّوْرٰىةُ فِيْهَا حُكْمُ اللّٰهِ ثُمَّ يَتَوَلَّوْنَ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ ؕ وَ مَاۤ اُولٰٓىِٕكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۳﴾

”اور کیسے منصف بناتے ہیں آپ کو حالانکہ ان کے پاس تورات ہے، اس میں اللہ کا حکم ہے پھر وہ منہ پھیرتے ہیں (اس سے) اس کے بعد بھی اور نہیں ہیں وہ ایمان دار“۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی گزرا جس کا چہرہ سیاہ کیا گیا تھا اور اسے کوڑے مارے گئے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا اس نے کیا کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا اس نے بدکاری کی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں سے پوچھا تم اپنی کتاب میں بدکاری کی کیا سزا پاتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اس کی سزا منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا پاتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم میں سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو انہوں نے اپنے آدمیوں میں سے ایک کے سپرد کرنا چاہا، انہوں نے کہا فلاں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا بھیجا اس سے پوچھا۔ اس نے کہا وہ تورات میں منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنا سزا پاتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اللہ کا واسطہ دیا کہ تم اپنی کتاب میں بدکاری کی حد کیا پاتے ہو؟ اس نے کہا رجم لیکن ہمارے رؤساء میں یہ چیز عام ہوگئی، اپنی قوم کی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1480، دار الصمیعی الریاض

وجہ سے وہ اس سزا سے محفوظ ہو جاتے اور رجم کا فیصلہ ہمارے ضعیف لوگوں پر جاری ہو جاتا۔ ہم نے کہا ہم ایک ایسی چیز متعین کر لیتے ہیں۔ جو ان میں مناسب ہو یہاں تک کہ اس سزا میں سب برابر ہو جائیں تو ہم نے منہ کالا کرنا اور کوڑے مارنے کی سزا معین کر دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے اللہ میں وہ پہلا شخص ہوں جو تیرے حکم کو زندہ کرے گا جبکہ انہوں نے اسے ضائع کر دیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا حکم دیا تو اس پر رجم کر دیا گیا۔ یہودی اس آدمی پر پل پڑے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتایا تھا اور اسے گالیاں دیں۔ انہوں نے کہا اگر ہم جانتے ہوتے کہ تو یہ کہے گا تو ہم یہ نہ کہتے کہ تو زیادہ عالم ہے پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھنے لگے کہ جو کلام آپ پر نازل کیا گیا ہے اس میں بدکاری کی کیا حد ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ حکم اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو خبر دی کہ اس کا تورات میں یہ حکم ہے سورۂ مائدہ وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ ۚ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴿٤٥﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ مقتول کے بارے میں جو باہم جھگڑا کر رہے ہیں اس کے بارے میں پوری وضاحت ہے(1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت کے لئے اس میں رجم، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان اور آپ کی تصدیق کا حکم ہے۔ اس وضاحت کے بعد وہ حق سے اعراض کرتے ہیں، یہ یہودی مومن نہیں۔

إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ ۚ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ ۚ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِآيَاتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ۚ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٤٤﴾

"بے شک اتاری ہم نے تورات اس میں ہدایت اور نور ہے حکم دیتے رہے اس کے مطابق انبیاء جو (ہمارے) فرماں بردار تھے یہودیوں کو اور (اسی کے مطابق حکم دیتے رہے) اللہ والے اور علماء اس واسطے کہ محافظ ٹھہرائے گئے تھے اللہ کی کتاب کے اور وہ تھے اس پر گواہ۔ پس نہ ڈرا کرو لوگوں سے اور ڈرا کرو مجھ سے اور نہ بیچا کرو میری آیتوں کو تھوڑی سی قیمت سے اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے نازل فرمایا اللہ نے تو وہی لوگ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 297، دار احیاء التراث العربی بیروت

کافر ہیں''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مقاتل سے (ھدی ونور) کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس میں گمراہی سے ہدایت اور بے بصیرتی سے نور موجود ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انبیاء اسی کے مطابق فیصلہ کرتے رہے۔ وہ ان یہودیوں کے حق میں تھے یا ان کے خلاف تھے نیز صوفیاء اور علماء بھی تورات کے بارے میں فیصلے کرتے رہے۔ وہ فیصلہ رجم کا تھا اور حضور ﷺ پر ایمان کا تھا۔ وہ سب اس پر گواہ تھے۔ اس لئے حضور ﷺ پر ایمان اور رجم کے بارے میں فیصلہ کرنے سے لوگوں سے نہ ڈرو۔ وہ کہتے ہیں انہوں نے حضرت محمد ﷺ اور رجم کا معاملہ ظاہر کر دیا ہے بلکہ یہ چیزیں چھپانے میں مجھ سے ڈرو۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الرَّبّٰنِيُّوْنَ سے مراد یہودیوں کے فقہاء اور احبار سے مراد ان کے علماء تھے۔ ہمارے سامنے یہ چیز ذکر کی گئی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہم یہودیوں اور دوسرے اہل کتاب کے بارے میں فیصلے کریں گے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء اسی کے مطابق فیصلہ کرتے رہے جو اس تورات میں حق موجود تھا(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون اور احبار سے مراد فقہاء اور علماء ہیں(3)۔

حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے ربانیون سے مراد فقہاء علماء ہیں، ان کا درجہ احبار سے زیادہ تھا(4)۔

حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ مروی ہے کہ ربانیون سے مراد یہود کے فقہاء اور احبار سے مراد علماء ہیں(5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہودیوں میں سے دو آدمی تھے جنہیں صوریا کے بیٹے کہا جاتا تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی مگر اسلام نہ لائے اور حضور ﷺ سے عہد کیا کہ آپ ﷺ ان سے تورات کے متعلق جو بھی سوال کریں گے تو دونوں آپ ﷺ کو بتائیں گے۔ ان میں سے ایک ربی اور دوسرا حبر تھا۔ معاملہ یہ تھا کہ جب شریف اور مسکین بدکاری کریں گے تو کیا حکم ہوگا اور انہوں نے اس میں کیسے تبدیلی کی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یہاں نبیوں سے مراد حضور ﷺ کی ذات ہے اور ربانیون اور احبار سے مراد صوریا کے دونوں بیٹے ہیں(6)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون سے مراد عالم فقہاء ہیں۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ربانیون سے مراد مومن اور احبار سے مراد قراء ہیں یہ ربانیون اور احبار اس امر پر گواہ تھے کہ حضرت محمد ﷺ نے جو کہا ہے وہ حق ہے اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے وہ اللہ کے نبی محمد ﷺ ہیں یہودی ان کے پاس آئے تو حضور ﷺ نے ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلہ کیا(7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 298، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 299 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 300
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 299 7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 301

امام ابن منذر اور حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَ اخْشَوْنِ یہ خطاب حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی امت کے لئے ہے۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں اور ابن عساکر نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم سفر میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھے۔ عرض کی گئی کہ راستہ میں ایک درندے نے لوگوں کو روک رکھا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سواری کو تیز کیا جب اس تک پہنچے تو سواری کو بٹھایا۔ اس درندے کا کان ملا اور اسے نیچے بٹھایا۔ فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے ابن آدم پر وہ ناراض ہوتا ہے جس کو ابن آدم خوف زدہ کرتا ہو، اگر ابن آدم اللہ کے علاوہ کسی سے نہ ڈرے تو اللہ اس پر کوئی اور چیز مسلط نہیں کرتا، بعض لوگوں کی جانب سے معاملات انسانوں کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں۔ اگر ابن آدم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے امید نہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اسے کسی اور کے سپرد نہ کرے گا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم لوگوں سے نہ ڈرو کہ تم اس چیز کو چھپانے لگے جو تمہاری طرف نازل کی گئی اور اسے چھپا کر تم تھوڑی سی قیمت نہ لو(2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ میری کتاب پر سحت نہ کھاؤ(3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے اس نے کفر کیا، جو اس کا اقرار کرے اور اس کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم و فاسق ہے(4)۔

امام سعید بن منصور، فریابی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ سورۂ مائدہ کی آیات میں جو یہ ذکر کیا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں تو یہ کفر دوسرے کفر سے، یہ ظلم عام ظلم سے اور یہ فسق عام فسق سے مختلف ہے(5)۔

امام سعید بن منصور، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کافر، ظالم اور فاسق کا جو حکم نازل فرمایا ہے وہ یہودیوں کے ساتھ خاص ہے(6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں تین آیات هُمُ الْكٰفِرُوْنَ، هُمُ الظّٰلِمُوْنَ، هُمُ الْفٰسِقُوْنَ، اہل اسلام کا ان سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ کفار کے متعلق ہیں(7)۔

1۔ نوادر الاصول، صفحہ 270، بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 301، بیروت
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 308
5۔ مستدرک حاکم جلد 2، صفحہ 342 (3219) دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1485، دار الصمیعی الریاض
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 302

امام ابن جریر حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئیں (1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیات بنو اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئیں اور اس امت کے لئے بھی ان کو پسند کیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیات یہودیوں کے بارے میں نازل ہوئیں اور یہ ہم پر بھی واجب ہیں (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ مائدہ میں تین آیات میں سے پہلی اس امت، دوسری یہودیوں اور تیسری نصاریٰ کے بارے میں ہے (4)۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے اس کتاب کے مطابق فیصلہ کیا جو اس نے اپنے ہاتھ سے لکھی تھی اور اللہ تعالیٰ کی کتاب کو چھوڑ دیا اور یہ گمان کیا کہ یہ وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے تو اس نے کفر کیا (5)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان آیات کا ان کے سامنے ذکر کیا گیا۔ ایک آدمی نے کہا یہ تو بنو اسرائیل کے بارے میں ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا بنو اسرائیل تمہارے کتنے اچھے بھائی ہیں کہ تمہارے لئے ہر میٹھی چیز اور ان کے لئے ہر کڑوی چیز ہے، خبردار! اللہ کی قسم۔ تم بھی انہیں کے راستہ پر برابر چل رہے ہو (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم بھی کتنی اچھی قوم ہو جو میٹھی چیز ہو وہ تمہارے لئے اور جو کڑوی ہو وہ اہل کتاب کے لئے گویا آپ کی رائے تھی یہ آیات مسلمانوں کے بارے میں نازل ہوئیں۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہ کافر ہے۔ انہیں لوگوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرے وہ ظالم ہے۔ کہا ہاں۔ لوگوں نے کہا یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں؟ کہا ہاں ٹھیک ہے یہی ان کا دین ہے، اسی کے مطابق وہ فیصلہ کرتے ہیں، اسی کے بارے میں وہ بات کرتے اور اسی کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ جب اس میں سے کسی چیز کو وہ چھوڑتے تو وہ جانتے کہ یہ ان کی طرف سے ظلم ہے۔ یہ یہودیوں، نصرانیوں اور مشرکوں کے لئے ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تھے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حکیم بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے سورۂ مائدہ میں موجود ان آیات کے بارے میں پوچھا گیا کہ ایک قوم کا خیال ہے کہ یہ آیات بنو اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئیں ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئیں۔ انہوں نے کہا ان سے ماقبل اور مابعد آیات کو پڑھو۔ تو میں نے ان آیات کو پڑھا۔ فرمایا نہیں یہ ہمارے بارے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 302، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 307
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 306
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 304
6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 303

میں نازل ہوئی ہیں۔ میں مقسم سے ملا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے۔ میں نے ان سے ان آیات کے بارے میں پوچھا، میں نے کہا ایک قوم کا خیال ہے کہ یہ آیات بنواسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ ہمارے بارے میں نازل نہیں ہوئیں۔ انہوں نے کہا یہ بنی اسرائیل پر نازل ہوئیں اور ہم پر نازل ہوئیں جوان پر اور ہم پر نازل ہوئیں وہ ہمارے لئے اور ان کے لئے ہیں۔ پھر میں علی بن حسین کے پاس گیا۔ میں نے ان سے ان آیات کے بارے میں پوچھا جو سورۂ مائدہ میں ہیں میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ میں نے ان کے بارے میں سعید بن جبیر اور مقسم سے بھی پوچھا ہے۔ انہوں نے کہا مقسم نے کیا جواب دیا مقسم نے جو کہا تھا وہ میں نے بتایا۔ انہوں نے کہا مقسم نے سچ کہا لیکن یہ کفر شرک والا کفر نہیں، یہ فسق شرک والا فسق نہیں اور ظلم شرک والا ظلم نہیں۔ پھر میں سعید بن جبیر سے ملا اور علی نے جو کہا تھا وہ بتایا۔ سعید بن جبیر نے اپنے بیٹے سے فرمایا تو نے یہ جواب کیسا پایا میں نے تو تیرے اور مقسم پر اس کی فضیلت پائی ہے۔

امام سعید بن منصور نے حضرت عمر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس جیسا آدمی نہیں دیکھا جو ان آیات کے بعد دو آدمیوں میں فیصلہ کرے (1)۔

حضرت سعید رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے کہا حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کو قاضی بنایا گیا تو ایک آدمی انہیں حقیر جاننے لگا۔ انہوں نے کہا مجھے حقیر جانتے ہو جبکہ مجھے اس گڑھے کے کنارے کھڑا کر دیا گیا ہے جس کی گہرائی عدن سے بھی دور ہے، اگر لوگ جان جاتے کہ قضاء میں کیا ہے تو اس سے اعراض کرنے اور اسے ناپسند کرنے کی وجہ سے بہت سے اموال کے عوض ذمہ داری لیتے، اگر لوگوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اذان میں کیا فضیلت ہے تو اذان میں رغبت اور حرص کی وجہ سے اسے اموال کے بدلہ میں حاصل کرتے۔

امام ابن سعد نے یزید بن موہب سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی نہ میں دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کروں گا اور نہ ہی دو آدمیوں کی امامت کروں گا، کہا میں ہرگز ایسا نہیں کروں گا کیونکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ قاضی تین قسم کے ہیں (۱) وہ جو جہالت کی بناء پر فیصلہ کرتا ہے تو وہ جہنم میں ہوگا (۲) جس نے ظلم کیا۔ خواہش نفس نے اسے مائل کر لیا وہ بھی جہنم میں ہوگا (۳) وہ جس نے کوشش کی اور درست فیصلہ کیا تو یہ اس کے لئے کفاف ہوگا یعنی نہ اس کو اجر ملے گا اور نہ ہی گناہ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تیرا باپ تو فیصلے کرتا تھا۔ عرض کی میرے والد پر جب کوئی مشکل آتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی چیز مشکل ہوتی تو جبرئیل امین سے پوچھ لیتے مگر میں تو ایسا کوئی بھی نہیں پاتا جس سے میں پوچھوں کیا آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے نہیں سنا مَنْ عَاذَ بِاللّٰهِ فَقَدْ عَاذَ بِمَعَاذٍ جس نے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہی تو اس نے ایسی ذات سے پناہ چاہی جو پناہ مانگے جانے کے لائق ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیوں نہیں۔ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کی میں اس امر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ مجھے اپنا عامل بنائیں۔ تو حضرت عمر رضی

1۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1488، دار الصمیعی الریاض

اللہ عنہ نے انہیں یہ ذمہ داری دینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں فرمایا یہ بات کسی اور کو نہ بتانا (1)۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبد العزیز بن ابورواد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بنو اسرائیل کے زمانہ میں ایک قاضی تھا وہ اپنے اجتہاد سے اس مقام پر پہنچا کہ اس نے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ وہ اس کے اور اپنے درمیان ایک ایسی نشانی بنا دے کہ جب وہ حق کے مطابق فیصلہ کرے تو اسے پہچان جائے۔ تو اسے کہا گیا اپنے کمرہ میں داخل ہو پھر اپنا ہاتھ دیوار کے ساتھ لمبا کر پھر دیکھو کہ تیری انگلیاں دیوار میں کہاں تک پہنچتی ہیں، وہاں ایک خط لگا لے پھر جب تو مجلس قضاء سے اٹھے تو اس خط کی طرف جا، اپنے ہاتھ کو اس خط کی طرف لمبا کر، جب تو حق پر ہو گا تو تیرا ہاتھ خط تک پہنچ جائے گا، اگر تو حق میں کوتاہی کی ہو گی تو تیرا ہاتھ وہاں تک نہیں پہنچے گا۔ وہ صبح قضاء کے لئے جاتا جبکہ وہ مجتہد ہوتا، وہ حق کے مطابق ہی فیصلہ کرتا۔ جب وہ فارغ ہوتا تو نہ کوئی کھاتا اور نہ ہی کوئی چیز پیتا اور نہ ہی گھر والوں کے لئے کوئی چیز لاتا یہاں تک کہ اس خط کے پاس آتا جب اس تک پہنچ جاتا تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا اور اس چیز تک رسائی حاصل کرتا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے حلال کی ہوتی تھی، وہ گھر والے ہوں یا کھانے پینے کی چیز ہو۔ ایک روز وہ مجلس قضاء میں موجود تھا کہ دو آدمی ایک سواری کے ساتھ آئے۔ اس قاضی کے دل میں خیال گزرا کہ وہ اس کے پاس اپنا جھگڑا پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک اس کا اپنا دوست اور ساتھی تھا۔ محبت کی وجہ سے اس کے دل میں یہ بات آئی کہ حق دوست کا ہو اور وہ اپنے دوست کے حق میں فیصلہ کرے۔ جب ان دونوں نے بات کی تو حق اس کے دوست کے خلاف ہوا اور اس نے اپنے دوست کے خلاف فیصلہ کر دیا۔ جب وہ مجلس قضاء سے اٹھا تو وہ اس خط کی طرف گیا جس طرح ہر روز جاتا تھا۔ اپنا ہاتھ خط کی طرف لمبا کیا تو خط دور چلا گیا۔ وہ چھت کے قریب پہنچا تھا۔ اس قاضی کا ہاتھ خط تک نہیں پہنچ رہا تھا۔ وہ سجدہ میں گر گیا۔ وہ کہہ رہا تھا اے میرے رب یہ وہ چیز تھی جس کو میں نے جان بوجھ کر نہیں کیا تھا۔ اسے کہا گیا کیا تو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تیرے دل کے ظلم پر آگاہ نہیں ہے۔ جب تو نے یہ پسند کیا کہ حق تیرے دوست کے لئے ہو تو اس کے حق میں فیصلہ کرے تو نے ارادہ کیا اور اسے پسند کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے حق اس کے مستحق کی طرف پھیر دیا جبکہ تو اسے ناپسند کرتا تھا (2)۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت لیث رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دو جھگڑا کرنے والے حاضر ہوئے تو آپ نے انہیں اس حال پر رہنے دیا۔ وہ پھر آئے تو آپ نے دونوں میں فیصلہ کر دیا۔ اس بارے میں آپ سے گزارش کی گئی تو آپ نے فرمایا وہ دونوں میرے پاس حاضر ہوئے تو میں نے ایک آدمی کے حق میں وہ جذبہ پایا جو دوسرے کے حق میں نہ تھا۔ تو میں نے یہ ناپسند کیا کہ میں ان کے درمیان فیصلہ کروں۔ وہ پھر آئے تو میں نے کچھ وہی جذبہ پایا تو میں نے اسے ناپسند کیا۔ وہ پھر آئے جبکہ وہ خیال جا چکا تھا تو میں نے دونوں کے درمیان فیصلہ کر دیا (3)۔

وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ ۙ وَ الْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَ الْأَنْفَ

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 4، صفحہ 146، دار صادر بیروت 2۔ نوادر الاصول، صفحہ 186، بیروت 3۔ ایضاً، صفحہ 187

بِالْاَنْفِ وَ الْاُذُنَ بِالْاُذُنِ وَ السِّنَّ بِالسِّنِّ ۙ وَ الْجُرُوْحَ قِصَاصٌ ؕ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَّهٗ ؕ وَ مَنْ لَّمْ یَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝۴۵

''اور ہم نے لکھ دیا تھا یہود کے لئے تورات میں (یہ حکم) کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے لئے قصاص۔ تو جو شخص معاف کر دے بدلہ تو یہ معافی کفارہ بن جائے گی اس کے گناہوں کا اور جو فیصلہ نہ کرے اس (کتاب) کے مطابق جسے اتارا اللہ نے تو وہی لوگ ظالم ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قریظہ نے یہ دیکھا کہ نبی کریم ﷺ نے رجم کا فیصلہ کیا ہے جبکہ وہ اپنی کتابوں میں اسے مخفی رکھتے تھے۔ تو قریظہ اٹھے، عرض کی اے محمد ﷺ ہمارے اور ہمارے بنو نضیر بھائیوں کے درمیان فیصلہ کر دیجئے جبکہ حضور ﷺ کی آمد سے پہلے ان کے درمیان ایک قتل کا جھگڑا چل رہا تھا۔ بنو نضیر بنو قریظہ کو اپنی دیتوں سے نصف دیت دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا قرظی کا خون نضیری کے خون کے برابر ہے۔ تو بنو نضیر ناراض ہو گئے اور کہا ہم رجم کے معاملہ میں بھی آپ کی اطاعت نہیں کرتے بلکہ ہم انہیں حدود کو جاری کریں گے جس پر ہم ہیں تو یہ آیت نازل ہوئی اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ (المائدہ:50) اور یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فیہا میں ھا ضمیر سے مراد تورات ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ تورات میں ان پر فرض کیا گیا ہے، وہ آزاد کو غلام کے بدلے قتل کرتے تھے اور کہتے ہم پر فرض کیا گیا ہے کہ نفس کے بدلے نفس ہے۔

امام عبد الرزاق نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل پر یہ فرض کیا گیا ہے یہ آیات ہمارے لئے اور ان کے لئے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا یہ حکم ان کے لئے خاص ہے؟ فرمایا نہیں بلکہ یہ ان پر اور تمام لوگوں کے لئے عام ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ فیہا میں ھا ضمیر سے مراد تورات ہے کہ یہ جیسے تم سنتے ہو اہل کتاب کے بارے میں اس وقت نازل ہوا جب انہوں نے کتاب اللہ کو پس پشت ڈالا، اللہ تعالیٰ کی حدود کو

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 309، دار احیاء التراث العربی بیروت

معطل کیا، اس کی کتاب کو چھوڑ دیا اور اس کے رسولوں کو قتل کیا۔

امام عبدالرزاق حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جس نے اپنے غلام کو قتل کیا ہم اسے قتل کریں گے جس نے اس کا عضو کاٹا ہم اس کا عضو کاٹیں گے، لوگوں نے بات دہرائی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ فرمایا ہے اور یہ آیت پڑھی اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (1)

امام بیہقی نے سنن میں حضرت ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عورت کے بدلہ میں مرد سے قصاص لیا گیا اور ان زخموں میں بھی قصاص لیا گیا جو مرد نے جان بوجھ کر لگائے تھے (2)۔

امام بیہقی نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مرد جب عورت کو قتل کر دے تو مرد کو عورت کے عوض قتل کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَ كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيْهَآ اَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ (المائدہ:45)۔(3)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں یہ روایت نقل کی ہے کہ نفس کو نفس کے بدلے قتل کیا جائے گا، آنکھ کو آنکھ کے بدلے پھوڑا جائے گا، کان کو کان کے بدلے کاٹا جائے گا، دانت کو دانت کے بدلے اکھاڑا جائے گا اور زخموں کا قصاص زخموں سے لیا جائے گا، جس نے اسے معاف کر دیا یہ مطلوب کا کفارہ ہو جائے گا (4)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آیت میں نفس کو منصوب اور عین اور مابعد الفاظ کو مرفوع پڑھا ہے (5)۔

امام ابن سعد، امام بخاری، امام احمد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس سے روایت نقل کی ہے کہ ربیع نے ایک بچی کے دو دانت توڑ دیے لوگ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس بچی کے بھائی انس بن نضر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ فلانہ کے دو دانت توڑ دیے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے انس اللہ کا حکم تو قصاص ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ زخموں میں قصاص واجب ہے، امام کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ زیادتی کرنے والے کو مارے یا اسے قید کر دے۔ یہ قصاص کا حکم اللہ تعالیٰ کی جانب سے بھول کی صورت میں نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو کوڑے مارنے اور قید کرنے کا حکم دے دیتا۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهٖ میں قول نقل کیا ہے۔

ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مجروح کا کفارہ ہے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے صدقہ کیا یہ اس کا کفارہ ہے۔

1۔ سنن نسائی، باب القود من السید للمولیٰ، جلد 8، صفحہ 21، القاہرہ
2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 27، دار الفکر بیروت
3۔ ایضاً
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 310، بیروت
5۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 257 (2927)، دار الکتب العلمیہ بیروت
6۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 961 (2556) دار ابن کثیر دمشق
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 312، بیروت

امام ابن مردویہ نے ایک انصاری سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی جس کا دانت توڑ دیا جاتا ہے یا جس کے ہاتھ کاٹ دیے جاتے ہیں یا کوئی اور حصہ کاٹ دیا جاتا ہے یا اس کے بدن میں کوئی زخم لگایا جاتا ہے تو وہ زخمی زیادتی کرنے والے کو معاف کر دیتا ہے تو اس زخمی سے اسی مقدار میں خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر اس زخم کی دیت چوتھائی دیت بنتی ہے تو اس کی چوتھائی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر دیت تیسرا حصہ بنتی ہے تو تیسرا حصہ کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اگر مکمل دیت بنتی ہے تو اسی طرح (تمام) خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔

امام دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی کا دانت توڑ دیا گیا یا اس کا جسم زخمی کر دیا گیا تو زخمی آدمی اسے معاف کر دیتا ہے تو جسم کے زخموں کے حساب سے اس کی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر نصف دیت ہو تو نصف خطائیں۔ اگر چوتھائی دیت ہو تو چوتھائی خطائیں، اگر دیت کا تیسرا حصہ ہو تو تیسرا حصہ، اگر مکمل دیت لازم ہوتی ہو تو تمام خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں (1)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عدی بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاویہ کے دور میں ایک آدمی نے دوسرے آدمی کا منہ پھوڑ دیا۔ زیادتی کرنے والے نے دیت دی مگر لوگوں نے قصاص کا مطالبہ کیا۔ اس نے دو دیتیں دیں۔ اس نے لینے سے انکار کیا۔ زیادتی کرنے والے نے تین دیتیں دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک نے کہا جس نے مکمل یا کچھ قصاص کو معاف کر دیا تو اس کی پیدائش سے لے کر موت تک اس کے اعمال کا کفارہ ہو جائے گا (2)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک قریشی نے ایک انصاری کا دانت توڑ دیا تو انصاری نے قریشی کے خلاف سزا کا مطالبہ کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں اسے راضی کروں گا۔ انصاری نے سزا کا اصرار کیا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے ساتھی سے نرمی کرو جبکہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جب مسلمان کے جسم کو کوئی گزند پہنچے تو وہ اس کو معاف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس سے غلطی کو معاف کر دیتا ہے۔ انصاری نے کہا میں نے اس کی غلطی کو معاف کر دیا (3)۔

امام دیلمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ انسان جس کا دانت توڑ دیا جائے اور اس کے جسم میں زخم لگایا جائے تو وہ معاف کر دے تو اس آدمی کی اتنی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں جس قدر وہ اپنے جسم کے زخم کو معاف کرتا ہے۔ اگر اس زخم کی وجہ سے نصف دیت لازم ہوتی تھی تو اس کی نصف خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر چوتھائی دیت لازم ہوتی تھی تو اس کی چوتھائی خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں۔ اگر کل دیت کا تیسرا حصہ لازم

1۔ مسند الفردوس، جلد 3، صفحہ 153 (4416) دار الباز مکہ مکرمہ 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 313، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 311

ہوتا تھا تو خطاؤں کا تیسرا حصہ معاف کر دیا جاتا ہے۔ اگر مکمل دیت لازم ہوتی تھی تو تمام خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں (1)۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس مسلمان کے جسم کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں اس کا درجہ بلند کر دیتا ہے اور اس کے بدلہ میں غلطی معاف کر دیتا ہے۔ انصاری نے کہا میں نے اسے معاف کر دیا (2)۔

امام احمد نے اور نسائی نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس آدمی کے جسم میں زخم لگایا جاتا ہے تو وہ اسے معاف کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی قدر اس کی غلطیاں معاف کر دیتا ہے (3)۔

امام احمد نے ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ جس کے جسم کو تکلیف پہنچائی گئی تو اس نے معاف کر دیا تو اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت یونس بن ابی اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجاہد نے ابو اسحاق سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں پوچھا تو ابو اسحاق نے کہا اس سے مراد وہ ہے جو معاف کرتا ہے۔ مجاہد نے کہا نہیں بلکہ وہ ہے جس نے زخمی کیا اور گناہ کا ارتکاب کیا (4)۔

امام فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ زیادتی کرنے والے کا کفارہ ہے اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ کرم پر ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد و ابراہیم رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ زخمی کرنے والے کا کفارہ ہے اور معاف کرنے والے کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت مجاہد اور حضرت ابراہیم رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ زخمی کرنے والے کا کفارہ ہے (7)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ معاف کرنے والے کے لئے کفارہ ہے (8)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے زخمی کیا اور زخمی کرنے والے کو معاف کر دیا گیا تو اب زخمی کرنے والے پر کوئی گرفت نہ ہوگی، نہ قصاص، نہ دیت اور نہ ہی زخم کی سزا کیونکہ اسے اس نے معاف کر دیا ہے جس کو زخمی کیا گیا تھا اس نے جو ظلم کیا تھا۔ یہ معافی اس کا کفارہ ہو جائے گی (9)۔

1۔ مسند الفردوس، جلد 3، صفحہ 153 (4416)، دار الباز مکہ مکرمہ
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 311
3۔ مجمع الزوائد، باب ماجاء فی العفو عن الجانی والقاتل، جلد 6، صفحہ 473،
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 312
5۔ ایضاً۔ جلد 6، صفحہ 313
6۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 5، صفحہ 462 (27988)
7۔ ایضاً، (27987)
8۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 313
9۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 314

امام خطیب رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے قصاص کو معاف کیا اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ بِعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ ۪ وَ اٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ نُوْرٌ ۙ وَّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَ هُدًى وَّ مَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ ؕ وَ مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۴۷﴾

"اور ہم نے پیچھے بھیجا ان کے نقش قدم پر عیسیٰ بن مریم کو تصدیق کرنے والا جو اس کے سامنے موجود تھا یعنی تورات اور ہم نے دی اسے انجیل اس میں ہدایت اور نور تھا اور تصدیق کرنے والی تھی جو اس سے پہلے تھا یعنی تورات اور (یہ انجیل) ہدایت اور نصیحت تھی پرہیزگاروں کے لئے۔ اور ضرور فیصلہ کیا کریں انجیل والے اس کے مطابق جو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس میں اور جو فیصلہ نہ کریں اس کے مطابق جسے اللہ تعالیٰ نے اتارا ہے تو وہ لوگ فاسق ہیں"۔

حضرت ابوالشیخ نے وَ قَفَّيْنَا عَلٰۤى اٰثَارِهِمْ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ہم نے اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کیا ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے آپ سے پوچھا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں بتایئے تو آپ نے فرمایا ہم نے انبیاء کے بعد مبعوث کیا۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے عدی بن زید کا شعر نہیں سنا۔

يَوْمَ قَفَتْ عِيْرُهُمْ مِنْ عِيْرِنَا وَاحتمال الحی فی الصبح فلق

جس روز اس کے اونٹ ہمارے اونٹوں کے پیچھے چلے جبکہ صبح کے وقت قبیلہ کی مصیبت پھٹنا تھا۔

امام ابن جریر نے ابن زید سے وَ لْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ کا یہاں فاسقون کا معنی کاذبون ہے۔ ابن زید نے کہا قرآن حکیم میں جہاں بھی فاسق کا لفظ آیا ہے اس سے مراد جھوٹا ہے، بہت ہی کم کسی دوسرے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد تلاوت کیا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ (الحجرات:6) اس میں فاسق سے مراد جھوٹا ہے۔ یہاں بھی فاسق سے مراد جھوٹا ہے(1)۔

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتٰبِ وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 317، دار احیاء التراث العربی بیروت

مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ عَمَّا جَآءَكَ مِنَ الْحَقِّ ؕ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّ مِنْهَاجًا ؕ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ لٰكِنْ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ ؕ اِلَى اللّٰهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۸﴾

''اور (اے حبیب) اتاری ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب (قرآن) سچائی کے ساتھ تصدیق کرنے والی ہے جو اس سے پہلے (آسمانی) کتاب ہے اور (یہ قرآن) محافظ ہے اس پر تو آپ فیصلہ فرمادیں ان کے درمیان اس سے جو نازل فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور آپ نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی اس حق کو چھوڑ کر جو آپ کے پاس آیا ہے۔ ہر ایک کے لئے بنائی ہے ہم نے تم میں سے ایک شریعت اور عمل کی راہ اور اگر چاہتا اللہ تعالیٰ تو بنا دیتا تم (سب کو) ایک ہی امت لیکن آزمانا چاہتا ہے تمہیں اس چیز میں جو اس نے دی ہے تم کو تو آگے بڑھنے کی کوشش کرو نیکیوں میں۔ اللہ کی طرف ہی لوٹ آنا ہے تم سب نے پھر وہ آگاہ کرے گا تمہیں جن باتوں میں تم جھگڑا کرتے تھے''۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان اہل کتاب کے اعمال کے بارے میں بتایا جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اور یہ بھی بتایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرتے تھے تو اپنے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں کو بلیغ ترین نصیحت فرمائی۔ پس اسے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ جو بھی حکم (فیصلہ) میں سے کسی چیز کا ذمہ دار بنے تو وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ عمل کے سوا اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان جو فیصلہ ہو چکا ہے اس کے بغیر بندوں کو نہ کوئی خیر دے سکتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی تکلیف دور کر سکتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اور مومنوں کو اہل کتاب کے کردار اور ظلم کو بیان کر دیا تو فرمایا وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ۔ لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ سے مراد وہ کتابیں ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں۔

امام فریابی، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مُهَيْمِنًا عَلَيْهِ کا معنی ہے کہ یہ ان پر امین ہے (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ مهیمن کا معنی امین ہے اور قرآن حکیم سابقہ تمام کتابوں پر امین ہے (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے یہ تورات وانجیل پر امین ہے، یہ ان پر غالب ہے، وہ اس پر غالب نہیں۔ یہ بھی کہا علیہ میں ضمیر سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 318، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 319

امام آدم بن ابی ایاس، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ قرآن حکیم پر امین ہیں اور مھیمن سے مراد ماقبل کتب پر گواہ ہے(1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **مُهَيْمِنًا** کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ یہ ماقبل کتابوں پر گواہ ہے(2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوروق رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ یہ اس کی مخلوق کے اعمال پر گواہ ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ **بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ** سے مراد اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں(3)۔

امام عبد بن حمید، سعید بن منصور، فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا** کا معنی راستہ اور سنت لیا ہے(4)۔

امام طستی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ نے عرض کی مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان **شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا** کے بارے میں بتایئے فرمایا شرعۃ کا معنی دین او منہاج کا معنی راستہ ہے۔ عرض کی کیا عرب اس معنی کو پہچانتے ہیں؟ فرمایا ہاں کیا تو نے ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب کا یہ قول نہیں سنا۔

لَقَدْ نَطَقَ الْمَامُوْنُ بِالصِّدْقِ وَالْهُدٰى　　وَبَيَّنَ لَنَا الْاِسْلَامَ دِيْنًا وَ مِنْهَاجًا

مامون نے سچی اور ہدایت کی بات کی اور اس نے ہمارے لئے اسلام کو بطور دین اور واضح راستہ کے بیان کیا۔

شاعر نے یہاں مامون سے حضور ﷺ کی ذات مراد لی ہے۔

امام عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دین تو ایک ہے اور شریعتیں مختلف ہیں(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منہاج کا معنی سبیل ہے سنن مختلف ہیں تورات کی شریعت ہے۔ انجیل کی شریعت ہے جو اس کی اطاعت کرتا ہے، وہ اس سے مختلف ہے جو اس کی نافرمانی کرتا ہے لیکن وہ دین واحد جس کے سوا کوئی اور قبول نہیں وہ توحید و اخلاص ہے جسے تمام رسول لائے ہیں(6)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبد اللہ بن کثیر سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مآتاکم سے مراد کتابیں ہیں(7)۔

وَاَنِ احْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ وَاحْذَرْهُمْ اَنْ يَّفْتِنُوْكَ عَنْۢ بَعْضِ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكَ ۭ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 20-319، داراحیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 318

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 321　4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 324

5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 322　6۔ ایضاً　7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 325

اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ لَفٰسِقُوْنَ ﴿۴۹﴾

''اور یہ کہ فیصلہ فرمائیں آپ ان کے درمیان اس کے مطابق جو نازل فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے اور نہ پیروی کریں ان کی خواہشات کی اور آپ ہوشیار رہیں ان سے کہ کہیں برگشتہ نہ کر دیں آپ کو اس کے کچھ حصہ سے جو اتارا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف اور اگر وہ منہ پھیر لیں تو جان لو کہ بے شک ارادہ کر لیا ہے اللہ تعالیٰ نے کہ سزا دے انہیں ان کے بعض گناہوں کی اور بے شک بہت سے لگ نافرمان ہیں''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کعب بن اسد، عبد اللہ بن صوریا اور شاس بن قیس نے کہا ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس چلتے ہیں۔ شاید ہم اسے اس کے دین میں فتنہ میں ڈال دیں یہ لوگ آپ کے پاس آئے اور کہا اے محمد تو خوب جانتا ہے کہ ہم یہودیوں کے علماء، اشراف اور سادات ہیں۔ اگر ہم نے آپ کی اتباع کر لی تو یہودی ہماری اتباع کریں گے اور ہماری مخالفت نہ کریں گے۔ ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان جھگڑا ہے۔ ہم آپ کو ثالث بنائیں گے۔ ان کے خلاف ہمارے حق میں فیصلہ کرنا۔ ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کریں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ اہل کتاب کے درمیان فیصلہ کریں جبکہ پہلے یہ رخصت دی ہوئی تھی کہ اگر چاہیں تو ان سے اعراض کریں۔ اس آیت نے ماقبل حکم کو منسوخ کر دیا۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سورت سے یہ آیت فَاِنْ جَآءُوْكَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ اَوْ اَعْرِضْ عَنْهُمْ منسوخ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں یہ حکم دیا کہ جو کچھ کتاب اللہ میں ہے اس کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔

امام ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حکم دیا گیا کہ اہل کتاب کے درمیان فیصلہ فرمائیں، اس سے ماقبل آیت 42 کو منسوخ کر دیا۔

امام عبد الرزاق نے مصنف میں حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب اللہ کے نام کی قسم اٹھاتے جبکہ وہ یہ حکم دیتا ہے کہ اہل کتاب کے درمیان اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرو۔

اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ ؕ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۵۰﴾

''تو کیا وہ جاہلیت کے زمانہ کے فیصلے چاہتے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ سے بہتر کس کا حکم ہو سکتا ہے اس قوم کے نزدیک

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 325، دار احیاء التراث العربی بیروت

جو یقین رکھتی ہے''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جاہلیت کا حکم چاہنے والوں سے مراد یہودی ہیں (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ یہودیوں کے مقتول کے بارے میں ہے کیونکہ دور جاہلیت میں شدید کمزور کو اور غالب ذلیل کو کہا جاتا۔

امام بخاری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے مبغوض وہ شخص ہے جو دور اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اپناتا ہے اور ناحق کسی آدمی کی تلاش کرتا ہے تاکہ اس کا خون بہائے (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حکم دو ہیں اللہ کا حکم اور جاہلیت کا حکم پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جاہلیت کو عالمیت کہا جاتا یہاں تک کہ ایک عورت آئی، اس نے کہا رسول اللہ ﷺ جاہلیت میں یہ یہ ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے جاہلیت کے ذکر کو نازل فرمایا۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِيَآءَ ؔ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَ مَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝۵۱

''اے ایمان والو! نہ بناؤ یہود اور نصاریٰ کو (اپنا) دوست (و مددگار) وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جس نے دوست بنایا انہیں تم میں سے سو وہ انہیں میں سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا ظالم قوم کو''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے عبادہ بن ولید سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا جب بنو قینقاع نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تو عبد اللہ بن سلول نے ان کے ساتھ وابستگی کا اظہار کیا اور ان کے ساتھ کھڑا ہوا جبکہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی طرف چلے گئے اور ان کی حمایت سے برأت کا اظہار کیا اور اللہ اور اس کے رسول کی حمایت کی بنی عوف بن خزرج کے ایک آدمی کا ان کے ساتھ ایسا ہی معاہدہ تھا جیسا معاہدہ عبد اللہ بن ابی کا تھا۔ اس نے کہا میں اللہ، اس کے رسول اور مومنوں سے دوستی کرتا ہوں۔ ان کفار کی دوستی اور حمایت سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں برأت کا اظہار

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 327، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح بخاری، باب من طلب دم امری بغیر حق، جلد 6، صفحہ 2523 (6488) دار ابن کثیر دمشق

کرتا ہوں۔ اس صحابی اور عبداللہ کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہا میرے اور بنوقریظہ اور بنونضیر کے درمیان معاہدہ ہے مجھے حادثات زمانہ کا خوف رہتا ہے تو وہ کافر ہوکر مرتد ہوگیا۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے کہا میں بنوقریظہ اور بنونضیر کی دوستی سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور اللہ، اس کے رسول اور مومنین کو دوست بناتا ہوں۔ تو یہ آیات نازل ہوئیں جن کے دلوں میں مرض ہے، سے مراد عبداللہ بن ابی ہے اور الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مراد حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت عبادہ بن ولید رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے وہ دادا سے وہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یہ آیت میرے بارے میں نازل ہوئی۔ جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کی خدمت میں یہودیوں کے ساتھ معاہدہ سے برأت کا اظہار کیا اور ان کے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنوں سے دوستی کی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عطیہ بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ جو بنوحارث بن خزرج سے تعلق رکھتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہودیوں میں سے میرے بے شمار دوست ہیں یہودیوں کی دوست سے میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں برأت کا اظہار کرتا ہوں اور اللہ اور اس کے رسول سے دوستی کرتا ہوں۔ عبداللہ بن ابی نے کہا میں تو ایسا آدمی ہوں جسے حادثات زمانہ کا خوف رہتا ہے، میں تو اپنے دوستوں سے دوستی کو نہیں چھوڑ سکتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عبداللہ بن ابی سے فرمایا اے ابوحباب بتا تو سہی وہ کیا بات ہے جس کے باعث تو نے عبادہ بن صامت کے برعکس یہودیوں کی دوستی کو ترجیح دی ہے، وہ تجھے تو ملی ہے عبادہ کو نہیں ملی فرمایا پھر آگے بڑھو تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی سے یہ روایت نقل کی ہے کہ جب احد کا واقعہ ہوا تو لوگوں میں سے ایک جماعت پر بڑا مشکل وقت آیا انہیں خوف ہوا کہ کفار ان پر غالب آجائیں گے تو ایک آدمی نے اپنے ساتھی سے کہا میں تو فلاں یہودی کے پاس چلا جاتا ہوں اس سے امان لیتا ہوں اور اس کے ساتھ یہودی بن جاتا ہوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ یہودیوں پر بھی احوال بدل نہ جائیں۔ دوسرے نے کہا میں تو شام کے علاقہ میں فلاں نصرانی کے پاس چلا جاتا ہوں اس سے امان لیتا ہوں اور اس کے ساتھ نصرانی ہوجاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں حکم نازل فرمایا اور ان دونوں کو منع کیا (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت بنوقریظہ کے بارے میں نازل ہوئی کیونکہ انہوں نے دھوکہ دیا اور ایک خط کے ذریعے اس وعدہ کو توڑ دیا جو ان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان تھا جو خط انہوں نے ابوسفیان بن حرب کی طرف لکھا تھا۔ اس میں انہوں نے ابوسفیان اور قریش کو دعوت دی تھی کہ وہ ان کے قلعوں میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 329، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 328 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 329

داخل ہو جائیں۔ نبی کریم ﷺ نے ابولبابہ بن عبد المنذر رکو ان کی طرف بھیجا کہ انہیں ان کے قلعوں سے نیچے اترنے کا کہے۔ جب نیچے آنے میں انہوں نے ابولبابہ کی اطاعت کی تو ابولبابہ نے ذبح کا حلق کی طرف اشارہ کیا (1) حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نصاری رضی اللہ عنہ اور اہل شام کے ساتھ خط و کتابت کرتے۔

مجھے یہ خبر بھی پہنچی ہے کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ فاقہ اور بدحالی کا خوف رکھتے اور بنو قریظہ اور بنو نضیر کے یہودیوں کے ساتھ عہد و پیمان کرتے اور نبی کریم ﷺ کی خبریں ان تک پہنچاتے اور ان سے قرض اور نفع کا مطالبہ کرتے تو انہیں ایسا کرنے سے منع کیا گیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بنو تغلب کے ذبیحہ کھاؤ اور ان کی عورتوں سے شادی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی اگر یہ ولدیت کے اعتبار سے ان میں سے نہ ہوتے تو یہ ان میں سے ہوتے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ حکم ذبائح میں ہے جو آدمی کسی قوم کے دین میں داخل ہوتا ہے تو ان میں سے ہو جاتا ہے (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عیاض رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ ایک سال میں انہوں نے جو لیا اور جو دیا وہ پیش کریں آپ کا سیکرٹری نصرانی تھا۔ آپ کی خدمت میں وہ گوشوارہ پیش کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دیکھ کر خوش ہوئے، فرمایا یہ تو بہت اچھا ہے کیا تو مسجد میں ہمارے لئے وہ خط پڑھے گا جو شام سے آیا ہے تو اس نے کہا وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا اسے جنابت لاحق ہے اس نے نہیں بلکہ وہ نصرانی ہے۔ آپ نے مجھے جھڑکا اور میری ران پر مارا، فرمایا اسے نکالو پھر یہ آیت پڑھی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تم میں سے ہر ایک کو اس چیز سے بچنا چاہیے کہ وہ یہودی نصرانی ہو جائے جبکہ اسے احساس ہی نہ ہو۔

فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ يُّسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰۤى اَنْ تُصِيْبَنَا دَآئِرَةٌ ۚ فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ ؕ﴿۵۲﴾ وَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَهٰۤؤُلَآءِ الَّذِيْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ ؕ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿۵۳﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 329، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 331 3۔ ایضاً

''سو آپ دیکھتے ہیں ان لوگوں کو جن کے دلوں میں (نفاق کا) مرض ہے کہ دوڑ دوڑ کر جاتے ہیں یہود و نصاریٰ کی طرف۔ کہتے ہیں ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہم پر کوئی گردش نہ آجائے۔ وہ وقت دور نہیں جب اللہ تعالیٰ (تمہیں) دے دے فتح کامل یا (ظاہر کر دے کامیابی کی) کوئی بات اپنی طرف سے تو پھر ہو جائیں گے اس پر جو انہوں نے چھپا رکھا تھا اپنے دلوں میں نادم۔ اور (اس وقت) کہیں گے ایمان والے کہ کیا یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے قسمیں اٹھائی تھیں اللہ کی سخت سے سخت کہ وہ یقیناً تمہارے ساتھ ہیں۔ اکارت گئے ان کے اعمال اور ہو گئے وہ (سراسر) نقصان اٹھانے والے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ سے مراد عبداللہ بن ابی جیسے لوگ ہیں جو ان سے دوستی میں جلدی کرتے ہیں(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد منافق ہیں جو یہودیوں سے نرمی کرنے اور ان کی طرف سے جھگڑنے میں جلدی کرتے ہیں اور اپنے بچوں کو ان کے ہاں دودھ پلاتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ڈر ہے کہ کبھی حالات یہودیوں کے حق میں ہوں۔ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام لوگوں پر فتح دے دے یا منافقوں کے بارے میں کوئی خاص حکم ہو تو یہ منافق جو یہودیوں کے بارے میں اپنے دلوں میں جو محبت چھپائے ہوئے تھے اس پر شرمندہ ہوں(2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سدی سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مَّرَضٌ سے مراد شک ہے۔ دَآئِرَةٌ سے مراد ہے کہ مشرکوں کو مسلمان پر غلبہ ہو جائے۔ بِالْفَتْحِ سے مراد فتح مکہ ہے۔ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ سے مراد جزیہ ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ منافقوں میں سے کچھ لوگ یہودیوں سے محبت رکھتے اور مومنوں کی بجائے یہودیوں کے لئے اخلاص کا مظاہرہ کرتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ بِالْفَتْحِ سے مراد قضاء ہے(4)۔

امام ابن سعد، سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو یوں قرأت کرتے ہوئے سنا فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحُوْا عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ مِنْ مَوَادَتِهِمُ الْيَهُوْدَ وَمِنْ غَمِّهِمُ الْاِسْلَامَ وَاَهْلَهٗ نَادِمِيْنَ۔

امام سعید بن منصور اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمرو رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابن زبیر کو یوں قرآت کرتے ہوئے سنا فَعَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَ بِالْفَتْحِ اَوْ اَمْرٍ مِّنْ عِنْدِهٖ فَيُصْبِحَ الْفُسَّاقُ عَلٰى مَاۤ اَسَرُّوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ نٰدِمِيْنَ عمر نے کہا میں نہیں جانتا کہ یہ ان کی قرأت تھی یا ان کی طرف سے تفسیر تھی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 332، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 34-332

3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 34-333 4۔ ایضاً

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِهٖ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَ یُحِبُّوْنَهٗۤ ۙ اَذِلَّةٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اَعِزَّةٍ عَلَی الْكٰفِرِیْنَ ۫ یُجَاهِدُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَخَافُوْنَ لَوْمَةَ لَآىٕمٍ ؕ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ ﴿۵۴﴾

"اے ایمان والو! جو پھر گیا تم میں سے اپنے دین سے (تو اس کی بدنصیبی) سو عنقریب لے آئے گا اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم محبت کرتا ہے اللہ ان سے اور وہ محبت کرتے ہیں اس سے، جو نرم ہوں گے ایمان داروں کے لئے بہت سخت ہوں گے کافروں پر جہاد کریں گے، اللہ کی راہ میں اور نہ ڈریں گے کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے۔ یہ (محض) اللہ کا فضل (وکرم) ہے نوازتا ہے اس سے جسے چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی کشادہ رحمت والا سب کچھ جاننے والا ہے"۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ، بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ لوگوں میں کچھ مرتد ہوں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس جہان فانی سے قبض کر لیا تو عام عرب اسلام سے مرتد ہو گئے مگر تین مساجد والے۔ اہل مدینہ اور بنو عبدالقیس میں سے اہل جواثی جو لوگ مرتد ہوئے انہوں نے کہا ہم نماز پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہ دیں گے۔ اللہ کی قسم وہ ہمارے مال غصب کرنا چاہتا ہے۔ اس معاملہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی گئی تاکہ آپ ایسے لوگوں سے درگزر کریں اور آپ سے کہا گیا کہ یہ زکوٰۃ کی ادائیگی کی حکمت سمجھ جائیں گے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں دو ایسی چیزوں میں فرق نہیں کروں گا جن کو اللہ تعالیٰ نے اکٹھے ذکر کیا ہے اللہ کی قسم اگر انہوں نے مجھے عقال نہ دی تو اس پر بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر کے ساتھ جماعتیں بھیج دیں۔ انہوں نے جہاد کیا یہاں کہ انہوں نے ماعون کا اقرار کیا۔ ماعون سے مراد زکوٰۃ ہے۔ قتادہ نے کہا ہم یہ کہا کرتے تھے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا کہ اس آیت کا مصداق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی ہیں۔ جب عربوں میں سے لوگ اسلام سے مرتد ہو گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھیوں نے جہاد کیا یہاں تک کہ ان قبائل کو اسلام کی طرف لوٹایا (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور خیثمہ اترابلسی نے فضائل صحابہ میں اور بیہقی نے دلائل میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 337، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

مرتدوں سے جہاد کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے ساتھی ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے شریح بن عبید سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضرت عمر نے عرض کی کیا اس کا مصداق میں اور میری قوم ہوگی۔ فرمایا نہیں بلکہ یہ اور اس کی قوم ہوگی یعنی حضرت ابوموسیٰ اشعری (2)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ نے اپنی مسند میں، عبد بن حمید، حکیم ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عیاض اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کا مصداق اس کی قوم ہے۔ آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا (3)۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم نے شعبہ کی حدیث کی جمع میں اور بیہقی نے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ابوموسیٰ وہ تیری قوم ہے یعنی یمن والے (4)۔

امام ابن ابی حاتم، حاکم نے کنی میں، ابوالشیخ، طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے حسن سند سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ وہ قوم ہے جو یمن کے علاقہ میں بستی ہے کندہ سے، سکون سے پھر تحبیب سے تعلق رکھتے ہیں (5)۔

امام بخاری نے تاریخ میں، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا یہ یمن میں رہنے والی قوم ہے پھر کندہ سے جو سکون سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اہل قادسیہ ہیں۔

امام بخاری نے تاریخ میں حضرت قاسم بن مخیمرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے خوش آمدید کہا پھر یہ آیت تلاوت کی پھر میرے کندھے پر ہاتھ مارا، میں اللہ کی قسم اٹھاتا ہوں کہ وہ تم سے ہوں گے یعنی اہل یمن سے یہ بات آپ نے تین دفعہ دہرائی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا مصداق قوم سبا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وعید ہے کہ تم میں سے جو مرتد ہوگا اللہ تعالیٰ ان کی جگہ بہتر افراد لے آئے گا اَذِلَّةٍ کا معنی رحیم ہے (6)۔

امام ابن جریر نے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ اپنے دینی بھائیوں پر بڑے نرم دل ہیں اور اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ لوگ جو ان کے دین میں مخالف ہیں ان پر بڑے سخت ہیں (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 337، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 339
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 338
4۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 342 (3220) بیروت
5۔ معجم اوسط، جلد 2، صفحہ 232 (1414)، مکتبۃ المعارف الریاض
6۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 340,42
7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 342

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے ابن جریر سے اس بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ آپس میں رحیم ہیں اور کفار پر شدید ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فرمان يُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ کا یہ معنی کیا ہے کہ وہ جنگ میں جلدی کرتے ہیں (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا تو عرب کے کئی قبائل مرتد ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کے دین کے مددگاروں میں سے مددگاروں کے ساتھ بھیجا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے جہاد کیا یہاں تک کہ انہیں اسلام کی طرف واپس لوٹا دیا۔ اس آیت کی یہی تفسیر ہے۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد، طبرانی اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سات چیزوں کا حکم دیا۔ مسکینوں سے محبت کا اور اس کا کہ میں ان کے قریب رہوں میں اپنے سے بلند مرتبہ کی طرف نہ دیکھوں۔ میں صلہ رحمی کروں اگرچہ وہ میرے اوپر ظلم کریں، میں کثرت سے لاحول ولاقوۃ کا ذکر کروں کیونکہ یہ عرش کے نیچے خزانہ ہے میں حق بات کروں اگرچہ وہ کڑوی ہو۔ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈروں اور لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں (2)۔

امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خبردار تم میں سے کسی کو بھی لوگوں کا خوف حق بات کہنے سے نہ روکے، جب وہ دیکھے تو اس کی اتباع کرے کیونکہ حق بات کہنا اور عظیم کا ذکر کرنا نہ موت کو قریب کرتا ہے نہ ہی رزق کو دور کرتا ہے (3)۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے آپ کو حقیر نہ جانے کہ وہ اللہ کا حکم جانتا ہو جس میں گفتگو ہو رہی ہو تو وہ لوگوں کے ڈر سے نہ کہے تو اسے (قیامت کے روز) کہا جائے گا کہ میں اس بات کا زیادہ مستحق تھا کہ تو مجھ سے ڈرتا (4)۔

امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت سہل بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں، ابوذر، عبادہ بن صامت، ابوسعید خدری، محمد بن مسلم رضی اللہ عنہم اور ایک چھٹے آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کے معاملات میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی غالب نہ آئے گی۔ جہاں تک چھٹے آدمی کا تعلق ہے تو اس نے اس میں بیعت ختم کرنا چاہی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بیعت ختم کر دی۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت زہری رحمہ اللہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو لوگوں کے معاملات کا ولی بنے تو ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کر۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 342، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ شعب الایمان، کتاب الزکوۃ، جلد 3، صفحہ 240 (3429) دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 50، دار صادر بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 402 (4008) دار الکتب العلمیہ بیروت

امام ابن سعد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ لگاتار مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہے یہاں تک کہ دوست کے طور پر میرے لئے کوئی حق نہ چھوڑا۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی کہ تنگی اور آسانی، خوشی اور ناپسندیدگی میں آپ کا حکم سنیں گے اور اس کی اطاعت کریں گے۔ حضور ﷺ کو اپنے اوپر ترجیح دیں گے، ہم امر کے مستحق کے ساتھ جھگڑا نہیں کریں گے اور جہاں کہیں ہوں گے حق بات کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق میں ملامت سے نہیں ڈریں گے (1)۔

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ﴿٥٥﴾

”تمہارا مددگار تو صرف اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول (پاک) ہے اور ایمان والے ہیں جو صحیح صحیح نماز ادا کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اور (ہر حال میں) وہ بارگاہ الٰہی میں جھکنے والے ہیں“۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطیہ بن سعد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی (2)۔

امام خطیب نے متفق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی صدقہ کی جبکہ آپ رکوع کی حالت میں تھے۔ نبی کریم ﷺ نے سائل سے پوچھا تجھے یہ انگوٹھی کس نے دی ہے؟ اس نے عرض کی اس رکوع کرنے والے نے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی (3)۔

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے پاس سائل آکر کھڑا ہو گیا جبکہ آپ نفلی نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انگوٹھی اتاری اور سائل کو دے دی وہ سائل حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور سب واقعہ بیان کیا۔ تو نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت اپنے صحابہ پر پڑھی پھر کہا جس کا میں دوست ہوں علی اس کا دوست ہے، اے اللہ اس کا دوست بن جو حضرت علی کا دوست بنے اور جو علی سے دشمنی رکھے اسے اپنا دشمن رکھ (4)۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت علی بن ابی طالب سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت رسول اللہ ﷺ پر آپ کے گھر میں نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے باہر تشریف لائے، مسجد میں داخل ہوئے۔ حضور ﷺ مسجد میں تشریف

1۔ سنن ابن ماجہ، باب البیعۃ، جلد 3، صفحہ 398 (2866)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 343، بیروت
3۔ ایضاً
4۔ معجم اوسط، جلد 3، صفحہ 134 (2275) ریاض

لائے تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے، کوئی رکوع کر رہا تھا کوئی سجدہ، کیا دیکھا کہ ایک سائل ہے، پوچھا اے سائل کیا تجھے کسی نے کوئی چیز عطا کی ہے؟ اس نے عرض کی کسی نے بھی نہیں مگر اس رکوع کرنے والے نے اشارہ حضرت علی کی طرف کیا انہوں نے مجھے انگوٹھی دی ہے۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن عساکر نے حضرت مسلم بن کہیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنی انگوٹھی حالت رکوع میں صدقہ کی۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی آپ نے حالت رکوع میں صدقہ کیا تھا(1)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی اور حضرت عتبہ بن حکیم رحمہما اللہ سے اس کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن مردویہ کلبی کے واسطہ سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سلام اور اہل کتاب کا ایک طائفہ ظہر کے وقت اللہ تعالیٰ کے نبی کے پاس آیا عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے گھر دور ہیں ہم اس مسجد کے علاوہ کوئی ایسی جگہ نہیں پاتے جہاں ہمارے پاس کوئی بیٹھے یا ہمارے ساتھ میل جول رکھے کیونکہ ہماری قوم نے جب یہ دیکھا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کی ہے اور ان کے دین کو ترک کر دیا ہے تو انہوں نے اپنی عداوت کو ظاہر کیا اور انہوں نے قسم اٹھائی کہ وہ ہمارے ساتھ میل جول نہیں رکھیں گے اور نہ ہمارے ساتھ کھائیں پئیں گے۔ یہ چیز ہمارے لئے بڑی تکلیف دہ ہے۔ اسی اثناء میں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں شکایت کر رہے تھے یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی۔ ظہر کی نماز کی اذان دی گئی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے۔ پوچھا کیا کسی نے کوئی چیز دی ہے۔ عرض کی گئی، جی ہاں۔ فرمایا کس نے؟ عرض کی گئی فلاں آدمی نے جو کھڑا ہے۔ فرمایا کس حال میں اس نے تجھے عطا کی ہے؟ عرض کی جبکہ وہ رکوع میں تھے۔ فرمایا وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہی ہیں۔ اس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ اکبر کہا جبکہ آپ سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 56 کی تلاوت کر رہے تھے۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور ابونعیم نے حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ سو رہے تھے اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی گھر کی ایک جانب سانپ تھا میں نے یہ ناپسند کیا کہ میں یہاں رات گزاروں اور یہ بھی ناپسند کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیدار کروں اور یہ بھی خوف تھا کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نہ نازل ہو رہی ہو تو میں سانپ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان سو گیا تا کہ سانپ کی جانب سے کوئی تکلیف پہنچے تو مجھے پہنچے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچے میں چند لمحات ہی ٹھہرا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ آیت تلاوت کر رہے تھے۔ فرمایا تمام تر تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے حضرت علی کے لئے نعمتوں کو مکمل کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے فضل تیار کیا(2)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 344، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 1، صفحہ 320، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوکر نماز پڑھ رہے تھے۔ایک سائل آپ کے پاس سے گزرا جبکہ آپ حالت رکوع میں تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے اپنی انگوٹھی دے دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔فرمایا یہ آیت مومنوں کے بارے میں نازل ہوئی اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ان میں سے پہلے تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے اسلام قبول کرلیا تو وہ اللہ،اس کے رسول اور مومنوں کا دوست بن گیا(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا کہ ایمان لانے والے کون ہیں؟ جواب دیا جو ایمان لائے انہیں کہا گیا ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔فرمایا حضرت علی ایمان داروں میں سے ہیں(2)۔

امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت عبد الملک بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابو جعفر محمد بن علی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا اس سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ ہیں۔میں نے پوچھا لوگ کہتے ہیں اس سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ ان میں سے ہیں۔

امام ابن ابی داؤد نے مصاحف میں حضرت جریر بن مغیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ سے پہلے واؤ نہیں تھا۔

وَ مَنۡ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَ رَسُوۡلَہٗ وَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فَاِنَّ حِزۡبَ اللّٰہِ ہُمُ الۡغٰلِبُوۡنَ ﴿۵۶﴾

"اور(یاد رکھو) جس نے مددگار بنایا اللہ کو اور اس کے رسول کریم کو اور ایمان والوں کو(تو وہ اللہ کے گروہ سے ہیں) بلاشبہ اللہ کا گروہ ہی غالب آنے والا ہے"۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ غالب کون ہے فرمایا کسی حکومت اور مصیبت سے خوفزدہ نہ ہو(3)۔

یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا دِیۡنَکُمۡ ہُزُوًا وَّ لَعِبًا مِّنَ الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ وَ الۡکُفَّارَ اَوۡلِیَآءَ ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰہَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ ﴿۵۷﴾

1۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 343، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 344 3۔ایضاً، جلد 6، صفحہ 344

"اے ایمان والو! مت بناؤ ان لوگوں کو جنہوں نے بنا رکھا ہے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل ان سے جنہیں دی گئی کتاب تم سے پہلے اور کفار سے (اپنے) دوست اور ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اگر ہو تم ایمان دار"۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رفاعہ بن زید بن تابوت، سوید بن حارث نے اسلام ظاہر کیا اور منافقت کی مسلمان ان دونوں سے محبت کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

امام ابوعبید اور ابن جریر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ الْكُفَّارَ کی جگہ ومن الذین اشر کوا پڑھتے۔

وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّ لَعِبًا ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

"اور جب تم بلاتے ہو نماز کی طرف (یعنی اذان دیتے ہو) تو وہ بناتے ہیں اسے مذاق اور تماشہ یہ (حماقت) اس لئے ہے کہ وہ ایسی قوم ہیں جو کچھ نہیں سمجھتے۔

امام بیہقی دلائل میں کلبی کے واسطہ سے حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کرتے ہیں کہ حضور ﷺ کے موذن جب اذان دیتے تو مسلمان نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے تو یہودی کہتے۔ یہ اٹھے نہ اٹھیں جب وہ مسلمانوں کو رکوع و سجود کرتے ہوئے دیکھتے تو ان کا مذاق اڑاتے اور ان پر ہنستے (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مدینہ طیبہ میں ایک نصرانی تھا جب وہ کسی موذن کو اذان دیتے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنتا اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو کہتا اللہ تعالیٰ جھوٹے کو آگ میں جلائے۔ ایک رات اس کا خادم آگ لے کر آیا۔ یہ جاگ رہا تھا جبکہ گھر والے سوئے ہوئے تھے۔ ایک انگارا گرا۔ گھر جل گیا۔ وہ نصرانی اور گھر والے بھی جل گئے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت محمد بن شہاب زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اذان کا ذکر فرمایا اور کہا وَ اِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ اور صحابہ نے باہم مشورہ کیا کہ جب وہ نماز کو اکٹھے ادا کرنا چاہیں تو کیا کریں تا کہ سب لوگ اس کے ذریعے اکٹھی نماز پڑھ لیں۔ صحابہ نے ناقوس بجانے کا مشورہ کیا۔ اسی اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ ناقوس کے لئے دو لکڑیاں خریدنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں دیکھا کہ کہا گیا کہ تم ناقوس نہ بجاؤ بلکہ نماز کے لئے اذان دو۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 345، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 6، صفحہ 275، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 347

عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ جو خواب میں دیکھا تھا اس کے بارے میں بتائیں جبکہ حضور ﷺ پر اس بارے میں وحی آچکی تھی۔ حضرت بلال کی اذان نے حضرت عمر کو پریشان کر دیا تو نبی کریم ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ وحی تجھ سے سبقت لے گئی۔ یہ بات اس وقت کی جب حضرت عمر نے اپنا خواب عرض کیا(1)۔

قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّاۤ اِلَّاۤ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ ۙ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۵۹﴾

''آپ فرمائیے اے اہل کتاب! تم کیا ناپسند کرتے ہو ہم سے بجز اس کے کہ ہم ایمان لائے اللہ کے ساتھ اور جو اتارا گیا ہماری طرف اور جو اتارا گیا اس سے پہلے اور بلاشبہ بہت سے تم میں سے فاسق ہیں''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں یہودیوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی جن میں ابو یاسر بن اخطب، نافع بن ابی نافع، غازی بن عمرو، زید بن خالد، ازار بن ابی ازار اور اسقع تھے انہوں نے پوچھا وہ کس کس رسول پر ایمان رکھتے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے کہا میں اللہ پر ایمان رکھتا ہوں اور اس پر جو حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، آپ کی اولاد، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ پر اور انبیاء کو جو ان کے رب کی طرف سے عطا کیا گیا ہم ان میں سے کسی میں فرق نہیں کرتے اور ہم اس کے اطاعت شعار ہیں۔

جب حضور ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کیا تو انہوں نے حضرت عیسیٰ کی نبوت کا انکار کر دیا اور کہا ہم تو آپ کی نبوت پر ایمان نہیں رکھتے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(2)۔

قُلْ هَلْ اُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَ غَضِبَ عَلَيْهِ وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيْرَ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ ؕ اُولٰٓئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّ اَضَلُّ عَنْ سَوَآءِ السَّبِيْلِ ﴿۶۰﴾

''آپ (انہیں) فرمائیے کیا میں آگاہ کروں تمہیں کہ کون برا ہے ان سے باعتبار جزاء کے اللہ کے نزدیک؟ وہ لوگ (برے ہیں) جن پر لعنت کی اللہ نے اور غضب فرمایا ان پر اور بنایا ان میں سے بعض کو بندر اور بعض کو سور اور (وہ برے ہیں) جنہوں نے پوجا کی شیطان کی۔ وہی لوگ بدترین ہیں بلحاظ درجہ کے اور دوسروں سے زیادہ بھٹکنے والے ہیں راہ راست سے''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَثُوْبَةً کا معنی بدلہ اچھائی کا بدلہ اور برائی کا بدلہ۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، باب الاذان، جلد 1، صفحہ 456، حبیب الرحمٰن الاعظمی 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 348، بیروت

اسے بَشَرٍ ثَوَابًا بھی پڑھا گیا ہے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ کا معنی ثوابا عند اللہ کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے ہاں ٹھکانہ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں کو مسخ کیا گیا (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا مسخ ہونے سے پہلے بھی بندر اور خنزیر تھے تو انہوں نے جواب دیا ہاں یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔

امام مسلم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ کیا یہ بندر اور خنزیر وہی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے مسخ کیا تھا فرمایا اللہ تعالیٰ نے جس قوم کو بھی ہلاک کیا یا اسے مسخ کیا تو اس کے لئے نسل نہیں بنائی یہ بندر اور خنزیر اس سے پہلے بھی تھے (3)۔

امام طیالسی، امام احمد، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا یہ یہودیوں کی نسل سے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں ایسا نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے کسی قوم پر لعنت کی ہو اور انہیں مسخ کیا پھر ان کی نسل آگے چلی ہو بلکہ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ جب اللہ تعالیٰ یہودیوں پر ناراض ہوا انہیں مسخ کیا تو ان یہودیوں کو بھی بندروں اور خنزیروں کی طرح بنا دیا (4)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سانپ جنوں کی مسخ شدہ صورت ہیں جس طرح بندر اور خنزیر مسخ شدہ صورتیں ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن کثیر رحمہ اللہ سے انہوں نے حضرت افلح رحمہ اللہ سے جو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے غلام تھے کہا کہ مجھے بیان کیا گیا ہے کہ بنی اسرائیل میں مسخ خنازیر کی صورت میں ہوا۔ یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ ایک عورت بنی اسرائیل کی بستی میں رہتی تھی۔ اس بستی میں بنی اسرائیل کا بادشاہ بھی رہتا تھا۔ اس بستی کے لوگوں نے گمراہی پر اتفاق کیا مگر وہ عورت اسلام پر قائم رہی۔ وہ عورت لوگوں کو اسلام کی طرف دعوت دیتی یہاں تک کہ جب لوگ اس کے پاس جمع ہو جاتے عورت کے ہاتھ پر بیعت کر لیتے۔ تو عورت انہیں کہتی کہ تم پر لازم ہے کہ تم اللہ کے دین کی طرف سے جہاد کرو اور اس بارے میں اپنی قوم کو دعوت دو۔ تم جہاد کے لئے نکلو۔ میں بھی تمہارے ساتھ نکلتی ہوں۔ وہ عورت نکلی اور اس کے مقابلہ کے لئے بادشاہ بھی اپنے حمایتیوں کے ساتھ نکلا۔ عورت کے تمام ساتھی قتل ہو گئے اور وہ عورت ان سے بچ نکلی۔ اس نے لوگوں کو دعوت دی یہاں تک کہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ جب وہ عورت ان لوگوں سے راضی ہو گئی تو انہیں جہاد کا حکم دیا۔ لوگ جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ وہ بھی ان کے ساتھ نکل کھڑی ہوئی۔ تو سب کے سب مارے گئے۔ وہ پھر بچ گئی۔ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 349، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 350
3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، جلد 16-15، صفحہ 175 (2663)، دار الکتب العلمیہ بیروت
4۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 395، دار صادر بیروت

عورت نے پھر لوگوں کو دعوت دی یہاں تک کہ جب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کی دعوت پر لبیک کہا۔ عورت نے پھر جہاد پر نکلنے کا حکم دیا۔ وہ جہاد پر نکلے۔ وہ عورت بھی ان کے ساتھ جہاد پر نکلی۔ تو سب مارے گئے وہ عورت بچ گئی۔ عورت نے پھر دعوت دی یہاں تک کہ جب لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے اور لوگوں نے اس کی دعوت پر لبیک کہی۔ عورت نے انہیں جہاد کرنے کا کہا۔ لوگ جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ وہ عورت بھی نکل پڑی تو سب کو پکڑ لیا گیا۔ وہ عورت ان سے بچ گئی۔ وہ عورت واپس آئی۔ وہ سخت مایوس تھی۔ وہ کہہ رہی تھی سبحان اللہ۔ اگر اس دین میں کوئی مددگار اور حمایتی ہوتا تو اسے غلبہ عطا کرتا اس نے رات غم کی حالت میں گزاری صبح کے وقت بستی کے لوگ خنازیر کی صورت میں ادھر ادھر گھوم رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی رات ان کی شکلوں کو مسخ کر دیا تھا۔ جب صبح ہوئی اور اس نے یہ منظر دیکھا ایک آن میں جان گئی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور دین کے معاملہ کو غلبہ دیا ہے بنو اسرائیل میں خنازیر کی صورت میں مسخ اس عورت کے ہاتھ پر ہوا (1)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں عثمان بن عطاء کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عنقریب میری امت پر زمین میں دھنسا، زلزلہ، بندوں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ ہو کر رہے گی۔ واللہ اعلم۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم او ابو الشیخ نے حضرت زہیر سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ سے پوچھا کہ طلحہ وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ کو کیسے پڑھتے۔ ابن ابی لیلیٰ نے اس کی وضاحت کی اور تخفیف کی صورت میں اس کو پڑھا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ابو عبد الرحمٰن نے اس لفظ کو عین اور باء کے نصب کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو جعفر نحوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ پڑھتے جس طرح وہ کہتے ضَرَبَ اللّٰهُ (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت بریدہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے وَعَابِدُ الطَّاغُوْتِ پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت عبد الرحمٰن بن ابی حماد رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے اعمش نے، انہوں نے حضرت یحییٰ بن وثاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے اسے وَ عَبَدَ الطَّاغُوْتَ پڑھا وہ عبد کا معنی خدم کرتے۔ عبد الرحمٰن نے کہا حمزہ رحمہ اللہ اسے اس طرح پڑھتے تھے (3)۔

وَ اِذَا جَآءُوْكُمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ قَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَ هُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا یَكْتُمُوْنَ ۝۶۱

"اور جب آتے ہیں تمہارے پاس تو کہتے ہیں ہم ایمان لا چکے ہیں حالانکہ وہ (یہاں) داخل بھی ہوئے کفر کے ساتھ اور وہ نکلے بھی کفر کے ساتھ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جسے وہ چھپا رہے تھے"۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 349، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 351 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 350

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگ تھے۔ وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ وہ بتاتے کہ وہ مومن ہیں اور جو حضور پیغام لائے ہیں اس پر راضی ہیں جبکہ وہ اصل میں گمراہی اور کفر کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ وہ اسی کیفیت میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اسی کیفیت سے آپ کے پاس سے نکلتے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے وہ حق کا اظہار کرتے جبکہ کفر کو وہ چھپائے ہوتے تھے (2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ منافق یہودی تھے۔ وہ کافر کی حیثیت میں آتے اور کافر کی حیثیت سے نکل جاتے (3)۔

وَتَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ لَوْلَا يَنْهٰىهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْاِثْمَ وَاَكْلِهِمُ السُّحْتَ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ۝

''اور آپ دیکھتے ہیں بہتوں کو ان میں سے کہ بڑے تیز رفتار ہیں گناہ اور زیادتی کرنے میں اور حرام خوری میں۔ بے شک یہ بہت ہی برے کام کرتے رہے ہیں۔ کیوں نہیں منع کرتے انہیں ان کے مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام کھانے سے۔ بے شک بہت برے ہیں وہ کرتوت جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ يُسَارِعُوْنَ فِي الْاِثْمِ سے مراد یہودی ہے يَعْمَلُوْنَ اور يَصْنَعُوْنَ کا معنی ایک ہی ہے آیات میں دونوں جماعتوں کے لئے لَبِئْسَ کا لفظ استعمال کیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہ تم سے پہلے یہودیوں کے احکام تھے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ الرَّبّٰنِيُّوْنَ اور الْاَحْبَارُ سے مراد فقہاء اور علماء ہیں۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے بھی یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ کا معنی ہے جب فقہاء اور علماء نے انہیں غلط بات کہنے اور حرام کھانے سے نہیں روکا تو یہ کتنا برا کام کر رہے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے اپنے خطبہ میں فرمایا اے لوگو! تم سے قبل قومیں محض اس لئے ہلاک ہوگئیں کہ وہ نافرمانی میں منہمک ہوگئے اور انہیں فقہاء اور علماء نے منع نہیں کیا جب وہ سرکشی میں بہت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 353، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

بڑھ گئے اور فقہاء وعلماء نے انہیں منع نہ کیا تو انہیں عذاب نے پکڑ لیا پھر انہیں نیکی کا حکم دیا گیا اور برائی سے روکا گیا کیونکہ نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا نہ رزق کو ختم کرتا ہے اور نہ ہی موت کو قریب کرتا ہے۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں اس آیت سے بڑھ کر زجر و توبیخ میں کوئی سخت آیت نہیں۔

امام ابن مبارک نے زہد میں، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ میرے نزدیک اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت خوف دلانے والی نہیں، دونوں فریقوں کے لئے برائی کا ذکر ہے۔

امام عبد بن حمید نے سلمہ بن نبیط کے واسطہ سے حضرت ضحاک سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں موجود الربانیون اور الاحبار سے مراد فقہاء اور علماء ہیں۔ پھر ضحاک کہتے ہیں اس آیت سے بڑھ کر کوئی آیت مجھے خوف زدہ کرنے والی نہیں۔

امام ابو داؤد اور ابن ماجہ نے حضرت جریر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ایسی قوم جس کے درمیان ایسا آدمی ہو جو بدکاریاں کرتا ہو جبکہ یہ لوگ طاقت رکھتے ہوں کہ اسے روکیں (مگر یہ نہ روکیں) تو اللہ تعالیٰ سب کو عذاب دے گا۔

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ يَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ ۚ غُلَّتْ اَيْدِيْهِمْ وَلُعِنُوْا بِمَا قَالُوْا ۘ بَلْ يَدٰهُ مَبْسُوْطَتٰنِ ۙ يُنْفِقُ كَيْفَ يَشَآءُ ۚ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۚ كُلَّمَآ اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ ۙ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا ۚ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٤﴾

"اور کہا یہود نے کہ اللہ کا ہاتھ جکڑا ہوا ہے، جکڑے جائیں ان کے ہاتھ اور پھٹکار ہو ان پر بوجہ اس (گستاخانہ) قول کے بلکہ اس کے تو دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں خرچ کرتے ہیں، جیسے چاہتا ہے اور ضرور بڑھا دے گا اکثر کو ان میں سے جو نازل کیا گیا آپ کی طرف آپ کے رب سے سرکشی اور انکار میں اور ہم نے ڈال دی ہے ان میں دشمنی اور بغض روز قیامت تک۔ جب کبھی وہ بھڑکاتے ہیں آگ لڑائی کی بجھا دیتا ہے اسے اللہ تعالیٰ اور یہ کوشش کرتے ہیں زمین میں فساد برپا کرنے کی اور اللہ تعالیٰ نہیں پسند کرتا فسادیوں کو"۔

امام ابن اسحاق اور طبرانی نے کبیر میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک یہودی تھا جسے نباش بن قیس کہتے۔ نباش بن قیس نامی یہودی نے کہا کہ بے شک تیرا رب بخیل ہے۔ وہ کوئی خرچ نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (1)۔

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 67 (12497) مکتبۃ العلوم الحکم بغداد

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت فنحاص کے حق میں نازل ہوئی جو قینقاع کے یہودیوں کا سردار تھا۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت فنحاص یہودی کے حق میں نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ مغلولۃ کا معنی بخیل ہے۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ یہودی اس سے یہ مراد نہیں لیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کسی چیز کے ساتھ باندھے ہوئے ہیں بلکہ وہ کہتے وہ بخیل ہے، جو اس کے پاس ہے اسے روکے رکھتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں اس سے اللہ تعالیٰ بہت ہی بلند و بالا ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے مَغْلُوْلَةٌ کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ وہ بخیل ہے سخی نہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان غُلَّتْ اَیْدِیْهِمْ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ نفقہ دینے اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے سے رکے رہتے ہیں (3)۔

امام دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت نقل کی ہے کہ یحییٰ بن زکریا نے اپنے رب سے سوال کیا اے میرے رب مجھے ان لوگوں میں بنادے جن میں لوگ نہیں پڑتے اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی اے یحییٰ یہ ایسی چیز ہے جسے میں نے اپنے لئے خاص نہیں کیا، اسے میں تیرے لئے کیسے کروں گا۔ محکم میں پڑھ اس میں تم پاؤ گے وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ (التوبہ: 30) اور انہوں نے کہا یَدُ اللّٰهِ مَغْلُوْلَةٌ

امام ابونعیم نے حلیہ میں حضرت جعفر بن محمد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب تیرے بھائی کی جانب سے تجھے کوئی چیز پہنچے تجھے غمگین کرے تو تو غم نہ کر کیونکہ اگر بات ایسے ہی ہے جس طرح اس نے کہی تو وہ ایک سزا تھی جو مؤخر کردی گئی۔ اگر بات اس طرح نہیں جیسے اس نے کہی تو وہ ایک نیکی تھی جو تو نے نہیں کی ساتھ ہی یہ روایت ذکر کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی بھلائی کے علاوہ یاد نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا یہ تو میں نے اپنی ذات کے لئے بھی نہیں کیا (4)۔

امام ابونعیم نے حضرت وہب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب مجھ سے لوگوں کی باتیں روک لے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر میں یہ کسی کے حق میں کرتا تو اپنی ذات کے حق میں کرتا (5)۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، عبد بن حمید، ابوداؤد اور ابن انباری نے مصاحف میں اور ابن منذر نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوْطَتٰنِ قرأت کی۔

امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، ابن ماجہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا دایاں ہاتھ بھرا ہوا ہے، رات دن کی سخاوت اس میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 357، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 358

4۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 3، صفحہ 198، مکتبۃ الخانجی مصر 5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 42

کوئی کمی نہیں کرتی۔خبردار آسمان زمین کی تخلیق سے لے کر جو کچھ اس نے خرچ کیا، اس کے دائیں ہاتھ میں جو کچھ ہے اس میں کوئی کمی نہیں آئی، اس کا عرش پانی پر ہے، اس کے بائیں ہاتھ میں قبض کرنا ہے، وہ بلند کرتا ہے اور پست کرتا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ اور عربوں سے حسد نے انہیں برانگیختہ کیا کہ وہ قرآن حکیم کو ترک کریں اور حضرت محمد ﷺ اور ان کے دین کو چھوڑیں جبکہ وہ اپنی کتابوں میں آپ کا ذکر پاتے ہیں(2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ربیع رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ علماء نے کہا ان میں جن کو انہوں نے یاد کیا اور جانا کہ زمین پر جس نے بھی اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلہ کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کر دیا۔ یہ آیت یہودیوں کے متعلق ہے، جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف فیصلے کیے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان یہی کیفیت پیدا کر دی۔ یہ بھی قول کیا گیا ہے کہ یہود و نصاریٰ میں ایسا ہوا۔ یہاں حرب سے مراد حضور ﷺ کے ساتھ جنگ ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب بھی انہوں نے کسی معاملہ میں اتفاق کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان تفریق ڈال دی اور ان کی لگائی ہو آگ کو بجھا دیا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے دشمن یہودی ہیں جب بھی انہوں نے جنگ کی آگ بھڑکانی چاہی اللہ تعالیٰ نے اسے بجھا دیا۔ تو یہودی کو جس ملک میں بھی پائے گا انہیں وہاں تھوڑا اور ذلیل پائے گا۔ جب اسلام آیا تو اس وقت مجوسیوں کے زیر نگین تھے۔ وہ اپنے برے اعمال کی وجہ سے بے بصیری اور ذلت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی مبغوض ترین مخلوق ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب بھی بے وقوفوں نے عربوں سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس آگ کو بجھا دیا۔

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْكِتٰبِ اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَكَفَّرْنَا عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاَدْخَلْنٰهُمْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۶۵﴾

”اور اگر اہل کتاب ایمان لاتے اور پرہیز گار بنتے تو ہم ضرور دور کر دیتے ان سے ان کی برائیاں اور ہم ضرور داخل کرتے انہیں نعمت کے باغوں میں“۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس پر ایمان لاتے اور جو اس نے حرام کیا اس سے بچتے(5)۔

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 192 (4583)، دارالفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 359 بیروت
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 361
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 362

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مالک بن دینار رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جنات نعیم سے مراد وہ جنات ہیں جو جنات الفردوس اور جنات عدن کے درمیان ہیں، ان میں ایسی لڑکیاں ہوں گی جو جنت کے گلاب کے پھولوں سے پیدا ہوں گی۔ عرض کی گئی ان میں کون رہے گا؟ جواب دیا ان میں وہ رہیں گے جنہوں نے گناہ کا ارادہ کیا پھر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو یاد کیا تو اس سے رک گئے۔

وَ لَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ وَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ ؕ مِنْهُمْ اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ ؕ وَ كَثِیْرٌ مِّنْهُمْ سَآءَ مَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۶۶﴾

''اور اگر وہ قائم کرتے تورات اور انجیل کو (اپنے عمل سے) اور جو نازل کیا گیا ان کی طرف ان کے رب کی جانب سے (تو فراخ رزق دیا جاتا انہیں حتی کہ) وہ کھاتے اوپر سے بھی اور نیچے سے بھی، ان میں ایک جماعت اعتدال پسند بھی ہے اور اکثر ان میں سے بہت برا ہے جو کر رہے ہیں''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم او ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان کا تورات اور انجیل کو قائم کرنے کا معنی ان پر عمل کرنا ہے اور مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ سے مراد حضرت محمد ﷺ اور قرآن حکیم ہے اور لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ سے مراد ہے کہ میں ان پر بارش نازل کرتا اور زمین سے ان کے لئے رزق اگاتا جو انہیں ہر چیز سے غنی کر دیتا اور اُمَّةٌ مُّقْتَصِدَةٌ سے مراد اہل کتاب میں سے مسلمانوں کی جماعت ہے(1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آسمان ان پر موسلا دھار بارش برساتا اور زمین اپنی برکات اگل دیتی(2)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے وہ فرماتے کہ وہ رزق کھاتے جو آسمان سے نازل ہوتا اور جو زمین سے اگتا(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آسمان انہیں اپنی برکات سے نوازتا اور زمین اپنی نباتات عطا کرتی۔ ان میں ایک معتدل امت ہے جو اللہ تعالیٰ کی کتاب پر ایمان لائی ہے پھر اکثر قوم کی مذمت کی اور فرمایا اکثر کے اعمال برے ہیں۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ربیع بن انس رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ امت مقتصدہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے دین میں نہ فسق کیا اور نہ ہی اس میں غلو کیا۔ غلو سے مراد رغبت ہے اور فسق سے مراد اس سے کوتاہی ہے(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 64-363، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 362
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 363
4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 364

امام ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے مُّقْتَصِدَةٌ کا معنی مومنہ ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قریب ہی علم اٹھا لیا جائے گا میں نے عرض کی وہ کیسے جبکہ ہم نے قرآن پڑھا اور اپنے بیٹوں کو سکھایا؟ آپ نے فرمایا اے ابن نفیر تیری ماں تجھے روئے میں تو تجھے مدینہ طیبہ کا زیادہ سمجھ دار آدمی خیال کرتا تھا، کیا تورات و انجیل یہود و نصاریٰ کے درمیان نہیں؟ جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل چھوڑ دیا تو ان کتابوں نے انہیں کیا فائدہ دیا پھر اس آیت کو تلاوت فرمایا۔

امام احمد اور ابن ماجہ نے ابن ابی جعد کے واسطہ سے حضرت زیاد بن لبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چیز کا ذکر فرمایا تو کسی نے کہا یہ چیز تو ہماری اولادوں کے جانے کے بعد ہی ہوگی۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم کیسے جاتا رہے گا، جبکہ ہم قرآن پڑھتے ہیں اور اپنے بیٹوں کو پڑھاتے ہیں اور ہمارے بیٹے اپنی اولادوں کو تا قیامت پڑھاتے رہیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابن ام لبید تیری ماں تجھ پر روئے میں تو تجھے اہل مدینہ میں سے سب سے زیادہ فقیہ خیال کرتا تھا۔ یہ یہودی اور نصرانی تورات اور انجیل نہیں پڑھتے جبکہ ان میں جو کچھ ہے اس سے کچھ فائدہ نہیں اٹھاتے (1)۔

امام ابن مردویہ نے یعقوب بن زید بن طلحہ سے وہ حضرت زید بن اسلم سے وہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کیا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے پھر حدیث ذکر کی، کہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا ذکر کیا۔ فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت اکہتر فرقوں میں تقسیم ہوئی، ستر فرقے جہنم میں اور ایک جنت میں ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت بہتر فرقوں میں تقسیم ہوگی ان میں سے ایک جنت میں اور اکہتر جہنم میں ہوں گے اور تم ان دونوں امتوں پر ایک فرقہ میں بڑھ کر ہو گئے، ایک جنت میں اور بہتر جہنم میں ہوں گے؟ عرض کی گئی جنت میں کون ہوں گے؟ فرمایا جماعت، جماعت۔ یعقوب بن زید نے کہا حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ جب اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے تو اس آیت کو تلاوت فرماتے نیز اس آیت کو تلاوت فرماتے وَ مِمَّنْ خَلَقْنَاۤ اُمَّةٌ (الاعراف: 181) اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۶۷

"اے رسول! پہنچا دیجئے جو اتارا گیا آپ کی طرف آپ کے پروردگار کی جانب سے اور اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو نہیں پہنچایا آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اور اللہ تعالیٰ بچائے گا آپ کو لوگوں (کے شر) سے یقیناً اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا کافروں کی قوم کو"۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 160، دار صادر بیروت

رسالت کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں تنگ پڑ گیا، مجھے علم ہو گیا کہ لوگ میری تکذیب کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے تنبیہ کی کہ میں تبلیغ کروں ورنہ وہ مجھے عذاب دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ تو حضور ﷺ نے عرض کی اے میرے رب میں تو اکیلا ہوں، میں کیا کروں جبکہ تمام لوگ میرے خلاف متفق ہیں؟ تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے متعلق غدیر خم کے روز رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں یوں پڑھتے (یَآاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ) کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ مومنوں کے مولیٰ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عنترہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ایسی چیز بھی ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں پر ظاہر نہ کیا ہو تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا تم یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا پھر یہ آیت پڑھی پھر کہا اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آباد میں اجاڑ کا وارث نہیں بنایا۔

امام ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کی گئی کہ آپ پر آسمان سے کون سی سخت ترین آیت نازل ہوئی۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا میں حج کے موقع پر منیٰ میں تھا۔ عرب کے مشرک اور دوسرے لوگ حج میں جمع تھے۔ حضرت جبرئیل امین آئے اور یہ آیت پڑھ کر سنائی۔ میں گھاٹی میں کھڑا ہو گیا۔ میں نے ندا دی اے لوگو کون میری اس بات میں مدد کرے گا کہ میں اپنے رب کا پیغام پہنچاؤں جبکہ تمہارے لئے جنت ہو گی، اے لوگو لا الہ الا اللہ کہو، میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، تم کامیاب ہو جاؤ گے اور تمہارے لئے جنت ہو گی۔ فرمایا مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے کوئی بھی ایسا شخص نہ تھا جو میری طرف مٹی اور پتھر نہیں پھینک رہا تھا۔ وہ میرے چہرے پر تھوکتے اور کہتے جھوٹا ہے بے دین ہے۔ ایک آدمی میرے سامنے آیا، اس نے کہا اے محمد تو ان کے بارے میں ویسی ہی دعا کر جس طرح نوح علیہ السلام نے قوم کے لئے ہلاکت کی دعا کی تھی۔ تو نبی کریم ﷺ نے یوں دعا کی اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتے، ان کے خلاف میری مدد کر کہ تیری اطاعت میں یہ میری بات سنیں۔ آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے، آپ ﷺ کو ان سے بچایا اور لوگوں کو آپ ﷺ سے دور کیا۔ اعمش نے کہا اسی بات پر بنو عباس فخر کیا کرتے تھے اور کہتے ان کے بارے میں یہ آیت اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ (القصص: 56) نازل ہوئی۔ نبی کریم ﷺ نے ابو طالب کے ایمان کو چاہا جبکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عباس کے ایمان کو چاہا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 365، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، حاکم، ابونعیم، بیہقی دونوں نے دلائل میں اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نگہبانی کی جاتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر قبہ سے باہر نکالا۔ فرمایا اے لوگو تم چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے (1)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان لوگوں میں شامل تھے جو رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کرتے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے نگہبانی کو ترک کر دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب باہر نکلتے ابو طالب ایسے آدمی کو ساتھ بھیجتے جو آپ کی حفاظت کرتا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ابو طالب آپ ﷺ کے ساتھ آدمی بھیجنے لگے تو حضور ﷺ نے فرمایا اے چچا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے، اب مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ آپ کوئی آدمی بھیجیں۔

امام طبرانی، ابو الشیخ، ابونعیم نے دلائل میں، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی نگہداشت کی جاتی۔ آپ کے چچا ابو طالب بنو ہاشم میں سے ہر روز کوئی آدمی بھیجتے جو ان کی نگہداشت کرتا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی حفاظت میں لے لیا ہے، اب مجھے اس چیز کی کوئی ضرورت نہیں کہ آپ کوئی آدمی بھیجیں (2)۔

امام ابونعیم نے دلائل میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ آرام فرماتے تو ہم آپ ﷺ کے ارد گرد ہوتے کیونکہ ہمیں خوف ہوتا تھا کہ کوئی اچانک حملہ نہ کر دے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عصمہ بن مالک خطمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رات کے وقت رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو نگہبانی کو ترک کر دیا گیا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے بنو انمار پر حملہ کیا تو نخل کے بالائی علاقہ میں ذات الرقاع میں فروکش ہوئے۔ اس اثناء میں کہ آپ کنویں کی منڈیر پر تشریف فرما تھے، اپنے پاؤں اس کنویں میں لٹکائے ہوئے تھے تو غورث بن حرث نے کہا میں ضرور حضرت محمد ﷺ کو قتل کروں گا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا تو کیسے قتل کرے گا؟ اس نے کہا میں محمد کو کہوں گا مجھے اپنی تلوار دو۔ جب وہ مجھے اپنی تلوار دے دے گا تو میں اسے قتل کر دوں گا۔ غورث حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے محمد ﷺ مجھے اپنی تلوار دو کہ میں اسے سونگھوں۔ حضور ﷺ نے تلوار اسے دے دی تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے اور تیرے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 342 (3221)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 256 (11663) بغداد

3۔ دلائل النبوۃ از ابونعیم، جلد 1، صفحہ 255، (151) مکتبۃ عربیہ

ارادے کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہو گیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن حبان اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں ہوتے تو ہم بڑا اور سایہ دار درخت آپ کے لئے چھوڑ دیتے۔ حضور ﷺ اس کے نیچے اترتے۔ ایک روز آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے فروکش تھے اپنی تلوار اس سے لٹکا رکھی تھی۔ ایک آدمی آیا اس نے تلوار لے لی اور کہا اے محمد ﷺ مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مجھے تجھ سے بچائے گا، تلوار نیچے رکھ دو۔ تو اس نے تلوار رکھ دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد نے حضرت جعدہ بن خالد بن صمہ جشمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی پیش کیا گیا عرض کی گئی اس آدمی نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تو ڈرا نہیں اگر تو اس امر کا ارادہ کرتا بھی تو اللہ تعالیٰ تجھے مجھ پر غلبہ عطا نہ کرتا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت کے لئے لوگوں کے مقابلہ میں کافی ہے اور لوگوں سے آپ کو محفوظ رکھے گا نیز حضور ﷺ کو تبلیغ کا حکم ارشاد فرمایا۔ ہمارے لئے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو کہا گیا کاش آپ حاجب رکھ لیتے تو حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم جب تک میں لوگوں کے درمیان ہوں اللہ تعالیٰ میری نگہبانی لوگوں کے ذمہ نہیں چھوڑے گا (2)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری نگہبانی نہ کرو میرا رب میری نگہبانی کرتا ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی نگہبانی چند صحابہ کیا کرتے تھے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا اے لوگو اپنے اپنے گھروں کو چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے لوگوں کے شر سے محفوظ کر دیا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی لگاتار نگہبانی کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ بتا دیا کہ وہ لوگوں سے آپ کی حفاظت کرے گا تو آپ کی نگہبانی ترک کر دی گئی (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی جگہ فروکش ہوتے تو صحابہ کرام حضور ﷺ کے لئے سایہ دار درخت کا انتخاب کرتے تو حضور ﷺ اس کے نیچے آرام کرتے۔ ایک بدو

1۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 471، دار صادر بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 365، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ ایضاً 4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 366

آیا۔ اس نے آپ کی تلوار سونت لی پھر کہا آپ کو کون مجھ سے بچائے گا؟ فرمایا اللہ۔ اعرابی کا ہاتھ کانپنے لگا تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی اور اس کے سر پر تلوار ماری یہاں تک کہ اس کا دماغ پھٹ گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کو قریش سے خوف لاحق رہتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضور ﷺ زمین پر لیٹ گئے، فرمایا جو چاہے مجھے چھوڑ دے۔ یہ بات آپ ﷺ نے دو یا تین دفعہ دہرائی (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن مردویہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہ آپ ﷺ کی نگہبانی کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ باہر تشریف لائے، فرمایا اب میری حفاظت نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے مجھے محفوظ کر دیا ہے۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۭ وَلَيَزِيْدَنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ مَّآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ طُغْيَانًا وَّكُفْرًا ۚ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَالَّذِيْنَ هَادُوْا وَالصّٰبِئُوْنَ وَالنَّصٰرٰى مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَعَمِلَ صَالِحًا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٩﴾ لَقَدْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ وَاَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ رُسُلًا ۭ كُلَّمَا جَآءَهُمْ رَسُوْلٌۢ بِمَا لَا تَهْوٰٓى اَنْفُسُهُمْ ۙ فَرِيْقًا كَذَّبُوْا وَفَرِيْقًا يَّقْتُلُوْنَ ﴿٧٠﴾

"آپ فرمائیے اے اہل کتاب! نہیں ہو تم کسی چیز پر (ہدایت سے) یہاں تک کہ (عمل سے) قائم کرو تورات اور انجیل کو اور جو اتارا گیا تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اور ضرور بڑھا دے گا اکثر کو ان میں سے جو نازل کیا گیا آپ کی طرف آپ کے رب کی جانب سے سرکشی اور انکار میں، پس آپ نہ افسوس کریں قوم کفار پر۔ بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی بنے اور صابی اور نصرانی جو بھی (ان میں سے) ایمان لایا اللہ پر اور روز قیامت پر اور نیک عمل کیے تو نہ کوئی خوف ہے ان پر اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ بے شک ہم نے لیا تھا پختہ وعدہ بنی اسرائیل سے اور ہم نے بھیجے تھے ان کی طرف رسول، جب کبھی آیا ان کے پاس کوئی رسول وہ حکم لے کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 366، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

جسے ناپسند کیا ان کے نفسوں نے تو (انبیاء کے) ایک گروہ کو تو انہوں نے جھٹلایا اور ایک گروہ کو قتل کر دیا''۔

امام ابن اسحاق، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رافع بن حارثہ، سلام بن مشکم، مالک بن صیف اور رافع بن حرملہ آئے عرض کی یا محمد ﷺ کیا آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام کے دین پر ہیں، ہمارے پاس جو تورات ہے اس پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی جانب سے حق ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیوں نہیں لیکن تم نے نئی باتیں گھڑ لیں اور اس میں جو باتیں تھیں ان کا تم نے انکار کر دیا جن کے بارے میں تم سے پختہ وعدہ لیا گیا تھا جن باتوں کا تمہیں حکم دیا گیا تھا کہ تم بیان کرو ان کو تم نے چھپایا میں نے تمہاری نئی نئی باتوں سے برأت کر دی ہے۔ انہوں نے کہا ہم تو اسی کو اپنائیں گے جو ہمارے ہاتھوں میں ہے، ہم ہدایت اور حق پر ہیں ہم تجھ پر نہ ایمان لائیں گے اور نہ ہی تیری اتباع کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل کیا (1)۔

وَحَسِبُوْٓا اَلَّا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ فَعَمُوْا وَصَمُّوْا ثُمَّ تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَمُوْا وَصَمُّوْا كَثِيْرٌ مِّنْهُمْ ۭ وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۷۱﴾

''اور یہ فرض کر لیا کہ نہیں ہوگا (انہیں) عذاب تو اندھے بن گئے اور بہرے بن گئے پھر نظر رحمت فرمائی اللہ تعالیٰ نے ان پر پھر وہ اندھے بن گئے اور بہرے بن گئے بہت ان میں سے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ دیکھ رہا ہے جو وہ کرتے ہیں''۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حَسِبُوْٓا کے فاعل سے مراد یہودی ہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابوالحسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم نے یہ گمان کیا کہ انہیں کوئی آزمائش نہ ہوگی۔ فرمایا جب بھی انہیں آزمائش کا سامنا کرنا پڑا تو وہ اس میں پڑ گئے اور اس میں ہلاک ہو گئے (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے گمان کیا کہ انہیں آزمائش میں نہیں ڈالا جائے گا اس وجہ سے وہ حق سے اندھے ہو گئے (4)۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 368، بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 371 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 370 4۔ ایضاً

اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْۤا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ۘ وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّاۤ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ؕ وَ اِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ وَ اُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ؕ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ؕ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّ لَا نَفْعًا ؕ وَ اللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾

”بے شک کافر ہو گئے وہ جنہوں نے (یہ) کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی تو ہے حالانکہ کہا تھا خود مسیح نے اے بنی اسرائیل! عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے یقیناً جو بھی شریک بنائے گا اللہ کے ساتھ تو حرام کر دی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانا آگ ہے اور نہیں ظالموں کا کوئی مددگار بے شک کافر ہو گئے وہ جنہوں نے یہ کہا کہ اللہ تیسرا ہے تین (خداؤں) سے۔ اور نہیں ہے کوئی خدا مگر ایک اللہ اور اگر باز نہ آئے اس (قول باطل) سے جو وہ کہہ رہے ہیں تو ضرور پہنچے گا جنہوں نے کفر کیا ان میں سے دردناک عذاب۔ تو کیا نہیں رجوع کرتے اللہ کی طرف اور کیا نہیں بخشش طلب کرتے اس سے اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا رحم کرنے والا ہے۔ نہیں مسیح بن مریم مگر ایک رسول، گزر چکے ہیں ان سے پہلے بھی کئی رسول اور ان کی ماں بڑی راست باز تھیں دونوں کھایا کرتے تھے کھانا، دیکھو! کیسے ہم کھول کر بیان کرتے ہیں ان کے لئے دلیلیں پھر دیکھو وہ کیسے الٹے پھر رہے ہیں۔ آپ فرمایئے کیا تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا اس کی جو نہیں مالک تمہارے نقصان کا اور نہ نفع کا اور اللہ تعالیٰ ہی سب کچھ سننے والا سب کچھ جاننے والا ہے“۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو آسمانوں پر اٹھا لیا تو بنو اسرائیل کے علماء میں سے سو آدمی اکٹھے ہوئے۔ بعض نے کہا تم بہت زیادہ ہو ہمیں تفرقہ کا خوف ہے۔ دس کو نکال دو تو دس کو نکال دیا گیا پھر کہا تم زیادہ ہو دس کو نکال دو۔ انہوں نے سو میں سے دس نکال دیئے پھر کہا تم زیادہ ہے ہمیں فرقہ بندی کا خوف ہے۔ دس کو نکال دو تو دس کو نکال دیا گیا پھر کہا تم زیادہ ہو دس کو نکال دو۔ انہوں نے دس کو نکال دیا پھر کہا تم زیادہ ہو دس کو نکال دو یہاں تک کہ باقی دس رہ گئے پھر تم اب بھی زیادہ ہو چھ کو نکال دو باقی چار رہ گئے۔ ایک نے کہا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ ان میں سے ایک بولا کیا تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی غیب نہیں جانتا۔ سب نے کہا واقعی اللہ کی ذات کے علاوہ

کوئی بھی غائب نہیں جانتا۔ اس آدمی نے کہا وہ اللہ تھا جتنا عرصہ اس نے زمین میں رہنا تھا وہ رہا۔ جب مناسب سمجھا آسمانوں پر چلا گیا۔ دوسرے نے کہا ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جانتے ہیں۔ ہم اس کی ماں کو بھی جانتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کے بیٹے ہیں ایک اور نے کہا میں تو وہ بات نہیں کرتا جو تم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیں بتاتے تھے وہ اللہ کے بندے، اس کی روح اور اس کا کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کیا ہم تو ان کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جو انہوں نے اپنی ذات کے لئے کہا ہے، مجھے ڈر ہے کہ تم نے بہت ہی ناروا بات کی ہے پھر وہ لوگ لوگوں کے پاس گئے۔ لوگوں نے انہیں میں سے ایک آدمی سے کہا تو نے کیا کہا؟ اس نے کہا میں نے کہا وہ زمین میں اللہ تھے جب تک مناسب سمجھا زمین میں رہے پھر جب مناسب سمجھا آسمان کی طرف چلے گئے۔ کہا لوگوں کی ایک جماعت نے ان کی اتباع کی۔ یہی نسطوریہ اور یعقوبیہ ہیں۔ پھر چوتھا نکلا لوگوں نے اس سے پوچھا تو نے کیا کہا ہے؟ اس نے جواب دیا میں نے کہا ہے وہ اللہ کے بندے، اس کی روح اور کلمہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام کے منہ میں القاء کیا۔ لوگوں کی ایک جماعت نے ان کی اتباع کی۔ محمد بن کعب نے کہا اللہ تعالیٰ نے ان سب چیزوں کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے پھر سورۂ نساء کی آیت نمبر 156، سورۂ مائدہ کی 65 اور 66 پڑھیں۔ محمد بن کعب نے کہا یہی امت مقتصدہ ہے جنہوں نے یہ کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، اللہ کا بندہ، اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم علیہا السلام میں القاء کیا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ نصرانی یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں سے تیسرا ہے اور انہوں نے جھوٹ بولا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بنو اسرائیل تین جماعتوں میں بٹ گئے ایک جماعت نے کہا وہ اللہ ہیں (نعوذ باللہ) ایک جماعت نے کہا وہ اللہ کے بیٹے ہیں (نعوذ باللہ) تیسری جماعت نے کہا وہ اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں۔ یہی معتدل ہے اور یہ اہل کتاب کی مسلم ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے نصاری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان 116 المائدہ میں اسی کا بیان ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے کہا ہمیں عبد اللہ بن ہلال دمشقی نے کہا، ہمیں احمد بن ابی حواری نے کہا کہ ابو سلیمان دارانی نے کہا اے احمد اللہ کی قسم ان کے قول ثالث ثلاثہ میں ان کی زبانوں کو اللہ ہی حرکت دیتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ان سب کی زبانیں گونگی کر دیتا۔

قُلْ یٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِكُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعُوْۤا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَ اَضَلُّوْا كَثِیْرًا وَّ ضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ﴿۷۷﴾

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 373، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 372

''آپ فرمائیے اے اہل کتاب نہ حد سے بڑھو اپنے دین میں ناحق اور نہ پیروی کرو اس قوم کی خواہشوں کی جو گمراہ ہو چکی ہے پہلے سے اور گمراہ کر چکے ہیں بہت سے لوگوں کو اور بھٹک چکے ہیں راہ راست سے''۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم نئی نئی باتیں نہ گھڑلیا کرو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ غلو کا معنی حق کو چھوڑ دینا ہے۔ انہوں نے جو غلو کیا تھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے بیوی اور بیٹا ہونے کا دعوی کیا۔

امام ابن ابی حاتم نے ربیع بن انس سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جو لوگوں کا حاکم بن گیا۔ اس نے ایک عرصہ تک کتاب وسنت کی پیروی کی۔ شیطان اس کے پاس آیا اور کہا تو اس بات اور امر پر عمل پیرا ہے جس پر پہلے بھی عمل ہوتا رہا ہے۔ اس لئے تیری تعریف نہیں کی جاتی بلکہ اپنی طرف سے کوئی نئی بات گڑھ لے، لوگوں کو اس کی طرف دعوت دے اور لوگوں کو اسی پر عمل پیرا ہونے کے لئے مجبور کر۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ ایک عرصہ ایسا کرنے کے بعد اسے یاد آیا تو اس نے مرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے اپنی حکومت اور ملک چھوڑا اور عبادت کرنے کا ارادہ کیا۔ کئی دن تک وہ عبادت کرتا رہا۔ اس کے پاس کوئی آیا اور اسے کہا گیا کاش تو ان خطاؤں سے توبہ کرتا جو تیرے اور تیرے رب کے درمیان واقع حقوق میں ہوئیں۔ ممکن ہے تیرے اوپر نظر رحمت کی جائے لیکن فلاں فلاں تیرے راستہ میں گمراہ ہو گیا ہے یہاں تک کہ وہ دنیا سے چلا گیا جبکہ وہ گمراہ ہی تھا۔ اب انہیں تو کیسے ہدایت دے گا؟ اب تیرے لئے کوئی توبہ نہیں ہم نے سنا اس آدمی اور اس جیسے آدمیوں کے بارے میں یہ آیت ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہی لوگ گمراہ ہوئے اور انہوں نے اپنے پیروکاروں کو بھی گمراہ کیا (1)۔

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ؕ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

''لعنت کیے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل سے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ پسر مریم کی زبان پر۔ یہ بوجہ اس کے کہ وہ نافرمانی کیا کرتے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے۔ نہیں منع کیا کرتے تھے ایک دوسرے کو اس برائی سے جو وہ کرتے تھے۔ بہت برا تھا جو وہ کیا کرتے تھے''۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، عبد بن حمید، ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی دوسرے آدمی سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 375، دار احیاء التراث العربی بیروت

ملتا وہ اسے کہتا اے فلاں اللہ سے ڈر اور جو کچھ تو کرتا ہے اسے چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے حلال نہیں۔ دوسرے دن ملتا تو اس کا یہ کردار اسے اس کے ساتھ کھانے، پینے اور بیٹھنے سے نہ روکتا۔ جب ان لوگوں نے اس طرح کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل ایک دوسرے سے ٹکرا دیے اور یہ ارشاد فرمایا لُعِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا پھر فرمایا خبردار اللہ کی قسم تمہیں نیکی کا حکم دینا چاہیے، برائی سے روکنا چاہیے، ظالم کے ہاتھ پکڑ لینے چاہیں اور حق پر ضرور برانگیختہ کرنا چاہیے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب بنی اسرائیل کوئی غلطی کرتے تو بنی اسرائیل کے علماء انہیں بطور تعزیر اس عمل سے منع کرتے پھر انہیں کے ساتھ بیٹھتے کھاتے اور پیتے گویا گزشتہ روز انہوں نے کوئی غلطی نہ کی ہوتی۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے اس طرز عمل کو دیکھا تو ان کے دلوں کو باہم ٹکرا دیا اور انبیاء میں سے ایک نبی کی زبان سے ان پر لعنت کی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم تمہیں ضرور نیکی کا حکم دینا چاہیے، تمہیں ضرور برائی سے روکنا چاہیے، تمہیں ضرور حق پر برانگیختہ کرنا چاہیے ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے بعض کے دلوں کو بعض سے ٹکرا دے گا اور تم پر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک عطیہ عطیہ ہو تو لو جب دین سے دور کرنے کے لئے رشوت ہو تو نہ لو تو اسے ہرگز نہیں چھوڑو گے۔ اس امر سے فقر اور خوف اس سے تمہیں روکے گا بنی یاجوج آ چکے ہیں۔ اسلام کی چکی گردش کرے گی جہاں قرآن گھومے تم بھی اسی طرح گھوم جاؤ (یعنی جو قرآن کا حکم ہو اسی پر عمل کرو) قریب ہے کہ سلطان اور قرآن باہم جھگڑیں اور مختلف حکم دیں تم پر ایسے بادشاہ ہوں گے وہ تمہارے لئے ایک حکم (قانون) سے فیصلہ کریں گے جبکہ ان کے لئے اور حکم (قانون) ہوگا۔ اگر تم ان کی پیروی کرو گے تو وہ تمہیں گمراہ کر دیں گے، اگر تم ان کی نافرمانی کرو گے تو وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا کیا حال ہوگا اگر وہ حالات ہمیں آلیں؟ فرمایا تم بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھیوں جیسے ہو جاؤ گے جنہیں آریوں سے چیر دیا گیا اور سولی پر لٹکا دیا گیا، اطاعت میں موت کا آ جانا نافرمانی میں زندگی سے بہتر ہے۔ بنی اسرائیل میں سب سے پہلی خرابی یہ واقع ہوئی کہ بطور تعزیر نیکی کا حکم دیتے اور برائی سے روکتے۔ ان میں سے ایک آدمی جب دوسرے آدمی سے ملتا جس پر وہ عیب لگاتا تھا تو اس کے ساتھ کھاتا پیتا گویا اس نے اس پر کسی چیز کا عیب نہیں لگایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان سے ان پر لعنت کی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ نافرمانیاں کرتے اور حد سے تجاوز کرتے۔ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر شریر لوگوں کو مسلط کر دے گا پھر تم میں سے نیک لوگ دعا کریں گے تو تمہارے حق میں دعا قبول نہ ہوگی۔ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو، ظالم کا ہاتھ روکو اور حق پر برانگیختہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے

1۔ شعب الایمان، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 6، صفحہ 79 (7544) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 146 (10265) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

سے ٹکڑا دے گا۔

امام ابن راہویہ، امام بخاری نے وحدانیات میں، ابن سکن، ابن مندہ، باوردی نے معرفۃ الصحابہ میں، طبرانی، ابونعیم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن ابزی رحمہ اللہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر مسلمانوں کی جماعتوں کا ذکر کیا۔ ان کی اچھی تعریف کی پھر فرمایا ان قوموں (لوگوں) کا کیا حال ہوگا جو اپنے پڑوسیوں کو تعلیم نہیں دیتے، انہیں فقہ کی تعلیم نہیں دیتے، انہیں نہیں سمجھاتے، انہیں حکم نہیں دیتے اور نہ ہی انہیں منع کرتے ہیں، ان اقوام (لوگوں) کا کیا حال ہوگا جو اپنے پڑوسیوں سے تعلیم حاصل نہیں کرتے، فقہ حاصل نہیں کرتے اور نہ ہی فطانت پاتے ہیں، قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے پڑوسی کو تعلیم دے یا اس سے سیکھے یا اسے فطانت عطا کرے ورنہ میں دنیا میں اسے جلدی سزا دوں گا پھر حضور ﷺ منبر سے نیچے اترے اور گھر میں داخل ہو گئے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے کہا حضور ﷺ نے اس سے کون سے لوگ مراد لئے ہیں؟ صحابہ نے کہا ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد اشعری ہیں جو فقہاء وعلماء ہیں، ان کے پڑوسی چشموں والے ظالم اور جاہل ہیں۔ اشعریوں کی جماعت جمع ہوئی اور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، عرض کی آپ نے مسلمانوں کی جماعت کا ذکر بھلائی سے کیا جبکہ ہمارا ذکر برائی سے کیا، ہمارا کیا قصور ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم اپنے پڑوسیوں کو تعلیم دو، انہیں دین کی سمجھ سکھاؤ، تم انہیں نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ میں انہیں دنیا میں ہی جلدی سزا دوں گا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ بات ہے تو ہمیں ایک سال کی مہلت دو، ایک سال میں ہم تعلیم نہ دیں اور نہ وہ سیکھیں تو ہمیں ایک اور سال کی مہلت دینا پھر رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لسان داؤد سے مراد زبور میں اور لسان عیسیٰ سے مراد انجیل میں ہے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان پر ہر نبی کی زبان میں لعنت کی گئی اور حضور ﷺ کے زمانہ میں قرآن میں ان پر لعنت کی گئی (2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کے بعد بھی انہوں نے ان فاسقوں کے ساتھ میل جول رکھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں دشمنی ڈال دی اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی زبان پر ان پر لعنت کی گئی۔

امام ابو عبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابو مالک غفاری رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے ان پر حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان پر لعنت کی گئی تو انہیں بندر بنا دیا گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر لعنت کی گئی تو انہیں خنزیر بنا دیا گیا (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 376، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 377

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ میں آپ کی زبان پر ان پر لعنت کی تو انہیں ذلیل بندر بنا دیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبان پر ان پر لعنت کی تو انہیں خنزیر بنا دیا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے (ذالك بما عصوا) میں یہ قول نقل کیا ہے پوچھا گیا کہ ان میں سے بعض کا کیا قصور تھا؟ تو علماء نے جواب دیا کہ وہ جو برائیاں کرتے ان سے نہ رکتے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوعمرو بن حماس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کعب الاحبار سے کہا جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے ناراض ہوتا ہے تو کیا لوگوں میں اس کی کوئی علامت بھی ہوتی ہے؟ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ انہیں ذلیل ورسوا کرتا ہے وہ نیکی کا حکم نہیں دیتے اور برائی سے نہیں روکتے۔

امام دیلمی نے مسند فردوس میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع حدیث نقل کی ہے کہ بنو اسرائیل نے دن کے پہلے حصہ میں پینتالیس انبیاء کو قتل کیا۔ اللہ تعالیٰ کے ایک سو بارہ بندے اٹھے، انہوں نے لوگوں کو نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا تو بنو اسرائیل نے دن کے آخری حصہ میں سب کو قتل کر دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے لُعِنَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا میں کیا ہے (2)۔

امام احمد، امام ترمذی اور بیہقی نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ تم نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے روکو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیجے گا پھر تم دعا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول نہیں فرمائے گا (3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو قبل اس کے تم دعا کرو تو تمہاری دعا قبول نہ کی جائے (4)۔

امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی برائی دیکھے تو وہ اپنے ہاتھ سے اسے ختم کرے، اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو زبان سے اس کا قلع قمع کرے اگر اس کی طاقت نہ رکھے تو دل سے اس کو برا جانے یہ ایمان کی کمزور ترین صورت ہے (5)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 378، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ مسند الفردوس، جلد 5، صفحہ 361 (8441) دارالباز
3۔ شعب الایمان، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 6، صفحہ 84 (7558)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ سنن ابن ماجہ، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 400 (4004)، دارالکتب العلمیہ بیروت
5۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 405 (4013)

امام احمد نے عدی بن عمیرہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا اللہ تعالیٰ خاص لوگوں کے عمل سے عام لوگوں کو عذاب میں مبتلا نہیں کرتا یہاں تک کہ وہ برائی کو اپنے درمیان دیکھیں اور وہ اس برائی کو ختم کرنے پر قادر بھی ہوں۔ جب وہ ایسا کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب کو عذاب میں مبتلا کرتا ہے (1)۔

امام خطیب نے مالک کی روایت میں ابوسلمہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ خاص (چند) لوگوں کے عمل سے عام لوگوں کو عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ لوگ برائی کو اپنے درمیان دیکھیں، وہ اسے ختم کرنے پر قادر ہوں تو اسے ختم نہ کریں، جب وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے۔

امام خطیب نے مالک کی روایت میں حضرت ابوسلمہ رحمہ اللہ کی سند سے وہ اپنے باپ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے میری امت کے کچھ افراد اپنی قبروں سے بندروں اور خنزیروں کی شکلوں میں نکلیں گے۔ انہوں نے نافرمانوں سے نرمی کی ہوگی اور انہیں روکنے سے خاموشی اختیار کی ہوگی جبکہ وہ اس کی طاقت رکھتے تھے۔

امام حکیم ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب میری امت دنیا کو عظیم جانے گی تو اس سے اسلام کی ہیبت چھن جائے گی، جب وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کر دے گی تو وحی کی برکت سے محروم ہو جائے گی، جب وہ ایک دوسرے کو گالی دے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔

امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی کیا وہ بستی برباد ہو جائے گی جس میں صالح لوگ ہوں گے؟ فرمایا ہاں۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ فرمایا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ان کا لاپرواہی کرنا اور خاموش رہنا (2)۔

امام طبرانی حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ تم سے پہلے بنواسرائیل میں جب کوئی آدمی غلطی کرتا تو منع کرنے والا بطور تعزیر اسے روکتا، جب اگلا دن آتا تو اس کے ساتھ بیٹھتا، کھاتا پیتا گویا اس نے گزشتہ روز اس کی کوئی غلطی دیکھی ہی نہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی اس کیفیت کو دیکھا تو ان کے دلوں میں دشمنی پیدا کر دی اور حضرت داؤد علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کی زبان پر ان پر لعنت کی، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان ہے تم نیکی کا حکم دو، برائی سے روکو، گناہ گار کا ہاتھ پکڑو اور حق پر برانگیختہ کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں دشمنی ڈال دے گا اور تم پر لعنت کرے گا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔

امام دیلمی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب عورتیں عورتوں سے اور مرد مردوں سے خواہش پوری کرنے لگیں تو انہیں سرخ ہوا کی بشارت دو جو مشرق کی جانب سے نکلے گی جو بعض کو مسخ کر دے گی

1۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 192، دار صادر بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 270 (11702) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

اور بعض کو دھنسا دے گی (1)۔

تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ اَنْ سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ وَفِي الْعَذَابِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ۝۸۰

''آپ دیکھیں گے بہتوں کو ان میں سے کہ وہ دوستی رکھتے ہیں کافروں سے بہت ہی برا ہے جو آگے بھیجا ان کے لئے ان کے نفسوں نے یہ کہ ناراض ہو گیا اللہ تعالیٰ ان پر اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہیں گے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ کا معنی ہے ان کے نفس انہیں حکم دیں۔

امام ابن ابی حاتم، خرائطی مساوی الاخلاق میں، ابن مردویہ اور بیہقی شعب میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جبکہ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے فرمایا اے مسلمانو زنا سے بچو، اس سے چھ عذاب ہیں، تین دنیا اور تین آخرت میں۔ جہاں تک دنیاوی مصیبتوں کا تعلق ہے وہ اس بدکاری کا طالب ہو جانا دائمی فقر اور عمر کی کمی ہے۔ جہاں تک اخروی مصیبتوں کا تعلق ہے وہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، حساب کی طوالت اور دائمی جہنم۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ کی تلاوت کی (2)۔

وَلَوْ كَانُوْا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالنَّبِيِّ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَا اتَّخَذُوْهُمْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنَّ كَثِيْرًا مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸۱

''اور اگر وہ ایمان لائے ہوتے اللہ پر اور نبی پر اور جو اتارا گیا اس پر تو نہ بناتے ان کو (اپنا) دوست لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں''۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت کا مصداق منافق ہیں (3)۔

لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الْيَهُوْدَ وَالَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا ۚ وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝۸۲ وَاِذَا

1۔ مسند الفردوس، جلد 1، صفحہ 326 (1296)، دار باز
2۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 379 (5475) بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 6، صفحہ 380، دار احیاء التراث العربی بیروت

سَمِعُوْا مَاۤ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰۤى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ ۚ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۳﴾ وَ مَا لَنَا لَا نُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ مَا جَآءَنَا مِنَ الْحَقِّ ۙ وَ نَطْمَعُ اَنْ يُّدْخِلَنَا رَبُّنَا مَعَ الْقَوْمِ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَاۤ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۸۶﴾

''ضرور پائیں گے آپ سب لوگوں سے زیادہ دشمنی رکھنے والے مومنوں سے یہود کو اور مشرکوں کو اور پائیں گے آپ سب سے زیادہ قریب دوستی میں ایمان والوں سے انہیں جنہوں نے کہا کہ ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں عالم اور درویش ہیں اور وہ غرور نہیں کرتے۔ اور جب سنتے ہیں (قرآن) جو اتارا گیا رسول کی طرف تو تو دیکھے گا ان کی آنکھوں کو کہ چھلک رہی ہوتی ہیں آنسوؤں سے اس لئے کہ پہچان لیا انہوں نے حق کو، کہتے ہیں اے ہمارے رب ہم ایمان لے آئے پس تو لکھ لے ہمیں (اسلام کی صداقت کی) گواہی دینے والوں میں اور کیا وجہ ہے کہ ہم ایمان نہ لائیں اللہ پر اور جو آچکا ہے ہمارے پاس حق حالانکہ ہم امید کرتے ہیں کہ داخل فرمائے ہمیں ہمارا رب نیک گروہ میں۔ تو عطا فرمائے انہیں اللہ تعالیٰ نے بعوض اس قول کے باغات رواں ہیں ان کے نیچے نہریں وہ ہمیشہ رہیں گے ان میں اور یہی معاوضہ ہے نیکی کرنے والوں کا اور جنہوں نے کفر کیا اور جھٹلا دیا ہماری آیتوں کو تو وہی دوزخی ہیں''۔

امام ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو یہودی بھی مسلمان سے تنہائی میں ملے گا تو وہ مسلمان کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا۔ ایک میں الفاظ یہ ہیں کہ اس کا نفس مسلمان کو قتل کرنے کا کہے گا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ وفد ہے جو حبشہ کے علاقہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ آیا تھا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کے بارے میں جو ذکر کیا ہے اس سے مراد حبشہ کے وہ لوگ ہیں جو اس وقت ایمان لائے جب مہاجر مومن ان کے پاس ہجرت کر کے آئے تھے۔ یہ بات انہیں کے متعلق ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 5، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت وَ اِذَا سَمِعُوْا نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے حلیہ میں اور واحدی نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ کے واسطے سے روایت نقل کی ہے کہ اس نے کہا مجھے سعید بن مسیب، ابوبکر بن عبد الرحمٰن بن حارث بن ہشام اور عروہ بن زبیر سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو بھیجا۔ اس کے ہاتھ میں نجاشی کے لئے ایک خط بھیجا۔ عمرو بن امیہ نجاشی کے پاس گئے۔ نجاشی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط پڑھا پھر حضرت جعفر اور دوسرے مہاجرین کو بلایا۔ نجاشی نے راہبوں اور قسیسین کو بھی بلا بھیجا۔ ان سب کو جمع کیا پھر جعفر بن ابی طالب کو کہا کہ انہیں قرآن پڑھ کر سنائیں۔ حضرت جعفر نے انہیں سورۂ مریم پڑھ کر سنائی۔ وہ سب قرآن پر ایمان لے آئے اور ان کی آنکھیں آنسوؤں سے بہ پڑیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں وَ لَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً نازل ہوئی (2)۔

عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اس آیت ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ وَ رُهْبَانًا کی تفسیر نقل کرتے ہوئے کہا یہ نجاشی کے قاصد تھے جو اس نے اس لئے بھیجے تاکہ یہ خبر دیں کہ نجاشی اور اس کی قوم مسلمان ہو چکی ہے۔ یہ ستر افراد تھے۔ اس نے اپنی قوم سے بہترین افراد کا انتخاب کیا تھا۔ یہ سمجھ اور عمر میں بہترین لوگ تھے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس کے اپنے بہترین ساتھیوں میں سے تیس آدمی بھیجے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ کے حجرہ میں داخل ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر سورۂ یٰس تلاوت کی۔ جب انہوں نے قرآن سنا تو رونے لگے اور پہچان گئے کہ یہی حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں۔ ان کے بارے میں یہ آیت بھی نازل فرمائی اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖۤ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَاۤ اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ﴿۵۳﴾ اُولٰٓئِكَ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَ يَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۵۴﴾ (القصص: 52 تا 54)

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے حضرت عروہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ کا خیال تھا کہ یہ آیت نجاشی کے بارے میں نازل ہوئی۔ یہ ملاح تھے۔ یہ حضرت جعفر کے ساتھ حبشہ سے آئے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر قرآن حکیم کی تلاوت کی تو وہ ایمان لے آئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے وطن واپس لوٹو گے تو تم اپنے دین سے پھر جاؤ گے تو انہوں نے عرض کی ہم اپنے دین سے نہیں پھریں گے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں بتایا گیا کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی جو حبشہ کے علاقہ سے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آئے تھے۔ حضرت جعفر حبشہ گئے تھے، چالیس قریش کے تھے اور

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ اسباب النزول للواحدی، صفحہ 106، دار الکتب العلمیہ بیروت

پچاس اشعری تھے، چار عک قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سب سے بڑا ابو عامر اشعری اور چھوٹا عامر تھا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ قریش نے انہیں واپس لانے کے لئے عمرو بن عاص اور عمارہ بن ولید کو بھیجا یہ لوگ نجاشی کے پاس آئے اور کہا ان مہاجرین نے اپنی قوم کے دین میں بگاڑ پیدا کیا ہے۔ نجاشی نے مہاجرین کی طرف پیغام بھیجا۔ مہاجرین آئے۔ نجاشی نے ان سے سوال کیا تو مہاجرین نے جواب دیا اللہ تعالیٰ نے ہمارے درمیان بھی اس طرح ایک نبی بھیجا جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم سے پہلی امتوں کی طرف بھی نبی بھیجے تھے۔ وہ ہمیں اللہ وحدہ لاشریک کی طرف بلاتا ہے، نیکی کا حکم دیتا ہے، برائی سے روکتا ہے، صلہ رحمی کا حکم دیتا ہے، قطع رحمی سے منع کرتا ہے، وعدہ پورا کرنے کا ارشاد فرماتا ہے، وعدہ توڑنے سے روکتا ہے۔ ہماری قوم نے ہم پر ظلم کیا۔ جب ہم نے اس نبی کی تصدیق کی اور اس پر ایمان لائے تو ہماری قوم نے ہمیں وہاں سے نکال دیا۔ ہم نے تیرے سوا کہیں پناہ نہ پائی۔ نجاشی نے کہا یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ عمرو بن عاص اور اس کے ساتھی نے کہا یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ایسی باتیں کرتے ہیں جو اس سے مختلف ہیں جو تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہو۔ نجاشی نے پوچھا تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو مہاجرین نے جواب دیا ہم گواہی دیتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس کا کلمہ اور اس کی روح ہیں جسے کنواری پاک دامن نے جنا ہے۔ نجاشی نے کہا تم نے کوئی غلط بات نہیں کی پھر عمرو بن عاص اور اس کے ساتھی سے کہا اگر تم میری پناہ میں نہ ہوتے تو میں تمہارے ساتھ یہ سلوک کرتا۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت جعفر اور ان کے ساتھی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ لوگ (حبشہ کے لوگ) بھی ان کے ساتھ آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے۔ کسی نے کہا اگر یہ پہلے علاقہ کی طرف واپس گئے تو اپنے دین کی طرف پلٹ جائیں گے۔ ہمیں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ حضرت جعفر طیار کے ساتھ ان کے ستر آدمی آئے تھے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر قرآن حکیم پڑھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بارہ آدمی بھیجے گئے۔ سات قسیس اور پانچ راہب تھے تاکہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملات کو دیکھیں اور ان سے سوال و جواب کریں۔ جب یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان پر قرآن حکیم پڑھا تو وہ رو دیے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں اس آیت وَ اِذَا سَمِعُوْا کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مکرمہ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے صحابہ کے بارے میں مشرکین سے خوف تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جعفر بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم کو اپنے صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ نجاشی کے پاس بھیجا جو حبشہ کا بادشاہ تھا۔ جب مشرکوں کو یہ خبر ہوئی تو انہوں نے عمرو بن عاص کی قیادت میں ایک جماعت بھیجی۔ علماء نے یہ بھی ذکر کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ سے پہلے یہ وفد نجاشی کے پاس پہنچ گیا اور کہا ہمارے درمیان ایک ایسا آدمی ظاہر ہوا ہے جس نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 9، دار احیاء التراث العربی بیروت

قریش کی عقلوں کو پراگندہ کر دیا ہے۔ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اس نے تیری طرف بھی ایک جماعت بھیجی ہے تا کہ تیری قوم میں تیرے خلاف بگاڑ پیدا کریں۔ ہم نے پسند کیا کہ ہم تیرے پاس آئیں اور ان کے بارے میں بتائیں۔ نجاشی نے کہا اگر وہ میرے پاس آئیں گے تو جو وہ کہتے ہیں ان میں میں غور وفکر کروں گا۔ جب نبی کریم ﷺ کے صحابہ آئے تو وہ نجاشی کے دروازہ پر آئے اور کہا اولیاء اللہ کو اجازت دو۔ نجاشی نے کہا انہیں اجازت دو اور اولیاء اللہ کو خوش آمدید۔ جب یہ بادشاہ کے پاس گئے تو اسے سلام کیا تو مشرکوں میں سے ایک جماعت نے کہا اے بادشاہ کیا آپ نے دیکھا نہیں ہم نے آپ کو سچ بتایا تھا۔ انہوں نے تجھے اس طرح سلام نہیں کیا جس طرح تجھے سلام کیا جاتا ہے۔ نجاشی نے مہاجرین سے کہا تم کو کس چیز نے روکا کہ تم مجھے اس طرح سلام کرو جس طرح مجھے سلام کیا جاتا ہے؟ مہاجرین نے کہا ہم نے تجھے جنتیوں اور فرشتوں کا سلام کیا ہے۔ نجاشی نے کہا تمہارے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ مہاجرین نے کہا وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اللہ کا کلمہ اور اس کی روح ہیں جو حضرت مریم علیہا السلام کی طرف القاء کی گئی اور حضرت مریم کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ کنواری، پاکیزہ اور بتول ہیں۔ نجاشی نے زمین سے ایک لکڑی اٹھائی اور کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی والدہ وہی ہیں جو تمہارے نبی نے فرمایا وہ اس لکڑی کے برابر بھی زیادہ نہیں مشرکوں نے یہ بات ناپسند کی اور ان کے چہروں کے رنگ بدل گئے۔ نجاشی نے کہا کیا تم مجھے کچھ سناؤ گے جو تم پر نازل کیا گیا؟ مہاجرین نے کہا جی ہاں نجاشی نے کہا پڑھو جبکہ نجاشی کے ارد گرد، قسیس، راہب اور نصرانی موجود تھے۔ مہاجرین جب بھی کوئی آیت پڑھتے تو قسیس اور راہبوں کی آنکھوں سے آنسو بہ پڑتے کیونکہ وہ حق پہچان گئے۔ تھے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ (1)

امام طبرانی نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے ان کے اسلام کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ طیبہ آئے تو میں نے کھانا بنایا اور آپ کی خدمت میں لایا۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی صدقہ ہے، حضور ﷺ نے اپنے صحابہ سے فرمایا اسے کھاؤ لیکن آپ ﷺ نے خود اسے تناول نہ کیا پھر میں واپس آیا، کھانا تیار کیا اور اسے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی ہدیہ حضور ﷺ نے خود کھایا اور اپنے صحابہ سے فرمایا کھایئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے نصاریٰ کے بارے میں بتایئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان میں کوئی خیر نہیں اور نہ ہی ان میں کوئی خیر ہے جو ان سے محبت کرے۔ میں بوجھل طبیعت کے ساتھ اٹھا تو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اس آیت کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا بھیجا، فرمایا اے سلمان اللہ تعالیٰ نے تیرے ان دوستوں کا ذکر فرمایا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل کتاب میں سے کچھ لوگ تھے، وہ اس شریعت حقہ پر تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے۔ وہ اس پر ایمان رکھتے اور اسی کے مطابق فیصلہ کرتے۔ جب اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 6، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 6، صفحہ 249 (6121)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث کیا تو انہوں نے حضور ﷺ کی تصدیق کی، آپ پر ایمان لائے اور اس بات کو تسلیم کیا کہ جو آپ لائے ہیں وہ حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی جیسے تم سن رہے ہو۔

امام ابوعبید نے فضائل میں، ابن ابی شیبہ نے مسند میں، عبد بن حمید، بخاری نے تاریخ میں، حارث بن ابی اسامہ نے مسند میں، حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، بزار، ابن الانباری نے مصاحف میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے قسیسین اور رہبان کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا رہبان وہ ہوتے ہیں جو گرجوں میں ہوتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا کہ ان میں صدیقین اور رہبان ہیں بزار کے الفاظ میں ہے قسیسین کو چھوڑو، مجھے رسول اللہ ﷺ نے صدیقین پڑھایا (1) حکیم ترمذی کے الفاظ یہ ہیں میں نے نبی کریم ﷺ پر قسیسین پڑھا تو آپ نے مجھے صدیقین پڑھایا۔

امام بیہقی نے دلائل میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں رامہرمز کے ہاں یتیم تھا۔ چودھری رامہرمز کا بیٹا معلم کے پاس جاتا جو اسے تعلیم دیتا۔ اس کے ساتھ رہتا تاکہ میں اس کی نگہداشت میں ہو جاؤں۔ میرا ایک بھائی مجھ سے بڑا تھا۔ وہ غنی تھا جبکہ میں ایک فقیر نوجوان تھا۔ جب وہ معلم کی مجلس سے اٹھتا تو جو نوجوان اس کی حفاظت کرتے وہ چلے جاتے۔ جب وہ چلے جاتے تو وہ ایک کپڑے کا نقاب اوڑھتا پھر پہاڑ پر چڑھ جاتا۔ وہ اجنبی بن کر کئی دفعہ ایسا کرتا۔ میں نے اس سے کہا تو یہ یہ عمل کرتا ہے لیکن مجھے اپنے ساتھ نہیں لے جاتا۔ اس نے کہا تو نوجوان ہے، مجھے ڈر ہے کہ تجھ سے کوئی عجیب و غریب چیز ظاہر نہ ہو جائے، میں نے اسے کہا تو نہ ڈر۔ اس نے کہا اس پہاڑ میں ایک غار میں ایک قوم ہے، وہ عبادت گزار اور نیک لوگ ہیں، وہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کا ذکر کرتے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ میں آتش پرست اور بت پرست ہوں اور میرا کوئی دین نہیں۔ میں نے اسے کہا مجھے اپنے ساتھ ان کے پاس لے جا۔ اس نے کہا میں ایسا اس وقت تک نہیں کر سکتا یہاں تک کہ میں ان سے مشورہ نہ کرلوں، مجھے خوف ہے کہ کہیں تجھ سے ایسی بات نہ ظاہر ہو جائے جس کا علم میرے باپ کو ہو جائے تو وہ ان لوگوں کو مار ڈالے گا تو ان لوگوں کی ہلاکت کا سبب میں بنوں گا۔ میں نے کہا مجھ سے ایسی بات ظاہر نہ ہو گی۔ اس نے ان لوگوں سے مشورہ کیا، کہا میرے ہاں ایک نوجوان ہے جو یتیم ہے، وہ پسند کرتا ہے کہ تمہارے پاس آئے اور تمہاری بات سنے۔ ان لوگوں نے کہا اگر تجھے اس پر اعتماد ہے (تو ٹھیک ہے)۔ اس نے کہا میں امید رکھتا ہوں کہ اس سے وہی بات سامنے آئے گی جو مجھے پسند ہے۔ تو انہوں نے اسے کہا اسے لے آنا۔ اس نے کہا میں نے ان لوگوں سے اجازت لے لی ہے کہ تو میرے ساتھ آ جائے۔ جب وہ وقت آئے جس میں تو مجھے جاتے ہوئے دیکھتا تھا تو میرے پاس آ جانا مگر کسی کو بھی تیرے بارے میں علم نہ ہو۔ اگر میرے باپ کو ان کا علم ہو گیا تو وہ ان لوگوں کو قتل کر دے گا۔ جب وہ وقت آیا جس میں وہ جاتا تھا تو میں اس کے پیچھے ہو لیا۔ وہ پہاڑ پر چڑھا ہم ان تک پہنچے تو وہ لمبی غار میں تھے اس نے کہا میرے ساتھ آؤ، میں دیکھتا ہوں کہ وہ چھ یا سات ہیں۔ عبادت کی وجہ سے ان کی جان نکلی جاتی تھی۔ وہ دن کو روزہ رکھتے، رات کو عبادت کرتے، وہ درخت

1۔ فضائل القرآن از ابوعبید، صفحہ 298، بیروت

کا پھل یا جو چیز انہیں میسر ہوتی وہ کھاتے۔ ہم ان کے پاس بیٹھ گئے۔ چودھری کے بیٹے نے میری تعریف کی۔ انہوں نے گفتگو کی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور گزشتہ انبیاء ورسل کا ذکر کیا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک پہنچے۔ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا اور بغیر مذکر کے انہیں پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنایا، اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے وہ چیزیں مسخر کیں جو وہ بطور معجزہ کرتے ایک قوم نے آپ کا انکار کیا اور ایک جماعت نے آپ کی پیروی کی۔ وہ اللہ کے بندے اور رسول تھے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کا امتحان لیا۔ انہوں نے اس سے قبل کہا اے نوجوان تیرا ایک رب ہے، تیرے لئے لوٹنے کی ایک جگہ ہے، تیرے سامنے جنت اور دوزخ ہے جس کی طرف تو جا رہا ہے یہ قوم آگ کی پوجا کرتی ہے، یہ کفر و گمراہی والے ہیں، جو کچھ یہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس پر راضی نہیں، یہ دین حق پر نہیں۔ جب وہ وقت آیا جب وہ نوجوان واپس آتا تھا، وہ واپس آیا تو میں بھی اس کے ساتھ واپس آ گیا۔ اگلے دن پھر ہم ان کے پاس گئے۔ انہوں نے پہلی طرح گفتگو کی اور بہت اچھی گفتگو کی۔ تو میں ان کے ساتھ رہنے لگا۔ انہوں نے کہا اے لڑکے تو نوجوان ہے تو اس طرح نہیں کر سکتا جس طرح ہم کرتے ہیں۔ کھاؤ، پیو، عبادت کرو اور سو جاؤ۔

بادشاہ (چودھری) اپنے بیٹے کے طرز عمل پر مطلع ہو گیا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہوا یہاں تک کہ ان کی غار تک پہنچا۔ اس نے کہا اے لوگو تم میری پناہ میں آئے میں نے تمہیں اچھی پناہ دی، تم نے مجھ سے کوئی برا سلوک نہ دیکھا، تم نے میرے بیٹے کا قصد کیا اور اسے غلط راستے پر ڈال دیا، میں تمہیں تین دن کی مہلت دیتا ہوں، اگر میں تین دنوں کے بعد تمہیں یہاں پاؤں تو میں تم پر تمہاری یہ غار جلا دوں گا۔ اپنے اپنے علاقے میں چلے جاؤ کیونکہ میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ میری طرف سے تمہیں تکلیف پہنچے۔ انہوں نے کہا ہاں یہ ٹھیک ہے، ہم نے تمہیں تکلیف دینے کا کوئی ارادہ نہیں کیا، ہم نے تو بھلائی کا ہی ارادہ کیا تھا، اس نے اپنے بیٹے کو ان کے پاس آنے سے روک دیا تھا۔ میں نے بادشاہ کے بیٹے سے کہا اللہ سے ڈر تو یہ خوب جانتا ہے کہ یہ اللہ کا دین ہے۔ تیرا والد اور ہم سب اللہ کے دین پر نہیں، وہ سب آتش پرست ہیں اور اللہ تعالیٰ کو نہیں جانتے۔ دوسرے کی دنیا کے لئے اپنی آخرت کو نہ بیچ، اس نے کہا اے سلمان بات ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہی، میں نے قوم کے پاس اس لئے جانا چھوڑ دیا تاکہ ان کی زندگیاں سلامت رہیں۔ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ جاؤں گا تو میرا والد گھوڑوں کے ساتھ میرا پیچھا کرے گا، ان کے پاس میرے آنے کی وجہ سے وہ گھبرایا، اس وجہ سے اس نے ان کو بھگایا ہے، میں خوب جانتا ہوں کہ حق انہیں کے پاس ہے۔ میں نے کہا تو زیادہ آگاہ ہے پھر میں اپنے بھائی سے ملا، اس پر یہ چیز پیش کی۔ اس نے کہا میں تو اپنی ذات اور رزق کے حصول میں مصروف ہوں۔ میں ان لوگوں کے پاس اس روز آیا جس دن وہ کوچ کرنا چاہ رہے تھے۔ انہوں نے کہا اے سلمان ہم ڈرتے تھے وہی بات ہوئی جس کو تو نے دیکھ لیا، خوب ذہن نشین کر لے دین وہی ہے جو ہم نے تمہیں وصیت کی ہے۔ یہ لوگ آتش پرست ہیں، نہ یہ اللہ کو پہچانتے ہیں اور نہ ہی اس کا ذکر کرتے ہیں، کوئی بھی تمہیں اس سے دھوکے میں نہ ڈالے۔ میں نے کہا میں تم سے جدا نہ رہوں گا۔ انہوں نے کہا تو ہمارے ساتھ رہنے پر قادر نہیں ہے، ہم دن کو روزے رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں، ہم درخت یا جو چیز ہمیں میسر ہوتی ہے وہ کھاتے ہیں تو اس کی طاقت نہ رکھے گا۔ میں نے کہا میں تم

سے جدا نہ ہوں گا۔ انہوں نے کہا تو خوب جانتا ہے کہ ہم نے تجھے اپنا حال بتا دیا ہے۔ اگر تو نہیں مانتا تو کوئی ساتھی تلاش کر جو تیرے ساتھ رہے، اپنے ساتھ بھی کوئی چیز لے لے جسے تو کھائے، جو ہم طاقت رکھتے ہیں اس کی تو طاقت نہیں رکھتا۔ میں نے کہا میں ایسا کرتا ہوں میں اپنے بھائی سے ملا، اس پر تمام صورتحال پیش کی۔ اس نے انکار کر دیا۔ میں ان کے پاس آیا۔ انہوں نے اپنا سامان اٹھایا، وہ پیدل چلتے تھے، میں بھی ان کے ساتھ پیدل چلتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سلامتی عطا فرمائی یہاں تک کہ ہم موصل آ پہنچے۔ ہم موصل کے گرجا گھر میں پہنچے۔ جب وہ گرجا میں داخل ہوئے تو وہاں لوگوں نے انہیں گھیر لیا۔ پوچھا تم کہاں تھے؟ ہم نے کہا ہم ایسے ملک میں تھے جہاں کے لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے۔ وہاں آتش پرست ہیں۔ انہوں نے ہمیں وہاں سے نکال دیا تو ہم تمہارے پاس چلے آئے۔ بعد میں انہوں نے کہا اے سلمان ان پہاڑوں میں دین دار لوگ ہیں، ہم ان کی ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں تو ان لوگوں کے ساتھ رہ۔ یہ دین دار لوگ ہیں، تو ان سے وہ طرز عمل دیکھے گا جو تو پسند فرماتا ہے۔ میں نے کہا میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ انہوں نے گرجا کے لوگوں کو میرے ساتھ حسن سلوک کرنے کو کہا۔ اس گرجا میں رہنے والے لوگوں سے کہا ہمارے ساتھ ہی رہو تجھے کوئی ایسی چیز عاجز نہیں کرے گی جو ہمارے لئے سہولت پیدا کرے گی۔ میں نے کہا میں تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ وہ وہاں سے چلے تو میں ان کے ساتھ تھا۔ ہم نے پہاڑوں کے درمیان صبح کی۔ وہاں ایک چٹان تھی، گھڑوں میں کثیر پانی تھا اور بہت زیادہ روٹیاں تھیں۔ ہم اس چٹان کے پاس بیٹھ گئے۔ جب سورج طلوع ہوا تو ان پہاڑوں کے درمیان سے لوگ نکلے۔ ایک ایک آدمی اپنی جگہ سے نکلتا گویا روحیں ان کے جسموں سے نکل چکی ہیں یہاں تک کہ وہ بہت زیادہ ہو گئے۔ انہوں نے خوش آمدید کہا اور انہیں گھیر لیا اور پوچھا تم کہاں تھے؟ ہم نے تم کو نہیں دیکھا۔ انہوں نے جواب دیا ہم ایسے علاقہ میں تھے جہاں کے لوگ اللہ کا ذکر نہیں کرتے۔ وہاں آتش پرست ہیں۔ ہم اس علاقہ میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے تو انہوں نے ہمیں وہاں سے بھگا دیا۔ انہوں نے پوچھا یہ جوان کون ہے؟ تو میرے ساتھ والے میری تعریف کرنے لگے اور کہا یہ ان شہروں سے ہمارا ساتھی بنا ہے، ہم اس میں بھلائی ہی دیکھتے ہیں۔ اللہ کی قسم وہ اسی طرح تھے کہ غار سے ایک لمبے قد والا آدمی ظاہر ہوا، وہ آیا، اس نے سلام کیا اور بیٹھ گیا۔ جن لوگوں کے ساتھ میں تھا انہوں نے اسے گھیر لیا اور اس کی تعظیم کی، اس کا احاطہ کر لیا، اس نے میرے ساتھیوں سے پوچھا تم کہاں تھے؟ ساتھیوں نے بتایا اس نے پوچھا یہ تمہارے ساتھ نوجوان کون ہے؟ انہوں نے میری تعریف کی اور یہ بتایا کہ یہ ان کا پیروکار ہے۔ جتنی انہوں نے اس آدمی کی تعظیم کی میں نے ایسی تعظیم نہیں دیکھی تھی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی پھر اس نے اللہ تعالیٰ کے انبیاء و رسل کا ذکر کیا۔ انہوں نے جو مشکلات جھیلیں اور ان کے ساتھ جو سلوک ہوا یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر کیا یہ بھی بتایا کہ ان کی ولادت بغیر مذکر کے ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول بنایا، ان کے ہاتھ پر یہ معجزات جاری فرمائے کہ وہ مردوں کو زندہ کرتے، مادرزاد اندھوں اور کوڑھیوں کو تندرست کرتے، وہ مٹی سے پرندے کی شکل بناتے، اس میں پھونک مارتے، تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا، اللہ تعالیٰ نے ان پر انجیل کو نازل فرمایا، انہیں تورات کی تعلیم دی اور بنی اسرائیل کی طرف انہیں رسول بنا کر بھیجا۔ ایک قوم نے ان کا انکار کیا اور ایک جماعت ان پر ایمان لے آئی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے

جو تکالیف اٹھائی تھیں ان میں سے بعض کا ذکر کیا۔ یہ بھی بتایا کہ وہ اللہ کے بندے تھے اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرمایا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ سے راضی رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھالیا جبکہ وہ انہیں نصیحت کررہا تھا کہتا اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پیغام لائے اس کو لازم پکڑو، تم ان کی مخالفت نہ کرو کہ وہ تمہاری مخالفت کریں پھر فرمایا جوان میں سے کوئی چیز لینا چاہے وہ لے لے۔ ایک آدمی اٹھتا، وہ پانی کا گھڑا، کھانا اور دوسری شے لے لیتا۔ میرے ساتھی بھی اس کی طرف اٹھے جن کے ساتھ میں آیا تھا، اسے سلام کیا اور تعظیم بجالائے۔ اس نے انہیں کہا اس دین کو لازم پکڑو، تفرقہ سے بچو، اس غلام کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ مجھ سے کہا اے نوجوان یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جس سے بڑھ کر کوئی دین نہیں۔ اس کے علاوہ کفر ہے۔ میں نے کہا میں تو آپ سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا تو میرے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں رکھے گا۔ میں اس غار سے اتوار کے علاوہ باہر نہیں نکلتا تو میرے ساتھ رہنے پر قادر نہ ہوگا۔ وہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوا، ساتھیوں نے کہا اے نوجوان تو اس کے ساتھ نہ رہ سکے گا۔ میں نے کہا میں تجھ سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا اے نوجوان میں تجھے اب بتا رہا ہوں۔ میں اس غار میں داخل ہوتا ہوں میں آئندہ اتوار تک اس سے باہر نہیں آتا اور تو اسے خوب جانتا ہے۔ میں نے کہا میں تجھے نہیں چھوڑوں گا۔ اس کے ساتھیوں نے کہا اے فلاں یہ نوجوان ہے۔ ہمیں اس کے بارے میں ڈر لگتا ہے۔ اس نے کہا تو خوب جانتا ہے۔ میں نے کہا میں تیرا ساتھ نہیں چھوڑوں گا میرے پہلے ساتھی مجھ سے جدائی اختیار کرنے کی وجہ سے رونے لگے۔ اس نے کہا یہاں سے اتنا کھانا لے لے جو تیرے لئے آئندہ اتوار تک کافی ہو اور یہاں سے پانی بھی لے لے جو تیرے لئے آئندہ اتوار تک کافی ہو۔ میں نے ایسا ہی کیا وہ لوگ چلے گئے ہر آدمی چلا گیا جہاں وہ رہتا تھا۔ وہ اس کے پیچھے ہولیا یہاں تک کہ وہ پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہوگیا۔ اس نے کہا جو تیرے ساتھ ہے اسے رکھ دے کھا اور پی۔ خود اس نے عبادت شروع کر دی۔ میں بھی اس کے ساتھ عبادت کرنے لگا۔ وہ میری طرف متوجہ ہوا۔ اس نے کہا تو اس کی طاقت نہ رکھے گا بلکہ عبادت کر اور سوجا، کھا اور پی۔ میں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے اسے سوتے ہوئے اور کھاتے ہوئے نہیں دیکھا بلکہ وہ آئندہ اتوار تک رکوع و سجود ہی کرتا رہا۔

جب ہم نے صبح کی اس نے کہا اپنا یہ گھڑا اٹھا اور چل۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ ہم اس چٹان تک آ پہنچے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ بھی اپنے اپنے پہاڑوں سے باہر نکل آئے ہیں۔ وہ اس چٹان کے قریب جمع ہوگئے۔ وہ اس کے نکلنے کا انتظار کر رہے تھے۔ سب بیٹھ گئے، اس نے پہلی مرتبہ کی طرح عمدہ گفتگو کی۔ اس نے کہا اس دین کو لازم پکڑو اور فرقہ بندی نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو یہ جان لو کہ حضرت عیسیٰ بن مریم اللہ کے بندے تھے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا پھر انہوں نے میرا ذکر کیا اے فلاں اس نوجوان کو تو نے کیسا پایا۔ اس نے میری تعریف کی اور کہا یہ بہت اچھا ہے۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔ وہاں بے شمار روٹیاں اور پانی تھا۔ انہوں نے وہ چیزیں لیں ہر ایک آدمی اتنی چیزیں لے جارہا تھا جتنی اس کے لئے کافی ہوتیں۔ میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ وہ لوگ پہاڑوں میں بکھر گئے۔ وہ اپنی غار کی طرف لوٹ آیا اور میں بھی اس کے ساتھ لوٹ آیا۔ جتنی دیر اللہ نے چاہا وہ رہا۔ وہ ہر اتوار کو باہر نکلتا۔ وہ لوگ بھی نکلتے۔ وہ انہیں وصیت کرتا۔ وہ ایک اتوار نکلا۔ جب لوگ

جمع ہو گئے تو اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور انہیں نصیحت کی۔ اس نے ایسی ہی گفتگو کی جیسی وہ پہلے کیا کرتا تھا۔ پھر اس نے آخر میں کہا اے لوگو میری عمر زیادہ ہوگئی۔ میری ہڈیاں کمزور ہوگئی ہیں، میری موت کا وقت قریب ہے، میں اتنے عرصہ سے اس گھر کی زیارت کے لئے نہیں گیا، اب میرے لئے وہاں جانا ضروری ہے۔ اس جوان کا اچھی طرح خیال رکھنا، دیکھتا ہوں کہ اس میں کوئی کجی نہیں۔ وہ لوگ رونے لگے۔ میں نے ایسا رونا نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا اے ابوفلاں تو بڑا ہے اور تو اکیلا ہے، ہمیں اس سے کوئی اطمینان نہیں کہ تمہیں موت آ جائے۔ ہمیں تو آپ کی سخت ضرورت ہے۔ اس نے کہا میرے ساتھ بحث نہ کرو میرے لئے وہاں جانا ضروری ہے لیکن اس نوجوان کے ساتھ حسن سلوک کرنا، ایسا کرنا ایسا کرنا۔ میں نے کہا میں تو تم سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا اے سلمان تو نے میری حالت دیکھ لی ہے اور جس کیفیت پر میں ہوتا ہوں اسے بھی تو نے دیکھ لیا ہے۔ یہ تیرے لئے نہیں۔ میں دن کو روزہ رکھتا ہوں اور رات کو قیام (عبادت) کرتا ہوں۔ میں اپنے ساتھ زادراہ یا کوئی اور چیز اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا اور تو اس پر قادر نہیں۔ میں نے کہا میں تجھ سے جدا نہ ہوں گا۔ اس نے کہا تو بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے کہا اے فلاں کے باپ ہم تمہارے اور اس نوجوان کے بارے میں ڈرتے ہیں۔ اس نے کہا یہ بہتر جانتا ہے، میں نے اسے سب کچھ بتا دیا ہے اور سابقہ احوال کو یہ دیکھ چکا ہے۔ میں نے کہا میں تیرا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔ سب لوگ رونے لگے اور اسے الوداع کہا۔ اس نے لوگوں کو کہا اللہ سے ڈرو اور میں نے تمہیں جو وصیتیں کی ہیں ان پر قائم رہو۔ اگر میں زندہ رہا شاید میں تمہارے پاس آ جاؤں۔ اگر میں مر جاؤں تو اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے جو نہ مرے گا۔ اس نے ان لوگوں کو سلام کیا اور چل پڑا۔ میں بھی اس کے ساتھ چل پڑا۔ اس نے مجھے کہا اس روٹی سے کچھ لے لو جسے کھا لینا۔ وہ چلا میں بھی اس کے ساتھ چلا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کیے جا رہا تھا۔ وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوتا تھا اور نہ ہی کسی چیز کے پاس ٹھہرتا تھا۔ جب شام ہوتی تو وہ کہتا اے سلمان نماز پڑھ اور سو جا، کھا اور پی پھر وہ رات کو عبادت کرتا رہتا یہاں تک کہ بیت المقدس تک جا پہنچا۔ وہ آسمان کی طرف نظر نہیں اٹھاتا تھا یہاں تک کہ ہم بیت المقدس جا پہنچے۔ کیا دیکھتا ہوں کہ دروازے پر ایک اپاہج بیٹھا ہوا ہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے بندے تو میری حالت دیکھ رہا ہے، مجھے کوئی چیز صدقہ کے طور پر دے دے۔ وہ اس اپاہج کی طرف متوجہ نہ ہوا اور مسجد میں داخل ہو گیا۔ میں بھی اس کے ساتھ مسجد میں داخل ہو گیا۔ وہ مسجد میں مختلف جگہیں تلاش کرنے لگا جہاں وہ نماز پڑھتا پھر اس نے کہا اے سلمان میں فلاں وقت سے نہیں سویا اور نہ ہی اس کا ذائقہ چکھا ہے۔ اگر تو ذمہ لے کہ جب سایہ فلاں جگہ پہنچے گا تو تو مجھے بیدار کر دے گا تو میں سو جاؤں کیونکہ میں اس مسجد میں سونا پسند کرتا ہوں ورنہ میں نہ سوؤں۔ میں نے کہا میں ایسا کردوں گا۔ اس نے کہا خیال رکھنا جب سایہ فلاں جگہ تک پہنچ جائے تو مجھے اٹھا دینا جب نیند مجھ پر غالب آ جائے۔ وہ سو گیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا یہ اتنے عرصہ سے نہیں سویا جبکہ میں نے کچھ عرصہ خود بھی دیکھا ہے۔ میں اسے سونے دیتا ہوں تاکہ یہ نیند سے تشفی پا لے۔ اسی اثناء میں کہ وہ چل رہا ہوتا تھا اور میں اس کے ساتھ تھا وہ میری طرف متوجہ ہوتا اور مجھے نصیحت کرتا اور مجھے بتاتا کہ میرا ایک رب ہے، اس کے سامنے جنت، جہنم اور حساب ہے، وہ مجھے اس کی تعلیم دیتا۔ وہ مجھے بھی اس طرح نصیحت کرتا جس طرح اپنی قوم کو اتوار کے دن نصیحت کرتا تھا یہاں تک کہ ایک

دن اس نے گفتگو میں مجھے کہا اے سلمان اللہ تعالیٰ عنقریب ایک رسول مبعوث فرمائے گا جس کا نام احمد ہوگا جو تہامہ سے ظاہر ہوگا۔ وہ عجمی تھا، وہ تہامہ اور محمد اچھی طرح نہ کہہ سکا، اس کی نشانی یہ ہوئی کہ وہ ہدیہ کھائے گا، صدقہ نہ کھائے گا۔ اس کے دونوں کندھوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی۔ وہ زمانہ جس میں وہ نبی ظاہر ہوگا وہ قریب ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں بوڑھا ہوں میرا گمان نہیں کہ میں اس سے ملوں گا، اگر تو اسے پائے تو اس کی تصدیق کرنا اور اس کی پیروی کرنا۔ میں نے کہا اگر چہ وہ تیرے دین کو چھوڑنے کا حکم دے؟ اس نے کہا اگر چہ وہ تجھے یہ حکم دے کیونکہ حق وہی ہوگا جو وہ لائے گا اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہے جو وہ کہے گا۔

ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا ہوگا، وہ گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا، وہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کر رہا تھا۔ اس نے کہا اے سلمان سایہ اس جگہ سے تو آگے نکل گیا ہے جبکہ میں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا، جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا وہ کہاں گیا؟ میں نے کہا تو نے مجھے بتایا تھا کہ تو اتنے اتنے وقت سے نہیں سویا جبکہ میں نے خود بھی بعض مواقع پر تجھے دیکھا، میں نے پسند کیا کہ تو اچھی طرح نیند کر لے۔ اس نے اللہ کی حمد کی، وہ اٹھا اور باہر نکل پڑا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ اپاہج نے کہا اے اللہ کے بندے تو مسجد میں داخل ہوا، میں نے تجھ سے سوال کیا تو نے مجھے کچھ عطا نہ کیا، تو نکلا میں نے تجھ سے سوال کیا پھر بھی تو نے مجھے کچھ عطا نہ کیا۔ وہ کھڑا ہو کر دیکھنے لگا کیا کوئی دیکھ تو نہیں رہا تو اس نے کسی کو بھی نہ دیکھا۔ وہ اس اپاہج کے قریب گیا اور اس سے کہا مجھے اپنا ہاتھ پکڑا۔ اس نے اپنا ہاتھ دیا اس نے کہا بسم اللہ تو اپاہج اٹھ کھڑا ہوا گویا وہ پھندے سے آزاد ہو گیا۔ اب وہ تندرست تھا، اس میں کوئی عیب نہ تھا، اس کا ہاتھ چھوڑا اور چلا گیا، وہ کسی کی طرف متوجہ نہ ہوتا اور نہ ہی کسی کے پاس کھڑا ہوتا، تو اپاہج نے مجھے کہا اے نوجوان مجھ پر میرا کپڑا ڈال دے تاکہ میں چلوں اور اپنے گھر والوں کو خوشخبری دوں۔ میں نے اس کے کپڑے اس پر ڈالے، وہ چلا گیا اور میری طرف متوجہ نہ ہوا۔ میں اس کے پیچھے اس کی تلاش میں نکلا۔ جب بھی میں اس کے بارے میں پوچھتا لوگ بتاتے وہ تیرے آگے آگے ہے یہاں تک کہ مجھے بنو کلب کا ایک قافلہ ملا۔ میں نے ان سے پوچھا جب انہوں نے میری زبان کا لب و لہجہ سنا تو ان میں سے ایک نے اپنا اونٹ بٹھایا اور مجھے سوار کر لیا۔ اس نے مجھے اپنے پیچھے بٹھایا یہاں تک کہ انہوں نے مجھے اپنے شہر (ملک) میں پہنچا دیا۔ انہوں نے مجھے بیچا۔ انصار کی ایک عورت نے مجھے خریدا اور اپنے باغ میں مجھے رکھا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، مجھے اس کے بارے میں خبر ہوئی۔ میں نے اپنے باغ کی کچھ کھجوریں لیں۔ انہیں ایک چیز پر رکھا پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے آپ ﷺ کے پاس کچھ آدمی پائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دوسروں کی بنسبت آپ ﷺ کے زیادہ قریب تھے۔ میں نے کھجوریں آپ ﷺ کے سامنے کر دیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی صدقہ ہے۔ حضور ﷺ نے ساتھیوں سے فرمایا اسے کھاؤ خود تناول نہ کیں پھر میں ٹھہرا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر میں نے اسی قدر کھجوریں لیں ایک چیز پر انہیں رکھا پھر حضور ﷺ کی خدمت میں انہیں لے آیا۔ میں نے آپ ﷺ کے پاس لوگ دیکھے۔ حضرت ابوبکر صدیق دوسروں کی بنسبت آپ ﷺ کے زیادہ قریب تھے۔ میں نے وہ کھجوریں آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کی ہدیہ ہے۔ حضور ﷺ نے

بسم اللہ کہی، خود بھی انہیں کھایا اور قوم نے بھی کھایا، میں نے اپنے دل میں کہا یہ تو اس کی نشانیوں میں سے ہے، میرا وہ ساتھی عجمی تھا، وہ تہامہ کا لفظ صحیح ادا نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے تہمہ کہا تھا اور احمد کہا تھا۔ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت کی جانب ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لباس ڈھیلا کیا، کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بائیں کندھے کی طرف وہ مہر بھی ہے۔ میں پہچان گیا پھر میں گھوما اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کون ہے؟ میں نے عرض کی میں غلام ہوں، میں نے اپنا اور اپنے ساتھی کا واقعہ سنایا اور اس نے جو کچھ کیا تھا وہ بھی بتایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کس کا غلام ہے؟ عرض کی ایک عورت کا غلام ہوں جس نے میری ڈیوٹی باغ میں لگا رکھی ہے فرمایا اے ابوبکر انہوں نے عرض کی۔ لبیک (میں حاضر ہوں)۔ فرمایا اسے خرید لو تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے خرید لیا اور آزاد کر دیا۔ میں ٹھہرا رہا جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نصاریٰ کے دین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا ان میں اور ان کے دین میں کوئی بھلائی نہیں، مجھے سخت پریشانی ہوئی۔ میں نے اپنے دل میں کہا اس میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ میں تھا اور اس سے دیکھا، جو میں نے دیکھا اس نے اپاہج کا ہاتھ پکڑا، اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ پر اسے سیدھا کر دیا۔ ان میں اور ان کے دین میں کوئی بھلائی نہیں، میں واپس آ گیا اور میرے نفس میں وہ وساوس تھے جو اللہ نے چاہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر اس آیت کو نازل فرمایا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان کو میرے پاس لاؤ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد میرے پاس آیا، اس نے مجھے بلایا جبکہ میں ڈر رہا تھا، میں آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھ گیا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بسم اللہ شریف پڑھی اور پھر اس آیت کی تلاوت کی، فرمایا اے سلمان وہ لوگ جن کے ساتھ تو رہا اور تیرا جو ساتھی تھا وہ نصاریٰ نہیں تھے وہ تو مسلمان تھے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا اس نے مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کا حکم دیا تھا۔ میں نے اس سے کہا اگر وہ نبی تیرے دین اور جس کیفیت پر تو ہے اس کو چھوڑنے کا حکم دے تو میں اسے چھوڑ دوں؟ تو اس نے کہا تھا ہاں اسے چھوڑ دو کیونکہ حق اور جسے اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قسیسین سے مراد ان کے علماء ہیں۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ قسیسین سے مراد ان کے عبادت گزار ہیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن اسحاق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے زہری سے اس آیت نیز سورۂ فرقان کی آیت نمبر 63 کے متعلق پوچھا تو انہوں نے جواب دیا میں ہمیشہ سے اپنے علماء سے سنتا آ رہا ہوں کہ یہ نجاشی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئیں (3)۔

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، جلد 2، صفحہ 82، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 7 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 10

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور ابن مردویہ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شاھدین سے مراد حضور ﷺ کی امت ہے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ شاھدین سے مراد حضرت محمد ﷺ اور آپ کی امت لیتے۔ حضور ﷺ کی امت نے حضور ﷺ کے بارے میں گواہی دی کہ آپ ﷺ نے تبلیغ کی اور رسولوں کے بارے میں بھی گواہی دی کہ انہوں نے تبلیغ کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قوم صالحین سے مراد حضور ﷺ اور آپ کے صحابہ ہیں (2)۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا ۪ وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْۤ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾

”اے ایمان والو! نہ حرام کرو پاکیزہ چیزوں کو جنہیں حلال فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اور نہ حد سے بڑھو۔ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا حد سے تجاوز کرنے والوں کو۔ اور کھاؤ اس سے جو رزق دیا ہے تمہیں اللہ تعالیٰ نے حلال (اور) پاکیزہ اور ڈرتے رہو اللہ سے جس پر تم ایمان لائے ہو“۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن عدی نے کامل میں، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کی یارسول اللہ ﷺ جب میں گوشت کھاتا ہوں تو عورتوں کے لئے میری طبیعت میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور شہوت مجھے اپنی گرفت میں لے لیتی ہے تو میں نے گوشت اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت صحابہ کی ایک جماعت کے بارے میں نازل ہوئی کہ ہم اپنی شرم گاہیں کاٹ دیں گے، دنیا کی خواہشات ترک کر دیں گے اور زمین میں اسی طرح سیاحت کریں گے جس طرح راہب سیاحت کرتے ہیں۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ کو پہنچی۔ حضور ﷺ نے انہیں بلا بھیجا اور ان کے سامنے یہ چیز ذکر کی۔ صحابہ نے عرض کی جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں ساتھ ہی عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس نے میری سنت کو اپنایا وہ مجھ سے ہے، جس نے میری سنت کو ترک کیا وہ مجھ سے نہیں (4)۔

امام عبد بن حمید، ابوداؤد نے مراسیل میں اور ابن جریر نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 10، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 12

3۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 238 (3054) دار الحدیث القاہرہ 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 15

حضرت عثمان بن مظعون اوران کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ انہوں نے اپنے اوپر بہت سی خواہشات اور عورتیں حرام کرلی تھیں۔ بعض نے یہ بھی ارادہ کرلیا تھا کہ وہ اپنی شرم گاہیں کاٹ دیں گے۔ تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے ازواج مطہرات سے حضور ﷺ کی تنہائی کے معمولات کے بارے میں پوچھا تو (بعد میں) یہ صحابہ کہنے لگے میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا بعض نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ یہ بات نبی کریم ﷺ تک پہنچ گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو یہ کہتے ہیں لیکن میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں، میں سوتا ہوں اور رات کو عبادت بھی کرتا ہوں، میں گوشت کھاتا اور عورت سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ میری امت میں سے نہیں (2)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن ابی حاتم، ابن حبان، بیہقی نے سنن میں ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی معیت میں جہاد کرتے جبکہ ہمارے ساتھ عورتیں نہ ہوتیں۔ ہم نے کہا کیا ہم اپنے آپ کو خصی نہ کرلیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس چیز سے منع کیا اور ہمیں یہ رخصت دی کہ ایک مخصوص عرصہ کے لئے کپڑے کے بدلہ میں عورت سے نکاح کرلیں پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تلاوت کی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ کے کچھ صحابہ نے اپنے آپ کو خصی کرنے یا گوشت اور عورتیں ترک کرنے کا ارادہ کرلیا تو یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے صحابہ کے ساتھ تھے۔ کسی نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، دوسرے نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا۔ ایک اور نے کہا میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا ایک اور نے کہا میں روزے رکھوں گا اور افطار نہ کروں گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے خوشبو اور گوشت اپنے اوپر حرام کرلیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ حکم نازل فرمایا (6)۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے ارادہ کیا کہ وہ دنیا چھوڑ دیں، عورتوں سے کنارہ کش ہو جائیں اور رہبانیت کی زندگی اختیار کرلیں۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور ان کے بارے میں سخت گفتگو کی پھر فرمایا تم سے قبل لوگ سختی کی وجہ سے ہلاک ہوگئے۔ ان لوگوں نے اپنے اوپر سختی کی تو اللہ تعالیٰ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 13، داراحیاء التراث العربی بیروت

2۔ صحیح مسلم، کتاب النکاح، جلد 9، صفحہ 150 (1401) دارالکتب العلمیہ بیروت
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 153 (1404)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 13
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً

بھی ان پر سختی کی۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت گاہوں میں ان کی باقیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، حج کرو، عمرہ کرو، اللہ تعالیٰ سے استقامت طلب کرو وہ تمہیں استقامت عطا فرمادے گا۔ انہیں کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں نازل ہوئی جنہوں نے ارادہ کرلیا تا کہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو جائیں، عورتوں سے دور رہیں اور زہد اختیار کریں ان صحابہ میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہما بھی تھے (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے عورتوں اور گوشت کو چھوڑ دیا اور انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے لئے گرجوں جیسی عمارتیں بنالیں۔ جب یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچی تو فرمایا میرے دین میں عورتوں اور گوشت کو چھوڑنے کا حکم نہیں اور نہ ہی گرجوں جیسی عبادت گاہیں بنانے کی اجازت ہے۔

ہمیں یہ بھی خبر دی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تین افراد اکٹھے ہوئے۔ ایک نے کہا میں رات کی عبادت کروں گا اور نہیں سوؤں گا۔ ایک نے کہا میں دن کو روزہ رکھوں گا اور افطار نہ کروں گا، تیسرے نے کہا میں عورتوں کے قریب نہ جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تم نے فلاں فلاں چیز پر اتفاق کیا ہے۔ سب نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں رات کو عبادت کرتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، میں روزہ رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور عورتوں کے پاس بھی جاتا ہوں، جو آدمی میری سنت سے اعراض کرے وہ مجھ سے نہیں۔ بعض روایات میں الفاظ اس طرح ہیں جو میری سنت سے روگردانی کرے وہ میری امت سے نہیں اور وہ راہ راست سے بھٹک گیا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابوعبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں یہ حکم نہیں دیتا کہ تم قسیسین اور راہب بن جاؤ (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز بیٹھے اور لوگوں کا ذکر فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور انہیں خبردار کرنے کے علاوہ کچھ نہیں فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے کہا جن کی تعداد دس تھی، ان میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی تھے، اگر ہم کوئی کام شروع نہ کریں تو ہم نے بھی کوئی حق ادا نہیں کیا، نصاریٰ نے اپنے اوپر کچھ چیزوں کو حرام کیا تھا تو ہم بھی اپنے اوپر حرام کرتے ہیں۔ بعض نے اپنے اوپر گوشت اور چربی کو حرام کرلیا۔ بعض نے نیند کو اپنے اوپر حرام کرلیا اور بعض نے عورتوں کو اپنے اوپر حرام کر لیا۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے عورتوں کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا، وہ اپنے گھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 13، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 14 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

والوں کے قریب نہ ہوتے تھے اور نہ وہ ان کے قریب ہوتی تھیں۔ ان کی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی جسے حولاء کہا جاتا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دوسری ازواج مطہرات جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں نے اس سے کہا اے حولاء تجھے کیا ہو گیا ہے؟ تیرا رنگ بدلا بدلا سا ہے، کیا تو کنگھی نہیں کرتی اور خوشبو نہیں لگاتی۔ تو اس نے کہا میں کیسے خوشبو لگاؤں اور کیسے کنگھی کروں جبکہ میرا خاوند میرے پاس نہیں آتا اور فلاں فلاں عرصہ سے اس نے میرا پردہ تک نہیں ہٹایا۔ ازواج مطہرات اس کی بات سے ہنسنے لگیں، ابھی ازواج مطہرات ہنس رہی تھیں کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ نے پوچھا تم کیوں ہنستی ہو؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یہ حولاء ہے، میں نے اس کا حال پوچھا تو اس نے جواب دیا کہ میرے خاوند نے اتنے عرصہ سے میرا کپڑا تک نہیں ہٹایا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کی طرف آدمی بھیجا جو انہیں بلا لایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے عثمان تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کی میں نے یہ عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چھوڑا ہے تاکہ میں اس کی عبادت کرسکوں اور سب واقعہ بیان کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ اپنی شرم گاہ کو کاٹ دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ تو واپس جا اور اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا کر۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں تو روزے کی حالت میں ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا روزہ توڑ دو۔ انہوں نے روزہ توڑ دیا اور اہلیہ سے حقوق زوجیت ادا کیے۔ حضرت حولاء حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی آنکھوں میں سرمہ لگایا ہوا تھا، کنگھی کی ہوئی تھی اور خوشبو لگائی ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسکرائیں فرمایا اے حولاء تیرا کیا حال ہے؟ اس نے بتایا وہ (عثمان بن مظعون) کل میرے پاس آیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے عورتوں، کھانا اور نیند کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے، خبردار میں سوتا بھی ہوں، رات کو عبادت بھی کرتا ہوں، روزہ افطار بھی کرتا ہوں، روزہ رکھتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان کو فرمایا اپنی شرم گاہ کو نہ کاٹو کیونکہ یہ بھی حد سے تجاوز کرنا ہے۔ حضور ﷺ نے ان صحابہ کو قسم کا کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا جنہوں نے یہ قسمیں اٹھائیں تھیں اور فرمایا لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ (المائدہ:89) اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر مؤاخذہ نہیں فرماتا (1)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کچھ لوگوں نے ارادہ کیا جس میں حضرت عثمان بن مظعون اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بھی تھے کہ وہ دنیاوی آسائشوں سے الگ تھلگ ہو جائیں گے، اپنے آپ کو خصی کرلیں گے ٹاٹ کا لباس پہنیں گے تو یہ آیت نازل ہوئی (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن مسعود، حضرت مقداد بن اسود، حضرت سالم اور حضرت قدامہ رضی اللہ عنہم نے دنیا سے قطع تعلق کرلی،

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 14، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 15

گھروں میں بیٹھ گئے، عورتوں سے علیحدگی اختیار کرلی، ٹاٹ کا لباس پہن لیا، عمدہ کھانوں اور عمدہ لباس کو اپنے اوپر حرام کرلیا، انہوں نے وہی کھانا کھانے اور لباس پہننے کا ارادہ کیا جو بنی اسرائیل میں سے سیاحت کرنے والے استعمال کرتے ہیں، اپنے آپ کو خصی کرنے کا ارادہ کیا، رات کو عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کا تہیہ کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف پیغام بھیجا اور ارشاد فرمایا تمہارے نفسوں کا تم پر حق ہے، تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے اور تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے پس نماز پڑھو، نیند کرو، روزہ رکھو اور افطار کرو جو آدمی ہماری سنت کو ترک کرے وہ ہم میں سے نہیں۔ انہوں نے کہا اے اللہ تو نے جو رسول اللہ ﷺ پر نازل کیا ہے، ہم نے اس کی تصدیق کی اور اس کی اتباع کی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ (جن میں حضرت عثمان بن مظعون بھی تھے) نے اپنے اوپر گوشت اور عورتوں کو حرام کرلیا۔ انہوں نے استرے لے لئے تاکہ اپنی شرم گاہیں کاٹ لیں تاکہ ان کی شہوت باقی نہ رہے اور وہ اپنے رب کی عبادت کے لے ہر کام سے فارغ ہو جائیں۔ نبی کریم ﷺ کو اس بارے میں بتایا گیا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا تم نے کیا ارادہ کیا تھا؟ تو انہوں نے عرض کی ہم چاہتے تھے کہ ہم اپنی شہوت کو ختم کردیں اور اپنے رب کی عبادت کے لئے فارغ ہو جائیں اور لوگوں سے بے نیاز ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے تو اس بات کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ مجھے تو اپنے دین میں حکم دیا گیا ہے کہ میں عورتوں سے شادی کروں۔ تو ان صحابہ نے کہا ہم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم ان قسموں کا کیا کریں جو ہم نے اٹھائی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 89 نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت حسن عرنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ ان صحابہ میں سے تھے جنہوں نے شہوات کو اپنے اوپر حرام کیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابوالشیخ نے ابن جریج کے واسطہ سے حضرت مغیرہ بن عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون، حضرت علی، حضرت ابن مسعود، حضرت مقداد اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم نے اپنے آپ کو خصی کرنے، گوشت حرام کرنے اور ٹاٹ کا لباس پہننے کا ارادہ کیا۔ نبی کریم ﷺ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور اس بارے میں اس سے پوچھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی کچھ تو ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے نکاح کرتا ہوں، گوشت کھاتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، روزہ افطار کرتا ہوں، نماز پڑھتا ہوں، نیند کرتا ہوں، لباس زیب تن کرتا ہوں، نہ میں نے لوگوں سے قطع تعلقی کی اور نہ ہی رہبانیت اختیار کی ہے لیکن میں تو دین حنیف لایا ہوں، جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔ ابن جریج نے کہا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں ان کے خاندان کا ایک مہمان آیا جبکہ حضرت عبداللہ حضور ﷺ کے ہاں گئے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ گھر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 16، دار احیاء التراث العربی بیروت

آئے تو انہیں دیکھا کہ مہمانوں نے ان کے انتظار میں کھانا نہیں کھایا۔ آپ نے اپنی بیوی سے کہا تو نے میری وجہ سے مہمانوں کو کھانا نہیں دیا یہ کھانا مجھ پر حرام ہے ان کی بیوی نے کہا یہ کھانا مجھ پر حرام ہے۔ مہمان نے کہا یہ کھانا مجھ پر بھی حرام ہے۔ جب حضرت عبد اللہ نے یہ دیکھا تو اپنا ہاتھ بڑھایا اور کہا اللہ کا نام لے کر کھاؤ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری دی اور سب واقعہ بتایا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے درست عمل کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا ہے(1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیز تم پر حرام کی ہیں ان کی طرف تجاوز نہ کرو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مغیرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ابراہیم سے اس آیت کے بارے میں کہا کہ کیا اس سے مراد وہ آدمی ہے جو اپنے اوپر وہ شے حرام کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہے؟ فرمایا ہاں۔

امام عبد بن حمید نے آیت کی تفسیر میں حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ آدمی ہے جو یہ قسم اٹھالیتا ہے کہ وہ اپنی بیوی سے حقوق زوجیت ادا نہیں کرے گا یا اپنے اوپر کچھ کسی ایسی چیزیں حرام کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے حلال کی ہوتی ہیں پھر وہ عمل کرتا ہے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتا ہے۔

امام ابن سعد، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی نے مختلف سندوں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ معقل بن مقرن نے آپ سے کہا میں نے اپنے اوپر ایک سال کے لئے اپنا بستر حرام کر دیا ہے۔ تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے بستر پر سو جا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کر پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام بخاری، امام ترمذی اور دار قطنی نے حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی اور ابو درداء کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت سلمان حضرت ابو درداء کی ملاقات کے لئے گئے تو حضرت سلمان نے ام درداء کو بڑی خستہ حالت میں دیکھا۔ حضرت سلمان نے پوچھا خیریت تو ہے؟ تو حضرت ابو درداء تشریف لائے اور حضرت عثمان کے لئے کھانا بنوایا اور کہا تم کھاؤ میں تو روزے سے ہوں۔ حضرت سلمان نے کہا میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا یہاں تک کہ تو اس کھانا کو کھائے۔ تو حضرت ابو درداء نے کھانا کھایا۔ جب رات ہوئی تو حضرت ابو درداء عبادت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت سلمان نے کہا سو جاؤ تو وہ سو گئے پھر وہ اٹھنے لگے تو حضرت سلمان نے کہا سو جاؤ۔ جب رات کا آخری حصہ تھا تو حضرت سلمان نے کہا اب اٹھو۔ دونوں نے نماز پڑھی تو حضرت سلمان نے کہا تیرے رب کا تجھ پر حق ہے، تیرے نفس کا تجھ پر حق ہے، تیرے گھر والوں کا تجھ پر حق ہے، ہر کسی کو اس کا حق ادا کرو۔ حضرت ابو درداء نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس چیز کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سلمان نے سچی بات کی ہے(2)۔

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور امام نسائی نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے بتایا گیا ہے کہ تو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو عبادت کرتا رہتا ہے۔ میں نے عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 16، بیروت　2۔ صحیح بخاری، کتاب الصوم، جلد 1، صفحہ 519 (1954)، دار الفکر بیروت

کی یارسول اللہ ﷺ بات ایسے ہی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس طرح نہ کیا کر روزہ رکھ، افطار کر، رات کو عبادت کر اور رات کو نیند بھی کیا کر کیونکہ تیرے جسم کا تیرے اوپر حق ہے، تیری آنکھوں کا تیرے اوپر حق ہے، تیری بیوی کا تیرے اوپر حق ہے، تیرے مہمان کا تجھ پر حق ہے۔ تو ہر ماہ تین روزے رکھ لیا کر تو یہ تجھے کافی ہیں، تجھے ہر نیکی کا بدلہ دس گناہ ملے گا تو اس طرح یہ تیرے لئے تمام زمانے کے روزے ہو جائیں گے۔ میں نے کہا میں اس کی طاقت پاتا ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا پھر حضرت داؤد علیہ السلام والے روزے رکھ اس سے زیادہ روزے نہ رکھ۔ میں نے کہا اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے کون سے روزے ہیں؟ فرمایا زمانے کے نصف (1)۔

امام عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت سعید بن میتب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ تھے جن میں حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ جب انہوں نے دنیا سے منہ موڑ لیا، گھروں میں بیٹھ گئے، عورتوں سے علیحدگی اختیار کر لی، اپنے آپ کو خصی کرنے کا ارادہ کیا، رات کو عبادت کرنے اور دن کو روزہ رکھنے کا ارادہ کیا۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو حضور ﷺ نے انہیں بلایا فرمایا میں نماز پڑھتا ہوں، نیند کرتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں، روزہ افطار کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں، جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں (2)۔

امام عبدالرزاق اور طبرانی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی میرے پاس آئی جس کا نام خولہ بنت حکیم تھا، اس کی حالت پراگندہ تھی۔ میں نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا میرا خاوند رات کو عبادت کرتا ہے اور دن کو روزے رکھتا ہے۔ اسی حالت میں نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ میں نے اس بارے میں آپ ﷺ سے گزارش کی۔ حضور ﷺ حضرت عثمان سے ملے، فرمایا اے عثمان رہبانیت ہم پر فرض نہیں کی گئی کیا تیرے لئے مجھ میں اسوہ نہیں ہے، اللہ کی قسم میں تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں اور تم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنے والا ہوں (3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا سے علیحدگی اختیار کی وہ ہم میں سے نہیں۔

امام ابن سعد نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ وہ اپنے آپ کو خصی کر لیں، زمین میں سیاحت کیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میرے اندر تیرے لئے اسوہ نہیں ہے؟ میں تو اپنی بیویوں کے پاس جاتا ہوں، میں گوشت کھاتا ہوں، روزہ رکھتا ہوں اور روزہ افطار کرتا ہوں، میری امت کا خصی ہونا روزہ رکھنا ہے جس نے خصی کیا یا خصی ہوا وہ میری امت میں سے نہیں (4)۔

1۔ صحیح مسلم شرح نووی، کتاب الصیام، جلد 8، صفحہ 39 (193) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 6، صفحہ 167 (10374) کتاب النکاح، بیروت 3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 167 (10375)

4۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 394، دار صادر بیروت

امام ابن سعد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی ازواج مطہرات کے پاس حاضر ہوئی۔ ازواج مطہرات نے اسے ابتر حالت میں دیکھا۔ انہوں نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے کہا اس (خاوند) سے ہمارا کوئی حق نہیں رہا، اس کی رات عبادت میں اور دن روزے سے گزر جاتا ہے۔ نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ ازواج مطہرات نے آپ ﷺ سے یہ ذکر کیا۔ حضور ﷺ حضرت عثمان سے ملے، پوچھا اے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کیا تیرے لئے مجھ میں اسوہ نہیں ہے؟ اس نے عرض کی کیا معاملہ ہے؟ فرمایا تو دن کو روزے کی حالت میں ہوتا ہے اور رات کو عبادت کرتا رہتا ہے۔ اس نے عرض کی میں اسی طرح کرتا ہوں۔ فرمایا اس طرح نہ کیا کر، کیونکہ تیری آنکھوں کا تجھ پر حق ہے، تیرے جسم کا تجھ پر حق ہے، تیرے گھر والوں کا تجھ پر حق ہے، تو نماز پڑھ، نیند کر، روزہ رکھ، روزہ افطار کر۔ بعد میں حضرت عثمان کی بیوی ازواج مطہرات کے پاس آئی۔ اس نے خوشبو لگا رکھی تھی یوں محسوس ہوتا تھا کہ وہ دلہن ہے۔ ازواج مطہرات نے کہا ٹھہر ٹھہر اس نے عرض کی ہمارے ساتھ بھی وہ سلوک ہوا جو لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے (1)۔

امام ابن سعد نے حضرت ابو قلابہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ایک کمرہ بنایا تا کہ اس میں عبادت کریں۔ یہ خبر حضور ﷺ تک پہنچی حضور ﷺ تشریف لائے۔ آپ نے کمرے کے دروازے کی دونوں اطراف کو پکڑا جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ موجود تھے۔ فرمایا اے عثمان اللہ تعالیٰ نے مجھے رہبانیت کا حکم دے کر نہیں بھیجا۔ یہ ارشاد آپ ﷺ نے دو یا تین دفعہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہترین دین سیدھا آسان دین ہے (2)۔

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون کی بیوی بڑی خوبصورت اور عطر لگانے والی تھی۔ وہ اپنے خاوند کے لئے اچھا لباس اور اچھی حالت میں رہنا پسند کرتی تھی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اسے دیکھا کہ وہ پراگندہ حالت میں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے فرمایا یہ تیرا کیا حال ہے؟ اس نے عرض کی کہ حضور ﷺ کے کچھ صحابہ (جن میں حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عبد اللہ بن رواحہ، حضرت عثمان بن مظعون ہیں) نے عبادت کے لئے خلوت کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ عورتوں کے پاس جانے اور گوشت کھانے سے رک گئے ہیں۔ وہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات کو عبادت کرتے ہیں۔ تو میں نے اسے ناپسند کیا کہ میں اسے ایسی حالت میں دکھائی دوں جو اسے میری طرف متوجہ کرے اور اس سے غافل کر دے جو اس نے خلوت کا فیصلہ کیا ہے۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے یہ عرض کی۔ نبی کریم ﷺ نے اپنا جوتا لیا اور بائیں ہاتھ کی سبابہ انگلی میں اسے اٹھایا پھر تیزی سے تشریف لے گئے یہاں تک کہ ان کے پاس پہنچے ان سے ان کی حالت کے بارے میں پوچھا۔ تو انہوں نے عرض کی ہم نے بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تو سیدھے آسان دین کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہوں۔ میں رہبانیت کی بدعت کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا، خبردار کچھ لوگوں نے رہبانیت کو شروع کیا تو رہبانیت ان پر فرض کر دی گئی، وہ اس کا لحاظ نہ رکھ سکے، خبردار تم گوشت کھایا کرو، بیویوں کے پاس جایا کرو، روزے رکھا کرو، روزے افطار کیا

1۔ طبقات ابن سعد، جلد 3، صفحہ 394، دار صادر بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 395

کرو، نماز پڑھا کرو اور نیند کیا کرو مجھے تو اسی کا حکم دیا گیا ہے (1)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم میں سے جو مکان رکھتا ہو تو وہ شادی کرے کیونکہ شادی آنکھ کو جھکانے والی اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے والی ہے جو اس کی طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ روزے رکھے کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو کم کردے گا (2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبکہ آپ نوجوانوں کے پاس سے گزر رہے تھے۔ فرمایا جو طاقت رکھتا ہو تو وہ شادی کرلے کیونکہ یہ آنکھوں کو جھکانے والی اور شرم گاہ کو محفوظ کرنے والی ہے اور جو اس کی طاقت نہ رکھے تو روزہ رکھے روزے اس کی شہوت کو کم کردے گا (3)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے روایت نقل کی ہے کہ فرمایا کہ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے تو میں اس بات کو پسند کروں گا کہ میری بیوی ہو (4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا کیا تو نے شادی کی ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو یا تو بے وقوف ہے یا فاجر ہے (5)۔

امام عبدالرزاق اور ابن ابی شیبہ نے حضرت ابراہیم بن میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے طاؤس نے کہا شادی کرلے ورنہ میں تجھے وہ بات کہوں گا جو حضرت عمر نے ابوزوائد سے کہی کہ تجھے نکاح سے کوئی چیز نہیں روکتی مگر عجز یا فجور (6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس آدمی کی اہلیہ نہ ہو اس کی مثال اس درخت کی مانند ہے جو جنگل میں ہو جسے ہوائیں کبھی اس طرف اور کبھی اس طرف گھماتی ہیں (7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت سعید بن ہلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا نکاح کرو تمہاری تعداد زیادہ ہو جائے گی کیونکہ میں تمہاری وجہ سے امتوں پر فخر کروں گا (8)۔

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی دنیا سے قطع تعلقی کو قبول نہ کیا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجازت دے دیتے تو ہم اپنے آپ کو خصی کر لیتے (9)۔

امام ابن سعد اور بیہقی شعب الایمان میں حضرت عائشہ بنت قدامہ بن مظعون رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ان کے باپ سے وہ اپنے بھائی حضرت عثمان بن مظعون سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک ایسا آدمی ہوں جس پر غزوات میں اہلیہ کے بغیر رہنا بہت مشکل ہو جاتا ہے، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے خصی ہونے کی اجازت دیجئے تاکہ

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 170 (7715)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 2۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 169 (10380)، بیروت
3۔ ایضاً (10381) 4۔ ایضاً (10382) 5۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 170 (10383)
6۔ ایضاً (10384) 7۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 171 (10386) 8۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 173 (10391)
9۔ سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح، جلد 2، صفحہ 416 (1848)، دارالکتب العلمیہ بیروت

میں اپنے آپ کو خصی کرلوں۔ فرمایا نہیں لیکن اے ابن مظعون روزے رکھا کرو کیونکہ روزے شہوت کو کم کردیتے ہیں (1)۔

امام احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دنیاوی آسائشوں سے قطع تعلقی سے منع فرمایا۔

امام ابن ابی شیبہ نے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دنیا سے قطع تعلقی سے منع فرمایا (2)۔

امام احمد، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے ازواج مطہرات سے حضور ﷺ کے رازدارانہ اعمال کے بارے میں پوچھا (اس کے جواب میں) بعض نے کہا میں عورتوں سے شادی نہیں کروں گا بعض نے کہا میں گوشت نہیں کھاؤں گا، بعض نے کہا میں بستر پر نہیں سوؤں گا، بعض نے کہا میں روزے رکھوں گا افطار نہیں کروں گا۔ حضور ﷺ کھڑے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جنہوں نے یہ یہ کہا لیکن میں تو نماز پڑھتا ہوں، آرام کرتا ہوں، روزے رکھتا ہوں یا افطار کرتا ہوں اور عورتوں سے شادی کرتا ہوں جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے (3)۔

امام عبد الرزاق اور بیہقی سنن میں حضرت عبید اللہ بن سعد رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو میری فطرت کو پسند کرتا ہے وہ میری سنت اپنالے، میری سنت نکاح ہے (4)۔

امام بیہقی سنن میں حضرت میمونہ اور حضرت ابو مغلس رحمہما اللہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جو خوشحال ہو تو نکاح کرے جس نے نکاح نہ کیا وہ ہم میں سے نہیں (5)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری سنت کو اپنایا وہ مجھ سے ہے اور میری سنت نکاح ہے (6)۔

امام عبد الرزاق اور امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک آدمی حاضر ہوا جسے عکاف بن بشیر تمیمی کہتے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تیری بیوی ہے؟ اس نے عرض کی نہیں فرمایا کوئی لونڈی بھی نہیں عرض کی لونڈی بھی نہیں۔ فرمایا تو خوشحال ہے؟ عرض کی جی ہاں فرمایا پھر تو شیطان کا بھائی ہے۔ اگر تو نصاریٰ میں سے ہوتا تو ان کے راہبوں میں سے ہوتا۔ ہماری سنت تو نکاح ہے، تم میں سے سب سے برے وہ لوگ ہیں جو بیویوں کے بغیر زندگی بسر کرتے ہیں تم میں سے سب سے زیادہ ذلت والی موت اس کی ہوتی ہے جو بیوی کے بغیر زندگی بسر کرتا ہے۔ کیا تم شیطان کے ساتھ دل لگی کرتے ہو۔ صالح لوگوں میں عورتوں سے بڑھ کر شیطان کا کوئی مؤثر اسلحہ نہیں مگر وہ جو

1۔ شعب الایمان، کتاب الصیام، جلد3، صفحہ 300 (3595) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد3، صفحہ 454 (15918) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب النکاح، جلد9، صفحہ 150 (1401) دار الکتب بیروت

4۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح، جلد6، صفحہ 169 (10378) بیروت 5۔ سنن کبریٰ، از بیہقی جلد 7، صفحہ 78، دار الفکر بیروت

6۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح، جلد6، صفحہ 169 (10379) بیروت

شادی شدہ ہوتے ہیں وہی لوگ پاکیزہ بھی ہوتے ہیں اور فحش گوئی سے محفوظ بھی ہوتے ہیں۔ اے عکاف تجھ پر افسوس ہو۔ حضرت ایوب رضی اللہ عنہ، حضرت داؤد رضی اللہ عنہ، حضرت یوسف رضی اللہ عنہ اور کرسف والیاں ہیں۔ بشیر بن عطیہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کرسف کون ہے؟ فرمایا ایک آدمی تھا جو ساحل سمندر پر تین سو سال عبادت کرتا رہا وہ دن کو روزہ رکھتا اور رات کو عبادت کرتا اس کے بعد اس نے ایک عورت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا۔ اس نے اس عورت سے عشق کیا اور اپنے رب کی جو وہ عبادت کرتا رہا تھا۔ سب کو چھوڑ دیا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے کسی عمل کی وجہ سے اپنی رحمت میں لے لیا اور نظر کرم فرمائی اے عکاف تو شادی کر لے ورنہ تو متذبذب لوگوں میں سے ہوگا(1)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عطیہ بن بسر مازنی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے عکاف بن وداعہ ہلالی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا اے عکاف کیا تیری بیوی ہے؟ اس نے عرض کی نہیں۔ فرمایا لونڈی بھی نہیں عرض کی نہیں۔ فرمایا تو تندرست اور خوشحال ہے؟ عرض کی جی ہاں الحمد للہ۔ تو فرمایا تو شیطان ہے یا تو نصرانیوں کے راہبوں میں سے ہو جا یا ہم میں سے ہو جا، تو اسی طرح کر جس طرح ہم کرتے ہیں کیونکہ ہماری سنت نکاح ہے۔ تم میں سے سب سے ذلت والی موت اس کی ہوگی جو تنہائی کی زندگی بسر کرتا ہے، کیا تم شیطان کے ساتھ دل لگی کرتے ہو؟ شیطان کا صالحین کے بارے میں سب سے مؤثر اسلحہ عورتیں ہیں مگر وہ صالح جو شادی شدہ ہوتے ہیں پاکیزہ ہوتے ہیں اور فحش گوئی سے مبرا ہوتے ہیں۔ اے عکاف تجھ پر افسوس شادی کر و کیونکہ یہ عورتیں حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام اور کرسف والیاں ہیں۔ عطیہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کرسف کون تھا؟ فرمایا یہ بنی اسرائیل کا ایک آدمی تھا۔ سمندر کے ساحلوں میں سے ایک ساحل پر رہتا تھا۔ وہ دن کو روزہ رکھتا، رات کو عبادت کرتا روزے اور نماز کو نہ چھوڑتا پھر ایک عورت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا انکار کیا جس عورت سے اس نے عشق کیا تھا اور اپنے رب کی عبادت کو ترک کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے سابقہ عمل کی وجہ سے دامن رحمت میں لے لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر نظر رحمت فرمائی تجھ پر افسوس شادی کر لے ورنہ تو متذبذب لوگوں میں سے ہو جائے گا(2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابو نجیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نکاح کرنے کے لئے خوشحال ہو اور نکاح نہ کرے تو وہ مجھ سے نہیں(3)۔

امام سعید بن منصور اور بیہقی نے ابو نجیح سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ آدمی مسکین ہے، مسکین ہے، مسکین ہے جس کی بیوی نہ ہو۔ عرض کی گئی اگرچہ اس کے پاس مال ہو؟ فرمایا اگرچہ وہ مال کی وجہ سے غنی ہو۔ فرمایا وہ عورت جس کا خاوند نہ ہو وہ مسکین ہے، مسکین ہے، مسکین ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگرچہ وہ غنی ہو اور کثیر مال رکھتی ہو۔ فرمایا اگرچہ وہ ایسی ہی ہو، امام بیہقی نے کہا ابو نجیح کا نام یسار تھا۔ یہ عبد اللہ بن ابی نجیح کا والد تھا اور حدیث مرسل ہے(4)۔

1۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 171 (10387) بیروت　2۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 381 (5480)

3۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب النکاح، جلد 6، صفحہ 168 (10376) بیروت　4۔ شعب الایمان، جلد 4، صفحہ 382 (5483)

امام سعید بن منصور، امام احمد اور امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں شادی کرنے کا حکم فرماتے اور دنیا سے قطع تعلقی اختیار کرنے سے سخت منع کرتے اور فرماتے ایسی عورت سے شادی کرو جو محبت کرنے والی ہو اور بچے جننے والی ہو کیونکہ میں قیامت کے روز انبیاء پر تمہاری کثرت کی وجہ سے فخر کروں گا (1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ایک بندہ شادی کرتا ہے تو اس کا نصف دین مکمل ہو جاتا ہے، اسے باقی ماندہ نصف میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے (2)۔

امام بیہقی نے ایک اور سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جسے اللہ تعالیٰ نے صالح عورت عطا فرمائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نصف دین میں مدد فرمائی اسے باقی نصف میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عبادت گزار تھا، ایک نماز میں الگ تھلگ رہتا تھا۔ بنو اسرائیل اس کی عبادت پر خوش ہوتے۔ اسی اثناء میں کہ وہ اپنے نبی کے پاس تھے تو انہوں نے اس عبادت گزار کا ذکر کیا اور اس کی تعریف کی۔ تو نبی نے فرمایا وہ اس طرح ہوتا جس طرح تم کہتے ہو اگر وہ ایک سنت کو نہ چھوڑتا، وہ سنت شادی ہے (4)۔

امام ابن سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا میری شادی کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تاکیدی حکم دیا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ سے بغیر شادی کے نہ ملوں (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض الموت میں کہا میری شادی کرو کیونکہ میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملوں کہ میری بیوی نہ ہو (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا مرد کو تین کپڑوں میں کفن دیا جاتا ہے اس سے زیادہ کپڑے استعمال نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا (7)۔

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْۤ اَيْمَانِكُمْ وَ لٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ ۚ فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ وَ احْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ ؕ

1۔ شعب الایمان، کتاب النکاح، جلد 4، صفحہ 382 (5483) بیروت 2۔ ایضاً (5486) 3۔ ایضاً (5487)

4۔ ایضاً، باب تحریم الفروج، جلد 5، صفحہ 414 (7112) 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب النکاح، جلد 3، صفحہ 453 (15908)

6۔ ایضاً (15909) 7۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 2، صفحہ 461 (11054)

كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۸۹﴾

''نہ باز پرس کرے گا تم سے اللہ تعالیٰ تمہاری فضول قسموں پر لیکن باز پرس کرے گا تم سے ان قسموں پر جن کو تم پختہ کر چکے ہو تو اس (کے توڑنے) کا کفارہ یہ ہے کہ کھلایا جائے دس مسکینوں کو درمیانی قسم کا کھانا جو تم کھلاتے ہو اپنے گھر والوں کو یا کپڑے پہنائے جائیں انہیں یا آزاد کیا جائے غلام اور جو نہ پائے (ان میں سے کوئی چیز) تو وہ روزے رکھے تین دن۔ یہ کفارہ ہے تمہاری قسموں کا جب تم اٹھاؤ اور حفاظت کیا کرو اپنی قسموں کی۔ اسی طرح کھول کر بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ تمہارے لئے اپنی آیتیں تاکہ تم شکریہ ادا کرو''۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ مائدہ کی آیت نمبر 87 ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے عورتوں اور گوشت کو اپنے اوپر حرام کر دیا تھا۔ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے جو قسمیں اٹھائی تھیں ان کا کیا کریں؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت یعلی بن مسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس سے قبل آیات کو پڑھو۔ کہا لغو یہ ہے کہ تو اس چیز کو حرام کر دے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر چیز حلال کی ہے پھر تو اپنی قسم کا کفارہ دے دے اور گناہ کا ارتکاب نہ کرے۔ یہ وہ لغو ہے جس پر اللہ تعالیٰ تمہارا مؤاخذہ نہیں فرمائے گا۔ اگر تو اسی طرح مر گیا تو تجھ سے مؤاخذہ کیا جائے گا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو کا مطلب یہ ہے کہ وہ حلال چیز کو حرام کرنے کی قسم اٹھاتے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم نے جو لغو قسمیں اٹھائی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر تمہارا مؤاخذہ نہیں کرے گا اس صورت میں کہ تو اسے چھوڑ دے اور قسم کا کفارہ دے دے اور بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ سے مراد یہ ہے کہ جس قسم پر تو قائم رہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ دو آدمی آپس میں خرید و فروخت کرتے ہیں ایک کہتا ہے اللہ کی قسم میں تیرے ہاتھ اس قیمت پر نہیں بیچوں گا، دوسرا کہتا ہے اللہ کی قسم میں اتنی قیمت کے بدلے میں تجھ سے نہ خریدوں گا۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ لغو قسم یہ ہے کہ آدمی اپنی کلام کو قسم کے ساتھ ملائے، کہے اللہ کی قسم تو ضرور آئے گا، اللہ کی قسم تو ضرور کھائے گا، اللہ کی قسم تو ضرور پیے گا اس طرح کی دوسری باتیں اس سے وہ قسم کا ارادہ نہیں کرتا۔ یہ یمین لغو ہے اس پر کوئی کفارہ نہیں۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسمیں تین قسم کی ہیں ایک وہ قسم ہے جس کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے، دوسری وہ قسم ہے جس کا کفارہ ادا نہیں کیا جاتا، تیسری وہ قسم ہے جس پر مؤاخذہ نہیں ہوتا۔ وہ قسم جس کا کفارہ ادا کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ آدمی قطع رحمی یا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی قسم اٹھائے تو وہ اپنی قسم کا کفارہ ادا کرے، وہ قسم جس کا کفارہ ادا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 18، دار احیاء التراث العربی بیروت

نہیں کیا جاتا کہ آدمی جان بوجھ کر جھوٹی قسم اٹھائے تو اس کا کفارہ نہیں ہوگا، وہ قسم جس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا وہ ہے کہ ایک آدمی کسی چیز پر قسم اٹھاتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ اس میں سچا ہے تو یہ قسم لغو ہوگی اور اس پر کوئی مؤاخذہ نہ ہوگا واللہ اعلم۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو کا معنی خطا ہے کہ تو کسی چیز کے بارے میں قسم اٹھائے اور تو یہ رائے رکھتا ہو کہ بات اسی طرح ہے جس طرح تو نے قسم اٹھائی ہے جبکہ وہ اس طرح نہ ہو تو تجھ سے اس قسم میں درگزر کیا جائے گا اور اس میں تجھ پر کوئی کفارہ نہ ہوگا اور جس میں تو گناہ کا ارادہ کرے تو اس میں تجھ پر کفارہ ہوگا۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن جریر نے مجاہد سے بِمَا عَقَّدْتُّمُ کا معنی (بما تعمدتم) نقل کیا ہے یعنی جس کا تم قصد کرو(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو کا مفہوم یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی چیز کے بارے میں قسم اٹھائے اس کی رائے ہو کہ معاملہ اس طرح ہے جبکہ وہ اس طرح نہ تھا اور عَقَّدْتُّمُ الْاَیْمَانَ کا معنی یہ ہے کہ وہ جانتے ہوئے پھر غلط قسم اٹھائے(2)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ قول نقل کیا ہے کہ لغو قسم جھگڑے گفتگو میں ٹھٹھہ اور مزاح میں ہوتی ہے جس پر دل کا پختہ ارادہ نہیں ہوتا۔ کفارہ ہر اس قسم میں ہوا کرتا ہے جب وہ کسی معاملہ میں ارادہ سے قسم اٹھاتا ہے غصے کی حالت میں ہو یا غصے میں نہ ہو وہ کہے وہ ایسا ضرور کرے گا یا وہ ایسا نہیں کرے گا۔ یہ وہ قسم ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کفارہ فرض کیا ہے۔

قسم کا کفارہ

امام ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کا کفارہ ایک صاع کھجوریں دیں اور لوگوں کو اسی بات کا حکم دیا جو ایک صاع کھجوریں نہ پائے وہ نصف صاع گندم دے دے(3)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم کا کفارہ ایک مد (سیر) گندم دیا کرتے تھے۔

امام ابن مردویہ نے اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ ہم قسم کا کفارہ اس مد سے دیا کرتے تھے جس کے ساتھ خوراک دی جاتی تھی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں قسم اٹھاتا ہوں کہ میں لوگوں کو نہیں دوں گا پھر میرے لئے ظاہر ہوتا ہے کہ میں انہیں دوں تو میں دس مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہوں ہر مسکین کو ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا نصف صاع گندم دیتا(4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 19، بیروت 2۔ مصنف عبدالرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 5، صفحہ 75-474 (15953)، بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الکفارات، جلد 2، صفحہ 555 (212) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف عبدالرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 8، صفحہ 507 (16075)، بیروت

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا دیا جاتا ہے، ہر مسکین کو نصف صاع گندم دی جاتی ہے (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہوتا ہے، ہر مسکین کو گندم کا نصف صاع دیا جاتا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں نصف صاع گندم دی جاتی ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں جہاں بھی طعام کا ذکر آیا ہے وہ نصف صاع گندم ہے، کفارہ یمین ہو یا کسی اور صورت میں ہو (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں ہر مسکین کے لئے ایک مد گندم ہوتی ہے (4)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں ہر مسکین کے لئے ایک مد (سیر) گندم ہے (5)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں دس مسکینوں کو کھانا دینا ہوتا ہے، ہر مسکین کے لئے ایک مد (سیر) گندم ہوتی ہے (6)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ تین چیزوں میں ایک ایک مد لازم ہوتا ہے قسم کا کفارہ، ظہار کا کفارہ اور روزوں کا کفارہ۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قسم اٹھانے والا انہیں دن اور رات کا کھانا کھلائے چاہے تو انہیں روٹی اور گوشت، روٹی اور تیل، روٹی اور گھی یا روٹی اور کھجور دے (7)۔

امام ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید نے محمد بن سیرین سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قسم کے کفارہ میں صرف ایک کھانا ہے (8)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے قسم کے کفارہ کے بارے میں

1۔ مصنف عبد الرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 8، صفحہ 508 (16077) بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الایمان والنذور، جلد 3، صفحہ 70 (12192) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1544 (799)، دار الصمیعی الریاض

4۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 8، صفحہ 506 (16071)

5۔ ایضاً (16068)

6۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 510 (16086)

7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 25-24، دار احیاء التراث العربی بیروت

8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 72 (12214) مدینہ منورہ

پوچھا گیا تو انہوں نے کہا ہر مسکین کے لئے دو روٹیاں اور ہڈی والا گوشت (1)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ اور ابو الشیخ حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ شعبی سے کہا گیا میں ایک ہی مسکین کو بار بار دیتا ہوں تو انہوں نے فرمایا دس مسکینوں کے سوا جائز نہیں (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس میں کوئی حرج نہ دیکھتے کہ قسم کے کفارہ میں ایک ہی مسکین کو دس دفعہ دیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ تم اپنی تنگ دستی اور خوشحالی کے مطابق اپنے گھر والوں کو جو کھانا کھلاتے ہو (اسی کے مطابق قسم کے کفارہ میں کھانا دو) (3)

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کو کھانا کھلاتا جس میں فراخی ہوتی دوسرا آدمی گھر والوں کو کھانا کھلاتا جس میں تنگی ہوتی۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام ابن جریر، ابن ابی اتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی اپنے گھر والوں کو کھانا کھلاتا جو بہت اچھا ہوتا، دوسرا کھانا کھلاتا جو اس سے درجہ میں کم ہوتا تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ کھانا نہ اعلیٰ ہو نہ ہی ادنی ہو (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہم اپنے گھر والوں کو جو درمیانی کھانا کھلاتے ہیں وہ یہ ہے۔ روٹی اور کھجور، روٹی اور تیل، روٹی اور گھی اور جو بہترین کھانا کھلاتے ہیں وہ روٹی اور گوشت ہے (6)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے افضل کھانا روٹی اور گوشت ہے، درمیانی کھانا روٹی اور گھی ہے اور ادنی کھانا روٹی اور کھجور ہے (7)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اہل مدینہ آزاد کو غلام پر، بڑے کو چھوٹے پر فضیلت دیتے تھے، وہ کہتے چھوٹے کو اس کی حیثیت اور بڑے کو اس کی حیثیت دو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ انہیں درمیانی چیز دینے کا حکم دیا گیا نہ کہ اعلیٰ چیز دینے کا حکم دیا گیا (8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے اوسط کا معنی عدل نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے اوسط کا معنی امثل (عمدہ) نقل کیا ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب الایمان والنذور، جلد 3، صفحہ 71 (12203) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مصنف عبد الرزاق، جلد 8، صفحہ 511 (16089) بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 29، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الکفارات، جلد 2، صفحہ 555 (2113)
5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 23
6۔ ایضاً

7۔ ایضاً
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 28

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ تم اپنے گھر والوں کو جو خوراک دیتے ہو اس کا درمیانی دو۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ شے جس میں مسکین کے لئے کھانا لازم کیا گیا ہے وہ اہل مکہ کے مد (سیر) کے برابر کا مد ہے۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ کسوہ سے مراد چوغہ ہے جو ہر مسکین کو دیا جائے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کسوہ سے کیا مراد ہے فرمایا چوغہ۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد ہر مسکین کے لئے چوغہ یا بڑی چادر ہے (1)۔

امام ابوعبید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کسوہ کا معنی ہر انسان کا کپڑا ہے ان دنوں کسوہ سے مراد چوغہ لیا جاتا (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد کپڑا یا تہہ بند ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد قمیص، اوڑھنے والی چادر یا تہہ بند ہے اور کہا قسم کے کفارہ میں یہ کپڑا جائز ہے مگر جانگیہ اور ٹوپی جائز نہیں۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد یہ ہے کہ ادنی ایک کپڑا اور اعلی جو تو چاہیے ہے (3)۔

امام عبد الرزاق اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کسوہ سے مراد تہہ بند اور پگڑی ہے (4)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ پاجامہ جائز نہیں اور ٹوپی جائز نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کِسْوَتُهُمْ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا اگر کوئی وفد تمہارے امیر کے پاس آئے تو وہ انہیں ایک ایک ٹوپی دے تو تم کہو گے قَدْ كُسُوا کہ انہیں پہنا دیا گیا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے ایسے آدمی کے بارے میں ایک قول نقل کیا ہے جس پر قسم کا کفارہ لازم تھا تو وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 31، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً
3۔ مصنف عبد الرزاق، باب الایمان والنذور، جلد 8، صفحہ 513 (16098)، بیروت
4۔ ایضاً، جلد 8، صفحہ 516 (16095)

پانچ مسکینوں کو کپڑے دیتا ہے اور پانچ کو کھانا کھلا دیتا ہے کیا یہ جائز ہے؟

امام ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت پڑھی تو سعید نے کہا کاسو تھم فی الطعام۔غلام آزاد کرنا۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ کفارہ میں اپاہج اور نابینا غلام آزاد کرنا جائز نہیں (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت فضالہ بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کفارہ میں ولد زنا غلام آزاد کرنا جائز ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ چھوٹے غلام کو آزاد کرنا بھی جائز ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کسی کفارہ میں بھی کافر غلام کو آزاد کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کفارہ میں ولد زنا کو آزاد کرنا جائز نہیں سمجھتے تھے اور قسم کے کفارہ میں یہودی اور عیسائی غلام کو آزاد کرنا جائز سمجھتے تھے واللہ تعالیٰ اعلم (3)۔

کفارہ میں روزے

امام ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قسم کے کفارہ میں قسم اٹھانے والے کو ان تین چیزوں میں اختیار ہے یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلانا، انہیں کپڑے دینا، غلام آزاد کرنا، اگر وہ ان میں سے کوئی چیز نہ پائے تو تین دن لگاتار روزے رکھے (4)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب کفارات والی آیت نازل ہوئی تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہمیں ان میں اختیار ہے۔ فرمایا تجھے اختیار ہے تو چاہے تو غلام آزاد کر، چاہے تو کپڑے دے، چاہے تو کھانا کھلا جو یہ نہ پائے تو وہ تین دن پے در پے روزے رکھ لے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن سے روایت نقل کی ہے کہ جس کے پاس دو درہم ہوں تو کفارہ میں خرچ کرنا اس پر لازم ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جس کے پاس پچاس درہم ہوں تو وہ پانے والا ہو گیا۔ اب اس پر کھانا کھلانا واجب ہے، اگر اس سے کم مال ہو تو وہ ان لوگوں میں سے ہے جو پانے والا نہیں تو وہ روزے رکھے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قسم اٹھانے والے کے پاس بیس درہم ہوں تو اس پر لازم ہے کہ کفارہ میں کھانا کھلائے۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے مصاحف میں ابن منذر، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابی بن کعب

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، جلد 3، صفحہ 75 (12240)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 76 (12248)

3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 77 (12249) 4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 39، بیروت

رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ وہ یہ آیت یوں تلاوت کرتے فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ(1)۔

امام مالک اور بیہقی نے حضرت حمید بن قیس مکی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت مجاہد کے ساتھ طواف کر رہا تھا، ایک آدمی آیا، وہ مجاہد سے کفارہ کے روزوں کے بارے میں پوچھنے لگا کیا وہ پے در پے رکھنے ہیں؟ حمید نے کہا میں نے کہا نہیں۔ مجاہد نے میرے سینے میں ہاتھ مارا پھر کہا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت میں مُتَتَابِعَاتٍ کے الفاظ ہیں(2)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن انباری، ابو الشیخ اور بیہقی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مختلف طرق کے ساتھ روایت نقل کی ہے کہ وہ اس آیت کو ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ پڑھتے۔ سفیان نے کہا میں نے ربیع بن خثیم کے مصحف میں دیکھا تو اس میں یہ تھا فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ تھا(3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قرآن میں جہاں بھی صیام کا لفظ ہوتا وہ ساتھ مُتَتَابِعَاتٍ پڑھتے۔

امام ابو عبید اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مُّتَتَابِعَاتٍ پڑھتے۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن میں جہاں بھی روزوں کا ذکر ہے وہ پے در پے ہیں صرف رمضان کے قضاء روزے یہ عِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ہے(4)۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قسم کے کفارہ میں روزوں میں فاصلہ نہ کرتے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ قسم کے کفارہ میں فرماتے کہ اسے پے در پے رکھے اگر وہ کسی عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑے تو اس کی جگہ کسی اور دن روزہ رکھے(6)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ذٰلِكَ سے مراد ہے کہ جو کفارہ ذکر کیا گیا ہے اِذَا حَلَفْتُمْ سے مراد ارادۃ کے ساتھ قسم اٹھانا ہے۔ اِحْفَظُوْۤا اَيْمَانَكُمْ سے مراد یہ ہے جھوٹی قسم اٹھانے کا قصد نہ کرو۔ كَذٰلِكَ سے مراد ہے اسی طرح۔ اٰيٰتِهٖ سے مراد کفارہ جو ذکر کیا گیا۔ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ یعنی جو قسم کے کفارہ کے طور پر ایک یا دو دن روزہ رکھے پھر ایسی چیز پائے جو کھلائی جاسکے تو وہ مسکینوں کو کھانا کھلائے اور روزے کو نفلی بنادے۔

امام عبد الرزاق، امام بخاری، ابن ابی شیبہ اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب قسم اٹھاتے تو اسے نہ توڑتے یہاں تک کہ کفارہ والی آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 38، داراحیاء التراث العربی بیروت   2۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 10، صفحہ 60، دار الفکر بیروت

3۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الکفارات، جلد 8، صفحہ 14-513 (03-16102)

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 38،

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الکفارات، جلد 3، صفحہ 87 (12365) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 88 (12369)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں قسم اٹھاتا ہوں اوراس کے خلاف چیز کو بہتر خیال کرتا ہوں تو میں وہ کرتا ہوں جو بہتر ہوتی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت قبول کرتا ہوں (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جس نے اپنے غلام کے بارے میں قسم اٹھائی کہ وہ اسے ضرور مارے گا تو اس کا کفارہ نہ مارنا ہے اور کفارہ کے ساتھ نیکی ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی قسم کا کفارہ دس ہزار درہم دیے اور کہا اس قبلہ کے رب کی قسم اگر میں قسم اٹھاتا ہوں تو سچی قسم اٹھاتا ہوں یہ وہ شے ہے جس کے ساتھ میں اپنی قسم کا فدیہ دیتا ہوں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابونجیح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خاندان کے پچاس آدمیوں نے قتل کے بارے میں قسم اٹھائی گویا انہوں نے جھوٹی قسم اٹھائی پھر وہ نکلے جب وہ راستہ میں تھے تو ایک چٹان کے نیچے قیلولہ کیا ابھی وہ اس چٹان کے نیچے قیلولہ کر رہے تھے کہ چٹان ان پر سرک پڑی وہ اس کے نیچے سے تیزی سے نکلے تو اس چٹان کے پچاس ٹکڑے ہوئے اور ہر ٹکڑے نے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ۝۹۰ اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَ الْمَيْسِرِ وَ يَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ۝۹۱ وَ اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَ احْذَرُوْا ۚ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّمَا عَلٰى رَسُوْلِنَا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ۝۹۲ لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِيْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ۝۹۳

"اے ایمان والو! یہ شراب اور جوا اور بت اور جوئے کے تیر سب ناپاک ہیں شیطان کی کارستانیاں ہیں سو بچو ان سے تاکہ تم فلاح پا جاؤ۔ یہی تو چاہتا ہے شیطان کہ ڈال دے تمہارے درمیان عداوت اور بغض شراب اور جوئے کے ذریعے اور روک دے تمہیں یاد الٰہی سے اور نماز سے تو کیا تم باز آنے والے ہو؟ اور اطاعت کرو اللہ

1۔ صحیح بخاری، باب الایمان والنذور، جلد 4، صفحہ 209 (6422) دار الفکر بیروت

تعالیٰ کی اور اطاعت کرو رسول (کریم) کی اور محتاط رہو اور اگر تم نے روگردانی کی تو خوب جان لو کہ ہمارے رسول کا فرض تو بس پہنچا دینا ہے کھول کر (ہمارے احکام کو)۔ نہیں ان لوگوں پر جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے کوئی گناہ جو (اس حکم سے پہلے) وہ کھا پی چکے جبکہ وہ پہلے بھی ڈرتے تھے اور ایمان رکھتے تھے اور نیک عمل کیا کرتے تھے پھر (ان احکام کے بعد بھی) ڈرتے ہیں اور (جو اترا) اس پر ایمان رکھتے ہیں پھر بھی ڈرتے ہیں اور اچھے کام کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اچھے کام کرنے والوں سے''۔

امام احمد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب تین دفعہ حرام کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، لوگ شراب پیا کرتے تھے اور جوئے کا مال کھایا کرتے تھے۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان دونوں کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ (219) نازل فرمائی۔ لوگوں نے کہا یہ (شراب) ہم پر حرام نہیں کی گئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ بہت بڑا گناہ ہے، وہ شراب پیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک روز ایک مہاجر صحابی نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو نماز پڑھائی، قرأت میں اس سے غلطی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کی آیت سے شدید آیت نازل فرمائی فرمایا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ (النساء:43) لوگ شراب پیا کرتے تھے یہاں تک کہ ایک آدمی نماز پڑھنے کے لئے آتا جبکہ وہ شام کو شراب پیتا پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی سخت یہ آیت نازل فرمائی۔ لوگوں نے عرض کی اے ہمارے رب ہم رک گئے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ صحابہ تو اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے ہیں اور کچھ اپنے بستروں پر فوت ہو گئے ہیں جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے اور جوئے کا مال کھایا کرتے تھے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے ناپاک اور شیطان کا عمل قرار دیا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت لَیْسَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْۤا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اٰمَنُوْا ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا ؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ نازل فرمائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو ان پر حرام فرماتا تو وہ بھی اسے اسی طرح چھوڑ دیتے جس طرح تم نے اسے چھوڑا ہے (1)۔

امام طیالسی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کے بارے میں تین آیات نازل ہوئیں سب سے پہلے یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ (البقرۃ:219) نازل ہوئی یہ کہا گیا کہ شراب حرام کر دی گئی تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہمیں اس سے نفع حاصل کرنے دیجئے جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش ہو گئے پھر سورۂ نساء کی آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (النساء:43) نازل ہوئی کہا گیا شراب حرام کر دی گئی۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نماز کے قریب (اوقات میں) نہیں پیئیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے پھر یہ آیت یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا...... نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شراب حرام کر دی گئی ہے (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور نحاس نے ناسخ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ

1۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 351، دار صادر بیروت 2۔ شعب الایمان باب المطاعم والمشرب، جلد 5، صفحہ 4 (5570) دار الکتب العلمیہ بیروت

عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میرے بارے میں شراب کی حرمت والی آیت نازل ہوئی، ایک انصاری صحابی نے کھانا تیار کیا ہمیں دعوت دی، اس کے گھر میں لوگ آ گئے۔ انہوں نے کھانا کھایا اور شراب پی یہاں تک کہ شراب سے انہیں نشہ ہو گیا۔ یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے۔ یہ افراد باہم فخر کرنے لگے۔ انصار نے کہا انصار بہترین ہیں۔ قریش نے کہا قریش بہترین ہیں۔ ایک آدمی اونٹ کے جبڑے کی ہڈی کی طرف جھکا۔ اس نے وہ ہڈی میری ناک پر ماری اور اسے توڑ دیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک ٹوٹی ہوئی تھی۔ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر کیا تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر نے ابن شہاب کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے روایت نقل کی ہے جس وقت شراب حرام کی گئی اس کا واقعہ یہ ہوا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور کچھ دوسرے صحابہ نے شراب پی، وہ باہم جھگڑ پڑے اور انہوں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک کی ہڈی توڑ دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام طبرانی نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے انہوں نے کہا میرے بارے میں قرآن حکیم کی تین آیات نازل ہوئی ہیں۔ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا۔ میں نے ایک آدمی کے ساتھ مل کر شراب پی میں اس کے ساتھ الجھا۔ وہ میرے ساتھ الجھا میں اس پر غضب ناک ہوا تو اسے زخمی کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ میرے بارے میں ہی سورۂ عنکبوت کی آیت نمبر 8، وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا نازل ہوئی اور میرے بارے میں ہی سورۂ مجادلہ کی آیت 12 يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نَاجَيْتُمُ نازل ہوئی میں نے جو پیش کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انك زهيد تو زہید ہے تو پھر بعد والی آیت ءَأَشْفَقْتُمْ۔ 13 نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابو الشیخ، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم انصار کے دو قبیلوں کے بارے میں نازل ہوا انہوں نے شراب پی جب نشہ چڑھا تو وہ ایک دوسرے سے فضول مذاق کرنے لگے۔ جب نشہ ختم ہوا تو ان میں سے کوئی اپنے چہرے، کوئی سر اور کوئی اپنی داڑھی پر مذاق کا اثر دیکھنے لگا تو وہ کہتا میرے ساتھ اس بھائی نے یہ کیا ہے۔ وہ باہم بھائی تھے کسی کو بھی دوسرے سے کوئی کینہ نہ تھا۔ اللہ کی قسم اگر یہ مجھ پر شفیق ہوتا تو میرے ساتھ یہ سلوک نہ کرتا یہاں تک کہ ان کے دلوں میں کینہ پیدا ہونے۔ لگا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ بعض تکلف کرنے والے یہ کہنے لگے یہ ناپاک ہے۔ یہ فلاں کے پیٹ میں تھا۔ جب وہ بدر کے مقام پر شہید ہوا۔ فلاں احد کے مقام پر شہید ہوا تو اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ ہم شراب کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے ہم اعلانیہ شراب پیا کرتے تھے۔ میں اٹھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا۔ آپ ﷺ کی خدمت میں سلام عرض

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 42، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 43　3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 43

کیا۔ اس سے قبل شراب کی حرمت کا یہ حکم نازل ہو چکا تھا۔ میں واپس اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور یہ آیت ان پر تلاوت کی۔ بعض لوگوں کے ہاتھ میں برتن تھا۔ انہوں نے کچھ شراب پی لی تھی اور کچھ برتن میں تھی یہ کہا بالا ناء تحت شفتہ العلیا۔ یعنی برتن میں جو اوپر والے ہونٹ کے نیچے تھا جس طرح حجام کرتا ہے پھر انہوں نے وہ شراب بہا دی جو ان کی صراحیوں میں تھی اور کہا اے ہمارے رب ہم رک گئے (1)۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے اہل مدینہ اللہ تعالیٰ نے شراب کے بارے میں اشارۃً حکم دے رہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ عنقریب اس بارے میں کوئی واضح حکم نازل ہو جائے پھر (ایک دن) آپ کھڑے ہوئے، فرمایا اے اہل مدینہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر شراب کی حرمت کا حکم نازل کر دیا ہے تم میں سے جو یہ آیت لکھے اور اس کے پاس شراب ہو تو وہ اسے نہ پیئے (2)۔

امام ابن سعد نے حضرت عبد الرحمٰن بن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگوں کا خیال ہے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے دور جاہلیت میں شراب کو حرام کیا تھا کہا میں وہ چیز نہ پیوں گا جو میری عقل ضائع کر دے اور جس کی وجہ سے مجھ سے کم مرتبہ مجھ پر ہنسے اور وہ مجھے برانگیختہ کرے کہ میں اپنی معزز عورت کے ساتھ خواہش پوری کروں جس کے ساتھ میں کوئی ارادہ نہیں کرتا تو سورۂ مائدہ میں شراب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ایک آدمی میرے پاس سے گزرا۔ اس نے کہا شراب حرام کر دی گئی ہے اور اس آیت کی تلاوت کی۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ہلاک ہو میری بصیرت پہلے ہی اس میں واضح تھی۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ بقرہ میں یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ (بقرہ:219) نازل ہوئی تو کچھ لوگ اسے پیتے رہے کیونکہ آیت میں یہ الفاظ تھے۔ منافع للناس اور ایک جماعت نے اسے پینا چھوڑ دیا کیونکہ اس آیت میں اثم کبیر کے الفاظ تھے انہیں لوگوں میں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ تھے یہاں تک کہ سورۂ نساء کی آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى (نساء:43) نازل ہوئی۔ ایک جماعت نے اسے چھوڑ دیا اور ایک جماعت اسے پیتی رہی۔ وہ دن میں نماز کے اوقات میں نہ پیتے اور رات کو پی لیتے یہاں تک کہ سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے شراب تجھے جوئے، بتوں اور تیروں کے ساتھ ملا دیا گیا ہے تو دور ہو جا تو لوگوں نے شراب پینا چھوڑ دیا۔ کچھ لوگوں کے دلوں میں شراب کے بارے میں وسوسے تھے۔ لوگ شراب کی مشک کے پاس سے گزرتے تو اسے پھاڑ دیا جاتا تو اس کے پاس سے اس کے مالک گزر جاتے اور وہ کہتے ہم تجھے اس مقام سے عزت دیا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا شراب سے زیادہ سختی کے ساتھ کوئی چیز مجھ پر حرام نہیں کی گئی یہاں تک کہ ایک آدمی ساتھی سے ملتا اور کہتا میرے دل میں ایک کھٹکا ہے اس کا ساتھی کہتا شاید تو شراب کا ذکر کرتا ہے، تو وہ کہتا جی ہاں۔ تو وہ کہتا میرے دل میں بھی وہی بات ہے جو تیرے دل میں ہے یہاں تک کہ اس کا ذکر ایک قوم نے کیا اور اس بارے میں وہ اکٹھے ہوئے اور کہنے لگے ہم

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7 صفحہ 43، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 4 (5569)

کیسے اس بارے میں بات کریں جبکہ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما تھے۔ وہ ڈرتے تھے کہ کہیں ان کے بارے میں کوئی آیت ہی نازل نہ ہو جائے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے اپنے دلوں میں ایک دلیل تیار کی ہوئی تھی انہوں نے عرض کی ہمیں بتایئے کیا حضرت حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ، حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ جنت میں نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ صحابہ نے عرض کی کیا وہ اس دنیا سے اس حال میں رخصت نہیں ہوئے کہ وہ شراب پیتے تھے؟ ہمارے اوپر ایک ایسی چیز حرام کی گئی جبکہ وہ اسے پیتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وہ سن لیا ہے جو تم نے کہا۔ اگر اس نے چاہا تو وہ جواب عطا فرمائے گا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت اِنَّمَا يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّوْقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ نازل فرمائی تو انہوں نے کہا ہم رک گئے اور جنہوں نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا ذکر کیا ان کے بارے میں یہ آیت لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا نازل ہوئی۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ سے روایت میں یہ قول نقل کیا ہے کہ میسر سے مراد تمام قسم کا جواہے کہا اس آیت قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ وَّ مَنَافِعُ لِلنَّاسِ میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی مذمت کی اسے حرام نہ کیا یہ ان دنوں لوگوں پر حلال تھی پھر اللہ تعالیٰ نے شراب کے بارے میں یہ آیت لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (النساء: 43) نازل فرمائی اس کا نشہ حرام کر دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل فرمائی اس کی حرمت اس آیت میں ثابت ہوگئی۔ شراب تھوڑی ہو یا زیادہ وہ نشہ دے یا نہ دے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے شراب کی حرمت کے بارے میں سب سے پہلے سورۂ بقرہ کی آیت نمبر 219 نازل ہوئی۔ بعض نے کہا ہم اس کے منافع کی وجہ سے پئیں گے۔ دوسروں نے کہا اس چیز سے کوئی بھلائی نہیں جس میں گناہ ہو پھر یہ آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء: 42) نازل ہوئی، بعض نے کہا ہم اسے پئیں گے اور گھروں میں بیٹھے رہیں گے۔ دوسروں نے کہا اس چیز میں کوئی بھلائی نہیں جو ہمارے اور مسلمانوں کے درمیان حائل ہو تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں انہیں منع کیا تو وہ رک گئے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے آیت يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْتُمْ سُكٰرٰى (النساء: 42) کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگ شراب پیا کرتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو نہ پیتے۔ ہمارے سامنے یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ نبی مکرم ﷺ نے اس وقت فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت قریب کر دی ہے پھر غزوۂ احزاب کے بعد شراب کو سورہ مائدہ میں حرام کر دیا اور اس حقیقت سے آگاہ کیا کہ یہ شراب لوگوں کو بے وقوف بنا دیتی ہے، مال ضائع کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کرتی ہے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ نازل ہوئی تو لوگ شراب پینے سے رک گئے۔ یہ بھی کہا کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے شراب حرام کر دی ہے جس کے پاس شراب ہو نہ اسے پیے اور نہ ہی اسے بیچے۔ تو مسلمان طویل

وقت تک شراب کی بو گلیوں میں پاتے رہے کیونکہ مسلمانوں نے بہت زیادہ شراب انڈیل دی تھی۔

امام ابوالشیخ، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں شرابی کو ہاتھوں، جوتوں اور ڈنڈوں سے مارا جاتا تھا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے پردہ فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کاش ہم اس کے لئے ایک خاص سزا معین کردیتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں جو اسے مارا کرتے تھے اسی کی طرف وہ مائل ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چالیس کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا پھر اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اسی طرح چالیس کوڑے مارتے رہے یہاں تک کہ مہاجرین میں سے ایک آدمی لایا گیا جس نے شراب پی تھی اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا تو اس آدمی نے کہا تم مجھے کیوں کوڑے مارتے ہو میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب مانع ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی کتاب میں تو کہاں پاتا ہے کہ میں تجھے کوڑے نہ ماروں تو اس نے کہا اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے لَیْسَ عَلَی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْۤا بے شک میں ان لوگوں میں سے ہوں جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے پھر کہا اللہ کا فرمان ہے ثُمَّ اتَّقَوْا وَّ اَحْسَنُوْا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدر اور احد، خندق اور تمام غزوات میں حاضر ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اسے جواب نہیں دو گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ آیات تو گزرے ہوؤں کے لئے معذرت اور بعد والوں کے لئے بطور حجت نازل ہوئی ہیں، گزرے ہوؤں کے لئے عذر اس لئے ہے کیونکہ شراب کے حرام ہونے سے پہلے وہ فوت ہو گئے تھے اور بعد والوں کے لئے حجت اس طرح ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ (المائدہ:90) اگرچہ وہ مومن ہے اللہ تعالیٰ نے اسے شراب پینے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری رائے یہ ہے جب ایک آدمی شراب پیتا ہے تو اسے نشہ ہو جاتا ہے، جب اسے نشہ ہوتا ہے تو وہ یاوہ گوئی کرتا ہے۔ جب وہ یاوہ گوئی کرتا ہے تو بہتان لگاتا ہے اور جھوٹا بہتان لگانے والے پر اسی کوڑے ہوتے ہیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے ابوطلحہ سے جو ام انس کے خاوند تھے سے روایت کی ہے جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اعلان کرنے کے لئے بھیجا خبردار شراب حرام کر دی گئی ہے اسے نہ بیچو، جس کے پاس اس میں سے کوئی چیز ہو تو وہ اسے انڈیل دے۔ ابوطلحہ نے کہا اے بچے ان مشکیزوں کے بند کھول دو۔ اسے کھولا اور اسے بہا دیا۔ ہم نے اس روز کچھ کھجوروں اور پکی کھجوروں کی شراب بنائی تھی۔ تمام لوگوں نے شراب بہا دی یہاں تک کہ مدینہ طیبہ کی گلیوں میں چلنا مشکل ہو گیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم کھانا کھاتے اور اس شراب سے پیتے فلاں آدمی اللہ کے نبی کی جانب سے آیا کہا تم یہ شراب پیتے ہو جبکہ اس بارے میں حکم نازل ہو چکا ہے ہم نے کہا تم کیا کہتے ہو؟ اس

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الحدود، جلد 4، صفحہ 417 (8132)، دارالکتب العلمیہ بیروت

نے کہا میں صحیح کہتا ہوں۔ میں نے ابھی رسول اللہ ﷺ سے یہ سنا ہے اور آپ ﷺ کے پاس سے ہی تمہارے پاس آرہا ہوں ہم اٹھے اور برتن میں جو تھا اسے بہادیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یتیم کا مال تھا اس مال کے بدلے میں انہوں نے شراب خرید لی۔ جب شراب حرام کردی گئی وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی کیا میں اسے سرکہ بنادوں؟ فرمایا نہیں اسے بہادو۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کیا ہے جب وہ نازل ہوئی تو مدینہ طیبہ میں جو شراب بنائی جاتی تھی وہ کھجور کی ہوتی۔

امام ابو یعلی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو میں اپنے دوستوں کے پاس گیا جبکہ شراب ان کے سامنے پڑی ہوئی تھی میں نے شراب کو پاؤں کی ٹھوکر ماری۔ میں نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو چکا ہے ان دنوں شراب کچی اور پکی کھجور سے بنائی جاتی تھی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ بقرہ اور سورۂ نساء کی آیت کے نازل ہونے کے بعد لوگ شراب پیتے تھے۔ جب وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ مائدہ میں ہے تو صحابہ نے شراب چھوڑ دی۔

امام مسلم، ابو یعلی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کے بارے میں اشارہ سے حکم دیا ہے جس کے پاس اس میں سے کچھ ہو تو وہ اسے بیچ دے اور اس سے نفع حاصل کرلے۔ ابھی تھوڑا وقت ہی گزرا تھا پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کردیا ہے جس تک یہ آیت پہنچے اور اس کے پاس شراب میں سے کوئی چیز ہو تو وہ اسے نہ بیچے اور نہ ہی اسے پیے۔ جن کے پاس اس میں سے کوئی چیز تھی تو لوگ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے مدینہ طیبہ کے راستے میں انڈیل دیا (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب تھوڑی ہو یا زیادہ اور ہر مشروب میں سے نشہ دینے والی چیز کو حرام کردیا گیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت وہب بن کیسان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا شراب کب حرام کی گئی، کہا غزوۂ احد کے بعد جب ہم غزوۂ احد کے لئے نکلے تھے تو ہم نے صبح شراب پی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس روز شراب حرام کی گئی ان دنوں شراب کھجور اور زبیب سے بنائی جاتی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی تھا جس کے پاس یتیموں کا

1۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 116 (3032) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ صحیح مسلم شرح نووی باب تحریم بیع الخمر، جلد 12-11، صفحہ 3، (78-1568)

مال ہوتا تو وہ اس سے شراب خرید لیتا۔ وہ اس شراب کو ان کے لئے خریدتا اور بیچتا پھر مال محفوظ کر لیتا اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرمایا۔ وہ آدمی حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی اے اللہ کے نبی ان یتیموں کا شراب کے بغیر کوئی مال نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اسے انڈیل دو۔ تو اس نے وہ شراب انڈیل دی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب حرام کی گئی تو مدینہ طیبہ میں اس میں سے کوئی چیز باقی نہ رہی اس دن شراب حقیر چیز تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس روز شراب حرام کی گئی تو مدینہ طیبہ میں شراب حقیر چیز تھی۔

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن حکیم میں جو یہ آیت ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ یہ تورات میں بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حق اس لئے نازل فرمایا تا کہ اس کے ساتھ باطل مٹادے اور اس کے ساتھ کھیل کود، ناچ گانا، ستار بجانا، بانسری بجانا، دف، طنبورہ، شعر اور شراب کو باطل کرے ہر اس آدمی کے لئے جو ان کی خواہش کرے۔ میرے رب نے قسم اٹھائی ہے کہ میرے حرام کرنے کے بعد جس نے شراب پی تو میں اسے قیامت کے روز پیاسا رکھوں گا اور میرے حرام کرنے کے بعد جس نے اسے چھوڑ دیا میں اسے اپنی بارگاہ اقدس میں سیراب کروں گا (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام کیا اور یہ نشہ آور چیز حرام ہے۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خمر کو حرام کیا جبکہ مدینہ طیبہ میں تو خشک انگور کا ایک دانہ بھی نہ تھا۔

امام احمد، ابویعلی، ابن جارود اور ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے پاس ایک یتیم کی شراب تھی جب سورۂ مائدہ کی یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ یہ یتیم کی ہے تو حضور ﷺ نے فرمایا اسے انڈیل دو (2)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب حرام کی گئی جبکہ یہ اس وقت مٹکوں میں تیار کی جاتی تھی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا اس وقت ہماری شراب خشک انگور اور کھجور کی ہوتی تو ہم نے ان دونوں کو انڈیل دیا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے

1۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 8، صفحہ 285، دارالفکر بیروت
2۔ مسند ابویعلی، جلد 1، صفحہ 539 (1272) دارالکتب العلمیہ بیروت

سنا کہ کھجور سے بھی بنائی شراب خمر ہے شہد سے بنائی گئی شراب خمر ہے خشک انگور سے بنائی گئی شراب خمر ہے، انگور سے بنائی گئی شراب خمر ہے گندم سے بنائی گئی شراب خمر ہے میں تمہیں ہر نشہ دینے والی چیز سے منع کرتا ہوں۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ بقرہ والی آیت نازل ہوئی تو ایک قوم نے (اثم کبیر) کی وجہ سے شراب کو ناپسند کیا اور ایک قوم (ومنافع للناس) کے الفاظ کی وجہ سے پیتی رہی یہاں تک کہ سورۂ نساء کی آیت نازل ہوئی تو لوگ نماز کے اوقات میں اسے نہ پیتے اور دوسرے اوقات میں پی لیتے یہاں تک کہ مائدہ والی آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو برباد ہو آج تجھے جوئے کے ساتھ ملا دیا گیا ہے(1)۔

امام ابن جریر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ اس آیت کی وجہ سے لوگوں نے شراب چھوڑ دی پھر سورۂ نحل کی آیت تَتَّخِذُوْنَ مِنْهُ سَكَرًا وَّ رِزْقًا حَسَنًا (67) نازل ہوئی تو لوگوں نے اسے پیا پھر سورۂ مائدہ کی یہ دو آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سورۂ بقرہ کی آیت نازل ہوئی تو لوگ لگا تار اسے پیتے رہے یہاں تک کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کھانا تیار کیا ان کے ساتھی نے ہمیں دعوت دی جبکہ حضرت علی بن ابی طالب سورہ کافرون پڑھ رہے تھے مگر اسے نہ سمجھ سکے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء کی آیت نازل فرمائی جس میں شراب کے بارے میں سخت حکم تھا تب بھی وہ حلال تھی۔ صحابہ صبح کی نماز کے بعد دن بلند ہونے تک شراب پی لیتے، وہ ظہر کی نماز کے لئے کھڑے ہوتے جبکہ وہ نشہ سے خالی ہوتے پھر وہ شراب نہ پیتے یہاں تک کہ وہ عشاء کی نماز پڑھ لیتے پھر وہ فجر کی نماز پڑھتے جبکہ وہ نشہ سے خالی ہوتے پھر وہ شراب پیتے رہے یہاں تک کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کھانا بنایا ان کے ساتھی نے انصار کے ایک آدمی کو بلایا جس نے ان کے لئے اونٹ کا سر بھون دیا پھر انہیں کھانے کی دعوت دی۔ جب انہوں نے کھانا کھا لیا تو شراب پی جس سے انہیں نشہ ہو گیا تو وہ باتیں کرنے لگے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کوئی بات کی تو انصاری ناراض ہو گیا تو اس نے اونٹ کے جبڑے کی ہڈی اٹھائی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی ناک توڑ دی تو اللہ تعالیٰ نے شراب کا پہلا حکم منسوخ کر دیا اور اس کی حرمت کا حکم نازل فرما دیا(3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احزاب کے بعد سورۂ مائدہ میں شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا ان دنوں عربوں کے لئے اس سے زیادہ پسندیدہ چیز نہ تھی (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے ربیع سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ بقرہ والی آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شراب کی حرمت کا حکم دینے والا ہے پھر سورۂ نساء والی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ شراب کی حرمت کا حکم دینے والا ہے پھر سورۂ نساء والی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ شراب کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 434، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 435
3۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 436
4۔ ایضاً، جلد 2، صفحہ 436

حرمت کا حکم جلد ہی نازل فرمانے والا ہے پھر سورۂ مائدہ کی آیت نازل ہوئی تو اسی کے ساتھ ہی شراب حرام کر دی گئی (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کی حرمت کے بارے میں چار آیات نازل ہوئیں، سب سے پہلے وہ آیت نازل ہوئی جو سورۂ بقرہ میں ہے پھر سورۂ نحل کی آیت نمبر 67 نازل ہوئی پھر سورۂ نساء والی آیت نازل ہوئی۔ اس اثناء میں کہ رسول اللہ ﷺ کوئی نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ ﷺ کے پیچھے ایک نشہ والے آدمی نے کچھ گایا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء والی آیت کو نازل فرمایا ایک جماعت اسے پیتی رہی اور ایک جماعت نے اسے چھوڑ دیا پھر سورۂ مائدہ والی چوتھی آیت نازل ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اے ہمارے رب ہم رک گئے۔

امام ابن جریر نے حضرت محمد بن قیس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ طیبہ تشریف لائے تو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ شراب پیتے اور جوئے کا مال کھاتے تھے۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ والی آیت نازل فرمائی۔ لوگوں نے کہا یہ ایسی شے ہے جس میں رخصت ہے وہ جوئے کا مال کھاتے شراب پیتے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت کے طالب ہوتے یہاں تک کہ ایک آدمی نے مغرب کی نماز پڑھی تو وہ سورۂ کافرون کی قرأت کرنے لگا لیکن وہ اسے اچھی طرح نہ پڑھ سکا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ کیا پڑھ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ نساء والی آیت نازل فرمائی۔ لوگ شراب پیتے جب نماز کا وقت ہوتا تو شراب چھوڑ دیتے۔ وہ نماز پڑھتے تو انہیں پتہ ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں وہ اس طرح کرتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہم اس سے رک گئے (2)۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیشہ شراب نوشی کرنے والا نہیں مرے گا مگر وہ بت پرست کی طرح اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی۔

امام احمد اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، شطرنج اور جوار باجرہ کی شراب کو حرام کیا ہے اور ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے (3)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر شراب، جوا اور شطرنج کو حرام قرار دیا ہے ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔

امام بخاری اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا جبکہ مدینہ طیبہ میں پانچ قسم کی شرابیں تھیں جس میں سے ایک انگور کی شراب تھی (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 37-436، دار احیاء التراث العربی بیروت — 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 442

3۔ مسند امام احمد، جلد 2، صفحہ 158، دار صادر بیروت

4۔ صحیح بخاری، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 26 (5468) دار الفکر بیروت

امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے سال فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب کی خرید وفروخت، بتوں کی قربانیاں، مردار اور خنزیر کو حرام کیا ہے۔ بعض لوگوں نے عرض کی مردار کی چربی کے بارے میں کیا حکم ہے۔ اس کے ساتھ کشتیوں اور چمڑے پر تیل ملا جاتا ہے اور لوگ اس سے چراغ جلاتے ہیں۔ فرمایا نہیں یہ حرام ہے پھر اسی موقع پر فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں کو ہلاک کرے، اللہ تعالیٰ نے جب ان پر چربی کو حرام کیا تو انہوں نے چربی کو پگھلایا، اسے بیچا اور اس کی قیمت کھائی (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ قبیلہ دوس کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں شراب کا ایک مشکیزہ لایا۔ اس نے وہ مشکیزہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کیا۔ نبی کریم ﷺ نے اسے فرمایا کیا تجھے علم ہے کہ تیرے بعد اللہ تعالیٰ نے شراب کو حرام کر دیا ہے۔ وہ دوسی اپنے ساتھ والے آدمی کی طرف متوجہ ہوا اور اسے مشکیزہ بیچ دینے کو کہا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تجھے علم نہیں کہ جس چیز کا پینا اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بیچنا اور اس کی قیمت کھانا بھی حرام کیا ہے۔ آپ نے اس مشکیزہ کے بارے میں حکم دیا تو اسے انڈیل دیا گیا یہاں تک کہ اس میں ایک قطرہ بھی باقی نہ بچا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت تمیم داری سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ہر سال رسول اللہ ﷺ کو ایک مشکیزہ شراب کا پیش کرتا تھا جس سال شراب حرام کی گئی تو وہ ایک مشکیزہ لایا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے مشکیزہ دیکھا تو آپ ﷺ مسکرائے، فرمایا کیا تجھے علم ہے کہ یہ حرام کر دی گئی ہے؟ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اسے بیچ دیں اور اس کی قیمت سے نفع اٹھائیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہودیوں پر لعنت کرے، اللہ تعالیٰ نے ان پر گائے اور بھیڑ بکریوں کی چربی کو حرام کیا تو انہوں نے اسے پگھلایا اور اس کو بیچ کر اس کی قیمت کھائی، شراب کی قیمت حرام ہے، اس کا بیچنا حرام ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابوعوانہ، طحاوی، ابن ابی حاتم، ابن حبان، دارقطنی، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا اما بعد جس روز شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا اس وقت یہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی، انگور، کھجور، گندم، جو اور شہد۔ خمر اس چیز کو کہتے ہیں جو عقل کو ڈھانپ لے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ نبیذیں پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھیں کھجور، زبیب، شہد، گندم اور جو ان میں سے جس سے تجھے نشہ ہو جائے پھر تیرا نشہ ختم ہو جائے تو وہ خمر (شراب) ہے (3)۔

امام شافعی، ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ہر

1۔ صحیح مسلم شرح نووی، جلد 12-11، صفحہ 4 (1581) دارالکتب العلمیہ بیروت 2۔ شعب الایمان باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 7 (5577)

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 67 (23751)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

نشہ دینے والی چیز خمر (شراب) ہے اور ہر شراب حرام ہے (1)۔

امام حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ زبیب (خشک انگور) اور کھجورے جب نبیذ بنایا جائے تو وہ واقعی شراب ہے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، نحاس نے ناسخ میں اور حاکم نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے جبکہ ذہبی نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گندم، جو، خشک انگور، کھجور اور شہد سے بنائی گئی بھی شراب ہوتی ہے، میں تمہیں ہر نشہ دینے والی چیز سے منع کرتا ہوں (3)۔

امام حاکم نے حضرت مریم بنت طارق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ اسے صحیح قرار دیا ہے میں مہاجر عورتوں کے ساتھ تھی ہم نے حج کیا تھا ہم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئیں، عورتیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے برتنوں کے بارے میں پوچھنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تم ان برتنوں کے بارے میں پوچھتی ہو جو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہوا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، جو چیزیں تمہیں نشہ دیں ان سے اجتناب کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہر نشہ دینے والی چیز حرام ہے اگرچہ اس کے محبوب کا پانی ہو، اسے چاہیے کہ وہ اس سے اجتناب کرے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، ابن ماجہ، ابن منذر اور نحاس نے ناسخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ خمر ان دو درختوں (کے پھلوں) سے ہوتا ہے کھجور اور انگور (5)۔

امام ابن ابی دنیا نے ملاہی کی مذمت میں حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میسر سے مراد جوا ہے۔

امام بیہقی نے سنن میں نافع سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ میسر سے مراد جوا ہے۔

امام عبد بن حمید اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میسر سے مراد ایرانیوں کے چوسر کے پانسے اور عربوں کے تیر ہیں یہ ہر قسم کا جوا ہے۔

امام بیہقی نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ میسر سے مراد ہر قسم کا جوا ہے یہاں تک وہ اخروٹ جس کے ساتھ بچے کھیلتے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابو اشعری رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ ان نشان زدہ پانسوں سے بچو جن کے ساتھ جھڑکا جاتا ہے یہ بھی جوا ہے۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان نشان زدہ پانسوں سے بچو جن کے ساتھ روکا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی جوا ہے (6)۔

1۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 7 (5578) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ متدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 157 (7218) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 69 (3379) بیروت 4۔ متدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 164 (7238)

5۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 69 (3378) 6۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 238 (6504)

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاھی میں، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان نشان زدہ کھلونوں سے بچو جو روکتے ہیں کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے (1)۔

وکیع، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابوالشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان نشان زدہ پانسوں سے بچو جو روکتے ہیں کیونکہ یہ عجمیوں کا جوا ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر قسم کا جوا میسر میں داخل ہے یہاں تک کہ بچوں کا اخروٹوں اور پانسوں کے ساتھ کھیلنا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ چوسر اور شطرنج جوا ہے (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے چوسر کے بارے میں پوچھا گیا کیا یہ بھی جوا ہے تو انہوں نے فرمایا ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کردے وہ جوا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور بیہقی نے شعب میں حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے عرض کی گئی کہ اس لڈو کو تم ناپسند کرتے ہو تو شطرنج کا کیا حال ہے؟ تو انہوں نے فرمایا ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز سے غافل کردے وہ جوا ہے (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں، ابوالشیخ، بیہقی نے شعب میں حضرت ربیعہ بن کلثوم رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا اے اہل مکہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ ایسا کھیل کھیلتے ہیں جسے نردشیر کہتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں ارشاد فرماتا ہے تو یہ آیت منتھون تک پڑھی میں اللہ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں میرے پاس اگر ایسا آدمی لایا گیا تو میں اس کے بالوں اور چمڑے میں سزا دوں گا اور جو آدمی اسے میرے پاس لائے گا میں اس کا سامان پکڑ کر لانے والے کے حوالے کر دوں گا (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی دنیا نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو نردشیر کے ساتھ کھیلا تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی (5)۔

امام احمد نے حضرت ابوعبدالرحمٰن خطمی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو آدمی نرد (لڈو) کے ساتھ کھیلتا ہے پھر اٹھتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اس کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو پیپ اور حیض

1۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 238 (6501)، دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، باب فی اللعب بالنردہ، جلد 5، صفحہ 287 (26150)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

3۔ شعب الایمان، باب فی تحریم الملاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 242 (6519)　4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 239 (6511)

5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 286 (26141)

کے خون کے ساتھ وضو کرتا ہے پھر اٹھ کر نماز شروع کر دیتا ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن ابی دنیا نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو جوئے کے ارادہ سے لڈو کھیلتا ہے تو وہ خنزیر کا گوشت کھانے والے کی طرح ہے اور جو جوئے کے بغیر لڈو کھیلتا ہے تو وہ اس آدمی کی طرح ہے جو خنزیر کی چربی سے تیل لگاتا ہے (2)۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جوئے کے ارادہ سے لڈو کھیلنے والا میسر کا ارتکاب کرنے والا ہے اور جو اسے فضول کھیلتا ہے وہ اس آدمی کی طرح ہے جو اپنا ہاتھ خنزیر کے خون میں رنگین کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھنے والا اس آدمی کی طرح ہے جو خنزیر کی جلد اتارنے والے کے پاس بیٹھتا ہے اسے وضو کرنے کا حکم دیا جائے گا، لڈو کے مہرے اور شطرنج برابر ہیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک قوم کے پاس سے گزرے جو نرد کھیل رہے تھے تو حضور ﷺ نے فرمایا لہو ولعب کرنے والے دل، مصروف کار ہاتھ اور لغو کلام کرنے والی زبانیں۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نرد عجمیوں کا جوا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شطرنج بھی نرد کی ایک قسم ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ ایک یتیم کے مال کے والی بنے تو آپ نے نرد کو جلا دیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عبید اللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ نرد سے بھی برا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو جعفر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ سے شطرنج کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا یہ مجوسیوں کا عمل ہے اسے نہ کھیلا کرو۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عبد الملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک شامی آدمی کو دیکھا کہ وہ ہر مومن کے لئے دن میں بارہ دفعہ استغفار کرتا ہے مگر شطرنج کھیلنے والوں کے لئے دعا نہیں کرتا۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میسر سے مراد جوا ہے۔ دور جاہلیت میں لوگ اپنے گھر والوں اور مال پر جوا کھیلتے تو وہ مال سے محروم ہو جاتے اور غمگین بیٹھے ہوتے۔ وہ اپنا مال غیر کے ہاتھ میں دیکھتا تو اس طرح یہ چیز لوگوں میں باہم دشمنی اور بغض پیدا کر دیتی۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کر دیا۔ اس میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ یہ ناپاک ہے۔ شیطان کا عمل ہے۔ اس سے بچو تا کہ تم فلاح پا جاؤ۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے لیث کے واسطہ سے حضرت عطاء، حضرت طاؤس اور حضرت مجاہد رحمہم اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ میں نے کہا ہر وہ چیز جس میں جوا ہو تو وہ میسر میں شامل ہے

1۔ مسند امام احمد، جلد 5، صفحہ 370، دار صادر بیروت 2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 287 (26154) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

یہاں تک کہ بچوں کا مہروں اور اخروٹوں کے ساتھ کھیلنا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے بچوں کو دیکھا جو عید کے روز جوا کھیل رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا جوا نہ کھیلو کیونکہ یہ میسر میں سے ہے(2)۔

امام ابن ابی الدنیا اور ابوالشیخ نے حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا ہر وہ کھیل جس میں جوا، اچھل کود، شور وغل اور برائی ہو تو وہ میسر ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یزید بن شریح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین چیزیں میسر میں سے ہیں کبوتروں کے لئے سیٹیاں بجانا جوا اور پانسوں کے ساتھ کھیلنا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو دیکھا جو کبوتر کا پیچھا کر رہا تھا۔ فرمایا شیطان شیطان کا پیچھا کر رہا ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دیکھا جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے وہ کبوتروں کو ذبح کرنے اور کتوں کو مار ڈالنے کا حکم ارشاد فرما رہے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت خالد الحذاء رحمہ اللہ سے وہ ایک ایسے آدمی سے جسے ایوب کہا جاتا روایت کرتے ہیں کہ قوم فرعون کے کھیل کا ذریعہ کبوتر ہوتے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی اڑنے والے کبوتر سے کھیلتا ہے وہ اپنی موت سے پہلے فقر کا دکھ چکھتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت کا میسر گوشت کو بکری یا دو بکریوں کے بدلے میں بیچنا تھا۔

امام ابن منذر نے حضرت میسر رحمہ اللہ کے بارے میں محمد بن کعب قرظی سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ اونٹ خریدتے اس کے ٹکڑے کرتے پھر وہ تیر لیتے اور انہیں پھینکتے ایک آدمی اعلان کرتا یا یاسر الجزور یا یاسر الجزور اے اونٹوں کے جواری جس کا تیر نکلتا تو وہ بغیر کسی عوض کے حصہ لے لیتا جس کا تیر نہ نکلتا تو اس پر چٹی لگا دی جاتی اور وہ کوئی چیز نہ لیتا۔

امام بخاری نے ادب مفرد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ اس جانور کے قصائی کہاں ہیں تو دس آدمی جمع ہو جاتے تو وہ اس جانور کو دس اونٹ کے بچوں کے عوض خرید لیتے پھر وہ تیر گھماتے تو وہ نو کے عوض ہو جاتا یہاں تک ایک تک معاملہ پہنچ جاتا تو دوسرے ایک بچے کی چٹی بھرتے تو یہ میسر تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ انصاب سے مراد پتھر ہیں جن کے لئے وہ جانور ذبح کرتے ازلام سے مراد تیر ہیں جن تیروں کی مدد سے وہ امور تقسیم کرتے تھے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الادب، جلد 5، صفحہ 89-288 (72-26169) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 288 (26170)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان لوگوں کی کنکریاں ہوتیں ان میں سے جب کوئی ارادہ کرتا کہ جنگ پر جائے یا گھر بیٹھے تو وہ ان کی مدد لیتا۔

امام ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ازلام سے مراد ایرانیوں کے چوسر کے پانسے ہیں جن سے وہ جوا کھیلا کرتے اور عربوں کے تیر ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت سلمہ بن وھرام رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے ازلام کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ دور جاہلیت میں ان کے تیر ہوتے تھے جنہیں وہ گھماتے۔ ان میں ایک معروف تیر ہوتا جس سے وہ فال پکڑتے تھے۔ جب ان میں سے کوئی کسی کام کا ارادہ کرتا تھا تو وہ تیر گھماتا۔ جب وہ تیر نکلتا تو وہ آدمی اپنے کام کے لئے نہ جاتا۔ اگر کوئی اور تیر نکلتا تو وہ اپنے کام کے لئے چلا جاتا۔ جب کوئی عورت کسی کام کا ارادہ کرتی تو وہ ان تیروں کو نہ مارتی۔ اسی کے بارے میں شاعر کا قول ہے۔

اِذَا جَدَّدَتْ اُنْثٰی لِاَمْرٍ خِمَارَهَا　　اَتَتْهُ وَلَمْ تَضْرِبْ لَهٗ بِالْمَقَاسِمِ

جب عورت نے خمار کے معاملہ کے لئے کوشش کی تو اس کے پاس آئی اور اس کام کے لئے تیروں کو نہ گمایا۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رجس کا معنی ناراضگی نقل کیا ہے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رجس کا معنی گناہ ہے (من عمل الشیطان) معنی یہ شیطان کا مزین کردہ ہے۔ شیطان تمہارے درمیان دشمنی اور بغض پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جب انصاری نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا سر پھوڑ دیا تھا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ تو یہ وعید ہے۔ شراب، جوئے، انصاب اور تیروں کو حرام کرنے میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔ اگر تم ان دونوں کی اطاعت سے اعراض کرو گے تو یہ چیز ذہن نشین کر لو کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ اس کی حرمت کا بیان کرنا ہے۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ان ساتھیوں کا کیا بنے گا جو فوت ہو چکے ہیں جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے؟ تو یہ آیت لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ نازل ہوئی (2)۔

امام طیالسی، عبد بن حمید، امام ترمذی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ فوت ہو گئے جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے۔ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے کہا ہمارے ان ساتھیوں کا کیا بنے گا جو فوت ہو گئے جبکہ وہ شراب پیا کرتے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی (3)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 40، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 46　3۔ ایضاً

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اسی اثناء میں کہ جام حضرت ابوطلحہ، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت معاذ بن جبل، حضرت سہیل بن بیضاء اور ابودجانہ پر گھوم رہا تھا یہاں تک کہ ان کے سر کچی اور پکی کھجوروں کی شراب سے جھک گئے تھے کہ ہم نے ایک اعلان کرنے والے کی آواز کو سنا وہ کہہ رہا تھا خبردار شراب حرام کر دی گئی ہے۔ نہ ہم پر کوئی داخل ہوا اور نہ ہی ہم میں سے کوئی باہر نکلا۔ ہم نے شراب کو انڈیل دیا، مٹکے توڑ دیئے۔ ہم میں سے بعض نے وضو کیا اور بعض نے غسل کیا۔ ہم نے ام سلیم کی خوشبو لگائی پھر ہم مسجد کی طرف نکلے۔ تو رسول اللہ ﷺ اس آیت کی تلاوت کر رہے تھے۔ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس آدمی کا کیا مقام ہے جو اس حال میں مر گیا جبکہ وہ شراب پیا کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے لَيْسَ عَلَى الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ نازل فرمائی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابو یعلی، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے میں حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں لوگوں کو شراب پلانے والا تھا کہ شراب کی حرمت کا حکم نازل ہو گیا۔ ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا دیکھو یہ کیسی آواز ہے؟ میں نکلا میں نے کہا یہ اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے خبردار شراب حرام کر دی گئی ہے تو ابوطلحہ نے کہا جا اسے انڈیل دے تو شراب مدینہ کی گلیوں میں بہنے لگی۔ ان دنوں اہل مدینہ کی شراب کچی اور پکی کھجوروں سے بنی ہوئی تھی۔ بعض لوگوں نے کہا وہ اس وقت شہید ہوئے جبکہ شراب ان کے پیٹوں میں تھی تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام سعید بن منصور اور ابن منذر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ احد میں صبح کے وقت لوگوں نے شراب لی پھر وہ شہید کر دیئے گئے (3)۔

امام طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو یہودیوں نے کہا کیا تمہارے وہ بھائی جو فوت ہو چکے ہیں، وہ شراب نہیں پیتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھے کہا گیا ہے کہ آپ بھی ان میں سے ہیں یعنی ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں میں سے ہیں (4)۔

امام دارقطنی نے افراد میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ان بھائیوں کا کیا بنے گا جو اس وقت فوت ہوئے جب ان کے پیٹوں میں شراب تھی؟ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابن مردویہ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اس آیت کی تفسیر یہ ہے کہ اس سے مراد حضور ﷺ کے وہ صحابی ہیں جو مر گئے تھے جبکہ وہ شراب کی حرمت سے پہلے شراب پیتے تھے تو حرمت سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 46، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مسند ابو یعلی، جلد 3، صفحہ 197 (3349) دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1575 (809) دار الصمیعی الریاض
4۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 160 (7226)

پہلے تو ان پر کوئی حرج نہ تھا جب شراب حرام کر دی گئی تو انہوں نے کہا یہ ہمارے اوپر کیسے حرام کر دی گئی جبکہ ہمارے وہ بھائی فوت ہو گئے ہیں جو شراب پیا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ شراب کی حرمت سے پہلے شراب پیتے تھے تو ان پر کوئی حرج نہیں کیونکہ وہ محسن اور متقی تھے اور اللہ تعالیٰ محسنین سے محبت کرتا ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت ان مومنوں کے حق میں نازل ہوئی جو نبی کریم ﷺ کی قیادت میں غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے (1)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب سورۂ احزاب کے بعد سورۂ مائدہ میں اللہ تعالیٰ نے شراب کی حرمت کا حکم نازل فرمایا تو حضور ﷺ کے کچھ صحابہ نے کہا فلاں آدمی غزوۂ بدر میں شہید ہو گیا اور فلاں غزوۂ احد میں شہید ہو گیا جبکہ وہ شراب پیتے تھے جبکہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ وہ جنتی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انہوں نے یہ شراب اللہ تعالیٰ سے تقوی اور احسان کی صورت میں پی تھی۔ یہ ان دنوں ان کے لئے حلال تھی پھر بعد میں شراب حرام کر دی گئی اس لئے ان پر اس بارے میں کوئی حرج نہیں (2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے ان بھائیوں کے بارے میں کیا کہیں جو فوت ہو چکے ہیں جبکہ وہ شراب پیتے تھے اور جوئے کا مال کھاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا یعنی اگر وہ حرام ہونے سے پہلے ایسی چیزیں کھاتے رہے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں اور جب ان پر یہ چیزیں حرام کی گئیں تو انہوں نے احسان سے کام لیا۔ یہ آیت بھی سورۂ بقرہ کی آیت فَمَنۡ جَآءَهٗ مَوۡعِظَةٌ مِّنۡ رَّبِّهٖ (275) کی طرح ہے (3)۔

امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن مردویہ، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا مجھے کہا گیا ہے کہ آپ ان میں سے ہیں (4)۔

امام دینوری نے مجالسہ میں، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حضرت ثابت بن عبید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ آل حاطب میں سے ایک آدمی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا عرض کی یا امیر المومنین میں مدینہ کی طرف جا رہا ہوں وہ مجھ سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھیں گے تو میں انہیں کیا جواب دوں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا انہیں بتاؤ کہ حضرت عثمان ان لوگوں میں سے تھے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کیے اور یہ آیت پڑھی۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن سائب رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت محارب بن دثار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ کے صحابہ نے شام میں شراب پی تو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں کہا تم نے شراب پی ہے؟ تو صحابہ نے کہا ہاں ہم نے اس آیت سے استدلال کیا ہے۔ تو حضرت یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 47، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً

ان کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب لکھا اگر میرا خط تمہیں دن کے وقت پہنچے تو ان کے بارے میں رات کا انتظار نہ کر اور اگر خط رات کو پہنچے تو ان کے بارے میں دن کا انتظار نہ کر، انہیں میرے پاس بھیج دے تا کہ وہ اللہ کے بندوں کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ حضرت زید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ جب یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو پوچھا کیا تم نے شراب پی ہے؟ انہوں نے کہا پی ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ آیت سنائی تو انہوں نے کہا اس سے بعد والی آیت لَيْسَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا پڑھیں۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے بارے میں صحابہ سے مشورہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین میں ایسی چیز جاری کی ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے اجازت نہیں دی۔ اگر یہ گمان کرتے ہیں کہ شراب حلال ہے تو انہیں قتل کر دیں کیونکہ انہوں نے اس چیز کو حلال کیا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے۔ اگر یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ حرام ہے تو انہیں اسی اسی کوڑے ماریں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس حد کے بارے میں ہمیں باخبر کیا ہے جس میں ایک آدمی دوسرے پر بہتان باندھتا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اسی اسی کوڑے مارنے کا حکم دیا(1)۔

امام ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے شراب، اس کا درخت لگانے اس کے پینے والے، اس کا رس نچوڑنے والے، اسے گھر میں رکھنے والے، مجلس میں اسے گھمانے والے، اس کو پلانے والے، اس کو اٹھانے والے، اس کی قیمت کھانے والے اور اس کے بیچنے والے پر لعنت کی ہے(2)۔

امام وکیع، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس آدمی نے دنیا میں شراب پی۔ اگر وہ توبہ نہ کرے تو آخرت میں شراب طہور نہ پیے گا(3)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی اور توبہ نہ کی وہ آخرت میں اسے نہ پیے گا اگر چہ اسے جنت میں داخل کر دیا جائے(4)۔

امام مسلم اور امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی یمن سے آیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس سے اس شراب کے متعلق پوچھا جو وہ جوار سے بنا کر پیتے تھے جسے مذر کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ بھی نشہ دیتی ہے؟ تو اس نے بتایا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نشہ دینے والی چیز حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نشہ دینے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحدود، جلد 5، صفحہ 503 (28409)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 9 (5584)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الاشربہ، جلد 13، صفحہ 147 (78) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 6 (5573)

والی چیز پینے والے سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اسے طینہ خبال پلائے گا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طینہ خبال کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ، عرق یا عصارۃ کا لفظ ارشاد فرمایا (1)۔

امام عبدالرزاق، حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے شراب پی اس کی چالس دن تک کی نمازیں قبول نہیں کی جاتیں۔ اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے دوبارہ پی تو اللہ تعالیٰ چالیس دن تک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اگر اس نے تیسری دفعہ شراب پی تو چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر شفقت فرمائے گا۔ اگر اس نے چوتھی دفعہ شراب پی تو چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے طینہ خبال سے پلائے۔ عرض کی گئی طینہ خبال کیا ہے فرمایا جہنمیوں کی پیپ (2)۔

امام بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جس نے ایک گھونٹ شراب پی تو چالیس روز تک اس کی نماز مقبول نہ ہوگی۔ اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلے گا۔ اگر وہ پھر شراب پیے تو چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہ ہوں گی۔ میں نہیں جانتا کہ تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ فرمایا اور وہ پھر شراب پیئے تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے قیامت کے روز جہنمیوں کا گدلا پانی پلائے (3)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں جس نے فتنہ کی وجہ سے ایک دفعہ نماز بھی چھوڑی گویا دنیا اور دنیا کی ہر چیز اس کی تھی وہ سلب کرلی گئی۔ جس نے نشہ کی وجہ سے چار دفعہ نماز چھوڑ دی تو یہ اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اس شرابی کو طینہ خبال سے پلائے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ طینہ خبال کیا ہے؟ فرمایا جہنمیوں کے جسموں سے نچڑا ہوا مادہ (4)۔

امام ابن مردویہ، حاکم اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضور ﷺ نے شراب، اس کے نچوڑنے، نچوڑنے کی خواہش کرنے والے، بیچنے والے، خریدنے والے، اس کے اٹھانے والے، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جارہی ہے، اس سے پلانے والے، اس کے پینے والے اور اس کی قیمت کھانے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے (5)۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جبرئیل امین میرے پاس آیا۔ اس نے کہا اے محمد اللہ تعالیٰ نے شراب اس کے

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الاشربہ، جلد 13، صفحہ 145 (72) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 7 (5580)

3۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 8 (5581)

4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 8 (5582)

5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 9 (5583)

نچوڑنے والے، نچوڑنے کی خواہش کرنے والے، پینے والے، اس کے اٹھانے والے، جس کی طرف اٹھا کر لے جائی جارہی ہے، اس کے بیچنے والے، اس کے پلانے والے اور اس کے پلانے کا حکم دینے والے پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے (1)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ام الخبائث سے بچو کیونکہ تم سے قبل امتوں میں سے ایک آدمی تھا وہ عبادت کرتا اور عورتوں سے دور رہتا۔ ایک بدکارہ عورت اس سے وابستہ ہوگئی۔ عورت نے اس آدمی کی طرف اپنا خادم بھیجا اور کہا ہم ایک شہادت کے لئے تجھے بلاتے ہیں۔ وہ مرد اس کے پاس داخل ہوا۔ جب بھی وہ ایک دروازے سے داخل ہوتا تو وہ پیچھے سے اس پر بند کر دیتی یہاں تک کہ وہ اس خوبصورت عورت کے پاس جا پہنچا جو بیٹھی ہوئی تھی جس کے پاس اس کا غلام بھی تھا اور ایک صراحی بھی جس میں شراب بھی پڑی ہوئی تھی۔ اس عورت نے کہا میں نے تجھے شہادت کے لئے نہیں بلایا بلکہ اس لئے بلایا ہے تاکہ اس غلام کو تو قتل کر دے یا تو میرے ساتھ بدکاری کرے یا شراب کا ایک جام پی لے۔ اگر تو ایسا کرنے سے انکار کرے گا تو میں چیخ ماروں گی اور تجھے رسوا کردوں گی۔ جب اس نیک آدمی نے دیکھا کہ اب کوئی چارہ کار نہیں تو آدمی نے کہا مجھے شراب کا پیالہ پلا دو۔ عورت نے اسے شراب کا پیالہ پلا دیا۔ اس نے کہا مجھے اور پلاؤ۔ وہ اسی طرح رہا یہاں تک اس نے اس عورت سے بدکاری کی اور اس آدمی نے غلام کو بھی قتل کر دیا۔ شراب سے بچو، اللہ کی قسم ایمان اور شراب کو ہمیشہ پینا ایک آدمی کے سینہ میں جمع نہیں ہو سکتے۔ ممکن ہے ان میں سے ایک دوسرے کو سینے سے نکال دے (2) عبد الرزاق نے مصنف میں اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے موقوف نقل کیا ہے۔

امام حاکم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب سے بچو کیونکہ یہ تمام برائیوں کی چابی ہے (3)۔

امام ابن ماجہ، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابو القاسم ﷺ نے مجھے تاکیدی حکم دیا کہ تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تیرے اعضاء کاٹ دیئے جائیں یا تجھے جلا دیا جائے جان بوجھ کر فرض نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو آدمی جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بری ہو جاتا ہے شراب نہ پینا کیونکہ یہ ہر برائی کی چابی ہے (4)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فردوس کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور ہر مشرک اور ہمیشہ شراب پینے والے پر اسے ممنوع کر دیا ہے (5)۔

امام بیہقی نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ تین قسم کے افراد ایسے

1۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 9 (5585)، دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 10 (5586)
3۔ ایضاً، (5588)
4۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 11 (5589)
5۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 11، (5590)

ہیں جن کی نماز قبول نہیں ہوتی ان کا کوئی عمل آسمان کی طرف نہیں اٹھایا جاتا۔ وہ غلام جو اپنے آقا سے بھاگ جائے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دے، وہ عورت جس کا خاوند اس پر ناراض ہو یہاں تک کہ وہ خاوند اس پر راضی ہو جائے، نشہ میں دھت یہاں تک کہ اس کا نشہ ختم ہو جائے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں والدین کی نافرمانی کرنے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا داخل نہیں ہوگا (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسے دستر خوان پر بیٹھنے سے منع کیا ہے جس پر شراب پی جاتی ہو (3)۔

امام بیہقی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جو آدمی اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو اس کی بیوی حمام میں داخل نہ ہو جو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ حمام میں تہہ بند کے بغیر داخل نہ ہو اور جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اس دستر خوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب گھمائی جاتی ہو۔

امام بخاری تاریخ میں سہل بن ابی صالح سے وہ محمد بن عبید اللہ رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے کہ وہ شراب پر ہمیشگی اختیار کرتا ہو تو وہ بت پرست کی طرح ہے۔

امام بخاری تاریخ میں اور بیہقی نے حضرت سہیل رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل مرفوع روایت نقل کرتے ہیں امام بخاری نے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح نہیں (4)۔

امام عبد الرزاق نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص اس حال میں مرا کہ وہ شراب کا عادی تھا تو وہ بت پرست کی طرح اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا (5)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے شراب پی جس سے اس کی عقل جاتی رہی تو وہ گناہ کبیرہ کے ایک دروازے پر آیا (6)۔

امام ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بدکاری کر لینا نشہ کی حالت میں ہونے سے مجھے زیادہ پسند ہے چوری کر لینا نشہ کی حالت میں ہونے سے اچھا ہے کیونکہ مدہوش پر ایک ایسا لمحہ بھی آتا ہے جس میں وہ اپنے رب کو بالکل ہی نہیں جانتا (7)۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں ریشم پہنا وہ آخرت میں اسے نہیں پہنے گا، جس نے دنیا میں شراب پی وہ آخرت میں نہیں

1۔ شعب الایمان، باب المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 11 (5591)، دار الکتب العلمیہ بیروت　2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 12 (5594)
3۔ ایضاً، (5595)　4۔ ایضاً (5597)
5۔ مصنف عبد الرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 239 (17070) بیروت
6۔ شعب الایمان کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 13 (5599)　7۔ ایضاً (5600)

پیئے گا اور جس نے چاندی اور سونے کے برتنوں میں پیا وہ اسے آخرت میں نہیں پیئے گا۔ پھر کہا اس سے مراد جنتیوں کا لباس، جنتیوں کی شراب اور جنتیوں کے برتن ہیں (1)۔

امام حاکم نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تین قسم کے افراد جنت میں داخل نہیں ہوں گے ہمیشہ شراب پینے والا، قطع رحمی کرنے والا، جادو کی تصدیق کرنیوالا۔ جو آدمی ہمیشہ شراب پیتے ہوئے مرگیا اللہ تعالیٰ اس نہر غوطہ سے سیراب کرے گا۔ عرض کی گئی نہر غوطہ کیا ہے؟ فرمایا یہ ایسی نہر ہے جو بدکار عورتوں کی شرم گاہوں سے نکلے گی ان کی شرم گاہوں کی بدبو جہنمیوں کو اذیت دے گی (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور کچھ لوگ حضور ﷺ کے وصال کے بعد بیٹھے، انہوں نے سب سے بڑے گناہ کبیرہ کا ذکر کیا۔ ان کے پاس اس کے بارے میں کوئی علم نہیں تھا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس بھیجا تاکہ میں ان سے سوال کروں تو انہوں نے مجھے بتایا کہ سب سے بڑا گناہ کبیرہ شراب پینا ہے۔ میں ان کے پاس آیا اور انہیں بتایا سب نے اس کا انکار کیا سب تیزی سے اٹھے اور اس کے گھر میں آئے تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے انہیں بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بنو اسرائیل کے ایک بادشاہ نے ایک آدمی کو پکڑا اور اسے اختیار دیا کہ وہ شراب پیے یا انسان کو قتل کردے، بدکاری کرے یا خنزیر کا گوشت کھائے یا وہ اسے قتل کردے گا۔ تو اس آدمی نے شراب پینا پسند کیا۔ جب اس نے شراب پی لی تو وہ کسی دوسرے عمل سے باز نہ رہ سکا جس کا انہوں نے اس سے ارادہ کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا جو آدمی بھی اسے پیتا ہے تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اور جو آدمی اس حالت میں مرتا ہے کہ اس کے مثانے میں شراب میں سے کوئی چیز ہوتی ہے تو اس پر جنت حرام کردی جاتی ہے۔ اگر وہ چالیس دنوں کے اندر مرجاتا ہے تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے (3)۔

امام حاکم نے حضرت ابومسلم خولانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس نے حج کیا اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ شام اور اس کی سردی کے بارے میں پوچھنے لگیں تو وہ انہیں خبر دینے لگا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس سے پوچھا تم شام کی سردی پر کیسے صبر کرتے ہو؟ اس نے عرض کی اے ام المومنین وہ ایک شراب پیتے ہیں جسے طلا کہتے ہیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تبلیغ فرمائی۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت کے لوگ شراب پئیں گے اور اس کا نام کسی اور نام پر رکھیں گے (4)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الاشربہ، جلد 4، صفحہ 157 (7216) دار الکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 163 (7234)
3۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 163 (7236)
4۔ ایضاً (7237)

عالمین کے لئے رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے گانے بجانے کے آلات، موسیقی کے آلات اور جاہلیت کے طریقہ کو ختم کرنے کے لئے مبعوث فرمایا ہے پھر فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی جس طرح اس نے شراب پی اسی طرح اللہ تعالیٰ اسے جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا۔ بعد میں اسے عذاب دیا جائے گا یا اسے بخش دیا جائے گا(1)۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں اور طبرانی نے حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے جہانوں کی ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا ہے اور مجھے اس لئے بھیجا ہے تاکہ میں گانے بجانے کے آلات، موسیقی کے آلات، دور جاہلیت کے معمولات اور بتوں کو ہٹادوں۔ میرے رب نے اپنی عزت کی قسم اٹھائی ہے کہ دنیا میں کوئی بھی شراب نہیں پیئے گا مگر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسی کی مثل جہنم کا کھولتا ہوا پانی پلائے گا بعد میں اسے بخش دیا جائے یا اسے عذاب دیا جائے دنیا میں کوئی بھی اسے نہیں چھوڑتا مگر میں اسے اپنی بارگاہ اقدس میں سیراب کروں گا یہاں تک کہ اس کا نفس قانع ہو جائے گا(2)۔

امام حاکم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا جب تو کسی نافرمانی پر قسم اٹھائے تو اسے چھوڑ دے دور جاہلیت کے کینوں کو اپنے قدموں کے نیچے پھینک دے شراب پینا چھوڑ دے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کے پینے والے کو پاک نہیں کرتا(3)۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الملاہی میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں بھی زمین دھنسنا، پتھروں کی بارش اور شکلوں کا بگڑنا ہوگا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کب ہوگا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب گانے بجانے کے آلات اور لونڈیاں عام ہو جائیں گے اور شراب حلال کی جائے گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں پتھروں کی بارش، شکلوں کا مسخ ہونا اور زمین میں دھنسنا ہوگا۔ عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کب ہوگا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب گانے بجانے کے آلات عام ہوں گے گانے والی لونڈیاں کثیر ہو جائیں گی اور شراب حلال سمجھی جانے لگے گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں پتھروں کی بارش، شکلوں کا مسخ ہونا اور زمین میں دھنسنے کا عذاب ہوگا۔ عرض کی گئی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کب ہوگا؟ فرمایا جب گانے بجانے کے آلات عام ہو جائیں گے گانے والی لونڈیاں کثرت سے ہوں گی اور شراب پی جائے گی۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میری امت میں زمین میں دھنسنا، شکلوں کا بگڑنا اور پتھروں کا برسنا بھی ہوگا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جبکہ وہ لا الٰہ الا اللہ بھی کہتے ہوں گے؟ فرمایا ہاں یہ اس وقت ہوگا جب لونڈیاں عام ہو جائیں گی، بدکاری پھیل جائے گی، شراب پی جائے گی اور

1۔ شعب الایمان، باب تحریم الملاعب والملاہی، جلد 5، صفحہ 243 (6529)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 211 (7852)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد 3۔ مستدرک حاکم، باب معرفۃ الصحابۃ، جلد 3، صفحہ 547 (6037) بیروت

ریشم پہنا جائے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ترمذی سے وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میری امت پندرہ کام کرے گی تو اس پر بلاء نازل ہوگی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ وہ کیا ہیں؟ فرمایا جب مال غنیمت چند ہاتھوں میں گھومے گا، امانت کا مال غنیمت سمجھ لیا جائے گا، زکوٰۃ کو چٹی خیال کیا جائے گا، مرد اپنی بیوی کی اطاعت کرے گا اور اپنی ماں کی نافرمانی کرے گا، اپنے دوست کے ساتھ نیکی کرے گا اور اپنے والد پر ظلم کرے گا، مساجد میں آوازیں بلند ہوں گی، قوم کا سردار ان کا کمینہ ترین فرد ہوگا اور ایک آدمی اس کے شر سے بچنے کے لئے اس کی عزت کرے گا، شرابیں پی جائیں گی، ریشم پہنا جائے گا، لونڈیاں اور گانے بجانے کے آلات اپنا لئے جائیں گے، اس امت کے بعد والے لوگ پہلے لوگوں پر لعنت کریں گے، اس موقع پر تین چیزوں کا انتظار کرو، سرخ ہوا، زمین میں دھنسنا اور شکلوں کا بگڑنا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت کی ایک جماعت کو بندروں اور ایک جماعت کو خنزیروں کی شکلوں میں مسخ کر دیا جائے گا، ایک جماعت کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، ایک جماعت پر پانچ ہوا بھیجی جائے گی کیونکہ انہوں نے شراب پی، ریشم کا لباس پہنا، لونڈیوں کو اپنایا اور دف بجائے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری اس امت میں زمین میں دھنسنا، پتھروں کی بارش اور شکلوں کا بگڑنا ہوگا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے شراب پی، لونڈیوں کو اپنایا اور گانے بجانے کے آلات استعمال کیے۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں اس امت کی ایک جماعت بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دی جائے گی۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی نہیں دیتے۔ فرمایا کیوں نہیں؟ وہ روزے رکھیں گے، نمازیں پڑھیں گے اور حج کریں گے۔ عرض کی اس کی وجہ کیا ہے؟ فرمایا انہوں نے گانے بجانے کے آلات موسیقی کے آلات اور لونڈیوں کو اپنا لیا اور شراب پینا اور ریشم پہننا حلال کر لیا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت غازی بن ربیعہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنہوں نے حدیث کو مرفوع ذکر کیا ہے ایک قوم بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کر دی جائے گی جبکہ وہ اپنے پلنگوں پر ہوں گے کیونکہ وہ شراب پیتے تھے اور بربط اور لونڈیوں سے کھیلتے تھے۔

امام ابن ابی الدنیا نے صالح بن خالد سے روایت کی ہے جنہوں نے اسے نبی کریم ﷺ تک مرفوع روایت کیا ہے کہ میری امت میں سے ضرور کچھ لوگ ریشم، شراب اور گانے بجانے کے آلات کو حلال کر لیں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شہروں پر ایک بڑا پہاڑ لائے گا یہاں تک کہ اس پہاڑ کو ان پر پھینک دے گا اور دوسروں کو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دے گا۔

امام ابن ابی الدنیا نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کچھ لوگ ضرور کھانے، پینے اور گانے بجانے پر رات گزاریں گے، وہ اپنے پلنگوں پر صبح کریں گے جبکہ انہیں بندروں اور خنزیروں کی صورت میں مسخ کیا جا چکا ہوگا۔

امام ابن عدی، حاکم اور بیہقی شعب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ دنیا ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ ان پر زمین میں دھنسنے، شکلوں کے بگڑنے اور پتھروں کی بارش کا عذاب ہوگا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا ہوگا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا جب عورتوں کو گھوڑوں پر سواری کرتے ہوئے دیکھو، گانے بجانے والے آلات زیادہ ہو جائیں، جھوٹی شہادتیں عام ہو جائیں، شراب پی جائے اور اور چھپانہ جائے اور نمازی مشرکوں کے سونے چاندی کے برتنوں میں پئیں، عورتیں عورتوں سے اور مرد مردوں سے لطف اندوز ہونے لگیں۔ جب تم یہ دیکھو تو ذلت کو طلب کرو، تیاری کرو اور آسمان سے پتھروں کی بارش سے بچو (1)۔

امام بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اور اسے ضعیف قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت پانچ عمل کرے گی تو ان پر تباہی ہوگی۔ جب ان میں باہم لعنت اور ریشم کا لباس پہننے کا سلسلہ شروع ہو جائے گا، وہ لونڈیاں اپنالیں گے، شراب پئیں گے، مرد مردوں پر اور عورتیں عورتوں پر اکتفا کر لیں گی (2)۔

امام احمد، ابن ابی الدنیا، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ اس امت میں سے ایک قوم کھانے، پینے اور لہو ولعب پر رات گزارے گی، وہ صبح کریں گے جبکہ انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا جائے گا۔ انہیں زمین میں دھنسنے اور پتھروں کی بارش کے عذاب کا سامنا ہوگا یہاں تک کہ لوگ صبح کریں گے تو وہ کہیں گے آج رات فلاں لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا گیا، آج کی رات فلاں کا گھر زمین میں دھنسا دیا گیا۔ ان پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہوگی جس طرح قوم لوط کے قبائل اور گھروں پر پتھروں کی بارش ہوئی ان پر ضرور بانجھ ہوا چلائی جائے گی جس نے قوم عاد کو ان کے قبائل اور ان کے گھروں میں ہلاک کر دیا جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے شراب پی، ریشم کا لباس پہنا، لونڈیوں کو اپنایا، سود کھایا اور قطع رحمی کی (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ابن ماجہ اور بیہقی حضرت ابو مالک اشعری سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ میری امت میں سے کچھ لوگ شراب پئیں گے اور اسے کوئی اور نام دیں گے، ان کے سروں پر گانے بجانے کے آلات اور گانا گانے والیاں گردش کناں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسا دے گا اور ان میں سے کچھ کو بندر اور خنزیر بنا دے گا (4)۔

1۔ شعب الایمان، باب تحریم الفروج، جلد 4، صفحہ 376 (5466) دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 4، صفحہ 377 (5467)

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الفتن والملاحم، جلد 4، صفحہ 560 (8572)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، جلد 4، صفحہ 409 (4020)، دار الکتب العلمیہ بیروت

امام بیہقی نے حضرت معاذ اور حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ امر رحمت اور نبوت کی صورت میں شروع ہوا پھر یہ رحمت اور خلافت ہوگی پھر خبیث بادشاہت ہوگی پھر یہ سرکشی جبر اور زمین میں فساد ہوگا۔ وہ ریشم، شراب اور شرم گاہوں کو حلال جانیں گے، اس پر انہیں رزق دیا جائے گا اور ان کی مدد کی جائے گی یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ملیں گے (1)۔

امام بیہقی نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے انگوروں کے چننے کے وقت انہیں روکے رکھا تا کہ اسے کسی یہودی، نصرانی یا جس کے بارے میں یہ معلوم ہو کہ وہ اس سے شراب بنائے گا اس کے ہاتھ بیچے تو وہ علی وجہ البصیرت جہنم کی طرف بڑھا (2)۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اس چیز کو بھی ناپسند کرتے تھے کہ جانوروں کو شراب پلائی جائے (3)۔

امام بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ آپ عورتوں کو اس امر سے منع کرتی تھیں کہ وہ شراب سے سر میں کنگھی کریں (4)۔

امام عبدالرزاق، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور ابن ماجہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو آدمی شراب پیئے اسے کوڑے مارو۔ فرمایا تین دفعہ ایسا کرو، اگر چوتھی دفعہ پیئے تو اسے قتل کردو (5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اسے یمن کی طرف بھیجا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کی میری قوم جوار سے شراب بناتی ہے جسے مزر کہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا وہ نشہ دیتی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ تو حضور ﷺ نے انہیں اس سے روک دیا۔ عرض کی میں نے انہیں اس سے روکا ہے مگر وہ رکتے نہیں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا جو تیسری بار بھی نہ رکے تو اسے قتل کردے (6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو، چوتھی دفعہ فرمایا جو شراب پیئے اسے قتل کردو (7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جب وہ لوگ شراب پیئیں تو انہیں کوڑے مارو۔ یہ بات انہوں نے تین بار کہی۔ جب چوتھی دفعہ پیئیں تو انہیں قتل کردو۔ معمر نے کہا میں نے اس کا ذکر ابن منکدر سے کیا تو اس نے کہا آپ ﷺ نے قتل کو ترک کردیا تھا۔ ابن نعیمان حضور ﷺ کی خدمت میں لایا گیا تو

1۔ شعب الایمان، باب فی المطاعم والمشارب، جلد 5، صفحہ 16 (5616) دارالکتب العلمیہ بیروت
2۔ ایضاً، جلد 5، صفحہ 17 (5618)
3۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 18، (5618)
4۔ ایضاً (5624)
5۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 247 (17087)
6۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 245 (17080)
7۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 245 (17079)

حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا پھر اسے لایا گیا تو حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اسے پھر لایا گیا تو حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اسے پھر لایا گیا تو چوتھی دفعہ یا اس سے زیادہ دفعہ بھی حضور ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا(1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب لوگ پئیں تو انہیں کوڑے مارو، وہ پھر پئیں تو انہیں کوڑے مارو، وہ پھر پئیں تو انہیں قتل کردو۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان سے قتل کا حکم اٹھالیا ہے۔ جب وہ شراب پئیں تو انہیں کوڑے مارو، وہ پھر پئیں تو انہیں کوڑے مارو۔ حضور ﷺ نے اس کا ذکر چار دفعہ کیا(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو شراب پیئے تو اس پر حد جاری کرو، وہ پھر پیئے تو اس پر حد جاری کرو، اگر وہ چوتھی دفعہ پیئے تو اسے قتل کردو۔ آپ ﷺ کی خدمت ابن نعیمان لایا گیا جس نے شراب پی تھی تو اسے جوتوں اور ہاتھوں سے مارا گیا۔ اسے پھر لایا گیا تو اس کے ساتھ پہلے والا سلوک کیا گیا، اسے چوتھی دفعہ لایا گیا تب بھی حضور ﷺ نے اس کے ساتھ یہی سلوک کیا اور قتل کا حکم ختم کردیا(3)۔

امام عبدالرزاق نے قبیصہ بن ذؤیب سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے شراب کے مسئلہ میں ایک آدمی کو چار دفعہ کوڑے مارے۔ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے ابومحجن ثقفی کو شراب پینے کے بارے میں آٹھ دفعہ مارا(4)۔

امام طبرانی نے حضرت ابورمد بلوی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان میں سے ایک آدمی نے شراب پی۔ لوگ اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اس نے دوبارہ شراب پی۔ حضور ﷺ نے اسے دوبارہ حکم ارشاد فرمایا میں یہ نہیں جانتا کہ تیسری یا چوتھی دفعہ کہا تو جلدی کی گئی اور اس کی گردن اڑادی گئی۔

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ والدین کی نافرمانی کرنے والا، احسان جتلانے والا اور ہمیشہ شراب پینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہم کتاب اللہ میں غور کرنے لگے، اس میں نافرمان کے بارے میں ہے فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَ تُقَطِّعُوْۤا اَرْحَامَكُمْ (محمد:22) اور احسان جتلانے والے کے بارے میں ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰى (البقرہ:264) اور شراب کے بارے میں ہے يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ (5)

امام ابن سعد، ابن ابی شیبہ، امام احمد او ابن مردویہ نے دیلمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم کھانا اور مشروب بناتے ہیں پھر اسے اپنے چچازاد بھائیوں کو کھلاتے ہیں تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا وہ نشہ دیتا ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا وہ حرام ہے۔ جب آپ

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 247، (17081) بیروت
2۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 246 (17083)
3۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 247 (17085)
4۔ ایضاً، (17086)
5۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 99 (11170)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الوداع ہونے کا وقت آیا تو میں نے آپ سے ذکر کیا۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے نبی وہ تو اس مشروب سے صبر نہ کرسکیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اس سے صبر نہ کرسکے تو اس کی گردن اڑا دو (1)۔

امام ابن سعد اور امام احمد نے حضرت شرحبیل بن اوس سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شراب پیئے اسے کوڑے مارو اگر وہ پھر پیئے تو اسے کوڑے مارو اگر وہ پھر پیئے تو اسے کوڑے مارو اگر وہ پھر پیئے تو اسے قتل کردو (2)۔

امام احمد اور امام طبرانی نے حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ یمن کے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نماز، سنتوں اور فرائض کے بارے میں بتایا پھر فرمایا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارا ایک مشروب ہے جسے ہم کھجور اور جو سے بناتے ہیں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا غبیراء۔ لوگوں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا اسے استعمال نہ کرو۔ لوگوں نے عرض کی وہ تو اسے نہ چھوڑیں گے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو اسے نہ چھوڑے اس کی گردن اڑا دو (3)۔

امام ابن مردویہ عمرو بن شعیب کی سند سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ شراب پیتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں نہ پئیں گے۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے شراب پی اللہ تعالیٰ چالیس روز تک ان کی نماز قبول نہیں فرماتا اگر وہ چالیس دنوں میں فوت ہوگیا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر رحمت نہیں فرمائے گا (4)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز شرابی اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا جبکہ وہ نشہ کی حالت میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو ہلاک ہو تو نے کیا پیا؟ وہ عرض کرے گا شراب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں نے اسے تجھ پر حرام نہیں کیا تھا؟ تو وہ عرض کرے گا کیوں نہیں۔ تو اسے جہنم میں ڈالنے کا حکم دے دیا جائے گا (5)۔

امام عبداللہ بن احمد نے زوائد المسند میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت نقل کی ہے کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میری امت کے لوگ برائی تکبر اور لہو ولعب میں رات گزاریں گے۔ وہ صبح بندوں اور خنزیروں کی صورت میں کریں گے کیونکہ انہوں نے محارم کو حلال جانا، لونڈیوں کو اپنایا، شراب پی، سود کھایا اور ریشم کا لباس پہنا۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ شراب کا گناہ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 66 (23742) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ　2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 234، دار صادر بیروت

3۔ معجم کبیر، جلد 23، صفحہ 242 (483) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

4۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 235 (17059) بیروت　5۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 237 (17061)

دوسرے گناہوں پر یوں غالب آجاتا ہے جس طرح اس (انگور) کا درخت دوسرے درختوں پر چڑھ جاتا ہے(1)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت مسروق بن اجدع رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب پینے والا بت پرست کی طرح ہے اور شراب پینے والا لات وعزی کی عبادت کرنے والے کی طرح ہے(2)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو آدمی شراب پیتا ہے جب تک اس کے مثانہ میں اس کا ایک قطرہ بھی موجود ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔ اگر وہ اس وجہ سے مر جائے تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ وہ اسے طینہ خبال سے پلائے اور طینہ خبال سے مراد جہنمیوں کی پیپ ہے(3)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے شراب میں سے مسکر پی جبکہ وہ ناپاک ہے تو اس کی چالیس دنوں کی نماز بھی ناپاک ہوگئی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے اس کو پھر پیا جبکہ وہ ناپاک ہے تو اس کی چالیس دنوں کی نماز ناپاک کر دی جائے گی۔ اگر اس نے توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر ایسا ہی کیا۔ تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ یہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے طینہ خبال سے پلائے(4)۔

امام عبدالرزاق نے ابان سے مرفوع حدیث روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: بے شک تمام خباثت کو ایک گھر میں رکھ کر بند کر دیا گیا اور اس گھر کی چابی شراب کو بنایا گیا ہے پس جس نے شراب پی تو وہ خباثت میں واقع ہوگا(5)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عبید بن عمیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ شراب ہر برائی کی چابی ہے(6)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت شراب پی وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ شام کرے اسی طرح اگر اس نے شام کے وقت شراب پی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والے کی طرح ہے یہاں تک کہ وہ صبح کرے۔ جس نے اس وقت تک اسے پیا یہاں تک کہ اسے نشہ ہوگیا تو اللہ تعالیٰ چالیس دنوں تک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا۔ جو آدمی اس حال میں مرا کہ اس کی رگوں میں شراب میں سے کوئی چیز ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرا(7)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنی عز وقدرت کی قسم اٹھائی ہے کہ کوئی مسلمان شراب نہیں پیئے گا مگر میں اسے کھولتا ہوا پانی پلاؤں گا۔ اس کی وجہ سے جو وہ شراب کو خوب پیتا رہا ہے۔ بعد میں اسے عذاب دیا جائے یا اسے بخش دیا جائے اور جو آدمی شراب چھوڑ دے جبکہ وہ شراب پینے پر قادر تھا۔ چھوڑنے کی وجہ محض میری رضامندی تھی تو وہ اسے پلاؤں گا یہاں تک اسے اپنی بارگاہ اقدس میں سیراب کروں گا(8)۔

امام عبدالرزاق نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز شرابی سیاہ

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الاشربہ، جلد 9، صفحہ 237 (17063) بیروت 2۔ ایضاً (17064) 3۔ ایضاً (17065)

4۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 238 (17066) 5۔ ایضاً (17068) 6۔ ایضاً (17069)

7۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 239 (17071) 8۔ ایضاً، جلد 9، صفحہ 239 (17072)

چہرے کے ساتھ، نیلی آنکھوں کے ساتھ اور ایک جانب لٹکاتے آئے گا یا فرمایا اس کی باچھ اس کی زبان کو لٹکائے ہوئے ہوگی، اس کا لعاب اس کے سینے پر لٹک رہا ہوگا اور جو بھی اسے دیکھے گا اسے ناپسند کرے گا (1)۔

امام احمد نے حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جس نے شراب پی تو وہ قیامت کے روز پیاسا آئے گا، خبردار ہر نشہ دینے والی چیز شراب ہے غبیراء سے بچو (2)۔

امام احمد نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے شراب پی اللہ تعالیٰ چالیس روز تک اس کی نمازیں قبول نہیں فرمائے گا، اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمالے گا، اگر وہ دوبارہ پیئے تو اس کا حکم پہلے جیسا ہوگا، میں نہیں جانتا کہ تیسری دفعہ یا چوتھی دفعہ فرمایا، اگر وہ پھر اسی طرح کرے تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہے کہ وہ اسے طینہ خبال سے پلائے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طینہ خبال کیا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جہنمیوں کا پسینہ۔

امام ابن ابی سعد اور ابن ابی شیبہ نے حضرت خلدہ بنت طلق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں اپنے باپ نے بتایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے تو صحراء کے لوگ آئے۔ تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا اس شراب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو ہم اپنے پھلوں سے بناتے ہیں؟ حضور ﷺ نے پوچھا تو مجھ سے نشہ دینے والی چیز کے بارے میں پوچھتا ہے اسے نہ پی اور نہ ہی کسی بھائی کو پلا، قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت مین میری جان ہے جس آدمی نے نشہ کی لذت کے لئے اسے پیا ہوگا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے شراب نہیں پلائے گا (3)۔

امام احمد نے حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے شراب پی چالیس روز تک اللہ تعالیٰ اس سے راضی نہیں ہوگا، اگر وہ فوت ہوا تو کافر کی حیثیت سے فوت ہوگا، اگر توبہ کی تو اللہ تعالیٰ اس پر نظر رحمت فرمائے گا۔ اگر اس نے پھر اسے پیا تو اللہ تعالیٰ کا حق ہے کہ اسے طینہ خبال سے پلائے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ طینہ خبال کیا ہے؟ فرمایا جہنمیوں کی پیپ۔

امام احمد نے زہد میں حضرت ابودرداء سے روایت نقل کی ہے کہ شک کفر میں سے ہے، نوحہ جاہلیت کا عمل ہے، شعر ابلیس کے کاموں میں سے ہے۔ مال غنیمت میں خیانت جہنم کا انگارہ ہے، شراب ہر گناہ کا جامع ہے، جوانی جنون کا حصہ ہے، عورتیں شیطان کے ڈورے ہیں، تکبر سب سے بڑی برائی ہے، سب سے برا کھانا یتیم کا مال ہے، سب سے بری کمائی سود ہے، سعادت مند وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بھی بدبخت ہے (4)۔

امام بیہقی نے شعب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جبرئیل امین لگاتار مجھے بتوں کی عبادت، شراب نوشی اور لوگوں کے باہم گالم گلوچ سے منع کرتے رہے (5)۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الشربہ، جلد 9، صفحہ 240 (17074)، بیروت 2۔ مسند امام احمد، جلد 3، صفحہ 422، دار صادر بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الاشربہ، جلد 5، صفحہ 66 (2743) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ کتاب الزہد، صفحہ 175، دار الکتب العلمیہ بیروت 5۔ شعب الایمان، باب حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 342 (8439)

امام بیہقی نے حضرت ام سلمہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے رب نے سب سے پہلے جس چیز سے منع کیا اور بعد میں مجھ سے وعدہ لیا وہ بتوں کی عبادت، شراب نوشی اور لوگوں کا گالم گلوچ کرنا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (1)۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٩٤﴾

''اے ایمان والو! ضرور آزمائے گا تمہیں اللہ تعالیٰ کسی چیز کے ساتھ شکار سے پہنچ سکتے ہیں جس تک تمہارے ہاتھ اور تمہارے نیزے تاکہ پہچان کرا دے اللہ تعالیٰ اس کی جو ڈرتا ہے اس سے بن دیکھے۔ پس جو شخص حد سے بڑھے گا اس (تنبیہ) کے بعد تو اس کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہاں صید سے مراد کمزور اور چھوٹا شکار ہے۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کو ان کے ساتھ ان کے احرام میں آزمائے گا یہاں تک کہ اگر وہ چاہتے تو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے محرموں کو ان کے قریب جانے سے منع کر دیا۔ تم میں سے جس نے بھی اسے جان بوجھ کر، بھول کر یا خطاء سے قتل کیا اللہ تعالیٰ اس پر حکم لگا دے گا۔ اگر اس نے جان بوجھ کر پھر یہی عمل کیا تو اسے جلدی سزا دی جائے گی مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے (2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ تیر اور نیزے سے بڑے شکار اور ہاتھوں سے چھوٹے شکار پکڑ لیں گے۔ اس سے مراد بچے اور انڈے پکڑنا بھی ہو سکتا ہے ایک میں یہ الفاظ ہیں کہ اَيْدِيكُمْ سے مراد ہے کہ تم ان کے انڈے اور بچے ہاتھوں سے پکڑ لو گے اور رِمَاحُكُمْ سے مراد کہ تم تیر مارو یا نیزہ مارو (3)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت کا معنی ہے کہ جس شکار کو تم تیر نہ مار سکو (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حدیبیہ کے عمرہ میں نازل ہوئی۔ وحشی جانور، پرندے اور شکار ان کے پڑاؤ میں آ جاتے۔ اس سے قبل انہوں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو حالت احرام میں انہیں قتل کرنے سے منع کر دیا۔

امام ابن ابی حاتم حضرت قیس بن سعد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرمان فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اس کی پشت اور پیٹ پر کوڑے مارے جائیں گے اور

1۔ شعب الایمان، باب حسن الخلق، جلد 6، صفحہ 342 (8440) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 50-49، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 48 4۔ ایضاً

اس کے کپڑے اتار لئے جائیں گے۔

امام ابوالشیخ، کلبی کی سند سے وہ حضرت ابوصالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب محرم شکار پکڑتا یا اسے قتل کرتا تو اسے سو کوڑے مارے جاتے۔ اس کے بعد اس کے بارے میں حکم نازل ہوگیا۔

امام ابوالشیخ، ابوصالح کی سند سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی جان بوجھ کر دوبارہ شکار کو قتل کرتا تو اس کی پشت اور پیٹ کو کوڑے سے بھر دیا جاتا۔ طائف میں وادی والے اہل وج کے ساتھ یہی سلوک کرتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ دور جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ جب کوئی آدمی قضائے حاجت کرتا یا شکار مار ڈالتا تو اسے سخت مارا جاتا اور اس کے کپڑے چھین لئے جاتے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے اس آیت کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ کی قسم یہ عذاب الیم واجب ہے ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ ﴿۹۵﴾

"اے ایمان والو! نہ مارو شکار کو جبکہ تم احرام باندھے ہوئے ہو اور جو قتل کرے شکار کو تم میں سے جان بوجھ کر تو اس کی جزا یہ ہے کہ اسی قسم کا جانور دے جو اس نے قتل کیا ہے فیصلہ کریں اس کا دو معتبر آدمی تم میں سے درآں حالیکہ یہ قربانی کعبہ میں پہنچنے والی ہو یا کفارہ ادا کرے وہ یہ کہ چند مسکینوں کو کھانا دے یا اس کے برابر روزے رکھے تاکہ چکھے سزا اپنے کام کی۔ معاف فرما دیا اللہ تعالیٰ نے جو گزر چکا اور جو (اب) پھر گیا تو انتقام لے گا اللہ تعالیٰ اس سے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے بدلہ لینے والا ہے"۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی سند سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اللہ نے اس آیت میں محرم کو قتل کرنے اور اس کے کھانے سے منع کیا ہے۔

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے یہاں اس کا شکار کرنا اور اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔

امام ابن منذر، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اگر

اس نے شکار کو جان بوجھ کر، بھول کر یا خطا سے قتل کیا تو اس پر حکم لگایا جائے گا، اگر اس نے جان بوجھ کر پھر ایسا کیا تو اس کو سزا دینے میں جلدی کی جائے گی مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرمادے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ کی تفسیر یہ ہے کہ جب محرم کوئی شکار قتل کرے تو اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا، اگر اس نے ہرن یا اس جیسی چیز قتل کی ہوگی تو اس پر بکری لازم ہوگی جو مکہ مکرمہ میں ذبح کی جائے گی، اگر وہ بکری نہ پائے تو وہ چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر یہ بھی نہ پائے تو تین دن روزے رکھے، اگر وہ اونٹ یا اس جیسی چیز قتل کرے تو اس پر گائے لازم ہوگی، اگر وہ نہ پائے تو وہ بیس مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر وہ یہ بھی نہ پائے تو بیس روزے رکھے، اگر وہ شتر مرغ، جنگلی گدھا یا اس جیسی چیز قتل کرے تو اس پر ایک اونٹ لازم ہوگا، اگر وہ نہ پائے تو تیس مسکینوں کو کھانا کھلائے، اگر وہ ایسا نہ کرے تو تیس روزے رکھے کھانا ایک ایک مد ہوگا جو انہیں سیر کردے گا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خط لکھا کہ خطاء اور عمد اس پر حکم لگایا جائے گا (2)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عمد، خطاء اور بھول کی صورت میں اس پر حکم لگایا جائے گا (3)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ قتل تو جان بوجھ کر کیا مگر احرام یاد نہیں تھا۔ یہ وہ شخص ہے جس پر یہ حکم لگایا اور اگر اسے احرام یاد تھا جبکہ قتل بھی ارادہ سے کیا تو اس پر یہ فیصلہ نہیں کیا جائے گا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں جو شکار کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے جبکہ اسے احرام یاد تھا اور قتل بھی ارادہ سے کیا تو اس کا کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے فرمایا اس پر حکم نہیں لگایا جائے گا اور اس کا حج بھی نہ ہوگا (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہاں عمد سے مراد وہ قتل ہے جو خطاء سے ہو اس کا کفارہ ذکر کیا گیا ہے وہ یہ ہے وہ شکار مار ڈالتا ہے جبکہ وہ کسی اور چیز کا قصد کرتا اور اسے مار ڈالتا ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد ہے کہ جو شکار کا ارادہ کرتا ہو مگر احرام بھول گیا ہو جس نے اس کے بعد جان بوجھ کر شکار کو قتل کیا جبکہ اسے احرام یاد تھا تو اس پر حکم نہیں لگایا جائے گا (7)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اسے احرام یاد نہ ہو اور وہ شکار کو جان بوجھ کر قتل کردے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 55، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 396 (15291)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 52
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 50
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 51
7۔ ایضاً

امام ابوالشیخ نے حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے شکار کو جان بوجھ کر قتل کیا جبکہ اسے احرام یاد نہیں تھا تو اس پر جزاء لازم ہوگی جس نے جان بوجھ کر شکار کو قتل کیا جبکہ وہ احرام کو بھولنے والا نہیں تھا تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد ہے چاہے تو عذاب دے چاہے تو اسے بخش دے۔

امام شافعی، عبد بن حمید، ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے شکار کو قتل کیا جبکہ اسے احرام یاد تھا وہ کسی اور چیز کا قصد بھی نہیں کرتا تھا تو اس کا احرام ختم ہو گیا۔ اس کے لئے کوئی رخصت بھی نہیں جس نے احرام کو بھول کر قتل کیا یا کسی اور چیز کا قصد کیا تھا تو اس نے غلطی کی تو یہ وہ عمد ہے جس کا کفارہ ذکر کیا گیا ہے (1)۔

امام شافعی، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا ارشاد ہے وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا جبکہ جو آدمی خطاء قتل کرتا ہے تو اس پر بھی چٹی ہوتی ہے جبکہ اس آیت میں تو اس پر چٹی لازم کی گئی ہے جو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے۔ فرمایا ہاں اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم ہوتی ہے۔ یہی طریقہ چلا آرہا ہے اور اس لئے بھی تاکہ لوگ اس میں نہ پڑ جائیں۔

امام شافعی اور ابن منذر نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے تمام لوگوں کو دیکھا کہ وہ خطا سے قتل کرنے کی صورت میں بھی تاوان لازم کرتے ہیں۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کفارہ اس صورت میں ہے جب کوئی محرم جان بوجھ کر شکار کرے لیکن قتل خطا میں بھی ان پر سختی کی گئی تاکہ وہ اس سے بچیں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قرآن میں حکم تو جان بوجھ کر قتل کرنے میں تھا جبکہ سنت خطاء میں چلی آرہی ہے یعنی محرم جب شکار قتل کرتا ہے (3)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت زہری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جان بوجھ کر شکار مارے یا خطاء سے اس پر چٹی ہوگی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب محرم شکار پکڑے تو اس پر کوئی چٹی نہیں (5)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ محرم جب شکار خطا سے مارے تو اس پر کوئی چیز لازم نہ ہوگی اور اگر جان بوجھ کر مارے تو اس پر جزاء ہوگی۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جس نے غلطی سے شکار کیا اس پر حکم نہیں لگایا جائے گا۔ یہ حکم اس پر لگایا جائے گا جس نے جان بوجھ کر شکار مارا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 51، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 52 3۔ ایضاً

4۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الحج، جلد 4، صفحہ 391 (8178) بیروت 5۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 396 (15295)

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَمَنۡ قَتَلَهٗ مِنۡكُمۡ مُّتَعَمِّدًا (1)

شکار کی جزا

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جب محرم شکار مار ڈالے تو جانور (ذبح کرنے) کی جزاء اس پر لازم کی جائے گی۔ اگر جزاء پائی جائے تو وہ اس جانور کو ذبح کرے اور اس کا گوشت صدقہ کردے۔ اگر وہ شکار کی جزاء نہ پائے تو جزاء کی دراھم کی صورت میں قیمت لگائی جائے گی پھر درہموں کے ساتھ گندم کی قیمت لگائی جائے گی پھر وہ ہر نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھ لے گا۔ آیت میں طعام سے مراد روزے ہیں کیونکہ جب اس نے کھانا پایا تو اس نے اس کی جزاء پائی (2)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے جو شکار کرتا ہے جبکہ وہ محرم ہوتا ہے تو وہ فرماتے ہیں اس پر جزاء کا حکم لگایا جائے گا، اگر وہ نہ پائے تو اس پر اس کی قیمت کا فیصلہ کیا جائے گا کھانے کے ساتھ اس کی قیمت لگائی جائے پھر اس کھانے کو صدقہ کردیا جائے گا، اگر وہ نہ پائے تو اس پر روزوں کا حکم لگا دیا جائے گا۔

امام ابن منذر نے حضرت عطاء خراسانی سے روایت نقل کی ہے کہ یہاں مثل سے مراد ایسی چیز ہے جو اس کے مشابہ ہو۔

امام ابن منذر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مثل کا معنی ند نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مروان بن حکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ وہ وادی ازرق میں تھے۔ کہا مجھے بتائیے جب ہم ایسا شکار کرتے ہیں جس کا مدمقابل نہیں پاتے تو کیا حکم ہوگا؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس کی قیمت مکہ مکرمہ کی طرف بھیج دی جائے گی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے اوپر شکار کی مثل جانور لازم ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر محرم نے شتر مرغ یا گدھا مار ڈالا تو اس پر بدنہ لازم ہوگا۔ اگر اس نے گائے، بارہ سنگا یا اور پہاڑی بکرا مار ڈالا تو اس پر گائے لازم ہوگا۔ اگر ہرن یا خرگوش مار ڈالا تو اس پر بکری لازم ہوگی۔ اگر اس نے گوہ، گرگٹ یا چوہا مارا تو اس پر بکری کا ایسا بچہ لازم ہوگا جو گھاس کھاتا ہو اور دودھ پیتا ہو (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ چھوٹے شکار میں چٹی لازم ہوگی جس طرح بڑے شکار میں تو انہوں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ ارشاد نہیں فرماتا فَجَزَآءٌ مِّثۡلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ (5)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ وہ شکار ہے جس کی ایسی مثل ہو جو اس کے مشابہ ہو تو یہی اس کی جزاء اور قضاء ہوگی۔

1۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب المناسک، جلد 4، صفحہ 392 (8181)، بیروت 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 54، بیروت

3۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 309 (14489)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 54، داراحیاء التراث العربی بیروت 5۔ ایضاً

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو خشکی کا شکار ہو جس کے سینگ نہیں ہوتے جیسے گدھا اور شتر مرغ تو اس کی جزاء اونٹ ہے اور خشکی کے وہ شکار جو سینگوں والے ہوں تو اس کی جزاء گائے ہوگی اور ہرن وغیرہ میں بکری لازم ہوگی خرگوش میں بھیڑ کا ثنیہ اور چوہے میں مینہ، کبوتر اور اس جیسے پرندوں میں بکری لازم ہوگی مکڑی وغیرہ میں کھانے کی ایک مٹھی لازم ہوگی۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے عطاء سے کہا مجھے بتاؤ اگر میں شکار قتل کر دوں جو کانا، لنگڑا ہو یا اس کے پر کٹے ہوئے ہیں کیا میں اس جیسی چیز کی چٹی بھروں گا؟ فرمایا ہاں اگر تو چاہے۔ عطاء نے کہا اگر تو وحشی گائے کا بچہ مار ڈالے تو اس میں پالتو گائے کا ایسا ہی بچہ لازم ہوگا۔ یہ سب اسی طرح ہیں (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ضحاک بن مزاحم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے خشکی کا وہ شکار جس کے سینگ نہیں ہوتے جیسے گدھا اور شتر مرغ تو اس پر اسی کی مثل اونٹ لازم ہوگا اور جو خشکی کا شکار ہو جس کے سینگ ہوتے ہیں جیسے پہاڑی بکرا یا بارہ سنگھا ہو تو اس کی جزاء گائے ہوگی، ہرن شکار کیا تو اس کی جزاء اس کی مثل بکری ہوگی، خرگوش میں چھ ماہ کا بھیڑ کا بچہ ہے اور اس جیسے جانور چھوٹا مینہ، مکڑی وغیرہ میں کھانے کی صرف ایک مٹھ لازم ہوگی۔ جو خشکی کے پرندے ہیں اس میں قیمت لگائی جائے گی پھر اسے صدقہ کر دیا جائے گا، اگر چاہے تو ہر نصف صاع میں ایک روزہ رکھ لے، اگر اس نے خشکی کے پرندے کا بچہ یا انڈا لے لیا تو اس کی قیمت کا کھانا یا اسی کی مثل روزے لازم ہوں گے (2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور حاکم نے حضرت جابر سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بجو شکار ہے۔ جب محرم اسے شکار کرے تو اس میں ایک سال کا مینڈھا لازم ہوگا اور پھر اسے کھایا جائے گا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابن عباس اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے کہا شتر مرغ میں اونٹ ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خرگوش میں جفرہ (وسطی چیز) کا فیصلہ کیا (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے طاؤس، عطاء اور مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سب نے کہا گدھے میں گائے لازم ہوگی (6)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب کوئی محرم وحشی گائے کا شکار کرے تو اس میں اونٹ لازم ہوگا (7)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے کبوتری اور اس کے انڈوں پر دروازہ بند کر

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 56، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الحج، جلد 1، صفحہ 623 (1163)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 302 (14420)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 301 (14416)

6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 303 (14428) 7۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 302 (14425)

دیا پھر وہ عرفات منی کی طرف چلے گئے۔ وہ واپس لوٹے تو کبوتری مر چکی تھی وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور سب ماجرا سنایا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس پر تین بکریاں صدقہ کرنے کا حکم دیا اور ایک اور آدمی کو ساتھ ہی حکم بنایا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حرم کے شکار میں ایک بکری لازم ہوگی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سب سے پہلے جس نے کبوتر کے بارے میں بکری لازم کی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہیں (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ مکڑی میں کھانے کی ایک مٹھ لازم ہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک کھجور مکڑی سے بہتر ہے (5)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت قاسم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایسے محرم کے بارے میں پوچھا گیا جو مکڑی کو شکار کرتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ایک کھجور ایک مکڑی سے بہتر ہے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ محرم جیسی چیز کو مارے گا تو اس بارے میں اس کی قیمت کا فیصلہ کیا جائے گا (7)۔

امام ابو الشیخ ابو الزناد سے وہ اعرج سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ شتر مرغ کے انڈے میں ایک روزہ یا مسکین کو کھانا کھلانا لازم کرتا ہے۔

امام شافعی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ حضرت معاویہ بن قرہ سے اور امام احمد سے وہ ایک انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی کے اونٹ نے شتر مرغ کے گھونسلے کو روند ڈالا اور اس کے انڈے توڑ دیئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھ پر انڈے کے عوض ایک ایک روزہ یا ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عبداللہ بن ذکوان سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ایک ایسے محرم کے بارے میں پوچھا گیا جو شتر مرغ کے انڈے اٹھا لیتا ہے۔ تو فرمایا ہر انڈے میں ایک دن کا روزہ یا ایک مسکین کا کھانا ہوگا (8)۔

ابن ابی شیبہ ابو الزناد سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ نبی کریم ﷺ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں (9)۔

امام ابو الشیخ اور حضرت ابن مردویہ ابو محزم رحمہ اللہ کے واسطہ سے نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ شتر مرغ کے

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 177 (13212)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 178 (13218)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 178 (13222)
4۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 425 (15627)
5۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 425 (15625)
6۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 426 (15630)
7۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت
8۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 389 (15210)
9۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 389 (15211)

انڈوں میں اس کی قیمت لازم ہوگی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شتر مرغ کے انڈوں میں سے اس کی قیمت ہوگی (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ شتر مرغ کے انڈوں میں اس کی قیمت لازم ہوگی (2)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ہر دو انڈوں میں ایک درہم اور ایک انڈے میں نصف درہم ہوگا (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت قبیصہ بن جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم نے حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں حج کیا تو ہم نے ایک ہرن دیکھا، ہم سے ایک نے دوسرے ساتھی سے کہا دیکھ کیا میں اس تک رسائی حاصل کر سکتا ہوں؟ ایک پتھر پھینکا جو سیدھا اس کی کنپٹی پر جا لگا اور اسے قتل کر دیا، ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب کے پاس آئے، ہم نے ان سے اس بارے میں پوچھا۔ آپ کے پہلو میں ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تھے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے۔ ان سے گفتگو کی پھر ہمارے ساتھی کی طرف متوجہ ہوئے۔ پوچھا کیا تو نے جان بوجھ کر قتل کیا ہے یا غلطی سے؟ اس آدمی نے کہا میں تو پتھر تو ارادہ سے پھینکا تھا مگر مارنے کا ارادہ نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا خیال ہے تو نے عمد اور خطاء کو ملا دیا ہے۔ جاؤ بکرا لو اسے ذبح کرو، اس کا گوشت صدقہ کرو اور اس کا چمڑا کسی مسکین کو دو جس سے وہ مشکیزہ بنالے۔ ہم آپ کے پاس سے اٹھے۔ میں نے اپنی ساتھی سے کہا اے آدمی شعائر اللہ کی تعظیم کرو، اللہ کی قسم امیر المومنین تجھے جو فتویٰ دیا ہے وہ خود نہیں جانتے تھے یہاں تک آپ نے اپنے ساتھی سے مشورہ کیا۔ اپنی اونٹنی لو اور اس ذبح کرو۔ شاید شعائر اللہ کی تعظیم کا یہی اندازہ ہے۔ قبیصہ نے کہا مجھے سورۂ مائدہ کی آیت یَحۡکُمُ بِہٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡکُمۡ (المائدہ: 95) یاد نہیں تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میری خبر پہنچی۔ آپ ہماری طرف جلدی سے آئے، ان کے ہاتھ میں درہ تھا اور میرے ساتھی کو مارنے لگے۔ آپ کہہ رہے تھے کیا تو حرم میں شکار کو قتل کرتا ہے اور فتویٰ کا مذاق اڑاتا ہے؟ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھے مارنے لگے۔ میں نے کہا اے امیر المومنین میں اس چیز کو آپ کے لئے حلال نہیں کرتا جو اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے قبیصہ میں تجھے کم عمر نوجوان، فصیح اللسان اور کھلے سینے والا دیکھتا ہوں۔ بعض اوقات ایک آدمی میں نو اچھے اخلاق ہوتے ہیں اور ایک برا خلق ہوتا ہے، اس کا برا خلق اچھے خلق پر غالب آجاتا ہے تجھے نوجوانوں کی لغزشوں سے باز رہنا چاہیے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک بدو حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی میں نے ایک شکار کو قتل کیا جبکہ میں محرم تھا۔ اب مجھے بتائیے کہ میرے اوپر کیا جزاء

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 389 (15212) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ
2۔ ایضاً جلد 3، صفحہ 390 (15208)
3۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 389 (15215)
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 59، بیروت

ہے؟ حضرت ابوبکر نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہما سے کہا جبکہ وہ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ بدو نے کہا میں تیرے پاس آیا اور تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہے، میں تجھ سے پوچھتا ہوں جبکہ تو کسی اور سے پوچھتا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تجھے کیا چیز متعجب کرتی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے یَحۡكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ میں نے اپنے ساتھی سے اس لئے مشورہ کیا ہے یہاں تک کہ ہم ایک امر پر متفق ہو جائیں جس کا تجھے حکم دیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت بکر بن عبداللہ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو بدوؤں نے احرام باندھا ہوا تھا، ایک نے ہرن کو ہنکایا اور دوسرے نے قتل کر دیا۔ دونوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ کے پاس حضرت عبدالرحمٰن بن عوف بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبد الرحمٰن نے کہا بکری حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری بھی یہی رائے ہے۔ دونوں جاؤ اور ایک بکری ذبح کرو۔ جب دونوں چلے گئے تو ایک نے دوسرے سے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم نہ تھا جو انہوں نے کہا یہاں تک کہ اپنے ساتھی سے پوچھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی بات سن لی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں واپس بلایا، جس نے وہ بات کہی تھی درہ مارنے کے لئے اس کی طرف بڑھے، فرمایا حالت احرام میں شکار کو قتل کرتے ہو اور فتویٰ کا مذاق اڑاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے دو عادل آدمی فیصلہ کریں۔ پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اکیلے عمر کے فیصلہ کرنے پر راضی نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے میں نے اپنے ساتھی سے مدد لی (1)۔

امام شافعی، عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اربد نے گوہ کو روند ڈالا اور اسے مار ڈالا جبکہ وہ محرم تھے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فیصلہ کے لئے آیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ساتھ مل کر فیصلہ کرو۔ دونوں نے میمنہ کا فیصلہ کیا جو پانی اور گھاس کھاتا تھا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی یَحۡكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدۡلٍ مِّنۡكُمۡ (2)

امام ابن جریر نے حضرت ابومجلز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ایک ایسے آدمی کے بارے میں سوال کیا جس نے حالت احرام میں ایک شکار کو قتل کیا تھا جبکہ آپ کے پاس حضرت عبداللہ بن صفوان بھی موجود تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا یا تم فیصلہ کرو میں اس کی تصدیق کر دوں یا میں فیصلہ کرتا ہوں تم اس کی تصدیق کر دینا ابن صفوان نے کہا آپ کہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ کیا جس کی تصدیق حضرت عبد اللہ بن صفوان نے کی (3)۔

امام ابن سعد، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابوحریز بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک ہرن شکار کیا جبکہ میں حالت احرام میں تھا۔ میں نے اس کا ذکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اپنے دو بھائیوں کے پاس جاؤ جو تمہارے بارے میں فیصلہ کریں۔ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 59 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 60

پاس گیا۔ انہوں نے میرے بارے میں سفید بکرا ذبح کرنے کا فیصلہ کیا (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت عمرو بن حبشی رحمہما اللہ نے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایک آدمی سے سنا جس نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے اس آدمی کے بارے میں سوال کیا تھا جس نے خرگوش کا بچہ مار ڈالا تھا۔ تو آپ نے فرمایا میری رائے میں اس میں بکری کا بچہ لازم ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کیا یہ اسی طرح ہے؟ میں نے عرض کی آپ مجھ سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے دو عادل آدمی فیصلہ کریں (2)۔

امام ابو الشیخ نے حضرت ابن ابی ملیکہ رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قاسم بن مجید سے اس محرم کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے حرم کی حدود میں بکری کا بچہ مار ڈالا تھا۔ آپ نے مجھے کہا اس بارے میں فیصلہ کیجئے۔ میں نے عرض کی میں فیصلہ کروں جبکہ آپ یہاں موجود ہیں۔ تو انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دو عادل آدمی فیصلہ کریں۔

امام ابو الشیخ نے حضرت عکرمہ بن خالد رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے دو ثالثوں کے بغیر فیصلہ درست نہیں۔ دونوں ثالث آپس میں اختلاف نہ کریں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابو جعفر بن محمد بن علی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ہدی کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس جانور سے ہوتی ہے؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آٹھ جوڑوں سے۔ گویا آدمی کو شک گزرا تو حضرت علی نے فرمایا کیا تو قرآن حکیم کی تلاوت کرتا ہے؟ گویا آدمی نے کہا میں پڑھتا ہوں۔ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ ؕ۬ اُحِلَّتْ لَكُمْ بَهِیْمَةُ الْاَنْعَامِ اِلَّا مَا یُتْلٰى عَلَیْكُمْ غَیْرَ مُحِلِّی الصَّیْدِ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَحْكُمُ مَا یُرِیْدُ (المائدہ: 1) اس نے کہا میں نے یہ ارشاد سنا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا کیا تو نے یہ بھی ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے لِّیَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ ؕ فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗۤ اَسْلِمُوْا ؕ وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ (الحج: 34) اور وَ مِنَ الْاَنْعَامِ حَمُوْلَةً وَّ فَرْشًا ؕ كُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ وَ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ (الانعام: 142) پس بھیمہ سے کھاؤ۔ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے مِنَ الضَّاْنِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْمَعْزِ اثْنَیْنِ ؕ قُلْ ءٰٓالذَّكَرَیْنِ حَرَّمَ اَمِ الْاُنْثَیَیْنِ اَمَّا اشْتَمَلَتْ عَلَیْهِ اَرْحَامُ الْاُنْثَیَیْنِ ؕ نَبِّئُوْنِیْ بِعِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۙ﴿۱۴۳﴾ وَ مِنَ الْاِبِلِ اثْنَیْنِ وَ مِنَ الْبَقَرِ اثْنَیْنِ (الانعام: 143) اس نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کیا تو نے یہ ارشاد سنا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَ مَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ یَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ هَدْیًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِیَامًا لِّیَذُوْقَ وَبَالَ اَمْرِهٖ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ ؕ وَ مَنْ عَادَ فَیَنْتَقِمُ اللّٰهُ مِنْهُ ؕ وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ ذُو انْتِقَامٍ (المائدہ: 95) اس آدمی نے کہا جی ہاں۔ فرمایا اگر میں ہرن قتل کروں تو مجھ پر کیا لازم ہوگا؟ اس نے کہا بکری۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا ایسی ہدی جو کعبہ تک پہنچنے والی ہو۔ اس نے کہا جی ہاں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بٰلِغَ الْكَعْبَةِ فرمایا ہے جیسے تو نے سنا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 60، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 61

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے ہدی سے مراد وہ جانور ہیں جو جوف (پیٹ) والے ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مقاتل بن حیان سے هَدْيًا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ اس کا محل مکہ مکرمہ ہے۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہدی، نسک اور طعام مکہ مکرمہ میں ہوں گے روزہ جہاں چاہے رکھ لے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حکم سے روایت نقل کی ہے کہ شکار کی قیمت وہاں لگائی جائے گی جہاں اس نے شکار کیا ہوگا۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اس کی تفسیر یہ ہے کہ خرگوش سے چھوٹی چیز کو قتل کرنے میں کفارہ کھانا کھلانا ہے (2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے بھول کر شکار قتل کیا یا کسی اور چیز کا ارادہ کیا تھا تو غلطی سے شکار کو جالگا تو یہ وہ عمد ہے جس کا کفارہ ہے تو اس پر شکار کی مثل واجب ہوگی جو کعبہ تک پہنچانا لازم ہوگی، اگر وہ ایسی چیز نہ پاتے تو اس کی قیمت سے کھانا خرید لے اگر وہ بھی نہ پائے تو ہر مد (سیر) کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حسن بن مسلم نے کہا جس نے ایسا شکار کیا جس کی قیمت بکری کی قیمت یا اس سے زیادہ ہو تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ۔ جہاں تک مسکینوں کو کھانا کھلانے کے کفارہ کا تعلق ہے تو یہ ایسا شکار ہوتا ہے جس کی قیمت ہدی تک نہیں پہنچتی مثلاً چڑیا قتل کرے تو اس میں ہدی لازم نہ ہوگی اس کے برابر روزے کا مطلب یہ ہے کہ شتر مرغ کے برابر، چڑیا کے برابر یا سب کے برابر، ابن جریج نے کہا میں نے اس کا ذکر عطاء سے کیا تو انہوں نے جواب دیا۔ قرآن حکیم میں جو بھی او کے ساتھ حکم مذکور ہیں ان میں آدمی کو اختیار ہوتا ہے (4)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے محرم جب کوئی شکار کرے تو اس پر جانوروں میں سے ایک جزاء کے طور پر لازم ہوگا، اگر وہ ایسی چیز نہ پائے تو جزاء کی دراہم کی صورت میں قیمت لگائی جائے گی پھر دراہم کا اس دن کے بھاؤ سے کھانے کا اندازہ لگایا جائے گا اور اس کھانے کا صدقہ کیا جائے گا۔ اگر اس کے پاس کھانا بھی نہ ہو تو وہ ہر نصف صاع کے عوض ایک روزہ رکھے گا (5)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطاء اور حضرت مجاہد رحمہما اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے محرم جب ایسا جانور شکار کرتا ہے جس کی قیمت ہدی تک نہیں پہنچتی تو اس میں اس کی قیمت کے برابر کھانا لازم ہوگا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 67، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 62 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 63
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً

امام ابن جریر اور ابن منذر نے آیت کی تفسیر میں حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اگر کوئی آدمی حالت احرام میں شتر مرغ مار ڈالتا ہے تو اس کے لئے اجازت ہے، اگر وہ خوشحال ہے تو جو چاہے ہدی دے دے اونٹ دے یا اس کے برابر کھانا دے دے یا اس کے برابر روزے رکھ لے، ان میں سے جو چاہے ایسا کرلے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان اسی طرح ہے، اس کی جزاء ایسے ہی ہوگی۔ یہ بھی کہا قرآن حکیم میں جو بھی حکم ''او'' کے ساتھ ہے تو اس کا مالک جو چاہے انتخاب کر لے (1) میں نے کہا مجھے بتایئے اگر آدمی کھانے پر تو قادر ہے مگر جو اس نے شکار کیا ہے اس کی مثل پر قادر نہیں (تو اس کا کیا حکم ہوگا)؟ تو فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رخصت ہے کیونکہ یہ بات ممکن ہے کہ اس کے پاس کھانا تو ہو لیکن اس کے پاس اونٹ کی قیمت موجود نہ ہو پس یہ رخصت ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت ابن عباس، حضرت زید بن ثابت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم نے ایسے آدمی کے بارے میں فیصلہ کیا جس نے حالت احرام میں شکار کو قتل کیا تھا اس میں ہدی لازم ہوتی تھی تو انہوں نے اس کی قیمت کا اندازہ لگایا اور اس کے بدلے میں کھانا کھلانے کا حکم دیا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جہاں او کا ذکر ہے تو اس میں اسے اختیار ہوگا۔ جو پہلا حکم نہ پائے تو مابعد کو اپنا لے (2)۔

امام ابن جریر نے حضرات مجاہد، حسن بصری، حضرت ابراہیم اور ضحاک رحمہما اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک محرم نے خراساں میں شکار کیا۔ فرمایا وہ مکہ مکرمہ یا منی میں کفارہ ادا کرے اور کھانے کی قیمت اس جگہ کی لگائے جہاں اس پر کفارہ واجب ہوا (3)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جانور کی قربانی دینی ہو تو مکہ مکرمہ میں دے صدقہ یا روزے رکھنے ہوں تو جہاں چاہے (4)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت طاؤس اور حضرت عطاء رحمہما اللہ سے بھی اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا کہ کھانا کہاں صدقہ کیا جائے گا تو انہوں نے مکہ مکرمہ میں کیونکہ وہاں ہی ہدی بھیجنی ہوتی ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حج کا کفارہ مکہ مکرمہ میں ادا کیا جاتا ہے (6)۔

ابن جریر نے عطاء سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب میں شکار کی جزاء کے ساتھ مکہ آتا ہوں تو وہاں اسے قربان کرتا ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هَدْيًۢا بٰلِغَ الْكَعْبَةِ ہاں اگر ذی الحجہ کے دس دنوں میں لازم ہو تو اسے یوم نحر تک مؤخر کرتا ہوں (7)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 64، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 66

4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 67 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 68

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا کیا روزہ کا وقت ہوتا ہے؟ فرمایا نہیں جب چاہے جہاں چاہے، تاہم جلدی ادا کرنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے کہا روزوں کے مساوی کتنا کھانا ہے فرمایا ہر روزہ کے مقابلہ میں ایک مد ہے انہوں نے رمضان اور ظہار کے روزوں کا گمان کیا ہے اور یہ گمان کیا کہ یہ ایک رائے ہے، جو انہوں نے قائم کی کسی سے انہوں نے یہ سنا نہیں تھا (2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اَوْ عَدْلُ ذٰلِكَ صِيَامًا کا مطلب ہے کہ تین دن سے لے کر دس دنوں تک روزے رکھے (3)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ کھانے کا حکم اس لئے دیا گیا تا کہ روزوں کا علم ہو جائے (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَبَالَ اَمْرِهٖ کا معنی عقوبۃ امرہ کیا ہے اپنے کیے کی سزا (5)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس کا معنی اپنے عمل کا انجام چکھے نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت نعیم بن قعنب رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عَفَا اللّٰهُ عَمَّا سَلَفَ کا معنی ہے کہ دور جاہلیت میں جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا اور جس نے دور اسلام میں پھر ایسا کیا اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دور جاہلیت میں جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا اور جو دور اسلام میں پھر ایسا کرے گا اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا اور اس کے ساتھ کفارہ بھی ہوگا۔ ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے پوچھا کیا اس پر گناہوں کی سزا ہوں گی؟ فرمایا نہیں (6)۔

امام عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جو آدمی حالت احرام میں شکار کرے تو اس پر ان چیزوں میں ایک کا فیصلہ ہوگا، اگر وہ دوبارہ ایسا کرے تو اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہوگا، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو اسے سزا دے، اگر چاہے تو اسے معاف کر دے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔ ابوالشیخ کے الفاظ ہیں جس نے پھر ایسا کیا تو اسے کہا جائے گا جاؤ اللہ تعالیٰ تجھ سے انتقام لے گا (7)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 69 3۔ ایضاً

4۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الحج، جلد 4، صفحہ 397 (8198) بیروت 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 70

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 71 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 72

کہ جس نے حالت احرام میں غلطی سے کوئی شکار قتل کر دیا تو جب بھی وہ قتل کرے اس پر فیصلہ کیا جائے گا۔ جس نے جان بوجھ کر شکار قتل کیا اس کے بارے میں صرف ایک بار فیصلہ کیا جائے گا، اگر اس نے پھر ایسا ہی کیا تو اسے کہا جائے گا اللہ تعالیٰ ہی تجھ سے انتقام لے گا جس طرح اس کا فرمان ہے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حالت احرام میں شکار کو قتل کیا تو اس نے شریح سے سوال کیا۔ شریح نے پوچھا کیا تو نے اس سے پہلے بھی شکار کو قتل کیا ہے؟ اس نے بتایا نہیں۔ فرمایا اگر تو یہ کہتا کہ میں نے ایسا کیا ہے تو میں تیرے بارے میں فیصلہ نہ کرتا اور تجھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا وہ تجھ سے انتقام لیتا (2)۔

امام ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دفعہ شکار کو قتل کرنے میں رخصت ہوگی، اگر اس نے دوبارہ ایسا ہی کیا تو اللہ تعالیٰ اسے اس وقت تک نہیں چھوڑے گا جب تک اس سے انتقام نہ لے لے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے اس آدمی کے بارے میں قول نقل کیا ہے جو حالت احرام میں شکار کو قتل کرتا ہے پھر اسی طرح عمل کرتا ہے۔ تو انہوں نے کہا علماء کہا کرتے تھے جو دوبارہ ایسا فعل کرے تو اس پر فیصلہ نہ کیا جائے گا، اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے (4)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جان بوجھ کر شکار قتل کرنے والے پر ایک دفعہ فیصلہ کیا جائے گا، اگر اس نے پھر بھی ایسا ہی کیا تو اس پر فیصلہ نہ کیا جائے گا، اسے کہا جائے گا جا اللہ تعالیٰ تجھ سے انتقام لے گا۔ اگر غلطی سے قتل کیا تو ہمیشہ اس کے بارے میں فیصلہ کیا جائے گا (5)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے جب وہ قتل کرے گا اس پر فیصلہ کیا جائے گا (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابراہیم سے یہ قول نقل کیا ہے کہ محرم نے جب بھی شکار کیا تو اس پر فیصلہ کیا جائے گا (7)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن ابی المعلی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے حالت احرام میں ایک شکار کو قتل کیا تو اس سے درگزر کیا گیا، اس نے دوبارہ شکار کیا تو آسمان سے ایک آگ نازل ہوئی جس نے اسے جلا دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی مطلب ہے (8)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا کہ ایک آدمی نے دوبارہ ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس پر ایک آگ نازل کی جو اسے کھا گئی۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 72، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 73
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 71
7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 73
8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 74

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا محرم کو چاہیے کہ چوہے، بچھو، چیل، کوے اور باؤلے کتے کو مار ڈالے ایک روایت میں ہے وہ سانپ کو بھی مار ڈالے (1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا پانچ چیزیں فاسق ہیں، انہیں حرم میں قتل کرو، چیل، کوا، کتا، چوہا اور بچھو (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے محرم کو حکم دیا کہ وہ حدود حرم میں منی میں سانپ کو مارے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا محرم بھیڑیے کو قتل کرے (4)۔

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَ طَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَ لِلسَّيَّارَةِ ۚ وَ حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۹۶﴾

"حلال کیا گیا تمہارے لئے دریائی شکار اور اس کا کھانا فائدہ اٹھاؤ تم اور دوسرے قافلے اور حرام کیا گیا ہے تم پر خشکی کا شکار جب تک تم احرام باندھے ہوئے ہو اور ڈرتے رہو اللہ سے جس کے پاس تم اکٹھے کئے جاؤ گے"۔

امام ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سمندر جس چیز کو مردہ حالت میں باہر پھینک دے تو وہ سمندر کا کھانا ہے (5)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل موقوف روایت نقل کی ہے (6)۔

امام ابو الشیخ قتادہ سے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آیت کی تفسیر میں حضرت ابو بکر صدیق سے روایت نقل کرتے ہیں کہ سمندر کے شکار سے مراد وہ چیز ہے جو تم خود پکڑو اور اس کے طعام سے مراد وہ ہے جو سمندر تیری طرف پھینکے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سمندر کا شکار وہ ہے جسے ہمارے ہاتھ شکار کریں اور اس کا کھانا وہ جسے سمندر پھینک دے۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس کا کھانا ہر وہ چیز ہے جو اس کے اندر ہے۔ ایک روایت میں ہے اس کا کھانا اس کا مردار ہے (7)۔

امام ابو الشیخ ابو طفیل کے واسطہ سے وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے سمندر کے بارے میں کہا کہ اس کا پانی پاکیزگی عطا کرنے والا اور اس کا مردار حلال ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 351 (14835) مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ 2۔ ایضاً (14837)

3۔ مستدرک حاکم، کتاب الحج، جلد 1، صفحہ 623 (1666) دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 356 (14823) 5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 83، بیروت

6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 83 7۔ ایضاً

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سمندر کا شکار حلال اور اس کا پانی پاکیزگی عطا کرنے والا ہے (1)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت عبدالرحمٰن رحمہ اللہ سے جو بنومخزوم کے غلام تھے روایت نقل کی ہے کہ سمندر میں جو کچھ بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے پاکیزہ کر دیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اس آیت کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اس کا کھانا وہ ہے جو سمندر باہر پھینکے (2)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں بحرین آیا تو اہل بحرین نے مجھ سے ان چیزوں کے بارے میں پوچھا جسے سمندر باہر پھینکتا ہے؟ میں نے انہیں کہا اسے کھاؤ جب میں واپس لوٹا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب سے اس کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے مجھ سے کہا تو نے انہیں کیا فتویٰ دیا ہے؟ اس نے کہا میں نے انہیں فتویٰ دیا ہے کہ وہ اسے کھائیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تو کوئی اور فتویٰ دیتا تو میں تجھے درے مارتا۔ پھر فرمایا اس کے شکار سے مراد وہ جانور ہے جو تم شکار کرو اور طعام سے مراد وہ ہے جسے وہ باہر پھینک دے (3)۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اس کے شکار سے مراد جسے شکار کیا جائے۔ طعام سے مراد جسے سمندر باہر پھینکے۔ ایک روایت میں لفظ کی جگہ قذف کے الفاظ ہیں یعنی مردہ حالت میں پھینکے (4)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے دوسری سندوں سے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ صید سے مراد تر مچھلی اور طعام سے مراد اس کی نمکین مچھلی ہے۔ یہ مسافر اور مقیم کے لئے ہے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن ثابت سے روایت نقل کی ہے کہ سمندر کے شکار سے مراد وہ ہے جسے تو شکار کرے (6)۔

امام ابن جریر نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ پانی جس سے پیچھے ہٹ جائے اور مچھلی ساحل پر رہ جائے اسے کھاؤ (7)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے شکار سے مراد وہ مچھلی ہے جو پھڑ پھڑا رہی ہو اور طعام سے مراد وہ مچھلی ہے جسے سمندر ساحل پر پھینک دے (8)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 78، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 79-78 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 84 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 77 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 78

8۔ مصنف عبدالرزاق، کتاب الحج، جلد 4، صفحہ 503 (8652) بیروت

کہ مچھلی میں سے نمک لگائی گئی، جس سے پانی پیچھے ہٹ جائے اور جسے پانی باہر پھینک دے وہ طعام میں شامل ہے یہ محرم اور غیر محرم سب کے لئے حلال ہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر حضرت نافع رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن ابی ہریرہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ان مچھلیوں کے بارے میں پوچھا جنہیں سمندر باہر پھینک دیتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پوچھا کیا وہ مردہ ہوتی ہیں؟ عبد الرحمٰن نے عرض کی جی ہاں۔ وہ مردہ ہوتی ہیں تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایسی مچھلیاں کھانے سے منع کیا۔ جب حضرت عبد اللہ گھر آئے تو مصحف لیا اور سورہ مائدہ پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے تو کہا طعام سے مراد تو وہی مچھلی ہے جسے سمندر باہر پھینک دیتا ہے۔ فرمایا اسے ملو اور اسے ایسی مچھلی کھانے کا کہو(1)۔

امام ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے کہا سمندر جسے باہر پھینک دے وہی طعام ہے اگرچہ وہ مردہ ہو(2)۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ صید سے مراد وہ مچھلی ہے جسے تو تازہ شکار کرے اور طعام سے مراد وہ نمک لگائی گئی مچھلی ہے جسے تو سفر میں زاد راہ بنائے (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے(4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ سمندری کتے کے علاوہ ہم سمندر کی کوئی ایسی چیز نہیں جانتے جس کا شکار حرام کیا گیا ہو۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت میمون کردی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سوار تھے۔ تو آپ کے اوپر سے ٹڈی دل کا جھنڈ گزرا، تو آپ نے انہیں مارا۔ آپ سے کہا گیا آپ نے حالت احرام میں شکار کیا ہے؟ تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ سمندر کا شکار ہے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر نے حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کعب الاحبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کی قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یہ ایک مچھلی کی پھکار ہے جسے وہ سال میں دو دفعہ (ٹڈی دل) پھکارتی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے آیت کی تفسیر میں ابو مجلز سے روایت نقل کی ہے سمندر کا شکار جو خشکی اور سمندر میں زندگی بسر کرتا ہو تو اسے شکار نہ کرے اور جس کی زندگی کا دارومدار پانی میں ہی ہو تو وہ پانی کا ہی شکار ہے(5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مَتَاعًا لَّكُمْ یعنی جو سمندر کے قریب ہوتے ہیں اور لِلسَّيَّارَةِ یعنی جو مسافر ہیں ان کے لئے یہ سامان زیست ہے(6)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 79، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 80 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 77

4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 78 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 83

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ طعام سے مراد سمندر کی مچھلیاں ہیں۔ لَّكُمْ سے مراد بستیوں والے جو سمندر کے قریب رہتے ہیں اور لِلسَّيَّارَةِ جو مسافر ہوں یا تمام قسم کے لوگ مراد ہیں (1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ سیارہ سے مراد محرم ہیں (2)۔

امام فریابی نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سیارہ سے مراد مسافر ہے جو اس سے زادراہ حاصل کرتا ہے اور اس سے کھاتا ہے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے طاؤس کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت حُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَادُمْتُمْ حُرُمًا یہ مبہم ہے، اس کا کھانا محرم پر حرام ہے (3)۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبدالکریم بن ابی المخارق رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے مجاہد سے کہا ایک شکار ہے جسے ایک آدمی احرام باندھنے سے چار ماہ پہلے ہمدان میں شکار کرتا ہے۔ تو مجاہد نے کہا اسے نہ کھائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہا کرتے تھے یہ آیت مبہم ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حارث بن نوفل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حج کیا، آپ کی خدمت میں شکار کا گوشت لایا گیا جسے ایک غیر محرم نے شکار کیا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے کھایا مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے نہ کھایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ کی قسم نہ ہم نے شکار کیا نہ ہم نے حکم دیا اور نہ ہم نے اشارہ کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے آیت کی تلاوت کی (4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب رضی اللہ عنہ محرم کے لئے اس شکار کا گوشت کھانے میں کوئی حرج نہ دیکھتے جب وہ شکار کسی اور کے لئے کیا جاتا۔ تاہم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے (5)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ نے محرم کے لئے شکار کا گوشت ہر حال میں ناپسند کیا ہے (6)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ احرام کی حالت میں شکار کا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 84، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 83
3۔ سنن سعید بن منصور، جلد 6، صفحہ 1632 (837)، دارالصمیعی الریاض
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 84
5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 85
6۔ ایضاً

گوشت نہ کھاتے اگرچہ اسے غیر محرم نے شکار کیا ہوتا(1)۔

امام ابن ابی شیبہ نے حضرت اسماعیل رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس میں اختلاف کیا گیا ہے، میرے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ تو اسے نہ کھائے(2)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس شکار کے بارے میں پوچھا گیا جسے غیر محرم شکار کرتا ہے کیا محرم اسے کھالے؟ حضرت ابو ہریرہ نے جواب دیا ہاں کھالے پھر وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملے، انہیں بتایا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تو اس کے برعکس فتویٰ دیتا تو میں تجھ پر درہ اٹھالیتا۔ تجھے اس کا شکار کرنے سے منع کیا گیا ہے(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آیت میں محرم پر شکار کرنا اور شکار کا گوشت کھانا حرام کر دیا گیا ہے۔ اگر شکار احرام باندھنے سے پہلے کیا تو وہ حلال ہے، اگر محرم نے غیر محرم کے لئے شکار کیا تو اس کا کھانا حلال نہیں(4)۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر نے حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، ہم حالت احرام میں تھے۔ ہمیں ایک پرندہ بطور تحفہ پیش کیا گیا، ہم میں سے کچھ نے اسے کھالیا اور کچھ اس سے رک گئے اور نہ کھایا۔ جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو ان لوگوں کی موافقت کی جنہوں نے پرندے کا گوشت کھایا تھا اور یہ فرمایا ہم نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں ایسا گوشت کھایا تھا(5)۔

امام ابو عبید اور ابن منذر نے عکرمہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے تو اس کو اسی طرح پڑھا جس طرح تو اس کو پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ کا اختتام حرام پر کیا ہے۔ ابو عبید نے کہا مراد اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا۔ یہ معنی اس وقت متحقق ہوتا ہے جب شکار کو قتل کیا جائے اور اس کا گوشت کھایا جائے۔

امام ابن ابی شیبہ، امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت ابو قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ حج کے ارادہ سے نکلے تو صحابہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ حج کے لئے نکلے۔ ان میں سے ایک جماعت کو الگ کیا جن میں حضرت ابو قتادہ بھی تھے۔ فرمایا ساحل سمندر کے راستے کو اپناؤ یہاں تک کہ ہم پھر آپس میں ملیں۔ انہوں نے ساحل سمندر کا راستہ اپنایا۔ جب وہ الگ ہوئے تو سب نے احرام باندھ لیا۔ صرف ابو قتادہ نے احرام نہ باندھا۔ اسی اثناء میں کہ وہ چل رہے تھے انہوں نے وحشی گدھے دیکھے۔ ابو قتادہ نے ان گدھوں پر حملہ کر دیا۔ ان میں سے ایک گدھی کو مار ڈالا۔ سب نے پڑاؤ ڈالا اور اس کا گوشت کھایا پھر کہا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں جبکہ ہم محرم ہیں۔ باقی ماندہ گوشت کو اٹھایا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے احرام باندھ لیا تھا جبکہ حضرت ابو قتادہ نے احرام نہ باندھا۔ ہم نے جنگلی گدھے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 86، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 308 (14481)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 88
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 89
5۔ ایضاً

دیکھے ابوقتادہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک گدھی کو مار ڈالا۔ ہم نے پڑاؤ کیا اور اس کا گوشت کھایا۔ پھر ہم نے کہا کیا ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں جبکہ ہم محرم ہیں؟ ہم نے باقی ماندہ گوشت اٹھا لیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اسے حملہ کرنے کا کہا تھا یا اس کا طرف اشارہ کیا تھا؟ صحابہ نے عرض کی نہیں۔ تو فرمایا اس کا باقی ماندہ گوشت کھاؤ (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خشکی کا گوشت تمہارے لئے حلال ہے جبکہ تم محرم ہو۔ جب تک تم خود شکار نہ کرو یا جب تک تمہارے لئے شکار نہ کیا جائے (2)۔

امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے جبکہ اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے، کہا اے زید بن ارقم کیا تجھے علم ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں شتر مرغ کے انڈے پیش کیے گئے جبکہ حضور ﷺ حالت احرام میں تھے تو حضور ﷺ نے انہیں واپس کر دیا تھا؟ عرض کی جی ہاں (3)۔

امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن ماجہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم حج یا عمرہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہمارے سامنے ٹڈی دل کا ایک لشکر آ گیا۔ ہم انہیں چھڑیوں اور ڈنڈوں سے مارنے لگے اور انہیں قتل کرنے لگے۔ پھر ہمیں افسوس ہوا اور کہا ہم کیا کر رہے ہیں جبکہ ہم حالت احرام میں ہیں؟ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا سمندر کے شکار میں کوئی حرج نہیں (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہر وہ چیز جو خشکی اور سمندر میں رہتی ہو محرم اسے مار ڈالے تو اس پر کفارہ ہوگا (5)۔

جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ ؕ ذٰلِكَ لِتَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۹۷

''بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو جو عزت والا گھر ہے بقا کا باعث لوگوں کے لئے نیز حرمت والے مہینوں کو اور حرم کی قربانی اور گلے میں پٹے پڑے ہوئے جانوروں کو تا کہ تم خوب جان لو کہ یقیناً اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الحج، جلد 8-7، صفحہ 89 (60)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الحج، جلد 1، صفحہ 649 (1748) دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ ایضاً، (1748)

4۔ جامع ترمذی، کتاب الحج، جلد 3، صفحہ 207 (850)، دار الحدیث قاہرہ

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 90، بیروت

ہے کہ بیت اللہ شریف کو کعبہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ مربع شکل کا ہے(1)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کے مربع ہونے کی وجہ سے کعبہ کہتے ہیں(2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو لوگوں کے دین کا سہارا اور ان کے حج کی نشانی بنایا(3)۔

امام ابن جریر نے آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس کے قیام کا معنی یہ ہے کہ جو آدمی اس کی طرف منہ کرتا ہے وہ امن میں ہو جاتا ہے(4) ابن جریر نے مجاہد سے قیام کو قوام نقل کیا ہے یعنی یہ لوگوں کا سہارا ہے(5)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے قیام کا معنی صلاح نقل کیا ہے یعنی یہ ان کے دین کی بھلائی کا باعث ہے(6)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس کا معنی ہے کہ یہ ان کے دین کی قوت کا باعث ہے(7)۔

امام ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت سعید بن جبیر سے اس کا معنی یہ نقل کیا ہے کہ یہ ان کے دین کی عظمت کا باعث ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمام لوگوں میں بادشاہ ہوتے جو لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی کرنے سے روکتے جبکہ عرب کے علاقوں میں کوئی بادشاہ نہ ہوتا جو لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بیت اللہ شریف کو ان کا سہارا بنایا جو لوگوں کو ایک دوسرے پر ظلم کرنے سے روکتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ انہیں حرمت والے مہینوں اور قلادوں کے ذریعے بھی محفوظ رکھتا۔ ایک آدمی اپنے والد کے قاتل یا چچازاد بھائی کے قاتل کو ملتا تو اسے کچھ نہ کہتا یہ سب منسوخ ہو چکا ہے(8)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف اور حرمت والے مہینوں کو لوگوں کے لئے سہارا بنایا وہ دور جاہلیت میں اس کے ذریعے امن حاصل کرتے۔ جب وہ بیت اللہ شریف، حرم کی حدود اور حرمت والے مہینوں میں ملتے تو انہیں ایک دوسرے سے کچھ خوف نہ ہوتا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ شریف، شہر حرام، ہدی اور قلائد کو رکاوٹ بنایا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں دور جاہلیت میں لوگوں کے درمیان باقی رکھا۔ ایک آدمی کتنا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 92، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 93

4۔ ایضاً　5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 92　6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 93

7۔ ایضاً　8۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 94

بھی جرم کر لیتا تو اس سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کی جاتی اور نہ ہی اس کے کوئی قریب جاتا۔ اگر کوئی آدمی حرمت والے مہینے میں اپنے باپ کے قاتل کو ملتا تو اسے کچھ نہ کہتا اور نہ ہی اس کے قریب ہوتا۔ اگر کوئی آدمی کسی جانور کو قلادہ ڈالے دیکھتا اگرچہ بھوک کی وجہ سے وہ عصب (جڑی بوٹی) کھاتا تب بھی اس جانور سے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کرتا۔ اور نہ ہی اس کے قریب جاتا۔ جب کوئی آدمی بیت اللہ شریف کی زیارت کا ارادہ کرتا تو بالوں کا بنا ہوا قلادہ ڈال دیتا تو یہ چیز اسے لوگوں سے محفوظ رکھتی۔ جب وہ کسی دوسرے علاقہ میں سفر کا ارادہ کرتا تو وہ اذخر یا سمر کا قلادہ بنا لیتا تو یہ چیز اسے لوگوں سے محفوظ رکھتی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر پہنچ جاتا۔ یہ وہ رکاوٹیں ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے درمیان دور جاہلیت میں باقی رکھا ہے (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی اور کہا لوگ اس وقت تک دنیا پر رہیں گے جب تک وہ بیت اللہ شریف کا حج کریں گے اور قبلہ کی طرح منہ کریں گے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار چیزوں کو لوگوں کے لئے قیام بنایا ہے۔ یہ ان کے لئے معاملات کا سہارا ہیں (2)۔

ابن ابی حاتم، جعفر بن محمد سے وہ اپنے باپ سے اور وہ دادا سے یہ معنی نقل کرتے ہیں کہ لوگ ان چیزوں کی تعظیم کریں۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت مقاتل بن حیان رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ان کے قبلہ کی علامت اور امن بنایا جس میں وہ امن سے رہتے ہیں۔

امام ابوالشیخ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیام کا معنی امن ہے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبداللہ بن مسلم بن ہرمز سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے سچے آدمی نے بتایا کہ قیامت کے روز کعبہ شریف لوگوں کے لئے کھڑا کر دیا جائے گا جو لوگوں کو ان کے ان اعمال کے بارے میں بتائے گا جو لوگوں نے اس میں کیے۔

امام ابوالشیخ نے ابومجلز سے روایت نقل کی ہے کہ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی احرام باندھتا تو بالوں کا قلادہ ڈالتا تو اس میں کوئی بھی چھیڑ چھاڑ نہ کرتا جب وہ حج کرتا یا اس کی قضاء کرتا تو پھر اذخر کا قلادہ پہنتا تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عطاء خراسانی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ حرمت والا مہینہ شروع ہوتا تو لوگ اسلحہ رکھ دیتے اور ایک دوسرے کے پاس چلے جاتے۔

امام ابوالشیخ نے آیت کی تفسیر میں حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ عرب جب دور جاہلیت میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے یہ چیزیں رکھ دیں جن میں وہ زندگی بسر کرتے جو آدمی ان میں سے کسی ایک کی حرمت کو پامال کرتا تو اللہ تعالیٰ اسے مہلت نہ دیتا۔

اِعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَ اَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۹۸﴾ مَا عَلَى

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 94، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 93

الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُوْنَ ﴿۹۹﴾

''خوب جان لو کہ اللہ تعالیٰ سخت سزا دینے والا (بھی) ہے اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم (بھی) ہے۔ نہیں (ہمارے) رسول پر کوئی ذمہ داری سوائے پیغام پہنچانے کے اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کر رہے ہو اور جو چھپا رہے ہو''۔

امام ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کا جب وقت قریب ہوا تو کہا کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ تعالیٰ نے سہولت والی آیت کو شدت والی آیت کے ساتھ اور شدت والی آیت کو مہلت والی آیت کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے تاکہ مومن رغبت بھی رکھے اور ڈرتا بھی رہے، نہ وہ اللہ تعالیٰ پر ناحق تمنا کرے اور نہ ہی اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالے۔

قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۰﴾

''آپ فرما دیجئے نہیں برابر ہو سکتا ناپاک اور پاک اگرچہ حیرت میں ڈال دے تجھے ناپاک کی کثرت۔ سو ڈرتے رہو اللہ تعالیٰ سے اے عقل والو! تاکہ تم نجات پا جاؤ''۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے آیت کی تفسیر میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ خبیث سے مراد شرک اور طیب سے مراد مومن ہیں (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک حلال درہم صدقہ کرنا مجھے دو لاکھ حرام درہم صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ اگر چاہو تو اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پڑھو قُلْ لَّا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ

امام ابن ابی حاتم نے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں حضرت یونس بن عبداللہ نے انہیں ابن وہب نے انہیں حضرت یعقوب بن عبدالرحمٰن اسکندرانی نے روایت نقل کی ہے کہ کسی عامل نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز کو خط لکھا اور بیان کیا کہ خراج کم اکٹھا ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن عبدالعزیز نے اسے خط لکھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا يَسْتَوِي الْخَبِيْثُ وَ الطَّيِّبُ وَ لَوْ اَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيْثِ۔ اگر تو یہ طاقت رکھے کہ تو عدل اصلاح اور احسان کرے جہاں تم سے پہلے ظلم، فسق و فجور اور سرکشی ہوئی نہیں تو ایسا کر۔ قوت تو اللہ کے پاس ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر سے روایت نقل کی ہے کہ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ کا معنی ہے جس کی دانش یا عقل ہو۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْـَٔلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ ۚ وَ اِنْ تَسْـَٔلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَ لَكُمْ ؕ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 96، دار احیاء التراث العربی بیروت

حَلِیۡمٌ ﴿۱۰۱﴾ قَدۡ سَاَلَهَا قَوۡمٌ مِّنۡ قَبۡلِكُمۡ ثُمَّ اَصۡبَحُوۡا بِهَا كٰفِرِيۡنَ ﴿۱۰۲﴾

”اے ایمان والو! مت پوچھا کرو ایسی باتیں کہ اگر ظاہر کی جائیں تمہارے لئے تو بری لگیں تمہیں اور اگر پوچھو گے ان کے متعلق جبکہ اتر رہا ہے قرآن تو ظاہر کر دی جائیں گی تمہارے لئے۔ معاف کر دیا ہے اللہ نے ان کو اور اللہ بہت بخشنے والا بڑے حلم والا ہے۔ تحقیق پوچھا تھا ان کے متعلق ایک قوم نے تم سے پہلے پھر وہ ہو گئے ان احکام کا انکار کرنے والے“۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خطبہ ارشاد فرمایا جیسا خطبہ میں نے کبھی بھی نہیں سنا تھا ایک آدمی نے پوچھا میرا باپ کون ہے؟ فرمایا فلاں تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے قتادہ کے واسطہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نبی سے سوال کیا یہاں تک کہ سوالوں سے آپ کو گھیر لیا۔ ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے تو منبر پر تشریف لے گئے۔ فرمایا آج تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔ جب لوگوں نے یہ سنا تو انہوں نے گمان کیا کہ خاص امر آچکا ہے۔ میں دائیں بائیں دیکھنے لگا۔ کیا دیکھتا ہوں ایک آدمی کپڑے سے اپنا سر لپیٹے ہوئے ہے اور رو رہا ہے۔ ایک آدمی آپ کے پاس آیا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ اسے غیر باپ کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے پر راضی ہیں اور برے فتنوں سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج جیسی شر اور خیر کبھی بھی نہیں دیکھی۔ جنت اور دوزخ میرے لئے جسم مثالی کی صورت میں پیش کی گئیں یہاں تک کہ میں نے انہیں اس دیوار کی دوسری طرف دیکھا۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو وہ کچھ دکھاتا ہے جو تم نہیں دیکھتے اور اسے وہ سناتا ہے جو تم نہیں سن سکتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔ قتادہ نے کہا ابی بن کعب کی قرأت میں ہے ایک قوم نے سوال کیا جو ان کے لئے واضح کر دیا گیا تو انہوں نے کفر کی حالت میں صبح کی (2)۔

امام بخاری، ابن جریر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بطور استہزاء سوال کرتے۔ ایک کہتا میرا باپ کون ہے؟ ایک کہتا میری اونٹنی گم ہو گئی ہے وہ کہاں ہے؟ انہیں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عون رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے سوال کیا جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے۔ انہوں نے کہا ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے درمیان کھڑے ہوئے۔ فرمایا

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 169 (4520)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 97، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 169 (4521)

آج تم مجھ سے جس چیز کے بارے میں سوال کرو گے میں تمہیں بتاؤں گا۔ ایک آدمی اٹھا۔ مسلمانوں نے اس کا اٹھنا پسند کیا۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام عبدالرزاق اور ابن جریر نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت لَا تَسْـَٔلُوْا ایک ایسے آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جس نے عرض کی تھی یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا تیرا باپ فلاں ہے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے۔ فرمایا مجھ سے سوال کرو، آج تم مجھ سے جو سوال کرو گے میں تمہیں آگاہ کر دوں گا۔ بنو سہم میں سے ایک قریشی اٹھا جسے عبداللہ بن حذافہ کہا جاتا تھا۔ اس کے نسب میں طعن کیا جاتا تھا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ فلاں ہے۔ اسے اس کے باپ کے نام سے پکارا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے آپ کے پاؤں کو بوسہ دیا۔ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ کے رب ہونے، آپ ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہیں۔ آپ ﷺ ہمیں معاف کر دیجئے۔ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو معاف فرمائے۔ وہ لگاتار یہی بات عرض کرتے رہے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ راضی ہو گئے۔ اس روز حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اولاد خاوند کے لئے ہے اور بدکار کے لئے پتھر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر یہ آیت قَدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ نازل فرمائی (3)۔

امام فریابی، ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غصہ کی حالت میں نکلے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک سرخ تھا۔ آپ منبر پر بیٹھ گئے۔ ایک آدمی اٹھا۔ عرض کی میرے آباء کہاں ہیں؟ فرمایا جہنم میں۔ دوسرے نے کہا میرا باپ کون ہے فرمایا تیرا باپ حذافہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بن خطاب نے عرض کی ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے، محمد ﷺ کے نبی ہونے اور قرآن کے امام ہونے پر راضی ہیں یا رسول اللہ ﷺ ہمارا دور جاہلیت اور دور شرک قریب ہی گزرا ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہمارے باپ کون ہیں۔ تو حضور ﷺ کا غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی (4)۔

امام ابن حبان نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک آدمی اٹھا عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ حضور ﷺ نے جواب سے خاموشی اختیار فرمائی یہاں تک کہ سائل نے تین دفعہ اس سوال کو دہرایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر میں نعم کہہ دوں تو یہ ہر سال فرض ہو جائے۔ اگر یہ ہر سال حج فرض ہو جائے تو تم اسے قائم نہ کر سکو جب تک میں تمہیں ترک کروں تو تم مجھے چھوڑے رکھو۔ تم سے قبل لوگ زیادہ سوال کرنے اور انبیاء پر تکرار کرنے کے باعث ہلاک ہوئے ہیں۔ جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے رک جاؤ، جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو اپنی استطاعت کے مطابق اسے بجا لاؤ۔ یہ بھی ذکر کیا کہ سورۂ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 97، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 98 4۔ ایضاً

مائدہ کی یہ آیت اس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی۔

امام ابن جریر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا اے لوگو تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔ عکاشہ بن محصن اسدی اٹھا، عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال؟ فرمایا خبردار اگر میں ہاں کہہ دوں تو حج فرض ہو جائے، اگر وہ فرض ہو جائے پھر تم اسے ترک کر دو تو تم گمراہ ہو جاؤ۔ جب تک میں تمہیں کچھ نہ کہوں تو تم خاموش رہو، تم سے قبل قومیں انبیاء سے سوال کرنے اور تکرار کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا(1)۔

امام ابن جریر، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے۔ ایک بدو نے کہا کیا ہر سال؟ حضور ﷺ کافی دیر خاموش رہے پھر گفتگو فرمائی اور کہا سائل کون ہے؟ اس نے عرض کی میں۔ فرمایا تجھ پر افسوس اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تجھے کون بچاتا؟ اللہ کی قسم اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ فرض ہو جاتا۔ اگر یہ فرض ہو جاتا تو تم اسے چھوڑ دیتے، اگر تم اسے چھوڑ دیتے تو تم کفر کرتے۔ تم سے قبل لوگوں کو ان لوگوں نے ہلاک کیا جو سوال کر کے لوگوں کو مصیبت میں ڈالتے رہے، اللہ کی قسم زمین میں جو کچھ ہے اگر میں تمہارے لئے حلال کر دوں اور اونٹ کے قدم کی جگہ تمہارے لئے حرام کروں تب بھی تم اس میں گرو گے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت یہ آیت نازل فرمائی (2)۔

امام ابن مردویہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو لازم کیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہر سال؟ حضور ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں نعم کہہ دیتا تو یہ ہر سال فرض ہو جاتا، اگر یہ واجب ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے، اگر تم اس کو چھوڑ دیتے تو تم کفر کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے متعلق یہ آیت نازل فرمائی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کی میرا باپ کہاں ہے؟ فرمایا جہنم میں۔ ایک اور نے عرض کی یا رسول اللہ حج ہر سال فرض ہے؟ رسول اللہ ﷺ سخت ناراض ہوئے۔ آپ مڑے اور گھر تشریف لے گئے۔ پھر باہر تشریف لائے، فرمایا تم جو سوال کرو گے میں تمہیں اس کا جواب دوں گا۔ پھر فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں ہاں کہہ دیتا تو تم پر حج ہر سال فرض ہو جاتا پھر تم انکار کرتے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام احمد، امام ترمذی، ابن ماجہ، ابن منذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی، حاکم اور ابن مردویہ نے حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آل عمران کی آیت نمبر 97 نازل فرمائی جس میں حج کا ذکر ہے صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضور ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، صحابہ نے پھر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 99، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

ہر سال۔فرمایا نہیں۔اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ فرض ہو جاتا۔تو یہ آیت نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جب حج والی آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے لوگوں میں اس کا اعلان کیا فرمایا اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے پس حج کرو۔صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ایک سال یا ہر سال؟ فرمایا نہیں بلکہ ایک سال، اگر میں ہر سال کہہ دیتا تو وہ فرض ہو جاتا۔اگر ہر سال حج فرض ہو جاتا تو تم انکار کرتے۔تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا (2)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا فرمایا اے قوم تم پر حج فرض کیا گیا ہے۔بنو اسد کے ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہر سال حج فرض ہے؟ حضور ﷺ سخت ناراض ہوئے، فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال حج فرض ہو جاتا، اگر یہ ہر سال فرض ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے بلکہ اس کا انکار کرتے۔جب تک میں تمہیں چھوڑے رکھوں تو تم مجھے کچھ نہ کہا کرو، جب میں تمہیں کسی چیز کا حکم دوں تو وہ کام کیا کرو، جب میں تمہیں کسی کام سے روکوں تو رک جایا کرو۔تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو منع کیا کہ وہ اس قسم کا سوال نہ کریں جیسا سوال نصاریٰ نے دستر خوان کے بارے میں کیا تھا۔پھر انہوں نے اس کا انکار کیا۔اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کیا ہے یعنی اگر قرآن سخت حکم کے ساتھ نازل ہو گیا تو وہ تمہیں دکھ دے گا لیکن تم انتظار کرو۔جب قرآن نازل ہو رہا ہے تو تم جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے تم اس کا بیان پا لو گے (3)۔

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حج کا ذکر کیا تو آپ ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا نہیں، اگر میں ہاں کہہ دیتا تو حج تم پر ہر سال فرض ہو جاتا اگر یہ واجب ہو جاتا تو تم اس کی طاقت نہ رکھتے، اگر تم طاقت نہ رکھتے تو تم انکار کر دیتے۔پھر فرمایا مجھ سے سوال کرو۔اس مجلس میں جو آدمی مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے گا میں اسے اس کا جواب دوں گا۔اگرچہ وہ مجھ سے اپنے باپ کے بارے میں سوال کرے۔ایک آدمی اٹھا اس نے عرض کی میرا باپ کون ہے؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ بن قیس ہے۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے نبی ہونے پر راضی ہیں۔ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی ناراضگی سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں (4)۔

امام ابن منذر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ ایسی چیز کے بارے میں سوال کرتے جو ان کے لئے حلال ہوتی وہ لگا تار سوال کرتے رہے یہاں تک کہ ان پر حرام کر دی جاتی۔جب کوئی چیز ان پر حرام کر دی جاتی تو وہ اس میں جا پڑتے۔

1۔مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 322 (3157) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 100، دار احیاء التراث العربی بیروت 3۔ایضاً، جلد 7، صفحہ 99 4۔ایضاً

امام شافعی، امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد اور ابن منذر نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں میں سے از روئے جرم کے سب سے بڑھ کر وہ شخص ہے کہ اس نے ایک ایسی چیز کے بارے میں سوال کیا جوان پر حرام نہ تھی تو اس کے سوال کرنے کی وجہ سے حرام کردی گئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور حاکم نے حضرت ابو ثعلبہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے حدود متعین فرمائی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، اللہ تعالیٰ نے تم پر فرائض معین فرمائے ہیں انہیں ضائع نہ کرو، اس نے چند چیزوں کو حرام فرمایا ہے انہیں ضائع نہ کرو، اس نے چند چیزوں کو حرام فرمایا ہے انہیں پامال نہ کرو، بغیر بھولے چند چیزوں کو چھوڑ دیا ہے لیکن یہ اس کی طرف سے تمہارے لئے رحمت ہے اسے قبول کرو، ان کے بارے میں جستجو نہ کرو (2)۔

امام سعید بن منصور، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نصیف کی سند سے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ تم بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کے بارے میں سوال نہ کرو کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ نے اس طرح نہیں بنایا۔ جہاں تک عکرمہ کا تعلق ہے اس نے کہا لوگ آیات کے متعلق پوچھا کرتے تو انہیں اس چیز سے منع کیا پھر فرمایا تم سے قبل بھی قوم نے سوال کیا پھر وہ اس کا انکار کرنے والے ہو گئے۔ میں نے کہا مجھے مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کے برعکس قول نقل کیا ہے تو تمہیں یہ کہنے کا کیا حق ہے تو عکرمہ نے کہا۔ اسے لے لو (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عبد الکریم کے واسطہ سے عکرمہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد وہی صحابی ہے جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرا باپ کون ہے؟ جہاں تک سعید بن جبیر کا تعلق ہے اس نے کہا اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بحیرہ اور سائبہ کے بارے میں سوال کیا تھا۔ جہاں تک مقسم کا تعلق ہے اس نے کہا یہ آیت ان امتوں کے بارے میں ہے جنہوں نے اپنے انبیاء سے آیات کے بارے میں سوال کیا تھا۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے نافع سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے ہمیشہ سے سوال کی زیادتی ناپسند کی جاتی رہی۔

امام عبد بن حمید نے عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ وہ تُبْدَ لَكُمْ کو تاء کے رفع اور دال کے نصب کے ساتھ پڑھتے۔

امام ابوالشیخ نے حضرت عبد الملک بن ابی جمعہ ازدی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے پوچھا کہ گھروں میں صفائی کی کمائی کا کیا حکم ہے؟ تو آپ نے مجھے فرمایا تو اس چیز کے بارے میں کیوں پوچھتا ہے، اگر وہ چیز تمہارے گھروں میں موجود ہے تو تم پر تنگی آپڑے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی۔

امام احمد، ابوالشیخ، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں وقوف عرفہ کیا جبکہ آپ اونٹ پر حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو پیچھے بٹھائے ہوئے تھے، فرمایا اے لوگو!

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب الفضائل، جلد 15، صفحہ 91 (133) دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاطعمہ، جلد 4، صفحہ 129 (8714)، دار الکتب العلمیہ بیروت 3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 01-100

علم کے اٹھ جانے اور اس کے قبض ہو جانے سے پہلے علم حاصل کر لو، کہا ہم اس آیت (101) کے نازل ہونے کے بعد سوال کرنے سے ڈرتے تھے، ہم نے ایک بدو کو آگے کیا، ہم نے سوال کرنے کے بدلہ میں اسے ایک چادر دی، اس نے اسے عمامہ بنالیا یہاں تک کہ چادر کا حاشیہ میں نے اس کے دائیں کندھے پر دیکھا۔ ہم نے اس بدو سے کہا تم رسول اللہ ﷺ سے پوچھو کہ یہ علم کیسے اٹھالیا جائے گا جبکہ یہ قرآن ہمارے درمیان ہے، ہم نے اسے سیکھا ہے اور اپنی عورتوں، بچوں اور خادموں کو اس کی تعلیم دی ہے؟ رسول اللہ نے اپنا سر اٹھایا آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ فرمایا کیا یہود و نصاریٰ کے درمیان آسمانی صحیفے نہیں، اب ان کی حالت یہ ہوگئی ہے کہ ان کے انبیاء جو پیغام لائے تھے اس میں سے ایک حرف کے ساتھ بھی ان کا تعلق نہیں ہے، خبردار علم کے چلے جانے کا مطلب یہ ہے کہ علم والے چلے جائیں (1)۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی اور بیہقی نے اسماء و صفات میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں موجود تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ہم سوال کرتے تھے۔ اسی اثناء میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں وہ انبیاء اور شہداء نہیں مگر قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے قرب اور ان کی نشست پر انبیاء اور شہداء فخر کریں گے۔ بدو نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں، فرمایا وہ مختلف ملکوں اور مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے اللہ کے بندوں میں سے بندے ہوں گے، ان کے درمیان رشتہ داری نہیں ہوگی جس کے باعث وہ آپس میں وابستہ ہوں، نہ ان کے درمیان دنیاوی تعلق ہوں گے جن کا وہ تبادلہ کرتے ہوں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وجہ سے باہم محبت کرتے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ان کے چہروں کو نور بنا دے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے سامنے ان کے موتیوں کے منبر بنا دے گا۔ لوگ خوف زدہ ہوں گے۔ مگر وہ نہ ڈریں گے لوگ خوفزدہ ہوں گے مگر وہ خوف زدہ نہیں ہوں گے۔

امام ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عبد اللہ بن مالک بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبرستان میں مدفون لوگوں کے لئے تین دفعہ دعا کی۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول کے بعد ہوا۔ لوگ خاموش ہو گئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اٹھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور کہا نبی کریم ﷺ نے مقبرہ والوں پر دعا کی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی کیا آپ نے مقبرہ والوں پر دعا کی ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ مقبرہ عسقلان میں ہے جس سے ستر ہزار شہید اٹھائے جائیں گے۔

امام محمد بن نصر مروزی نے کتاب الصلوٰۃ میں اور خرائطی نے مکارم اخلاق میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ کی سواری آپ ﷺ کو آگے لے گئی پھر میری سواری آپ ﷺ کی سواری کو جا ملی یہاں تک کہ میرا گھٹنا آپ ﷺ کے گھٹنے کے ساتھ ہو گیا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں مگر یہ آیت سوال پوچھنے سے مجھے منع کرتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا اے معاذ وہ کیا سوال ہے؟ میں نے عرض کی وہ کون سا عمل ہے جو مجھے جنت میں داخل کر دے گا اور جہنم سے نجات دے گا؟

1۔ معجم کبیر، جلد 8، صفحہ 215 (7867)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

فرمایا تو نے بہت بڑی چیز کے بارے میں پوچھا ہے جبکہ وہ چیز چھوٹی سی ہے وہ یہ عمل ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دینا، نماز قائم کرنا، زکوۃ دینا، بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا، پھر فرمایا کیا میں تجھے اس معاملہ کے سر، اس کے ستون اور چوٹی کے بارے میں نہ بتاؤں؟ جہاں تک اس معاملہ کے سر کا تعلق ہے وہ اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر فرمایا روزے ڈھال ہیں، صدقہ خطاؤں کو مٹا دیتا ہے اور رات کا قیام پھر یہ آیت تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ (السجدہ: 16) پھر فرمایا کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ کون سی چیز لوگوں پر غالب ہے؟ پھر اپنی زبان باہر نکالی، اسے دو انگلیوں کے درمیان پکڑا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ کیا ہم جو باتیں کرتے ہیں انہیں لکھا جاتا ہے؟ فرمایا تیری ماں تجھ پر روئے لوگ جہنم میں اپنی زبانوں کی کھیتی سے ہی منہ کے بل گرتے ہیں۔ جب تو اسے روکے رکھے گا تو سلامت رہے گا، جب تو کوئی بات کرے گا تو تیرے خلاف لکھا جائے گا یا تیرے حق میں لکھا جائے گا۔

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِيْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِيْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّ لٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَ اِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۰۴﴾

"نہیں مقرر کیا اللہ تعالیٰ نے بحیرہ اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام لیکن جنہوں نے کفر کیا وہ تہمت لگاتے ہیں اللہ تعالیٰ پر جھوٹی اور اکثر ان میں سے کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ اور جب کہا جاتا ہے انہیں کہ آؤ اس کی طرف جو نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اور آؤ (اس کے) رسول کی طرف کہتے ہیں کافی ہے ہمیں جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی نہ جانتے ہوں اور نہ ہدایت یافتہ ہوں (کیا پھر بھی وہ انہیں کی پیروی کریں گے)"۔

امام بخاری، امام مسلم، عبدالرزاق، عبد بن حمید، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے مختص ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں میں سے کسی کے لئے حلال نہیں ہوتا۔ سائبہ سے مراد وہ اونٹنی ہے جسے لوگ اپنے بتوں کے لئے مختص کر لیتے اور ان پر کوئی چیز نہ لادی جاتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا جو جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے کیونکہ اس نے سب سے پہلے اونٹنی کو سائبہ کیا تھا۔ ابن مسیب نے کہا وصیلہ کہتے ہیں وہ باکرہ اونٹنی جو پہلی جفتی سے بچہ جنے اور دوسری دفعہ مؤنث جنے، وہ اسے اپنے بتوں کے لئے مختص کر دیتے اگر

ایک دوسری کے ساتھ جا ملتی جن کے درمیان مذکر نہ ہوتا۔ حامی، نر اونٹ کو کہتے ہیں جو معین جفتی کرتا جب اس کی مختص جفتیاں پوری ہو جاتیں، اسے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے اور اس پر کوئی بوجھ نہ لادتے اسے حامی کہتے (1)۔

امام احمد، عبد بن حمید اور حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی الاسماء والصفات میں حضرت ابو الاحوص رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بوسیدہ کپڑوں میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کیا تیرے پاس مال ہے؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کس مال سے ہے؟ میں نے عرض کی ہر قسم کا مال ہے۔ اونٹ، بھیڑ بکریاں، گھوڑے اور غلام۔ فرمایا جب اللہ تجھے مال دیتا ہے تو وہ تجھے دیکھتا بھی ہے۔ پھر فرمایا تیرے اونٹ مکمل کان والے بچے دیتے ہیں؟ میں نے عرض کی جی۔ فرمایا اونٹ اسی طرح بچے دیتے ہیں۔ فرمایا شاید تو استرا لیتا ہوگا اور ان میں سے بعض کے کان کاٹ دیتا ہوگا اور کہتا ہوگا یہ بحر ہے، بعض کے کان کاٹتا ہوگا اور کہتا ہوگا یہ صرم ہے۔ میں نے عرض کی بات اسی طرح ہے۔ فرمایا ایسا نہ کیا کر اللہ تعالیٰ تجھے جو بھی عطا کرتا ہے وہ حلال ہوتا ہے۔ پھر اس آیت مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنۢ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآىِٕبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ کی تلاوت فرمائی۔ ابو الاحوص نے کہا بحیرہ سے مراد مادہ جانور ہے جس کے وہ کان کاٹتے اس کی بیوی، اس کی بیٹیاں اور اس کے خاندان کا کوئی فرد، اس کی اون، اس کے بالوں اور اس کے دودھ سے نفع حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ جب وہ جانور مر جاتا تو سب اس میں شریک ہو جاتے۔

سائبہ سے مراد وہ مادہ جانور ہے جو وہ اپنے بتوں کے لئے خاص کر دیتے۔ وصیلہ سے مراد وہ بکری ہے جو چھ دفعہ بچے دیتی اور ساتویں دفعہ ایک بچہ اور بچی جنتی تو وہ کہتے یہ وصیلہ ہوگئی ہے وہ اسے نہ ذبح کرتے، اسے نہ مارا جاتا اور نہ ہی اسے حوض سے روکا جاتا جب بھی وہ حوض پر وارد ہوتی۔ جب وہ مرتی تو سب برابر ہوتے۔

حام سے مراد وہ اونٹ ہے جب اس کی صلب سے پورے دس بچے ہو جاتے۔ سب جفتی کے قابل ہو جاتے تو کہتے کہ اس نے اپنی پیٹھ کو محفوظ کر لیا تو اس کا نام حام رکھ دیا جاتا۔ اس کی اون سے فائدہ نہ اٹھایا جاتا۔ اسے ذبح نہ کیا جاتا۔ اس کی پشت پر سواری نہ کی جاتی۔ جب وہ اونٹ مر جاتا تو سب اس میں برابر کے شریک ہوتے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی بن ابی طلحہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے کہ جب وہ پانچ بچے جن دیتی تو وہ پانچویں بچے کو دیکھتے، اگر وہ مذکر ہوتا تو اسے ذبح کرتے، اسے مرد کھاتے عورتیں نہ کھاتیں، اگر وہ بچہ مادہ ہوتا تو اس کے کان کاٹ دیتے اور کہتے یہ بحیرہ ہے۔

سائبہ سے مراد وہ جانور ہے جسے وہ اپنے بتوں کے لئے مختص کر دیتے، اس کی پشت پر سواری نہ کرتے، اس کا دودھ نہ دھوتے، اس کی اون نہ کاٹتے اور اس پر کوئی وزن بھی نہ لادتے۔

وسیلہ سے مراد وہ بکری ہوتی جب وہ سات بچے جن لیتی تو وہ ساتویں کو دیکھتے، اگر وہ مذکر یا مونث ہوتا اور مردہ ہوتا تو اس میں صرف مرد شریک ہوتے عورتیں شریک نہ ہوتیں مگر وہ بچہ مونث ہوتا تو اسے زندہ رہنے دیتے مگر وہ ایک ہی بطن سے مذکر

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 170 (4522)، دار الفکر بیروت

اور مونث ہوتے تو دونوں کو زندہ رکھتے اور کہتے اس کی بہن نے اسے وصیلہ بنا دیا ہے اور اسے ہمارے اوپر حرام کر دیا ہے۔

حام سے مراد وہ نر اونٹ ہے جب اس کے بچہ کا بچہ ہوتا تو وہ کہتے اس بچے نے اس کی پشت کو حامی بنا دیا ہے اس پر کوئی چیز نہ لادتے، اس کے بال نہ کاٹتے، اس کو چرنے سے نہ روکتے اور نہ ہی کسی حوض سے پانی پینے سے روکتے اگرچہ وہ حوض کسی اور مالک کا ہوتا(1)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے کہ جب ایک آدمی کے ہاں وہ پانچ بچے جنتی تو وہ پانچویں بچے کا قصد کرتا وہ بچہ بیمار نہ ہوتا تو وہ اس کے کان کاٹ دیتا، اس کے بال نہ کاٹتا اور نہ ہی اس کا دودھ چکھتا تو یہی بحیرہ ہوتا۔ سائبہ سے مراد وہ مال ہوتا جو وہ بتوں کے لئے مختص کر دیتا۔ وصیلہ سے مراد وہ بکری ہوتی جو سات بچے جنتی تو وہ ساتویں بچے کا قصد کرتا، اگر وہ مذکر ہوتا تو اسے ذبح کر دیا جاتا، اگر وہ مونث ہوتا تو اسے چھوڑ دیا جاتا۔ اگر اس کے پیٹ میں دو بچے ہوتے ایک مذکر اور دوسرا مونث۔ وہ ان دونوں کو جنتی تو وہ کہتے یہ اپنے بھائی کو پہنچ گئی تو وہ ان دونوں کو چھوڑ دیتے اور انہیں ذبح نہ کیا جاتا۔ یہی مادہ بچہ وصیلہ ہوتی۔ حام سے مراد یہ ہے کہ ایک آدمی کا نر اونٹ ہوتا جب وہ دس دفعہ جفتی کر لیتا تو کہا جاتا یہ حام ہے پھر وہ اسے چھوڑ دیتے(2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بحیرہ سے مراد وہ اونٹنی ہے کہ دور جاہلیت میں لوگ اس کے بال، پشت، گوشت اور دودھ کو عورتوں پر حرام کر لیتے مگر مردوں کے لئے حلال ہوتا، جب وہ مذکر اور مونث بچہ جنتی تو وہ اپنی حالت پر رہتی، اگر وہ اونٹنی مرتی تو مرد اور عورت سب اس کے گوشت میں شریک ہو جاتے۔ جب بحیرہ اونٹنی کے بچے سے جفتی کرائی جاتی تو اس بیٹے کو حامی کہتے، بکریوں میں سے سائبہ اس طرح ہوتی مگر جب ایک بچے سے لے کر چھ بچوں تک جنتی تو ایسے ہی رہتی۔ اگر وہ ساتویں دفعہ مذکر یا مونث جنتی یا دو مذکر جنتی تو اسے ذبح کرتے صرف مرد کھاتے عورتیں نہ کھاتیں۔ اگر مذکر اور مونث دونوں جڑواں بچے ہوتے تو مونث کے ساتھ مذکر بچے کو بھی ذبح نہ کرتے، اگر دونوں مونث ہوتے تو پھر بھی دونوں چھوڑ دیتے(3)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی تو آپ اپنے قبلہ سے پیچھے ہٹے رخ انور پھیرا اور اللہ کی پناہ چاہی پھر دوبارہ قبلہ کے قریب ہوئے یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ آپ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز پکڑ رہے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا ہم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ نے نماز میں آج ایسا کام کیا ہے جو پہلے آپ نہیں کرتے تھے۔ فرمایا ہاں میری اس جگہ پر مجھ پر جنت اور جہنم پیش کی گئی، میں نے جہنم میں وہ کچھ دیکھا جس کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا، میں نے اس میں ایک عورت کو دیکھا جس نے بلی پال رکھی تھی۔ اس نے بلی کو باندھ رکھا تھا اسے کچھ کھلاتی تھی اور نہ پلاتی تھی اور نہ ہی اسے چھوڑتی کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑوں سے خوراک حاصل کر لیتی یہاں تک کہ وہ اس حالت میں مرگئی۔ میں نے اس میں عمرو بن لحی کو دیکھا جو اپنی انتڑیاں جہنم میں

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 107، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

گھسیٹ رہا ہے۔ اس نے جانوروں کو سائبہ بنایا، بحیرہ کیا، بتوں کو نصب کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا۔ میں نے جہنم میں عمران غفاری کو دیکھا اس کے ساتھ وہ کھونٹی تھی جس کے ساتھ وہ حاجیوں کے مال کی چوری کرتا تھا۔ کہا حضور ﷺ نے چوتھے آدمی کا بھی میرے لئے ذکر کیا میں وہ بھول گیا۔ میں نے جنت کو دیکھا اس میں جو کچھ ہے میں نے اس جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی میں نے اس سے خوشہ لینا چاہا تا کہ میں تمہیں دکھاؤں تو میرے اور اس خوشے کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی گئی۔ قوم کے ایک آدمی نے عرض کی اس کا ایک دانا کیسا تھا؟ فرمایا بڑے ڈول جیسا تھا جسے تیری ماں نے بہایا۔ محمد بن اسحاق نے کہا میں نے چوتھی چیز کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا وہ حضور ﷺ کے دو دانتوں کو اکھاڑنے والا تھا۔

امام بخاری اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے جہنم کو دیکھا کہ اس کا بعض بعض کھائے جا رہا ہے۔ میں نے عمر کو دیکھا کہ وہ انتڑیاں جہنم میں کھینچ رہا ہے یہ وہ شخص تھا جس نے سب سے پہلے جانوروں کو سائبہ بنایا (1)۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا کہ آپ اکثم بن جون سے فرما رہا تھے اے اکثم مجھ پر جہنم پیش کی گئی تو میں نے اس میں عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا وہ اپنی انتڑیاں جہنم میں گھسیٹ رہا تھا۔ میں نے کوئی آدمی ایسا نہیں دیکھا جو تجھ سے زیادہ اس کے مشابہ ہو اور نہ کسی ایسے آدمی کو دیکھا جو اس سے بڑھ کر تیرے مشابہ ہو۔ اکثم نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے تو ڈر لگ رہا ہے کہ کہیں اس کی مشابہت مجھے نقصان ہی نہ دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تو مومن ہے اور وہ کافر ہے وہ پہلا شخص تھا جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا تھا، بحیرہ کو بحیرہ بنایا، سائبہ کو سائبہ اور حامی کو حامی بنایا (2)۔

امام احمد، عبد بن حمید اور ابن مردویہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے جانوروں کو سائبہ بنایا، بتوں کی عبادت کی وہ ابوخزاعہ عمرو بن عامر ہے میں نے اسے دیکھا کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے (3)۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس شخص کو پہچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے جانوروں کو سائبہ بنایا، بتوں کو نصب کیا اور سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کو تبدیل کیا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کون ہے؟ فرمایا عمرو بن لحی جو بنو کعب سے تعلق رکھتا تھا۔ میں نے اسے دیکھا ہے کہ وہ جہنم میں اپنی انتڑیاں کھینچ رہا ہے۔ جہنمیوں کو اس کی انتڑیوں کی بدبو اذیت دیتی ہے۔ میں اسے بھی پہچانتا ہوں جس نے سب سے پہلے جانوروں کو بحیرہ بنایا۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ

1۔ صحیح بخاری، کتاب التفسیر، جلد 3، صفحہ 170 (4523)، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 103، بیروت
3۔ مسند امام احمد، جلد 1، صفحہ 446، دار صادر بیروت

صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون ہے؟ فرمایا وہ بنومدلج کا ایک آدمی ہے، اس کی دو اونٹنیاں تھیں، اس نے ان دونوں کے کان کاٹ دیئے ان کے دودھ اور ان پر سواری کو حرام کر لیا اور کہا یہ دونوں اللہ کے لئے ہیں پھر ان کی ضرورت پڑی تو ان کے دودھ کو پیا اور ان پر سواری کی۔ فرمایا میں نے اسے جہنم میں دیکھا ہے وہ اسے اپنے مونہوں سے کاٹ رہی ہیں اور اپنے پاؤں سے روندرہی ہیں (1)۔

امام احمد اور حاکم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اس نے کہا اسی اثناء میں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز میں تھے جبکہ لوگ آپ کے پیچھے صفیں بنائے ہوئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ آپ نے کوئی چیز پائی اور اسے پکڑنے لگے ہیں۔ آپ پیچھے ہٹے، لوگ بھی پیچھے ہٹے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ پیچھے ہٹے لوگ بھی پیچھے ہٹے، میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آج آپ کو نماز میں وہ کام کرتے ہوئے دیکھا ہے جو آپ نماز میں نہیں کرتے تھے۔ فرمایا میرے اوپر جنت پیش کی گئی اس تروتازگی کے ساتھ جو اس جنت میں ہے، میں نے اس کے انگوروں کا ایک خوشہ پایا اگر میں اسے پکڑ لیتا تو زمین و آسمان کے درمیان جو بھی افراد ہیں اگر اسے کھاتے تو اس میں کمی نہ کر سکتے۔ تو میرے اور اس خوشہ کے درمیان رکاوٹ ڈال دی گئی مجھ پر جہنم پیش کی گئی۔ جب میں نے اس کی لو کی لپیٹ پائی تو میں پیچھے ہٹ گیا۔ جہنم میں میں نے زیادہ تر عورتیں دیکھی ہیں۔ اگر انہیں امین بنایا جائے تو وہ راز ظاہر کر دیتی ہیں، اگر سوال کریں تو اصرار کرتی ہیں، اگر ان سے پوچھا جائے تو بخل کرتی ہیں، جب انہیں عطا کیا جائے تو شکر نہیں کرتیں۔ میں نے جہنم میں عمرو بن لحی کو دیکھا جو اپنی انتڑیاں جہنم میں گھسیٹ رہا تھا۔ میں نے اس کے زیادہ مشابہ معبد بن اکثم خزاعی کو دیکھا ہے۔ معبد نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کے ساتھ میری مشابہت پر آپ میرے بارے میں خوف محسوس کرتے ہیں۔ فرمایا نہیں تو مومن ہے اور وہ کافر ہے۔ یہ وہ پہلا شخص ہے جس نے عربوں کو بتوں کی عبادت پر برانگیختہ کیا (2)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ یہ نہیں سمجھتے کہ شیطان ان پر کیا چیزیں حرام کر رہا ہے۔

امام ابوالشیخ نے آیت کی تفسیر میں حضرت محمد بن ابی موسیٰ سے یہ روایت نقل کی ہے آباء نے یہ کام کیا اور مر گئے، بیٹے جوان ہوئے اور انہوں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمایا وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ۔ آباء نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولا جبکہ بیٹے اکثر جانتے ہی نہیں، وہ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ کام کیا ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت محمد بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سے مراد اہل کتاب ہیں اور لَا يَعْقِلُوْنَ سے مراد بت پرست ہیں (3)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جو نہیں سمجھتے تھے وہ پیروکار تھے اور جنہوں نے یہ جھوٹا بہتان باندھا تھا وہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے افتراء باندھا ہے (4)۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 104، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، کتاب الاہوال، جلد 4، صفحہ 647 (8788)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 110
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 111

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿١٠٥﴾

''اے ایمان والو! تم پر اپنی جانوں کی فکر لازمی ہے نہیں نقصان پہنچا سکے گا تمہیں جو گمراہ ہوا جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو۔ اللہ کی طرف ہی لوٹ کر جانا ہے تم سب نے پھر وہ آگاہ کرے گا تمہیں جو تم (اس دنیا میں) کیا کرتے تھے''۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، عدنی، ابن منیع اور حمیدی نے مسانید میں، ابوداؤد، ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)۔ امام نسائی، ابن ماجہ، ابویعلی، کجی نے سنن، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، دارقطنی نے افراد میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ، بیہقی نے شعب الایمان میں اور ضیاء نے مختارہ میں قیس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی، فرمایا اے لوگو تم یہ آیت يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ پڑھتے ہو جبکہ تم اس کو اپنے حقیقی معنی پر محمول نہیں کرتے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا لوگ جب ایک برائی کو دیکھیں اور اس کو تبدیل نہ کریں ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کر دے (1)۔

امام ابن جریر نے حضرت قیس بن ابی حازم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر جلوہ افروز ہوئے، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی پھر فرمایا اے لوگو تم اللہ تعالیٰ کی یہ آیت پڑھتے ہو اور اسے رخصت شمار کرتے ہو، اللہ کی قسم اس سے سخت آیت نازل نہیں ہوگی۔ اللہ کی قسم تمہیں چاہیے کہ تم نیکی کا حکم دو برائی سے روکو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سب پر عذاب نازل فرمادے گا (2)۔

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے حضرت جریر بجلی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کوئی قوم ہو جن کے درمیان ایک آدمی رہتا ہو جو گناہ کا ارتکاب کرتا ہو جبکہ وہ لوگ اس سے طاقت ور اور عزت والے ہوں پھر وہ طاقت سے اس برائی کو ختم نہ کریں تو ممکن ہے اللہ تعالیٰ سب کو عذاب میں مبتلا کر دے (3)۔

امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے) ابن ماجہ، ابن جریر، بغوی نے معجم میں، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ، حاکم (حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابوامیہ شعبانی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ابوثعلبہ خشنی رحمہ اللہ کے پاس آیا، میں نے اس سے کہا تم اس آیت کے ساتھ کیا کرتے ہو؟ اس نے پوچھا کون سی آیت؟ کہا يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ ۖ لَا يَضُرُّكُم مَّن ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ ۚ إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ جَمِيعًا فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ کہا اللہ کی قسم میں نے اس کے بارے میں باخبر سے پوچھا، میں نے اس بارے میں

1۔ سنن ابن ماجہ، باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 400 (4005) دارالکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 117، داراحیاء التراث العربی بیروت

3۔ مصنف عبدالرزاق، جلد 11، صفحہ 348، منظورات المجلس العلمی، بیروت

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو فرمایا نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو یہاں تک کہ جب تو ایسا بخل دیکھے جس کی اطاعت کی جاتی ہو، ایسی خواہش نفس ہو جس کی پیروی کی جاتی ہو، دنیا میں کو ترجیح دی جارہی ہو، ہر صاحب رائے اپنی رائے پر خوشی کا اظہار کر رہا ہو تو اپنے نفس کی خصوصی طور پر حفاظت کرو اور عوام کے معاملہ کو اپنے آپ سے دور کر دو کیونکہ تمہارے بعد صبر کے دن ہیں، ان میں صبر کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے آگ کے انگاروں کو اپنے ہاتھ میں لینے والا ہو۔ ان دنوں میں عمل کرنے والے کا اجر پچاس آدمیوں کے برابر ہوگا جبکہ وہ تمہارے عمل جیسا عمل کر رہا ہوگا (1)۔

امام احمد، ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے ان میں کوئی مسئلہ تھا تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے سے رک گیا پھر حاضر ہوا۔ حضور ﷺ نے پوچھا تجھے کس چیز نے روکے رکھا؟ عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے یہ آیت پڑھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم کہاں چلے گئے جبکہ تم ہدایت یافتہ ہو تو کفار میں سے جو گمراہ ہوئے ہیں وہ تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچائیں گے (2)۔

امام عبد الرزاق، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی اور ابو الشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی نے **عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ** کے بارے میں پوچھا تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ اس کا زمانہ نہیں کیونکہ آج تو بات قبول کی جاتی ہے لیکن قریب ہی تم پر ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم نیکی کا حکم دو گے تو تمہارے ساتھ یہ یہ سلوک کیا جائے گا یا کہا تمہاری بات قبول نہ کی جائے گی تو اس وقت تم پر لازم ہوگا کہ تم اپنا بچاؤ کرو۔ جب تو ہدایت یافتہ ہوگا تو جو گمراہ ہوگا وہ تجھے کچھ نقصان نہ دے گا (3)۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو جبکہ اس کے مقابلہ میں ڈنڈا اور تلوار نہ لو۔ جب ایسا ہو جائے (کہ تم نیکی کا حکم دو تو لوگ ڈنڈا اور تلوار نکال لیں) تو پھر اپنا بچاؤ کرو (4)۔

امام عبد بن حمید، نعیم بن حماد نے فتن میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت ابو العالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لوگ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ دو آدمیوں کے درمیان ایسا اختلاف واقع ہو گیا جیسا لوگوں میں ہوتا ہے یہاں تک کہ ان دونوں میں سے ہر ایک دوسرے ساتھی کی طرف اٹھا۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے ایک ساتھی نے کہا کیا میں نہ اٹھوں اور ان دونوں کو نیکی کا حکم دوں اور برائی سے روکوں؟ دوسرے نے اس سے کہا جو اس کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا اپنا آپ بچاؤ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ** حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اسے سنا فرمایا ٹھہر جاؤ۔ ابھی تک اس آیت کی تاویل کا زمانہ ظاہر نہیں ہوا بے شک

1۔ سنن ابن ماجہ باب الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، جلد 4، صفحہ 405 (4014)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ مسند امام احمد، جلد 4، صفحہ 201، دار صادر بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 113، دار احیاء التراث العربی بیروت

4۔ سنن سعید بن منصور، جلد 4، صفحہ 1656 (844)، دار الصمیعی الریاض

قرآن نازل ہوا جہاں نازل ہوا۔ اس کی کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل (معنی) ان کے نازل ہونے سے پہلے ہی ظاہر ہو چکی تھی، ان میں سے کچھ ایسی ہیں جن کی تاویل رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ظاہر ہوگئی اور ان میں سے کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل رسول اللہ ﷺ کے کئی سال بعد ظاہر ہوگی۔ ان میں سے کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل آج کے بعد ظاہر ہوئی اور کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل قیامت کے وقت ظاہر ہوگی۔ یہ وہ آیات ہیں جن میں قیامت کا ذکر ہے۔ ان میں سے کچھ آیات ایسی ہیں جن کی تاویل حساب کے وقت ظاہر ہوگی۔ یہ وہ آیات ہیں جن میں حساب، جنت اور جہنم کا ذکر ہے۔ جب تک تمہارے دل ایک رہیں گے اور خواہشات ایک رہیں گی اور تم گروہ در گروہ نہ ہوگے تو تم ایک دوسرے کی قوت کا ذائقہ نہ چکھو گے۔ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ جب تمہارے دل اور خواہشات بکھر جائیں اور تم جماعتوں میں بٹ جاؤ اور تم میں سے بعض بعض کا ذائقہ چکھیں تو پھر ہر ایک آدمی کو اپنی جان کی حفاظت کرنی چاہیے۔ تو اس وقت اس آیت کا معنی ظاہر ہوگا (1)۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے کہا گیا کہ آپ ان ایام میں مطلق ہی بیٹھ گئے ہیں نہ آپ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور نہ ہی برائی سے روکتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ تو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ میرے اور میرے ساتھیوں کے بارے میں نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار موجود آدمی غائب کو پیغام حق پہنچا دے، ہم وہاں حاضر تھے اور تم غائب۔ لیکن یہ آیت ان مومنوں کے لئے ہے جو ابھی تک نہیں آئے، اگر وہ بات کریں گے تو ان کی بات قبول نہ کی جائے گی (2)۔

امام عبد الرزاق اور ابن جریر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے ایک آدمی سے روایت نقل کی ہے کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں مدینہ طیبہ میں ایک حلقہ میں بیٹھا ہوا تھا، اس مجلس میں حضور ﷺ کے صحابہ بھی تھے۔ ان میں سے ایک بوڑھے نے یہ آیت پڑھی۔ میرا خیال ہے وہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ تھے اور کہا اس آیت کی تاویل آخر زمانہ میں ظاہر ہوگی (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابو مازن رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں مدینہ طیبہ کی طرف گیا۔ وہاں لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ تو ان میں سے ایک نے یہ الفاظ پڑھے عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ تو اکثر نے کہا اس آیت کی تاویل ابھی ظاہر نہیں ہوئی (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت جبیر بن نفیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں ایک حلقہ میں موجود تھا جس میں حضور ﷺ کے صحابہ بھی تھے جبکہ میں سب سے چھوٹا تھا۔ ان لوگوں نے نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کا آغاز کیا۔ میں نے کہا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد نہیں فرمایا؟ عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ وہ سب ایک زبان ہو کر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا تم قرآن حکیم سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 114، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 113
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 114
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 113

ایک آیت لیتے ہو جسے تم پہچانتے نہیں۔ یہ نہیں جانتے کہ اس کی تاویل کیا ہے؟ یہاں تک کہ میں یہ آرزو کرنے لگا کہ میں نے بات نہ کی ہوتی پھر وہ باتیں کرنے لگے۔ جب ان کے اٹھنے کا وقت ہوا تو انہوں نے کہا تو ابھی کم عمر ہے، تو نے ایک ایسی آیت لی جس کے بارے میں تو نہیں جانتا کہ اس کی حقیقت کیا ہے، ممکن ہے تو ایسا زمانہ پائے جب تو ایسا بخل دیکھے جس کی اطاعت کی جاتی ہو، ایسی خواہش دیکھے جس کی پیروی کی جاتی ہو اور یہ دیکھے کہ ہر آدمی اپنی رائے کو پسند کر رہا ہو تو اس وقت اپنا بچاؤ کرو۔ جب تو ہدایت یافتہ ہو تو جو آدمی گمراہ ہو وہ تمہیں کوئی نقصان نہیں دے گا(1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْكُمْ اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں بتائیے فرمایا اے معاذ نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو۔ جب تم ایسا بخل دیکھو جس کی اطاعت کی جاتی ہو، ایسی خواہش نفس دیکھو جس کی پیروی کی جا رہی ہو اور ہر ایک آدمی کو اپنی رائے کا گرویدہ دیکھو تو اس وقت اپنے آپ کو بچاؤ، کسی اور کی گمراہی تمہیں کوئی نقصان نہ دے گی تمہارے بعد صبر کے ایام ہیں، ان ایام میں دین کو مضبوطی سے پکڑنے والا ایسے ہی ہے جیسے انگاروں کو ہاتھ میں لینے والا۔ آج جیسا تم عمل کرتے ہو ان دنوں میں ایسا عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے عمل کے برابر اجر دیا جائے گا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے پچاس آدمیوں کے برابر؟ فرمایا نہیں بلکہ تم میں سے پچاس آدمیوں کے برابر۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ذکر کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی تاویل کا وقت ابھی نہیں آیا۔ اس کی تاویل اس وقت ہوگی جب حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔

امام ابن مردویہ حضرت محمد بن عبد اللہ تیمی رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی قوم اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک نہیں کرتی مگر اللہ تعالیٰ ان پر ذلت کو مسلط کر دیتا ہے، کوئی قوم اپنے درمیان برائی کو جڑ پکڑنے نہیں دیتی مگر اللہ تعالیٰ ان میں عقاب کو عام کر دیتا ہے اور تمہارے درمیان اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لئے عمومی عقاب کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے مگر یہ کہ تم اس آیت کی یہ تاویل کرو کہ اس میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ذکر نہیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ آپ کے خطبہ میں یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگوں اس آیت کے بارے میں گفتگو نہ کیا کرو۔ کہا بدکار آدمی ایک قوم میں ہوگا وہ اسے منع نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ سب کو سزا دے گا۔

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی، فرمایا تعجب ہے یہ آیت اپنے اندر کتنی وسعت رکھتی ہے، تعجب ہے یہ آیت کتنی ثقاہت رکھتی ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 114، دار احیاء التراث العربی بیروت

امام ابوالشیخ نے حضرت عثمان شحام ابی سلمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے بصرہ کے ایک شخص نے بیان کیا ہے اسے مجھ پر فضیلت اور عمر میں زیادتی حاصل تھی۔ اس نے کہا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے رب سے سوال کیا اے میرے رب زمین میں، میں کیسے تیرے لئے چلوں اور تیرے لئے اخلاص کے ساتھ کام کروں؟ فرمایا اے داؤد جو مجھے احمر وابیض میں سے پسند کرتا ہے اسے تو محبوب رکھ، تیرے ہونٹ ہمیشہ میرے ذکر سے تر رہیں اور غائب کے بستر سے دور رہ۔ عرض کی اے میرے رب یہ کیسے ہوگا کہ دنیا والے جن میں کچھ نیک ہیں اور کچھ برے وہ مجھ سے محبت کریں؟ فرمایا اے داؤد تو دنیا والوں کے لئے ان کی دنیا کے لئے کام کرنا اور آخرت والوں سے آخرت کی وجہ سے محبت کرنا۔ جب تو نے ایسا کیا تو جب تو ہدایت یافتہ ہو تو جو آدمی گمراہ ہو اوہ تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی آیا اور کہا اے ابوعبدالرحمٰن چھ افراد ہیں سب نے قرآن پڑھا، سب مجتہد ہیں وہ اس میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ وہ ایک دوسرے پر شرک کی گواہی دیتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید تیری یہ رائے ہو کہ میں تجھے یہ حکم دوں گا کہ تو ان کی طرف جا اور ان سے جنگ کر۔ انہیں نصیحت کر اور بری باتوں سے منع کر۔ اگر وہ تیری نافرمانی کریں تو اپنے نفس کو لازم پکڑ۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے پھر یہ آیت پڑھی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت صفوان بن محرز رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ خواہش نفس کی غلامی کرنے والوں میں سے ایک آدمی ان کے پاس آیا۔ اس نے کچھ باتیں کیں تو صفوان نے اس سے کہا کیا میں تجھے اللہ تعالیٰ کے اس خاص امر کی طرف راہنمائی نہ کروں جس کے ساتھ اس نے اپنے بندوں کو خاص کیا ہے پھر یہ آیت تلاوت کی (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے علی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کہتے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں حکم کی اطاعت کرو اور میری وصیت کی حفاظت کرو (2)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جب بندہ حلال وحرام کے بارے میں میرے حکم کی اطاعت کرتا ہے تو جو آدمی اس کے بعد گمراہ ہوتا ہے تو وہ اسے کوئی نقصان نہیں دیتا جب اس نے میرے حکم پر عمل کر لیا (3)۔

امام ابن جریر قارب کے واسطہ ضحاک سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں جب تک تلوار یا ڈنڈا نہ آیا (4)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت مکحول رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے آپ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا اس آیت کی تاویل ابھی ظاہر نہیں ہوئی۔ جب نصیحت کرنے والا ڈرنے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 116، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 115 4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 116

لگے اور جس کو نصیحت کی جا رہی ہو تو وہ انکار کر دے تو اپنے آپ کو لازم پکڑ۔ جب تو خود ہدایت یافتہ ہو تو اس کا گمراہ ہونا تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عمر رحمہ اللہ سے جو غفرہ کے غلام تھے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اس وقت ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا باپ کافر ہوتا، ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا بھائی کفر اختیار کرتا۔ جب ان کے دلوں میں ایمان کی حلاوت راسخ ہو جاتی تو وہ اپنے بھائیوں اور آباء کو بھی ایمان لانے کی دعوت دیتے تو جواب میں کافر کہتے ہمارے لئے وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے آباء واجداد کو پایا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابوالشیخ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ اهْتَدَيْتُمْ سے مراد یہ ہے کہ جب تم نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب تو نیکی کا حکم دے اور برائی سے روکے تو جو آدمی گمراہ ہے وہ تجھے کوئی نقصان نہیں دے گا جب تو ہدایت یافتہ ہو (3)۔

امام ابن جریر نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اس آیت کی تلاوت کی تو کہا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ بِهَا، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَيْهَا زمانہ گزشتہ میں کوئی مومن نہیں ہوا اور آئندہ بھی کوئی مومن نہیں ہوگا مگر اس کے پہلو میں منافق ہو گا جو مومن کا عمل ناپسند کرے گا (4)۔

امام احمد، ابن ماجہ اور بیہقی نے شعب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کب نیکی کا حکم اور برائی سے منع کرنا چھوڑ دیا جائے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں بھی وہی کمزوریاں ظاہر ہو جائیں جو تم سے قبل بنو اسرائیل میں تھیں۔ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کیا ہیں؟ فرمایا جب تمہارے اچھے لوگوں میں ضعف، بڑوں میں بدکاری، حکومت تمہارے چھوٹوں اور رفقہ، ایک روایت میں علم تمہارے رذیل لوگوں کی طرف منتقل ہو جائے۔

امام بیہقی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنی جانب سے تم پر عذاب بھیج دے، پھر تم دعا کرو تو وہ تمہاری قبول نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (6)۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ حِيْنَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 118، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً جلد 7، صفحہ 116 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً
5۔ شعب الایمان، جلد 6، صفحہ 84 (7555)، دار الکتب العلمیہ بیروت 6۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 84، (7558)

الْوَصِيَّةِ اثْنٰنِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِي الْاَرْضِ فَاَصَابَتْكُمْ مُّصِيْبَةُ الْمَوْتِ ۭ تَحْبِسُوْنَهُمَا مِنْۢ بَعْدِ الصَّلٰوةِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ اِنِ ارْتَبْتُمْ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۙ وَلَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ ۙ اللّٰهِ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الْاٰثِمِيْنَ ﴿١٠٦﴾ فَاِنْ عُثِرَ عَلٰٓي اَنَّهُمَا اسْتَحَقَّآ اِثْمًا فَاٰخَرٰنِ يَقُوْمٰنِ مَقَامَهُمَا مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوْلَيٰنِ فَيُقْسِمٰنِ بِاللّٰهِ لَشَهَادَتُنَآ اَحَقُّ مِنْ شَهَادَتِهِمَا وَمَا اعْتَدَيْنَآ ڮ اِنَّآ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٠٧﴾ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يَّاْتُوْا بِالشَّهَادَةِ عَلٰي وَجْهِهَآ اَوْ يَخَافُوْٓا اَنْ تُرَدَّ اَيْمَانٌۢ بَعْدَ اَيْمَانِهِمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاسْمَعُوْا ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٠٨﴾ۧ

"اے ایمان والو! آپس میں تمہاری گواہی جب آجائے کسی کو تم سے موت وصیت کرتے وقت (یہ ہے کہ) دو معتبر شخص تم میں سے ہوں یا دو اور غیروں میں سے اگر تم سفر کر رہے ہو زمین میں پھر پہنچے تمہیں موت کی مصیبت روکو ان دو گواہوں کو نماز پڑھنے کے بعد تو وہ قسم کھائیں اللہ کی اگر تمہیں شک پڑ جائے (ان الفاظ سے) کہ ہم نہ خریدیں گے اس قسم کے عوض کوئی مال اور اگرچہ قریبی رشتہ دار ہی ہو۔ اور ہم نہیں چھپائیں گے اللہ کی گواہی (اگر ہم ایسا کریں) تو یقیناً ہم اس وقت گناہ گاروں میں (شمار) ہوں گے۔ پھر اگر پتہ چلے کہ وہ دونوں گواہ سزاوار ہوئے ہیں کسی گناہ کے تو دو اور کھڑے ہو جائیں ان کی جگہ ان میں سے جن کا حق ضائع کیا ہے پہلے گواہوں نے اور (یہ نئے دو گواہ) قسم اٹھائیں اللہ کی کہ ہماری گواہی زیادہ ٹھیک ہے ان دو کی گواہی سے اور ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا (اگر ہم ایسا کریں تو) بے شک اس وقت ہم ظالموں میں شمار ہوں گے۔ یہ طریقہ زیادہ قریب ہے کہ گواہ دیا کریں گواہی جیسا کہ چاہیے یا خوف کریں اس بات کا کہ لوٹائی جائیں گی قسمیں (میت کے وارثوں کی طرف) ان کی قسموں کے بعد اور ڈرتے رہو اللہ سے اور سنو اس کا حکم اور اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا فاسق قوم کو"۔

امام ترمذی (امام ترمذی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے) ابن جریر، ابن ابی حاتم، نحاس نے ناسخ میں، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ابونعیم نے معرفت میں ابونضر کے واسطہ سے (وہی کلبی ہے) انہوں نے باذان سے (جو ام ھانی کے غلام ہیں) انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے حضرت تمیم داری سے اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت نقل کی ہے کہا اس

آیت سے میرے اور عدی بن بداء کے سوا تمام لوگ بری ہیں۔ یہ دونوں نصرانی تھے، اسلام قبول کرنے سے پہلے یہ شام جاتے تھے۔ یہ دونوں تجارت کے لئے شام آئے۔ ان دونوں کے پاس بنو سہم کا ایک غلام سامان تجارت لے کر آیا جسے بدیل بن ابی مریم کہتے۔ اس کے پاس چاندی کا پیالہ تھا جس کے ذریعہ بادشاہ (سے ملاقات) کا ارادہ رکھتا تھا۔ یہ اس کا سب سے عظیم تجارتی سامان تھا۔ وہ بیمار ہوگیا۔ اس نے ان دونوں کو وصیت کی اور انہیں کہا کہ اس کے ترکے کو اس کے گھر والوں تک پہنچا دینا۔ تمیم نے کہا جب وہ مرگیا تو ہم نے وہ پیالہ لے لیا اور ایک ہزار درہم کے بدلہ میں بیچ دیا پھر رقم میں اور عدی بن بداء نے تقسیم کرلی۔ جب ہم اس کے گھر والوں کے پاس پہنچے تو جو مال موجود تھا۔ وہ ہم نے ان کو دے دیا انہوں نے وہ پیالہ سامان میں نہ پایا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ ہم نے کہا اس نے اس سامان کے علاوہ کوئی مال نہیں چھوڑا اور اس سامان کے علاوہ ہمیں کوئی سامان نہیں دیا۔ تمیم نے کہا جب میں رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ طیبہ تشریف لانے کے بعد مسلمان ہوا تو میں نے اس وجہ سے اپنے آپ کو گناہ گار سمجھا۔ میں اس کے گھر والوں کے پاس آیا اور انہیں سب واقعہ بتایا اور انہیں پانچ سو درہم دے دیے۔ میں نے انہیں یہ بھی بتایا کہ میرے ساتھی کے پاس بھی اتنا ہی مال ہے۔ اس کے ورثاء دوسرے آدمی کو رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے گواہ طلب کیے مگر ان کے پاس گواہ نہیں تھے۔ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ اس سے اس چیز کی قسم لے لیں جو ان کے دین پر عظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور ایک دوسرا آدمی اٹھے، دونوں نے قسم اٹھائی تو عدی بن بداء سے بھی پانچ سو درہم لے لئے گئے (1)۔

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، امام ترمذی (امام ترمذی نے روایت کو حسن قرار دیا ہے) ابن جریر، ابن منذر، نحاس، طبرانی، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ بنو سہم کا ایک آدمی تمیم داری اور عدی بن بداء کے ساتھ نکلا سہمی کی وفات ایسی جگہ ہوئی جہاں کوئی مسلمان نہیں تھا۔ سہمی نے ان دونوں کو وصیت کی۔ جب یہ دونوں اس کا ترکہ لائے تو اس کے ورثاء نے چاندی کا ایک جام نہ پایا جس پر سونے کا پانی چڑھا ہوا تھا۔ رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں سے قسم لی کہ اللہ کی قسم نہ تم دونوں نے اسے چھپایا ہے اور نہ ہی اس کے بارے میں تم کچھ علم رکھتے ہو۔ پھر ورثاء نے وہی جام مکہ مکرمہ میں پایا تو کہا گیا ہم نے یہ جام تمیم اور عدی سے خریدا ہے۔ تو سہمی کے ورثا میں سے دو آدمی اکٹھے ہوئے۔ دونوں نے قسم اٹھائی ہماری شہادت ان کی شہادت سے زیادہ صحیح ہے۔ یہ جام ان کے ساتھی کا ہے اور جام لے لیا گیا تو اس کے بارے میں یہ آیات نازل ہوئیں (2)۔

امام ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ تمیم داری اور عدی بن بداء دو نصرانی تھے۔ دور جاہلیت میں وہ مکہ کی طرف تجارت کے لئے جاتے اور وہاں طویل عرصہ قیام کرتے۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی تو وہ اپنا تجارتی سامان مدینہ طیبہ لائے۔ بدیل بن ماریہ جو حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کا غلام تھا، تجارت کی غرض سے مدینہ طیبہ آیا۔ پھر یہ سب تجارت کی غرض سے شام گئے۔ ابھی راستہ میں ہی تھے کہ بدیل بیمار ہوگیا۔ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 136، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ معجم کبیر، جلد 17، صفحہ 109 (268) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

نے اپنے ہاتھ سے وصیت لکھی۔ اسے اپنے سامان میں چھپادیا پھران دونوں کو وصیت کی۔ جب وہ فوت ہوگیا ان دونوں نے اس کا سامان کھولا، اس میں سے ایک چیز نکال لی پھر سامان اسی طرح بند کر دیا۔ جس طرح وہ پہلے بند تھا پھر وہ مدینہ طیبہ اس کے ورثاء کے پاس آئے اور سامان انہیں دے دیا۔ گھر والوں نے سامان کھولا، اس میں مکتوب اس کا عہد اور جو سامان لے کر وہ چلے تھے وہ پایا۔ انہوں نے سامان میں کچھ چیزیں کم دیکھیں اور دونوں سے اس بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے کہا یہی سامان ہم نے قبضہ میں لیا تھا اور یہی ہمیں دیا گیا تھا۔ دونوں کو ورثاء نے کہا یہ اس کے ہاتھ کی تحریر ہے۔ تو انہوں نے کہا ہم نے کوئی چیز نہیں چھپائی۔ انہوں نے مسئلہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

رسول اللہ ﷺ نے ورثاء کو حکم دیا کہ عصر کی نماز کے بعد ان سے قسم لے لیں اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم نے اس سامان کے سوا کسی سامان پر قبضہ نہیں کیا اور نہ ہی اسے چھپایا ہے۔ دونوں ٹھہرے رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ وہ ٹھہرے رہیں۔ پھران کے پاس چاندی کا منقش برتن ظاہر ہوگیا جس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا تھا۔ تو اس کے ورثا نے کہا یہ اس کے سامان میں سے ہے۔ انہوں نے کہا یہ واقعی اس کے سامان میں سے ہے لیکن ہم نے اس سے خرید لیا تھا۔ جب ہم نے قسم اٹھائی تھی تو ہم اسے بھول گئے تھے۔ بعد میں ہم نے اسے ناپسند کیا کہ ہم اپنے آپ کو جھٹلائیں۔ تو انہوں نے مسئلہ حضور ﷺ کی بارگاہ اقدس میں پیش کیا تو یہ آیت نازل ہوئی فَاِنْ عُثِرَ۔ نبی کریم ﷺ نے میت کے گھر والوں کو حکم دیا کہ انہوں نے جو مال چھپایا اور غائب کیا ہے وہ اس مال کے مستحق ہیں۔ پھر تمیم داری نے اسلام قبول کر لیا اور نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ وہ یہ کہا کرتے تھے اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ میں نے وہ برتن لیا تھا پھر عرض کی یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو تمام زمین پر غالب فرمائے گا تو مجھے بیت اللحم سے دو دیہات دینا۔ یہ وہ بستی ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے تحریر لکھ دی۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شام آئے تو تمیم نے حضور ﷺ کا خط پیش کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس کے لئے حاضر ہوں اور دونوں دیہات انہیں دے دیئے گئے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ میں شَهَادَةُ کو مرفوع مگر تنوین کے بغیر اور بَيْنِكُمْ کو مضاف الیہ کے طور پر مجرور پڑھا ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور نحاس، علی کے واسطہ سے ابوطلحہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کرتے ہے کہ یہ آیت اس آدمی کے بارے میں ہے کہ جب وہ آدمی فوت ہو اور اس کے پاس مسلمان ہوں تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا کہ وہ اپنی وصیت پر دو عادل مسلمانوں کو گواہ بنائے پھر فرمایا اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ۔ یہ اس آدمی کے بارے میں ہے جو فوت ہو اور اس کے پاس مسلمانوں میں سے کوئی آدمی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ وہ دو غیر مسلموں کو گواہ بنالے۔ اگر ان کی شہادت کے بارے میں شک ہو تو نماز کے بعد ان سے قسم لے لیں، وہ کہیں ہم نے اپنی گواہی کے عوض کوئی حقیر مال

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 137، دار احیاء التراث العربی بیروت

حاصل نہیں کیا۔ اگر میت کے ورثاء کو معلوم ہو جائے کہ کفار نے گواہی میں جھوٹ بولا ہے تو ورثاء میں سے دو آدمی اٹھیں، وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائیں کہ کفار کی شہادت باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان کا یہی معنی ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ کافروں نے جھوٹ بولا ہے تو دو وارث اٹھیں، وہ یہ قسم اٹھائیں کہ دونوں نے جھوٹ بولا ہے۔ یہ زیادہ مناسب ہے کہ کافر صحیح شہادت دیں یا اس امر سے ڈریں کہ کہیں بعد میں ان کی قسمیں رد نہ کر دی جائیں اور کفار کی شہادت ترک نہ کر دی جائے اور ورثاء کو گواہی دینے کا حکم دے دیا جائے مسلمانوں کی گواہی پر قسمیں نہیں قسمیں اس وقت ہیں جب گواہی دینے والے کافر ہوں (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عوفی کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ منکم سے مراد مسلمان ہیں۔ غیر کم سے مراد غیر مسلم ہیں۔ وہ نماز کے بعد قسم اٹھائیں۔ بعد میں میت کے ورثاء اٹھیں اور قسم اٹھائیں اور یہ کہیں ہمارے ساتھی نے یہ وصیت نہیں کی تھی۔ بے شک یہ دونوں جھوٹے ہیں اور میت کے ورثاء اپنی قسموں کے ساتھ اپنے مال کے زیادہ مستحق ہیں پھر اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق میراث کا فیصلہ کیا جائے گا اور کافروں کی شہادت باطل ہو جائے گی اور یہ منسوخ ہے (2)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس آیت (اثنان ذوا عدل منکم) کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا کتاب میں جو بھی حکم ہے اس کی دلیل بھی موجود ہے مگر اس کی دلیل نہیں۔ اگر میں تمہیں اس بارے میں نہ بتاؤں تو میں اس آدمی سے بھی زیادہ جاہل ہوں گا جس نے جمعہ کے روز غسل چھوڑ دیا۔ ایک آدمی ہے جو مسافر کی حیثیت سے گھر سے نکلا۔ ان کے پاس مال بھی ہے، اسے موت آ جاتی ہے، اگر وہ مسلمانوں میں سے دو آدمی پائے تو وہ اپنا ترکہ ان کے حوالے کر دے اور مسلمانوں میں سے دو آدمی ان پر گواہ بنا لے۔ اگر وہ دو مسلمان نہ پائے تو اہل کتاب میں سے دو آدمی لے۔ اگر وہ ترکہ ادا کر دے تو یہی اس کا حق ہے۔ اگر وہ انکار کرے تو اس سے نماز کے بعد اللہ وحدہ لاشریک کے نام کی قسم لی جائے کہ یہی چیز مجھے ملی اور میں نے اس میں سے کوئی چیز غائب نہیں کی۔ جب وہ قسم اٹھا دے تو وہ بری ہو جائے گا۔ اگر اس کے بعد تحریر والے دو آدمی آئیں اور اس پر گواہی دیں پھر اس قوم کے لوگ اس پر دعویٰ کریں اور یہ بیان کریں کہ فلاں چیز ان کی ہے تو وارثوں کی قسمیں ان کی گواہی کے ساتھ رکھی جائیں گی پھر وہ اس کا حق لے لیں۔ یہی وہ چیز ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ اَوْ اٰخَرٰنِ مِنْ غَيْرِكُمْ

امام عبد بن حمید اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے شَهَادَةُ بَيْنِكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ ایک مسلمان فوت ہوا اور اس کی موت کے وقت دو مسلمان یا کافر موجود ہوں۔ ان دو کے علاوہ کوئی اور آدمی موجود نہ ہو۔ اگر میت کے ورثاء اس بات پر راضی ہو جائیں جو ان دونوں نے اس کے ترکہ میں سے غائب کیا ہو تو ٹھیک اور دونوں گواہ قسم اٹھائیں گے کہ وہ سچے ہیں۔ اگر وہ ان کی غلطی پر مطلع ہو اور کہے یہاں کوئی گڑبڑ ہے تو وارثوں میں دو آدمی قسم اٹھائیں تو وہ اس مال کے حق دار ہو جائیں گے اور دونوں گواہوں کی قسموں کو باطل کر دیں گے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 129,34، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 135

امام ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور ضیاء نے مختارہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ من غیر کم سے مراد مسلمانوں کے علاوہ اہل کتاب ہیں۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن میسیب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مِنْكُمْ سے مراد تمہارے دینی بھائی اور غَيْرِكُمْ سے مراد اہل کتاب ہیں جب وہ فوت ہونے والا ایسی جگہ ہو جہاں کوئی آدمی نہ ہو(1)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت شریح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہودی اور نصرانی کی گواہی وصیت کے سوا جائز نہیں اور وصیت میں بھی صرف اس وقت گواہی جائز ہوگی جب سفر کی حالت میں ہو(2)۔

امام عبدالرزاق، ابوعبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ایک مسلمان کو دقوقاء میں موت آئی۔ اس نے مسلمانوں میں سے کسی کو نہیں پایا جو اس کی وصیت پر گواہ بنے۔ تو اس نے اہل کتاب میں سے دو آدمیوں کو گواہ بنالیا۔ وہ دونوں کوفہ میں آئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ انہیں سب واقعہ بتایا۔ اس کا ترکہ اور وصیت پیش کی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ایسا امر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے بعد آج تک نہیں ہوا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے دونوں سے عصر کی نماز کے بعد قسم لی۔ اللہ کی قسم ان دونوں نے نہ کوئی خیانت کی ہے، نہ جھوٹ بولا ہے، نہ کوئی چیز تبدیل کی ہے، نہ کوئی چیز چوری کی ہے اور نہ ہی کوئی چیز بدلی ہے۔ یہی اس کی وصیت اور ترکہ ہے تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کی شہادت کو نافذ کر دیا(3)۔

امام ابن جریر نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت ایک آدمی کے بارے میں نازل ہوئی جو فوت ہو گیا۔ اس کے پاس کوئی مسلمان نہیں تھا۔ یہ ابتدائے اسلام کا دور تھا۔ وہ علاقہ دار حرب تھا اور وہاں لوگ کافر تھے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ مدینہ طیبہ میں تھے۔ لوگ وصیت کے ذریعے ایک دوسرے کے وارث بنتے تھے پھر وصیت منسوخ ہو گئی اور حصے معین کر دیے گئے اور مسلمان ان پر عمل پیرا ہو گئے(4)۔

امام ابن جریر نے حضرت زبیر رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ طریقہ یہی چلا آرہا ہے کہ حضر و سفر میں کافر کی گواہی جائز نہیں یہ صرف مسلمانوں میں ہی جائز ہے(5)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے(6)۔

امام عبد بن حمید اور ابوالشیخ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دوسرے دو ہوں تو مسلمان مگر اس کے قبیلہ سے تعلق نہ رکھتے ہوں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، نحاس، ابوالشیخ اور بیہقی نے سنن میں یہ روایت نقل کی ہے کہ مِنْكُمْ سے مراد ہے کہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 128، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 124
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 125
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 126
5۔ ایضاً
6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 146

تمہارے قبیلے کے ہوں اور من غیر کم سے مراد ہے کہ وہ تمہارے قبیلے کے نہ ہوں، کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ فرمایا کہ انہیں نماز کے بعد روک لو تو وہ سب مسلمانوں میں سے ہوں گے (1)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عقیل رحمہ اللہ کی سند سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے اس آیت کے متعلق ابن شہاب سے پوچھا، میں نے کہا آپ کا کیا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وصیت کرنے والے کے علاوہ جن دو افراد کا ذکر کیا ہے کیا وہ دونوں مسلمان ہیں یا وہ اہل کتاب میں سے ہیں؟ اور آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ دو آدمی جوان کے قائم مقام ہوں گے، کیا وہ وصیت کرنے والے کے خاندان سے ہوں گے یا وہ دونوں غیر مسلم ہوں گے؟ ابن شہاب نے کہا ہم نے اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ سے کوئی چیز نہیں سنی جس کو میں ذکر کروں، ہم کبھی کبھی اس کے بارے میں علماء سے بات چیت کرتے تھے، وہ اس کے بارے میں معلوم سنت اور امام عادل سے کسی فیصلہ کا ذکر نہیں کرتے تھے لیکن اس کی تفسیر میں ان کی آراء مختلف ہوتیں ہمارے نزدیک ان کی رائے سب سے زیادہ تعجب والی ہوتی جو یہ کہتے یہ آیت ان مسلمانوں کے بارے میں ہے جو وراثت کے مستحق ہوتے ہیں جس کے وہ وارث ہوتے اس کے پاس کچھ وارث حاضر ہوتے اور کچھ وارث غائب ہوتے جو اس کے پاس حاضر ہوتے جو غائب ہوتے انہیں وصیت کے بارے میں بتاتے۔ اگر وہ غائب مان جاتے تو وصیت جائز ہو جاتی، اگر وہ شک کرتے کہ موجود لوگوں نے میت کے قول میں تبدیلی کر دی ہے اور میت نے جس کے بارے میں وصیت کا ارادہ نہیں کیا اس کے بارے میں انہوں نے وصیت کا ذکر کیا ہے تو جو لوگ اس میت کے پاس حاضر تھے ان میں سے دو نماز کے بعد گواہی دیں گے۔ جب وہ اس پر قسم اٹھا لیں گے تو ان کی شہادت جائز ہو جائے گی جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ ان دونوں نے قسم اٹھانے میں گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ (جب یہ ثابت ہو جائے) تو وارثوں میں سے جو مدمقابل ہوں گے، وہ اٹھیں گے اور ان کی گواہی کا انکار کر دیں گے جنہوں نے پہلی دفعہ گواہی دی تھی اور ان سے قسم لی گئی تھی۔ وہ دونوں یوں قسم اٹھائیں گے ہماری گواہی تمہیں جھٹلانے کے لئے ہے اور جو تم نے گواہی دی ہے اس کو باطل کرنے کے لئے ہے، ہم نے حد سے تجاوز نہیں کیا، اگر ہم ایسا کریں تو ہم ظالم ہیں (2)۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے عبیدہ سے روایت نقل کی ہے کہ صلاۃ سے مراد عصر کی نماز ہے (3)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے روایت سے نقل کی ہے کہ لَا نَشْتَرِيْ بِهٖ ثَمَنًا سے مراد ہے کہ ہم اس کے بدلہ میں رشوت نہیں لیں گے اور وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةَ اللّٰهِ کا معنی یہ ہے اگرچہ اس کا صاحب دور ہو تب بھی ہم گواہی کو نہیں چھپائیں گے (4)۔

امام ابو عبیدہ، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ یوں قرأت کرتے وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةً یعنی شہادۃ کے لفظ پر تنوین پڑھتے اور لفظ اللہ اسم جلالت کے ہمزہ کو قطعی اور منصرف پڑھتے اور اسم جلالت کے

1۔ سنن صغیر از بیہقی، جلد 4، صفحہ 154، جامعۃ الدراسات الاسلامیۃ کراچی

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 127، بیروت۔

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 35، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 33-132، بیروت

آخر میں قسم کی وجہ سے جر پڑھتے (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ وَ لَا نَكْتُمُ شَهَادَةً اللّٰهِ پڑھتے اور شہادت سے مراد ہی قسم ہے۔

حضرت عاصم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ شہادۃ کا لفظ منصوب اور مضاف ہے، اس پر تنوین نہیں۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ پہلے گواہوں نے خیانت کی ہے کہ انہوں نے جھوٹ بولا ہے یا بات چھپائی ہے تو دو ایسے آدمی گواہی دیں جو ان دونوں سے زیادہ عادل ہوں اور اس کی گواہی کے خلاف گواہی دیں جو پہلے گواہوں نے گواہی دی تو ان کی گواہی جائز ہو جائے گی اور پہلوں کی شہادت باطل ہو جائے گی (2)۔

امام فریابی، عبد بن حمید، ابوعبید، ابن جریر، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ (استحق) کو تاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھتے (3)۔

امام ابن مردویہ اور حاکم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اسی طرح پڑھا ہے (4)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن عدی ابومجلز سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے مِنَ الَّذِيْنَ اسْتَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْاَوَّلَيْنِ پڑھا (5) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا تو زیادہ جھوٹا ہے۔ ایک آدمی نے کہا تو امیر المومنین کو جھٹلاتا ہے تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا میں تیری نسبت امیر المومنین کے حق کی زیادہ تعظیم کرتا ہوں لیکن میں نے کتاب اللہ کی تصدیق میں انہیں جھٹلایا ہے، میں اللہ کی کتاب کی تکذیب میں امیر المومنین کی تصدیق نہیں کر سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے سچ کہا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت یحییٰ بن یعمر رحمہ اللہ نے یوں قرأت کی الْاَوَّلَيْنِ کہا یہ دونوں ولی ہیں۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ اسے (الاولین) پڑھتے اور فرماتے مجھے بتاؤ اگر اولیان چھوٹے ہوں تو وہ دونوں ان کے قائم مقام کیسے ہوں گے (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ابوعالیہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ الاولین کو مشدد پڑھتے۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ استحق کو مجہول یعنی تاء کے رفع اور حاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھتے اور الاولین کو مشدد پڑھتے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 132، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 143 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 41-140

4۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 259 (2932) دار الکتب العلمیہ بیروت

5۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 141 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 141

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الْاَوْلَیٰنِ سے مراد جو میت کے قریبی ہوں (1)۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ زیادہ مناسب ہے کہ ان کی گواہیوں کی تصدیق کی جائے اور یَخَافُوْٓا یعنی کہ وہ گناہ سے ڈریں (2)۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن زید رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ ان کی قسمیں باطل کردی جائیں اور ان کی قسمیں قبول کرلی جائیں (3)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مقاتل رحمہ اللہ سے وَاسْمَعُوْا کی یہ تعبیر نقل کی ہے کہ قاضیوں کی بات کوسنو۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید فاسفین کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ کاذبین یعنی وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں واللہ تعالیٰ اعلم (4)۔

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾

”جس دن جمع کرے گا اللہ تعالیٰ تمام رسولوں کو پھر پوچھے گا (ان سے) کیا جواب ملا تمہیں؟ عرض کریں گے کوئی علم نہیں، ہمیں بے شک تو ہی خوب جاننے والا ہے سب غیبوں کا“۔

امام فریابی، عبدالرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ جس روز اللہ تعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا تو وہ گھبرا جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا تمہیں کیا جواب دیا گیا تھا؟ تو وہ عرض کریں گے ہمیں تو کچھ علم نہیں۔ ان کے دل ان کی طرف لوٹائے جائیں گے تو وہ جان جائیں گے (5)۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ ایسی جگہ اتریں گے جہاں ان کی عقلیں کام کرنا چھوڑ دیں گیں۔ جب ان سے پوچھا جائے گا تو وہ عرض کریں گے ہمیں تو کچھ علم نہیں پھر وہ دوسری جگہ اتریں گے تو وہ اپنی قوم پر گواہی دیں گے (6)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت علی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض کریں گے ہمیں تو کچھ علم نہیں مگر وہی علم ہے جس کے بارے میں تو زیادہ جانتا ہے (7)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ایک جماعت کی عقلیں کام کرنا چھوڑ دیں گی پھر اللہ تعالیٰ ان کی عقلیں لوٹائے گا۔ انہیں سے سوال کیا جائے گا۔ اللہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 144، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 145 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 146 5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 148 6۔ ایضاً 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 149

تعالیٰ فرماتا ہے فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ (الاعراف:6)

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس دن کی ہولناکی کی وجہ سے ایسا ہوگا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مخلوق پر ایک ایسی گھڑی آئے گی جس میں ہر صاحب عقل کی عقل زائل ہو جائے گی۔

امام خطیب نے تاریخ میں حضرت عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت نافع بن ازرق رحمہ اللہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، عرض کی قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یا تو آپ میرے لئے کتاب اللہ میں سے آیات کی تفسیر بیان کریں گے یا میں کتاب اللہ کا انکار کر دوں گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا تو ہلاک ہو، آج میں اس کے لئے تیار ہوں۔ وہ آیات کون سی ہیں؟ عرض کی مجھے اس آیت يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ کے بارے میں بتائیے جبکہ ایک دوسری آیت میں فرمایا وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِيْدًا (القصص:75) تو وہ کس طرح جان گئے جبکہ انہوں نے کہا ہمیں تو کچھ علم نہیں؟ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر:31) میں بتائیے جبکہ ایک اور آیت میں فرمایا لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَيَّ (ق:28) تو وہ کیسے اللہ تعالیٰ کے ہاں جھگڑا کریں گے جبکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میرے پاس جھگڑا نہ کرو؟ مجھے اللہ تعالیٰ کے فرمان اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ (یس:65) کے بارے میں بتائیے۔ وہ کیسے گواہی دیں گے جبکہ ان کے مونہوں پر مہریں لگی ہوں گی؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اے ابن ازرق تیری ماں تجھ پر روئے۔ قیامت کے کئی احوال، کئی ہولناکیاں، کئی گھبراہٹیں اور کئی زلزلے ہوں گے۔ جب آسمان پھٹ جائیں گے، ستارے بکھر جائیں گے، سورج اور چاند کی روشنی ختم ہو جائے گی، مائیں اپنے بچوں سے غافل ہو جائیں گی، حاملہ چیزیں اپنے حمل گرا دیں گی، سمندر گرم کر دیئے جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ کر دیئے جائیں گے والد اپنے بچے کی طرف متوجہ نہ ہوگا، اور نہ ہی بچہ اپنے والد کی طرف متوجہ ہوگا جنت لائی جائے گی جبکہ اس میں موتیوں اور یاقوت کے قبے ظاہر ہوں گے۔ یہاں تک کہ اسے عرش کی دائیں طرف نصب کر دیا جائے گا پھر جہنم لائی جائے گی۔ جس کی ستر ہزار لوہے کی لگامیں ہوں گی۔ ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوں گے، اس کی دو نیلی آنکھیں ہوں گی، وہ اپنا نیچے والا ہونٹ چالیس سال تک کھینچے گی، وہ اپنی دم یوں مارے گی جیسے نر اونٹ اپنی دم مارتا ہے، اگر اس کو چھوڑ دیا جائے تو ہر مومن اور کافر پر غالب آجائے۔ اسے لایا جائے گا یہاں تک کہ اسے عرش کی بائیں جانب نصب کر دیا جائے گا۔ وہ اپنے رب سے سجدہ کی اجازت طلب کرے گی، اسے اجازت دے دی جائے گی، وہ ایسی اللہ تعالیٰ کی حمد کرے گی جیسی حمد مخلوق سے نہیں سنی ہوگی، وہ عرض کرے گی اے میرے اللہ تیرے لئے ہی حمد ہے کیونکہ تو نے مجھے اس لئے بنایا کہ میں تیرے دشمنوں سے انتقام لوں اور تو نے اپنی مخلوق میں سے کوئی چیز ایسی نہیں بنائی جس کے ساتھ تو میرے اہل سے میرے بغیر انتقام لے۔ جہنم جہنمیوں کو اس پرندے سے بھی زیادہ پہنچانتی ہے جو زمین پر پڑے دانے کو پہچان لیتا ہے یہاں تک کہ جہنم ایک سو سال کی

مسافت سے بھی جہنمی کو پہچان لیتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان اِذَا رَاَتْهُمْ مِّنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ (الفرقان: 12) کا بھی یہی مفہوم ہے۔ وہ ایک لمبا سانس لے گی تو کوئی مقرب فرشتہ، کوئی مرسل نبی، کوئی چنا گیا صدیق اور وہاں کوئی شہید نہیں ہوگا مگر وہ اپنے گھٹنوں کے بل گر پڑے گا پھر وہ دوبارہ سانس لے گی تو آنسو کا کوئی قطرہ نہیں بچے گا مگر وہ جلدی سے بہہ پڑے گا۔ اگر کسی آدمی کا عمل بہتر نبیوں جتنا ہوگا تو وہ بھی گمان کرے گا وہ اس میں گر پڑے گا۔ پھر وہ تیسرا سانس لے گی تو دل اپنی جگہ چھوڑ دیں گے اور کوے اور خرخرے کے درمیان آ پہنچیں گے۔ آنکھوں کی سیاہی اتنی سفیدی پر غالب آ جائے گی۔ اس دن ہر آدمی نداء کرے گا اے میرے رب مجھے بچا مجھے بچا میں تجھ سے کسی اور چیز کا سوال نہیں کرتا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرش کے پائے سے چمٹ کر عرض کریں گے اے میرے رب مجھے بچا مجھے بچا میں تجھ سے کوئی اور سوال نہیں کرتا جبکہ تمہارے نبی فرمائیں گے اے میرے رب میری امت کو بخش دے، میری امت کو بخش دے، آپ کو تمہارے سوا کوئی غم نہیں ہوگا۔ اس موقع پر انبیاء اور مرسل کو بلایا جائے گا اور انہیں کہا جائے گا مَاذَاۤ اُجِبْتُمْ ؕ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا عقلیں اڑ جائیں گی اور دل ڈھل جائیں گے، جب دل اپنی جگہ واپس آئیں گے تو اس وقت یہ منظر ہوگا وَ نَزَعْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ شَهِیْدًا فَقُلْنَا هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوْۤا اَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ (القصص: 75)۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ (الزمر: 31) اس وقت ظالم سے مظلوم، مالک سے مملوک، قوی سے ضعیف اور سینگ والی سے بے سینگ جانور کا حق لیا جائے گا یہاں تک کہ ہر حق دار کو جنت میں جانے کا حکم ہوگا اور جہنمی کو جہنم میں جانے کا حکم ہوگا۔ وہ آپس میں جھگڑیں گے اور کہیں گے اے ہمارے رب انہوں نے ہمیں گمراہ کیا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ (ص: 61)۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا لَا تَخْتَصِمُوْا لَدَیَّ (ق: 28) خصومت تو موقف میں تھی اور تمہارے درمیان موقف میں فیصلہ ہو چکا اب تم میرے پاس جھگڑا نہ کرو۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ (یٰس: 65) یہ قیامت کے دن ہوگا جب کفار یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل توحید کو فضائل اور خیر سے نوازا ہے تو وہ کہیں گے آؤ ہم اللہ کے نام کی قسمیں اٹھائیں گے، ہم نے تو شرک نہیں کیا تھا تو ان کے ہاتھ ان کی زبانوں کے خلاف کلام کریں گے اور پاؤں ہاتھوں کی تصدیق کریں گے پھر اللہ تعالیٰ منہ کو اجازت دے گا تو وہ کلام کریں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَیْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَیْءٍ (فصلت: 21)

اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَ عَلٰى وَالِدَتِكَ ۘ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ۫ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَ كَهْلًا ۚ وَ اِذْ عَلَّمْتُكَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ التَّوْرٰىةَ وَ الْاِنْجِیْلَ ۚ وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًۢا بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ

الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِيْ ۚ وَاِذْ كَفَفْتُ بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۱۰﴾

"جب فرمائے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم! یاد کرو میرا انعام اپنے پر اور اپنی والدہ پر جب میں نے مدد فرمائی تمہاری روح القدس سے، باتیں کرتا تھا تو لوگوں سے (جبکہ تو ابھی) پنگھوڑے میں تھا اور جب پکی عمر کو پہنچا اور جب سکھائی میں نے تمہیں کتاب اور حکمت اور تورات اور انجیل اور جب تو بناتا تھا کیچڑ سے پرندے کی سی صورت میرے اذن سے پھر پھونک مارتا تھا اس میں تو وہ (مٹی کا بے جان پتلا) بن جاتا تھا پرندہ میرے اذن سے اور (جب) تو تندرست کر دیا کرتا تھا مادر زاد اندھے کو اور کوڑھی کو میرے اذن سے اور جب تو (زندہ کر کے) نکالا کرتا تھا مردوں کو میرے اذن سے۔ اور جب میں نے روک دیا تھا بنی اسرائیل کو تجھ سے جب تو آیا تھا ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تو کہا جنہوں نے کفر کیا تھا ان سے کہ یہ سب (معجزات) نہیں ہیں مگر کھلا ہوا جادو"۔

امام ابن ابی حاتم، ابن عساکر اور ابن مردویہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا تو انبیاء اور امتوں کو بلایا جائے گا پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا جائے گا، اللہ تعالیٰ ان پر کی گئی نعمتوں کا ذکر کرے گا اور اپنے قرب سے نوازے گا۔ فرمائے گا يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ پھر فرمائے گا ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (المائدہ: 116) حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس بات کا انکار کریں گے کہ انہوں نے یہ بات کہی ہے۔ نصاریٰ کو بلایا جائے گا ان سے پوچھا جائے گا؟ وہ کہیں گے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ہی ہمیں اس کا حکم دیا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بال لمبے ہو جائیں گے یہاں تک کہ ہر فرشتہ کو اپنے سر اور جسم کے بال کے ساتھ پکڑیں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں ایک ہزار سال تک اللہ کے حضور گرائے رکھیں گے یہاں تک کہ ان پر حجت تمام ہو جائے گی عیسائیوں کے لئے صلیب بلند کی جائے گی اور انہیں جہنم کی طرف لے جایا جائے گا(1)۔

امام ابن ابی حاتم حضرت ابوبکر بن عیاش سے وہ ابن وہب رحمہ اللہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے ایک آدمی یمن آیا میرے باپ نے کہا اس کے پاس جاؤ اور اس سے سنو۔ میں نے کہا کیا آپ مجھے ایک نصرانی کے پاس بھیجتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں اس کے پاس جاؤ اور اس سے باتیں سنو۔ میں اس کے پاس آیا اس نے کہا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اٹھا لیا تو انہیں حضرت جبرئیل اور میکائیل کے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا اذْكُرْ نِعْمَتِيْ عَلَيْكَ میں نے تجھ پر نعمت کی میں نے تجھ پر نعمت کی۔ پھر میں نے تجھے تیرے ماں کے پیٹ سے نکالا۔ میں نے تجھ پر نعمت کی

1۔ کنز العمال، جلد 2، صفحہ 20 (2979) المجلس العلمی حلب

میں نے تجھ پر نعمت کی۔ تیرے بعد ایسی امت ہوگی جو اپنی طرف سے تیرے لئے نجابت چاہیں گے۔ تیری ربوبیت کا دعوی کریں گے اور گواہی دیں گے کہ تو قدیم ہے اور رب کو موت کیسے آسکتی ہے؟ میری عزت کی قسم میں نے قسم اٹھائی ہے کہ میں انہیں قیامت کے روز حساب کے لئے کھڑا کروں گا اور میں انہیں مد مقابل کی جگہ کھڑا کروں گا یہاں تک کہ وہ اسے ختم کر دیں گے جو انہوں نے کہا ہوگا لیکن وہ اس کے اثر کو کبھی بھی ختم نہ کر سکیں گے پھر وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے احادیث میں سے ایسی باتیں ذکر کیں جو میں نے نہیں سنیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت وَ اِذْ كَفَفْتُ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ عَنْكَ اِذْ جِئْتَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ بینات سے مراد وہ معجزات ہیں جو آپ کو عطا کیے گئے جیسے مردوں کو زندہ کرنا، مٹی سے پرندے کی شکل بنانا پھر اس میں پھونک مارنا تو اللہ کے حکم سے اس کا پرندہ بن جانا اور مریضوں کو صحت یاب کر دینا، گھروں میں جو وہ خزانہ کرتے تھے ان کے بارے میں اکثر غیب کی خبریں دینا، تورات کو ان کی طرف لوٹانا اس انجیل کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کی پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا ان سب چیزوں کے انکار کو ذکر کیا ہے۔

وَ اِذْ اَوْحَیْتُ اِلَى الْحَوَارِیّٖنَ اَنْ اٰمِنُوْا بِیْ وَ بِرَسُوْلِیْ ۚ قَالُوْۤا اٰمَنَّا وَ اشْهَدْ بِاَنَّنَا مُسْلِمُوْنَ ﴿۱۱۱﴾

”اور جب میں نے حواریوں کے دل میں ڈالا کہ ایمان لاؤ میرے ساتھ اور میرے رسول کے ساتھ، انہوں نے کہا ہم ایمان لائے اور (اے مولا) تو گواہ رہ کہ ہم مسلمان ہیں“۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے وَ اِذْ اَوْحَیْتُ یہ تفسیر نقل کی ہے کہ میں نے ان کے دلوں میں القاء کی (1)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں جو چیز ڈالی تھی وہ نبوت کی وحی نہیں تھی۔ وحی کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ وحی جسے ملائکہ لاتے ہیں، دوسری وہ وحی جو بندے کے دل میں ڈالی جاتی ہے۔

اِذْ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ اَنْ یُّنَزِّلَ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ ؕ قَالَ اتَّقُوا اللّٰهَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ قَالُوْا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ ﴿۱۱۳﴾ قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت

عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَ اٰخِرِنَا وَ اٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَ ارْزُقْنَا وَ اَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

"جب کہا تھا حواریوں نے اے عیسیٰ بن مریم کیا یہ کرسکتا ہے تیرا رب کہ اتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے (ان کی اس تجویز پر) عیسیٰ نے کہا ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو۔ حواریوں نے کہا ہم تو (بس) یہ چاہتے ہیں کہ ہم کھائیں اس سے اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا۔ اور ہم ہو جائیں اس پر گواہی دینے والوں سے عرض کی۔ عیسیٰ بن مریم نے اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کے لئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کے لئے بھی اور پچھلوں کے لئے بھی اور (ہو جائے) ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ میں اتارنے والا ہوں اسے تم پر پھر جس نے کفر اختیار کیا اس کے بعد تم سے تو بے شک میں عذاب دوں گا اسے ایسا عذاب کہ نہیں دوں گا کسی کو بھی اہل جہان سے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حواری اللہ تعالیٰ کے بارے یہ کہنے سے زیادہ آگاہ تھے کہ وہ کہیں کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے؟ انہوں نے یہ کہا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ اپنے رب سے یہ التجاء کر سکے (1)۔

امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل سے حواریوں کے قول هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کے بارے میں پوچھا کہ یہ اس طرح ہے یا تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ ہے؟ تو حضرت معاذ بن جبل نے کہا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھایا ہے (2)۔

امام ابو عبید، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھا ہے۔

امام ابو عبید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھا ہے کہا اس کا معنی ہے کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو اپنے رب سے سوال کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کیا تیرے رب تیری گزارش مان لے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 260 (2935)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152

عَلَيْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا وَاٰيَةً مِّنْكَ ۚ وَارْزُقْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۱۱۴﴾ قَالَ اللّٰهُ اِنِّيْ مُنَزِّلُهَا عَلَيْكُمْ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّيْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۱۵﴾

"جب کہا تھا حواریوں نے اے عیسیٰ بن مریم کیا یہ کرسکتا ہے تیرا رب کہ اتارے ہم پر ایک خوان آسمان سے (ان کی اس تجویز پر) عیسیٰ نے کہا ڈرو اللہ سے اگر تم مومن ہو۔ حواریوں نے کہا ہم تو (بس) یہ چاہتے ہیں کہ ہم کھائیں اس سے اور مطمئن ہو جائیں ہمارے دل اور ہم جان لیں کہ آپ نے ہم سے سچ کہا تھا۔ اور ہم ہو جائیں اس پر گواہی دینے والوں سے عرض کی۔ عیسیٰ بن مریم نے اے اللہ ہم سب کے پالنے والے اتار ہم پر خوان آسمان سے بن جائے ہم سب کے لئے خوشی کا دن (یعنی) ہمارے اگلوں کے لئے بھی اور پچھلوں کے لئے بھی اور (ہو جائے) ایک نشانی تیری طرف سے اور رزق دے ہمیں اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بلاشبہ میں اتارنے والا ہوں اسے تم پر پھر جس نے کفر اختیار کیا اس کے بعد تم سے تو بے شک میں عذاب دوں گا اسے ایسا عذاب کہ نہیں دوں گا کسی کو بھی اہل جہان سے"۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ حواری اللہ تعالیٰ کے بارے یہ کہنے سے زیادہ آگاہ تھے کہ وہ کہیں کیا تیرا رب طاقت رکھتا ہے؟ انہوں نے یہ کہا کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ اپنے رب سے یہ التجا کر سکے (1)۔

امام حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے نیز طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل سے حواریوں کے قول هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کے بارے میں پوچھا کہ یہ اس طرح ہے یا تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ ہے؟ تو حضرت معاذ بن جبل نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھایا ہے (2)۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے هَلْ تَسْتَطِيْعُ رَبَّكَ پڑھا ہے کہا اس کا معنی ہے کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ تو اپنے رب سے سوال کرے (3)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت عامر شعبی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسے هَلْ يَسْتَطِيْعُ رَبُّكَ کیا تیرے رب تیری گزارش مان لے گا۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 260 (2935)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 152

امام عبد بن حمید نے حضرت یحییٰ بن وثاب اور حضرت ابورجاء رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دونوں نے اسے هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ پڑھا ہے یعنی یاء کے ساتھ اور باء کے رفع کے ساتھ۔

امام ابن جریر نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے اس آیت کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے یہ عرض کیا ہے اگر تو سوال کرے تو کیا تیرا رب تیری عرض داشت قبول کرے؟ گا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آسمان سے دسترخوان نازل فرمایا جس میں گوشت کے علاوہ ہر قسم کے کھانے تھے۔ انہوں نے اسی دسترخوان میں سے کھایا (1)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ کا معنی خوان ہے اور تَطْمَىِٕنَّ کا معنی انہیں یقین ہو جائے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم اس دن کو عید بنالیں جس میں وہ دسترخوان نازل ہوا ہم اور ہمارے بعد والے اس کی تعظیم کریں (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ ان کے بعد جو لوگ ہوں گے ان کے لئے بھی عید ہو۔

امام حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ نے العظمة میں، ابوبکر شافعی نے فوائد میں (جو غیلانیات کے نام سے معروف ہے) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حواریوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مائدہ کے بارے میں سوال کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اسے سخت ناپسند کیا، فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین میں جو تمہیں رزق دیا ہے اس پر قناعت کرو، آسمان کے مائدہ کا سوال نہ کرو کیونکہ اگر یہ چیز تم پر نازل ہوئی تو یہ تمہارے رب کی جانب سے نشانی ہوگی، جب قوم ثمود نے اپنے نبی سے سوال کیا تھا تو وہ قوم ہلاک ہوگئی تھی، وہ اسی میں آزمائے گئے یہاں تک کہ اسی معجزہ میں ان کی ہلاکت ہوئی۔ حواریوں نے قبول نہ کیا، یہی مطالبہ کیا کہ ان پر دسترخوان نازل ہو۔ اس وجہ سے انہوں نے کہا نُرِیْدُ اَنْ نَّاْكُلَ مِنْهَا وَ تَطْمَىِٕنَّ قُلُوْبُنَا وَ نَعْلَمَ اَنْ قَدْ صَدَقْتَنَا وَ نَكُوْنَ عَلَیْهَا مِنَ الشّٰهِدِیْنَ

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا کہ یہ بات نہیں مانتے اور یہی مطالبہ کرتے ہیں کہ آپ ان کے لئے دعا کریں تو آپ نے اون کا لباس اتار دیا اور سیاہ بال اور بالوں سے بنا ہوا جبہ اور بالوں سے بنی ہوئی عبا پہن لی پھر وضو کیا اور غسل کیا، اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے، جتنی دیر اللہ نے چاہا نماز ادا فرمائی۔ جب نماز مکمل کر چکے تو قبلہ رو ہو کر کھڑے ہو گئے، قدموں کو سیدھا کیا یہاں تک کہ وہ بالکل برابر ہو گئے۔ ٹخنے کو ٹخنے کے ساتھ ملایا اور انگلیوں کو انگلیوں کے برابر کیا، اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر سینے پر رکھا، اپنی آنکھ بند کر لی، عاجزی کے ساتھ اپنا سر جھکا لیا۔ پھر رونے لگے۔ آپ کے آنسو لگاتار رخساروں پر بہتے رہے اور ریش کی دونوں جانب سے آنسو گرتے رہے یہاں تک کہ خشوع و خضوع کی وجہ سے چہرے کی اطراف میں زمین تر ہو گئی جب یہ دیکھا تو اللہ تعالیٰ کے حضور التجاء کی اَللّٰهُمَّ رَبَّنَاۤ اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآىِٕدَةً مِّنَ السَّمَآءِ یہ مائدہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 154، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 155

تیری طرف سے ہمارے لئے نصیحت ہوگا۔ آیۃ سے مراد نشانی ہے یعنی وہ ہمارے اور تمہارے درمیان نشانی ہوگی اس دستر خوان پر ہمیں رزق عطا فرمانا جو ہم کھائیں۔

اللہ تعالیٰ نے دو بادلوں کے درمیان سرخ دستر خوان نازل فرمایا۔ ایک بادل اس کے اوپر تھا اور ایک بادل اس کے نیچے تھا جبکہ وہ فضا میں اسے دیکھ رہے تھے کہ وہ آسمان کے فلک سے الگ ہو کر ان کی طرف نیچے آرہا تھا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ان شرطوں کی وجہ سے خوف سے رو رہے تھے جو اللہ تعالیٰ نے دستر خوان نازل ہونے پر لگائی تھیں کہ دستر خوان نازل ہونے کے بعد ان میں سے کسی نے بھی انکار کیا تو اللہ تعالیٰ انہیں ایسے عذاب میں مبتلا کرے گا جیسا عذاب اس نے کسی کو نہیں دیا ہوگا جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی جگہ کھڑے ہو کر دعا مانگ رہے تھے اے اللہ اسے رحمت بنا دے، اے میرے رب اسے عذاب نہ بنانا، اے میرے اللہ کتنی ہی عجیب چیزیں ہیں جو میں نے تجھ سے مانگیں تو نے عطا فرما دیں اے اللہ ہمیں اپنا شکر کرنے والوں سے بنا دے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو اسے عذاب اور سزا کے طور پر نازل کرے، اے اللہ تو اسے سلامتی اور عافیت بنا کر نازل فرما، تو اسے فتنہ اور مسلہ بنا کر نازل نہ فرما، آپ لگا تار دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دستر خوان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سامنے آکر ٹھہر گیا جبکہ حواری اور آپ کے ساتھی آپ کے اردگرد موجود تھے جو بڑی عمدہ خوشبو پا رہے تھے انہوں نے اس سے پہلے ایسی خوشبو نہیں پائی تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواری اس نعمت پر شکر بجالانے کے لئے سجدہ میں گر پڑے جو اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق کی صورت میں وہاں سے عطا فرمائی تھی جہاں سے انہیں گمان تک نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی عظیم قدرت دکھائی جس میں تعجب اور عبرت تھی۔

یہودی دیکھنے کے لئے آئے۔ انہوں نے عجیب وغریب واقعہ دیکھا جس نے ان کے دل میں ناراضگی اور غم پیدا کر دیا پھر وہ سخت غصہ کی حالت میں واپس چلے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حواری اور آپ کے ساتھی آئے یہاں تک کہ وہ دستر خوان کے گرد بیٹھ گئے۔ اس پر ایک رومال تھا جس نے کھانے کو ڈھانپ رکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس دستر خوان سے پردہ ہٹانے کی ہم میں سے کون جرأت کرے گا، ہم میں سے کسے اپنے آپ پر زیادہ اعتماد ہے، کون اپنے رب کے ہاں اچھے عمل کرنے والا ہے، اسے چاہیے کہ اس سے پردہ ہٹائے تا کہ ہم اسے دیکھیں، اپنے رب کا شکر بجالائیں، اس کا ذکر کریں، اس نے ہمیں جو رزق دیا ہے، ہم وہ رزق کھائیں۔ حواریوں نے کہا اے روح اللہ، اے کلمۃ اللہ ہم میں سے آپ ہی اس کے زیادہ مستحق ہیں اور اس سے پردہ ہٹانے کے زیادہ حق دار ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھے نیا وضو کیا پھر اپنی عبادت گاہ میں داخل ہو گئے، چند رکعت نماز ادا کی پھر طویل وقت تک روتے رہے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اسے دستر خوان سے پردہ ہٹانے کی اجازت دے اور اس کے لئے اور اس کی قوم کے لئے اس میں برکت اور رزق بنا دے پھر واپس آئے اور دستر خوان کے پاس بیٹھ گئے۔ رومال پکڑا اور کہا بسم اللہ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ اور دستر خوان سے پردہ ہٹایا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ اس پر ایک موٹی بھنی ہوئی مچھلی ہے، جس پر بواسیر نہیں ہے اور نہ ہی اس کے اندر کوئی کانٹا ہے، اس سے تیل بہہ رہا ہے، اس کے اردگرد ہر قسم کی سبزیاں پڑی ہوئی ہیں سوائے کراث (بدبودار سبزی)

کے جبکہ اس کے سر کے پاس سرکہ ہے اور اس کی دم کے پاس نمک ہے، سبزیوں کے اردگرد پانچ روٹیاں ہیں: ایک روٹی پر زیتون، دوسری پر کھجوریں، تیسری پر پانچ انار ہیں۔ شمعون (جو حواریوں کا سردار تھا) نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی اے اللہ کی روح اور اس کا کلمہ کیا یہ دنیا کا کھانا ہے یا یہ جنت کا کھانا ہے؟ فرمایا کیا ابھی تمہارے لئے وہ وقت نہیں آیا جو تم اللہ تعالیٰ کی نشانیاں دیکھو، ان سے عبرت حاصل کرو اور مسائل کرید نے سے اجتناب کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے کہ تمہیں اس نشانی کے باعث عذاب میں ہی مبتلا نہ کر دیا جائے۔ شمعون نے عرض کی نہیں اسرائیل کے معبود کی قسم اے صدیقہ کے بیٹے میں نے کسی غلط بات کا ارادہ نہیں کیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جو کچھ تم دستر خوان پر دیکھ رہے ہو نہ یہ جنت کا کھانا ہے اور نہ ہی یہ دنیا کا کھانا ہے، یہ وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے قدرت کاملہ سے ہوا میں بنائی ہے، اسے فرمایا کُن تو وہ پلک جھپکنے سے پہلے بن گئی جو تم نے سوال کیا تھا، اب بسم اللہ کر کے اسے کھاؤ، اس پر اپنے رب کی حمد بیان کرو، اللہ تعالیٰ اس سے تمہاری مدد فرمائے گا اور اس میں اضافہ فرمائے گا کیونکہ وہ تخلیق فرمانے والا، قدرت والا اور شکر قبول فرمانے والا ہے۔

انہوں نے عرض کی اے روح اللہ وکلمۃ اللہ ہم پسند کرتے ہیں کہ تو اس آیت میں ایک اور آیت دکھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم نے اس آیت میں جو دیکھا ہے وہ تمہارے لئے کافی نہیں یہاں تک کہ تم اس میں اور نشانی کا سوال کر رہے ہو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام مچھلی کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اے مچھلی اللہ کے حکم سے پھر زندہ ہو جا جس طرح تو پہلے زندہ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس مچھلی کو زندہ فرما دیا، اس نے حرکت کی اور اللہ کے حکم سے اسی طرح تازہ زندہ ہو گئی تو وہ یوں زبان ہونٹوں پر مارنے لگی جس طرح شیر مارتا ہے، اس کی آنکھیں گھومنے لگیں جن کی چمک تھی، اس پر بواسیر لوٹ آئی۔ یہ دیکھ کر لوگ ڈر گئے اور پیچھے ہٹ گئے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی یہ حالت دیکھی فرمایا تمہیں کیا ہو گیا ہے، تم ایک نشانی کا سوال کرتے ہو۔ جب اللہ تعالیٰ تمہیں وہ دکھاتا ہے تو تم اسے ناپسند کرتے ہو۔ مجھے تمہارے بارے میں خوف ہے کہ تم جو کچھ کر رہے ہو اس کے باعث تمہیں عذاب میں ہی مبتلا نہ کر دیا جائے۔ اے مچھلی اللہ کے حکم سے تو اسی طرح ہو جا جس طرح تو پہلے تھی۔ وہ اللہ کے حکم سے بھنی ہوئی حالت میں ہو گئی جس طرح وہ پہلے تھی۔

انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کی سب سے پہلے تو اسے کھا پھر ہم اسے کھائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اس سے اللہ کی پناہ۔ جس نے اس کا مطالبہ کیا تھا وہی اس کو پہلے کھائے۔ جب حواریوں اور اصحاب نے یہ دیکھا کہ ان کا نبی اس کو کھانے سے رکا ہوا ہے تو وہ ڈر گئے کہ کہیں اس دستر خوان کے نازل ہونے میں ناراضگی نہ ہو اور اس کے کھانے میں مسئلہ نہ ہو جائے۔ تو وہ اس سے پرہیز کرنے لگے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا تو آپ نے فقراء اور اپاہجوں کو بلایا، فرمایا اپنے رب کا رزق اور اپنے نبی کی دعوت کھاؤ اور اس اللہ کی حمد بیان کرو جس نے اسے تمہارے لئے نازل کیا ہے، اس کی برکتیں تمہارے لئے ہوں اور اس کی سزا دوسرے لوگوں کے لئے ہو، بسم اللہ کے ساتھ کھانا شروع کرو اور الحمد للہ پر کھانا ختم کرو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا، اس دستر خوان سے ایک ہزار تین سو افراد مردوں اور عورتوں نے کھایا اور ان میں سے ہر ایک پیٹ بھر کر واپس ڈکارتے ہوئے جاتا تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حواریوں نے دیکھا کہ دستر خوان پر کھانا تو اسی طرح ہے جس طرح وہ اس وقت تھا جب وہ آسمان سے اترا تھا پھر اسے آسمان کی طرف اٹھالیا گیا جبکہ وہ دیکھ رہے تھے۔ جس فقیر نے اس سے کھایا تھا وہ غنی ہو گیا اور جس اپاہج نے اس سے کھایا تھا وہ صحت یاب ہو گیا۔ وہ ہمیشہ غنی اور صحت مند ہی رہے یہاں تک کہ وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حواری اور آپ کے ساتھی شرمندہ ہوئے جنہوں نے اسے کھانے سے انکار کر دیا تھا، ان کی پلکوں سے آنسو بہتے رہے اور ان کے دلوں میں حسرت باقی رہی یہاں تک کہ انہیں موت آ گئی۔ اس کے بعد جب دستر خوان نازل ہوا تو ہر طرف سے بنو اسرائیل دوڑے ہوئے آئے۔ وہ ایک دوسرے پر بھیڑ کر رہے تھے، غنی، فقیر، عورتیں، بچے، بوڑھے، صحت مند اور مریض ایک دوسرے پر گر رہے تھے۔ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ دیکھا تو آپ نے ان کے درمیان باری بنادی۔ یہ دستر خوان ایک دن نازل ہوتا اور دوسرے دن نہ اترتا۔ وہ چالیس دن تک اسی طرح رہے۔ چاشت کے وقت دستر خوان نازل ہوتا۔ وہ پڑا رہتا۔ لوگ اس سے کھاتے رہتے۔ جب دوپہر ہو جاتی تو یہ اللہ کے حکم سے آسمان کی طرف اٹھ جاتا جبکہ وہ اس کا سایہ زمین میں دیکھتے رہتے یہاں تک کہ یہ ان سے اوجھل ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ مائدہ میں موجود میرے رزق کو یتیموں، فقیروں اور اپاہجوں کے لئے مختص کر دے، اغنیاء کو اس میں سے نہ دے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ کیا تو اغنیاء اس بارے میں شک میں مبتلا ہو گئے اور اسے حقیر جاننے لگے، اپنے دل میں اس کے بارے میں شک کیا اور لوگوں کو بھی اس بارے میں شک میں مبتلا کر دیا اور اس دستر خوان کے بارے میں قبیح اور ناپسندیدہ باتیں پھیلائیں۔ شیطان نے ان سے حصہ لیا اور شک میں مبتلا لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالے یہاں تک کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا ہمیں دستر خوان کے بارے میں بتائیے اور کہا یہ آسمان سے اس کا نازل ہونا حق ہے کیونکہ ہم میں سے بہت زیادہ لوگ اس بارے میں شک میں مبتلا ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے۔ عیسیٰ کے معبود کی قسم تم نے اپنے نبی سے مطالبہ کیا کہ وہ تمہارے لئے تمہارے رب سے اس کا مطالبہ کرے۔ جب اس نے ایسا کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے تم پر رحمت اور رزق کی صورت میں نازل فرما دیا اور اس میں اپنی نشانیاں اور عبرتیں دکھا دیں تو تم نے اس کو جھٹلا دیا اور اس میں شک کیا، تمہیں عذاب کی بشارت ہو۔ وہ تم پر ضرور واقع ہو گا مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں اپنی شرط کے مطابق جھٹلانے والوں کو پکڑوں گا۔ دستر خوان کے نازل ہونے کے بعد جس نے اسے جھٹلایا ہے میں اسے ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جیسا عذاب میں نے کسی کو نہیں دیا تھا۔ جب شک کرنے والوں نے شام کی اور اپنے بستروں میں لیٹے جبکہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہترین حالت میں تھے اور امن میں تھے۔ جب رات کا آخری وقت ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا۔ صبح کے وقت کوڑے کرکٹ کے ڈھیروں پر گندگی تلاش کر رہے تھے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے بنی اسرائیل سے فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر تیس روزے رکھو گے؟

پھر تم اس سے سوال کرو تو وہ تمہیں وہ کچھ عطا فرمائے گا جو تم اس کی بارگاہ میں عرض کرو گے کیونکہ عامل کا اجراب اس پر لازم ہے جس کے لئے اس نے کام کیا۔ انہوں نے ایسا ہی کیا پھر عرض کی اے بھلائی کی تعلیم دینے والے تو نے ہمیں کہا عامل کا اجر اس ذات پر لازم ہے جس کے لئے اس نے عمل کیا، تو نے ہمیں حکم دیا کہ ہم تیس دن روزے رکھیں۔ ہم نے ایسا ہی کیا، ہم کسی کے لئے تین دن عمل نہیں کرتے مگر وہ ہماری اطاعت کرتا ہے پھر دستر خوان نازل ہونے کی التجاء کی۔ فرشتے دستر خوان لے کر ان پر تیرنے لگے جس پر سات مچھلیاں اور سات روٹیاں تھیں یہاں تک کہ وہ دستر خوان ان کے سامنے رکھ دیا تو ان میں سے آخری آدمی نے دستر خوان سے ایسا ہی کھایا جس طرح پہلے آدمی نے کھایا تھا(1)۔

امام ترمذی، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آسمان سے دستر خوان روٹی اور گوشت کی صورت میں نازل ہوا، انہیں حکم دیا گیا کہ وہ اس میں نہ خیانت کریں اور نہ ہی کل کے لئے ذخیرہ کریں۔ انہوں نے خیانت کی، اسے ذخیرہ کیا اور کل کے لئے اٹھالے گئے تو انہیں بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کر دیا گیا(2)۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے ایک اور سند سے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف روایت اسی کی مثل نقل کی ہے، ترمذی نے کہا وقف صحیح ہے(3)۔

امام عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ اور ابن مردویہ نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دستر خوان نازل ہوا، اس پر جنت کے پھلوں میں سے ایک پھل تھا۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ مچھلی تھی یا روٹی۔

امام سفیان بن عیینہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر بنو اسرائیل نہ ہوتے تو نہ روٹی خراب ہوتی اور نہ ہی گوشت بدبودار ہوتا لیکن انہوں نے آنے والے دن کے لئے کھانا چھپایا تو گوشت بدبودار ہو گیا اور روٹی خراب ہو گئی۔

ابن انباری نے کتاب الاضداد میں حضرت ابو عبدالرحمٰن سلمی سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ سے مراد روٹی اور مچھلی ہے۔

امام ابن انباری اور ابوالشیخ نے العظمۃ میں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ دستر خوان نازل ہوا۔ یہ گرم کھانا تھا، وہ اس میں بیٹھ کر کھاتے تھے۔ ان کے وضو ٹوٹ گئے تو اس میں کچھ چیز اٹھالی گئی۔ پھر انہوں نے سوار ہو کر کھایا پھر انہیں حدث لاحق ہوا تو مکمل اٹھالیا گیا۔

امام ابن انباری نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک دستر خوان تھا جس پر چار ہزار آدمی بیٹھے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کے کمزور لوگوں کے بارے میں کہا یہ ہمارے کپڑے آلودہ کر دیتے ہیں، کاش ہم اس کے لئے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 154، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 158

3۔ جامع ترمذی، جلد 2، صفحہ 132، وزارت تعلیم اسلام آباد

کوئی اونچی جگہ بناتے جو جگہ اس دستر خوان کو اونچا کر دیتی۔ انہوں نے اس دستر خوان کے لئے اونچی جگہ بنا دی تو کمزور لوگ اس تک نہ پہنچ سکتے۔ جب ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کی مخالفت کی تو اللہ تعالیٰ نے ان سے دستر خوان اٹھالیا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے کتاب الاضداد میں اور ابوالشیخ نے حضرت عطیہ عوفی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ مائدہ ایک مچھلی تھی جس میں ہر قسم کے کھانے تھے (1)۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ کے ساتھ جو روٹی نازل ہوئی تھی وہ چاول کی تھی۔

امام ابن جریر نے حضرت عوفی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بن مریم اور آپ کے حواریوں پر ایک دستر خوان نازل ہوا جس پر روٹی اور مچھلی تھی۔ جہاں جاتے جب چاہتے تو وہ اس سے کھاتے تھے (2)۔

امام ابن جریر اور ابن الانباری نے کتاب الاضداد میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مائدہ کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ جہاں بھی پڑاؤ کرتے آسمان سے ان پر کھانا اترتا تھا (3)۔

امام عبد بن حمید اور ابن جریر نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ سے مراد وہ کھانا تھا جہاں بھی وہ اترتے تو ان پر وہ اترتا تھا (4)۔

امام ابن جریر نے حضرت اسحاق بن عبد اللہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا جس پر سات روٹیاں اور سات مچھلیاں تھیں، جتنا چاہتے اس سے کھاتے۔ بعض نے اس میں سے چوری کی اور کہا شاید کل نازل نہ ہو تو اسے اٹھالیا گیا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن انباری اور ابوالشیخ نے قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک دستر خوان تھا جو اترتا اس پر جنت کے پھلوں میں سے پھل ہوتا، انہیں حکم دیا گیا تھا کہ اسے نہ چھپائیں، نہ خیانت کریں اور نہ ہی کل کے لئے اسے ذخیرہ کریں۔ یہ آزمائش تھی جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انہیں آزمایا تھا۔ وہ اس میں سے کوئی بھی عمل کرتے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں آگاہ کرتے قوم نے اس میں خیانت کی اسے چھپایا اور کل کے لئے ذخیرہ کیا (6)۔

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ پر گوشت کے علاوہ ہر چیز اتاری گئی۔ مائدہ سے مراد دستر خوان ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت میسرہ اور حضرت زاذان رحمہما اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ مائدہ جب بنی اسرائیل کے لئے رکھا جاتا تو اس میں ہر کھانے میں ہاتھ آگے پیچھے پڑتے (7)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے اس مائدہ کے بارے میں پوچھا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 157، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، 3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 158
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 157 5۔ ایضاً 6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 158 7۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 159

گیا جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے بنی اسرائیل پر نازل کیا تھا؟ کہا ان پر ہر روز اس مائدہ میں جنت کے پھل نازل ہوتے تو مختلف قسم کے پھلوں میں سے جو وہ چاہتے کھاتے۔ اس دسترخوان پر چار ہزار آدمی بیٹھتے۔ جب وہ اسے کھا لیتے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اسی جیسا کھانا بدل دیتا۔ وہ اسی طرح رہے جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مائدہ کے بارے میں یہ قول نقل کیا ہے یہ ایک مثال ہے ان پر کوئی چیز نازل نہ ہوئی تھی (1)۔

امام ابو عبید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے ایک دسترخوان جس پر کھانا تھا۔ جب ان پر وہ عذاب پیش کیا گیا جو ان کے انکار کی صورت میں نازل ہوتا اس کا انکار کریں گے تو انہوں نے مائدہ کی خواہش چھوڑ دی (2)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب انہیں بتایا گیا کہ جس نے اس کے نازل ہونے کے بعد اس کا انکار کیا تو میں اسے سخت عذاب دوں گا تو انہوں نے کہا ہمیں اس مائدہ کی ضرورت نہیں تو وہ مائدہ نازل نہ ہوا (3)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ تعبیر نقل کی ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا جب انہوں نے مائدہ کے بارے وہ طرز عمل اپنایا جو انہوں نے اپنایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں خنزیر کی صورت میں مسخ کر دیا (4)۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جس نے مائدہ نازل ہونے کے بعد اس کا انکار کیا تو میں اسے ایسا عذاب دوں گا جیسا میں نے اہل مائدہ کے سوا کسی کو نہیں دیا ہوگا (5)۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز جس کو سخت عذاب دیا جائے گا وہ وہ لوگ ہوں گے جنہوں نے مائدہ کا انکار کیا، منافقین اور آل فرعون (6)۔

امام عبد بن حمید نے حضرت عاصم سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا کو زاء کی تشدید کے ساتھ پڑھا ہے۔

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَ اُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا یَكُوْنُ لِیْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَیْسَ لِیْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِیْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِیْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿۱۱۶﴾ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِیْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّیْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 159، دار احیاء التراث العربی بیروت　2۔ ایضاً　3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 160　5۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 161　6۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 160

دُمۡتُ فِيۡهِمۡ‌ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيۡتَنِىۡ كُنۡتَ اَنۡتَ الرَّقِيۡبَ عَلَيۡهِمۡ‌ؕ وَاَنۡتَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ شَهِيۡدٌ ﴿۱۱۷﴾

''اور جب پوچھے گا اللہ تعالیٰ اے عیسیٰ بن مریم کیا تو نے کہا تھا لوگوں سے کہ بنالو مجھے اور میری ماں کو دو خدا اللہ کے سوا وہ عرض کریں گے پاک ہے تو ہر شریک سے، کیا مجال تھی میری کہ میں کہوں ایسی بات جس کا نہیں ہے مجھے کوئی حق اگر میں نے کہی ہوتی ایسی بات تو تو ضرور جانتا اس کو۔ تو جانتا ہے جو میرے جی میں ہے اور میں نہیں جانتا جو تیرے علم میں ہے۔ بے شک تو ہی خوب جاننے والا ہے تمام غیبوں کا۔ نہیں کہا میں نے انہیں مگر وہی کچھ جس کا تو نے حکم دیا مجھے کہ عبادت کرو اللہ کی جو میرا بھی پروردگار ہے اور تمہارا بھی پروردگار ہے اور تھا میں ان پر گواہ جب تک میں رہا ان میں پھر جب تو نے مجھے اٹھالیا تو تو ہی نگران تھا ان پر اور تو ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے''۔

امام ترمذی (آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے) امام نسائی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور دیلمی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر القاء کرتا ہے اور اس قول میں القاء کیا وَ اِذۡ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِىۡ وَاُمِّىَ اِلٰهَيۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یہ آیت بھی القاء کی۔ سُبۡحٰنَكَ مَا يَكُوۡنُ لِىۡۤ اَنۡ اَقُوۡلَ مَا لَيۡسَ لِىۡ بِحَقٍّ (الآیہ) (1)

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت میسرہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا يٰعِيۡسَى ابۡنَ مَرۡيَمَ ءَاَنۡتَ قُلۡتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوۡنِىۡ وَاُمِّىَ اِلٰهَيۡنِ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہر جوڑ میں کپکپی طاری ہوگئی یہاں تک کہ آپ گر پڑے (2)۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بن صالح رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ فرمائے گا تو خوف کی وجہ سے ان کا ہر جوڑ اپنی جگہ سے ہل جائے گا۔

امام عبدالرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ کب پوچھا جائے گا، فرمایا قیامت کے دن۔ کیا تم دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے هٰذَا يَوۡمُ يَنۡفَعُ الصّٰدِقِيۡنَ صِدۡقُهُمۡ (المائدہ: 119) (3)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے آیت کے متعلق یہ روایت نقل کی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے

1۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 132، وزارت تعلیم اسلام آباد 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 161، بیروت
3۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 162

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اپنی بارگاہ میں اٹھایا تو نصاری نے مختلف باتیں کیں اور یہ گمان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انہیں اس کا حکم دیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اس کا جواب دیا(1)۔

امام عبدالرزاق، فریابی، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت طاؤس سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور اللہ تعالیٰ نے حجت قائم کی اور اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس کی توفیق دی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عرض کی قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ(2)

امام ابوالشیخ نے حضرت طاؤس رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر دلیل قائم کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے حضور دلیل پیش کی اللہ تعالیٰ نے اپنی دلیل یوں ارشاد فرمائی ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ

امام ابن مردویہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا روز ہوگا، تمام امتیں جمع کی جائیں گی، تمام لوگوں کو ان کے امام کے ساتھ بلایا جائے گا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ

امام ابوالشیخ نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے یہ ارشاد فرمائے گا تو لوگ سن رہے ہوں گے حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہ جواب دیں گے جو تم نے دیکھ لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے بارے میں بندہ ہونے کا اقرار کریں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں جو من گھڑت باتیں کرتا تھا اسے علم ہو جائے گا کہ وہ جھوٹ کہتا تھا۔

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے کہ آیت میں رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ کا معنی میرا اور تمہارا سردار ہے۔

امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تک میں ان میں موجود تھا میں ان پر نگہبان تھا(3)۔

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، عبد بن حمید، امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا فرمایا اے لوگو تمہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف اٹھایا جائے گا تو تم ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ ہو گے۔ پھر یہ آیت تلاوت کی كَمَا بَدَاْنَاۤ اَوَّلَ خَلْقٍ نُّعِيْدُهٗ ؕ وَعْدًا عَلَيْنَا ؕ اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيْنَ (الانبیاء:104) پھر فرمایا خبردار قیامت کے روز سب سے پہلے جسے لباس پہنایا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔ خبردار میری

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 161، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 164

3۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 12 (9871) مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے اور انہیں بائیں جانب (جہنم کی طرف) لے جایا جائے گا، میں عرض کروں گا اے میرے رب میرے صحابہ میرے صحابہ تو جواب دیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا تو میں اس طرح کہوں گا جس طرح نیک بندے نے کہا وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ تو جواب دیا جائے گا انہوں نے اسی وقت ارتداد اختیار کرلیا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے جدا ہوئے تھے (1)۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے رقیب کا معنی نگہبان نقل کیا ہے۔

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے رقیب کا معنی نگہبان نقل کیا ہے (2)۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿١١٨﴾

''اگر تو عذاب دے انہیں تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے (اور) بڑا دانا ہے''۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام احمد، امام نسائی، ابن مردویہ اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات نماز پڑھی۔ ایک آیت پڑھی تو اس کے ساتھ رکوع وسجود کرتے ہوئے صبح کر دی۔ وہ یہی آیت تھی۔ جب صبح ہوگئی میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لگاتار یہی آیت پڑھتے رہے یہاں تک آپ نے صبح کر دی؟ فرمایا میں نے اپنے رب سے شفاعت کا سوال کیا تو اس نے مجھے عطا فرما دی ان شاء اللہ یہ ہر اس آدمی کو پہنچے گی جس نے شرک نہ کیا ہوگا (3)۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آیت پڑھتے ہوئے عبادت شروع کی اسے دہراتے رہے یہاں تک کہ صبح کر دی وہ یہی آیت تھی (4)۔

امام مسلم، امام نسائی، ابن ابی دنیا نے حسن الظن میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی تلاوت کی رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ (ابراہیم: 36) اور جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے عرض کی اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ اٹھائے عرض کی اے اللہ میری امت کو بخش دے۔ اے اللہ میری امت کو بخش دے اور خوب روئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤ اور کہو ہم تجھے تیری امت کے بارے میں راضی کریں

1۔ صحیح بخاری، باب نمبر 102، جلد 3، صفحہ 170، دار الفکر بیروت
2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 2، صفحہ 39، دار احیاء التراث العربی بیروت
3۔ سنن کبریٰ از بیہقی، جلد 3، صفحہ 13، دار الفکر بیروت
4۔ سنن ابن ماجہ، جلد 2، صفحہ 153 (1350)، دار الکتب العلمیہ بیروت

گے۔ تجھے ناراض نہیں کریں گے (1)۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی امت کی شفاعت کرتے ہوئے رات گزار دی۔ آپ یہ آیت پڑھتے ہوئے نماز ادا کرتے رہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ اس کے ساتھ سجدہ کرتے، رکوع کرتے، قیام کرتے۔ اس کے ساتھ قعدہ کرتے یہاں تک کہ صبح کر دی۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ نے ایک آیت کے ساتھ ساری رات عبادت کرتے رہے جبکہ آپ کے پاس تو مکمل قرآن موجود تھا۔ اگر ہم میں سے کوئی آدمی ایسا عمل کرتا تو ہم اس پر ناراضگی کا اظہار کرتے۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اپنی امت کے لئے دعا کی ہے۔ عرض کی کیا جواب ملا؟ فرمایا مجھے وہ جواب دیا گیا ہے اگر لوگوں میں سے بہت سے افراد کو علم ہو تو وہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں۔ عرض کی کیا میں لوگوں کو خوشخبری نہ دوں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ ﷺ لوگوں کی طرف یہ پیغام بھیجیں گے تو وہ عبادت سے سستی کریں گے۔ حضور ﷺ نے ابوذر کو واپس آنے کے لئے آواز دی تو وہ واپس لوٹ آئے اور اس آیت کی تلاوت کی جو آپ تلاوت کرتے رہے اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

امام ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے متعلق یہ قول نقل کیا ہے کہ تیرے بندے اپنی گفتگو کی وجہ سے عذاب کے مستحق ہو چکے ہیں، ان میں سے جن کو تو چھوڑے رکھے اور اس کی عمر کو لمبا کر دیا جائے یہاں تک کہ آسمان سے زمین کی طرف اسے اتارا جائے۔ وہ دجال کو قتل کرے پھر وہ اپنی بات کو چھوڑیں اور تیری وحدانیت کی گواہی دیں اور یہ اقرار کریں کہ ہم بندے ہیں جب وہ اپنی بات سے رجوع کر لیں تو تو انہیں بخش دے۔ بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو انہیں نصرانیت کی حالت میں موت عطا کرے تو ان پر عذاب ثابت ہو جائے گا، بے شک یہ تیرے بندے ہیں اگر تو انہیں بخش دے انہیں نصرانیت سے نکال دے اور اسلام کی طرف ہدایت دے۔ تو تو عزیز ہے حکیم ہے۔ یہ دنیا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول ہے (2)۔

قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿119﴾ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا فِيْهِنَّ ؕ وَ

1۔ تفسیر طبری، سورۃ ابراہیم، جلد 13، صفحہ 271، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 7، صفحہ 165

هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٢٠﴾

''فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ ہے وہ دن جس میں فائدہ پہنچائے گا سچوں کو ان کا سچ۔ ان کے لئے باغات ہیں رواں ہیں جن کے نیچے نہریں، وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان سے اور راضی ہو گئے وہ اللہ تعالیٰ سے۔ یہی ہے بڑی کامیابی۔ اللہ ہی کے لئے ہے بادشاہی سب آسمانوں کی اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے۔ اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والا ہے''۔

امام ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ وہ دن ہے جس میں توحید پرستوں کو توحید فائدہ دے گی۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ تفسیری قول نقل کیا ہے کہ یہ ارشاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی گزارش کا فیصلہ ہے اور یہ قیامت کے روز ہوگا (1)۔

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابوالشیخ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ دو گفتگو کرنے والے قیامت کے روز گفتگو کریں گے اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ابلیس اللہ کا دشمن۔ ابلیس یہ کہے گا اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ (ابراہیم: 22) اس روز اللہ کے دشمن نے سچ کہا جبکہ وہ دنیا میں جھوٹا تھا جہاں تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی گفتگو کے بارے میں جو ارشاد فرمایا تھا وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۖ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْٓ (المائدہ: 116) حضرت عیسیٰ علیہ السلام دنیاوی زندگی میں سچے تھے اور موت کے بعد بھی سچے۔

امام ابوعبید نے فضائل میں حضرت ابوزاہریہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مائدہ کے آخر میں یہ آیت لکھی لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ بَصِيْرٌ۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 7، صفحہ 165، دار احیاء التراث العربی بیروت